خطباتِ مسرور

خطباتِ جمعہ

فرمودہ امام جماعت احمدیہ عالمگیر

حضرت مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

2016ء

جلد14

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

خطبات مسرور

(جلد14)

Khutbat-e-Masroor – Volume 14 (Urdu)

A collection of Friday Sermons delivered by
Hazrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul-Masih V aba
in 2016

First published in the UK in 2023

© Islam International Publications Limited

Published by:
Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey GU9 9PS, UK

Printed at:

For more information please visit
www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-205-6 (set vol. 13-20)

وقت کی آواز

تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے.... اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔"

("الفرقان" مئی، جون 1967ء صفحہ 37)

ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وقت کے امام کو پہچاننے کی توفیق دی، اور اس کا سراسر فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کے نظام میں شامل کیا، ہمیں ایک خلیفہ عطا کیا جو ہمارے لئے درد رکھتا ہے، ہمارے لئے اپنے دل میں پیار رکھتا ہے، اس خوش قسمتی پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے، اس شکر کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ہم خلیفہ وقت کی آواز کو سنیں، اس کی ہدایات کو سنیں اور اس پر عمل کریں۔ کیونکہ اسکی آواز کو سننا باعثِ ثواب اور اس کی باتوں پر عمل کرنا دین و دنیا کی بھلائی کا موجب ہے۔ اس کی آواز وقت کی آواز ہوتی ہے، زمانے کی ضرورت کے مطابق یہ الٰہی بندے بولتے ہیں۔ خدائی تقدیروں کے اشاروں کو دیکھتے ہوئے وہ رہنمائی کرتے ہیں۔ الٰہی تائیدات و نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ خدائی صفات ان کے اندر جلوہ گر ہوتی ہیں۔

خطباتِ مسرور کی اس جلد میں ہمارے پیارے آقا اور امام ہمام کی قیمتی اور زریں نصائح ہم ملاحظہ کر سکیں گے۔ سال نو کے آغاز سے لے کر گھروں کے مسائل ہوں یا معاشرتی، ان سب کی بابت ایسی نصائح ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہیں، اپنی زندگیوں میں نکھار پیدا کر سکتے ہیں اور معاشرے میں ایک حسین انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ دنیا بھر میں جو نفسا نفسی کا عالم ہے اور جو انسانیت کو ایک تیسری عالمگیر جنگ کے دہانے پر لا کھڑا کئے ہوئے ہے۔ انسان اپنے رب، اپنے خالق اور مالک سے منہ موڑے ہوئے اس کی ایسی ناراضگی کا مورد بنا ہوا ہے کہ آئے دن طرح طرح کی آفات و مصائب کے عذاب کا شکار ہو رہا ہے۔ ان سب سے بچنے کے لئے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی ہمدردی اور شفقت کے جذبات پر مشتمل نصائح کی جھلک بھی آپ ان خطبات میں پائیں گے۔ اسلام کے خلاف عالمی سازشوں اور ان کے سدّباب کی تفصیل بھی ہے اور رہنمائی بھی۔ ان صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ کس حکمت و دانائی اور جرأت و بے باکی سے دنیا کے سامنے اسلام اور بانی اسلام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت تعلیم، روشن مقدس و پاکیزہ

سیرت وسوانح کو پیش کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ امن عالم اب اسلام کی تعلیمات کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ اور سب سے اہم یہ کہ ایک احمدی کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ ساری دنیا میں احمدیت اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو عام کرنا ہمارا کام ہے، اپنے عمل سے، حکمت سے، دانائی اور نیک نمونہ سے۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے مقام نبوت کی تشریح وتوضیح کا بھی بیان ہے کہ جو مقام بھی آپ کو ملا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ سے عشق ومحبت کی بدولت ہی ملا ہے۔

اس جلد میں ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے چلائی جانے والی ہوا کے زیر اثر ہزاروں لاکھوں افراد کے قبول احمدیت کے واقعات بھی ملاحظہ کر سکیں گے کہ خدا تعالیٰ کس طرح نیک اور سعید روحوں کو احمدیت کی طرف لا رہا ہے۔ احمدیہ جماعت کے افراد کی اپنے امام سے عقیدت اور والہانہ محبت کی جھلک بھی پائیں گے کہ کس طرح وہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان ومال کو خدا کے حضور پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مخالفین احمدیت کی بھیانک اور مذموم کوششیں جو کسی ملک میں ہوں۔ یہ کسی بھی احمدی کے ایمان میں کمزوری کا باعث نہ پہلے کبھی بنی اور نہ آئندہ کبھی بنے گی۔ بلکہ ہر مخالفت اور ہر روک جماعت کی ترقی کی رفتار کو پہلے سے زیادہ بڑھانے کا باعث پہلے بھی بنی اور اب بھی بنتی رہے گی۔ انشاء اللہ

اسلام میں سزا اور معافی کا فلسفہ، عہدیداران، مربیان اور واقفین زندگی کے فرائض، نئی ٹیکنالوجی، ٹی وی، انٹرنیٹ کی افادیت اور ان کے بہترین استعمال کے فوائد اور برے استعمال کے بھیانک نتائج سے آگاہی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب وتحریک اور واقفین نَو کے تمام بچوں کی تربیت اور والدین کا کردار، یہ سب امور ہیں جن پر تفصیل سے رہنمائی کی گئی ہے۔ اسی طرح کینیڈا، جرمنی، ڈنمارک اور سویڈن کی سرزمین کی خوش نصیبی کہ خلیفۃ المسیح کے قدم اس کو چومنے کی سعادت نصیب ہوئی اور لاکھوں کروڑوں افراد تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی پرامن تعلیم کا پیغام پھیلایا گیا اور جو برکات اور خلیفۂ وقت کے وجود سے میسر آئیں ان سب کی تفصیل بھی اس جگہ میں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق بخشے اور ہمارا خاتمہ اس حال میں ہو کہ خلیفۂ وقت ہم سے راضی ہو تا خدائے غفور رحیم کی رضا حاصل ہو سکے۔ آمین

ناشر

فہرست خطباتِ مسرور 2016ء

جلد 14

نمبر شمار	خطبہ جمعہ فرمودہ	صفحہ	نمبر شمار	خطبہ جمعہ فرمودہ	صفحہ
1	خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری	1	21	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مئی	275
2	خطبہ جمعہ فرمودہ 08 جنوری	17	22	خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی	286
3	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری	33	23	خطبہ جمعہ فرمودہ 03 جون	302
4	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جنوری	49	24	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جون	320
5	خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جنوری	61	25	خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جون	336
6	خطبہ جمعہ فرمودہ 05 فروری	74	26	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جون	350
7	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 فروری	86	27	خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی	363
8	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 فروری	100	28	خطبہ جمعہ فرمودہ 08 جولائی	375
9	خطبہ جمعہ فرمودہ 26 فروری	114	29	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جولائی	384
10	خطبہ جمعہ فرمودہ 04 مارچ	128	30	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جولائی	396
11	خطبہ جمعہ فرمودہ 11 مارچ	143	31	خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جولائی	408
12	خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مارچ	155	32	خطبہ جمعہ فرمودہ 05 اگست	419
13	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مارچ	169	33	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اگست	429
14	خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل	183	34	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 اگست	438
15	خطبہ جمعہ فرمودہ 08 اپریل	196	35	خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اگست	450
16	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اپریل	211	36	خطبہ جمعہ فرمودہ 02 ستمبر	462
17	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اپریل	225	37	خطبہ جمعہ فرمودہ 09 ستمبر	471
18	خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اپریل	236	38	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر	488
19	خطبہ جمعہ فرمودہ 06 مئی	249	39	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر	499
20	خطبہ جمعہ فرمودہ 13 مئی	263	40	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ستمبر	510

نمبر شمار	خطبہ جمعہ فرمودہ	صفحہ	نمبر شمار	خطبہ جمعہ فرمودہ	صفحہ
41	خطبہ جمعہ فرمودہ 07اکتوبر	522	48	خطبہ جمعہ فرمودہ 25نومبر	613
42	خطبہ جمعہ فرمودہ 14اکتوبر	534	49	خطبہ جمعہ فرمودہ 02دسمبر	624
43	خطبہ جمعہ فرمودہ 21اکتوبر	547	50	خطبہ جمعہ فرمودہ 09دسمبر	635
44	خطبہ جمعہ فرمودہ 28اکتوبر	562	51	خطبہ جمعہ فرمودہ 16دسمبر	648
45	خطبہ جمعہ فرمودہ 04نومبر	573	52	خطبہ جمعہ فرمودہ 23دسمبر	660
46	خطبہ جمعہ فرمودہ 11نومبر	583	53	خطبہ جمعہ فرمودہ 30دسمبر	670
47	خطبہ جمعہ فرمودہ 18نومبر	598			

خلاصہ خطبات 2016ء

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
1	نئے سال کا پہلا دن۔ احمدیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی رات عبادت میں گزار دی یا صبح جلدی جاگ کر نفل پڑھ کر نئے سال کے پہلے دن کا آغاز کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اپنی جماعت کو نصائح میں سے ایک انتخاب۔ یہی باتیں ہیں جو صرف سال کے پہلے دن ہی نہیں بلکہ سال کے بارہ مہینوں اور 365 دنوں کو بابرکت کریں گی۔	01 جنوری	بیت الفتوح۔لندن
2	دو مستقل تحریکات یعنی تحریک جدید اور وقف جدید۔چندہ وقف جدید کے مختلف مصارف اور اس کے ذریعہ تکمیل پانے والے اور زیر تکمیل منصوبوں کا تذکرہ۔ چندوں کا نظام ہی ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے رابطے بھی رہتے ہیں اور خود چندہ دینے والوں کو چندے کی برکات کا پتہ چلتا ہے اور پھر ان میں شوق پیدا ہوتا ہے۔ مالی قربانی میں حصّہ لینے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔ مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ پاکستان) اور مکرم احمد شیر جوئیہ صاحب آف بیلجیم کا ذکر خیر	08 جنوری	بیت الفتوح۔لندن
3	بزرگوں کی نسل ہونا بھی اُسی وقت فائدہ دیتا ہے جب خود بھی نیکیوں پر انسان قائم ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے واقعات کا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کے حوالہ سے تذکرہ۔ مکرم چوہدری عبد العزیز ڈوگر صاحب (یوکے)۔ مکرمہ اقبال نسیم عظمت بٹ صاحبہ اہلیہ غلام سرور بٹ صاحب (یوکے) اور مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ قریشی محمد شفیع عابد صاحب مرحوم درویش قادیان کا ذکر خیر	15 جنوری	بیت الفتوح۔لندن
4	اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے لیکن ساتھ معافی اور درگزر کا بھی حکم ہے۔ کسی مجرم کو سزا دینے کا اصل مقصد اصلاح ہے اور اخلاقی بہتری ہے۔ آنحضرتؐ کے اسوۂ حسنہ سے عفو اور درگزر کی بعض درخشندہ مثالیں۔ اس بارے میں جماعتی عہدیداروں اور نظام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ جن کو اصلاح کے لئے سزا ملتی ہے وہ بجائے ڈھٹائی دکھانے کے اس	22 جنوری	بیت الفتوح۔لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	بات کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ ہم نے اپنی اصلاح کس طرح کرنی ہے۔ مکرم بلال محمود صاحب ولد مکرم ممتاز احمد صاحب آف ربوہ کا ذکر خیر		
5	حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتا لگتا ہے“۔ جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ اگر ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی تربیت پر زور دیں۔ ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول میں رکھنا چاہئے۔ معاشرے کے امن، سکون کے لئے ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔ ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں ہیں ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ روایات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ	29 جنوری	بیت الفتوح۔ لندن
6	حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد صرف مسیح ابن مریم کی وفات کو ثابت کرنا نہیں بلکہ عملی حالتوں کی اصلاح ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے جھوٹ سے بچنے اور سچائی پر قائم رہنے کی بابت تاکیدی نصائح۔ مکرم قاسم تورے صاحب معلم آئیوری کوسٹ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب	05 فروری	بیت الفتوح۔ لندن
7	اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ افسوس ہے کہ بعض دفعہ قضاء میں ایسے معاملات آتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بھی بھائی بھائی کا حق دبا رہا ہوتا ہے۔ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔ جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور	12 فروری	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	involve ہونے کی کوشش کریں۔ بعض دفعہ چاہنے کے باوجود بعض کام نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ وہ چاہنا جو ہے وہ بے دلی سے ہوتا ہے۔ پانچ نمازیں ہر بالغ عاقل مسلمان پر فرض ہیں اور مَردوں پر یہ مسجدوں میں باجماعت فرض ہیں اور اس کے لئے انتظام ہونا چاہئے۔ چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو، جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں، جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں، ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں۔		
8	20/ فروری کا دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کے مصداق جیسا کہ وقت نے ثابت کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات کے حوالہ سے پیشگوئی کے پورا ہونے سے متعلق مختلف پہلوؤں کے بارہ میں ایمان افروز تذکرہ۔ مکرم صوفی نذیر احمد صاحب ابن مکرم میاں محمد عبداللہ صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر	19 فروری	بیت الفتوح۔ لندن
9	قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔ ایک مومن کو حقیقی طور پر احسان کرنے والے کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آدابِ گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آکر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں رہنے کا حق ملا ہے، ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں نہ وفادار ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ مختلف سبق آموز واقعات کا حضرت مصلح موعودؓ کی روایات کے حوالہ سے تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح	26 فروری	بیت الفتوح۔ لندن
10	حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ بعض سبق آموز واقعات کا تذکرہ۔ اگر دوستوں کے ذریعہ آپس میں، ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے۔ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا	04مارچ	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تفاسیر، حضرت مصلح موعودؓ اور خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے جب نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے۔ ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی ویب سائٹ یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کو بھی پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔ اپنے دوستوں کو بھی ان کا تعارف کروانا چاہئے۔ تعلقات بنانے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جن کی دینی حالت اچھی ہو، جو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کرنے والے ہوں اور پابند ہوں۔ اس حوالے سے خاص طور پر مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ربوہ کے شہریوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ جو کمزور ہیں وہ کمزوروں کا اثر لینے کی بجائے ان لوگوں کا اثر لیں جن کا جماعت سے مضبوط تعلق بھی ہے اور جو نماز میں بھی باقاعدہ ہیں۔ مکرم قمر الضیاء صاحب کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ کی شہادت		
11	شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طولِ امل، ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے۔ انسان توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو بخشا جاتا ہے۔ تکبر کو بعض دفعہ انسان محسوس نہیں کرتا اس لئے بڑی باریکی سے اس بارے میں ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ بعض دفعہ شیطان نیکیوں کے خیالات ڈال کر بھی اپنے پیچھے چلاتا ہے۔ ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے شیطان اور اس کے حملوں اور وساوس سے بچنے کی راہوں کی طرف رہنمائی	11 مارچ	بیت الفتوح۔ لندن
12	بچوں کی تربیت میں باپوں کا خاص کردار۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کرام کی تصاویر کے استعمال سے متعلق ضروری احتیاطوں کے اختیار کرنے کی تاکید۔ علم کے معاملہ میں بخل نہیں کرنا چاہئے۔ اس کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ڈاکٹر بیماروں کو تبلیغ کیا کریں۔ اس طرح سے وہ دین کی خدمت بھی کر سکتے ہیں۔ امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی	18 مارچ	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ مکرم عبد النور جابی صاحب آف سیریا کا ذکرِ خیر		
13	23مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے آپؑ کی بعثت کی اغراض کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کی تاکید 23مارچ کے دن ایک دوسرے کو اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو مانا اور اس بات کا شکر..... تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔ خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔ اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مکرمہ محمودہ سعدی صاحبہ اور مکرم نورالدین چراغ صاحب کی نماز جنازہ حاضر اور مکرمہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الباری صاحب تعلقدار کی نماز جنازہ غائب	25مارچ	بیت الفتوح۔لندن
14	حضرت مسیح موعودؑ اپنی تحریروں، تقریروں اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپؑ کے صحابہؓ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ احسان ہم پر اس سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات و خطابات میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں جو عموماً حضرت مصلح موعودؓ نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہؓ نے آپؓ کو بتائیں۔ مَیں گزشتہ کچھ عرصہ سے ان باتوں اور روایتوں کو خطبات میں بیان کر رہا ہوں جس پر مجھے کئی خطوط بھی آئے ہیں کہ ان مثالوں یا واقعات سے ہمیں آسانی سے بات سمجھ آ جاتی ہے۔ آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دینا، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے۔ بعض لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صرف دین کی طرف توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں	01اپریل	بیت الفتوح۔لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے۔ مکرم سید اسد الاسلام شاہ صاحب آف گلاسگو کی شہادت		
15	ہمیں اپنی زندگیوں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم وہی کام کریں جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اجازت دیتے ہیں۔ جب خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریمؐ کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو وہ بہر حال رڈ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی؟ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر احمدی لڑکا اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اَناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔ مکرمہ سکینہ ناہید صاحبہ، مکرم شوکت غنی صاحب کی شہادت جو بحیثیت سپاہی پاک فوج کے دہشتگردوں کے خلاف آپریشن ضرب عضب میں حصّہ لے رہے تھے۔	08اپریل	بیت الفتوح۔لندن
16	نمازوں کی ادائیگی اور اس کی فضیلت کے بارے میں بار بار خدا تعالیٰ نے ایک مومن کو تلقین فرمائی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔ ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہمیں عبادتوں کے صحیح طریقے سکھائے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے نماز کی اہمیت، حکمت اور نمازوں کی پابندی اور نمازوں میں لذت و سرور وغیرہ امور کے حاصل کرنے سے متعلق نہایت اہم تاکیدی نصائح ۔ خاص طور پر اگر عہدیداران اور جماعتی کارکنان اور واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ مکرمہ اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کراچی کا ذکر خیر	15اپریل	بیت الفتوح۔لندن
17	مختلف فقہی امور سے متعلق سوالات کرنے والوں کو حضرت مسیح موعودؑ خود بھی جواب عطا فرمایا کرتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے علماء کی طرف بھی بھیج دیا کرتے تھے۔ مختلف مجالس میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں ان کو نظارت اشاعت پاکستان نے بڑی محنت سے بعض علماء کے ذریعہ سے یکجا کیا ہے اور یہ کتاب ”فِقْہُ الْمَسِیْح“ کے نام سے یہاں چھپ گئی ہے۔ احبابِ جماعت کو ان مختلف مسائل سے آگاہی کے لئے یہ کتاب لینی چاہئے۔ مکرمہ امۃ الحفیظ رحمان صاحبہ کا ذکر خیر	22اپریل	بیت الفتوح۔لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
18	جماعت کے قیام سے لے کر آج تک حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے ماننے والوں پر مسلمانوں کی طرف سے مسلسل یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو نبی کہہ کر یا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مان کر ختم نبوت کی نفی کی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سراسر ہم پر جھوٹا الزام ہے اور اتہام ہے۔ کہ ہم تو مسلمان ہیں اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق ہی آنے والے مسیح موعود کو آنحضرتؐ کا غلام اور آپؐ کا تابع نبی مانتے ہیں۔ جب بھی مخالفتیں بڑھیں ان مخالفتوں نے جماعت کے لئے کھاد کا کام کیا۔ اس سے ہمیں تو کوئی فکر نہ کبھی تھی اور نہ ہے اور نہ ہونی چاہئے۔	29اپریل	بیت الفتوح۔لندن
19	اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں اگر آپ کے مال بڑھے ہیں، جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاری رکھنے کے لئے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مختلف ارشادات کے حوالہ سے نیکی اور تقویٰ پر قائم ہونے، لوگوں سے احسان کا سلوک کرنے، اخلاق میں بہتری پیدا کرنے، تبلیغ کرنے اور ایمانی ترقی کے لئے لغویات سے بچنے وغیرہ امور کی بابت اہم نصائح	مئی06	مسجد نصرت جہاں، ڈنمارک
20	مسجد محمود (مالمو) کی تعمیر کے سلسلہ میں افراد جماعت کے مالی قربانی کے واقعات کا روح پرور تذکرہ۔ مسجد کی تعمیر کا حق بھی تبھی ادا ہو گا جب اس کو عبادت کرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ آباد کریں گے۔ خود بھی یہاں آکر اپنی نمازوں سے اس کو آباد کریں گے اور تبلیغ کر کے علاقے کے لوگوں کو بھی اسلام کی تعلیم سے متعارف کروائیں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے ہماری جماعت کے لئے مساجد کی ضرورت، اہمیت اور اس کی غرض و غایت اور تقاضوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور یہ اسلام کا بنیادی حکم ہے اور اس کو چھوڑ کر چندوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ خیال غلط ہے۔ زکوٰۃ جس پر فرض ہے اس کو توجہ دلائی جاتی ہے اور بار بار دلائی جاتی ہے۔	مئی13	مسجد محمود، مالمو(Malm)، سویڈن
21	اس بگڑے ہوئے زمانے میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ استغفار ہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان آسکتا ہے۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے	مئی20	مسجد ناصر۔ گوٹن برگ، سویڈن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ اوراس کے علاوہ بھی انٹرنیٹ ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ (IPad) کے ذریعہ سے، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ غلط تفریح اور ہر قسم کی فضولیات اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے آنحضرتؐ کی ایک جامع دعا کا تذکرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔ ہر احمدی گھر کو یہ لازمی اور ضروری بنانا چاہئے کہ تمام گھر کے افراد مل کر ہر ہفتے کم از کم ایم ٹی اے پر خطبہ ضرور سنا کریں اور اس کے علاوہ کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بھی دیکھیں۔ نظام اور بالخصوص ذیلی تنظیموں کو ممبران کو سنبھالنے اور جماعت سے مضبوطی کے ساتھ جوڑنے کے لئے عملی کوشش کرنے کی رہنمائی اور تاکیدی نصائح۔ عہدیدار اپنے رویّے ایسے رکھیں کہ پیار سے انہیں دین کے ساتھ جوڑیں، مسجد کے ساتھ جوڑیں، اپنی مجلس کے ساتھ جوڑیں، جماعت کے ساتھ جوڑیں ورنہ شیطان تو اس تاک میں ہے کہ کہاں کوئی کمزور ہو، کہاں کسی کو کسی عہدیدار کے خلاف کوئی شکوہ پیدا ہو اور میں حملہ کر کے اسے اپنے قابو میں کروں۔		
22	جماعت میں یہ دن یوم خلافت کے طور پر منایا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے وعدے، آنحضرتؐ کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی قدرت ثانیہ کے متعلق دی ہوئی خوشخبری پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بکھرنے سے بچالیا اور اس حوالے سے ہم یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہم خلافت احمدیہ کے قیام اور ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے بھی تیار رہیں گے۔ (انشاء اللہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت نے ترقی کرنی ہے یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے مقاصد وہی ہیں جس کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا اور وہ یہی ہیں کہ بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے پوری کوشش کرنا اور بنی نوع انسان کے حق ادا کرنا۔ اس سے زیادہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ ڈنمارک اور سویڈن کے حالیہ دورہ کے دوران منعقدہ مختلف تقریبات، ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے نمائندوں کو انٹرویوز اور تقریبات	مئی 27	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	میں شامل مہمانوں کے تأثرات کا ایمان افروز تذکرہ۔ حضرت مسیح موعودؑ سے ہٹ کر اگر کوئی اس زمانے میں خلافت قائم کرنا چاہتا ہے یا چاہے گا۔ تو وہ ناکام ہو گا اور امن قائم نہیں کر سکے گا۔ یہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو اپنوں اور غیروں کے خوف کو امن میں بدل رہی ہے اور مختلف لوگوں کے تاثرات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات خلافت احمدیہ کے ساتھ ہیں اور کبھی کم نہیں ہوتیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ گزشتہ 108 سال کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ یہ خلافت اور یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ جاری رہنے کے لئے ہے۔ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب وقف ابن مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب آف ننکانہ کی نماز جنازہ حاضر۔ مکرم داؤد احمد صاحب آف کراچی کی شہادت اور مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کا ذکر خیر		
23	ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپؑ کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لئے اس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات و ہدایات کی روشنی میں رمضان المبارک کے آغاز، سحری و افطاری، مسافر اور مریض کے روزہ، فدیہ رمضان، روزہ رکھنے کی عمر، نماز تہجد و تراویح وغیرہ کے مسائل کا تذکرہ	جون 03	بیت الفتوح۔ لندن
24	روزے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تقویٰ کے موضوع پر مختلف تحریرات و ارشادات کا تذکرہ اور ان کے حوالہ سے احباب کو اہم نصائح۔ مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الحمید صاحب مرحوم کاونٹری (یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور مکرم حمید احمد صاحب ضلع اٹک کی شہادت	جون 10	بیت الفتوح۔ لندن
25	”روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔“ دعاؤں کی قبولیت کی شرائط، اس کے اصول اور فلسفہ کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات عالیہ کے حوالہ سے بصیرت افروز تذکرہ اور احباب جماعت کو اہم نصائح۔ مکرم راجہ غالب احمد صاحب (آف لاہور) اور مکرم ملک محمد احمد صاحب (آف جرمنی) کا ذکرِ خیر	جون 17	بیت الفتوح۔ لندن
26	سب سے بنیادی حکم جو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور جو انسان کی پیدائش کا مقصد بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے حکم ہے۔ پس اس رمضان میں واقفین زندگی جن کا عہد ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں میں	جون 24	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	سب سے آگے رہنے والوں میں سے ہونے کی اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ کوشش کریں گے اور عہدیدار جن پر افراد کی نظر ہے اور ان کو انہوں نے چنا بھی اس لئے ہوا ہے، منتخب کیا ہے کہ ہم میں سے بہتر ہیں وہ ایک نمونہ ہونا چاہئیں۔ پھر ایک حکم قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عہدوں کو پورا کرنے اور ان کی پابندی کا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بد ظنی اور تجسّس سے بچنے اور غیبت نہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ پس رمضان میں جب ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں، اس کا قرب ہمیں ملے، اپنی دعاؤں کو ہم قبول ہوتا ہوا دیکھیں تو ان برائیوں سے بچنے کی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی ہمیں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ مکرم چوہدری خلیق احمد صاحب حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی کی شہادت		
27	ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ سے متعلق غیر احمدی مسلمانوں میں رائج بعض غلط تصوّرات اور بدعات کا تذکرہ۔ ہمارے لئے تو کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں کہ اپنے جمعوں کی ادائیگی کو صرف رمضان تک یا جمعۃ الوداع تک محدود کر دیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہؐ کے حوالہ سے جمعۃ المبارک کی اہمیت اور اس کے فضائل کا تذکرہ اور خطبہ جمعہ کو براہِ راست سننے اور اس سے استفادہ سے متعلق تاکیدی ہدایات۔ جمعہ کے دن کی سرکاری تعطیل کے حصول کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مساعی کا تذکرہ۔ ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ یہ رمضان جن برکات کو لے کر آیا تھا اور جو برکات چھوڑ کر جا رہا ہے اسے ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ انشاء اللہ	جولائی 01	بیت الفتوح۔ لندن
28	حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ ہمارا دینی علم بھی بڑھے اور اس کے ساتھ ہی ان کتب کی وجہ سے ہماری روحانیت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ مربیان اور مبلغین پر یہ ذمہ داری بھی ہے کہ ان کو جماعتوں میں اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے علمی اور روحانی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ کبھی کسی فرد جماعت کو ان کے متعلق کسی قسم کی غلط بات کہنے کی جرأت نہ ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ بعض روایات اور مختلف سبق آموز مثالوں اور واقعات کے حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح	جولائی 08	بیت الفتوح۔ لندن
29	یہ جماعتی عہدیداران کے انتخاب کا سال ہے۔ امراء، صدران و دیگر عہدیداران و مبلغین کے لئے نہایت اہم ہدایات۔ محترمہ صاحبزادی طاہرہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کا ذکر خیر	جولائی 15	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
30	واقفین زندگی جن کے سپرد جماعت کی خدمت کا کام ہے جن میں مربیان پہلے نمبر پر ہیں اپنی صحت کے قائم رکھنے اور سخت جانی پیدا کرنے کے لئے ورزش یا سیر کی باقاعدہ عادت ڈالیں۔ دوسرے ان مغربی ممالک میں غیر صحتمند غذا بھی بڑی عام ہے جس کو یہ لوگ خود بھی junk food کہتے ہیں۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بہرحال ہمیں صحتمند واقفین زندگی اور مربیان چاہئیں۔ اس لحاظ سے انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی صحت کے حوالے سے لاپرواہ اور سست نہ ہوں تاکہ اپنے کام کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ بعض روایات کا تذکرہ اور اسی حوالہ سے احباب کو نصائح مکرم ڈاکٹر ادریس بنگورا صاحب نائب امیر اوّل سیرالیون اور مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب نائب امیر آسٹریلیا کا ذکر خیر	جولائی 22	بیت الفتوح۔ لندن
31	آجکل دنیا کے حالات بڑی تیزی سے خراب ہو رہے ہیں اور بدقسمتی سے اس کی وجہ مسلمانوں کے بعض گروہ بن رہے ہیں۔ مسلمان ممالک کے سربراہ، ان کے کرتے دھرتے بھی نہیں سمجھتے کہ ان کو اسلام مخالف طاقتیں گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اسلام کے نام پر اور جہاد کے نام پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کا اسلام کی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ پھر دہشت گرد تنظیموں نے ان مغربی ممالک میں معصوم جانوں کو قتل کرنے کے انتہائی بہیمانہ اور ظالمانہ عمل کر کے اسلام کو بدنام کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اگر دنیا کے دل جیتے جاسکتے ہیں، اگر اسلام کو دنیا میں پھیلایا جاسکتا ہے تو اس کی خوبصورت تعلیم سے، نہ کہ شدت پسند لوگوں اور علماء کی خود ساختہ تعلیم سے، ہم احمدیوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر حملہ جو اسلام کے نام پر یہ بھٹکے ہوئے لوگ کرتے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر ہماری ذمہ داریاں پوری کرنے کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے انشاء اللہ دنیا میں پھیلنا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اب احمدیت کے ذریعہ سے ہونی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ قرآن مجید، احادیث نبویہؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات میں مذکور بعض دعاؤں کے خاص طور پر کرنے کی تاکید۔ مکرم ایوان ورنان صاحب آف Belize، مکرم سید نادر سیدین صاحب (آف ربوہ) اور مکرم نذیر احمد ایاز صاحب (آف نیویارک، امریکہ) کا ذکر خیر	جولائی 29	بیت الفتوح۔ لندن
32	جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کی مہمان نوازی کے معیار کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے میزبانوں اور جلسہ سالانہ کی انتظامیہ اور رضاکاران کو نہایت اہم تاکیدی نصائح	اگست 05	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
33	جلسہ سالانہ کی اہمیت وافادیت۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے زریں ہدایات ونصائح	اگست12	حدیقۃ المہدی، آلٹن، برطانیہ
34	جلسہ سالانہ کا بخیر وخوبی انعقاد اور خدا کے حضور اظہار تشکر، جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں میں سے بعض کے تأثرات	اگست19	بیت الفتوح۔لندن
35	کس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والوں کے دلوں میں تحریک کرتا ہے۔ بعض کو رؤیا کے ذریعہ سے احمدیت کی صداقت بتا رہا ہوتا ہے۔ کہیں کوئی لٹریچر یا کتاب تبلیغ کا باعث بن جاتی ہے۔ کہیں احمدیت کی مخالفت احمدیت پھیلانے میں کھاد کا کام دیتی ہے۔ کہیں احمدیوں کے اخلاق دوسروں کو احمدیوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ پھر ایسے واقعات بھی ہیں جو دور دراز کے ملکوں میں رہنے والوں کے احمدیت پر ایمان اور یقین کے حیرت انگیز نظارے بھی ہمیں دکھاتے ہیں۔ گزشتہ سال دنیا کے مختلف ممالک میں ظاہر ہونے والے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے متعدد روشن نشانات اور ایمان افروز واقعات میں سے بعض کا نہایت دلنشین تذکرہ	اگست26	بیت الفتوح۔لندن
36	اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج سے تین دن کے لئے جماعت احمدیہ جرمنی کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور اس جمعہ کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر ان جلسوں کا انعقاد شروع کیا تھا اور اس کا مقصد افراد جماعت کی اصلاح تھی۔ اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی طرف کھینچے جانے کی کوشش کرنا تھا۔ علم و معرفت میں ترقی کرنا تھا۔ پاک تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا تھا۔ دنیا کی چاہتوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچانا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے لغویات سے بچنے، حُسن اخلاق دکھانے، زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھنے، نمازوں میں سوز و گداز پیدا کرنے، تکبر سے بچنے اور ہر ایک سے ہمدردی کرنے وغیرہ امور سے متعلق اہم نصائح	ستمبر02	کالسروئے جرمنی
37	اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ گزشتہ اتوار اپنے تین دن کے بھرپور پروگراموں کے بعد اپنے اختتام کو پہنچا۔ دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کو ان کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خدمت کرنے والوں کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی کے سننے اور دیکھنے کا انتظام فرمایا ہوا ہے۔ پس یہ تمام کارکنان ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔ میں بھی ان سب کام کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے والے مہمانوں کے جلسہ کے انتظامات، نظم وضبط اور	ستمبر09	بیت السبوح فرینکفرٹ، جرمنی

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	اس کے پروگراموں سے متعلق نیک تأثرات اور اس کے نتیجہ میں ان کے خیالات میں پیدا ہونے والی پاکیزہ تبدیلیوں کا روح پرور تذکرہ۔ لال کتاب بنائیں۔ اس میں درج کریں اور آئندہ انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس دورہ کے دوران بعض مساجد کے سنگ بنیاد اور بعض کے افتتاح بھی ہوئے۔ ان مواقع پر منعقدہ تقریبات میں شامل ہونے والے مہمانان کے تأثرات کا تذکرہ۔ جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کو افراد جماعت کی عملی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے تربیتی پروگرام بنانے اور ان کے بہترین نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی تاکیدی ہدایات		
38	اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر تکلیف اور مشکل اور افسوس اور صدمہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی دعا سکھائی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور جب اس دنیا سے رخصت ہونے والے کے قریبی انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہ دعا پڑھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جہاں مرحوم کے درجات بلند کرتا ہے وہاں پیچھے رہنے والوں کے تسکین کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے۔ عزیزم رضا سلیم (ابن مکرم سلیم ظفر صاحب) متعلم جامعہ احمدیہ یوکے کی اٹلی میں ہائیکنگ کے دوران ایک حادثہ میں ناگہانی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب	ستمبر 16	بیت الفتوح۔ لندن
39	آنحضرتؐ نے ایک موقع پر حقیقی مومن کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی مومن وہی ہے جو جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے، دوسرے کے لئے چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسا رہنما اصول ہے جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے۔ جھگڑوں کو ختم کرتا ہے۔ غصّہ پر قابو رکھنے، صبر کرنے اور بیہودہ گوئی وغیرہ سے باز رہنے سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے نصائح۔ آنحضرتؐ کا اپنے قصورواروں کو معاف کرنے کے عدیم النظیر واقعات کا روح پرور تذکرہ	ستمبر 23	بیت الفضل۔ لندن
40	آج سے مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ یوکے (UK) کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ ہمارے اجتماعات کی اصل روح تو یہ ہے جس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آپس میں محبت و اخوت میں بڑھا جائے۔ علمی پروگرام اور مقابلے اس روح کے ساتھ ہونے چاہئیں کہ ہم نے ان باتوں سے کچھ سیکھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی ذمہ داریوں کا خلاصہ ان کے اس عہد میں مذکور ہے جسے وہ اپنے اجلاسات میں دہراتے ہیں۔ ان عہدوں کے حوالہ سے انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کو اہم اور زرّیں نصائح۔ جامعہ احمدیہ یوکے کے ایک بہت پیارے طالبعلم مظہر احسن (مرحوم) کا ذکر خیر	30 ستمبر	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
41	آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ جلسہ کا یہ مقصد ہے کہ روحانیت میں ترقی ہو۔ دنیا میں جس طرح جماعتیں پھیل رہی ہیں اور ترقی کر رہی ہیں ضروری تھا کہ ہر ملک میں جہاں بھی جماعت ہے اس نہج پر جلسے منعقد کئے جائیں جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ہوتے تھے جماعت احمدیہ کینیڈا اس سال اپنے ملک میں قیام کے پچاس سال منا رہی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے احباب جماعت کو اپنے اندر پاکیزہ روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے نہایت اہم نصائح	07اکتوبر	انٹرنیشنل سینٹر Mississauga
42	میری تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ حالات حاضرہ پر بات ہو یا جماعت احمدیہ پر جس طرح بھی ہو اس کو کسی طرح آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے جوڑوں تا کہ اسلام کی حقیقت ان لوگوں کو پتا چلے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ڈیوٹیاں دینے والے کارکنان سے اظہارِ تشکر۔ جلسہ میں شامل ہونے والے احمدی و غیر احمدی معزز مہمانوں کے تأثرات۔ اخبارات، ٹی وی چینلز و دیگر سوشل میڈیا پر جلسہ سالانہ کینیڈا کی بھرپور کوریج کا تذکرہ۔	14اکتوبر	مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا
43	سلسلہ کے دیرینہ خادم اور مبلغ مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب اور فضل عمر ہسپتال ربوہ کی واقف زندگی ڈاکٹر مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب (مرحوم) کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب	21اکتوبر	مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا
44	صرف بچوں کو وقف کے لئے پیش کرنے سے ماں باپ کی ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بچہ اور خاص طور پر وقف نَو بچہ ان کے پاس جماعت کی امانت ہے جس کی تربیت اور اسے جماعت اور معاشرے کا بہترین حصہ بنانا والدین کا فرض ہے۔ لائن منتخب کرنے کے بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ واقفین نَو لڑکے جامعات میں جا کر مربی اور مبلغ بننے کو پہلی ترجیح دیں۔ ہر وہ احمدی جو چاہتا ہے کہ ان کی نسلیں نظام جماعت سے وابستہ رہیں انہیں چاہئے کہ اپنے گھروں کو احمدی گھر بنائیں، دنیا داروں کے گھر نہ بنائیں ورنہ اگلی نسلیں دنیا میں پڑ کر نہ صرف احمدیت سے دور چلی جائیں گی بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی دور ہو جائیں گی اور اپنی دنیا و عاقبت دونوں برباد کریں گی۔ تمام احمدیوں بالخصوص وقف نَو بچے، بچیوں اور ان کے والدین کو نہایت اہم نصائح	28اکتوبر	مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا
45	الحمد للہ جماعت احمدیہ رجائنا (Regina) کو بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ماشاء اللہ بڑی خوبصورت مسجد ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسجد ہماری تربیت کے لئے بھی اور تبلیغ کے لئے بھی انتہائی اہم ہے۔ اس لئے	04نومبر	مسجد محمود، ریجائنا، کینیڈا

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	میں نے امیر صاحب کو کہا تھا کہ وہ چھوٹی مسجدیں بنائیں لیکن ہر جماعت میں مسجد بنانے کی کوشش کریں۔ زکوٰۃ میں سب عورتیں اور مرد شامل ہیں اور اس کا ایک مقررہ نصاب ہے جو آنحضرتؐ کے زمانے سے آپؐ نے مقرر فرمایا۔ سب سے پہلے یہ فرض جماعت کے عہدیداروں اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا ہے کہ مسجدوں کی آبادی کو اپنی حاضری سے لازمی بنائیں۔		
46	آج میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اس لیے میں ان چند قربانی کرنے والوں کے کچھ واقعات پیش کرتا ہوں جو مالی قربانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مختلف ممالک کے افراد جماعت کے مالی قربانیوں کے حیرت انگیز ایمان افروز اور روح پرور واقعات کا تذکرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کے لیے ایک ذریعہ بنایا ہے۔ اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی۔ پس اس سے پہلے کہ پچھتاوا شروع ہو جائے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں اور اس کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے دیا ہوا ہے اسے استعمال کریں۔	11 نومبر	مسجد بیت النّور، کیلگری، کینیڈا
47	گزشتہ دنوں مَیں کینیڈا کے دورے پر تھا۔ تقریباً چھ ہفتے کا پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورہ ہر لحاظ سے، جماعتی پروگراموں کے لحاظ سے بھی اور غیروں کے ساتھ پروگراموں کے لحاظ سے بھی بابرکت رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کی جماعت بھی دنیا کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح اخلاص و وفا میں آگے قدم بڑھانے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں تین نئی مساجد بنائی ہیں۔ پارلیمنٹ میں بھی ایک فنکشن ہوا۔ York یونیورسٹی میں بھی خطاب ہوا۔ ٹورانٹو میں پیس سمپوزیم ہوا۔ کیلگری میں پیس سمپوزیم ہوا جن میں غیروں کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کرنے کا موقع ملا۔ ٹورانٹو میں تین انٹرویوز ہوئے۔ جن میں ایک گلوبل نیوز ٹورانٹو کا تھا۔ دوسرا انٹرویو CBC کا تھا جو وہاں کا نیشنل نیوز چینل ہے۔ اسی طرح گلوب اینڈ میل ایک نیشنل اخبار کا انٹرویو ہے۔ پارلیمنٹ ہِل اور دیگر مختلف پروگراموں کی کسی قدر تفصیل اور ان میں شامل ہونے والے معزز مہمانوں کے تأثرات کا دلچسپ اور روح پرور تذکرہ۔ مجموعی طور پر ساٹھ ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ الحمدللہ۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس فضل کی ہمیں قدر بھی کرنی چاہئے اور اسے سنبھالنا بھی چاہئے اور خاص طور پر کینیڈا کے احمدیوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل مزید بڑھیں۔	18 نومبر	بیت الفتوح۔ لندن
48	ہر احمدی کو اور خاص طور پر یہاں مَیں کہوں گا عہدیداروں کو یہ دیکھنے کی	25 نومبر	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	ضرورت ہے کہ وہ کس حد تک اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اس معیار پر قائم ہیں۔ شعبوں کے افسران کو جن جن کی بھی پبلک ڈیلنگ (Public Dealing) ہے اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والا ہر کارکن اور مددگار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنا کام کر رہا ہے یا نہیں۔ ہمارا ہر عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عموماً دنیا کے سامنے ایک رول ماڈل ہونا چاہئے۔ اس وقت دنیا میں صرف اور صرف ایک جماعت ہے جو جماعت احمدیہ مسلمہ کہلاتی ہے۔ اور یہی ایک جماعت ہے جو دنیا میں ایک نام سے پہچانی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بین الاقوامی جماعت نہیں جو تمام دنیا میں ایک نام سے جانی جاتی ہو۔ پس اس کے ساتھ جڑ کے رہنا اور نظام جماعت کا حصہ بننا آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق حقیقی مسلمان بناتا ہے۔ اس خوش قسمتی پر ہر احمدی جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے اور حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ نظام جماعت کی مکمل اطاعت، خلافت کی اطاعت ہو۔ مکرم عدنان محمد کُرُدِیَّہ صاحب آف سیریا کی شہادت۔ مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد چیمہ صاحب درویش قادیان اور مکرم رانا مبارک احمد صاحب آف لاہور حال لندن کا ذکر خیر		
49	بعض لوگ بعض عہدیداروں یا ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ان تمام شکایت کرنے والوں پر واضح ہونا چاہیے جو نام نہیں لکھتے کہ ان کا یہ فعل کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہوگا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہوگا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اَناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفۂ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اس کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔ مکرم شیخ ساجد محمود صاحب آف کراچی کی شہادت۔ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب درویش قادیان کی وفات۔ مکرم تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کی شہادت۔	02 دسمبر	بیت الفتوح۔ لندن
50	حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشانوں کا ایمان افروز تذکرہ۔ ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے	09 دسمبر	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
	جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے۔ جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے۔ لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرتی ہیں، ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ گزشتہ دنوں ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کی پولیس کے خاص ادارے کے Raid اور بعض افراد کی گرفتاری پر احمدیوں کے ردّ عمل کا تذکرہ کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ہمارے ایمان مضبوط ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے۔ الجیریا میں بھی حکومت کی طرف سے احمدیوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ دنیا میں کسی بھی جگہ کوئی بھی احمدی کبھی ملکی قانون سے لڑنے والا نہیں اور حکومت سے لڑنے والا نہیں بلکہ ہم تو امن، پیار اور محبت پھیلانے والے ہیں ہاں اس کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دیں گے۔ انشاء اللہ۔ پاکستانی مولوی ہوں یا کوئی مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی طاقتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ لوگ کبھی بھی احمدیت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے۔ مکرم سفنی ظفر احمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کا ذکرِ خیر		
51	ربیع الاوّل کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی حالت پر کہ یہ دن مناتے تو محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی پیدائش کی خوشی میں ہیں لیکن آپس میں مسلمان قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر:15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ یہ فتنہ پرداز مولوی عوام الناس کے جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہا جائے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرتؐ نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا جو آنحضرتؐ کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔ آنحضرتؐ کے ارشادات، علماء و بزرگان کے حوالے اور بالخصوص حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پُر معارف، بصیرت افروز ارشادات کی روشنی میں ختم نبوت کی تشریح اور آنحضرتؐ کے عالی مقام کا تذکرہ۔ دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں نے جمع ہو کر جلوس نکالا اور ہماری مسجد پر حملہ کیا۔ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ کے متعلق کانفرنسوں کے انعقاد اور مسلم و غیر مسلم افراد کو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آگاہ کرنے کی مہم اور اس کے نیک اثرات کا تاریخی حوالہ سے تذکرہ۔	16 دسمبر	بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ نمبر	خلاصہ / عنوان	تاریخ	مقام
52	جماعت احمدیہ کی مخالفت اور افراد جماعت پر مخالفین جماعت کی طرف سے کئے جانے والے مظالم کوئی نئی چیز نہیں اور نہ ہی انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی بات ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اب ہم احمدیوں پر ظلم کی انتہا ہو گئی ہے اور اب ہمیں سختی کا جواب سختی سے دینا چاہئے۔ کتنا عرصہ ہم تکلیفیں برداشت کریں گے۔ بعض ایسے نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے اور اپنی آزادی کے لئے دنیاوی طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ ہم نے تو اس تعلیم پر عمل کرنا ہے اور اس ہدایت پر چلنا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں دی ہے۔ ہم نے گالیوں کا جواب نہ گالی سے دینا ہے، نہ فساد کا جواب فساد پیدا کر کے دینا ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر دینا ہے۔ ملک میں فساد کرنا ہماری تعلیم نہیں ہے۔ پس ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دَر کو پکڑیں اور دعاؤں کی انتہا کر دیں۔ نامساعد حالات میں اگر ہم زمانے کے امام کی بتائی ہوئی نصائح اور ہدایات پر عمل نہیں کر رہے تو ہم اس نور سے دُور چلے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اطاعت کی وجہ سے ہمیں ملنا ہے۔ پس ہمیں پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ مکرم ملک خالد جاوید صاحب کا ذکرِ خیر	23 دسمبر	بیت الفتوح۔ لندن
53	نئے سال کے آغاز پر جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے دنیا والے کیا کچھ نہیں کرتے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بیزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اٹھنے والا قدم ہو۔ ہمارا ہر دن اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا دن ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعودؑ سے عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔ قرآن مجید، احادیث نبویہؐ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے ان اعلیٰ معیاروں کا تذکرہ جن پر ہمیں اپنے آپ کو پرکھنا چاہئے اور جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم ان پر پورا اتر رہے ہیں یا نہیں؟ پاکستان کے احمدی جو اس سال قادیان کے جلسے پر نہیں جا سکے اور اس سے ان کو بڑا افسوس بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے بھی سامان پیدا فرمائے۔ الجزائر کے احمدیوں کی مشکلات بھی دور فرمائے۔	30 دسمبر	بیت الفتوح۔ لندن

1

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ یکم / جنوری 2016ء بمطابق یکم / صلح 1395 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور یہ جمعۃ المبارک کے بابرکت دن سے شروع ہو رہا ہے۔ حسب روایت نئے سال کے شروع ہونے پر ہم ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ مجھے بھی نئے سال کے مبارکباد کے پیغام احباب جماعت کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے ہوں گے۔ مغرب میں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے سال کی رات، ساری رات ہاؤ ہو، شراب نوشی ہلّڑبازی اور پٹاخے اور پھلجڑیاں جسے فائر ورکس (Fireworks) کہتے ہیں، سے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے بلکہ اب مسلمان ممالک میں بھی نئے سال کا اسی طرح استقبال کیا جاتا ہے۔

چنانچہ کل دبئی میں بھی اسی طرح کے فائر ورکس کی خبریں آ رہی تھیں۔ جہاں یہ سب تماشے دکھا رہے تھے، وہیں اس کے ساتھ ہی ایک 63 منزلہ عمارت کو لگی ہوئی آگ کے نظارے بھی دکھائے جا رہے تھے جو راکھ کا ڈھیر ہو گئی تھی۔ لیکن ٹی وی پر بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس عمارت میں یہ آگ لگی ہے تو لگی رہے۔ تباہی ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ ہم تو اس جگہ کے سامنے اس کے قریب ہی اپنے پروگرام کے مطابق پھلجڑیاں چھوڑیں گے اور تماشے کریں گے۔

نئے سال کا آغاز کیسے کریں

ویسے تو اِس وقت اکثر مسلمان ملکوں کی حالت بری ہے لیکن بہر حال یہ ایک اظہار ہے۔ ان ملکوں سے دنیاداری کے اظہار ہو رہے ہیں جن کے پاس پیسہ ہے۔ اگر آگ وہاں نہ بھی لگی ہوتی تو اس حالت کا یہ تقاضا تھا کہ مسلمان امیر ملک یہ اعلان کرتے کہ ہم ان فضول چیزوں میں پیسہ برباد کرنے کی بجائے جو بہت سارے مسلمان

متاثرین ہیں ان کی مدد کریں گے لیکن یہاں تو اپنی تعلیم بھول کر ان کا یہ حال ہے کہ کچھ دن پہلے دبئی سے ہی یہ بھی خبر آ رہی تھی کہ ان کا جو سب سے بڑا ہوٹل ہے اس میں دنیا کا مہنگا ترین کرسمس ٹری (Christmas Tree) لگایا گیا ہے جس کی مالیت گیارہ ملین ڈالر کی تھی۔ تو یہ تو اب امیر مسلمان ملکوں کی ترجیحات ہو چکی ہیں۔

لیکن احمدیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی رات عبادت میں گزار دی یا صبح جلدی جاگ کر نفل پڑھ کر نئے سال کے پہلے دن کا آغاز کیا۔ بہت سی جگہوں پر باجماعت تہجد بھی پڑھی گئی لیکن اس سب کے باوجود ہم ان مسلمانوں کی نظر میں غیر مسلم ہیں اور یہ ہلّڑ بازی کرنے والے، رقموں کا ضیاع کرنے والے، غیر مذاہب کی رسومات کو بڑے اہتمام سے منانے والے یہ لوگ مسلمان ہیں۔

بہر حال ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور ہمیں کسی کی سند کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر ہم کسی سند کے خواہشمند ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مسلمان بن کر سند لینے کی ہے اور اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ ہم نے سال کے پہلے دن انفرادی یا اجتماعی تہجد پڑھ لی یا صدقہ دے دیا یا نیکی کی کچھ اور باتیں کر لیں اور اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا حق دار بنا دیا۔ بیشک یہ نیکی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہو سکتی ہے لیکن تب جب اس میں استقلال بھی پیدا ہو۔ **اللہ تعالیٰ تو مستقل نیکیاں اپنے بندے سے چاہتا ہے۔** اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ مستقل اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو۔ نیکیاں بجالانے والا ہو۔ نمازوں اور تہجد کے ساتھ دلوں میں ایک پاک انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے تب خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ کسی قسم کی ایسی نیکی جو صرف ایک دن یا دو دن کے لئے ہو وہ نیکی نہیں ہے۔

پس ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کس قسم کے عمل اور رویے ہمیں اپنانے ہیں یا اپنانے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائیں۔ اس کے لئے مَیں نے آج زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی بعض نصائح کو لیا ہے جو آپ نے مختلف وقتوں میں اپنی جماعت کو کی ہیں تا کہ مستقل مزاجی اور ایک تسلسل کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہیں۔ یہی باتیں ہیں جو صرف سال کے پہلے دن ہی نہیں بلکہ سال کے بارہ مہینوں اور 365 دنوں کو بابرکت کریں گی اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یا اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔ کسی سے کہا جاوے کہ کیا تُو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے الحمدللہ۔ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اُس کی زندگی کا اصول تو خدا کے لئے تھا مگر یہ دنیا کے لئے جیتا۔ "کہتے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہیں لیکن فرمایا کہ اللہ کے بجائے دنیا کے لئے جیتا ہے" اور دنیا ہی کے لئے مرتا ہے۔ اس وقت تک

کہ غرغرہ شروع ہو جاوے "موت آ جائے" دنیا ہی اس کو مقصود، محبوب اور مطلوب رہتی ہے۔ پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔"

فرمایا کہ: "یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔ یہ صرف چھلکا ہی چھلکا ہے اگر بدوں اتباع مسلمان کہلاتے ہو۔ "یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کرتے، آپ کے اُسوہ پر نہیں چلتے، قرآن کریم کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے فرمایا کہ "نام اور چھلکے پر خوش ہونا دانشمند کا کام نہیں ہے۔" پس اگر یہ اتباع نہیں کر رہے تو پھر تو چھلکا ہی ہے فرمایا کہ "کسی یہودی کو ایک مسلمان نے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا تُو صرف نام ہی پر خوش نہ ہو جا۔ "یہودی کہنے لگا کہ "مَیں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا اور شام سے پہلے ہی اسے دفن کر آیا۔ "اب خالد کا مطلب یہ ہے لمبا رہنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا۔ لیکن اس نام سے تو اس کو زندگی نہیں مل گئی۔ اس کی زندگی تو ایک دن بھی نہ رہی۔ فرمایا کہ "پس حقیقت کو طلب کرو۔ نرے ناموں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ انسان عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی کہلا کر کافروں کی سی زندگی بسر کرے۔ تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ۔ وہی حالت پیدا کرو اور دیکھو اگر وہی حالت نہیں ہے تو تم طاغوت کے پیرو ہو۔" شیطان کے پیچھے چل رہے ہو۔ "غرض یہ بات اب بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا انسان کی زندگی کی غرض وغایت ہونی چاہئے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہ ہو اور خدا کی محبت نہ ملے کامیابی کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اور یہ امر پیدا نہیں ہوتا جب تک رسول اللہؐ کی سچی اطاعت اور متابعت نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ پس تم وہ اسلام اپنے اندر پیدا کرو تا کہ تم خدا کے محبوب بنو۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 187-188)

اسلام دنیا کی نعمتوں سے منع نہیں فرماتا بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین فرماتا ہے۔ اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا، اس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری اور زادِ راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتی ہے، نہ خود

سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔"

فرمایا کہ: "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً (البقرۃ:202) اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے۔ لیکن کس دنیا کو؟ حَسَنَۃُ الدُّنۡیَا کو، جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جاوے۔" ایسی دنیا کو پہلے رکھا ہے، مقدم کیا ہے کہ اس کی حسنات حاصل کرو جو دنیا آخرت کی حسنات کا موجب بنے" اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حَسنَاتُ الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حَسَنَۃُ الدُّنۡیَا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہئے۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو۔ نہ ہم جنسوں میں کسی عار اور شرم کا باعث۔ ایسی دنیا بے شک حسنۃ لآخرۃ کا موجب ہو گی۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 91-92)

پس فرمایا کہ **ایسی دنیا تلاش کرو جس سے کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔** جس سے ہم جنسوں میں کسی شرم اور عار کا باعث نہ بن جاؤ تو پھر تمہاری ایسی دنیا جو ہے وہ آخرت کے لئے حسنات کا موجب ہے اور ایسی دنیا کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ " سمجھنا چاہئے کہ جہنم کیا چیز ہے؟ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے۔ دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔" اگر اس میں حسنات نہیں ہیں تو پھر یہ دنیا بھی جہنم بن جاتی ہے۔ فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے متولّی نہیں ہوتا۔" فرمایا کہ " یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہری دولت یا حکومت، مال و عزت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دمِ نقد بہشت ہی ہوتا ہے۔" یعنی یہ دنیا میں بہشتی بن جاتا ہے۔" ہر گز نہیں۔ وہ اطمینان اور وہ تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کی انعامات میں سے ہیں ان باتوں سے نہیں ملتی۔ وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی یہی وصیت تھی کہ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ۔ لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔" صرف دنیا کی لذتیں تو ایک حرص پیدا کرتی ہیں جس سے پیاسے کی پیاس بیماری کی طرح بھڑکتی ہے اور اُسے بڑھا دیتی ہیں فرمایا کہ " استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں و پیچاں رکھتی ہے"۔ فرمایا" اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے" یعنی احمدیوں کی نظر سے" یہ امر ہر گز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب

پیدا ہو جاوے۔ "یعنی دوری پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ختم ہو جائے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 101-102)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: "میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے یہ ثابت ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر لے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ساری صفتیں سزاوار ہیں جو ربّ العالمین ہے۔ یعنی ہر عالم میں، نطفہ میں، مضغہ وغیرہ سارے عالموں میں، غرض ہر عالم میں۔ پھر رحمٰن ہے پھر رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے۔ اب اِيَّاكَ نَعْبُدُ جو کہتا ہے تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت صفات کا پرتو انسان کو اپنے اندر لینا چاہئے۔" یہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات ہیں ان کو اپنے اندر بھی اختیار کرنا چاہئے فرمایا کہ "کمال عبد انسان کا یہی ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے" ان صفات کو اپنائے "اور جب تک اس مرتبہ تک نہ پہنچ جاوے نہ تھکے نہ ہارے۔ اس کے بعد خود ایک کشش اور جذب پیدا ہو جاتا ہے جو عبادت الٰہی کی طرف اسے لے جاتا ہے۔" یہ حالتیں، یہ صفات پیدا ہوں گی تو پھر عبادت الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہو گی اور عبادت الٰہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے "اور وہ حالت اس پر وارد ہو جاتی ہے جو يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ کی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 132-133)

اس بارے میں فرماتے ہوئے کہ **زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں**۔ اس لئے ہمیشہ اپنی موت کو سامنے رکھو۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل بھی ہو سکتا ہے۔ تبھی انسان ان صفات کو بھی اپنا سکتا ہے فرمایا کہ:

"کسی کو کیا معلوم ہے کہ ظہر کے بعد عصر کے وقت تک زندہ رہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ یکدفعہ ہی دورانِ خون بند ہو کر جان نکل جاتی ہے۔ بعض دفعہ چنگے بھلے آدمی مر جاتے ہیں۔" ایک واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ "وزیر محمد حسن خاں صاحب ہوا خوری کر کے آئے تھے اور خوشی خوشی زینے پر چڑھنے لگے۔ ایک دو زینے چڑھے ہوں گے کہ چکّر آیا، بیٹھ گئے۔ نوکر نے کہا کہ مَیں سہارا دوں۔ کہا نہیں۔ پھر دو تین زینے چڑھے پھر چکّر آیا اور اسی چکر کے ساتھ جان نکل گئی۔ ایسا ہی "ایک اور شخص کا ذکر فرمایا" غلام محی الدین کونسل کشمیر کا ممبر یکدفعہ ہی مر گیا۔ "فرمایا" غرض موت کے آجانے کا ہم کو کوئی وقت معلوم نہیں ہے کہ کس وقت آجاوے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ اس سے بے فکر نہ ہوں۔ پس دین کی غم خواری ایک بڑی چیز ہے جو سکرات الموت میں سرخرو رکھتی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج:02) ساعت سے مراد قیامت بھی ہو گی ہم کو اس سے انکار نہیں مگر اس میں سکرات الموت ہی مراد ہے کیونکہ انقطاعِ تام کا وقت ہوتا ہے۔ انسان اپنے محبوبات اور مرغوبات سے یکدفعہ الگ ہوتا ہے اور ایک عجیب قسم کا زلزلہ اس پر طاری ہوتا ہے۔ گویا اندر ہی اندر

وہ ایک شکنجہ میں ہوتا ہے" جب موت کی ایسی حالت ہوتی ہے۔" اس لئے انسان کی تمام تر سعادت یہی ہے کہ وہ موت کا خیال رکھے۔" جب موت کا وقت قریب ہوتا ہے، نزع کی حالت میں ہوتا ہے یا ویسے ہی حالت طاری ہوتی ہے تو اصل چیز فرمایا یہی ہے۔ یہ بہت بڑی چیز ہے اس کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور فرمایا کہ سعادت یہی ہے کہ وہ موت کا خیال رکھے" اور دنیا اور اس کی چیزیں اس کی ایسی محبوبات نہ ہوں جو اس آخری ساعت میں علیحدگی کے وقت اس کی تکالیف کا موجب ہوں۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 146-147)

اور جب یہ یاد ہو گا تو پھر انسان نیکیاں بجالانے کی کوشش کرے گا۔ پھر بلاوجہ کے تماشوں میں نہ پیسہ ضائع کرے گا نہ وقت ضائع کرے گا۔ نہ بے جا خواہشات کی تکمیل کے لئے ان چیزوں کا ضیاع کرے گا۔ پھر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"پس بے خوف ہو کر مت رہو۔ استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب وہ غفلت کا وقت نہیں رہا۔ انسان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہو گی۔ موت کو قریب سمجھو۔ خدا کا وجود برحق ہے۔ جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق کسی دوسرے کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھے گا۔"

فرمایا: "اب جیسا کہ سورۃ فاتحہ میں تین گروہ کا ذکر ہے ان تین کا ہی مزہ چکھا دے گا۔ اس میں جو آخر تھے وہ مقدم ہو گئے یعنی ضالّین۔" یعنی کہ ضالّین جو سورۃ فاتحہ میں آخر میں آتا ہے لیکن یہاں مسلمانوں کی مثال دیتے ہوئے آپؑ فرمارہے ہیں کہ وہ پہلے ہو گئے اور اس بارے میں مثال یہ فرمارہے ہیں کہ "اسلام وہ تھا کہ ایک شخص مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی مگر اب" آپ کے زمانے میں" بیس لاکھ عیسائی ہو چکے ہیں" اسلام چھوڑ کے" اور خود ناپاک ہو کر" اسلام چھوڑنے کی وجہ سے خود ناپاک ہوئے ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنی ناپاکی کا احساس ہو" پاک وجود کو گالیاں دی جاتی ہیں۔" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بولا جاتا ہے۔ پھر فرمایا "پھر مغضوب کا نمونہ طاعون سے دکھایا جارہا ہے۔" یہ جو طاعون ہے یہ بھی آفت ہے۔ یہ ان لوگوں پر پڑتی ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔ آجکل اس زمانے میں بھی طوفان ہیں، زلزلے ہیں اور اَور مختلف قسم کی آفتیں ہیں۔ یہ سب اگر انسان سوچے تو اللہ تعالیٰ کے غضب نازل ہو رہے ہیں اور یہی چیزیں پھر انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف لے کر آتی ہیں، احساس دلاتی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے اور اس غضب کی حالت سے بچے۔

فرمایا کہ "اس کے بعد اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کا گروہ ہو گا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے اور خدا کی قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب وہ کسی قوم کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا تو اس قوم میں سے ایک گروہ ضرور خدا کی خلاف ورزی کرتا ہے۔" جب قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا اب بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کام نہیں کرنا تو اس

کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگ کام کریں گے۔ پہلے اللہ تعالیٰ وارننگ دے رہا ہے کہ تم یہ کرو گے لیکن نہ کرنا کیونکہ اس کی سزا ملے گی۔

فرمایا: "کوئی قوم ایسی دکھاؤ کہ جس کو کہا گیا کہ تم یہ کام نہ کرو اور اس نے نہ کیا ہو۔" یعنی اگر کسی قوم کو کہا ہے کہ کام نہ کرو تو وہ ضرور کرتے ہیں۔" خدا نے یہودیوں کو کہا کہ تحریف نہ کرو۔" بائبل میں تورات میں "انہوں نے تحریف کی۔ قرآن کی نسبت یہ نہیں کہا" کہ تحریف نہ کرو" بلکہ یہ کہا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) غرض دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے گروہ میں داخل کرے۔"
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 265-266)

مستقل دعاؤں کی ضرورت

پس اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے **گروہ میں داخل ہونے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے** اور مستقل دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ایک یا دو دن کی دعاؤں کی نہیں۔

پھر پاک تبدیلی اور آخرت کی فکر تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی انسان کو آخرت میں سرخرو کرتا ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ بھی حصہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے۔" خدا کے پیاروں کو بھی تکلیفیں یا پریشانیاں آتی ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہوتی ہے "ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو ان کو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔" فرمایا" چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردّد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔" اللہ تعالیٰ تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ اپنے ولی کو فوت کرے۔" خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود ان کے لئے نیکی ہے کیونکہ ان کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔" دکھ دیئے جاتے ہیں تو اس دکھ میں، تکلیف میں اُن سے بجائے جزع فزع کرنے کے، شور مچانے کے ان کے اعلیٰ اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ " **انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی**... جس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر دیکھو جنگ اُحد میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ اس میں یہی بھید تھا کہ

آنحضرتؐ کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوگئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقع نہیں ملا۔" فرمایا کہ "ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔" فرمایا کہ "ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔" مشرک بھی بہت سارے ایسے ہیں جو ایسی نیکیاں کرتے ہیں ان کے اخلاق بہت اچھے ہیں۔ فرمایا کہ "تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا اس کے منہ پر مارتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے "مثال دے رہے ہیں آپ "کہ تُو نے قلم چرایا ہے تو تُو کیوں غصہ کرتا ہے۔" اگر کسی پہ کوئی جھوٹا الزام لگا دیتا ہے مثلاً چھوٹا سا الزام ہی ہے کہ میں نے یہاں قلم رکھا تم نے اس کو اٹھا لیا اس پہ دوسرے کو غصہ آجاتا ہے۔ فرمایا کیوں، غصے کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا کہ "تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے"۔ اس چیز پر غصے سے بچنا تو خدا کے لئے ہے۔" یہ طیش اس واسطے ہوا کہ رُو بحق نہ تھا۔" جو غصہ تمہیں آیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے تمہارا تعلق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے چہرے کو نہیں دیکھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے بعض لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے۔ اگر اللہ سامنے یاد رہے تو کبھی غصہ نہ آئے۔ فرمایا "جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے۔"

اس چیز کو یاد رکھو۔ فرمایا کہ "اس واسطے **تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو۔**" کسی کو الہام ہو گیا، کسی کو رؤیا ہوا، کوئی سچی خوابیں آگئیں، کشف ہو گیا" بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔" یہ نہ دیکھو کہ کس کو کیا سچی خوابیں آ رہی ہیں کہ نہیں آرہیں۔ یہ دیکھو کہ تقویٰ ہے کہ نہیں۔" جو متقی ہے اُسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔" جتنے مرضی کوئی الہام سناتا رہے۔ اگر اس میں تقویٰ نہیں ہے، لوگوں کے حق مار رہا ہے، ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آجاتا ہے تو وہ چاہے جتنی مرضی سچی خوابیں سنائے کوئی سچی خواب نہیں۔ فرمایا کہ "ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کے منازل کو طے کرو۔ انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدّعا یہی تھا کہ تقویٰ کی راہ سکھلائیں۔ اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ (الانفال:35)" اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حقیقی والی جو ہیں وہ متقیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں۔" مگر قرآن شریف نے تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ کمال نبی کا کمالِ اُمّت کو چاہتا ہے۔" نبی کا کمال اس کی اُمّت کے کمال کو چاہتا ہے۔ فرمایا کہ "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے آنحضرتؐ

پر کمالات نبوت ختم ہوئے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوت ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خوارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔ "جو خاتم النبیین ہے تو اس خاتم النبیین کو ماننے والے کو خود بھی تقویٰ کے وہ معیار حاصل کرنے چاہئیں جو اعلیٰ ترین معیار ہوں اس لئے فرمایا کہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بناؤ۔"

فرمایا کہ "دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔" اس طرح پڑھ پڑھ کے بیچارے کمزور ہو جاتے ہیں جس طرح کوئی ٹی بی کا مریض ہو۔ "پس تقویٰ کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" تقویٰ بھی ایک امتحان ہے اس کے لئے بھی محنت کرنا پڑتی ہے۔ "جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہنچ کر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آ کر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے۔ وہ مظہر الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے"۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 301-302)

پھر تقویٰ کے ہی حوالے سے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"**اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے** کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔" تقویٰ کے ذریعہ سے ہمیں بلاوجہ غصہ جو آجاتا ہے یا بلا وجہ کسی کا غصہ ہمارے پر ہو اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ "بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔" کسی کے غصے سے خود مغلوب الغضب نہ ہو جاؤ اور وہی حرکت خود نہ شروع کر دو فرمایا کہ "عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔" تکبر اور غرور جو ہیں یہ بھی غصے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں" اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔" تکبر و غرور ہو تو انسان کو غصہ آتا ہے۔ کسی نے کچھ کہہ دیا تو ذرا سی بات پہ غصہ چڑھ گیا۔ صرف وجہ یہی ہے کہ اس میں تکبر ہے فرمایا" کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے"۔ فرمایا کہ "میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔" کسی کو کم سمجھیں" خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت کا بیج بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔" جو اپنے آپ کو کسی بھی لحاظ سے بڑا سمجھتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ دوسرے کی تحقیر کر رہا ہے اور دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہا ہے اور یہ حقارت سے دوسرے کو دیکھنا، فرمایا کہ ہلاکت کا باعث

ہو جاتا ہے" بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ "بڑا آدمی ہو، امیر آدمی ہو تو بڑے ادب سے ملتے ہیں۔ بڑا عزت احترام کرتے ہیں "لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ "کسی مسکین اور غریب آدمی کی بات کو سنے اور بڑے آرام سے سنے، توجہ سے سنے "اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق وفُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جبتک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصول سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (الحجرات:14)۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 36)

پھر تقویٰ کے بارے میں جماعت کو مزید نصیحت کرتے ہوئے، اس کے مختلف پہلو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"**اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں**" جس قدر قوتیں انسان کو دی ہیں "وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے۔ ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔" ان کو انصاف سے اور جائز جگہ پر استعمال کرنا یہی ان کا صحیح استعمال ہے۔ اس سے وہ بہتر ہوتے ہیں۔ نشوونما پاتے ہیں۔ بڑھتے ہیں۔ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ مزید نیکی اجاگر ہوتی ہے۔ فرمایا "اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کرایا۔" جنسی قویٰ جو ہیں یا آنکھ جو ہے یہ کسی بدکام کے لئے نہیں دیئے گئے۔ آنکھ سے بدنظری کرنے کا نہیں کہا۔ یہ سارے قویٰ دیئے ہیں لیکن فرمایا کہ ان کا جائز استعمال کرو تو تزکیۂ نفس ہو گا۔ "جیسے فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:2) اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ "یہ اس کی تشریح بیان کر رہے ہیں۔ "یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ "لوگ کہتے ہیں نماز میں توجہ نہیں رہتی تو بہتوں کے ساتھ یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ ڈگمگاتی ہے تو اسے کھڑا کرتے ہیں۔ "خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطرات نفس بلا سوچے گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ "پہلے ایمان بالغیب ہوتا ہے آخر پھر وہی ایمان بالغیب جو ہے وہ یقین تک لے جاتا ہے اور "یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔ "یعنی مسلسل کوشش

کرنے والے لوگ جو ہیں وہی پھر اس سڑک پر چلتے ہیں جو ہدایت کی طرف لے جانے والی ہے۔ "اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔" یہ سارا بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں "سو ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 35)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور **لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔** خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے"۔ ایک فارسی شعر کا مصرعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ:

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل"

کہ جو بھی بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر ضرور بیٹھتی اور اثر کرتی ہے۔ پس ایک مومن کی ہر بات دل سے نکلنی چاہئے اور دوسروں کے لئے بھی فلاح کا موجب ہونی چاہئے اور یہی پھر اپنی فلاح کا بھی باعث بنتی ہے۔ فرمایا "پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو"۔ اگر دوسروں کے دلوں پر اثر کرنا ہے تو پہلے اپنے اندر عملی طاقت پیدا کرو۔ اپنے دل کو پہلے اس قابل بناؤ کہ ساری نیکیاں اس میں قائم ہو جائیں اور پھر ان پر عمل بھی کرو۔ فرمایا "کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67)

کہنے سے پہلے خود عمل کرو

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کہنے سے پہلے خود عمل کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3)۔ کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 67)

پس اس پر اگر قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرنا ہے تو اس طرف بھی غور کرنا ہو گا۔ پھر اس نصیحت کو خاص طور پر ہمیں چاہئے کہ ہم خود پہلے اپنا جائزہ لیں اور ہر ایک کو لینا چاہئے اور یہ بنیادی نصیحت خاص طور پر عہدیداروں کو بھی یاد رکھنی چاہئے جو دوسروں سے تو اپنے اندر تبدیلی کی توقع رکھتے ہیں، ان کو نصائح کرتے ہیں لیکن اگر اپنے معاملہ میں ایسی صورتحال پیدا ہو جائے تو بالکل اس کے الٹ کرتے ہیں یا اس میں حیل و حجّت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکموں کو اور اس کے رسول کے حکموں کو پھر ثانوی حیثیت دے دیتے ہیں۔ کئی ایسے معاملے سامنے آ جاتے ہیں۔ پھر مزید قول و فعل میں تطابق کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ "تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصے میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67-68)

اور یہی ہمیں حکم ہے کہ آپؐ کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کریں۔

پھر صرف ایک اور بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جو جماعت کے تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اور ماں باپ کے لئے بھی ضروری ہے اور جو نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے لئے بھی ضروری ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آکر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مسّ نہیں ہوتا۔" کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس طرف صحیح طرح توجہ نہیں پھیرتے۔" پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں۔" کسی فلاسفر کے یا کسی scientist کے خدا کے بارے میں یا دین کے بارے میں اعتراض جب پڑھتے ہیں تو شکوک اور وساوس شروع ہو جاتے ہیں۔" تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں۔" فرمایا کہ "ایسی حالت میں ان کے والدین بھی ان پر بڑا ظلم کرتے ہیں کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی ان کو نہیں دیتے اور ابتدا ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں جو انہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 70)

پس والدین کو بچوں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور نوجوانوں کو خود اپنا علم حاصل کرنے کے لئے دینی علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور جماعت احمدیہ میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن شریف، اس کی

تفاسیر، اس کثرت سے لٹریچر موجود ہے کہ اس کو اگر پڑھا جائے تو تمام اعتراضات اور وساوس بڑے آرام سے دور ہو جاتے ہیں۔

پھر باہمی اخوت اور اتفاق اور محبت کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ: "جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر مَیں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہمت اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔" پھر مقصد پورے نہیں ہوں گے اگر آپس میں اختلافات ہوئے۔ اس لئے اختلافات کو ختم کرو۔ اتحاد پیدا کرو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دُعا کرو۔ "محبت کا تقاضا کیا ہے کہ تم چاہے جانتے ہو یا نہیں جانتے ایک تو اس کے لئے دعا کرو اور دوسرے کسی کو بتائے بغیر اس کے لئے دعا کرو" اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہو"۔ دوسرے کو نہیں پتا کہ کون کس کے لئے دعا کر رہا ہے لیکن جب اس طرح کوئی کرتا ہے تو فرشتہ اس کے لئے دعا کرتا ہے فرمایا" کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔"

فرمایا: "**مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں**۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ (آل عمران:104) یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جبتک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے "بلکہ فرمایا کہ "وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: "**میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی**۔ باہمی عداوت کا سبق کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔" بڑی تکلیف سے آپ فرما رہے ہیں کہ جو بخل بھی رکھتے ہیں۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور اپنے جذبات پر قابو نہیں پاتے۔ ان لوگوں کو فرمایا۔ "ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخوں کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر اس کو سرسبز نہیں

کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو۔ میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 48-49)

چاہے اس کا ظاہر میں کسی کو پتا ہو یا نہ پتا ہو لیکن جو شخص بھی کمزور ہے وہ ان باتوں سے فیضیاب نہیں ہو گا یا پھر ان دعاؤں سے حصہ نہیں پا سکے گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے افراد کے لئے کی ہیں۔ پس اس بارے میں ہر ایک کو اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:56)۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ "یعنی ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک میں بالادست کرنے والا ہوں، فوقیت دوں گا۔

فرمایا کہ یہ وعدہ تو بیشک ابن مریم سے ہوا تھا۔ "مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔" فرمایا کہ "اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو اَمّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ مَیں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی **مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔** اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے

بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 103 تا 105)

قبولیت دعا کی شرائط

پھر قبولیت دعا کی شرائط کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہ بات بھی بحضور دل سن لینی چاہئے کہ قبول دعا کے لئے بھی چند شرائط ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق۔ دعا کرانے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدّ نظر رکھے اور اس کے غناءِ ذاتی سے ہر وقت ڈرتا رہے اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنالے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے اور اگر وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اس سے بگاڑ اور جنگ قائم کرتا ہے تو اس کی شرارتیں اور غلط کاریاں دعا کی راہ میں ایک سدّ اور چٹان بن جاتی ہیں۔" ایک روک بن جاتی ہیں" اور استجابت کا دروازہ اس کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ پس ہمارے دوستوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو ان کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہیں"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 108)

فرمایا" چاہئے کہ **وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے** جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ (المائدۃ:28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا۔ "وعدہ خلافی کوئی نہیں ہوتی۔" جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ (الرعد:32)۔

پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمانی کا حصہ لے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 108-109)

فرمایا: "**یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے۔** یہ تو صرف پوست ہے۔ مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔

چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی، جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچے کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔ اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونو باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 167)

فرمایا "اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا مَیں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 167)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی زندگیوں کو آپ علیہ السلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے والے ہوں اور ہمارے قدم ہر آن نیکیوں کی طرف بڑھنے والے قدم ہوں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو ضائع کرنے والے نہ ہوں بلکہ ہمیشہ ان دعاؤں کا وارث بنیں جو آپ علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔ اس دعا کے ساتھ میں آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو ہمارے لئے ذاتی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی بیشمار برکات کا باعث بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 22/ جنوری 2016ء تا 28/ جنوری 2016ء جلد 23 شمارہ 04 صفحہ 05 تا 09)

2

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 08/ جنوری 2016ء بمطابق 08/ صلح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا کہ: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَکِیْلًا۔" (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 401) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تُو مجھے ہی اپنا کارساز بنا۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام **کو یہ بھی تسلی دلا دی کہ تجھے کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔** تیرے سب کام سنوارنے والا مَیں ہوں۔ تیرے کاموں کو چلانے والا مَیں ہوں۔ مَیں ہی ان سب کاموں کی نگرانی کرنے والا ہوں اور میں ہی ان کاموں کے لئے وسائل بھی مہیا کرنے والا ہوں۔ جب تُو نے مجھے اپنا معبود بنا لیا اور جب میں نے تجھے دین کی اشاعت کے لئے کھڑا کیا تو پھر کسی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ مَیں ہی تیرے سب کام سنوارنے کی طاقت رکھتا ہوں اور سنواروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی اس کی مختصر سی وضاحت فرمائی ہے کہ یعنی مَیں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں کارساز ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس تو مجھ کو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس الہام پر مجھے خوف پیدا ہوا اور میرے دل پر لرزہ پڑا کہ شاید اللہ تعالیٰ کی نظر میں میری جماعت اس قابل نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کا نام بھی لے۔ آپ نے جماعت کو توجہ دلائی کہ یہ الہام ایسا ہے کہ **جماعت کے ہر فرد کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں کا محتاج نہیں ہے۔** تمہاری مددوں کا محتاج نہیں ہے۔ نہ ہی تمہاری قربانیوں کا محتاج ہے۔ جب اس نے اس سلسلے کو قائم فرمایا ہے تو اس کو چلانے کا بھی وہ انتظام کرنے والا ہے۔ آپ نے افراد جماعت کو فرمایا کہ تمہیں جو خدمت کا موقع ملتا ہے اس کو فضل الٰہی سمجھ کر کرو۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 498 اشتہار "حضرت اقدس کی طرف سے جماعت کو ارشاد" اشتہار نمبر 253 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ لمٹیڈ ربوہ)

مالی تحریکات پر جماعت کا والہانہ لبیک

پس آپؑ کی اس بات کو افراد جماعت نے سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوئے جس میں **مالی قربانی بھی ہے جس کے بڑے اعلیٰ نمونے دکھائے۔** آپ کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی آج تک یہ نمونے دکھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ان قربانیوں کو کرنے والے جماعت پر یہ قربانیاں کوئی احسان نہیں سمجھتے بلکہ قربانی کی توفیق ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اس الہام میں یہ بھی اشارہ ہے کہ آپ کے بعد خلافت احمدیہ کا جاری نظام بھی ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اور اللہ پر توکّل کرتے ہوئے اسی سے مدد مانگنی ہے اور اسی پہ انحصار کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی ہر کام میں آسانیاں بھی پیدا کرتا چلا جائے گا۔ سب کام سنوارے گا اور کاموں کے انجام دینے کے لئے بھی سامان مہیا فرماتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے یہ نظارے ہم آج تک دیکھ بھی رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ احمدیوں کے دلوں میں قربانی کی اہمیت ڈالتا ہے اور وہ غیر معمولی نمونے بھی دکھاتے ہیں۔

وقف جدید اور تحریک جدید دو مستقل تحریکات

جماعت میں وصیت کا ایک نظام ہے۔ چندہ عام کا نظام ہے۔ اس کے علاوہ **مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں اور احباب ان میں قربانی کی غیر معمولی مثالیں قائم کرتے ہیں۔** دو تحریکات تو مستقل تحریکات ہیں یعنی "تحریک جدید" اور "وقف جدید"۔ وقف جدید کی تحریک پہلے صرف پاکستان میں تھی۔ پھر تمام دنیا میں عام کر دی گئی اور اس کے بعد بھی اس میں مزید بہت وسعت پیدا کی گئی۔ قربانی کے غیر معمولی نمونے افراد جماعت کی طرف سے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ پاکستان میں جب تحریک کی گئی تھی تو دیہاتی اور دور دراز علاقوں میں تربیتی اور تبلیغی کاموں میں تیزی پیدا کرنے کے لئے یہ تحریک کی گئی تھی اور وقف جدید کو جاری کیا گیا تھا۔ پھر یہ تمام دنیا کے لئے جب عام کی گئی تب بھی اس کے مخصوص مقاصد تھے۔ خاص علاقوں کے لئے اس میں سے خرچ کیا جانا تھا۔ اس کے لئے جو علاقے مقرر تھے یا شروع میں جو تحریک کی گئی تھی وہ بھارت کے لئے تھی۔ پھر افریقہ اور دوسرے غریب ممالک کے علاقوں میں تربیت اور تبلیغ کے کام کو فعال کرنے کے لئے اسے جاری کیا گیا۔

ایک نوجوان عزیز نے مجھ سے سوال کیا کہ جب وقف جدید تمام دنیا میں جاری کر دی گئی ہے (پہلے تو صرف پاکستان میں محدود تھی) تو پھر **اب تحریک جدید کے جاری رکھنے کی کیا ضرورت ہے یا اس کا کیا مقصد ہے؟**

شاید اور کسی کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھے کہ اتنی تحریکات ہیں۔ ان کا کیا مقصد ہے؟ تو اس بارے میں مَیں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وقف جدید یعنی اس کے اخراجات مخصوص ملکوں اور مخصوص علاقوں کے لئے ہیں۔ مغربی اور امیر ممالک سے وقف جدید کی مدّ میں جو چندہ آتا ہے وہ بھارت اور افریقہ کے عموماً دیہاتی علاقوں میں خرچ ہوتا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب یہ تحریک باقی دنیا کے لئے بھی عام کی تھی تو امیر ممالک میں وقف جدید کو جاری کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ہندوستان کے اور قادیان کے جو اخراجات ہیں وہ وقف جدید سے پورے کئے جائیں جبکہ تحریک جدید سے جو اخراجات کئے جاتے ہیں وہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں مرکز سے مدد کی ضرورت ہو کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ رقم مرکز میں آتی ہے اور وہاں سے اخراجات کئے جاتے ہیں۔ بہرحال وقف جدید کے ذریعہ سے بہت سے منصوبے غریب یا غیر ترقی یافتہ ملکوں میں سرانجام پا رہے ہیں۔ جنوری کے پہلے یا دوسرے جمعہ میں **وقف جدید کے سال کا بھی اعلان ہوتا ہے اس لئے میں وقف جدید کے حوالے سے آج بات کروں گا** اور نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اور گزشتہ سال کی رپورٹ بھی پیش کروں گا جیسا کہ روایت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کا اٹھاونواں (58) سال 31/ دسمبر 2015ء کو ختم ہوا اور اس سال کے دوران خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید میں احباب جماعت کو 68 لاکھ 91 ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ وصولی گزشتہ سال سے چھ لاکھ بیاسی ہزار ایک سو پچپن پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس سال بھی پاکستان جو ہے وصولی کے لحاظ سے دنیا کی جماعتوں میں سرفہرست ہی ہے۔

باقی ممالک کی پوزیشنیں بتانے سے **پہلے مَیں وقف جدید کی کچھ تھوڑی سی تفصیل بھی بتانا چاہتا ہوں**۔ جیسا کہ بتایا ہے کہ سال 2015ء میں وقف جدید میں 68 لاکھ 91 ہزار پاؤنڈ کی وصولی ہوئی۔ اس میں سے کل وصولی کا جو تیسرا حصہ ہے وہ انہی ملکوں میں لگایا جاتا ہے۔ یعنی یہ غیر ترقی یافتہ یا کم ترقی یافتہ یا غریب ممالک جو ہیں ان سے ہی وصولیاں ہو رہی ہوتی ہیں اس لئے اس کل وصولی کا تیسرا حصہ ان ممالک سے آتا ہے اور انہی جگہوں پہ رہ جاتا ہے اور انہی ملکوں میں ان کے منصوبوں پر خرچ ہوتا ہے۔ بقایا جو دو حصے ہے اس میں سے بھی نصف قادیان اور بھارت کی جماعتوں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت خلیفہ رابعؒ نے تحریک شروع کی تھی اور اس مقصد کے لئے کی تھی۔ اور بقایا نصف، جو تیسرا حصہ ہے وہ پھر افریقہ اور دوسرے ممالک میں خرچ ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اس سال میں بھی اُنیس (19) مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ دو مساجد زیر تعمیر ہیں۔ اس سال 23 مشن ہاؤس بنائے گئے۔ چار مشن ہاؤسز اس وقت زیر تعمیر ہیں۔ اس کے علاوہ قادیان میں بھی جلسہ گاہ اور مختلف پراجیکٹس جو ہیں ان کی تعمیر ہوئی، ان پر خرچ ہوا۔ نیپال بھی بھارت کے تحت ہی ہے۔ یہاں سے وکالت تعمیل و تنفیذ کنٹرول کرتی ہے اور بھوٹان میں بھی یہیں سے کنٹرول ہوتا ہے۔ بہرحال نیپال میں دو پختہ مساجد بنی ہیں اور دو عارضی شیڈ بنائے گئے۔

مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر پر ہر جگہ خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔ بھارت کی ایک جماعت میں بڑے عرصے کے بعد ہمارا وفد وہاں ایک گاؤں میں گیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم عرصہ ہوا احمدی ہوئے تھے اور ہمارے پاس نہ کوئی مسجد ہے، نہ مشن ہاؤس ہے اور مخالفین نے ہمیں یہ کہا کہ جماعت احمدیہ تو اب ختم ہو چکی ہے۔ یہاں تو اس صوبے کا جو مرکز ہے وہ بھی ختم ہو چکا ہے اور اب تمہیں جماعت میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جماعت چھوڑ دو۔ تو اس طرح بہت ساری بیعتیں جو ماضی میں ہوتی رہیں وہ ضائع ہو گئیں کیونکہ رابطے نہیں رہے۔ اور جب تک مساجد نہ ہوں، جب تک مشن ہاؤسز نہ ہوں، جب تک معلّمین نہ ہوں ان جماعتوں کو قائم رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ اس لئے جو بعض اعتراض ہوتے ہیں کہ اتنی تعداد کہاں گئی وہ تعداد اس لئے ضائع ہو گئی کہ ان کے رابطے نہیں رہے اور اس کے لئے اب جو plan کئے گئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جہاں جہاں جماعتیں بنیں، جہاں جہاں بیعتیں ہوں اور افراد جماعت کی تعداد اچھی خاصی ہو جائے تو وہاں مساجد بھی بنائی جائیں اور افریقہ میں بھی اور بھارت میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی مشن ہاؤس بھی بنائے جائیں۔ اس کے علاوہ جو کام ہوتے ہیں اس میں بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں دوران سال تربیتی کلاسوں کا انعقاد ہوا۔ کافی تعداد میں ریفریشر کورسز ہوئے اور ان پر بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ اس وقت صرف ہندوستان میں جو معلّمین کام کر رہے ہیں ان کی تعداد بھی 1127 ہے۔ ان کے الاؤنسز ہیں۔ ان کی رہائشگاہیں ہیں اور ان کے سفر کے اخراجات ہیں۔ اس طرح کے بڑے وسیع اخراجات ہوتے ہیں۔

پھر افریقہ ہے۔ افریقہ کے 26 ممالک میں اس وقت 1287 لوکل معلّمین کام کر رہے ہیں۔ دیہاتوں میں مساجد کی تعمیر کے ساتھ بعض مقامات پر معلمین کی رہائش کے لئے کمرے یا مکان بھی تعمیر کئے گئے۔ پھر اس کے علاوہ جہاں معلّمین کو ٹھہرانے کے لئے تعمیر نہیں ہوتی کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعتیں اگر قائم رکھنی ہیں پھر بہر حال معلّمین بھیجنے پڑتے ہیں گو ان کی تعداد ابھی بہت کم ہے اور ہمیں بہت زیادہ معلّمین چاہئیں لیکن بہر حال جس حد تک کوشش کی جا سکتی ہے کرنی چاہئے۔ تو جہاں ابھی فوری طور پہ مکان نہیں بن سکتے وہاں کرائے پر مکان لئے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی افریقہ میں ہی مثلاً 372 ایسی جماعتیں ہیں جہاں کرائے پر مکان لے کر وہاں ان معلّمین کو رکھا ہوا ہے۔ اس سال میں افریقہ میں 130 مساجد مکمل ہوئی ہیں۔ 47 مساجد اس وقت زیر تعمیر ہیں اور ان کا جو منصوبہ ہے اس سال میں ہی 95 مزید مساجد بنانے کا بھی ہے۔

پھر افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں 82 مشن ہاؤسز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ تیرہ (13) ممالک میں اکیس (21) مشن ہاؤسز زیر تعمیر ہیں اور اس کے علاوہ بھی تعمیری منصوبے ہیں۔ افریقہ میں تربیت کے لئے، نومبائعین کی تربیت کے لئے تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز بھی ہوتے ہیں۔ دو ہزار ایک سو چھپن (2156) مقامات پر سینتیس ہزار کے قریب تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز مکمل کئے گئے اور اس میں تقریباً ایک لاکھ نومبائعین نے

شرکت بھی کی۔ 1132 اماموں نے ٹریننگ لی۔ نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لئے اور ان کو نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کے لئے مختلف ممالک میں ان کی تعلیمی و تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز کا انعقاد کیا جاتا ہے جیسا کہ میں نے بتایا اور بہت سارے جو شریف الطبع مساجد کے امام بھی بیعت کرتے ہیں اور احمدیت میں شامل ہوتے ہیں تو ان کی بھی نئے سرے سے تربیت کرنی پڑتی ہے۔ انہیں تربیت دینی پڑتی ہے۔ صحیح اسلام کے بارے میں مسائل سکھانے پڑتے ہیں۔ ان کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔ تو اس لئے جیسا کہ میں نے بتایا اماموں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ان کی جو کلاسز ہیں وہ ہفتے سے لے کے دو ہفتے تک سال کے مختلف اوقات میں، سال کے مختلف حصوں میں لگتی ہیں۔ ان پر رہائش اور خوراک وغیرہ کے اخراجات آتے ہیں۔ یہاں جو رپورٹیں میرے سامنے آئی تھیں اس میں مَیں دیکھ رہا تھا کہ برکینا فاسو اور نائیجر کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کام بہت بہتر ہو سکتا ہے جو یہ نہیں کر رہے۔

چندوں میں شمولیت بہت ضروری ہے

بہر حال اب شامل ہونے والوں کے کچھ کوائف پیش کرتا ہوں۔ پہلے تو مَیں نے بتایا تھا کہ یہ اتنا اضافہ ہوا۔ اب ہے وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد۔ 2010ء میں یہ تعداد چھ لاکھ تھی۔ اُس وقت **مَیں نے خاص طور پر مختلف جماعتوں کو تحریک کی تھی** کہ تربیت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک چندے کے نظام میں شامل نہیں کریں گے۔ اب اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان شامل ہونے والوں کی تعداد بارہ لاکھ سے اوپر جا چکی ہے لیکن ابھی بھی بہت زیادہ گنجائش ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا **چندوں میں شمولیت کی طرف توجہ دلانا بہت ضروری ہے**۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ایمان میں بھی ترقی نہیں ہو سکتی اور پھر چندوں کا نظام ہی ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے پھر رابطے بھی رہتے ہیں اور خود چندہ دینے والوں کو چندے کی برکات کا پتا چلتا ہے اور پھر ان میں شوق پیدا ہوتا ہے۔ **چند ایک واقعات بھی اس کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔**

تنزانیہ کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کی رہنے والی ایک نومبائع خاتون نے صرف ایک ماہ پہلے بیعت کی تھی۔ ان کو جب وقف جدید کی برکات کے بارے میں بتایا گیا تو کہنے لگیں کہ اس وقت میرے پاس رقم تو نہیں ہے لیکن چونکہ چندہ کی ادائیگی کا سال ختم ہو رہا ہے۔ مَیں چندے کی برکت سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھوڑا سا انتظار کریں۔ چنانچہ وہ اپنے گھر گئیں۔ گھر میں انڈے پڑے ہوئے تھے۔ وہاں سے انڈے لئے۔ وہ جا کے بازار میں بیچے اور دو ہزار شلنگ ان کی قیمت وصول ہوئی۔ وہ آ کے چندہ وقف جدید میں دے گئیں۔ اب یہ صرف ایک مہینہ پہلے احمدی ہوئیں اور ان کو یہ احساس ہوا کہ چندہ دینا ضروری ہے۔

اسی طرح ایک نومبائع ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ جو رقم تھی وہ میں نے چندے میں دے دی۔ کسی نے ان کی رقم دینی تھی۔ کہتے ہیں وہ رقم میں نے چندے میں دے دی اور بڑے عرصے

سے کسی شخص سے رقم مانگ رہے تھے جس نے ان سے ادھار لیا ہوا تھا، قرض لیا ہوا تھا اور واپس نہیں کر رہا تھا۔ چندہ دینے کے فوراً بعد ہی اس کا پیغام آیا کہ تمہاری وہ رقم میرے پاس پڑی ہوئی ہے وہ لے جاؤ اور وہ اس رقم سے چار پانچ گنا زیادہ تھی جو انہوں نے چندے میں دی۔

پھر گیمبیا کی ایک خاتون ہیں انہوں نے دو سال پہلے بیعت کی تھی۔ ان کی شادی کو دس سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ گزشتہ سال جب وقف جدید کے چندہ کی تحریک کی گئی تو انہوں نے اپنی استعداد کے مطابق چندہ ادا کیا اور پھر مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور موصوفہ کو اللہ تعالیٰ نے اب دو جڑواں بچوں سے نوازا ہے اور یہ کہتی ہیں کہ مجھے اب سمجھ آئی کہ چندے کی برکات کیا ہیں؟

پھر گیمبیا سے ہی امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کے ایک دوست ہیں۔ ایک سال سے بیمار تھے اور بیماری کے دوران نہ چل سکتے تھے، نہ پھر سکتے تھے، نہ کوئی کام کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے مالی حالت بھی بہت زیادہ خراب تھی۔ چنانچہ گزشتہ سال جب وقف جدید کی تحریک کی گئی تو ان کے پاس پانچ ڈلاسی تھے جو ان کو کسی نے صدقے کے طور پر دیئے تھے۔ وہ پانچ ڈلاسی انہوں نے وقف جدید میں ادا کر دیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ایسا فضل کیا کہ جو شخص چلنے پھرنے سے قاصر تھا اس کے کام میں ایسی برکت ڈالی کہ اب جانوروں کا ایک ریوڑ ان کے پاس ہے اور وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ سب فضل فرمایا کہ میری فصلیں بھی اچھی ہونے لگ گئیں اور میرے پاس جانوروں کا بڑا ریوڑ آ گیا یہ سب چندے کی برکات ہیں۔

گیمبیا سے ہی امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون کا خاوند سات سال پہلے اچانک غائب ہو گیا۔ خاتون بڑی پریشان رہتی تھی۔ اس کو لوگ کہتے تھے کہ اتنا عرصہ ہو گیا وہ نہیں آیا۔ فوت ہو چکا ہو گا۔ تم شادی کر لو۔ وہ کہتی تھی نہیں۔ بہرحال چندے کے لئے جب ان کے پاس گئے۔ وقف جدید کا چندہ انہوں نے دینا تھا۔ پانچ ڈلاسی انہوں نے چندہ ادا کر دیا اور کہتی ہیں کہ اس چندے کی ادائیگی کے بعد مجھے ایک ذہنی سکون مل گیا۔ اور پھر نہ صرف ذہنی سکون ملا۔ **دو ماہ کے بعد ہی اچانک ایک دن ان کا خاوند صحیح سالم گھر پہنچ گیا** جو کہیں کسی وجہ سے پھنس گئے تھے یا کسی ایسی جگہ چلے گئے تھے جہاں سے آنا مشکل تھا۔ بہرحال ان کے وہ حالات ٹھیک ہو گئے۔ خاوند بھی آ گیا اور اب اللہ کے فضل سے ان کے بیٹی بھی پیدا ہوئی۔

فن لینڈ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ 510 یورو میرا پچھلے سال کا وعدہ تھا۔ اس سال میں نے کہا چلو حالات ٹھیک نہیں تو میں نے اپنا وعدہ ایک سو یورو کر دیا کہ زیادہ نہیں دے سکتا۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح پکڑا کہ ایک دن اچانک میری گاڑی سڑک پر خراب ہو گئی اور اس کو مرمت کے لئے ورکشاپ لے جانا پڑا۔ جو بل آیا وہ بعینہٖ اتنا تھا جتنا پہلے انہوں نے وعدہ کیا ہوتا تھا یعنی 510 یورو۔ تو گھر پہنچتے ہی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں مجھے سبق دیا ہے۔ پھر فوری طور پہ انہوں نے اپنا وقف جدید کا وعدہ پورا کیا اور چندہ ادا کیا۔

سیرالیون کی ایک احمدی خاتون پرائمری سکول کی ہیڈ مسٹرس ہیں۔ کہتی ہیں کہ مشنری صاحب نے چندے کی تحریک کی۔ میرے پاس رقم نہیں تھی۔ پہلے میں دے چکی تھی۔ کہتی ہیں میرا ایک بھائی تھا جو بڑے عرصہ سے عیسائی ہو گیا تھا اور مجھ سے ناراض تھا کہ تم بھی عیسائی ہو جاؤ اور چھوڑ کے امریکہ چلا گیا تھا۔ خیر کہتی ہیں میں نے مشکل سے چندہ تو ادا کر دیا گو حالات ایسے نہیں تھے۔ ایک دن اس کا فون آیا اور اس نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بیشک مسلمان رہو۔ احمدی رہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بہرحال مجھے تحریک ہوئی ہے کہ میں تمہاری مدد کروں۔ اس لئے میں تمہیں ایک بڑی رقم بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے رقم بھیجی۔ بھائی سے رابطہ بھی ہو گیا اور کشائش بھی پیدا ہو گئی۔

زیور خریدنے کی بجائے چندہ دے دینا

ہندوستان سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ کوئمبتور (Coimbator) کے ایک دوست اپنی بیٹی کے لئے زیور خریدنے بازار گئے۔ زیور پسند کر رہے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے دکاندار سے کہا کہ ہم نماز پڑھ کے آتے ہیں۔ پھر زیور لیں گے۔ خطبہ جمعہ میں ان کو میرے خطبہ کا خلاصہ سنایا گیا جس میں تحریک جدید کے چندے کے نئے سال کا اعلان تھا۔ چندے کے بارے میں بتایا گیا اور اس میں ایک نابینا خاتون کی مالی قربانی کا واقعہ بھی مَیں نے سنایا تھا۔ اس کا ان دوست پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے **نماز کے بعد بجائے زیور خریدنے کے وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا** اور مسجد سے باہر آ کر جب اپنی اہلیہ سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ خطبہ کے دوران مَیں نے بھی یہی ارادہ کیا تھا کہ یہ چندہ دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری بیٹی کے زیور کا کوئی اور انتظام کر دے گا۔

ہندوستان میں سہارنپور سے ہی انسپکٹر وقف جدید لکھتے ہیں کہ یوپی کے ایک گاؤں میں ایک احمدی دوست کے گھر وقف جدید کی وصولی کے لئے گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ عید آنے والی ہے اور میرے پاس صرف دو سو روپے ہیں۔ چاہو تو عید کے کپڑے بنالو چاہو تو چندہ ادا کر دو۔ اس وقت موصوفہ نے کہا **کہ پہلے چندہ ادا کریں کپڑے تو بعد میں بن جائیں گے۔** ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ یہ ان کے گھر دوبارہ چندہ لینے گئے تو ان کا گھر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ موصوف نے بتایا کہ ہم نے جب سے چندہ ادا کیا ہے تب سے ہمارے پاس بہت کام آیا ہے۔ پہلے تو میں کھیتوں میں دوسروں کا ٹریکٹر چلاتا تھا اب اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا ہے کہ میں نے خود اپنا ٹریکٹر خرید لیا ہے اور کام میں بے انتہا برکت پڑ گئی ہے۔

ہندوستان سے ہی اڑیسہ کی ایک جماعت جگت گیری ہے (میرا خیال ہے یہ اڑیسہ میں ہی ہے)۔ بہرحال جو بھی جگہ ہے وہاں کے ایک شخص قرضے میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے لوگوں سے چھپتے پھر رہے تھے۔ چھپ چھپا کر اپنا وطن چھوڑ کے حیدرآباد چلے گئے۔ خیر ان کو (انسپکٹر وقف جدید کو) جب ان کے بارے میں علم ہوا

تو ان کے پاس پہنچے۔ وہاں رابطہ ہوا۔ مربی صاحب نے یا انسپکٹر صاحب نے ان کو چندے کی اہمیت بتائی۔ خیر انہوں نے کسی نہ کسی طرح اپنا چندہ ادا کر دیا اور جماعت سے رابطہ بھی رکھا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ **اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ آمدنی پیدا ہونی شروع ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے سارے قرضے بھی اتار دیئے** اور نہ صرف ان کے قرضے اتر گئے جس کی وجہ سے چھپتے پھرتے تھے بلکہ کہتے ہیں میں نے اپنا مکان بھی خرید لیا۔ اب انہوں نے اپنا وعدہ اس سے کئی گنا بڑھ کے لکھوا دیا۔

بنگال اور سکّم کے انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ دار جلنگ جماعت کے ایک دوست دس سال قبل جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ اس سال جب وقف جدید کے بجٹ کے لئے ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ والد کا آپریشن تھا جس میں ایک لاکھ روپے خرچ ہو گئے ہیں اس لئے کافی تنگی ہے۔ موصوف نے اپنا وقف جدید کا بائیس ہزار روپے کا وعدہ جو اُن کا کافی بڑا وعدہ تھا، کم کر کے سترہ ہزار روپے کروا دیا لیکن جب وصولی کرنے کے لئے گئے تو بائیس ہزار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خیال آیا کہ **میں ایک نیکی کو جب جاری کر چکا ہوں تو کیوں اس میں کمی کروں**۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ ایمانوں میں اضافہ کرتا ہے اور خود احساس پیدا کرواتا ہے کہ تم لوگ قربانیاں کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مزید وارث بنو۔

ماریشس سے ایک احمدی دوست بیان کرتے ہیں کہ 2015ء میں جب میری طرف سے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوا تو کہتا ہے میں سوچ میں پڑ گیا کہ میں نے تو کبھی یہ چندہ ادا نہیں کیا۔ خطبہ کے دوران ہی میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر مجھے کام مل گیا تو پچیس ہزار ماریشین روپے جو تقریباً پانچ سو پاؤنڈ بنتے ہیں وقف جدید میں ادا کروں گا۔ کہتے ہیں چند دن بعد ہی مجھے پانچ لاکھ روپے کا ایک contract مل گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے وعدے کے بدلے میں بیس گنا زائد عطا فرمایا ہے اور اس کے ملتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا چندہ ادا کیا۔

بینن افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے ایک مخلص احمدی آوموسوں قدوس صاحب ہیں۔ نوجوان بچہ ہے۔ سولہ سترہ سال عمر ہے لیکن چندہ دینے میں مزدوری کر کے چندہ دیتے تھے لیکن ان کے بھائی بیمار تھے اور بڑے بڑے ہسپتالوں میں علاج کرانے کے باوجود فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ بہر حال بڑی فکرمندی تھی۔ انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے خط لکھا۔ خود بھی دعا کرتے رہے اور اس کے بعد ایک ہزار فرانک چندے کے طور پر بھی پیش کیا۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ خاص طور پر اس نظر سے کیا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ غیر معمولی طور پر ان کے بھائی کو شفا ہو گئی بلکہ یہ بیان کرنے والے وہاں کے مبلغ ہیں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں کہا بھی کہ **تمہارا بھائی بیمار ہے تمہیں ضرورت ہے ابھی تم یہ چندہ نہ دو، بعد میں دے دینا۔ اس نے کہا نہیں**۔ اس نے نقد سودا کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی فوری طور پہ نوازا۔

بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست بڑی باقاعدگی سے چندہ دینے والے ہیں۔ یہ کہتے ہیں 4/ دسمبر 2015ء کی رات ڈاکوؤں کا ایک بہت بڑا گروہ مختلف گاؤں کی بھینسیں چُراتا ہوا ہمارے گاؤں میں بھی آ گیا اور اسلحے کے زور پہ وہ ان کی سب بھینسیں لے گئے۔ لیکن ڈاکوؤں کا یہ گروہ ابھی بھینسیں لے کر گاؤں سے نکلا ہی تھا کہ بڑے زور کی آندھی چلنی شروع ہو گئی اور تمام گائیاں بھینسیں جو تھیں بدک کر بھاگ گئیں اور یہ ڈاکو جو تھے ان پہ قابو نہ پا سکے۔ تو ان احمدی صاحب کی کوئی بیس کے قریب گائیاں تھیں جو ان کے پاس آ گئیں بلکہ باقی جانور بھی یہیں آ گئے اور پھر ان لوگوں کو واپس کئے اور لوگوں کو بتایا کہ یہ سب کچھ جو تمہیں بھی واپس ملا ہے میری وجہ سے **اس وجہ سے یہ ملا ہے کہ مَیں باقاعدگی سے چندہ دینے والوں میں سے ہوں۔ افریقہ کے دور دراز ملکوں میں بیٹھے ہوئے یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد کس طرح ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔**

آسٹریلیا کی ایک جماعت کے بارے میں سیکرٹری وقف جدید لکھتے ہیں کہ ایک خاتون نے گزشتہ سال وقف جدید کے بارہ میں خطبہ سنا اور وہ موصوفہ بڑی متاثر ہوئیں۔ اور دو ہزار ڈالر ان کے پاس تھے وہ فوری طور پر انہوں نے ادا کر دیئے۔

اسی طرح آسٹریلیا سے ہمارے مبلغ ایک بچے کا واقعہ لکھتے ہیں۔ یہ ان کے گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے اور وہ بچہ قریب بیٹھا باتیں سن رہا تھا تو تھوڑی دیر کے بعد وہ گیا اور اپنی گُلّی (گلّہ، بُغچی) اٹھا کے لے آیا۔ اس میں دو سو ڈالر تھے کہ یہ میری طرف سے وقف جدید کا چندہ ہے۔

ناروے کے امیر صاحب نے بھی لکھا ہے کہ ایک نارویجین نو مبائع خاتون ہیں۔ انہیں جب تحریک کی گئی تو فوری طور پر دو سو کرون ادا کر دیئے اور کچھ دن کے بعد موصوفہ نے بتایا کہ جس دن میں نے چندہ ادا کیا تھا اس سے اگلے روز ہی میرے boss نے مجھے بلا کر **میری تنخواہ میں دو سو کرون کا اضافہ کر دیا** حالانکہ میں نے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ کہتی ہیں میں نے تو ایک دفعہ دو سو کرون دیئے تھے اور اب مجھے ہر ماہ دو سو کرون زائد مل رہے ہیں۔

کونگو کنساشا میں ایک دوست ہیں۔ حال ہی میں بیعت کی ہے۔ ان کو جماعت کے مالی نظام سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے اسی وقت باقاعدگی سے چندے کی ادائیگی شروع کر دی۔ یہ نو مبائع دوست بیان کرتے ہیں کہ چندے کی ادائیگی سے میرے مالی حالات میں بہت بہتری آ گئی ہے۔ اس سے پہلے میں جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا تھا وہ بار آور نہ ہوتا تھا **لیکن جب سے چندے کی ادائیگی شروع کی ہے خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا ہے** کہ اب میرے پاس گائیاں بھی ہیں اور رزق میں بہت برکت پڑ گئی ہے۔

جرمنی کے نیشنل سیکرٹری وقف جدید لکھتے ہیں کہ جرمنی کی جماعت کا سیمینار تھا جس میں ایک نو مبائع خاتون بھی شامل ہوئیں۔ جماعت کی صدر لجنہ نے انہیں بتایا کہ سیمینار کے بعد نو مبائع خاتون نے وقف جدید میں چار

سو یورو کی بڑی رقم ادا کی۔ یہ اپنی فیملی میں اکیلی احمدی ہیں اور ان کو بڑی مخالفت کا بھی سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مخالفت بھی دور فرمائے۔

امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ ایک خادم نے humanity first میں سیرین refugees کے لئے بصیغہ راز کہ نام نہ بتایا جائے پچیس ہزار ڈالر کی مدد کر دی تھی۔ ان کو وقف جدید کے لئے کہا گیا۔ پہلے ہی صف اول میں شامل تھے یا ان میں شامل ہونے کی تحریک کی گئی تو انہوں نے ہچکچاہٹ کی اور صف دوم میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب چندہ دینے کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ چندہ مَیں صف اول کے لوگوں کے برابر دوں گا۔ اس میں شامل کر لیں۔

تنزانیہ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست چند سال پہلے عیسائی سے احمدی ہوئے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ پچھلے سال رمضان میں اتفاقاً مارکیٹ میں آگ لگنے سے کئی دکانیں جل گئیں اور میری دکان کا سارا سامان بھی بالکل خاکستر ہو گیا۔ اسی دکان پر میرا انحصار تھا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ مارکیٹ والے دوستوں نے مشورہ دیا کہ بنک سے سود پر قرضہ لے کر کاروبار کا دوبارہ آغاز کروں جیسا کہ میرے دوسرے پڑوسی کر رہے تھے لیکن میں نے کہا کہ میرا اللہ میرے حالات اور میری ضروریات کو جانتا ہے۔ توکّل بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بڑھاتا ہے۔ پھر عیسائیت سے احمدیت قبول کی تو کس طرح ایمان میں بڑھے۔ کہتے ہیں مَیں ہرگز ایسا کام نہیں کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ **سود نہیں لوں گا چاہے اس میں بظاہر فائدہ کیوں نہ ہو۔** کہتے ہیں کچھ مقامی جماعت کے دوستوں نے اور کچھ جماعت نے میری تھوڑی سی مدد کی۔ بغیر میرے کہے یہ مدد کرتے رہے اور دوبارہ میں نے کام شروع کر دیا اور کاروبار میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی کیونکہ میں نے ساتھ کاروبار شروع کرتے ہی اپنے چندے بھی بڑھا دیئے اور وعدے سے زیادہ ادائیگیاں کیں۔ کہتے ہیں ابھی میری دکان کو جلے چھ مہینے بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے رزق میں اتنی برکت ڈالی کہ جو نئی دکان بنائی تھی اس میں ایسا کاروبار ہوا کہ پہلے کبھی مجھے اتنی آمد چھ مہینے میں بھی نہیں ہوتی تھی جتنی جلدی جلدی اب ہونے لگی۔ **میری بیوی بیمار تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بہت بہتر ہے۔** کہتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا پھل ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پاک کمائی سے خرچ کرو تو برکت پڑتی ہے تو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح اس کا پھل دیا کہ انہوں نے کہا کہ میں غلط طریقے سے رقم نہیں لوں گا اور مدد لے لی، کچھ قرض لے لیا اور کاروبار شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاک کمائی سے دی ہوئی ایک کھجور کی بھی جو گٹھلی ہے اللہ تعالیٰ اسے پہاڑ بنا دیتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ایک چھوٹا بچھڑا ہوتا ہے اور وہ بڑا جانور بن جاتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ من کسب طیب حدیث 1410)

اسی طرح پاک کمائی سے کی گئی قربانی کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے۔ پس یہ نظارے اللہ تعالیٰ اس زمانے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جماعت کے افراد کو دکھاتا ہے۔ اب میں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا گزشتہ سال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ پاکستان کے بعد جو ممالک ہیں ان میں اس سال کُل ممالک میں دوسرے اور باہر کے ممالک میں پہلے نمبر پر برطانیہ ہے۔ یوکے پہلا نمبر۔ امریکہ دوسرے نمبر پہ۔ جرمنی تیسرے نمبر پہ۔ کینیڈا چوتھے پہ۔ ہندوستان پانچویں پہ۔ آسٹریلیا چھٹے پہ۔ انڈونیشیا اور اسی طرح ایک مڈل ایسٹ کی جماعت ساتویں پہ۔ اور مڈل ایسٹ کی ہی ایک اَور جماعت ہے وہ آٹھویں نمبر پہ ہے۔ بیلجیم نویں پہ اور گھانا دسویں پہ۔ مقامی کرنسی میں وصولی میں اضافے کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک پر ہے۔ اس کے بعد امریکہ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

بڑی جماعتوں میں فی کس ادائیگی کے لحاظ سے پہلے مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر دوبارہ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر چوتھے نمبر پر سوئٹزرلینڈ۔ پھر پانچویں نمبر پہ برطانیہ۔ چھٹے پہ آسٹریلیا۔ ساتویں پہ بیلجیم۔ آٹھویں پہ جرمنی اور نویں پہ کینیڈا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے **اب تک وقف جدید کے شاملین میں بارہ لاکھ سے اوپر تعداد شامل ہوئی۔** بارہ لاکھ پینتیس ہزار سے اوپر لوگ شامل ہوئے اور گزشتہ سال سے ایک لاکھ چھ ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ افریقہ کے علاوہ شاملین میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں اضافے کے لحاظ سے انڈیا نمبر ایک پہ ہے۔ پھر کینیڈا ،برطانیہ اور امریکہ نمایاں ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ اضافہ افریقہ کے ممالک میں ہوا ہے اور افریقہ میں پہلے نمبر پر نائیجیریا ہے۔ پھر کیمرون ہے۔ پھر گنی کناکری ہے۔ پھر نائیجر ہے۔ پھر برکینا فاسو ہے۔ پھر مالی ہے۔ بینن ہے۔ تنزانیہ ہے اور یوگنڈا ہے۔

چندہ بالغان میں پاکستان کی پہلی تین جماعتوں میں اوّل لاہور ہے۔ دوسرے نمبر پہ ربوہ ہے۔ تیسرے پہ کراچی ہے۔ پاکستان میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ پہلے نمبر پر فیصل آباد۔ پھر اسلام آباد۔ پھر سرگودھا۔ پھر گوجرانوالہ۔ پھر گجرات۔ ملتان۔ عمرکوٹ۔ نارووال۔ حیدرآباد اور بہاولپور۔

دفتر اطفال میں پاکستان کی تین بڑی جماعتوں میں اوّل لاہور۔ دوم کراچی۔ سوم ربوہ۔ اور اضلاع کی پوزیشن یہ ہے نمبر ایک پہ اسلام آباد۔ نمبر دو پہ فیصل آباد۔ نمبر تین گوجرانوالہ۔ نمبر چار گجرات۔ نمبر پانچ حیدرآباد۔ نمبر چھ ڈیرہ غازی خان۔ نمبر سات ملتان۔ نمبر آٹھ کوٹلی (آزاد کشمیر)۔ نمبر نو میرپور خاص اور نمبر دس پشاور۔

برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ worcester park۔ پھر Raynes Park۔ پھر برمنگھم ویسٹ۔ پھر مسجد فضل۔ پھر ومبلڈن پارک۔ پھر Gillingham، پھر Cheam South، پھر نیومالڈن۔ پھر بریڈفورڈ ساؤتھ اور گلاسگو۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کے جو ریجنز ہیں وہ Midlands نمبر ایک پہ۔ پھر نارتھ ایسٹ۔ پھر لندن اے۔ پھر لندن بی اور پھر Middlesex ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی پہلی دس جماعتیں۔ سلیکون ویلی، Seattle، ڈیٹرائٹ، سنٹرل ورجینیا، لاس اینجلس ایسٹ، سلور سپرنگ، یارک / ہیرس برگ، بوسٹن، Houston North اور Dallas ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارتیں یہ ہیں۔ ہیمبرگ نمبر ایک پہ۔ پھر فرینکفرٹ، گروس گیراؤ، پھر ویزبادن، مورفلڈن والڈورف۔

اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے جو دس جماعتیں ہیں وہ Roedermark، نوایس، فریڈبرگ، Florsheim، کوبلنز، Hanau، ہنوفر، نِیڈا، وائن گارٹن اور فُلڈا ہیں۔

کینیڈا کی تین جو امارتیں ہیں وہ نمبر ایک پہ کیلگری۔ نمبر دو پہ وان۔ نمبر تین پہ وینکوور ہیں۔

پانچ بڑی جماعتیں۔ ملٹن جارج ٹاؤن نمبر ایک پہ۔ پھر ڈرہم۔ پھر ایڈمنٹن ویسٹ۔ پھر سسکاٹون نارتھ اور پھر آٹوا ویسٹ ہیں۔

اطفال میں کینیڈا کی پانچ نمایاں جماعتیں۔ ڈرہم نمبر ایک پہ۔ پھر کیلگری نارتھ ویسٹ۔ ملٹن جارج ٹاؤن۔ پھر پیس ولیج ایسٹ۔ وُڈبرج ہیں۔

مَیں کئی مرتبہ پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں کہ دفتر اطفال میں جس طرح کینیڈا میں آرگنائز ہو کر کام ہو رہا ہے باقی دنیا کے جو بڑے ممالک ہیں ان کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے اور کام کرنا چاہئے۔ اس بارے میں یہ بھی بتادوں کہ دفتر اطفال صرف وقف جدید میں ہوتا ہے، تحریک جدید میں نہیں ہوتا۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بھارت کے صوبہ جات میں کیرالہ نمبر ایک۔ تامل ناڈو نمبر دو۔ جموں و کشمیر۔ تیلنگانا۔ پھر کرناٹکا۔ پھر ویسٹ بنگال۔ پھر اُڑیشہ۔ پھر پنجاب۔ پھر اتر پردیش۔ پھر دہلی۔ پھر مہاراشٹرا ہیں۔ اور وصولی کے لحاظ سے جو جماعتیں ہیں نمبر ایک پے کارولائی۔ کالیکٹ۔ پھر حیدرآباد۔ پھر پاٹھاپریام۔ پھر قادیان۔ پھر کانُور ٹاؤن۔ پھر کلکتہ۔ پھر سُولُور۔ پھر بینگلور، پینگاڈی اور رِشی نگر۔

آسٹریلیا کی دس جماعتیں ملبرن ساؤتھ، کاسل ہِل، ماؤنٹ ڈروئیٹ، پیرتھ، ایڈیلیڈ ساؤتھ، پلمپٹن، برزبن ساؤتھ، برزبن لوگان، مارزڈن پارک اور بلیک ٹاؤن ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آسٹریلیا میں کسی نے مجھ سے سوال پوچھا تھا کہ وقف جدید میں اطفال کا دفتر ہے۔ تحریک جدید میں بھی ہے؟ تو واضح ہو کہ تحریک جدید میں کوئی نہیں۔ اطفال سے جو چندہ وصول کیا جاتا ہے اور خاص طور پہ زور دیا جاتا ہے وہ وقف جدید کے لئے ہے اور اس کے لئے علیحدہ دفتر ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال اور نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور اس سال میں اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جہاں قربانی کی توفیق دے وہاں تعداد میں بھی اضافہ فرمائے۔

اب مَیں نمازوں کے بعد دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ **پہلا جنازہ مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب کا ہے** جو 31/ دسمبر 2015ء کو رات دس بج کر چالیس منٹ پر تقریباً 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دل کی تکلیف تو ان کو تھی۔ چیک اَپ کے لئے ہسپتال گئے تھے۔ وہیں ان کو ڈاکٹر نے جو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ حالت ٹھیک نہیں ہے اور ان کو داخل کر لیا۔ پھر ان کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ پھر وینٹی لیٹر (Ventilator) پر شفٹ کیا گیا۔ پھر دوبارہ ان کو اس دوران میں ہی ہسپتال میں فالج کا بھی حملہ ہوا اور ہارٹ اٹیک بھی ہوا۔ پھر گردوں کی تکلیف بھی شروع ہو گئی اور ڈائلیسز (Dialysis) کیا جاتا رہا۔ بہرحال جب تیسری بار ان کو وہیں ہسپتال میں ہارٹ اٹیک ہوا تو پھر باوجود شاک (Shock) دینے کے ریکوری (Recovery) مشکل تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے والد کا نام حاجی صالح محمد منگلا تھا۔ ان کا تعلق 168-171 چک منگلا سرگودھا سے ہے۔ والدہ کا نام صاحب بی بی تھا اور 1955ء میں آپ کے والد حاجی محمد صالح صاحب کی سربراہی میں چک منگلا کے 80 افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر ربوہ آ کر بیعت کی تھی اور اس کا ذکر بھی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت ملی تھی۔ ان میں بچوں میں مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا بھی شامل تھے۔ ان کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی۔ انہوں نے پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر ربوہ سکول میں داخل کرنے کے لئے ان کے والد لے کے آئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں چھٹی کلاس میں داخلہ مل گیا۔ ان کے والد نے ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد جو اس وقت کالج کے پرنسپل تھے ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ مَیں ایک چڑیا آپ کے سپرد کر رہا ہوں اسے باز بنا دیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ باز بنے گا اور اللہ تعالیٰ نے بعد میں ماشاء اللہ ان کو کافی خدمت کی توفیق دی۔ 61ء میں انہوں نے میٹرک پاس کیا۔ پھر تعلیم الاسلام کالج سے بی اے کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی کیا اور وہاں بھی پوزیشن لی۔ پھر 1966ء میں ایم۔اے عربی مکمل کرنے کے بعد 1980ء تک یہ 14 سال بطور لیکچرر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ سکول کالج 1973ء میں شاید 74-75ء میں قومیائے گئے تھے۔ بہرحال 1980ء میں حکومت کی طرف سے احمدی اساتذہ کے مختلف مقامات پر تبادلوں کی وجہ سے آپ نے وہاں سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ آپ خدمت کرنا چاہتے تھے اس لئے مطمئن نہ ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش ہوئے اور وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے دفتر میں آ جائیں۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ان کو رکھ لیا اور تین ماہ کے بعد آپ کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری بنا دیا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا اور تا وقت وفات آپ ربوہ میں پرائیویٹ سیکرٹری

کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب خلیفۃ المسیح الرابعؒ لندن آئے ہیں تو اس وقت آپ کو تقریباً ایک سال یہاں لندن میں بھی پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1982ء سے وفات تک سیکرٹری مجلس شوریٰ پاکستان کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ 68ء سے 83ء تک مجلس خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ 86ء سے 2015ء تک انصار اللہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی اور اِس وقت نائب صدر تھے۔ آپ کی اہلیہ اور چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر دے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ ان کے ایک بیٹے محمد نیّر منگلا مربی سلسلہ ربوہ میں ریسرچ سیل میں ہیں۔ دوسرے عتیق منگلا واقف نَو ہیں اور میڈیکل لیب (Lab) ٹیکنیشن ہیں۔

ان کے داماد کہتے ہیں کہ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور ہر قسم کی پریشانی کا بڑی ہمت کے ساتھ خود ہی مقابلہ کرنے والے تھے اور کبھی بھی آپ کی زبان سے کسی بھی دکھ یا تکلیف کا اظہار میں نے نہیں سنا۔ ساری زندگی خدمت دین کے لئے وقف تھی۔ صبح شام دن رات تمام وقت جماعت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اور حقیقت میں انہوں نے وقف کا حق ادا کیا۔ یہ مَیں نے خود بھی ان کو دیکھا ہے۔

ان کے بیٹے نیّر احمد کہتے ہیں کہ تہجد کے لئے خود بھی بیدار ہوتے اور گھر والوں کو بھی اس کی تلقین کرتے اور بڑے سوز و گداز سے دعائیں کرنے والے تھے۔ باجماعت نمازوں پر جاتے ہوئے بچوں کو ساتھ لے کر جاتے۔

ان کی بیٹی عابدہ کہتی ہیں کہ خدا پر بہت توکّل تھا۔ بہت باہمت اور بلند حوصلہ کے مالک تھے۔ کوئی بھی مشکل ہوتی کبھی بھی چہرے اور زبان سے ظاہر نہ کرتے بلکہ خدا کے حضور روتے اور گڑگڑاتے اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر فرماتے اور خواہ کوئی بڑی بات ہو یا معمولی بات ہمیشہ خلیفۂ وقت سے مشورہ لیتے۔ غریب رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے۔ بہو کہتی ہیں کہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے دھیمے مزاج کے، بہت مہمان نواز، ملنسار تھے۔ کبھی دفتر کی بات گھر میں آکر نہیں کی بلکہ باہر سے اگر ہمیں کوئی بات پتا لگ جاتی تو کہتے اچھا تم نے یہ سنی ہے تو مجھے بھی بتادو اور انہوں نے کوئی ایسا معاملہ جو دفتری ہو گھر آکے کبھی ڈِسکس (Discuss) نہیں کیا۔

ان کی بہو اسلم بھروانہ صاحب شہید کی بیٹی ہیں۔ کہتی ہیں میرے والد کی شہادت کے بعد تو اور بھی زیادہ میرا خیال رکھا اور بہوؤں کو ہمیشہ ایک مقام دیا۔ گھر میں کوئی مسئلہ ہوتا تو بہوؤں کی رائے بھی لی جاتی۔ اصل میں گھروں کو جنت نظیر بنانے کا یہ صحیح طریقہ ہے۔ ان کے بھتیجے کہتے ہیں کہ ہمیشہ جماعت اور خلافت کے لئے ان کا ہر لمحہ قربان ہوتے دیکھا اور خلافت سے بڑا پیار کا تعلق تھا۔

ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب لکھتے ہیں کہ آٹھ سال سے مکرم منگلا صاحب کی بعض خوبیوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان خوبیوں میں سے نمایاں پہلو جو نظر آئے ہیں وہ یہ ہیں کہ میں نے انہیں منکسر المزاج،

نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک، ہمدرد، ملنسار، غرور اور نفرت سے پاک بہت عاجز انسان پایا۔ آپ شوگر بلڈ پریشر اور دل کی بیماری کے باوجود پنجوقتہ نمازوں کو التزام کے ساتھ مسجد میں جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ خلافت سے انتہائی مخلص اور باوفا خدمتگار تھے۔ بشیر احمد صاحب کارکن دفتر پی ایس کہتے ہیں کہ مجھے ان کے ساتھ 22 سال کام کرنے کا موقع ملا اور ہمیشہ مجھ سے پیار اور محبت سے تعاون کیا اور ہمیشہ رہنمائی فرماتے رہے۔

پھر دفتر پی ایس کے ہی کارکن وسیم صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کا کوارٹر منگلا صاحب کے ساتھ ہی تھا۔ ایک دفعہ خاکسار کی والدہ بیمار ہو گئیں تو بار بار خاکسار سے ان کی صحت کے حوالے سے دریافت کرتے رہے۔

مرزا داؤد صاحب بھی کارکن پی ایس ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ 24 سال منگلا صاحب کے ساتھ کام کیا اور ہمیشہ انہوں نے بڑا اعتماد دیا اور کام کی نگرانی کی اور کام کی رہنمائی کی اور کبھی کوئی ناراض بھی ہو جاتا تو پہلے بلا کر دلجوئی کرتے۔

خالد عمران حفاظت خاص کے کارکن ہیں۔ کہتے ہیں کہ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے لیکن درگزر کرنے والی صفت ان میں بہت نمایاں تھی۔ کسی کارکن سے خواہ کتنے ہی ناراض ہوں لیکن اس کی معذرت پر فوراً معاف کر دیتے تھے اور دل صاف کر لیتے تھے۔ ہمارے یہاں پرائیویٹ سیکرٹری میں کارکن سلیم ظفر صاحب ہیں وہ بھی کہتے ہیں منگلا صاحب سے بڑا پرانا تعلق ہے اور کوئی ایسی بات مجھے یاد نہیں پڑتی کہ کبھی کسی سے اَن بن ہوئی ہو یا مستقل ناراضگی ہوئی ہو۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے۔

عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن کہتے ہیں کہ میرا آپ سے بڑا لمبا تعلق تھا۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں میں اکٹھا کام کیا۔ پھر بعد میں بھی رابطہ رہا۔ ان کی خلافت سے محبت اور عقیدت اور احساس ذمہ داری کا وصف بہت نمایاں تھا۔ کہتے ہیں جن دنوں لقاء مع العرب اور سوال و جواب کے دیگر پروگرام ریکارڈ ہوتے تھے کئی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ان سے مختلف معلومات کے سلسلے میں رابطہ کرنے کا موقع ملتا تھا اور فوری طور پہ بڑی مستعدی سے مطلوبہ معلومات بھجوا دیتے جو مَیں پیش کر دیا کرتا تھا۔

ملک نسیم صاحب کہتے ہیں کہ یہ مہتمم مقامی تھے اور مَیں ربوہ میں خدمت خلق کا ناظم تھا۔ ایک دفعہ ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ رات ساڑھے بارہ بجے یہ سائیکل پر میرے گھر آئے اور انہوں نے کہا کہ ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ فیصل آباد میں مریض ہیں۔ فوری خدّام کو لے کر جائیں۔ میں نے کار کا انتظام کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کو خون کی ضرورت ہے ان کے لئے خون کا انتظام کریں۔ کہتے ہیں سردی تھی مَیں نے کہا منگلا صاحب چائے پی کر جائیں۔ انہوں نے کہا چائے کا وقت نہیں ہے۔ لوگ اس وقت مر رہے ہیں آپ فوری وہاں پہنچیں۔ اور اس وقت ان کو شدید فلو اور بخار بھی تھا اس کے باوجود احساس ذمہ داری یہ تھا کہ سائیکل پر خود ناظم خدمت خلق

کے گھر پہنچے اور ان کو ٹیم تیار کر کے بھجوایا۔ جن صفات کا لوگوں نے ذکر کیا ہے بچوں نے بھی، غیروں نے بھی اس میں ذرا بھر بھی مبالغہ نہیں ہے۔ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں میرے خیال میں ان کے اوصاف اس سے بہت زیادہ تھے۔ میرا ان سے لمبا عرصہ تعلق رہا۔ شروع شروع میں جب یہ کالج میں آئے ہیں تو چند دن شاید مَیں ان سے کالج میں پڑھا بھی۔ پھر خدام الاحمدیہ میں بھی، انصار اللہ میں بھی ان کے ساتھ کام کیا۔ پھر جب مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ناظر اعلیٰ بنایا تو اس وقت بھی براہ راست ان سے بہت زیادہ واسطہ رہا۔ مَیں نے ہمیشہ ان کو انتہائی اطاعت گزار دیکھا اور کام کرنے میں بڑا مستعد دیکھا ہے اور بڑی ذمہ داری سے کام کرتے تھے۔ پھر خلافت کے بعد بھی جب بھی ان کو کوئی کام دیا انہوں نے کیا۔ عاجزی انکساری ایسی تھی کہ کئی دفعہ مَیں نے ان کو جلسے پہ یہاں بلایا جب بھی آتے تھے تو عام کارکنوں کے ساتھ بیٹھ کے دفتر میں کام کیا کرتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ میں وہاں پرائیویٹ سیکرٹری ہوں تو یہاں مجھے علیحدہ میز کرسی ملے۔ عام کارکنوں کے ساتھ بیٹھتے تھے اور معمولی معمولی کام بھی یہاں کر رہے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ احمد شیر جوئیہ صاحب کا ہے جو حکیم صالح محمد جوئیہ صاحب کے بیٹے تھے۔ بیلجیم میں رہتے تھے۔ 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ سوشل ورکر کے طور پر وہاں کام کرتے تھے۔ نمازوں کے پابند، شفیق، غریب پرور، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے اُسامہ جوئیہ جامعہ احمدیہ یوکے سے پڑھ کے اب آجکل مایوٹی (Mayotte) کے جزیرے میں مبلغ سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہ والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے کیونکہ میدان عمل میں تھے۔ ڈاکٹر نے احمد شیر جوئیہ صاحب کو کینسر کی وجہ سے لاعلاج قرار دے دیا تھا اور کہا تھا کہ بس چند دن ان کی زندگی کے ہیں۔ عزیزم اُسامہ جوئیہ جو مبلغ سلسلہ ہیں ان دنوں میں وہ یہاں آئے ہوئے تھے اور والد کی بیماری کی وجہ سے پریشان بھی تھے۔ لیکن باپ نے بیٹے کو کہا کہ تمہارا کام میدان عمل میں رہنا ہے۔ تم میری بیماری کی فکر نہ کرو اور جاؤ اور جو کام جماعت کی طرف سے تمہارے سپرد کیا گیا ہے، خلیفہ وقت کی طرف سے جو کام سپرد کیا گیا ہے اس کو سرانجام دو۔ چنانچہ انہوں نے زبردستی بھیجا اور بیٹے کے جانے کے چند دن بعد ہی ان کی وفات ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ عزیزم اُسامہ جوئیہ جو خدمت دین کے کام میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر عطا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ماں باپ کی نیک خواہشات کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں سے جتنے بھی واقفین نکل رہے ہیں، مبلغین مربیان بڑا کام کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ عاجزی اور کام کرنے کی صلاحیتیں اور ہمت ان میں ہمیشہ قائم رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 29/ جنوری 2016ء تا 04/ فروری 2016ء جلد 23 شمارہ 05 صفحہ 05 تا 09)

3

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 15/ جنوری 2016ء بمطابق 15 صلح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے اور انہیں نوازتا ہے بشرطیکہ وہ اولاد اور نسل بھی نیکی پر قائم رہنے والی ہو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی مثال دیتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کے ابتدائی ایام میں اپنے خاندان کے لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے دعوت کی تو پہلی دعوت میں کھانا کھا چکنے کے بعد جب اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے آپ کھڑے ہوئے اور ابھی بات شروع ہی کی تھی تو ابولہب نے سب کو منتشر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس حرکت پر بڑے حیران ہوئے لیکن مایوس نہیں ہوئے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ حضرت علی سے فرمایا کہ دعوت کا دوبارہ انتظام کرو۔

چنانچہ دوسری دفعہ آپؐ نے اسلام کا پیغام پہنچایا تو سب مجلس سنّاٹے میں آ گئی۔ سب خاموش تھے۔ کوئی نہیں بولا۔ آخر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ جو بھی لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں گو مَیں عمر میں ان سب سے چھوٹا ہوں لیکن آپ نے جو فرمایا ہے مَیں اس بارے میں آپؐ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ ساتھ دوں گا۔ بہرحال اس کے بعد مکہ میں مخالفت عروج پہ پہنچ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنی پڑی۔ اُس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کی توفیق دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا تم یہاں لیٹے رہو تا کہ دشمن سمجھے کہ مَیں لیٹا ہوا ہوں۔ اُس وقت حضرت علیؓ نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ! دشمن باہر گھیرا ڈال کے کھڑا ہے صبح جب انہیں پتا چلے گا تو بعید نہیں کہ مجھے قتل کر دیں۔ بلکہ بڑے اطمینان کے ساتھ حضرت علیؓ آپ کے بستر پر سو گئے۔ اور صبح جب کفّار کو پتا چلا تو انہوں نے حضرت علیؓ کو بہت مارا پیٹا۔ لیکن بہرحال اُس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ سے ہجرت کر چکے تھے۔ حضرت علیؓ کی اس قربانی نے انہیں بعد میں کس قدر انعامات سے نوازا یا نوازنا تھا۔ یہ حضرت علیؓ کے علم میں نہیں تھا۔ کسی انعام کے لئے یا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے قربانی نہیں دی تھی بلکہ خالصۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، عشق میں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی دی تھی۔ اُس وقت یہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ **انہیں اس قربانی کے بدلے میں کس قدر عزت ملنے والی ہے**۔ اور نہ صرف حضرت علیؓ کو بلکہ نیکیوں پر قائم رہنے والی آپ کی اولاد کو اور نسلوں کو بھی اللہ تعالیٰ عزت سے نوازے گا۔

حضرت علیؓ پر پہلا فضل تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر حضرت علیؓ کے مختلف کاموں کی وجہ سے بڑی تعریف فرمائی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت علیؓ کو مدینے میں رہنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علیؓ! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری میری نسبت وہ ہو جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی۔ حضرت موسیٰؑ ہارونؑ کو پیچھے چھوڑ کر گئے تھے۔ اس سے ہارون کی عزت کم نہیں ہوئی تھی۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اللہ تعالیٰ نے عزت اس طرح قائم فرمائی اور پھر آپ تک ہی نہیں بلکہ اسلام میں جو اکثر اولیاء اور صوفیاء گزرے ہیں وہ حضرت علی کی اولاد میں سے ہی ہیں یا تھے اور ان اولیاء کو بھی اللہ تعالیٰ نے معجزات اور اپنی تائیدات عطا فرمائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے **میں نے ایک واقعہ سنا ہوا ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ ہارون الرشید نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا** اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں رسّیاں باندھ دیں۔ اس زمانے میں سپرنگ دار گدیلے تو نہ تھے۔ عام روئی کے گدیلے ہوتے تھے۔ ہارون الرشید اپنے محل میں آرام سے ان آرام دہ گدیلوں پر سویا ہوا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہارون الرشید! تم ہم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو مگر تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم آرام دِہ گدیلوں پر گہری نیند سو رہے ہو اور ہمارا بچہ شدت گرما میں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے قید خانے کے اندر پڑا ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر ہارون الرشید بیتاب ہو کر اٹھ بیٹھا اور اپنے کمانڈروں کو ساتھ لے کر اسی جیل خانے میں گیا اور اپنے ہاتھ سے امام موسیٰ رضا کے ہاتھوں اور پاؤں کی رسّیاں کھولیں۔ انہوں نے ہارون الرشید سے کہا کہ آپ تو میرے اتنے مخالف تھے۔ اب کیا بات ہوئی ہے کہ خود چل کر یہاں آ گئے۔ ہارون الرشید نے اپنا خواب سنایا اور کہا مَیں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ مَیں اصل حقیقت کو نہ جانتا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ اب دیکھو اس زمانے میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے زمانے میں کتنا بڑا فاصلہ تھا۔ ہم نے کئی بادشاہوں کی اولادوں کو دیکھا ہے کہ وہ در بدر دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ مَیں نے خود دِلّی میں ایک سقّہ دیکھا جو پانی کی مشکیں اٹھایا کرتا تھا، پانی پلایا کرتا تھا جو شاہان مغلیہ کی اولاد میں سے تھا۔ وہ لوگوں کو پانی پلاتا پھرتا تھا مگر اس میں اتنی حیا ضرور تھی کہ وہ مانگتا نہیں تھا اور محنت کر رہا تھا۔ لیکن بہرحال وہ بادشاہ کی اولاد ہونے کے باوجود ایک عام مزدور کی حیثیت سے رہ رہا تھا۔ دوسری طرف دیکھو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو کہ اتنی پشتیں گزرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ ایک بادشاہ کو رؤیا میں ڈراتا ہے اور ان سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس اعزاز کا پتا ہوتا اور ان کو غیب کا علم ہوتا اور وہ محض اس عزت افزائی کے لئے اسلام قبول کرتے تو ان کا ایمان صرف سودا اور دوکانداری رہ جاتا، کسی انعام کا موجب نہ بنتا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 26)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ ایک ولی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جہاز میں سوار تھا سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا۔ اور دعا کے وقت اس بزرگ کو **الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔** آپ علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہ باتیں نری زبانی جمع خرچ سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ نیکیوں کو جاری رکھنا پڑتا ہے جو اپنے آباء کی نیکیاں ہیں۔ پس نیکوں کی نسل ہونا، ولیوں کی نسل ہونا، بزرگوں کی نسل ہونا بھی اُسی وقت فائدہ دیتا ہے جب خود بھی نیکیوں پر انسان قائم ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ اور نماز باجماعت کی پابندی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں بیان کردہ بعض اور باتیں بھی اس وقت آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **نماز باجماعت کی پابندی کے بارے میں فرماتے ہیں** کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز اتنی پیاری تھی کہ جب کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے آپ باہر تشریف نہ لا سکتے اور گھر میں ہی نماز ادا کرنی پڑتی تھی تو والدہ صاحبہ یا گھر کے بچوں کو ساتھ ملا کر نماز باجماعت پڑھا کرتے۔"

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 538)

صرف نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ایک موقع پر نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس

واحد کی طرح بنادے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگے میں سب پروئے جائیں۔ مذہب وہی ہے جو سب کو اکٹھا کر دے، ایک بنادے۔ فرمایا کہ **یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اس وحدت کے لئے ہی ہیں** تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے۔ یعنی نمازی ایک دوسرے سے قوت حاصل کریں۔ فرمایا اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّے کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل کر کمزوری کو دور کریں اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پیدا ہو جاوے۔ فرمایا کہ تعارف بہت عمدہ شئے ہے کیونکہ اس سے اُنس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔

نماز باجماعت کا فائدہ اور اہمیت

پس باجماعت نماز کا جہاں انسان کو ذاتی فائدہ ہوتا ہے، وہاں جماعتی فائدہ بھی ہے اور جو نمازوں پر مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے بھی ہیں کہ آکر آپس میں رنجشوں کو دُور کر کے اُنس اور تعلق پیدا نہیں کرتے انہیں نمازیں پھر کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ کیونکہ ایک نماز کا عبادت کے علاوہ جو مقصد ہے ایک وحدت پیدا ہونا آپس میں اُنس اور محبت پیدا ہونا وہ حاصل نہیں ہوتا۔

پس اس سوچ کے ساتھ ہمیں اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کرنی چاہئے اور اس سوچ کے ساتھ مسجد میں آنا چاہئے تا کہ ہم ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نمازیں ادا کرنے والے بنیں اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

نمازوں کے ضائع ہونے کا ایک واقعہ حضرت امیر معاویہؓ کا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ کی صبح کے وقت آنکھ نہ کھلی اور کھلی تو دیکھا کہ نماز کا وقت گزر گیا ہے۔ اس پر وہ سارا دن روتے رہے۔ دوسرے دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔ انہوں نے پوچھا تُو کون ہے؟ اس نے کہا شیطان ہوں جو تمہیں نماز کے لئے اٹھانے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا تجھے نماز کے لئے اٹھانے سے کیا تعلق؟ یہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کل جو میں نے تمہیں سوتے رہنے کی تحریک کی اور تم سوتے رہے اور نماز نہ پڑھ سکے اس پر تم سارا دن روتے رہے، فکر کرتے رہے۔ خدا نے کہا کہ اسے نماز باجماعت پڑھنے سے کئی گنا بڑھ کر ثواب دے دو۔ یعنی اس رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کئی گنا ثواب دینے کا حکم دیا تو

مجھے اس بات کا بڑا صدمہ ہوا۔ شیطان کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا بڑا صدمہ ہوا کہ نماز سے محروم رکھنے پر تمہیں اور زیادہ ثواب مل گیا۔ آج میں اس لئے جگانے آیا ہوں کہ آج بھی کہیں تم زیادہ ثواب نہ حاصل کر لو۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ شیطان تب پیچھا چھوڑتا ہے جب کہ انسان اس کی بات کا توڑ کرتا ہے، اس سے وہ مایوس ہو جاتا ہے اور چلا جاتا ہے۔
(ماخوذ از ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 552)

پس ہمیں چاہئے کہ ہم بھی ہر موقع پر شیطان کو مایوس کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کریں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور وقت پر ادا کرنے کی کوشش کیا کریں۔

بعض دفعہ بعض لوگ جلد بازی سے کام لیتے ہوئے کسی بات کی گہرائی میں جائے بغیر اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں اور پھر بعض کمزور طبائع اس وجہ سے ٹھوکر بھی کھا جاتی ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دعوت میں مَیں نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے پانی پینے سے روکا۔ بائیں ہاتھ سے پانی پی رہا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ اگر کوئی جائز عذر نہیں ہے تو دائیں ہاتھ سے پانی پیو۔ تو اس نے کہا کہ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بائیں ہاتھ سے پانی پیا کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت صاحب کے ایسا کرنے کی ایک وجہ تھی اور وہ یہ کہ آپ بچپن میں گر گئے تھے جس سے ہاتھ میں چوٹ آئی تھی اور ہاتھ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ اس سے گلاس تو اٹھا سکتے تھے مگر منہ تک نہیں لے جا سکتے تھے۔ مگر یہ نہیں کہ سنّت کی پابندی نہیں کرتے تھے سنّت کی پابندی کے لئے آپ گو بائیں ہاتھ سے گلاس اٹھاتے تھے مگر نیچے دائیں ہاتھ کا سہارا بھی دے لیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از الفضل 17 اگست 1922ء صفحہ 3 جلد 10 نمبر 13)

اپنے ہاتھ کی کمزوری کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک جگہ بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مَیں کچھ غیروں کے سامنے احمدی نہیں تھے یا میرے مخالف تھے جو بحث کے لئے آئے ہوئے تھے میں نے گلاس یا پیالی چائے کی اٹھائی تو سامنے بیٹھے ہوئے غیر نے اعتراض کر دیا کہ آپ سنّت پر عمل نہیں کرتے اور بائیں ہاتھ سے برتن پکڑ کر پینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ جلد بازی نے اور بد ظنی نے اس کو اس پر مجبور کر دیا کہ مجھ پر اعتراض کرے۔ حالانکہ میرا ہاتھ چوٹ کی وجہ سے کمزور ہے اور مَیں دائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیالی منہ تک نہیں لے جا سکتا لیکن نیچے دایاں ہاتھ ضرور رکھ لیتا ہوں۔ تو دشمن کو جہاں جلد بازی بد ظنی کروا رہی ہے اور وہاں اپنے جو ہیں ان کی ناسمجھی اور جلد بازی کی سوچ اس بات پر حاوی ہو گئی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنّت کے خلاف یہ حرکت کر رہے ہیں حالانکہ ان کو وجہ معلوم کرنی چاہئے تھی اور جب حضرت مصلح موعودؓ نے روکا تو رُک جانا چاہئے تھا اور پوچھنا

چاہئے تھا اس کی کیا وجہ تھی؟ **بہرحال یہ جلدبازیاں ہی ہیں جو پھر غلط قسم کی بدعات بھی پیدا کر دیتی ہیں۔** غلط قسم کی خود ہی تفسیریں کر کے انسان خود غلط نتائج اخذ کر لیتا ہے۔

ایک خانہ خدا کے لئے بھی.....

اب ایک اور واقعہ توکّل کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک بات مَیں نے بارہا سنی ہے۔ آپ ترکیہ کے سلطان عبدالحمید خان کا جو معزول ہو گئے تھے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ سلطان عبدالحمید خان کی ایک بات مجھے بڑی ہی پسند ہے۔ جب یونان سے جنگ کا سوال اٹھا تو اس سلطان کے وزراء نے بہت سے عذرات پیش کئے۔ دراصل سلطان عبدالحمید خان کا منشاء تھا کہ جنگ ہو، مگر وزراء کا منشاء نہیں تھا اس لئے انہوں نے بہت سے عذرات پیش کئے۔ آخر انہوں نے کہا کہ جنگ کے لئے یہ چیز بھی تیار ہے اور وہ چیز بھی تیار ہے لیکن اہم چیز کا ذکر کر کے کہہ دیا کہ فلاں امر کا انتظام نہیں ہو سکا جو جنگ کے لئے ضروری ہے۔ وزراء یہ مشورے دے رہے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں مثلاً یوں سمجھ لو کہ انہوں نے کہا اور غالباً یہی کہا ہو گا کہ تمام یورپین طاقتیں اس وقت اس بات پر متحد ہیں کہ یونان کی امداد کریں اور اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب وزراء نے اپنا مشورہ پیش کیا اور مشکلات بتائیں اور کہا کہ فلاں چیز کا انتظام نہیں تو سلطان عبدالحمید نے جواب دیا کہ **کوئی خانہ تو خدا کے لئے بھی چھوڑنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلطان عبدالحمید کے اس فقرے سے بہت ہی لطف اٹھاتے تھے** اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کی یہ بات بہت ہی پسند ہے۔ تو مومن کے لئے اپنی کوششوں میں سے ایک خانہ خدا کے لئے بھی چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔ اور درحقیقت سچی بات یہ ہے کہ مومن کبھی بھی ایسے مقام پر نہیں پہنچتا بلکہ دراصل کوئی شخص بھی ایسے مقام پر نہیں پہنچتا جب وہ کہہ سکے کہ اب کوئی رستہ کمزوری کا باقی نہیں رہا اور ہر چیز میں ایک پرفیکشن (perfection) پیدا ہو گئی ہے۔ اگر کوئی انسان کہے کہ مَیں اپنا کام ایسا مکمل کر لوں کہ اس میں کوئی رخنہ اور سوراخ باقی نہ رہے تو یہ حماقت ہو گی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں مگر اسی طرح یہ بھی حماقت ہے کہ انسان اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے کہ ظاہری چیزوں کا انتظام نہ کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت یورپین قومیں پہلی حماقت میں مبتلا ہیں یعنی خدا کا خانہ بالکل چھوڑ دیا ہے اور مسلمان دوسری حماقت میں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 542)

توکّل اور تدبیر

کہ غلط قسم کا توکّل کر کے ہاتھ پیر ہلانے چھوڑ دیئے ہیں۔ عموماً مغربی قومیں خدا کو بھول گئی ہیں اور

مسلمان بھی عموماً اپنے معاملات میں عملاً اللہ کے توکّل کے نام پر محنت نہیں کرتے یا غلط قسم کے استنباط کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے عموماً نوجوانوں کے ذہنوں میں یہاں بھی یہ سوال اٹھتے رہتے ہیں کہ ترقی یافتہ قومیں خدا سے دور جا کر شاید ترقی کر رہی ہیں اور مسلمان مذہب کی وجہ سے انحطاط کا شکار ہو رہے ہیں۔ جبکہ حقیقتاً مسلمان اپنے نکمّے پَن اور توکّل کے غلط تصور کی وجہ سے اپنی ساکھ کھو بیٹھے ہیں اور کمزوری کا شکار ہو رہے ہیں اور جہاں کچھ کرتے ہیں وہاں بھی ان کی بالکل غلط approach ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت ہے کہ **وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ**۔ (الذاریات: 23) اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور جو کچھ وعدہ کیا جاتا ہے وہ بھی ہے۔ فرمایا اس سے ایک نادان دھوکہ کھاتا ہے **اور تدابیر کے سلسلے کو باطل کر دیتا ہے**۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ملے گا۔ اس لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ بھیج دے گا۔ فرمایا حالانکہ سورۂ جمعۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ**۔ (الجمعۃ: 11)۔ تم زمین میں منتشر ہو جاؤ اور خدا کے فضل کو تلاش کرو اور خدا کا فضل تلاش کرنا یہی ہے کہ محنت کرو اور اپنے قویٰ کو استعمال میں لاؤ۔ فرمایا کہ یہ نہایت نازک معاملہ ہے کہ ایک طرف تدابیر کی رعایت ہو، دوسری طرف توکّل بھی پورا ہو۔ فرمایا اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تدابیر بھی پوری ہوں۔ جو **اسباب ہیں ظاہری ان کو بھی پوری طرح کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو**۔ یہ حقیقی مومن کی نشانی ہے اور فرمایا کہ اس کے اندر شیطان کو وساوس کا بڑا موقع ملتا ہے۔ یعنی تدابیر کرنا اور اللہ پہ توکّل کرنا ان دونوں چیزوں کے درمیان جو فرق ہے بڑا ضروری ہے اور دونوں چیزیں کرنی انتہائی ضروری ہیں اور شیطان ان دونوں کے بیچ میں آ کے رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، ایمان خراب کرتا ہے۔ اس لئے اس بات کا خیال رکھو۔ فرمایا کہ بعض لوگ ٹھوکر کھا کر اسباب پرست ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ خدا کے عطا کردہ قُویٰ کو بیکار محض خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو جاتے تو تیاری کرتے تھے۔ گھوڑے ہتھیار بھی ساتھ لیتے تھے۔ بلکہ آپ بعض اوقات دو دو زرہیں پہن کر جاتے تھے۔ تلوار بھی کمر سے لٹکاتے تھے۔ حالانکہ ادھر خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ **وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** (المائدۃ: 68)۔ اور اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ پس تدبیر پوری کر کے پھر توکّل کا حکم ہے۔ اسی طرح ہر معاملے میں محنت کر کے پھر توکّل کا حکم ہے۔ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی مدد نہیں آتی۔

ایک الہام اور اس کی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ ’**بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے**۔‘

اس کی ایک بڑی خوبصورت تشریح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی ہے جو مَیں بیان کرتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس نے خود یعنی اللہ تعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو وہ کونسے احمق ہوں گے آپ اپنے سامنے بیٹھے ہوؤں کو مخاطب ہو کر فرمارہے ہیں جو تم سے برکت حاصل نہیں کریں گے۔ کپڑے تو بے جان چیز ہیں اور تم جاندار ہو۔ اس وقت سامنے آپ کے بعض صحابہ بھی ہوں گے۔ بعض تابعی بھی ہوں گے۔ تبع تابعین بھی ہوں گے فرمایا کون سے احمق ہوں گے جو تم سے برکت حاصل نہیں کریں گے۔ کپڑے تو بے جان چیز ہیں اور تم جاندار ہو۔ جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو **آپ کے صحابہ اور تابعین اور پھر تبع تابعین سے بھی ان کے درجات کے مطابق برکت حاصل کی جائے گی**۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے فاصلے پر تھے۔ یعنی کتنی دیر بعد پیدا ہوئے لیکن بغداد کے بادشاہ ان سے برکت ڈھونڈتے تھے بلکہ صرف انہی سے برکت نہیں ڈھونڈتے تھے بلکہ ان کے شاگردوں سے بھی برکت ڈھونڈتے تھے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ طاقت مل جانے کے بعد تم کہیں ظلم نہ کرنے لگ جاؤ اور تمہاری امن پسندی محاورہ ہے کہ 'عصمت بی بی از بے چادری' والی نہ ہو۔ یعنی مجبوری کی نیکی نہ ہو۔ وہ ایسی نیکی نہ ہو کہ جس کے کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں تمہاری نیکیاں ہو رہی ہوں۔ فرمایا کہ اگر تم طاقت ملنے پر ظالم بن جاؤ گے تو تمہاری آج کی نرمی بھی ضائع ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ کہے گا کہ پہلے تو تمہارے ناخن ہی نہیں تھے اس لئے تم نے سر کھجلانا کیسے تھا۔ اب میں نے تمہیں ناخن دیئے ہیں تو تم نے سر کھجلانا بھی شروع کر دیا ہے۔ پس تم خوشی منانے کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتے رہو اور اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی دعائیں کرو۔

کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت

یہ بڑی ضروری چیز ہے کہ آج ہم امن امن کی باتیں کرتے ہیں، سلامتی کی باتیں کرتے ہیں جب سب کچھ ملے، جب بادشاہ احمدی مسلمان ہوں اور برکت حاصل کرنے کی کوشش کریں اس وقت ہمارا جو امن اور سلامتی کا پیغام ہے وہ پھیلنا چاہئے۔ اس وقت محبت اور پیار پھیلنا چاہئے۔ نہیں تو پھر آج کل تو مجبوری کی باتیں ہوں گی۔

فرمایا کہ اور وہ دن دُور نہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پورا ہو گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ بادشاہتیں تو آہستہ آہستہ ختم ہی ہو رہی ہیں لیکن ملک کا پریذیڈنٹ بھی اور صدر بھی بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ اگر روس کا وزیر اعظم اور صدر مسلمان ہو جائیں تو وہ بھی بادشاہ سے اپنی حیثیت سے کم نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ لیکن **وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام**

کے کپڑوں سے اسی وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم آپ علیہ السلام کی کتابوں سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ۔

یہ ایک تعلق ہے۔ وہ بادشاہ اس وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم لوگ جو پرانے احمدی ہو، پہلے احمدی ہو، صحابہ کی اولاد کہلاتے ہو، تابعین ہو، تبع تابعین ہو یا بہر حال ان بادشاہوں سے بہت پہلے احمدیت قبول کرنے والے ہو، تم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے برکت ڈھونڈو۔ اور کتابوں سے برکت ڈھونڈنا یہ ہے کہ آپ کی کتابوں کو پڑھو، علم حاصل کرو، ان مسائل کو جانو جو حقیقی اسلام کے بارے میں ہیں۔

تبرکات کو محفوظ کرنے کی ضرورت

آپؑ نے فرمایا کہ جب تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ گے تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا جو کہ آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تبلیغ ہو گی۔ پھیلے گی۔ بادشاہتیں آئیں گی تب وہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈھنے کی کوشش بھی کریں گے۔ لیکن پھر **آپؑ نے انجمن کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات ہیں کپڑے ہیں ان کو صحیح طرح رکھنے کا انتظام نہیں ہے۔** اب تبرکات کے لئے اللہ کے فضل سے ربوہ میں بھی، قادیان میں بھی کام ہو رہا ہے۔ کافی حد تک اس پہ کام ہو چکا ہے اور محفوظ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بہر حال آپؑ نے انجمن کو توجہ دلائی کہ اس کا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کے تبرکات کو محفوظ کیا جائے اور فرمایا کہ بعض ماہر ڈاکٹروں کو یا سپیشلسٹ کو بلایا جائے جو اس بات پر غور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کس طرح محفوظ کئے جا سکتے ہیں۔ ان کپڑوں کو شیشوں میں بند کر کے اس طرح رکھا جائے کہ وہ کئی سو سال تک محفوظ رہتے چلے جائیں یا انہیں ایسے ممالک میں بھیجا جائے جہاں کپڑوں کو کیڑا نہیں لگتا مثلاً امریکہ ہے۔ وہاں یہ کپڑے بھیج دیئے جائیں تا کہ انہیں محفوظ رکھا جا سکے اور آئندہ آنے والی نسلیں اس سے برکت حاصل کر سکیں۔

انگوٹھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کی خواہش تھی کہ عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے آپ کی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی مجھے ملے۔ ہم تین بھائی تھے اور تین ہی انگوٹھیاں تھیں۔ مگر باوجود خواہش کے حضرت اُمُّ المومنین حضرت اماں جان نے قرعہ ڈالا اور حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ عجیب بات یہ ہے کہ قرعہ تین بار ڈالا اور تینوں دفعہ اَلَیْسَ اللّٰہ والی انگوٹھی میرے نام نکلی اور غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ والی انگوٹھی میاں بشیر احمد صاحب کے نام نکلی جو حضرت مصلح موعودؓ کے دوسرے بھائی تھے اور تیسری انگوٹھی جو وفات کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں پہنی ہوئی تھی اس پر 'مولیٰ

بس' لکھا ہوا تھا تینوں دفعہ میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔ اب دیکھو کتنا خدائی تصرف ہے کہ ایک بار قرعہ ڈالنے میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن تین بار ڈالا گیا اور تینوں دفعہ میرے نام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی انگوٹھی نکلی اور میاں بشیر احمد صاحب کے نام غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ والی انگوٹھی نکلی۔ اور میاں شریف احمد صاحب کے حصے میں وہ انگوٹھی آئی جس پر 'مولیٰ بس' لکھا ہوا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نیت کی ہوئی تھی کہ میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی جماعت کو دے دوں گا لیکن میں اس وقت تک اسے کس طرح دے دوں۔ جب آپ فرما رہے ہیں اس وقت کہ انتظام ہی نہیں تمہارے پاس اس کو محفوظ کرنے کا جب تک کہ وہ جماعت اس کی نگرانی کی ذمہ داری نہ لے لے۔ اگر وہ انگوٹھی میرے بچوں کے پاس رہے تو وہ کم سے کم اسے اپنی ملکیت سمجھ کر اس کی حفاظت تو کریں گے لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں **یہ انگوٹھی اپنے بچوں کو نہ دوں بلکہ جماعت کو دے دوں**۔ اس کے لئے میں نے ایک اور تجویز بھی کی ہے کہ اس انگوٹھی کا کاغذ پر عکس لے لیا جائے اور بعد میں اسے زیادہ تعداد میں چھپوا لیا جائے پھر نگینے والی انگوٹھیاں تیار کی جائیں لیکن نگینہ لگانے سے پہلے گڑھے میں اس عکس کو دبا دیا جائے اس طرح ان انگوٹھیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی انگوٹھی سے براہ راست تعلق ہو جائے گا۔ گویا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔نگ بھی ہو گا اور وہ عکس بھی نگ کے نیچے دبا ہوا ہو گا۔ پھر اس قسم کی انگوٹھیاں مختلف ممالک میں بھیج دی جائیں۔ مثلاً ایک انگوٹھی امریکہ میں رہے۔ ایک انگلینڈ میں رہے۔ ایک سوئٹزرلینڈ میں رہے۔ اس طرح ایک ایک انگوٹھی دوسرے ممالک میں بھیج دی جائے تا اس طرح ہر ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تبرک محفوظ رہے۔ بعد میں پھر آپ نے یہی فیصلہ فرمایا کہ اَلَیْسَ اللّٰہ والی انگوٹھی خلافت کو دے دی جائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے بعد جو بھی خلیفہ ہو اس کو میری یہ انگوٹھی دے دی جائے۔ اس طرح وہ آگے چلتی جا رہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ پچھلے دنوں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پرانی تحریر ملی تھی۔ مَیں نے وہ تحریر انڈونیشیا بھیج دی تا اس امانت کو وہاں محفوظ رکھا جائے اور اس سے وہاں کی جماعت برکت حاصل کرے۔ اب انڈونیشیا والے ہی بتا سکتے ہیں کہ کیا وہ تحریر ان کے پاس محفوظ ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ مگر الہام میں کپڑوں کا ذکر ہے یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ الہام فرمایا تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اس لئے چاہئے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کو ایسی جگہ بھجوا دیں جہاں کیڑا نہیں لگتا تا کہ وہ زیادہ لمبے عرصے تک محفوظ رہیں۔

پھر آپؓ نے نوجوانوں کو فرمایا کہ نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ آگے آئیں اور اپنی ذمہ داری کو سمجھیں کیونکہ نئی نئی چیزیں، نئے انتظامات نوجوان زیادہ بہتر رنگ میں کر سکتے ہیں کیونکہ وہ نئی روشنی کے لحاظ سے، نئی تعلیم کے لحاظ سے، سائنس کے لحاظ سے پڑھے لکھے بھی ہوں گے اور فرمایا کہ اس کو پھر اسلام کی خدمت کے لئے استعمال کریں تا کہ آپ

کو بھی یہ دن دیکھنا نصیب ہو کہ ان کی وجہ سے ملکوں کے ملک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن کتب کا ذکر ہوا۔ ابتداء میں یہ کتب کس طرح شائع کی جاتی تھیں اس بارے میں کچھ بیان کر دوں۔ ابتدائی زمانہ تھا جب کتب تحریر فرما رہے تھے تو وسائل بہت کم تھے اس وقت کی تصویر کشی کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاتبوں کے نخرے برداشت کرتے تھے اور کس طرح معیار اچھا رکھنے کی کوشش فرماتے تھے۔ اس بارے میں آپ حضرت میر مہدی حسن صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں۔ پہلے یہ احمدی نہیں تھے۔ جس زمانے کا ذکر ہے اس زمانے میں یہ احمدی نہیں تھے کہ میر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں چھپوائی کے انچارج تھے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کسی کتاب کی کاپی چھپتی تو وہ بڑے غور سے پڑھتے تھے۔ یہ بعد کا زمانہ ہے مثلاً اگر کہیں فل سٹاپ بھی غلط جگہ لگا ہوتا تو اس کاپی کو تلف کر دیتے اور نئی لکھواتے۔ اس طرح کام کرنے والے دو چار دن تک جب تک کہ نئی کاپی تیار نہ ہوتی یونہی بیٹھے رہتے۔ اس زمانے کا پریس کا بھی اور لکھنے کا انتظام بھی اَور طرح کا تھا۔ آجکل کی طرح نہیں کہ کمپیوٹر پر بیٹھے اور فوراً پرنٹنگ کر دی۔ اس کے باوجود بیشمار غلطیاں آجکل بھی ہوتی ہیں۔ بہرحال کہتے ہیں پھر جب وہ تیار ہوتی تو پھر وہ دیکھتے اور اگر کوئی غلطی دیکھتے تو پھر اسے تلف کر دیتے اور اس وقت تک کتاب چھپنے نہ دیتے جب تک کہ انہیں یقین نہ آتا کہ اب اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دریافت فرماتے کہ کتاب چھپنے میں اتنی دیر کیوں لگی تو وہ کہتے کہ حضور ابھی پروف میں بڑی غلطیاں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی صاف اور اچھی چیز چاہتے تھے۔ اس لئے آپ کبھی بھی اس بات کا خیال نہ فرماتے کہ مزدور اور کام کرنے والے یونہی بیٹھے ہیں اور مفت کی تنخواہیں کھا رہے ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں تھی کہ جو لکھنے والے ہیں یا دوسرے کام کرنے والے وہ یونہی بیٹھے ہیں بلکہ کیونکہ اچھی کوالٹی چاہئے تھی اس لئے آپ کہتے تھے ٹھیک ہے معیار اچھا ہونا چاہئے اگر یہ چند دن فارغ بیٹھ کر تنخواہ بھی لے لیں تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ آپ کی بھی یہی خواہش ہوتی تھی کہ لوگوں کے سامنے اچھی چیز پیش ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بھی عادت تھی کہ کتاب میں ذرا نقص ہوتا تو اس کو پھاڑ دینا اور فرمانا دوبارہ لکھو۔ کاتب نے پھر کتاب لکھنی اور اگر کہیں ذرا بھی نقص ہوتا تو اسے پھاڑ دینا اور جب تک اچھی کتابت نہ ہوتی اس وقت تک مضمون چھپنے کے لئے نہ دینا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن سے کتابت کرواتے تھے وہ شروع میں تو احمدی نہیں تھے لیکن بعد میں احمدی ہو گئے۔ ان کا لڑکا بھی احمدی ہو گیا۔ جو کتابت کرنے والی تھے ان میں یہ خوبی تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قدر پہچانتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ان کی قدر پہچانتے تھے۔ باوجود غیر احمدی ہونے کے جب بھی

حضرت صاحب کو کتابت کی ضرورت ہوتی تو جن سے بھی کتابت کرواتے تھے انہیں قادیان بلایا جاتا۔ فرمایا کہ اس زمانے میں تنخواہیں کم ہوتی تھیں۔ پچیس روپیہ ماہوار اور روٹی کے لئے الاؤنس ملتا تھا۔ ان کی کتابت کرنے والے کی یہ عادت تھی کہ جب کام ختم ہونے کے قریب پہنچتا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آنا اور کہنا حضور سلام عرض کرنے آیا ہوں مجھے اب گھر جانے کی اجازت دے دیں۔ تو آپ نے فرمانا کہ کیوں اتنی جلدی کیا پڑی ہے۔ ابھی تو کتابیں چھپ رہی ہیں۔ ہمیں کاتبوں کی، کتابت کی ضرورت ہے۔ تو انہوں نے کہنا حضور ضرور جانا ہے۔ آپ نے فرمانا ابھی تو کچھ کتابت باقی ہے۔ کہنا حضور یہاں تو روٹی پکانی پڑتی ہے۔ اس پر سارا دن صَرف ہو جاتا ہے اور روٹی پکایا کروں یا کتابت کیا کروں۔ سارا دن روٹی پکانے میں لگ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمانا اچھا آپ کی روٹی کا مَیں لنگر سے انتظام کروا دیتا ہوں۔ اس طرح ان کو پینتیس روپے تنخواہ بھی مل جاتی اور روٹی بھی مفت مل جاتی۔ کچھ دن کے بعد انہوں نے پھر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنا کہ حضور سلام عرض کرنے آیا ہوں، جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضرت صاحب نے پوچھنا کیوں کیا بات ہے۔ کہنا حضور لنگر کی روٹی بھی کوئی روٹی ہے۔ دال الگ ہے پانی الگ ہے اور نمک ہے ہی نہیں۔ یہاں بھی آجکل بعض دفعہ اس طرح ہی پک جاتی ہے اور کسی وقت اتنی مرچیں ڈال دینی کہ آدمی کو سوکھی روٹی کھانی پڑتی ہے۔ یہ روٹی کھا کر کوئی انسان کام نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمانا اچھا تو بتاؤ کیا کروں پھر۔ تو انہوں نے کہنا اس کے لئے کچھ رقم الگ دے دیا کریں اس مصیبت سے تو خود روٹی پکانے کی مصیبت اٹھانا بہتر ہے۔ مَیں خود روٹی پکا لیا کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس روپے اور بڑھا دینے اور کہنا لو اب آپ کو پینتالیس روپے ملا کریں گے۔ پچیس روپے سے شروع ہوئے پینتالیس تک آ گئے۔ پھر انہوں نے دس دن کے بعد آ جانا اور کہنا حضور سلام عرض کرنے آیا ہوں۔ مجھے گھر جانے کی اجازت دیں۔ یہاں سارا دن روٹی پکاتا رہتا ہوں کام کیا کروں۔ آپ نے فرمانا پھر کیا کریں۔ کہنا حضور لنگر خانے میں انتظام کروا دیں۔ آپ نے فرمانا اچھا تمہیں پینتالیس روپے ملتے رہیں گے اور کھانا بھی لنگر خانے سے مَیں لگوا دیتا ہوں۔ انہوں نے واپس آ کر پھر کام شروع کر دینا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر آ جانا اور کہنا حضور سلام عرض کرنے آیا ہوں۔ جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضور نے پوچھنا بات کیا ہے۔ کہنا حضور لنگر کی روٹی تو مجھ سے نہیں کھائی جاتی۔ بھلا یہ بھی کوئی روٹی ہے۔ آپ مجھے دس روپے روٹی کے لئے دے دیں مَیں خود انتظام کر لوں گا۔ حضرت صاحب نے دس روپے بڑھا کر پچپن روپے کر دیئے۔ چونکہ وہ حضرت صاحب کی طبیعت سے واقف تھے۔ انہوں نے اپنے لڑکے کو سکھایا ہوا تھا کہ مَیں تیرے پیچھے ڈنڈا لے کر بھاگوں گا اور تُو شور مچاتے ہوئے حضرت صاحب کے کمرے میں گھس جانا اور اس طرح کہنا۔

چنانچہ باپ نے ڈنڈا لے کر اس کے پیچھے بھاگنا اور اس نے شور مچاتے اور چیختے چلّاتے ہوئے حضرت صاحب کے کمرے میں گھس جانا اور کہنا حضور مار دیا مار دیا۔ اتنے میں والد نے بھی آجانا اور کہنا باہر نکل تیری خبر لیتا ہوں۔ حضرت صاحب نے یہ حالت دیکھ کر پوچھنا کہ کیا بات ہے۔ کیوں چھوٹے بچے کو مارتے ہو؟ کہنا حضور سات آٹھ دن ہوئے اس کو جوتی لے کر دی تھی وہ اس نے گم کر دی ہے۔ اس وقت مَیں خاموش رہا۔ پھر لے کر دی وہ بھی گم کر دی۔ اب مجھ میں طاقت کہاں ہے کہ اس کو اَور جوتی لے کر دوں۔ میں اسے سزا دوں گا۔ اگر آج سزا نہ دی تو کل پھر جوتی گم کر دے گا۔ حضرت صاحب نے بتانا میاں بتاؤ جوتی کتنے کی آتی ہے؟ کہنا حضور تین روپے کی۔

حضرت صاحب نے فرمانا اچھا تین روپے لے لو اور اس کو کچھ نہ کہو۔ تین روپے لے کر واپس آجانا۔ چار دن بھی نہیں گزرے ہوں گے پھر لڑکے نے شور مچانا۔ حضرت صاحب کے کمرے میں گھس جاتا تھا۔ شور مچاتا ہوا۔ انہوں نے پھر لاٹھی لے کر اس کے پیچھے پیچھے آنا اور کہنا باہر نکل۔ اس دن حضرت صاحب کے کہنے پر چھوڑ دیا تو آج تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ یہ اسے کہتے۔ حضرت صاحب نے پوچھنا کیا بات ہوئی۔ آج کیوں بچے کو مارتے ہو؟ اس نے کہنا حضور اس دن تو میں نے آپ کے کہنے پر چھوڑ دیا تھا۔ آج اسے نہیں چھوڑنا۔ آج پھر یہ جوتی گم کر آیا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمانا اسے نہ مارو جوتی کی قیمت مجھ سے لے لو۔ پھر انہوں نے جو رقم بتانی وصول کر کے لے جانی اور کہنا حضور میں نے اس دفعہ چھوڑنا تو نہیں تھا لیکن آپ کے فرمانے پر چھوڑ دیتا ہوں۔ غرض اس طرح انہوں نے کرتے رہنا لیکن کتابت ایسی اچھی کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہی سے اپنی کتابیں لکھوایا کرتے تھے اور یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی معمولی کاتب سے کتاب لکھوا کر خراب کی جائے کیونکہ اس طرح کتاب کا معیار لوگوں کی نظر میں کم ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 18 صفحہ 227 تا 230)

بہرحال یہ تو ایک لطیفہ تھا کہ جوتی کا ذکر کیا یا تنخواہ بڑھانے کا ذکر کیا لیکن اس میں **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی کتب کی چھپوائی کے بارے میں جو ایک خاص فکر نظر آتی ہے اس کا پتا چلتا ہے** کہ غیروں کے سامنے بھی اسلام کے دفاع اور اس کی خوبصورتی کے بارے میں جو ممکنہ عمدہ چیز پیش ہو سکتی ہے وہ کی جائے اور اپنوں کے علم میں اضافے کے لئے بھی بہترین شکل میں اسلام کی تعلیم سامنے آئے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے انہی سے ہمارا دینی علم بھی بڑھے گا اور ہمیں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہو گا۔ ہمارے علم میں برکت بھی پڑے گی اور دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے قابل ہوں گے۔

اصل برکت تو یہ ہے کہ بادشاہوں کو اسلام کا حقیقی علم حاصل ہو اور وہ اس کے مطابق اپنی زندگیاں

ڈھالیں ورنہ تو بہت سے بلکہ اکثریت بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اِلّا ماشاء اللہ اس وقت سب کے سب جو مسلمان بادشاہ ہیں اور جو لیڈر ہیں وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ منہ پر تو اسلام کا نام ہے اور دل ذاتی مفادات کے حصول کے پیچھے ہیں۔ ان سے ظلم ہو رہے ہیں۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اسلام پھیلنا ہے اور آپ کے ذریعہ سے، کپڑوں سے لوگوں نے برکت حاصل کرنی ہے۔ جو بادشاہ آئیں گے وہ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھ کر آئیں گے اور یہی حقیقی برکت ہے اور اس کے لئے ہمیں بھی اس حقیقی تعلیم کا علم ہونا چاہئے اور اس کے مطابق تبلیغ ہونی چاہئے اور نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ تبھی الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کی صحیح حقیقت آشکار ہو سکے گی اور اس کی ہمیں سمجھ بھی آئے گی اور ہم تبلیغ کے اعلیٰ معیار پیدا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

جمعہ کی نماز کے بعد مَیں بعض جنازے بھی پڑھاؤں گا جن میں سے دو جنازہ حاضر ہیں۔ ایک غائب ہے۔

ایک جنازہ مکرم چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب کا ہے جو یہاں کوونٹری (Coventry) میں کچھ عرصے سے رہ رہے تھے۔ 11/ جنوری 2016ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ماسٹر چراغ دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ قادیان کے قریب کھارا ان کا گاؤں تھا۔ ان کو (ماسٹر چراغ دین صاحب کو) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلاس فیلو ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ آپ کے والد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر دستی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے گاؤں کھارا میں احمدیت آپ کے دادا حضرت چوہدری امیر بخش صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ (ان کے والد کی بات ہو رہی ہے چوہدری عزیز ڈوگر صاحب کے)۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب کو بھی ساری عمر جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ ابتدا میں آپ نے تقریباً 31 سال تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دواخانہ خدمت خلق میں کام کیا۔ اور یہ حضرت مصلح موعود کا دواخانہ تھا اس میں کام کیا اور ساتھ میں حضور نے ہی خود ان کو طب سکھائی تھی۔ اور خلافت رابعہ میں پھر مرکز نے آپ کو گیمبیا اور جرمنی وغیرہ ممالک میں مختلف تعمیراتی کاموں کی نگرانی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس طرح آپ کو جماعتی عمارات بنانے کی توفیق ملی۔ ربوہ کے قیام کے دوران خدام الاحمدیہ میں آپ مہتمم مقامی بھی رہے۔ پھر چند سال تحریک جدید میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء میں آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ چیئرمین احمدی اطبا ایسوسی ایشن اور صدر احمدی تجار ایسوسی ایشن کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

1999ء میں لندن سے کوونٹری شفٹ کر گئے جہاں وفات تک سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ کافی بیماریاں ان کو آئیں اور بیماری کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر تقریب میں شرکت کرنے کی کوشش کرتے تھے اور جرمنی وغیرہ یورپ کے دورے میں جہاں بھی مَیں جاؤں مَیں نے دیکھا ہے وہاں پہنچے ہوتے تھے۔ پچھلے دنوں بیمار بھی تھے اس کے باوجود یہ بڑی کوشش کر کے ہالینڈ میں پارلیمنٹ میں جو فنکشن ہوا تھا وہاں بھی پہنچے ہوئے تھے۔ ان کو بعض کتب کی اشاعت کی بھی توفیق ملی جس میں سیرت حضرت امّاں جان اور سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور دوسرے اقوال زرّیں اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ایک کتاب ہے جو شائع کرنے کی توفیق ملی۔ نہایت شریف النفس، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت اور اخلاص کا تعلق تھا، وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی چار بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں اور بیٹے بھی جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ بیٹی بھی یہاں مڈلینڈ کی لجنہ کی صدر ہیں۔

آپ کے بھائی حلیم طیب صاحب کہتے ہیں کہ 1947ء میں جب ہجرت کی تو والدہ صاحبہ کو ان کی بیماری کی حالت میں قادیان سے سیالکوٹ تک اپنے کندھوں پر اٹھا کر لائے اور اس خدمت کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک خطبہ میں بھی فرمایا تھا۔ ان کا گاؤں کھارا قادیان سے قریب ہی تھا۔ پارٹیشن کے وقت وہاں حفاظت کا انتظام، ڈیوٹیاں دیتے رہے اور بڑی بہادری سے مستورات کی حفاظت کا سامان کرتے رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے درویشان قادیان کی حفاظت اور اسیر ان کی رہائی کے لئے بعض امور کے لئے حُکّام سے ملنے کے لئے ہندوستان میں بھی ایک وفد تشکیل دیا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ان کے قائد تھے اس میں یہ بھی شامل تھے۔

الیاس منیر صاحب کہتے ہیں کہ مختلف منصوبوں کے نگران اور انچارج ہوتے تھے مگر میں نے آپ کو مزدوروں کی طرح کام کرتے بھی دیکھا ہے۔ اسی طرح تعمیراتی سامان خریدتے وقت کم سے کم قیمت پر بہترین کوالٹی کی تلاش میں مختلف مارکیٹوں میں جا کر چکر لگا کر جماعت کے پیسے بچانے کی کوشش کرتے تھے۔ خلافت سے محبت اور عقیدت ان کا بنیادی حصہ تھی۔

ایک دفعہ آپ کے گھٹنے میں تکلیف تھی تو پھر کہتے کہ یہ عارضی تکلیف ہے۔ مستقل نہیں ہو سکتی کیونکہ میرے دائیں گھٹنے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ پاؤں رکھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے تھے۔ اس لئے اس کی برکت سے امید ہے کہ اس کو تکلیف نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتے پھرتے رہے۔ ایک زمانے میں ان پر بعض مشکل حالات بھی آئے، ابتلاء بھی آئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی وفا سے انہوں نے وقت گزارا اور اپنے ایمان کو محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور اپنے پیاروں کے

قدموں میں جگہ دے۔ ان کی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے اور جماعت سے وفا کا تعلق نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ اقبال نسیم عظمت بٹ صاحبہ کا ہے جو غلام سرور بٹ صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 13/ جنوری کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت کرم الٰہی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کڑیاں والے کی پوتی، حضرت میراں بخش صاحب کی نواسی اور حضرت شیخ محمد بخش صاحب رئیس اعظم کڑیاں والے کی بہو تھیں جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظم "اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے" لکھ کر بھجوائی تھی۔ مرحومہ نہایت نیک، صالحہ، نمازوں کی پابند، ملنسار، مہمان نواز، ہر ایک کی مدد کرنے والی خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا تعلق تھا۔ موصیہ تھیں۔ اپنے پیچھے تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ نسیم افضل بٹ ان کے بھتیجے ہیں جو ریجنل امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

ایک جنازہ غائب ہے۔ یہ مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان کا ہے۔ یہ 6/ جنوری 2016ء کو طویل علالت کے بعد 89 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت منشی مہر دین صاحبؓ پٹواری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور حکیم عبید اللہ صاحب کی بیٹی تھیں۔ شادی تقسیم ملک سے پہلے ہوئی تھی۔ بعد ازاں کچھ عرصے کے لئے، چند سالوں کے لئے پاکستان ہجرت کر گئیں اور پھر پہلے قافلے میں قادیان واپس آ گئیں اور اپنے شوہر کے ساتھ ہمیشہ درویشی کی زندگی گزاری۔ نہایت سادہ تھیں اور سادگی سے زندگی گزاری۔ اپنا یہ زمانہ صبر اور شکر اور توکّل اور وفا کے ساتھ گزارا۔ موصیہ تھیں۔ اس کے علاوہ باوجود اتنی زیادہ کشائش نہ ہونے کے مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ تہجد گزار، تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ محلے کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی تھیں۔ خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق تھا۔

ان کے پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے قریشی محمد فضل اللہ صاحب قادیان میں نائب ناظر اشاعت ہیں۔ ایک بیٹے قریشی محمد رحمت اللہ صاحب اس وقت دفتر آڈیٹر میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ تین داماد قادیان میں سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک داماد لاہور میں مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی وفا سے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 05/ فروری 2016ء تا 11/ فروری 2016ء جلد 23 شمارہ 06 صفحہ 05 تا 09)

4

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 22/ جنوری 2016ء بمطابق 22 صلح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ

(الشوریٰ:41)

اور بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلام میں سزا کا تصور

اسلام میں کسی غلط حرکت کرنے والے، نقصان پہنچانے والے سے چاہے وہ چھوٹی سطح پر نقصان پہنچانے والا ہو یا بڑے پیمانے پر نقصان پہنچانے والا ہو یا دشمن ہو ہر ایک سے ایسا سلوک کرنے کی تعلیم ہے جو اس کی اصلاح کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ **اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے لیکن ساتھ معافی اور درگزر کا بھی حکم ہے۔** اس آیت میں بھی جیسا کہ آپ نے سنا یہی حکم ہے کہ بدی اور برائی کرنے والے کو سزا دو لیکن اس سزا کے پیچھے بھی یہ محرّک ہونا چاہئے کہ اس سزا سے بدی کرنے والے یا نقصان پہنچانے والے اور جرم کرنے والے کی اصلاح ہو۔

پس جب اصلاح مقصد ہے تو پھر سزا دینے سے پہلے یہ سوچو کہ کیا سزا سے یہ مقصد حل ہو جاتا ہے۔ اگر سوچنے کے بعد بھی، مجرم کی حالت دیکھنے کے بعد بھی اس طرف توجہ پھرتی ہے کہ اس مجرم کی اصلاح تو معاف کرنے سے ہو سکتی ہے تو پھر معاف کر دو یا اگر سزا دینے سے ہو سکتی ہے تو سزا دو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معاف کرنا بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اجر کا وارث بنائے گا۔ آخر پر اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ کہہ کر یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر سزا میں حد سے بڑھنے کی کوشش کرو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔ بہر حال یہ بنیادی قانون اور اصول سزا اور اصلاح کا قرآن شریف میں پیش ہوا ہے جو ہماری انفرادی زندگی کے معاملات پر بھی حاوی ہے اور

حکومتی معاملات میں بھی بلکہ بین الاقوامی معاملات میں، معاشرے کی اصلاح کے لئے بھی یہ بنیاد ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کسی مجرم کو سزا دینے کا اصل مقصد اصلاح ہے اور اخلاقی بہتری ہے۔ پس اسلام کہتا ہے کہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے صرف سزا پر زور نہ دو بلکہ اصلاح پر زور دو۔ اگر تو سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اصلاح ہو گی تو معاف کر دو۔ اگر حالات و واقعات یہ کہتے ہیں کہ سزا دینے سے اصلاح ہو گی تو سزا دو۔ لیکن سزا میں اس بات کا بہر حال خاص طور پر خیال رکھنا ہو گا کہ سزا جرم کی مناسبت سے ہو وگرنہ اگر جرم سے زیادہ سزا ہے تو یہ ظلم اور زیادتی ہے اور ظلم اور زیادتی کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

پس اسلام میں پہلے مذاہب کی طرح افراط اور تفریط نہیں ہے۔ **اس کے اعلیٰ ترین نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔** جب آپؐ نے دیکھا کہ مجرم کی اصلاح ہو گئی ہے تو اپنے انتہائی ظالم دشمن کو بھی معاف فرما دیا۔ آپؐ پر، آپؐ کی اولاد پر، آپؐ کے صحابہ پر کیا کیا ظلم نہیں ہوئے لیکن جب دشمن معافی کا طالب ہوا اور خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بھول کر معاف فرما دیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکّہ سے ہجرت کے وقت ایک ظالم شخص ھبار بن اسود نے نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ اس حملے کی وجہ سے آپ کو زخم بھی آئے اور آپ کا حمل بھی ضائع ہو گیا۔ آخر کار یہ زخم آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوئے۔ اس جرم کی وجہ سے اس شخص کے خلاف قتل کا فیصلہ دیا گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا۔ لیکن بعد میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لے آئے تو ھبار مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ سے ڈر کر فرار ہو گیا تھا۔ جرم میرے بہت بڑے بڑے ہیں۔ میرے قتل کی سزا آپ دے چکے ہیں۔ لیکن آپ کے عفو اور رحم کے حالات پتا چلے تو یہ چیز مجھے آپ کے پاس لے آئی ہے۔ مجھ میں اتنی جرأت پیدا ہو گئی کہ باوجود اس کے کہ مجھ پر سزا کی حد لگ چکی ہے لیکن آپ کا عفو، معاف کرنا اتنا وسیع ہے کہ اس نے مجھ میں جرأت پیدا کی اور مَیں حاضر ہو گیا۔ کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ہم جاہلیت اور شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ خدا نے ہماری قوم کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ مَیں اپنی زیادتیوں اور جرموں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری جہالت سے صرفِ نظر فرمائیں۔ چنانچہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی معاف فرما دیا** اور فرمایا جا ھبار اللہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور سچی توبہ کرنے کی توفیق دی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 22 صفحہ 431 مسند النساء ذکرسن زینب ...حدیث 1051)

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ:131-132 ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکۃ ...دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شاعر کعب بن زھیر تھا جو مسلمان خواتین کے بارے میں بڑے گندے اشعار کہا کرتا تھا اور ان کی عصمت پر حملے کیا کرتا تھا۔ اس کی بھی سزا کا حکم جاری ہو چکا تھا۔ جب مکّہ فتح ہوا تو کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہو چکا ہے بہتر ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ مدینے آکر اپنے ایک جاننے والے کے ہاں ٹھہرا اور فجر کی نماز مسجد نبوی میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور پھر اپنا تعارف کرائے بغیر کہا کہ یارسول اللہ کعب بن زھیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی چاہتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ آپؐ کیونکہ اس کی شکل سے واقف نہیں تھے۔ اسے جانتے نہیں تھے یا ہو سکتا ہے اس وقت کپڑا اوڑھا ہو اور باقی صحابہ نے بھی نہ پہچانا ہو۔ بہر حال وہاں کسی نے اسے پہچانا نہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا ہاں آجائے تو اس نے کہا کہ مَیں ہی کعب بن زھیر ہوں۔ اس پر ایک انصاری اٹھے اور اسے قتل کرنے لگے کیونکہ اس کے جرموں کی وجہ سے اس پر بھی قتل کی حد لگ چکی تھی۔ لیکن **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اب اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔** پھر اس نے ایک قصیدہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک خوبصورت چادر انعام کے طور پر اسے دے دی۔

(تاریخ الخمیس لامام حسین بن محمد الجزء الثالث باب اسلام کعب بن زھیر صفحہ 7-8 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

سزا اور معافی کا فلسفہ

پس یہ دشمن جس کی سزا کا حکم جاری ہو چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نہ صرف جان بخشوا کر گیا بلکہ انعام لے کر بھی لوٹا۔ تو اس طرح کے اور بہت سارے واقعات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتے ہیں۔ جب **آپ نے اصلاح کے بعد اپنے ذاتی دشمنوں کو بھی معاف فرمایا۔** اپنے قریبی رشتہ داروں کے دشمنوں کو بھی معاف فرمایا اور اسلام کے دشمنوں کو بھی معاف فرمایا۔ لیکن جہاں اصلاح کے لئے سزا کی ضرورت تھی، اگر سزا کی ضرورت پڑی تو آپ نے سزا بھی دی۔ تو اس اہم حکم کی اہمیت کے پیش نظر اصل مقصد یہ ہے کہ تم نے اصلاح کرنی ہے نہ کہ انتقام لینا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ شوریٰ کی اس 41ویں آیت کی اپنی کتب اور ارشادات میں کئی جگہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپ کی تقریباً 13 کتب میں اس کے حوالے نظر آتے ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ ہوں۔ اور ان میں اکیس بائیس جگہ پر مختلف جگہوں پر اس حوالے سے آپ نے بات کی ہے۔ اسی طرح اپنی مجالس میں بھی کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا۔ 'اسلامی اصول کی فلاسفی' میں آپ نے سزا اور معافی کا فلسفہ اور روح بیان کرتے ہوئے فرمایا

کہ

"بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔" اس آیت کی روشنی میں "لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقع پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو۔ کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پائے گا۔" یعنی بخشنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا فرمایا کہ "اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہیں کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے" بعض جگہ شر کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے "اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دی جائے۔ بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا۔ پس مجرم کے حق میں اور نیز عامّہ خلائق کے حق میں جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے۔" فرمایا کہ "بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے توبہ کرتا ہے اور بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اَور بھی دلیر ہو جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھوں کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو۔ "یہی نہیں ہے کہ بغیر دیکھے ہم نے گناہ بخشتے ہیں اور صرف یہی ایک کام رہ گیا ہے بلکہ اس حکم پر غور کرو کہ اصلاح تمہارے مد نظر ہو فرمایا "بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات میں ہے آیا بخشنے میں یا سزا دینے میں۔ پس جو امر محل اور موقع کے مناسب ہو وہی کرو۔"

فرمایا کہ "افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہیں یہاں تک کہ دادوں پر دادوں کے کینوں کو یاد رکھتے ہیں۔ ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اور بسا اوقات اس عادت کے اِفراط سے دیوثی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ایسی قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہیں جو سراسر حمیّت اور غیرت اور عفّت کے برخلاف ہوتے ہیں بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہیں اور ایسے عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اٹھتے ہیں۔ انہیں خرابیوں کے لحاظ سے قرآن شریف میں ہر ایک خُلق کے لئے محل اور موقع کی شرط لگا دی گئی ہے اور ایسے خُلق کو منظور نہیں رکھا جو بے محل صادر ہو۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 351-352)

پس یہ بنیادی بات اسلام کی سزاؤں کے فلسفے میں ہے کہ نیکی کیا ہے۔ یہ تم نے تلاش کرنی ہے اور اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ بعض دفعہ معاف کرنا نیکی بن جاتا ہے جس سے اصلاح ہو گئی لیکن بعض دفعہ معاف کرنا برائی بن جاتا ہے کہ غلطی کرنے والا اپنی غلطیوں پر اَور بھی شیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ سزا دینا نیکی بن جاتا ہے۔ یہ اس شخص پر نیکی کرنا بھی ہے کیونکہ سزا کے ذریعہ سے اسے برائیوں سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ وہ برائیوں سے بچ کر اپنی آئندہ زندگی کو برباد ہونے سے بچائے۔

جو دو مثالیں میں نے دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں معاف فرمایا ان میں ہمیں نظر آتا

ہے کہ بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔ جو اسلام کے دشمن تھے، جو غلط کام کرنے والے تھے، اپنی اصلاح کے بعد نیکیوں کے کرنے والے بن گئے اور اسلام کی خدمت کرنے والے بن گئے۔ پس اسلام ایک ایسا سمویا ہوا مذہب ہے جو ہر زمانے میں اپنے احکامات کی اہمیت منواتا ہے۔ مجرم کے حق میں جو بہتر ہے وہ کرو۔ آجکل جو لوگ انسانی حقوق کے علمبردار بنے پھرتے ہیں وہ ایک طرف چلے گئے۔ کسی کا کتنا ہی بڑا قصور ہو، انسانی ہمدردی کے نام پر مجرموں کو بھی اتنی شہ دی جاتی ہے کہ بہت سے جو مجرم ہیں ان میں جرموں کا احساس ہی مٹ گیا ہے۔ قاتل ہیں، پیشہ ور قاتل ہیں یا تکبر و غرور میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ انہیں اپنے سوا کسی کی زندگی کی کوئی اہمیت نظر نہیں آتی۔ ایسے لوگوں کی سزا تو قتل ہی ہونی چاہئے سوائے اس کے کہ مقتول کے ورثاء خود معاف کر دیں۔ لیکن مغربی دنیا میں اکثر جگہ انسانی حقوق کے نام پر یہ سزا نہیں دی جاتی۔ ملکوں نے اپنے قوانین میں ترمیم کر کے اس سزا کو ختم کر دیا ہے جبکہ ایسے لوگوں کی اصلاح بھی نہیں ہو رہی ہوتی اور وہ ظلم میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یا پھر دوسری انتہا نظر آتی ہے کہ جن میں مسلمان ممالک کے سربراہان کے خلاف مقامی لوگوں نے تحریک چلائی اور انہیں ان کے تخت سے اتار دیا اور پھر بجائے اس کے کہ اگر وہ سزاوار ہیں تو ان پر مقدمہ چلا کر ان کی جو بھی سزا بنتی ہے انہیں دی جائے۔ انہیں مقامی لوگوں کی مدد کرتے ہوئے ظالمانہ طور پر مارا گیا اور یہ مقامی لوگ جب اپنے ان لیڈروں پر ظلم کرتے ہیں تو پیچھے بعض طاقتوں کی شہ ہوتی ہے جس پر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہوتا ہے۔

اسلام تو ہر قسم کی اِفراط اور تفریط سے روکتا ہے اور سزا کے لئے اگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر اس میں ہر امیر غریب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہے۔ اور فرمایا اتنی ہی سزا دو جتنا اس نے کیا اور سزا کے کچھ اصول و قواعد بناؤ۔ اور اس پر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ میں حکومت قائم کی اور اس کے بعد خلفاء نے اس پر عمل کر کے دکھایا کہ کس طرح سزا ملنی چاہئے اور سزا کا مقصد کیا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ صرف یہی نہیں دیکھنا کہ مجرم کے حق میں کیا بہتر ہے۔ صرف مجرم کا ہی خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ **بعض دفعہ یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ عام معاشرے میں کیا بہتر ہے۔** چھوٹی چیز کو بڑی کے لئے قربان کرنا یا معاشرے کے وسیع تر مفاد کو سامنے رکھنا یہ بعض دفعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی بھی سزا کے فیصلے کے وقت یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ معاشرے پر مجموعی طور پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ بعض دفعہ معاف کرنا معاشرے میں غلط تاثر پیدا کرتا ہے کہ دیکھو اتنا بڑا مجرم ایک غلط کام کر کے پھر بچ گیا۔ تو شرارتی طبع لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی غلط کام کر کے معافی مانگ کر بچ جائیں گے۔ یہ صورتحال پھر مجرموں کو اپنے برے افعال کرنے کے لئے جرأت پیدا کرتی ہے اور تقویت دیتی ہے۔ اسی طرح شرفاء خوفزدہ ہونا شروع ہوتے ہیں یا عمومی طور پر لوگ بے چینی محسوس کرتے ہیں اور اس بے چینی کو دُور کرنے کے لئے پھر اپنی ترکیبیں سوچتے ہیں۔

اکثریت بے شک خود حفاظتی کا انتظام کرتی ہے اگر ایسی لاقانونیت کا دور ہو لیکن کچھ عدم تحفظ کی وجہ سے اگر لاقانونیت نہ بھی ہو اور عدم تحفظ ہو تو پھر خود ہی قانون بھی اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے باوجود ایسی خوبصورت تعلیم کے ہمیں ایسی صورتحال مسلمان ممالک میں اکثر نظر آتی ہے۔ سزا اور معافی کے غیر منصفانہ عمل نے مجرموں کو پیدا کرنے میں ایک کردار ادا کیا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے پھر دوسرے بھی وہی حرکتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ سزا دینے اور معاف کرنے میں **یہ ایک بہت بڑی بات پیش نظر ہونی چاہئے کہ سزا یا معافی سے معاشرہ کیا اثر لیتا ہے۔** اگر معافیاں مجرموں کو دلیر کر رہی ہیں تو پھر سزاؤں کی ضرورت ہے نہ کہ معافیوں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا توریت اور انجیل سے مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"انجیل میں لکھا ہے کہ تو بدی کا مقابلہ نہ کر۔" فرمایا کہ "انجیل میں لکھا ہے کہ تُو بدی کا مقابلہ نہ کر۔ غرض انجیل کی تعلیم تفریط کی طرف جھکی ہوئی ہے اور بجز بعض خاص حالات کے ماتحت ہونے کے انسان اس پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ دوسری طرف توریت کی تعلیم کو دیکھا جاوے تو وہ اِفراط کی طرف جھکی ہوئی ہے اور اس میں بھی صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت توڑ دیا جاوے۔ اس میں عفو اور درگذر کا نام تک بھی نہیں لیا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کتابیں مختص الزمان اور مختص القوم ہی تھیں"۔ یعنی ایک خاص زمانے کے لئے اور ایک خاص قوم کے لئے تھیں "مگر قرآن شریف نے ہمیں کیا پاک راہ بتائی ہے جو اِفراط اور تفریط سے پاک اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ مثلاً مثال کے طور پر قرآن شریف میں فرمایا ہے

جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: 41) یعنی جتنی بدی کی گئی ہو اسی قدر بدی کرنی جائز ہے۔ "یعنی اتنی سزا دینی جائز ہے" لیکن اگر کوئی معاف کر دے اور اس معافی میں اصلاح مدنظر ہو بے محل اور بے موقع عفو نہ ہو بلکہ بر محل ہو تو ایسے معاف کرنے والے کے واسطے اس کا اجر ہے جو اسے خدا سے ملے گا۔ دیکھو کیسی پاک تعلیم ہے نہ اِفراط، نہ تفریط۔ انتقام کی اجازت ہے مگر معافی کی تحریص بھی موجود ہے۔ "بدلہ لینے کا حکم ہے لیکن ساتھ ہی معافی کے لئے توجہ دلائی گئی ہے بلکہ حرص دلائی گئی ہے کہ اس سے تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انعام ملے گا فرمایا کہ "بشرط اصلاح یہ ایک تیسرا مسلک ہے جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اب ایک سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ ان میں خود موازنہ اور مقابلہ کر کے دیکھ لے کہ کون سی تعلیم فطرت انسانی کے مطابق ہے اور کونسی تعلیم ایسی ہے کہ فطرت صحیح اور کانشنس اسے دھکّے دیتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 401-402)

دنیا کے مسائل کا حل

پس اسلام کی تعلیم ہی ہے جو ہر زمانے میں دنیا کے مسائل کا حل ہے چاہے وہ سزا کے لئے ہوں یا دوسرے مسائل ہوں۔ اسلام کہتا ہے کہ جب تم ایک دفعہ معاف کر دو تو پھر کینوں اور بغضوں کو بھی دل سے نکال دو۔ آپ نے فرمایا بعض لوگوں کے دلوں میں اتنے کینے ہوتے ہیں کہ دادوں پڑدادوں کے زمانے کی باتیں بھی یاد رکھتے ہیں اور معاف نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا "یہ مومن کی شان نہیں ہے کہ کینے دلوں میں رکھے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اُسوہ اس بارہ میں ہمارے سامنے ہے۔ جنگ اُحد میں ابو سفیان کی بیوی ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کا مثلہ کیا۔ ناک کان اور دوسرے اعضاء کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑ دیا۔ ان کا کلیجہ نکال کر چبالیا۔ ظلم اور بربریت کی انتہا کی۔ دوسری طرف اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ کیا ہے کہ فتح مکہ پر ہند نقاب اوڑھ کر آپ کی مجلس میں آگئی۔ کھلے طور پر آ نہیں سکتی تھی کیونکہ اس جرم کی وجہ سے اس کے لئے بھی قتل کی سزا مقرر ہوئی ہوئی تھی۔ آپ کی مجلس میں آکر اس نے بیعت کی۔ مسلمان ہو گئی اور اس دوران بعض استفسارات کئے۔ بعض سوالات پوچھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آواز پہچان گئے۔ آپ نے پوچھا کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟ اس نے کہا ہاں یارسول اللہ۔ لیکن یارسول اللہ! اب تو مَیں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ جو پہلے ہو چکا اس سے درگذر فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ اس کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ مزید اس کی کایا پلٹ گئی۔ گھر جا کر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لئے کھانا تیار کیا اور دو بکرے بھون کر آپ کی خدمت میں بھیجے اور کہا کہ آج جانور کم ہیں اس لئے یہ معمولی تحفہ بھیج رہی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعا دی کہ اے اللہ! ہند کی بکریوں میں برکت ڈال دے۔ چنانچہ کہتے ہیں اس کے نتیجہ میں اس کا اتنا بڑا ریوڑ ہو گیا تھا کہ سنبھالا نہیں جاتا تھا۔

(تاریخ الخمیس لامام حسین بن محمد الجزء الثانی صفحہ490 دارالکتب العلمیۃ بیروت2009ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک طبقہ تو وہ ہے جو معاف کرنا جانتا ہی نہیں اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے دادوں پڑدادوں کے وقت کی رنجشیں بھی یاد رکھی ہوئی ہیں۔ اور دوسری طرف ایسے بے غیرت اور دیوث لوگ ہیں کہ نیک چلنی پر ایک داغ ہیں۔ معافی کے نام پر بے غیرتی دکھاتے ہیں۔ **پس بے غیرتی بھی نہیں ہونی چاہئے اور ظلم بھی نہیں ہونا چاہئے**۔ اگر کوئی کسی کی بیٹی بہن کی عزت پر حملہ کرتا ہے، عصمت پر حملہ کرتا ہے تو قانون کے دائرے میں کارروائی کرنی چاہئے۔ وہاں معافی کا سوال نہیں ہے۔ پس معافی اور بے غیرتی میں فرق بھی معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن قانون ہاتھ میں نہیں لینا یہ بہرحال شرط ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ اس حوالے سے وضاحت فرمائی ہے۔ آپ کے بعض مزید حوالے بھی پیش کرتا ہوں۔ بظاہر حوالوں کو دیکھنے سے یہ لگتا ہے کہ ایک ہی مضمون نظر کے سامنے آرہا ہے لیکن ہر موقع پر

آپؑ نے اس حوالے سے جو ارشاد فرمایا ہے اس میں مختلف رنگ اور مختلف نصیحت ہے۔ ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ:

"بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو، نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رُو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے "نہ انتقام لینا قابل تعریف ہے" اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے۔ بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے۔" (کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)

عہدیداران کو خیال رکھنا چاہئے

پس فرمایا خدا اس شخص سے راضی ہوتا ہے جس کی نیت نیک ہے اور اس کے فعل اور کام کا مقصد اصلاح ہے۔ دیوث شخص کے معاف کرنے سے خدا راضی نہیں ہو گا۔ نہ اس سے راضی ہوتا ہے جو انتقام کی نیت رکھتا ہو۔ یہ دونوں چیزیں سامنے ہونی چاہئیں۔ نہ اتنی نرمی ہو کہ بالکل بے غیرت ہو جائے، اس سے بھی اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ انتقام کی نیت ہو۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتی ہے۔ پس ہر دو حدود کو سامنے رکھتے ہوئے معافی اور سزا کے فیصلے کرنے چاہئیں۔

اس بارے میں جماعتی عہدیداروں اور نظام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ عموماً تو خیال رکھا جاتا ہے لیکن بعض کے خلاف جو فیصلے ہوتے ہیں یا سفارش مجھے آتی ہے تو مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ انتقام کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ ضرور بعض دفعہ ہوتا ہے کہ سفارش کرنے والے کا طبعاً رجحان سختی کی طرف ہوتا ہے اور بعض ضرورت سے زیادہ نرمی اور معافی کا رجحان رکھتے ہیں جس سے پھر خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

پس نہ سزا دینا پسندیدہ ہے، نہ معاف کرنا قابل تعریف ہے۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب اصلاح مقصد ہو اور اس کے لئے متعلقہ محکموں کو چاہئے کہ وہ کوشش کریں چاہے **وہ امور عامہ ہے یا قضا ہے کہ بڑی گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے چاہئیں** تا کہ وہ حقیقی نظام اور حالات ہم اپنے میں اور جماعت میں پیدا کر سکیں جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا اور مدد مانگنے کی بھی ضرورت ہے۔ جب بھی کوئی فیصلہ ہو دعا کے ساتھ ہو اور پھر خلیفۂ وقت کے پاس سفارش ہونی چاہئے تا کہ ہر قسم کے بد اثرات سے وہ شخص بھی محفوظ رہے جس کے خلاف شکایت کی جا رہی ہے اور نظام جماعت بھی محفوظ رہے اور وہ فیصلہ جماعت میں کسی بھی قسم کی بے چینی کا باعث نہ بنے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ اپنی کتاب 'نسیم دعوت' میں اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے کہ اسلام کے معترضین اور غیر مسلموں کو اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا علم ہونا چاہئے۔ آپؑ نے یہ

بڑا کھول کے بتایا کہ یہ ایسی خوبصورت تعلیم ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

"اگر کوئی تمہیں دکھ پہنچاوے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے اصلاح ہو جائے، مجرم آئندہ باز آجائے تو اِس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ **اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔** "مصلحت وقت یہ ہے کہ موقع اور محل کے مطابق کام ہو" سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں" گرمیوں میں خوراک کے لئے ہماری اور ترجیحات ہوتی ہیں۔ سردیوں میں اَور ہوتی ہیں۔ بیلنسڈ ڈائٹ (Balanced Diet) کی باتیں کی جاتی ہیں تو فرمایا کہ یہ جو ہر جگہ قدرت کا اصول ہے یہاں بھی کام آنا چاہئے فرمایا" اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔" جس طرح قدرت کا قانون یہ ہے کہ ہماری خوراک بھی ادلتی بدلتی رہے۔ اور خوراک موسموں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے پیدا بھی فرمائی ہے۔ اسی طرح گرمی سردی کے موسم میں کپڑوں کا ادلنا بدلنا ہے یہ ساری چیزیں بھی قانون قدرت کے مطابق ہیں۔ فرمایا اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ "لباس کے بارے میں ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کہ گرمیوں میں یہاں تو عورتوں کا خاص طور پہ بالکل ننگا لباس ہو جاتا ہے اور سردیوں میں سکارف سے سر بالکل لپیٹا ہوتا ہے، کوٹ پہنا ہوتا ہے اور بڑا مناسب لباس ہوتا ہے۔ لیکن یہی لباس اگر مسلمان عورتیں، حجاب لینے والی عورتیں سردیوں کا لباس تو نہیں لیکن سر ڈھانکنے کی حد تک گرمیوں میں سر ڈھانک لیں تو ان کے خلاف یہ حد لگ جاتی ہے کہ یہ عورتوں کے حقوق ختم کئے جا رہے ہیں بلکہ اب اس میں یہاں تک حکومت نے دخل اندازی شروع کر دی ہے اور یہ بھی ایک دوسری طرح کی دخل اندازی ہے جس کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ ناانصافی ہے۔ پچھلے دنوں میں وزیر اعظم صاحب کا بیان تھا کہ ہم سوچ رہے ہیں کہ اگر عورتیں یا کام کرنے والی عورتیں جو کسی بھی پیشہ کی ہیں پبلک جگہوں پر حجاب لے کر آئیں گی تو ان کو کام سے نکال دیا جائے گا۔ تو یہ جو چیزیں اور دنیاوی قانون ہیں یہ ایک دوسری طرف چلے گئے ہیں، ایک دوسری extreme پر چلے گئے ہیں جس سے پھر فساد پیدا ہوتا ہے، بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ

ایسے قانون نہ بناؤ، ایسے فیصلے نہ کرو جن سے بے چینیاں پیدا ہوں بلکہ وہ فیصلے کرو جو بہتر ہوں، معاشرے کے لئے بہتر ہوں، اس شخص کے لئے بہتر ہوں۔ اور ایسے فیصلے جو ہوں گے پھر اس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہو گا۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے۔ وہاں نرمی اور درگزر سے کام بگڑتا ہے۔ اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وحشی ہے نہ مہذب۔"

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 437-438)

موقع اور محل اور وقت کی مصلحت کے مطابق کام کرنے کے لئے آپ نے قانون قدرت کے مطابق مثال دی ہے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا۔ غذاؤں میں توازن بھی ضروری ہے اور ایک ہی قسم کی غذائیں انسان استعمال نہیں کرتا۔ آجکل کے بھی جو نیوٹریشن (Nutrition) کے ماہر ہیں اپنے مریضوں کو بڑے بڑے چارٹ بنا کر دیتے ہیں کہ اس کے مطابق غذا کھاؤ اور اس سے ہی، یعنی غذا سے ہی علاج ہوتے ہیں۔ اسی طرح موسمی حالات کے مطابق ہمارے کپڑے ہیں۔ تو بہر حال آپ نے فرمایا کہ یہ قانون قدرت اخلاقی حالت پہ بھی حاوی ہے۔ فرمایا کہیں تو نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے۔ کہیں رعب دکھانے سے، سختی کرنے سے کام بگڑتا ہے۔ پس انسان کی اس فطرت کو ہر جگہ لاگو کرنے کی ضرورت ہے کہ جو تبدیلیاں ہیں اس کی طبیعت کے مطابق ہوں۔ اصلاح کے لئے جو تجویز کیا گیا ہو وہ کسی بھی انسان کی طبیعت کے مطابق ہو اور یہی انسان اور حیوان میں فرق ہے۔

پھر ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ: "قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے"۔ (چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 346 حاشیہ)

پس یہ بہت اہم بات ہے۔ عفو اور درگذر اگر بلاوجہ ہو تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر بے قیدی پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنی حدود سے باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ نظام قائم نہیں رہتا۔ پس جن کو اصلاح کے لئے سزا ملتی ہے وہ بجائے ڈھٹائی دکھانے کے اس بات کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ ہم نے اپنی اصلاح کس طرح کرنی ہے۔ اس کے لئے استغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

جماعت میں کوئی سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں دی جاتی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ اصلاح کے لئے دی جاتی ہے اور یہی کوشش ہونی چاہئے اور ہوتی ہے۔ صرف عہدیداروں کے لئے ہی یہ نہیں ہے۔ صرف

عہدیداروں کا ہی قصور نہیں بلکہ افراد کے بھی قصور ہوتے ہیں۔ اگر ہر شخص اپنے روز مرہ کے معاملات میں اور آپس کے تعلقات میں اپنا جائزہ لے کہ وہ دوسروں کے متعلق کس طرح سوچتا ہے اور اپنے متعلق کیا سوچتا ہے تو اس سے معاشرے میں ایک خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ ہر وقت یہ خیال رہے کہ ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ جب یہ ہو گا تبھی اصلاح ہو گی۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: "بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو بے محل نہ ہو بلکہ اس عفو سے اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکہ زنی کرے گا اس کو سزا ہی دینی چاہئے۔ لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک ان میں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اس کو شرمندہ کر دیتی ہے۔ "ذرا سا غور سے اس کے غلط کام کو دیکھا تو وہ اس کو شرمندہ کر دے اور وہ اپنی اصلاح کر لے۔" اور اس کی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اس کو سخت سزا مناسب نہیں۔" بعض صرف اشارے سے سمجھ جاتے ہیں اس لئے ان کو کچھ کہنا بھی نہیں پڑتا۔ ان کو دیکھنے سے ہی ان کی اصلاح ہو جاتی ہے" مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اس کو عفو کریں تو بگڑتا ہے۔ اس کو سزا ہی دی جاوے "تو تبھی ٹھیک ہے۔" تو بتاؤ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم ورئیت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدّ نظر ہو ایسی تعلیم ہے جس کی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدّن انسان کو چلنا پڑتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبّر اور فراست بڑھتی ہے۔ گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو اور فراست سے غور کرو"۔ اب کہتے ہیں جی اسلام پابندیاں لگا دیتا ہے، غور پہ روک دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جو چیزیں ہیں اس ایک حکم میں ہی دیکھ لو۔ کیسا حکم ہے کہ اس سے تدبر اور فراست کی قوت بڑھتی ہے۔ اجتہاد کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ "اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کرو لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا پر عمل کرو اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانے میں روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔"

(الحکم جلد 4۔ نمبر 14 مورخہ 17 اپریل 1900 صفحہ 5 و 6۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 4 صفحہ 109)

پس ان دو باتوں کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس لئے سامنے رکھنا چاہئے کہ ہم نے اصلاح کرنی ہے اور برائیوں کو روکنا ہے۔ معاشرے میں امن اور سلامتی کی فضا پیدا کرنی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے کیونکہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم بلال محمود صاحب ولد مکرم ممتاز احمد صاحب سندھی دارالیمن غربی شکر ربوہ کا ہے۔ بلال محمود صاحب ابن ممتاز سندھی صاحب مرحوم کو مورخہ 11/ جنوری 2016ء کی رات کو ربوہ میں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رات کے وقت اپنے گھر جا رہے تھے کہ

نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ تفصیل کے مطابق یہ ہے کہ تقریباً نو بجے رات اپنی دوکان واقع بلال مارکیٹ نزد پھاٹک سے گھر واپس جا رہے تھے کہ درّہ کے قریب نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کی اور فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں بلال صاحب کو پانچ گولیاں لگیں جن میں سے دو گولیاں سر میں لگیں۔ ان کو فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں سے ابتدائی طبی امداد کے بعد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد بھیج دیا گیا جہاں پر ڈاکٹر ابھی طبیعت سنبھلنے کا انتظار کر رہے تھے اور گولیاں نکالنے کے لئے آپریشن نہیں کیا تھا کہ اس دوران ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

1989ء میں یہ گوٹھ بلال نگر نزد نوکوٹ ضلع میر پور خاص میں پیدا ہوئے تھے۔ وقف نَو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔ میٹرک تک ہی تعلیم حاصل کی تھی۔ 2003ء میں والد کی وفات ہو گئی، پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا۔ 2008ء میں تجدید وقف کر کے دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نئے کارکن کے طور پر تعینات ہوئے۔ وہیں وفات تک خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شام کے وقت تھوڑی دیر کے لئے اپنی چھوٹی سی دوکان تھی اس میں بھی جاتے تھے۔ اپنے حلقہ میں ان کو مختلف حیثیتوں سے جماعتی کام کرنے کی توفیق ملی اور آجکل اپنے محلے کے سیکرٹری وصایا بھی تھے۔ مرحوم کی شادی 2015ء کے اپریل میں ہوئی تھی اور اب ان کی اہلیہ بھی امید سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی فضل فرمائے اور آنے والی اولاد پر بھی فضل فرمائے۔ انتہائی شریف النفس، ہمدرد اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے کام میں سنجیدہ، محنتی، اطاعت گزار تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ ہر ایک سے احترام اور ادب سے، محبت سے پیش آنے والے تھے۔ عزیز رشتے داروں کے ساتھ بھی اور والدہ اور بہنوں کے ساتھ بہت محبت کا تعلق رکھتے تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ مبشرہ بلال صاحبہ اور والدہ مبارکہ ممتاز صاحبہ کے علاوہ ایک بھائی اور دو ہمشیرگان سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کے پہلے سیکرٹری مجلس کارپرداز اور موجودہ بھی ان دونوں نے اسی بات کو لکھا ہے کہ بڑے ہونہار اور نہایت محنت سے کام کرنے والے تھے اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ کسی موقع پر کوئی سُستی یا کوتاہی دکھائی ہو اور ہمیشہ مسکراتے بھی رہتے تھے۔ دفتر وقت پہ آتے۔ جو کام کہو بھاگ کر کرنے والے تھے۔ ایسے کارکن کم ہی ملتے ہیں جو ہر وقت مسکراتے رہیں۔ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور نصیر صاحب جو موجودہ سیکرٹری کارپرداز ہیں لکھتے ہیں کہ خلافت سے شہید کا ایسا تعلق تھا کہ اسے دیکھ کے ہمیں رشک آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 12 / فروری 2016ء تا 18 / فروری 2016ء جلد 23 شمارہ 07 صفحہ 05 تا 08)

5

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 29/ جنوری 2016ء بمطابق 29 صلح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتہ لگتا ہے۔ "فرمایا" کوئی بادشاہ یا شہنشاہ کہلائے۔ ہر شخص پر ضرور ایسے مشکلات پڑتے ہیں جن میں انسان بالکل عاجز رہ جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس وقت دعا کے ذریعہ سے مشکلات حل ہو سکتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 08 صفحہ 35)

دعاؤں کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے، مختلف زاویوں سے بیشمار جگہ اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے اس کا ایسا اِدراک حاصل کیا اور **آپ علیہ السلام کی صحبت کی وجہ سے ان کا دعاؤں پر ایسا یقین تھا اور ایسا ایمان تھا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک تھی** اور غیر مذہب والے بھی جو احمدیوں سے تعلق رکھنے والے تھے، سمجھتے تھے کہ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک واقعہ سنایا گیا جس پر آپ بہت ہنسے۔ حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کا واقعہ ہے۔ حضرت منشی صاحب شروع میں قادیان بہت زیادہ آیا کرتے تھے۔ بعد میں کیونکہ بعض اہم کام آپ کے سپرد ہو گئے اس لئے جلدی چھٹی ملنا ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ قادیان اکثر آتے رہتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے بچے ہوا کرتے تھے تو ان کا آنا ایسا ہی ہوا کرتا تھا جیسے مدتوں کا بچھڑا ہوا بھائی سال کے بعد اپنے کسی عزیز سے آ کر ملے۔ باوجود اس کے کہ جلدی جلدی آتے تھے پھر بھی اس محبت اور خلوص سے ملا کرتے

تھے کہ جس طرح ہم سالوں بعد مل رہے ہیں۔ غرض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بیان ہوا جو حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں سنایا گیا۔ اس دوست نے بتایا کہ منشی اروڑے خان صاحب تو ایسے آدمی ہیں کہ جو مجسٹریٹ کو بھی ڈرا دیتے ہیں۔ پھر اس نے سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ مَیں قادیان جانا چاہتا ہوں مجھے چھٹی دے دیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت منشی صاحب سیشن جج کے دفتر میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا قادیان میں نے ضرور جانا ہے مجھے آپ چھٹی دے دیں۔ وہ کہنے لگا کام بہت ہے اِس وقت آپ کو چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ منشی صاحب کہنے لگے بہت اچھا۔ آپ کا کام ہوتا رہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ یہ کہتے ہیں کام بہت ہے۔ کریں، کروالیں مجھے چھٹی نہ دیں لیکن میں آج سے بددعا میں لگ جاتا ہوں۔ کام جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ کام کبھی نہ سنورے۔ آپ اگر نہیں جانے دیتے تو نہ جانے دیں۔ آخر مجسٹریٹ کو کوئی ایسا نقصان پہنچا کہ وہ سخت ڈر گیا اور اس کے بعد اس مجسٹریٹ پہ یہ اثر ہوا کہ جب بھی ہفتے کا دن آتا تھا وہ عدالت والوں سے کہتا کہ آج کام ذرا جلدی بند کر دینا کیونکہ منشی اروڑے خان صاحب کی گاڑی کا وقت نکل جائے گا۔ یعنی ٹرین پر انہوں نے قادیان جانا ہے۔ اس لئے جلدی بند کرو کہ وقت نہ نکل جائے۔ اس طرح وہ مجسٹریٹ جب بھی منشی صاحب کا قادیان آنے کا ارادہ ہوتا آپ ہی انہیں چھٹی دے دیتا۔ تو وہ ان کی دعا سے ایسا ڈرا۔ تو یہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی بزرگی اور دعاؤں کا اثر غیروں پر بھی ڈالا ہوا تھا **اور یہی چیز ہے جسے آج بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے** اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا چاہئے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 22 صفحہ 429-430)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بعض اَور باتیں بیان کرتا ہوں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہیں اور ہماری روحانیت میں ترقی اور تربیت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ دنیا میں مختلف طبیعتوں اور احساسات کے حامل انسان ہوتے ہیں۔ بعض کی حسّیں تیز ہوتی ہیں، بعض کی کم۔ بعض خاص حالات کی وجہ سے کسی موسم کے یا حالات کے عادی ہو جاتے ہیں اور بعض کے لئے وہ حالات سخت ہوتے ہیں گویا وہ عادت نہ ہونے کی وجہ سے حسّاس ہوتے ہیں یا ان کی طبیعت زیادہ حساس ہوتی ہے۔ پس سردی گرمی، خوشبو اور بدبو کا احساس حسّوں کے کم یا زیادہ ہونے سے ہوتا ہے۔ اور یہ انسان کی حسّیں ہیں جو اس فرق کو ظاہر کرتی ہیں اور انسانوں کی اکثریت اس لحاظ سے حسّاس ہوتی ہے جن کو سردی گرمی کا بھی احساس ہوتا ہے، خوشبو بدبو کا بھی احساس ہوتا ہے اور بعض احساسات ہوتے ہیں۔ اور جن کو احساس نہیں ہوتا وہ یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ ان چیزوں کے اثرات نہیں ہیں یا یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سردیوں میں بھی جب لوگوں کے پاؤں ٹھٹھر رہے ہوتے ہیں، موٹی جرابیں پہنی ہوتی ہیں تو برف میں رہنے والا یا بعض لوگ جن کو سردی کم لگتی ہے وہ بغیر جراب کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاؤں بڑے گرم ہیں۔ اسی طرح بعض اور احساسات ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سردی نہیں ہے یا سردی اثر نہیں کرتی کیونکہ اکثریت حسّاس ہوتی ہے۔ پس ان چیزوں کے اثرات ہوتے ہیں اور اکثریت کو یہ

احساس ہوتا ہے اور اس وجہ سے یہ فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ بہر حال حضرت مصلح موعودؓ احساس کے اس فرق کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ایک دنیاوی مثال بھی دیتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ کسی شہر میں چند شہری آپس میں ذکر کر رہے تھے کہ تِل بہت گرم ہوتے ہیں۔ ایک پاؤ تِل کوئی نہیں کھا سکتا۔ اگر کھائے تو فوراً بیمار ہو جائے۔ اکثریت کی یہی حالت ہو گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی پاؤ بھر تِل کھائے اور بیمار نہ ہو جائے۔ اس گفتگو کے دوران ایک نے کہا کہ اگر کوئی اتنے تِل کھائے تو مَیں اسے پانچ روپے انعام دوں۔ کوئی زمیندار وہاں سے گزر رہا تھا۔ ان لوگوں کو کچی چیزیں کھانے کی بھی اور زیادہ کھانے کی بھی عادت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کام بھی کر لیتے ہیں یا بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں تو وہ زمیندار بھی کوئی اَکھڑ قسم کا زمیندار تھا۔ وہ نہایت تعجب سے اور حیرت سے ان کی یہ باتیں سنتا رہا اور خیال کر رہا تھا کہ عجیب بات ہے کہ ایسے مزے کی چیز کھانے پر پانچ روپے انعام بھی ملتے ہیں کہ تِل کھانے ہیں اور پانچ روپے انعام ملیں گے۔ اس نے آگے بڑھ کے پوچھا کہ ٹہنیوں سمیت کھانے ہیں یا بغیر ٹہنیوں کے۔ یہ اس لئے پوچھا کہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ بغیر ٹہنیوں کے پاؤ بھر تل کھانے سے پانچ روپے انعام کس طرح ہو سکتا ہے۔ گویا وہ ٹہنیوں سمیت بھی کھانے کے لئے تیار تھا حالانکہ باتیں کرنے والے اتنے تِل کھانا ناممکن خیال کر رہے تھے۔ اب ان دونوں کے احساس میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک تو وہ ہیں کہ پاؤ بھر تِل کھانے ناممکن خیال کرتے ہیں اور ایک وہ ہے کہ جو بمع ٹہنیاں کھانے کے لئے تیار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بغیر ٹہنیوں کے تو یہ معمولی مزے کی بات ہے۔ اس پر کب پانچ روپے انعام مل سکتا ہے۔ **پس دنیا میں جس قدر فرق ہیں یہ احساسات کے فرق ہیں۔** (ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 82 تا 86)

حقیقی نماز اور عبادت

اور یہی قانون روحانی دنیا میں بھی چلتا ہے۔ کسی پر نماز کا زیادہ اثر ہوتا ہے، کسی پر کم اثر ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو صرف نمازیں پڑھتے ہیں یا ظاہراً نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ٹکّریں ماریں اور چلے گئے۔ نماز کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا ہوتا۔ روحانی حسّوں کے ثبوت کے لئے انہی کی شہادت قبول ہو گی جن میں یہ حسّ زیادہ ہو۔ جن کو اثر زیادہ ہوتا ہو، جو عبادت کرتے ہوں اور عبادت کا اثر بھی ان پر ظاہر ہوتا ہو۔

پس جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔ حقیقی عبادت کیا چیز ہے۔ اور اس کے لئے کس قسم کی حس پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اسے ایک اور حوالے سے بیان فرمایا ہے لیکن اس واقعہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب نیک فطرت بڑے بڑے متبحّر

عالم بھی آتے تھے تو یہ عالم آپ کی بیعت کا شرف بھی حاصل کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک عالم دین جو صَرف و نحو کے متبحر عالم تھے اور سارے ہندوستان میں ان کی علمیت کا شہرہ تھا بہت سادہ طبع تھے۔ اور اگر انہیں کوئی ایسا شخص دیکھتا جو ان کو پہلے سے نہ جانتا تو وہ یہی سمجھتا کہ یہ گھاس کاٹ کر آرہے ہیں، کوئی عام مزدور آدمی ہیں۔ ان کا نام مولوی خان ملک صاحب تھا۔ وہ کہیں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے متعلق خبر سن کر قادیان آئے اور آپ کی باتیں سن کر ایمان لے آئے۔ واپسی پر جب وہ لاہور پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ مولوی غلام احمد صاحب سے ملتے چلیں۔ مولوی غلام احمد صاحب شاہی مسجد میں درس دیتے تھے اور وہ مولوی خان ملک صاحب کے شاگرد رہ چکے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب بھی بہت مشہور عالم تھے اور چونکہ لاہور کے لوگ اچھے متموّل تھے اس لئے مولوی غلام احمد صاحب کی مالی حالت بہت اچھی تھی اور سینکڑوں طالبعلم ان کے پاس پڑھتے تھے۔ جب مولوی خان ملک صاحب شاہی مسجد میں پہنچے تو وہاں کے طلباء کو تو اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ کس پائے کے آدمی ہیں۔ انہوں نے ان کے معمولی لباس اور ظاہری صورت سے یہ اندازہ لگایا کہ یہ کوئی معمولی آدمی ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب نے مولوی خان ملک صاحب سے پوچھا کہ فرمایئے کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا قادیان سے۔ انہوں نے حیران ہو کے پوچھا قادیان سے؟ انہوں نے کہا ہاں قادیان سے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ تو کہنے لگے کہ مرزا صاحب کا مرید ہونے کے لئے گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔ آپ نے ان میں کیا خوبی دیکھی کہ ان کے مرید ہونے کے لئے چلے گئے۔ مولوی خان ملک صاحب نے پنجابی میں انہیں کہا کہ تُو اپنا کم کر تینوں تے قَالَ یَقُوْلُ وِی چنگی طرح نہیں آوندا۔ یعنی تم اپنا کام کرو۔ تجھے تو ابھی قَالَ یَقُوْلُ بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ کیونکہ مولوی غلام احمد صاحب بھی بڑے مشہور عالم تھے اس لئے جب مولوی خان ملک صاحب نے یہ الفاظ کہے تو مولوی غلام احمد صاحب کے شاگردوں کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے مولوی خان محمد صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ بُڈھے تُو نے یہ کیا بات کہی ہے۔ مولوی غلام احمد صاحب نے ان کو منع کیا اور کہا خاموش رہو۔ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں بالکل ٹھیک ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 288-289)

تو ایسے سعید فطرت لوگ بھی تھے جو جاتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوتے تھے۔ ان کو کوئی ضد، علم پہ زعم نہیں تھا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک عرب آیا۔ یہ لوگ چونکہ عام طور پر سوالی ہوتے ہیں وہ جب کچھ دنوں کے بعد یہاں سے جانے لگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرائے کے طور پر اسے کچھ دیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں نے سنا تھا کہ آپ نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے آیا تھا۔ کچھ لینے کے لئے نہ آیا تھا۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی کیونکہ اس علاقے کا شاید اب تک کوئی بھی ایسا شخص نہیں آیا جو سوالی نہ ہو۔ اُس

زمانے میں جب یہ لوگ جاتے تھے۔ اس بات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کچھ دن اور ٹھہر جائیں۔ وہ ٹھہر گیا اور بعض لوگوں کو آپ نے مقرر کیا کہ اسے تبلیغ کریں۔ کئی دن اس سے گفتگو ہوتی رہی مگر اسے کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر تبلیغ والے دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ یہ بڑا جوشیلا ہے۔ یہ سوالی لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ اسے صداقت کی طلب معلوم ہوتی ہے۔ **جس طرح آجکل اکثر عرب جو احمدی ہو رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طلب ہے اس لئے اس کے لئے دعا کی جائے۔** تبلیغ سے تو ان کو سمجھ نہیں آرہی۔ آپ نے دعا کی اور آپ کو بتایا گیا کہ اسے ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ خدا کی قدرت اسی رات اسے کسی بات سے ایسا اثر ہوا کہ صبح اس نے بیعت کر لی اور پھر چلا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حج کے موقع پر مجھے بتایا گیا کہ کئی قافلوں کو اس نے تبلیغ کی۔ ایک قافلے والے اسے مار مار کر بیہوش کر دیتے تھے تو وہ ہوش آنے پر اٹھ کر دوسرے قافلے کے پاس چلا جاتا اور تبلیغ کرتا۔ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب سینے کھولے تو کھلتے ہیں اور پھر ایسا مثالی جوش پیدا ہوتا ہے کہ پھر کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 457)

اسی طرح آپ ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں امریکہ میں سب سے پہلے ایک انگریز نے یا امریکن نے اسلام قبول کیا۔ **الیگزینڈر رَسَل وَیب اس کا نام تھا** اور امریکن ایمبیسی میں فلپائن میں کام کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انگریزی اشتہارات کی جب یورپ اور امریکہ میں اشاعت ہوئی تو اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اس نے **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خط و کتابت کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کی اشاعت کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی۔** بعد میں وہ ہندوستان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے ملنے کی خواہش کی۔ مگر مولویوں نے اسے کہا۔ وہ لاہور وغیرہ یا کسی بڑے شہر میں جہاں آیا تھا۔ وہاں کے مولویوں سے جب ملا تو انہوں نے اسے کہا کہ اگر مرزا صاحب سے ملے تو مسلمان تمہیں چندہ نہیں دیں گے۔ تبلیغ کرنا چاہتے ہو۔ اپنا plan پھیلانا چاہتے ہو۔ تبلیغ کی جو منصوبہ بندی تم نے کی ہے اس کے لئے پھر مسلمانوں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ چنانچہ وہ ان کے بہکانے کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملا مگر آخر بہت مایوسی سے وہ یہاں سے واپس گیا۔ ان مسلمانوں نے بھی کوئی مدد نہ کی۔ اسے تو کہا گیا تھا کہ دوسرے مسلمان تمہاری مدد کریں گے اور تمہیں اشاعت اسلام کے لئے بڑا چندہ دیں گے۔ مگر دوسرے مسلمانوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب اس نے آپ کو خط لکھا کہ مَیں نے آپ کی نصیحت کو نہ مان کر بہت دکھ اٹھایا ہے۔** آپ نے مجھے بروقت بتایا تھا کہ مسلمانوں کے اندر خدمت دین کا کوئی شوق نہیں پایا جاتا مگر میں نے اسے نہ مانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مَیں آپ کی ملاقات سے محروم ہو گیا۔

بہر حال وہ آخر وقت تک مسلمان رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے مخلصانہ تعلقات قائم رہے۔ تو سب سے پہلا مسلمان امریکہ میں وہی ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ بعض یورپین ممالک میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے اور وہ بھی مغربی علاقے میں ہی ہیں مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔

(ماخوذ از الفضل 21 اگست 1957ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ کرے کہ امریکہ کی جماعت ایسے نیک فطرت لوگوں کی تلاش کرے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے ٹھوس اور مربوط کوشش ہو۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس امید کا اظہار کیا ہے وہ حقیقت بن جائے۔ ویسے بھی ایک زمانے میں امریکہ میں بہت احمدی ہوئے تھے اور بڑی مضبوطی سے احمدیت پہ قائم رہے لیکن ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی آگے جو نسلیں ہیں وہ دنیاداری کی وجہ سے یا رابطوں میں کمی کی وجہ سے یا اور وجوہات تھیں، احمدیت پر قائم نہیں رہ سکیں۔ اس کے لئے بھی جماعت امریکہ کو کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں سے تعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتے تھے اور کس طرح ان کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے، اس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ صحیح تربیت کا طریق وہی ہے جو اسے کھیل کود سکھائے۔ یعنی کھیلتے کودتے ہی تربیت ہو جائے۔ پہلے تو جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو کہانیوں کے ذریعہ اس کی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بڑے آدمی کے لئے خالی وعظ کافی ہوتا ہے لیکن بچپن میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے کہانیاں ضروری ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ کہانیاں جھوٹی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان فرماتے۔ کبھی حضرت نوحؑ کا قصہ سناتے اور کبھی حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان فرماتے۔ مگر ہمارے لئے وہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں۔ گو وہ تھے سچے واقعات۔ ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلہ میں ہے وہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا بہر حال اس میں ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں آپ سے سنی ہیں۔ **پس بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔** گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچے کی عمر بہت چھوٹی ہو تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیزیں کھیلیں ہیں۔ بعض والدین آجاتے ہیں کہ یہ کھیلتا بہت ہے۔ اگر ٹی وی گیموں پر نہیں کھیل رہا اور باہر جا کر کھیلتا ہے تو بچے کو کھیلنے دینا چاہئے۔ کتابوں کے ساتھ جن چیزوں کا علم دیا جاتا ہے کھیلوں سے عملی طور پر وہی تعلیم دی جاتی ہے۔

مگر کہانیوں کا زمانہ کھیل سے نیچے کا زمانہ ہے۔ (ماخوذ از الفضل 28 مارچ 1939ء صفحہ نمبر 2 جلد 27 نمبر 71)

پس باپوں کو بھی بچوں کو وقت دینا چاہئے۔ اگر ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی تربیت پر زور دیں۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں۔ ان کی صحیح تربیت کریں۔ ان کو اپنے ساتھ جوڑیں تو یقیناً بہت سے تربیت کے مسائل حل ہو جائیں جس کی ماں باپ کو شکایت رہتی ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ بچپن میں جو کہانیاں بچوں کو سنائی جاتی ہیں ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ بچہ شور نہ کرے اور ماں باپ کا وقت ضائع نہ کرے۔ یہ بھی ایک مقصد ہوتا ہے۔ اگر وہ کہانیاں ایسی ہوں جو آئندہ زندگی میں بھی فائدہ دیں تو یہ کتنی اچھی بات ہے۔

آجکل تو ماں باپ اس بات سے بچنے کے لئے کہ بچے شور نہ کریں اور علیحدہ بیٹھے رہیں ان کے ہاتھوں میں یا آئی پیڈ (Ipad) پکڑا دیتے ہیں یا کمپیوٹر پہ بٹھا دیتے ہیں یا ٹی وی پہ بٹھا دیتے ہیں اور وہاں اگر تو اچھی کہانیاں کوئی آ رہی ہوں تو ٹھیک، نہیں تو بعض دفعہ صرف وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے بچوں کو تو ویسے بھی ان پہ نہیں بٹھانا چاہئے کیونکہ ایک تو نظر پہ اثر پڑتا ہے اگر لمبا عرصہ بیٹھے رہیں۔ دوسرے دو سال سے کم بچے کو تو ویسے بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کی سوچ میں فرق پڑ جاتا ہے اور پھر وہ ایک طرف لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ برے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

بہر حال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے، کہانیاں سنانے کا جو فائدہ اس وقت ہوتا ہے وہ بھی ان سے حاصل ہوتا تھا۔ اگر اس وقت آپ وہ کہانیاں نہ سناتے تو پھر ہم شور مچاتے اور آپ کام نہ کر سکتے تھے۔ پس یہ ضروری ہوتا ہے کہ ہمیں کہانیاں سنا کر چپ کرایا جاتا اور یہی وجہ تھی کہ رات کے وقت ہماری دلچسپی کو قائم رکھنے کے لئے آپؑ جب بھی فارغ ہوں کہانیاں سنایا کرتے تھے تا ہم سو جائیں اور آپ کام کر سکیں۔ بچے کو کیا پتا ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ کتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ اسے تو اگر دلچسپی کا سامان مہیا نہ کیا جائے تو وہ شور کرتا ہے اور کہانی سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچے سو جاتے ہیں۔

اس زمانے میں تو یہ چیزیں نہیں تھیں۔ **ماں باپ محنت بھی کرتے تھے۔** اب جیسا کہ میں نے کہا بعض چیزیں ایسی آ گئی ہیں جس کی وجہ سے ماں باپ ایک تو تربیت پہ محنت نہیں کرتے، دوسرے ان کے تعلق بچوں کے ساتھ کم ہو گئے ہیں۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ کہانیوں کی یہ ضرورت ایسی ہے جسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ گو وہ عارضی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا فائدہ صرف اتنا ہوتا ہے کہ بچے کو ایسی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ محو ہو کر سو جاتا ہے۔ ماں باپ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ اس لئے وہ اسے لٹا کر کہانیاں سناتے ہیں یا ان میں سے ایک اسے سناتا ہے اور دوسرا کام میں لگا رہتا ہے یا پھر ایک سناتا ہے اور باقی خاندان آرام سے کام کرتا ہے۔ اگر اس وقت

فضول اور لغو کہانیاں بھی سنائی جائیں تو یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے مگر ہم اس پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہئے کہ ایسی کہانیاں سنائیں کہ اس وقت بھی فائدہ ہو۔

(ماخوذ از الفضل 28 مارچ 1939ء صفحہ نمبر 2 جلد 27 نمبر 71)

اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ **دوستیاں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں جو بربادی کا موجب نہ ہوں،** حضرت مصلح موعودؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے "یہ پرانی حکایت ہے" کہ ایک شخص کا ریچھ سے دوستانہ تھا۔ اس نے اسے پالا تھا یا کسی مصیبت کے وقت اس پر احسان کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ یہ گویا ایک حکایت ہے جو حقیقت بیان کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ اگرچہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی ریچھ وغیرہ جانوروں کو پال کر اپنے ساتھ ہلا لیتا ہے۔ مگر جب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی حکایت روایت کرتا ہوں تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت بیان کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے۔ "یعنی ایک نصیحت کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے۔" یہ مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تا دشمن یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ ایسے بیوقوف لوگ ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ ریچھ انسانوں کے پاس آکر بیٹھتے ہیں۔ یہ پرانی حکایتیں سبق حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور ان سے مراد ایسے خصائل رکھنے والے انسان ہوتے ہیں۔ "یعنی بعض لوگ ایسے خصائل رکھتے ہیں کہ وہ وہی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔" مثلاً پرانی حکایتوں میں بادشاہ کے دربار کو شیر کا دربار اور اس کے امراء و وزراء کو دوسرے جانوروں کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا اور اس طرح وہ بادشاہ بھی جس کے متعلق بات ہوتی نہایت مزے لے لے کر پڑھتا۔ خیر، تو ریچھ اس آدمی کا دوست تھا اور اس کے پاس آتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ بیمار پڑی تھی اور وہ پاس بیٹھا پنکھا ہلا رہا تھا اور مکھیاں اڑا رہا تھا۔ اتفاقاً اسے کسی ضرورت کے لئے باہر جانا پڑا اور اس نے ریچھ کو اشارہ کیا کہ تم ذرا مکھیاں اڑاؤ۔ مَیں باہر ہو آؤں۔ ریچھ نے اخلاص سے یہ کام شروع تو کر دیا مگر انسان اور حیوان کے ہاتھ میں فرق ہوتا ہے اور حیوان ایسی آسانی سے ہاتھ نہیں ہلا سکتا جتنی آسانی سے انسان ہلا سکتا ہے۔ وہ مکھی اڑائے لیکن وہ پھر آبیٹھے۔ پھر اڑائے پھر آبیٹھے۔ اس نے خیال کیا کہ مکھی کا بار بار آکر بیٹھنا میرے دوست کی ماں کی طبیعت پر بہت گراں گزرتا ہو گا۔ چنانچہ اس کا علاج کرنے کے لئے اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اسے دے مارا تا مکھی مر جائے۔ مکھی تو مر گئی مگر ساتھ ہی اس کے دوست کی ماں بھی کُچلی گئی۔ یہ ایک مثال ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض نادان کسی سے دوستی کرتے ہیں مگر دوستی کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ وہ بعض دفعہ خیر خواہی کرتے ہیں مگر ہوتی دراصل تباہی ہے۔ اگر اپنے دوست کے سچے خیر خواہ ہوتے تو بے ایمانی کی طرف نہ لے جاتے بلکہ اگر اسے اس طرف مائل بھی دیکھتے تو اسے روکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی کا نقشہ کیا خوب کھینچا ہے۔ فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ

ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کیا بات ہے کیا ہم ظالم کی مدد بھی کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تُو ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکے تو تُو اس کی مدد کرتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 204-205)

پس اصل مطلب یہ نہیں کہ اپنے دوست کی ہر حال میں مدد کرو اور اس کی مرضی کے مطابق چلو **بلکہ اصل دوستی یہ ہے کہ دوست کے فائدے کے لئے اس کے خلاف بھی چلنا پڑے تو چلو۔** اگر ایسا نہیں کرتے تو اسے تباہ کرتے ہو یا کسی اور ذریعہ سے اسے نقصان پہنچاتے ہو۔ اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں قادیان کی ایک مثال دی جب یہ فرمایا تھا کہ کسی شخص کا کسی سے جھگڑا ہوا۔ اس کے ایک دوست نے بغیر سوچے سمجھے، ناحق دوستی کا حق ادا کرنے کے لئے یا دوستی کا حق ادا کرنے کے دھوکے میں اس جھگڑے میں خوب حصہ لیا۔ پہلا شخص تو اپنی فطری نیکی کی وجہ سے پھر اپنی جگہ پر آ گیا، جھگڑا ختم ہو گیا، صلح ہو گئی اور یہ دوست جس نے اس کی خاطر اس میں حصہ لیا تھا اس جھگڑے میں مرتد ہو گیا۔ پس دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں، دوستوں کو فائدہ دلاتی ہیں، وہاں بعض دفعہ دوستوں کی تباہی و بربادی بھی کرتی ہیں اور اپنی بھی کرتی ہیں۔ **پس اس لحاظ سے ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول رکھنا چاہئے۔**

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی ریچھ تھا۔ اس کا ایک آدمی سے دوستانہ تھا۔ اس کی بیوی ہمیشہ اسے طعن کیا کرتی تھی کہ تُو بھی کوئی آدمی ہے تیرا ریچھ سے دوستانہ ہے۔ ایک دن اس کی دل آزار گفتگو اس قدر بڑھ گئی اور ایسی بلند آواز سے اس نے کہنا شروع کیا کہ ریچھ نے بھی سن لیا۔ ریچھ نے تب ایک تلوار لی اور اپنے دوست سے کہا کہ یہ تلوار میرے سر پر مارو۔ اس گفتگو کے متعلق حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ یہ صرف ایک کہانی ہے یہ بتانے کے لئے کہ کوئی آدمی ریچھ کی شکل کا ہوتا ہے اور کوئی انسان کی صورت کا۔ ہر ایک کی فطرت ہوتی ہے۔ انسانوں میں بھی کئی ریچھ ہوتے ہیں۔ کئی انسان کہلا کر بھی دوسرے حیوان بنے ہوتے ہیں۔ اس شخص نے بہتیرا انکار کیا مگر ریچھ نے کہا کہ ضرور میرے سر پر مار۔ آخر اس نے تلوار اٹھائی اور ریچھ کے سر پر ماری۔ وہ لہولہان ہو گیا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔ ایک سال کے بعد پھر اپنے دوست کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا سر دیکھ۔ کہیں زخم کا نشان ہے؟ اس نے دیکھا تو کہیں زخم کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیا۔ تب ریچھ نے کہا کہ بعض جنگل میں بوٹیاں ہوتی ہیں۔ مَیں نے علاج کیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ لیکن تیری بیوی کے قول کا زخم، جو تیری بیوی میرے خلاف باتیں کرتی تھی اس کا زخم آج تک میرے دل میں ہرا ہے۔ تو بعض اوقات تلوار کے زخم سے زبان کا زخم بہت شدید ہوتا ہے اور یہ تلوار ایسا زخم لگاتی ہے جو کبھی بھولنے میں نہیں آتا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 32)

پس معاشرے کے امن کے لئے، سکون کے لئے، اس بات کا بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے کہ **ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور بلاوجہ ایسی زبانوں کے تیر نہ چلائیں** جو ان کے زخم پھر ہمیشہ ہرے رہیں۔ اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے بعد **اپنے ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے** اور بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہیں جو ایمان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایک شخص اپنے دوست کی مدد کرنے کی وجہ سے بعد میں پھر ایمان سے ہی جاتا رہا اور مرتد ہو گیا۔ بعض دفعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف باتیں کی جائیں تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ **پس ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔** حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے قصے میں اس کی مثال موجود ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس قصے کو بارہا بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے نکلے تو راستے میں عمالیق سے مقابلہ آن پڑا۔ یہ حضرت نوح کی اولاد میں سے ایک قبیلہ تھا جو کہا جاتا ہے اسرائیلیوں کے بڑا خلاف تھا۔ بہرحال ان کے بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ ہم شکست کھا جائیں گے۔ ان کے ہاں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ نے اس سے دعا کی درخواست کی۔ اس نے دعا کی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ موسیٰ خدا کا نبی ہے۔ اس کے خلاف دعا نہیں کرنی چاہئے۔ اس نے بادشاہ کو کہہ دیا کہ موسیٰ کے خلاف دعا نہیں ہو سکتی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ میری کوئی بات کارگر نہیں ہوتی تو اس نے وہی چال چلی جو آدم کو جنت سے نکلوانے کے لئے شیطان نے چلی تھی۔ ہمیشہ سے شیطان کا یہی اصول رہا ہے۔ حوّا کے ذریعہ سے پھسلایا تھا اسی طرح اس نے بھی بہت سے زیورات وغیرہ تیار کرائے اور موسیٰ کے برخلاف دعا کرانے کے لئے اس بزرگ کی بیوی کو دیئے۔ اس نے تحریک کی مگر اس بزرگ نے جواب دیا کہ موسیٰ خدا کا مقرب ہے۔ اس لئے اس کے خلاف بددعا نہیں ہو سکتی۔ مَیں نے کی تھی مگر وہاں سے جواب مل گیا ہے۔ لیکن وہ مُصِر ہوئی اور کہا کہ کیا ضرور ہے کہ اب بھی وہی حالات ہوں تم بددعا تو کرو۔ آخر وہ رضامند ہو گیا۔ اس کو ایک جگہ لے گئے۔ اس نے کہا کہ یہاں سینہ نہیں کھلتا۔ اور اس طرح دو تین جگہ بدلی گئیں۔ آخر چونکہ اس بزرگ کا ایمان جانا تھا اس نے بددعا کی۔ کہتے ہیں کہ جونہی اس نے بددعا کی موسیٰ کی قوم میں تباہی پڑ گئی کیونکہ اس کے پہلے ایمان کا کچھ تو اثر ہونا تھا۔ یعنی کہ ان کی جو ایمان کی کمزوری تھی۔ اس قوم میں تباہی ان کے اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ انہوں نے ایک عارضی طور پہ نقصان اٹھایا۔ اور ادھر یہ بزرگ جو بنا ہوا تھا اس کا ایمان کبوتر کی شکل میں اڑ گیا۔ اس کا ایمان بھی ختم ہو گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا کہ دعا نہیں کرنی لیکن دعا کی اور اس کو سزا یہ ملی کہ آئندہ سے موسیٰ کے خلاف دعا کرنے کی وجہ سے اس کی بزرگی کا جو رتبہ تھا، مقام تھا وہ ختم ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور قرب کا جو اعزاز تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

کہ بیشک یہ ایک قصہ ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کبوتر ہاتھ سے نکل جاتا ہے اسی طرح ایمان اس کے دل سے نکل گیا۔ پس چونکہ ایمان محنت سے آتا ہے اور جاتا ایک فقرہ میں ہے۔ ایمان لانا، قبول کرنا، کسی چیز کو تسلیم کرنا، اور پھر اس ایمان میں بڑھنا اس پہ بڑی محنت لگتی ہے۔ لیکن ایک معمولی سی بات ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ایک فقرہ ہے، ایک بات ہے جس سے پھر ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ انسان ہر وقت ہوشیار رہے۔ اپنا محاسبہ کرتا رہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 340-341)

ذکر الٰہی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے کہ دست در کار و دل بایار۔ یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مَیں کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر۔ تو اصل ذکر وہی ہے جو اَن گنت ہو۔ مگر ایک معیّن وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اُس وقت اپنے محبوب کے لئے اَور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معیّن رنگ میں بھی ذکر الٰہی کیا جائے آجکل دنیاداری میں پڑے ہوئے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان کو بہر حال وقت نکالنا چاہئے۔ وقت بھی نکالیں اور غیر معیّن طور پر بھی اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس کے فضلوں اور احسانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 309)

دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ خطبوں کو سن لینا، تقریروں کو سن لینا، اجلاسوں میں شامل ہو جانا یا وقتی طور پر کسی کتاب کو پڑھ لینا اور اس کا وقتی اثر لینا، اس کو یاد نہ رکھنا یا عمل نہ کرنا یہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **ایک دفعہ عورتوں میں ان کی تربیت کے لئے مختلف لیکچر دینے شروع کئے اور کئی دن تک آپ لیکچر دیتے رہے۔** ایک دن آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں عورتوں کا امتحان بھی لینا چاہئے تا معلوم ہو کہ وہ ہماری باتوں کو کہاں تک سمجھتی ہیں۔ باہر سے ایک خاتون آئی ہوئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔ بتاؤ مجھے آٹھ دن لیکچر دیتے ہو گئے ہیں۔ مَیں نے ان لیکچروں میں کیا بیان کیا ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ یہی خدا اور رسول کی باتیں آپ نے بیان کی ہیں اَور کیا بیان کیا ہے۔ آپ کو اس جواب سے اس قدر صدمہ ہوا کہ آپؑ نے لیکچروں کے اس سلسلے کو بھی بند کر دیا اور فرمایا کہ ہماری عورتوں میں بھی اس قسم کی غفلت پائی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ بہت ابتدائی تعلیم کی محتاج ہیں۔ اعلیٰ

درجہ کی روحانی باتیں سننے کی ان میں استعداد ہی نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہی بعض مَردوں کا حال ہے۔ بلکہ مَیں تو کہوں گا کہ بہت سے مَردوں کا اب یہ حال ہے۔ اب بعض جگہ تو اس کے الٹ بھی ہو رہا ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ علم رکھتی ہیں اور جب اپنے مردوں کو یاد کرواتی ہیں کہ یہ دین کی بات ہے اس پر عمل کرو تو بعض ایسی شکایتیں بھی آتی ہیں کہ مردوں کا جواب ہوتا ہے کہ دین تو بہت کچھ کہتا ہے ہم تو اسی طرح رہیں گے اور اسی طرح کریں گے جو ہماری مرضی ہو۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ جب اس قسم کی ڈھٹائی آجائے تو پھر گراوٹ ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر انسان دین سے بالکل دُور ہٹ جاتا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہاس کے مقابلے پر صحابہؓ کو دیکھو۔ وہ کس طرح رات اور دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنتے اور ان پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ انہوں نے آپ کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کو لیا اور دنیا میں نہ صرف اس کو پھیلا دیا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں۔ ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ مگر یاد رکھو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے تم ایسا مت کرو بلکہ فائدہ اٹھانے اور عمل کرنے کی نیت سے تم ان امور کی طرف توجہ کرو۔ تم لذت حاصل کرنے کے لئے سارا قرآن پڑھ جاؤ تو تمہیں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہوئے اس کی محبت کے جوش میں ایک دفعہ بھی سُبحان اللہ کہہ لو تو وہ تمہیں کہیں کا کہیں پہنچا دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ مجلس میں بیان فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ مَیں اس مجلس میں موجود نہیں تھا۔ ایک نوجوان نے یہ بات سنی تو وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خبر نہیں آج حضرت صاحب نے یہ کیا کہا ہے۔ وہ صاحبِ تجربہ نہیں تھا مگر مَیں اس عمر میں بھی صاحبِ تجربہ تھا حالانکہ میری عمر اس وقت سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔ میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو مَیں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے۔ کہنے لگا کس طرح؟ مَیں نے کہا کئی دفعہ مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے۔ وہ دل سے نکلی ہوئی سبحان اللہ ہوتی ہے۔ صرف منہ سے نہیں ہوتی۔ تو وہ یہ سنتے ہی نہایت تحقیر سے کہنے لگا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدگی سے سُبحان اللہ کے مضمون پر غور ہی نہیں کیا۔ اسے سارا سارا دن سبحان اللہ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا مگر میں اپنے ذاتی تجربے کی وجہ سے جانتا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب میں نے سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ پہلے میں اَور تھا اور اب میں کچھ اَور بن گیا ہوں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مضمون کو کس عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ میں نے اس وقت تک بخاری نہیں پڑھی تھی مگر میرا تجربہ صحیح تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کَلِمَتَانِ

حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ۔ دو کلمے ایسے ہیں کہ رحمان کو بہت پیارے ہیں۔ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ۔ زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ انسان ان الفاظ کو نہایت آسانی کے ساتھ نکال سکتا ہے۔ کوئی بوجھ اسے محسوس نہیں ہوتا۔ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ۔ لیکن قیامت کے دن جب اعمال کے وزن کا سوال آئے گا تو وہ بڑے بھاری ثابت ہوں گے اور جس پلڑے میں وہ ہوں گے اسے بالکل جھکا دیں گے اور وہ کیا ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ کہتے ہیں کہ مجھے ان کلمات کے پڑھنے کی بڑی عادت ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک مرتبہ ہی ان کلمات کو کہنے سے میری روح اڑ کر کہیں کی کہیں جا پہنچتی ہے۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ ہم سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر غور کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 118 تا 121)

پس یہی حقیقت ہے کہ بعض دفعہ دل سے تسبیح اور تحمید جو ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے، محسوس ہوتا ہے کہ یہ اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے جو جہاں ہمارے اندر قوت عملیہ پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے وہاں ہم ایسی تسبیح و تحمید کرنے والے ہوں جو ہماری روح کو بلندیوں پر لے جائے اور ہمیں خدا تعالیٰ کا قُرب مل جائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 19 / فروری 2016ء تا 25 / فروری 2016ء جلد 23 شمارہ 08 صفحہ 05 تا 08)

6

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 05/ فروری 2016ء بمطابق 05 تبلیغ 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک جلسے پر ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم کا زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا امر نہیں جو ہمارے درمیان اور ان کے درمیان قابل نزاع ہو۔ کیونکہ اس بات سے بہت سی باتیں اور آپ کی بعثت کا مقصد واضح نہیں ہوتا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود طبیعت کی خرابی کے اس دن اس بات کا نوٹس لیا کہ صرف اتنا فرق نہیں ہے۔ آپؑ نے 27/ دسمبر 1905ء کو خود اس بات کی وضاحت کے لئے ایک تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ میری بعثت کا مقصد صرف اتنے سے فرق کو ظاہر کرنا نہیں ہے۔ اتنی سی بات کے لئے، اتنے چھوٹے کام کے لئے اللہ تعالیٰ کو سلسلہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اس میں آپ نے بہت سی باتیں بیان فرمائیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 334-335)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

فرمایا ٹھیک ہے وفات مسیح کے عقیدہ کا ایک فرق ہے۔ اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی عملی حالت بھی بگڑ چکی تھی اور اس بارے میں پھر آپ نے تفصیل سے فرمایا۔ ان عملی حالتوں کے بارے میں جو باتیں آپ نے بیان فرمائیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بن رہی ہیں اور جن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے **ان میں سے ایک جھوٹ سے بچنا اور سچائی کا قیام ہے۔** اور آپؑ نے جماعت کو اس حوالے سے نصیحت کی کہ اپنے سچائی کے معیاروں کو بلند کرو اور اپنے اور غیر میں اس فرق کو ظاہر کرو۔ صرف ایمان لے آنا اور آپ کی بعثت کو سچا مان لینا کچھ کام نہیں آتا۔

آپؑ کے الفاظ میں یہ باتیں میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اگر ہم میں سے ہر ایک انصاف سے اپنا جائزہ لے تو بہت سے ایسے ہیں جن کو خود ہی پتا چل جائے گا کہ **جو معیار حاصل کرنے کی طرف جماعت کو توجہ کرنی چاہئے جس کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے وہ معیار نہیں ہیں۔** اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی حقیقی مومنوں کی یہی نشانی بتائی ہے کہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:73) کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پھر شرک اور جھوٹ کے بارے میں بتایا کہ ان سے بچو۔ اکٹھا کیا شرک اور جھوٹ کو۔ گویا جھوٹ کا گناہ بھی شرک کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو لفظ استعمال کیا ہے وہ جیسا کہ مَیں نے پڑھا "زُوْر" کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں جھوٹ، غلط بیانی، غلط گواہی، خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، ایسی مجلسیں یا جگہیں جہاں جھوٹ عام بولا جاتا ہو۔ اسی طرح گانے بجانے اور فضولیات اور غلط بیانیوں کی مجالس یہ ساری زُوْر کے معنوں میں آتی ہیں۔

پس خدا تعالیٰ کے مومن بندے وہ ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے۔ جو ایسی جگہوں پر نہیں جاتے جہاں فضولیات اور جھوٹ بولنے والوں کی مجلس جمی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بناتے۔ نہ ہی ایسی جگہوں پر جاتے ہیں جہاں مشرکانہ کام ہو رہے ہوں۔ اور پھر کبھی جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس طرح جھوٹ سے بچے تو ایک ایسی تبدیلی وہ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے جو حقیقی مومن بناتی ہے۔

بہر حال اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطاب کا وہ حصہ پیش کرتا ہوں جس میں جھوٹ کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ اس کو غور سے سنیں۔ آج ہم میں سے بھی بہت یا کافی تعداد تو ایسی ہے جس کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے بگڑنے اور ان کے تفرقے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ "مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبِّ دنیا ہی ہوئی ہے۔" حُبِّ دنیا کا پیچھے سے ایک ذکر چل رہا ہے۔ اس بارے میں آپ نے فرمایا یہ حُبّ دنیا ہی ہے جو مسلمانوں میں پھاڑ ڈالنے کا موجب ہے" کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جاسکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں" ہے۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا" کہ " قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس حُبّ اللہ کی بجائے اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبّ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔" آپؑ سوال اٹھاتے ہیں کہ "کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟" دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف ڈوب جاؤ" کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیادار تھے؟ کیا وہ سُود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا؟ مداہنہ تھا؟ دنیا کو

دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو۔ اِتباع تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو" آپ تو دین کو دنیا پر مقدم کرتے تھے نہ کہ دنیا کو دین پر "اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے"۔ فرمایا کہ "آپ کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے۔ صحابہؓ نے وہ چلن اختیار کیا تھا۔ پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات ماردی تھی اور بالکل حُبِّ دنیا سے الگ ہو گئے تھے۔ اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کرلی تھی۔ اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ کیا انہیں کے قدموں پر ہو؟ افسوس اس وقت لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے؟ رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ نے بہت سے بچے دے دیئے ہیں"۔ فرمایا کہ "کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے تو دو آنے لے کر جھوٹی گواہی دے دینے میں ذرا شرم وحیا نہیں کرتا۔ کیا وکلاء قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے پیش کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 348-349)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا۔ وہ مجسٹریٹ تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے پاس ایک شخص آیا جس کو مَیں جانتا تھا۔ تاریخ تھی گواہوں کی پیشی ہونی تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے اگلی تاریخ دے دیں میرے گواہ نہیں حاضر ہوئے۔ تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اسے مذاق سے کہا کہ مَیں تو تمہیں بڑا عقل مند سمجھتا تھا تم تو بڑے بیوقوف نکلے۔ گواہ کہاں سے تم نے لانے ہیں۔ باہر جاؤ کسی کو آٹھ آنے روپیہ دو وہ تمہارے گواہ بن کے آجائیں گے۔ خیر وہ شخص باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد دو تین آدمی گواہ لے آیا اور گواہ سے جب حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جرح کرتے تھے تو وہ جواب دیتا ہاں مَیں نے دیکھا اس طرح واقعہ ہوا ہے، اس طرح واقعہ ہوا ہے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کہتے ہیں کہ مَیں دل دل میں ہنس رہا تھا بلکہ اس کے سامنے ہی ہنس رہا تھا کہ میرے کہنے پہ یہ باہر گیا ہے، گواہ لے کے آیا ہے اور گواہ کتنی صفائی سے میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں اور خدا کی قسم کھا کر، قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ تو اس کے بعد جب انہوں نے گواہی دے دی۔ مَیں نے انہیں کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قرآن کے اوپر گواہی دے رہے ہو اور میرے سامنے لے کے آئے ہو۔

(ماخوذ از 'اپنے اندر سچائی، محنت اور ایثار کے اوصاف پیدا کرو'۔ انوار العلوم جلد 22 صفحہ 291)

تو یہ گواہوں کا حال ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔ جماعت کے خلاف تو مقدمات میں ہمیں اکثر نظر آتا ہے کہ بہت سارے لوگ جو موجود بھی نہیں ہوتے وہ گواہ بن کے کسی کے مقدمے میں پیش ہو جاتے ہیں۔ تو بہرحال فرماتے ہیں کہ " آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں۔" سارے کاغذات

documents جھوٹے بنالئے جاتے ہیں۔ کسی سرکاری افسر کو پیسے دیئے اور جھوٹے بنالئے "کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔ "یعنی سچ سے دُور ہی رہیں گے اور آجکل تو یہ حالت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے "اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟" سلسلے کی ضرورت کے بارے میں آپ نے ان اخلاق کو پیش کیا اور بتایا کہ کیا صرف اتنا ہی کہہ دینا کہ مسیح آسمان پر نہیں ہے اور زمین میں فوت ہو چکے ہیں اور اب جس نے آنا تھا وہ آگیا ہے کافی ہے؟ نہیں۔ بلکہ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو قائم کرنے ہوں گے۔ اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ **فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ** (الحج:31) بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔"

فرمایا "جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی **صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔** جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بد قسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 349-350)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ:

"ستائیس اٹھائیس سال کا عرصہ گزرا ہو گا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رَلیا رام تھا اور وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ "اب یہ واقعہ ہم میں سے کئی لوگوں نے سنا ہوا ہے۔ بیان بھی کرتے ہیں۔ لیکن صرف بیان کرتے ہیں۔ عمل ہم میں سے بھی بعض نہیں کر رہے ہوتے فرمایا کہ "اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لیے تاکید بھی تھی اس لیے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لیے یہ موقعہ ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اُس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے

اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا۔ اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رَلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لیے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام آسکتی ہے۔

غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لیے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے "جھوٹ بولنے کے" اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رَلیارام نے خود ڈال دیا ہو گا۔ اور نیز بطور تسلّی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریّت ہو جائے گی۔" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وکیل مشورہ دے رہے ہیں کہ جھوٹے گواہ پیش کرو۔ "ورنہ" وکیلوں نے کہا کہ "صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی "کا" نہیں" ہے۔" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہو گا سو ہو گا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔

اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بِلا توقّف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لیے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا" حکومت کو نقصان پہنچانے کے لئے، اس کے پیسے ہضم کرنے کے لئے یہ کام نہیں کیا تھا" بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نَج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو مَیں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس قدر مَیں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو "No,No" کر کے اس کی سب باتوں کو ردّ کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنی تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لیے رخصت" ہے۔" یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجالایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اُس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ

ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے؟ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ خیر ہے۔ خیر ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 350 تا 353 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "**مَیں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں**۔ ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔ مَیں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے۔" یہ ڈاکخانے والا واقعہ، عدالت والا واقعہ فرمایا کہ "مَیں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔ اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہو گئی۔ **مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ** (الطلاق:04)۔" جو اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"**یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں**۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں "ایک لفظ" بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟" یہ کس طرح ہو سکتا ہے "اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "**اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی**۔" اگر کسی نے سچ بولا اور کسی مقدمہ میں یا کسی وجہ سے اس کو اگر کوئی سزا ملی ہے تو اس وجہ سے نہیں ملی کہ اس نے یہ سچ بولا تھا اور اگر وہ جھوٹ بولتا تو سزا نہ ملتی بلکہ فرمایا "وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے "جو دوسرے گناہ کئے ہوتے ہیں، چھپے ہوئے گناہ کئے ہوتے ہیں بعض دفعہ ان کی سزا ہوتی ہے "اور کسی اور جھوٹ کی "سزا" ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔"

اس کے بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح بعض دفعہ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی بات ہوتی ہے اس کی سزا بڑی مل رہی ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالے کے رہنے والے تھے۔ وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاپ سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ

شیر سنگھ نے اپنے باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تھے "یہ استاد جو تھے گل علی شاہ صاحب" انہوں نے کہا کہ آپ نے "اس کو مار کے "بڑا ظلم کیا۔ "بیچارے نے کھانے میں نمک ہی زیادہ ڈالا تھاناں "اس پر شیر سنگھ نے کہا۔ مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کھایا ہے۔ اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقعہ پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے"۔ فرمایا "جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں" ہے۔ "لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا۔ بالکل نہیں۔ بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہو گی۔ اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو۔ پھر مَیں برکت دوں گا۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر گزارہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص نے مقدمہ میں سچ بولا تھا اس لیے چار برس کو دھرا گیا۔ مَیں پھر کہوں گا کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔"

فرمایا "کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔ "یعنی کمال حاصل کرتا کہ تو دنیا کا پیارا بن جائے۔ یہ اپنی کمزوریاں ہیں جو جھوٹ بلواتی ہیں۔ اگر نیکیوں کی طرف توجہ ہو اور انسان اس پر بڑھنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ پر توکل ہو تو پھر یہ سزائیں اس طرح نہیں ملا کرتیں۔ فرمایا "یہ نقص کے نتیجے ہیں۔" یہ اپنی کمزوریوں کے جو نقص ہیں اس کے نتیجے ہیں کہ سزائیں ملتی ہیں "کمال ایسے ثمرات پیدا نہیں کرتا۔ ایک شخص اگر موٹی سی کھدر کی چادر میں کوئی توپا بھرے تو اس سے وہ درزی نہیں بن جاوے گا۔ "یعنی کوئی ٹانکا لگا دے کھدر کی چادر میں تو اس سے اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بڑا اچھا درزی ہے، اس کو سینا آتا ہے "اور یہ لازم نہ آئے گا کہ اعلیٰ درجہ کے ریشمی کپڑے بھی وہ سی لے گا۔ اگر اس کو ایسے کپڑے دیئے جاویں تو نتیجہ یہی ہو گا کہ وہ انہیں برباد کر دے گا۔" فرمایا "پس ایسی نیکی جس میں گند ملا ہوا ہو کسی کام کی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور اس کی کچھ قدر نہیں۔ لیکن یہ لوگ اس پر ناز کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ نجات چاہتے ہیں۔ اگر اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ تو ایک ذرّہ بھی کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس نے تو خود فرمایا ہے۔ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الزلزال:8)۔ "کہ جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہو گی وہ اس کا نتیجہ دیکھے گا اور پھل پائے گا فرمایا "اس لئے اگر ذرہ بھر بھی نیکی ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر نیکی کر کے پھل نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں اخلاص نہیں آیا ہے۔ اعمال کے لیے اخلاص

شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البیّنۃ:6) یہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہیں"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرو۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 351 تا 355)

پس اب یہ سب باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں اور بڑے درد کے ساتھ بیان فرمائی ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بتایا اس حوالے سے بیان فرمائی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے یا نہ آنے کے عقیدے سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ اپنے آپ کو شرک سے بکلی پاک کرو اور اپنی عملی حالتوں کو ایسا بناؤ کہ شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔ سچائی کو قائم کرو اور جھوٹ سے نفرت کرو۔ اب ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی جائزہ لے مثلاً بعض باتیں ایسی ہیں۔ چند بیان کرتا ہوں۔ مقدمات میں یہ جائزہ لیں کہ مقدمات میں ہم غلط بیانیوں سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم کاروباروں میں منافع کی خاطر غلط بیانی سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم رشتہ طے کرتے وقت غلط بیانیاں تو نہیں کرتے۔ کیا ہر طرح سے قول سدید سے کام لیتے ہیں؟ لڑکے کے بارے میں اور لڑکی کے بارے میں سب معلومات دی جاتی ہیں؟ **حکومت سے سوشل اور ویلفیئر الاؤنس لینے کے لئے جھوٹ کا سہارا تو نہیں لیتے**۔ اس بارے میں تو بہت سے لوگوں کے بارے میں منفی تاثر پایا جاتا ہے کہ اپنی آمد چھپا کر حکومت سے الاؤنس لیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ٹیکس کی ادائیگی بھی نہیں کی جاتی۔ یہاں ٹیکس بھی چوری ہوتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اب جو عمومی معاشی حالات دنیا کے ہیں ہر حکومت مسائل کا شکار ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو ہو جائے گی۔ اس لئے اب حکومتیں گہرائی میں جا کر حقیقت جاننے کی کوشش کرتی ہیں اور کر رہی ہیں۔ پس اگر حکومت کے سامنے کوئی غلط معاملہ آجاتا ہے تو جہاں یہ باتیں اس شخص کے لئے مشکلات پیدا کریں گی وہاں احمدیت کی بدنامی کا باعث بھی بنیں گی اگر یہ پتا ہو کہ وہ شخص احمدی ہے۔

پس جو اس لحاظ سے کسی بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں وہ دنیاوی فائدے کو نہ دیکھیں۔ تھوڑے سے میں گزارہ کر کے جھوٹ سے بچ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

پھر اسائلم کے معاملات ہیں اس میں اپنے جائزے لیں کہ غلط بیانی سے کام تو نہیں لیا جا رہا۔ یقیناً وکیل اس کے لئے ابھارتے ہیں اور یہ ہمیشہ سے وکیلوں کا وطیرہ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ آپ کو بھی کہا کہ جھوٹ بولیں اور جھوٹے گواہ پیش کر دیں۔ اسی طرح عہدیدار بھی اپنے جائزے لیں کہ کیا وہ اپنی رپورٹس میں غلط بیانی تو نہیں کرتے یا کوئی ایسی بات تو نہیں چھوڑ دیتے جس کی اہمیت ہو۔ پہلے بھی میں نے ایک دفعہ ایک خطبہ میں کہا تھا کہ پوری طرح قول سدید سے اگر کام نہ لیا جائے تو وہ بھی غلط ہے۔ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے معاملات نپٹائے جانے چاہئیں۔ (ماخوذ از خطباتِ مسرور جلد 10 صفحہ 539 خطبہ جمعہ فرمودہ 7/ ستمبر 2012ء)

پس بہت گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنے مفادات سے باہر نکل کر اپنی اَناؤں سے باہر نکل کر خدا تعالیٰ کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے معاملات نپٹائے اور اس طرح اپنے معاملات نپٹانے چاہئیں۔ اگر یہ سب کچھ نہیں تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ حُبِّ دنیا کا اظہار ہے اور حُبِّ دنیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تفرقہ کی طرف لے کر جاتی ہے اور تفرقہ سے پھر ظاہر ہے جماعت کی اکائی بھی قائم نہیں رہتی یا کم از کم اس معاشرے میں اس حلقے میں ایک فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اکائی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا کرنے آئے تھے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ حُبِّ دنیا کی وجہ سے ہی باقی فرقے بنے تھے۔ اسی طرح کا پھر ایک فرقہ بن جائے گا۔ گویا کہ ایک برائی سے کئی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برائیاں پھر بچے دیتی چلی جاتی ہیں۔ پس احمدی ہو کر ہم پر بہت ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں جنہیں ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ حقیقی احمدی تو وہی ہے جو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی کوشش کرے اور خدا تعالیٰ کا بننے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اسی تسلسل میں جو پیچھے میں نے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ "یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لیے ہو جاوے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا تعالیٰ کو ٹھگ لوں گا تو یہ حماقت اور نادانی ہے۔ وہ خود ہی دھوکا کھا رہا ہے۔ دنیا کی زیب، دنیا کی محبت ساری خطاکاریوں کی جڑ ہے۔" دنیا کی خوبصورتی اور دنیا کی محبت جو ہے یہ سب خطاکاریوں کی جڑ ہے "اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ مَیں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آسکتا تو اللہ تعالیٰ کیونکر کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے۔ مگر ایسے افعالِ بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اس وقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس وقت کا لحاظ اور خیال بھی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جاویں گے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور دین کے لیے ذرا بھی ہمّ و غم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔" فرمایا "سعدی" جو فارسی کا شاعر ہے "کہتا ہے:

گر وزیر از خدا بترسیدے

کاش وزیر خدا سے ڈرتا۔" ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لیے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری

سستی اور غفلت جاتی رہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے۔ اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے۔ لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہاں تک کہ لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا (الشمس:16)۔ پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اس کے پچھلوں کا کیا حال ہو گا۔ برخلاف اِس کے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو عزت دیتا اور خود اُن کے لیے ایک سپر ہو جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اس طرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں ان میں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جمادی جاوے۔ وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کس قدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لیے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اس کے کاموں کے لیے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے۔ لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر ولی بنا دو اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہنچ جاویں۔ حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا"۔ فرمایا کہ "خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون اور آئین نہیں ہے۔ یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہو سکتا کہ ہم کہہ دیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے "کہ "اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:03) یعنی کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہ ہو۔ یہ امر سنّت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی اللہ بنا دیا جاوے۔ اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور پھر اپنے جان نثار صحابہؓ کو پھونک مار کر ولی بنا دیتے۔ ان کو امتحان میں ڈلوا کر ان کے سر نہ کٹواتے اور خدا تعالیٰ ان کی نسبت یہ نہ فرماتا کہ مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (الاحزاب:24)" پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: "پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی تو عجیب بے وقوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوۂ بے دود سمجھتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ بایں اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ ان کے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اس نے یہ تعلیم دی کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشمس:10) یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے تزکیۂ نفس کیا۔ یعنی

جس نے ہر قسم کی بدعت، فسق وفجور، نفسانی جذبات سے خدا تعالیٰ کے لیے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کی نفسانی لذّات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلّفات کو چھوڑتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 355 تا 357)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں۔ سچائی کے معیار کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر صرف اپنے مونہوں سے نہیں بلکہ حقیقت میں آپ کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں اور اسے پورا کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کر کے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم قاسم تورے صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ کا ہے۔ یہ وہاں کے مقامی باشندے تھے۔ 25/ جنوری 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1986ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ ایک ذاتی مدرسہ چلاتے تھے اور احمدیت میں داخل ہونے کے بعد آپ نے وہ اپنا مدرسہ جماعت کو پیش کر دیا جسے بعد میں پرائمری سکول میں تبدیل کر دیا گیا۔ 1990ء میں جامعہ احمدیہ آئیوری کوسٹ سے مشنری کورس جو مربی کا کورس ہے، معلم کا کورس ہے مکمل کیا اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک آئیوری کوسٹ کے طول و عرض میں تبلیغی دورہ جات کئے۔ بیشمار شہروں اور دیہاتوں میں احمدیت کا پودا لگایا۔ آپ کو دس سال تک بسّم ریجن میں بطور ریجنل مشنری کام کرنے کی بھی توفیق ملی۔ آپ نے تقریباً ایک سال اردو زبان سیکھنے کے لئے صَرف کیا اور پھر وفات تک جُولا زبان میں خطبات جمعہ کے ترجمہ کا کام بھی جاری رکھا۔ مرحوم موصی تھے۔ وہاں کے مبلغ باسط صاحب لکھتے ہیں کہ آپ سے خاکسار کا تعارف 1996ء میں ہوا تھا۔ 86ء سے لے کر اب تک گزشتہ تیس سال سے ان کو جماعتی خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ جماعت سے وفاداری، خلافت سے محبت، کلام امام سے محبت اور اَن تھک محنت ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ نے اپنے شوق سے اردو لکھنی پڑھنی سیکھی تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے براہ راست استفادہ کر سکیں۔ اس کے لئے دو دفعہ قادیان بھی گئے تا کہ اردو سیکھ سکیں۔ واپس آکر بڑے شوق سے کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں میرے ساتھ اکثر ٹیلیفون پر رابطہ ہوتا تھا۔ مختلف محاورات اور مشکل الفاظ کے بارے میں پوچھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام بھی بڑے شوق اور عشق کے جذبے سے پڑھتے تھے اور اس کا ترجمہ جاننے کی بھی کوشش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش الحانی

عطا کی تھی۔ کہتے ہیں ایک دفعہ ایک سفر کے دوران انہوں نے خاکسار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام سیکھنے کی فرمائش کی۔ کہتے ہیں میں نے انہیں 'جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است' کے تقریباً پانچ اشعار ترنم کے ساتھ سکھائے۔ چنانچہ جب ہم گاؤں میں پہنچے جہاں دورے پہ جارہے تھے تو وہاں جلسے میں انہوں نے وہ اشعار ترنم سے سنائے۔ اور پھر جُولا زبان میں ان کا ترجمہ بھی کیا۔ اسلام احمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ظہور امام مہدی کے بارے میں عربی، جولا اور فرنچ زبان میں بیشمار نظمیں خود انہوں نے کمپوز کیں اور خود ہی ترنم سے پڑھتے بھی تھے جو کہ لوگوں میں بے حد مقبول ہوئیں۔

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد نارتھ ریجن میں جو باغیوں کے کنٹرول میں تھا اور عملاً ملک سے کٹا ہوا تھا وہاں جماعت کے مخالفین نے یہ جھوٹا پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ ان کے خلیفہ کی وفات ہو گئی ہے اور اس کے بعد اب جماعت ختم ہو گئی ہے جس سے اس علاقے کے احمدیوں میں بے چینی پھیل گئی۔ جب یہ خبر مرکز میں پہنچی تو قاسم تورے صاحب کو اس جھوٹے پراپیگنڈے کے قلع قمع کے لئے بھیجا گیا۔ ان دنوں میں نارتھ ریجن کا سفر بہت مشکل تھا لیکن قاسم صاحب بس پر، ٹریکٹر ٹرالی پر، موٹر سائیکل پر، گدھا گاڑی پر، پیدل سفر کرتے کراتے جنگلوں میں سے گزرتے ہوئے ان جماعتوں میں پہنچے۔ وہاں اس علاقے میں دوبارہ تبلیغ کی اور بتایا کہ خلافت کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہے۔ پھر اس سے احمدیوں کا مورال بلند ہوا۔ چنانچہ اس دورے کے نتیجہ میں بہت سی جماعتوں میں زندگی کی نئی روح پیدا ہوئی اور یوں انہیں جھوٹے پراپیگنڈے کو ختم کرنے کی توفیق ملی۔ تبلیغ کی خاطر آپ اکثر ایک ایک ماہ کے مسلسل دورے کیا کرتے تھے اور بڑی محنت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 26/ فروری 2016ء تا 03/ مارچ 2016ء جلد 23 شمارہ 09 صفحہ 05 تا 08)

7

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 12 / فروری 2016ء بمطابق 12 تبلیغ 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مختلف خطبات اور خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بعض سبق آموز باتیں اور کہانیاں بیان فرماتے ہیں۔ مَیں مختلف اوقات میں یہ بیان کرتا رہا ہوں۔ آج بھی یہی بیان کروں گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کہانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بچپن میں ہمیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہتے تو آپ ہمیں ایسی کہانیاں سناتے جنہیں سن کر عبرت حاصل ہوتی۔ یہ مضمون بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں انہی کہانیوں میں سے ایک کہانی مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے مَیں نے سنا۔ آپ فرماتے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان اس وجہ سے آیا کہ لوگ اس وقت بہت گندے ہو گئے تھے اور گناہ کرنے لگ گئے تھے۔ وہ جوں جوں اپنے گناہوں میں بڑھتے جاتے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی قیمت گرتی جاتی۔ یہ کہانی ہے کہ آخر ایک دن ایک پہاڑی کی چوٹی پر کوئی درخت تھا اور وہاں گھونسلے میں چڑیا کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس بچے کی ماں کہیں گئی اور پھر واپس نہ آ سکی۔ شاید مر گئی یا کوئی اور وجہ ہوئی کہ نہ آئی۔ بعد میں اس چڑیا کے بچے کو پیاس لگی اور وہ پیاس سے تڑپنے لگا اور اپنی چونچ کھولنے لگا۔ تب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھ کر اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور زمین میں پانی برساؤ اور اتنا برساؤ کہ اس پہاڑی کی چوٹی پر جو درخت ہے اس کے گھونسلے تک پہنچ جائے تا کہ

چڑیا کا بچہ پانی پی سکے۔ فرشتوں نے کہا خدایا وہاں تک پانی پہنچانے میں تو ساری دنیا غرق ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ اس وقت دنیا کے لوگوں کی میرے نزدیک اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی اس چڑیا کے بچے کی حیثیت ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 678-679)

پس گو یہ کہانی ہے لیکن اس کہانی میں یہ سبق ہے کہ صداقت اور راستی سے خالی دنیا ساری کی ساری مل کر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک چڑیا کے بچے جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

پس آج اس کہانی سے جہاں ہم یہ سبق لیتے ہیں کہ صداقت پر کھڑا ہونا چاہئے۔ اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ اپنے اندر کی برائیاں دور کریں گے اور نیکیوں کو قائم کریں گے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہماری حالت میں اگر ترقی کے بجائے انحطاط ہو رہا ہے، نیچے گر رہی ہے تو ہم اپنے مقصد سے دُور ہٹ رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔

اسی طرح یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ دنیا کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ **بہت سارے ممالک میں نہ عوام اور نہ حکومتیں ایک دوسرے کا حق ادا کر رہی ہیں۔** فتنہ و فساد ہے۔ اور جہاں بظاہر فتنہ و فساد کی حالت نہیں یا بہت زیادہ خراب حالت نہیں وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دُور ہو کر بلکہ اس کے خلاف بدزبانی کر کے، غلط باتیں کر کے اس کی ہتک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہاں غلاظتوں میں بھی اتنے ڈوب رہے ہیں کہ غیر فطری کاموں کو قانوناً نافذ کیا جا رہا ہے بلکہ کہا جاتا ہے جو غلیظ کاموں کی حمایت نہیں کرتا وہ قانون کا مجرم ہے۔ یہ زلزلے، یہ طوفان یہ فسادات، بے انتہا بارشیں جنہوں نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ گناہوں کی انتہا ہو رہی ہے اور یہ تو ابھی وارننگ ہے جو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تنبیہ کر رہا ہے۔ **پس اس لحاظ سے بھی احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں** کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لا سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کو عقل آئے۔

پھر آجکل کی باتوں میں سے ایک بات ہم دیکھتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ ہے کہ دنیا میں اپنے حق لینے کے لئے باتیں ہوتی ہیں چاہے اس سے دوسرے کو کتنا ہی نقصان پہنچے۔ ایک حقیقی مسلمان کی اس بارے میں کیا سوچ ہونی چاہئے؟ اس بارے میں یہ واقعہ بہترین رہنما ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک صحابی اپنا گھوڑا دوسرے صحابی کے پاس فروخت کرنے کے لئے لایا اور اس کی قیمت مثلاً دو سو روپے بتائی۔ دوسرے صحابی نے کہا کہ مَیں اس قیمت میں گھوڑا نہیں لے سکتا کیونکہ اس کی قیمت دوگنی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دوسرے کو کہا کہ

لگتا یہ ہے کہ آپ کو گھوڑوں کی قیمت سے واقفیت نہیں۔ لیکن مالک نے زیادہ قیمت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب میرا گھوڑا زیادہ قیمت کا نہیں تو مَیں کیوں زیادہ قیمت لوں۔ اور اس پر ان کی تکرار ہوتی رہی یہاں تک کہ ثالث کے ذریعہ سے انہوں نے فیصلہ کرایا۔ یہ اسلامی روح تھی جو ان دو صحابہ نے دکھائی۔ اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اُس زمانے میں بعض ہڑتالیں ہو رہی تھیں۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ جس وقت یہ روح قائم ہو جائے اس وقت ساری strikes خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔ مگر کم سے کم نیکی یہ ہے کہ جب کسی کی طرف سے اپنے حق کا سوال پیدا ہو تو اسے وہ حق دے دیا جائے اگر وہ اس کا حق بنتا ہے۔ یہ غیر اسلامی روح ہے کہ چونکہ دوسرے کے حق پر ہم ایک لمبے عرصے سے قائم ہیں، اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس حق کو اپنا حق سمجھنے کی ایک عادت ہمیں ہو گئی ہے اس لئے ہم دوسرے کو وہ حق نہیں دے سکتے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 137)

یہ انتہائی غلط چیز ہے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ مثلاً **آجکل کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی یہ ہڑتالوں کا جو حق دیا گیا ہے وہ بھی بغیر سوچے سمجھے ہے۔** یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی حدود کیا ہونی چاہئیں۔ مثلاً آجکل اس ملک میں، یوکے (UK) میں جونیئر ڈاکٹروں کی ہڑتال ہے جس سے مریض پریشان ہو رہے ہیں۔ اپنا حق لینے کے لئے مریضوں کو نہ صرف علاج کی سہولت کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے بلکہ بعض دفعہ ان کی زندگیوں سے بھی کھیلا جا رہا ہے۔ مجھے یاد ہے اس دفعہ جاپان کے دورے میں ایک عیسائی پادری جو بڑے شریف النفس انسان ہیں، مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ امن کی کیا تعریف ہے، کس طرح قائم کیا جائے۔ کہنے لگے کہ مجھے ابھی تک تسلی بخش جواب کہیں سے نہیں ملا کہ امن کی کیا تعریف ہے۔ تو مَیں نے انہیں یہ بتایا جو مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ اسلام کہتا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔ جب ایسا کرو گے تو ایک دوسرے کے حق قائم کر رہے ہو گے اور جب حق قائم کرو گے تو امن ہو گا۔ ایک دوسرے کے لئے پھر تم لوگ سلامتی بھی بھیج رہے ہو گے۔ کہنے لگا یہ تعریف میرے دل کو بڑی لگی ہے۔ یہ پہلی دفعہ سنی ہے۔

پس آج اسلام ہی ہر معاملے کے حقیقی راستے دکھا سکتا ہے لیکن اس کے عملی نمونے دکھائے بغیر ہم دنیا کو قائل نہیں کر سکتے۔ ناجائز حق لینے کا تو سوال ہی نہیں اگر ہم جائز حق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں اس لئے کہ امن قائم کرنا ہے تو امن قائم ہو گا۔ ہم جائز حق بھی چھوڑ دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور جب یہ ہو گا تو کیونکہ ایک معاشرے میں دونوں طرف سے حقوق ادا کرنے کی کوشش ہو رہی ہو گی تو دوسرا فریق بھی اگر مومن ہے تو وہ بھی ناجائز حق نہیں لے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے کا ناجائز حق لے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض دفعہ قضاء میں

ایسے معاملات آتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بھی بھائی بھائی کا حق دبا رہا ہوتا ہے یا دوسرے عزیزوں کے حق دبا رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس طرف توجہ کریں تو ہمارے قضاء کے بھی بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے لئے اسلام کیا سوچ ہمیں دیتا ہے اور صحابہ کے کیا نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ بھائیوں بھائیوں میں بعض دفعہ ناراضگی کی کوئی بات ہو جاتی ہے، بحث ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسن کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی اور نرم تھی لیکن حضرت امام حسین کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا۔ ان میں جو جھگڑا ہوا اس میں حضرت امام حسینؓ کی طرف سے زیادہ سختی کی گئی لیکن حضرت امام حسنؓ نے صبر سے کام لیا۔ اس جھگڑے کے وقت بعض اور صحابہؓ بھی موجود تھے۔ جب جھگڑا ختم ہو گیا تو دوسرے دن ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام حسنؓ جلدی جلدی کسی طرف جا رہے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت حسنؓ کہنے لگے کہ مَیں حُسینؓ سے معافی مانگنے چلا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ آپؓ معافی مانگنے جا رہے ہیں۔ مَیں تو خود اس جھگڑے کے وقت موجود تھا اور میں جانتا ہوں کہ حسینؓ نے آپؓ کے متعلق سختی سے کام لیا۔ پس یہ ان کا کام ہے کہ وہ آپ سے معافی مانگیں، نہ یہ کہ آپ ان سے معافی مانگنے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت حسنؓ نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مَیں اس لئے تو ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر سختی کی تھی کیونکہ ایک صحابی نے مجھے سنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گا۔ تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حُسینؓ سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔ اب اگر حسینؓ معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہان سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہو گئی اور اگلے جہان میں بھی مَیں پیچھے رہا۔ چنانچہ مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر جو سختی ہو گئی وہ تو ہو گئی اب مَیں اُن سے پہلے معافی مانگ لوں گا تا کہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔

(ماخوذ از الفضل 23 مئی 1944ء صفحہ 4 کالم 2-3 جلد 32 نمبر 119)

پس یہ وہ سوچ ہے جسے ہمیں اپنے پر لاگو کرنا چاہئے۔ حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے ایک لطیفہ سنا ہوا ہے جو شاید مقامات حریری یا کسی اور کتاب کا قصہ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی مہمان کسی جگہ نہانے کے لئے گیا۔ حمام کے مالک نے مختلف غلاموں کو خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ بعض ملکوں میں حمام ہوتے ہیں جہاں خادم ہوتے ہیں جو مہمانوں کو مالش کرتے ہیں، نہلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت مالک موجود نہ تھا۔ جب وہ نہانے کے لئے حمام میں داخل ہوا تو تمام غلام

اسے آکر چمٹ گئے اور چونکہ سر کو آسانی سے ملا جا سکتا ہے اس لئے یکدم سب سر پر آ گرے۔ ایک کہے کہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے یہ میرا سر ہے۔ جس پر آپس میں لڑائی شروع ہو گئی اور ایک نے دوسرے کے چاقو مار دیا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ شور ہونے پر پولیس بھی آ گئی اور معاملہ عدالت تک پہنچا۔ عدالت کے سامنے بھی ایک غلام یہ کہہ رہا تھا کہ یہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے کہ یہ میرا سر تھا۔ عدالت نے نہانے والے سے پوچھا تو وہ کہنے لگا حضور! یہ تو بے سر تھے۔ بیوقوف تھے۔ ان کی باتوں پر تو مجھے تعجب نہیں۔ تعجب یہ ہے کہ آپ نے بھی یہ سوال کر دیا۔ حالانکہ سر نہ اِس کا ہے نہ اُس کا ہے۔ سر تو میرا تھا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال اس لئے دیا کرتے تھے کہ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔ میرا کیا اور تیرا کیا۔ غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔ ایک حقیقی مسلمان کے بارے میں بتایا جا رہا ہے اور یہ واقعہ اس تناظر میں بیان ہو رہا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ہوتا ہے وہ میرا یا تیرے کا سوال نہیں کرتا۔ وہ تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں۔ اب اس کا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے۔ حقیقی مومن جب بنتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کے بعد میرے تیرے کا سوال ہی کہاں باقی رہ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لو۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی عبداللہ رکھا گیا ہے جیسا کہ آتا ہے "لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہ"۔ تو خدا تعالیٰ کا غلام ہوتے ہوئے ہماری کوئی چیز نہیں رہتی بلکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے بالوضاحت بتایا ہے کہ ہم نے مومنوں سے مال و جان لے لی۔ دوست، عزیز، رشتہ دار سب جان کے تحت آتے ہیں اور باقی مملوکات مال کے تحت آتی ہیں اور یہی دو چیزیں ہوتی ہیں جن کا انسان مالک ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ دونوں چیزیں مومنوں سے لے لیں۔ ان کی جان بھی لے لی اور ان کا مال بھی لے لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں یہ جھگڑے نہیں ہونے چاہئیں کہ یہ چیزیں میری ہیں۔ اور یہ چیز میری ہے اور وہ اس کی۔ یہ جھگڑے نہ کرو۔ میرے اور تیرے کا سوال نہیں یہاں ہوتا۔ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زور لگاؤ اور چھوڑ دو ان باتوں کو کہ تم کہو کہ فلاں پریذیڈنٹ کیوں بنا۔ اب یہاں انتخابات کی بات ہو گئی، عہدیداروں کی بات ہو گئی۔ بعض لوگ جھگڑے پیدا کرتے ہیں کہ فلاں کیوں امام الصلوٰۃ بن گیا ہم اس کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں گے۔ فلاں پریذیڈنٹ کیوں بن گیا۔ فلاں کیوں نہ بنا۔ فلاں سیکرٹری کیوں بن گیا۔ فلاں کیوں نہ ہوا۔ یا جب تک فلاں شخص امام نہ بنے ہم فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 270-271)

یہ باتیں صرف سننے کے لئے نہیں ہیں۔ شاید بعضوں کا خیال ہو کہ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں شاید ایسے لوگ تھے اور اب ایسے نہیں ہیں۔ اب بھی ایسی شکایتیں ملتی رہتی ہیں۔ اس زمانے میں تو صحابہ بھی تھے جو ایسے ٹیڑھے لوگوں کی اصلاح بھی کر دیا کرتے تھے۔ لیکن ہم جو نبوت کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں اور آئندہ مزید دور جاتے رہیں گے اس زمانے میں ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمیں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انتخابات کے موقع پر بھی ایسے سوال اٹھتے رہتے ہیں اگر بعض دفعہ بعض حالات میں جب اکثریت ووٹ کے خلاف فیصلہ دیا جائے تو اس قسم کے سوال لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے۔ جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔ مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔

ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے ہی ایک ملک میں ایک مجلس کی لجنہ کا انتخاب ہوا وہاں سے مجھے خط آ گیا کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے، فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔ وہ تو ایسی ہے، وہ ویسی ہے۔ تو اس قسم کی بیہودگیوں سے ہمیں بچنا چاہئے اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے جب تک وہ بنایا گیا بہر حال اس سے مکمل تعاون کرنا چاہئے۔ پھر ایک بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔ ایک بات یہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ مصمّم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے اور بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے چاہے وہ افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔ تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک امیر آدمی تھا اس کا ایک بڑا لنگر تھا جس سے محتاج لوگ کثیر تعداد میں روزانہ کھانا کھاتے تھے لیکن بڑی خرابی یہ تھی کہ بد نظمی بہت زیادہ تھی۔ امیر آدمی تھا، خود اس شخص میں نگرانی کی رغبت نہیں تھی، اس طرف توجہ نہیں دیتا تھا اور ملازم خائن اور بد دیانت تھے۔ کچھ تو سودا لانے والے بہت مہنگا سودا لاتے تھے اور کم مقدار میں لاتے تھے اور کچھ استعمال کرنے والے اپنے گھروں کو لے جاتے تھے اور پھر کھانا تیار کرنے والے کچھ خود کھا جاتے تھے کچھ اپنے رشتے داروں کو کھلا دیتے تھے اور کچھ ادھر ادھر ضائع کر دیتے تھے۔ اسی طرح سٹور روم کھلے رہتے اور ساری رات کتّے اور

گیدڑ وغیرہ سامان خوراک کھاتے اور ضائع کرتے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت مقروض ہو گیا اور بیس سال کی بدنظمی کے بعد اسے بتایا گیا کہ تم مقروض ہو چکے ہو۔ اس شخص کی طبیعت میں سخاوت تھی اس لئے لنگر کا بند کرنا اس نے گوارانہ کیا۔ لیکن ادھر قرض اتارنے کی بھی فکر اسے تھی۔ اس نے اپنے دوستوں کو بلایا۔ ان سب کو بتایا کہ اس طرح میں مقروض ہو گیا ہوں۔ اپنا نقص تو کوئی بتایا نہیں اور نہ کوئی بتاتا ہے۔ ان سب نے کہا کہ سٹور روم کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ ساری رات گیدڑ اور کتے وغیرہ سامان خوارک جو ہے وہ خراب کرتے رہتے ہیں اس لئے بہت سا سامان ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر سٹور کو دروازہ لگا دیا جائے تو بہت حد تک بچت ہو سکتی ہے۔ اس نے حکم دیا کہ دروازہ لگا دیا جائے چنانچہ وہ لگا دیا گیا۔ یہ کہانیوں میں سے ایک کہانی ہے اور کہانیوں میں کتے اور گیدڑ، جانور بھی بولا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رات کو گیدڑوں اور کتوں نے سٹور روم کو دروازہ لگا ہوا دیکھا تو انہوں نے بہت شور مچایا۔ اچانک کوئی بڈھا اور بڑا خرانٹ قسم کا گیدڑ یا کتا آیا۔ اس نے دریافت کیا تم شور کیوں مچاتے ہو۔ باقیوں نے کہا کہ سٹور روم کو دروازہ لگ گیا ہے ہم کھائیں گے کہاں سے۔ ہمارے تو علاقے کے سارے کتے اور گیدڑ یہیں سے کھایا کرتے تھے۔ اس نے کہا تم یونہی روتے ہو، شور مچا رہے ہو، اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ جس شخص نے بیس سال تک اپنا گھر لٹتے دیکھا اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا اس کے سٹور کا دروازہ بھلا کس نے بند کرنا ہے۔ خود تو اس نے نگرانی نہیں کرنی۔ اس لئے گھبراؤ نہیں۔

تو اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر چاہیں اور چاہیں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ کتوں اور گیدڑوں نے شور مچایا کہ اگر اس نے چاہا اور دروازہ بند کر دیا تو ہم کھائیں گے کہاں سے اور ان کا جو تجربہ کار اور خرانٹ لیڈر تھا اس نے کہا کہ اس نے یعنی جو امیر آدمی ہے اس نے چاہنا ہی نہیں۔ اس نے توجہ ہی نہیں دینی تو پھر شور مچانے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت نے چاہنا ہی نہیں تو کچھ نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ چاہیں تو بڑے بڑے مشکل کام بھی دنوں میں کر سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہماری بچپن کی کہانیوں میں سے الہ دین کے چراغ کی کہانی بہت مشہور تھی۔ الہ دین ایک غریب آدمی تھا۔ اسے ایک چراغ مل گیا۔ وہ جب اس چراغ کو رگڑتا تھا تو ایک جن ظاہر ہوتا تھا۔ یہ بچوں کی کہانی بنائی ہوئی ہے۔ جنّ کو وہ جو کچھ کہتا وہ فوراً تیار کر کے سامنے رکھ دیتا۔ مثلاً اگر وہ اسے کوئی محل بنانے کا کہہ دیتا تو وہ آناً فاناً محل تیار کر دیتا۔ فرماتے ہیں کہ بچپن میں تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ الہ دین کا چراغ ایک سچا واقعہ ہے، جب عقل نہیں تھی۔ لیکن جب بڑے ہوئے تو سمجھا کہ یہ محض واہمہ اور خیال ہے۔ یہ کہانی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب جوانی سے بڑھاپے کی طرف آئے تو معلوم ہوا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ یہاں بیٹھے لوگ بڑے حیران ہو رہے ہوں گے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ بڑھاپے کی طرف آئے تو پتا لگا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ الہ دین کا چراغ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن فرماتے ہیں کہ وہ تیل کا چراغ نہیں ہوتا بلکہ عزم اور ارادے کا چراغ ہوتا ہے۔ جس کو

خدا تعالیٰ وہ چراغ بخش دے وہ اس کو حرکت دیتا ہے اور بوجہ اس کے کہ عزم اور ارادہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کُنْ کہتا ہے اور کام ہونے لگ جاتا ہے اسی طرح جب اس کی اتباع میں اس کے مقرر کردہ اصول کے ماتحت، اس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے یہ ساری شرطیں ہیں یاد رکھیں اس سے دعائیں کرتے ہوئے اور اس سے مدد مانگتے ہوئے کوئی انسان کُنْ کہتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ غرض بچپن میں ہم الٰہ دین کے چراغ کے قائل تھے۔ جوانی میں ہمارا یہ خیال متزلزل ہو گیا مگر بڑھاپے میں ایک لمبے تجربے کے بعد معلوم ہوا کہ الٰہ دین کے چراغ والی کہانی سچی ہے۔ لیکن یہ ایک تمثیلی حکایت ہے اور چراغ پیتل کا نہیں بلکہ عزم اور ارادے کا چراغ ہے۔ جب اسے رگڑا جاتا ہے تو خواہ کتنا بڑا کام کیوں نہ ہو وہ آناً فاناً ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از الفضل 24 جنوری 1962ء صفحہ 2-3 جلد 16/51 نمبر 20)

پس یہ ہم میں سے ہر ایک کی سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے صرف اگر چاہنے تک نہیں رہنا بلکہ چاہنا ہے اور چاہنے کے ساتھ ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا ہے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو چاہتے بھی ہیں لیکن بعض دفعہ چاہنے کے باوجود بعض کام نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ وہ چاہنا جو ہے وہ بے دلی سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ تمام لوازمات جو بیان کئے گئے ہیں وہ نہیں ہوتے۔ عزم نہیں ہوتا، حوصلہ نہیں ہوتا، محنت نہیں کی جاتی۔ صرف دل میں سوچا جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔

اس بات کو خاص طور پر مَیں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے۔ کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔ باقی کاموں کو جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں، اپنی تمام تر صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان چاہے بھی اور کام نہ ہو سکے۔ نماز ان کے لئے حقیقت میں ایک ضمنی چیز ہوتی ہے۔ دنیاوی کام پہلی ترجیح ہوتی ہے جو ایک غلط طریقہ ہے، اس لئے چاہنے پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان چاہے بھی، ایک پکّا ارادہ بھی ہو، اس کے کرنے کا مصمّم ارادہ بھی ہو اور وہ کام نہ ہو۔ پس یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

ایک واقعہ آپؑ بیان کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ ہم بچپن میں ایک قصہ سنا کرتے تھے جسے سن کر ہنسا کرتے تھے حالانکہ درحقیقت وہ ہنسنے کے لئے نہیں بلکہ رونے کے لئے بنایا گیا تھا اور اس میں موجودہ مسلمانوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مگر اس قصے کے بنانے والے نے اشارے کی زبان میں مسلمانوں کی حالت کو بیان کیا ہے تا کہ مولوی اس کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ اور اگر کوئی احمدی بھی ایسی حرکتیں کرتا ہے تو اس کو بھی اپنا جائزہ لینا ہو گا۔ وہ قصہ یہ ہے

کہ کوئی لونڈی کسی کی نوکر، ملازمہ تھی جو سحری کے وقت باقاعدہ اٹھا کرتی تھی۔ لیکن روزہ نہیں رکھتی تھی۔ مالکہ نے سمجھا کہ شاید وہ کام میں مدد دینے کے لئے اٹھتی ہے۔ مگر چونکہ وہ روزہ نہیں رکھتی تھی اس لئے مالکہ نے خیال کیا کہ اسے خواہ مخواہ سحری کے وقت تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت کا کام میں خود کر لیا کروں گی۔ چنانچہ دو چار دن کے بعد مالکہ نے اس سے کہا کہ لڑکی تو سحری کے وقت نہ اٹھا کر، ہم خود اس وقت کام کر لیا کریں گے۔ تمہیں اس وقت تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات سن کر اس لڑکی نے نہایت حیرت سے اپنی مالکہ کی طرف دیکھا کہ یہ مجھ سے کیا کہہ رہی ہے اور کہنے لگی بی بی نماز مَیں نہیں پڑھتی، روزہ مَیں نہیں رکھتی، اگر سحری بھی نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ درحقیقت یہ تصویری زبان میں مسلمانوں کی حالت ہے یا ان لوگوں کی حالت ہے جو نمازوں پہ توجہ نہیں دیتے۔ فرماتے ہیں کہ دوسرے لفظوں میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر کسی مسلمان کو کہا جائے، جمعۃ الوداع کے حوالے سے بات کی ہے، لیکن ہر جمعہ اور ہر نماز پہ یہ حالت ہوتی ہے کہ میاں! جمعۃ الوداع سے کیا بنتا ہے۔ تم کیوں خواہ مخواہ اس کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہو۔ باقی جمعے نہیں پڑھے تو یہ بھی نہ پڑھو۔ تو وہ حیرت سے تمہارے منہ کو دیکھنے لگ جائے گا۔ کہے گا بھائی جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ روزانہ نمازوں کے لئے مَیں مسجد میں نہیں آتا، روزے مَیں نہیں رکھتا، اگر جمعۃ الوداع بھی نہ پڑھوں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ پس یہ بھی ایک ہنسی ہی ہے کہ ایک وقت آ کر نماز پڑھ لی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ فرائض ادا ہو گئے۔ یا ان لوگوں کے لئے بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد میں آ کر ایک نماز پڑھ لی اور فرض ادا ہو گیا۔ بس کافی ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 23 صفحہ 438-439)

پس وہ لوگ جو نمازوں کی طرف باقاعدگی سے توجہ نہیں دیتے وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔ پانچ نمازیں ہر بالغ عاقل مسلمان پر فرض ہیں اور مَردوں پر یہ مسجدوں میں باجماعت فرض ہیں اور اس کے لئے انتظام ہونا چاہئے۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہم بالغ نہیں۔ یا یہ کہہ دیں کہ بے عقل ہیں، تو ٹھیک ہے۔ اور جب یہ دونوں چیزیں نہیں تو پھر باجماعت نماز کی ہر جگہ کوشش ہونی چاہئے۔

ایک روایت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود سنا ہے۔ آپ کی تحریروں میں بھی یہ ہے۔ کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر کسی جگہ جاتا ہے تو اس کا اَردلی بھی ساتھ جاتا ہے۔ جو بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے اسے اندر جانے کی اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔ آجکل بھی دیکھ لیں منسٹر آتے ہیں، دوسرے لوگ آتے ہیں ان کے جو پروٹوکول افسر ہیں یا ان کے حفاظت کرنے والے ہیں سارے ساتھ جاتے ہیں۔ ان کی اجازت نہیں لی جاتی کہ وہ بھی ساتھ آئیں گے۔ مثلاً اگر وائسرائے کسی گورنر کو بلائے۔ اُس زمانے میں ہندوستان پاکستان کے علاقے میں جو انگریزوں کی حکومت تھی اس میں وائسرائے تھا۔ اگر وائسرائے گورنر کو

بلائے تو گورنر کا جو اردلی ہے وہ بغیر کسی دعوت کے اس کے پاس جائے گا اور وہاں دعوت میں اس کے محافظ اور خادم بھی شامل ہوں گے۔ فرمایا کہ اس لئے تمہاری حالت کتنی بھی ادنیٰ ہو، اگر تم فرشتوں سے تعلقات پیدا کر لو تو وہ جہاں بھی جائیں گے تم ان کے ساتھ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہو گا تو اس کے فرشتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہو گا۔ تم ان کے اَردلیوں اور چپڑاسیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اگر وہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جائیں گے تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔ پس فرماتے ہیں کہ تم اس عظیم الشان طاقت کو سمجھو جسے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔ تمہاری قوت روحانیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ تم اسے مضبوط بنانے کے لئے فرشتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کرو تا تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے۔ اگر تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے تو سارے پردے دُور ہو جائیں گے اور جہاں خدا تعالیٰ کا نور پہنچے گا تم بھی وہاں پہنچ جاؤ گے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس وقت جلسے پر آنے والوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور جس شوق سے تم یہاں آئے ہو اسے پورا کرنے کے سامان پیدا کرو۔ اس طرح نہ ہو کہ جس طرح کُشتی دیکھنے کے لئے کچھ لوگ پہلے آجاتے ہیں تم بھی یہاں آگئے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی وجہ سے اس کے فرشتوں سے تعلق پیدا ہو گا اور یہ روحانیت جو ہے وہ پھر لوگوں کے دماغوں پر جب اثر ڈالے گی تو تمہارے کام فرشتے کر رہے ہوں گے اور جہاں وہ پہنچیں گے وہاں تمہارا نام بھی پہنچا دیں گے کیونکہ تمہاری نیت نیک ہے۔ تمہاری روحانیت میں ترقی ہے۔ تم خدا تعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہو گے۔

(ماخوذ از الفضل 9 جنوری 1955ء صفحہ 3 کالم 1 جلد 9/44 نمبر 8)

پس اس بنیادی اصول کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، چاہے وہ جلسے ہوں یا اجتماع ہوں۔ جب روحانیت کی ترقی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی مجالس کو صرف عارضی طور پر روحانی مجلس نہ بنائیں بلکہ ایسی بنائیں کہ روحانی مجالس کے جو بھی اثرات ہیں وہ مستقل طور پر قائم رہیں اور پھر فرشتے بھی ہر جگہ ہماری مدد کرنے والے بن جائیں اور جہاں بھی ہم کوشش کریں وہاں فرشتے داخل ہو کر اس پر اثر ڈالیں اور ہماری کوششوں کو کامیاب بنانے والے ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک نیک کام کرتا ہے تو پہلے سے زیادہ عاجزی اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مزید نیک کاموں کی دعا مانگتا ہے تا کہ یہ سلسلہ چلتا رہے اور اس کا انجام بھی بخیر ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں کرتے دیکھتے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ جیسے ایک ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہے۔ پس اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف

توجہ کرو اور تقویٰ و طہارت پیدا کرو اور مت سمجھو کہ تم نیک کام کر رہے ہو کیونکہ نیک سے نیک کام میں بھی بے ایمانی پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نامعلوم کیا بات ہے کہ آج کل لوگ حج کر کے آتے ہیں تو ان کے قلوب میں آگے سے زیادہ رعونت اور بدی پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ نقص اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ حج کے مفہوم کو نہیں سمجھتے اور بجائے روحانی لحاظ سے کوئی فائدہ اٹھانے کے محض حاجی بن جانے کی وجہ سے تکبر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک لطیفہ بھی سنایا کرتے تھے کہ ایک بڑھیا سردی کے دنوں میں رات کے وقت اسٹیشن پر بیٹھی تھی۔ کسی نے اس کی چادر اٹھالی۔ جب اسے سردی لگی اور اس نے چادر اوڑھنی چاہی تو اسے گم پایا۔ یہ دیکھ کر وہ آواز دے کر کہنے لگی کہ بھائی حاجی میری تو ایک ہی چادر تھی اس کی مجھے ضرورت ہے وہ مجھے واپس کر دو۔ وہ چادر لے جانے والا قریب ہی بیٹھا تھا، لے کے نہیں گیا۔ یہ سن کر اس شخص نے جس نے چادر اٹھائی تھی شرمندہ ہوا اور وہ چادر اس کے پاس رکھ دی مگر ساتھ ہی اس نے پوچھا کہ تجھے یہ پتا کس طرح چلا کہ چادر چرانے والا چور کوئی حاجی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اس زمانے میں اس قدر سنگدل حاجی ہی کر سکتے ہیں۔

پس یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں، یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک ارادے رکھتے ہیں۔ کتنا ہی نیک کام انسان کر رہا ہو اس میں سے بدی پیدا ہو سکتی ہے اور کتنا ہی نیک ارادہ انسان رکھتا ہو وہ اس کے ایمان کو بگاڑ سکتا ہے کیونکہ ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں آتا ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے، یاد رکھنی چاہئے۔ ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے، اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ پس تم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے رحم پر نگاہ رکھو اور تمہاری نظر ہمیشہ اس کے ہاتھوں کی طرف اٹھے کیونکہ وہ سوالی جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازے سے اٹھنے کے بعد میرے لئے کوئی اور دروازہ نہیں کھل سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر لیتا ہے۔ پس تمہاری نگاہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہی طرف اٹھنی چاہئے۔ جب تک تم اپنی نگاہ اس کی طرف رکھو گے تم محفوظ رہو گے کیونکہ جس کی خدا تعالیٰ کی طرف نگاہ اٹھ رہی ہو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر جونہی نظر کسی اور کی طرف پھیری جائے اور انسان اس کے دروازے سے قدم اٹھالے یعنی اللہ تعالیٰ کے دروازے سے قدم اٹھالے پھر خواہ کتنے ہی نیک ارادے اور کتنے ہی اچھے کام کرے اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا بلکہ وہ شیطان کی بغل میں جا کر بیٹھتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 216 تا 218)

پس مستقل توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنا، اس کے رحم کو مانگنا اور اس کو جذب کرنے کی کوشش کرنا یہی چیزیں ہیں جو انجام بخیر کی طرف لے کر جاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ہاں یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مجھے صحیح یاد نہیں چوری ہو گئی اور ان کا کچھ زیور چرایا گیا۔ ان کا ایک نوکر تھا وہ شور مچاتا تھا کہ ایسے کمبخت بھی دنیا میں موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کے خلیفہ کے ہاں چوری کرتے ہوئے بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ نوکر چوری کرنے والے پر بے انتہا لعنتیں ڈال رہا تھا اور یہ کہے کہ خدا اس کا پردہ فاش کرے اور اسے ذلیل کرے۔ آخر تحقیقات کرتے کرتے پتا لگا کہ ایک یہودی کے ہاں وہ زیور گروی رکھا گیا ہے۔ جب اس یہودی سے پوچھا گیا کہ یہ زیور کہاں سے تمہیں ملا تو اس نے اسی نوکر کا نام بتایا جو بڑا شور مچا رہا تھا اور چور پر لعنتیں ڈالتا پھرتا تھا۔ تو منہ سے لعنتیں ڈال دینا یا زبان سے فرمانبرداری کا دعویٰ کرنا کوئی چیز نہیں۔ عمل اصل چیز ہوتی ہے۔ ورنہ محض منہ سے اطاعت کا دعویٰ کرنے والا بعض دفعہ سب سے بڑا منافق بھی ہو سکتا ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 516)

پس بڑے فکر کا مقام ہے یہ اور ہمیں اس بات کی طرف ہمیشہ توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ ایک معاند احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے جس نے آپ کے سامنے یہ بڑ ماری تھی اور کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم احمدیت کو کچل دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسے ایسا جواب دے سکتا تھا کہ تم کچل کے تو دیکھو۔ لیکن مَیں نے اسے کہا کہ کسی کو مٹانا یا نہ مٹانا یا قائم رکھنا یہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر تو وہ یعنی اللہ تعالیٰ ہمیں مٹانا چاہے تو آپ لوگوں کو کسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں ہے، وہ خود ہی مٹا دے گا۔ لیکن اگر وہ ہمیں قائم رکھنا چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اور تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ مَیں یہ کر دوں گا اور وہ کر دوں گا۔ مَیں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تقویٰ ہی ہے جو صحیح جواب سجھاتا ہے۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہی جواب دیا کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہمیں قائم رکھنا چاہتا ہے تو تم کچھ بھی نہیں کر سکتے اور ہم کوئی نہیں مٹ سکتے۔ فرمایا کہ **تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ مَیں یہ کر دوں گا اور وہ کر دوں گا۔ ایسے دعووں کا کیا فائدہ۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں یا شاید کسی اور جگہ سخت ہیضہ پھوٹا۔ ایک جنازے کے موقع پر ایک شخص کہنے لگا یہ لوگ خود مرتے ہیں۔ ہیضہ پھیلا ہوا ہے مگر لوگ کھانے پینے سے باز نہیں آتے۔ خوب پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں۔ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ہیضے کے دن ہیں۔ وہ شخص جو بڑا بول رہا تھا کہنے لگا دیکھو ہم تو صرف ایک پھلکا کھاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی چپاتی کھاتے ہیں۔ مگر یہ کمبخت لوگ جو ہیں ٹھونستے جاتے ہیں اور پھر ہیضے سے مرتے جاتے ہیں۔ دوسرے روز ایک اور جنازہ آیا تو کسی نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے۔ تو وہاں بہت سارے لوگ اس کی باتیں سن سن کے تنگ آئے ہوئے تھے۔ کسی دل جلے نے کہہ دیا کہ یہ جنازہ

ہے ایک بُھلکا کھانے والے کا۔ پس اس قسم کے دعووں کا کیا فائدہ کہ ہم یوں کر دیں گے، وُوں کر دیں گے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یُوں ہو جائے گا۔ انکسار کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے اسے بھی چھپائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلۃ:22)۔ کہ ہم نے فرض کر لیا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول غالب ہوں گے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تمہیں پیس دیں گے تو مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر تو میری طاقت کا سوال ہے تو مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ احمدیت کے متعلق کہے گئے ہیں تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ احمدیت ضرور غالب ہو کر رہے گی انشاء اللہ۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 343)

خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں اتنا یقین ہے کہ جتنا اپنی جان پر بھی نہیں ہے۔ پس احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے۔ لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ چیز قائم رہے اور اگر ہمارے زمانے میں نہیں تو ہماری نسلیں اس کو دیکھنے والی ہوں۔ دعائیں کس طرح کرنی چاہئیں اور احمدیوں پر جو مشکل حالات ہیں ان سے کس طرح نکلنا چاہئے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں محبت کا بہترین مظاہرہ وہی ہوتا ہے جو ماں کو اپنے بیٹے سے ہوتا ہے یا ماں کو اپنے بچے سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات ماں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو جاتا ہے مگر جب بچہ روتا ہے تو دودھ اتر آتا ہے۔ پس جس طرح بچے کے روئے بغیر ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں اتر سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی رحمت کو بندے کے رونے اور چِلّانے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جب بندہ چِلّاتا ہے تو رحمت کا دودھ اترنا شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہمیں چاہئے کہ اپنی طرف سے انتہائی کوشش کریں۔ مگر وہ کوشش نہیں جو منافق مراد لیا کرتے ہیں اور اس کے بعد جس حد تک زیادہ سے زیادہ دعاؤں کو لے جا سکتے ہیں ہمیں لے جانا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس وقت بھی تحریک کی تھی کہ سات روزے رکھیں اور دعائیں کریں۔ چند سال ہوئے مَیں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں۔ (خطباتِ مسرور جلد نہم صفحہ 501-502)

اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں، اور روزے رکھتے ہیں۔ کم از کم اب ہمیں چاہئے کہ چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ کیونکہ بعض جگہ جماعت کے جو حالات ہیں ان میں بہت زیادہ سختی اور شدّت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چِلّائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہو گی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دُور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دُور ہوں گی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بعض مشکلات ایسی ہیں جن کا دُور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم دشمن کی زبان کو بند نہیں کر سکتے اور اس کے قلم کو نہیں روک سکتے۔ ان کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے جسے سننے اور پڑھنے کی ہمیں تاب نہیں ہوتی۔ اور **آجکل تو ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں انتہائی غلیظ الفاظ استعمال کر کے** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اشتہارات بھی لگائے جاتے ہیں۔ حکومت کو اُس وقت بھی توجہ دلائی جاتی تھی حالانکہ اُس وقت تو انگریز حکومت تھی لیکن بات نہیں سنی جاتی تھی۔ اسی طرح سنتے تھے جس طرح بہرے سنتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ وہی باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اُس زمانے میں کہی جاتی تھیں اگر کسی اور کے متعلق کہی جائیں تو ملک میں آگ لگ جائے۔ مگر وہ باتیں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہی جاتی ہیں لیکن کہنے والوں پر کوئی گرفت نہیں ہوتی حتی کہ ہمیں یہاں تک رپورٹ ملی ہے اُس زمانے کی یہ بات ہے کہ بعض مخالفوں کے حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمیں افسروں نے یقین دلایا ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو چاہو لکھو کوئی گرفت نہیں ہو گی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 152-153)

تو یہ تو ہمیشہ سے جماعت کے ساتھ سلوک ہوتا آیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر روک کے مقابلے میں جماعت ترقی کرتی چلی گئی ہے۔ یہ تو اُس وقت کی حکومت کا حال تھا جس نے اس بارے میں کوئی قانون پاس نہیں کیا ہوا تھا۔ پاکستان میں تو احمدیوں کے خلاف قانون بھی ہے اور قانون ان مخالفین کی مدد کرتا ہے اور وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں جو منہ میں آتا ہے، جو بکواس، دریدہ دہنی کرنی ہوتی ہے وہ کر جاتے ہیں۔ احمدیوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کورٹس جو ہیں وہ بھی اب ذرا ذرا سی بات پر سزائیں دینے پر تُلی ہیں۔ پس اس کے لئے تو ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چِلّانے کی ضرورت ہے۔ **خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔** خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں۔ صدقات دیں۔ روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو، جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں، جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں، ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں۔ اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی کے لئے اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 04/ مارچ 2016ء تا 10/ مارچ 2016ء جلد 23 شمارہ 10 صفحہ 05 تا 09)

8

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 19/ فروری 2016ء بمطابق 19 تبلیغ 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

20/ فروری کا دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جو دین کا خادم ہو گا۔ عمر پائے گا اور بیشمار دوسری خصوصیات کا حامل ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف ورحیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور در حقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اَتم ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے..... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔..... مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہٖ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن روحوں اور اِس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 114-115۔ اشتہار 22 مارچ 1886ء)

پھر اپنوں اور غیروں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو یہ پیشگوئی تھی بڑی شان سے پوری

ہوئی۔ اس پیشگوئی کے مصداق جیسا کہ وقت نے ثابت کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تھے۔ جماعت کے علماء اور افراد جماعت تو یقین رکھتے تھے کہ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں ہی ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خود کبھی اس بات کا اظہار یا اعلان نہیں کیا تھا کہ پیشگوئی میرے بارے میں ہے اور مَیں ہی مصلح موعود کا مصداق ہوں یہاں تک کہ آپ کی خلافت پر تقریباً تیس سال گزر گئے۔ آخر 1944ء میں آپؓ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ مَیں مصلح موعود ہوں۔

آج میں حضرت مصلح موعودؓ کے اس بارے میں دو خطبات سے خلاصۃً آپ کے ہی الفاظ میں عموماً کچھ بیان کروں گا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے 28/ جنوری 1944ء کے خطبہ میں فرمایا کہ آج مَیں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گزرتا ہے لیکن چونکہ بعض نبوّتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے سے وابستہ ہیں اس لئے مَیں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رک بھی نہیں سکتا۔ پھر آپؓ نے اپنی ایک لمبی رؤیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی تعبیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کبھی آپؓ نے اس بارے میں واضح اظہار نہیں فرمایا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپؓ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے کبھی سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کر لوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔

پس دیکھیں جو اصل ہے وہ تو اتنی احتیاط کرتا ہے اور دوسرے جن کے دماغ الٹے ہوئے ہیں بغیر نشان کے ہی اس کے اظہار کرتے رہتے ہیں تو سوائے اس کے کہ ان کو پاگل کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس پیشگوئی کے بارے میں اپنی شرم اور جھجک کا ایک جگہ آپ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک دفعہ مجھے ایک خط دیا اور فرمایا کہ یہ خط جو تمہاری پیدائش کے متعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے لکھا تھا۔ اس خط کو تشحیذ الاذہان میں چھاپ دو۔ **یہ رسالہ تشحیذ الاذہان حضرت مصلح موعودؓ نے ہی شروع کیا تھا** اور آپؓ ہی اس کی اشاعت بھی کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت خلیفہ اولؓ کے احترام میں وہ خط لے لیا اور شائع بھی کر دیا۔ مگر مَیں نے اس وقت بھی اسے غور سے نہیں پڑھا۔ لوگوں نے اس وقت بھی خط شائع ہونے پر کئی قسم کی باتیں کیں مگر میں خاموش رہا۔ میں یہی کہتا تھا کہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ باتیں ہیں انہیں اس کے سامنے بھی لایا جائے اور بتایا جائے یا ضروری نہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ پیشگوئیاں ہیں وہ ضرور بتائے بھی کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں کہ ریل

کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تھا ایک زمانے میں ریل شروع ہو جائے گی اور ماننے والے مانتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی کیونکہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ریل خود بھی دعویٰ کرے کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مختلف پیشگوئیاں میرے بارے میں میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق قرار دوں۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود دیکھ لے گا کہ مَیں ان کا مصداق ہوں اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانے کی گواہی میرے خلاف ہو گی۔ دونوں صورتوں میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میرے متعلق نہیں تو مَیں کیوں گناہگار بنوں۔ اور اگر میرے متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے خدا تعالیٰ خود بخود حقیقت ظاہر کر دے گا۔ جیسے الہام میں کہا گیا تھا کہ انہوں نے کہا آنے والا یہی ہے یا ہم دوسروں کی راہ تکیں۔ یہ الہام کے فقرے تھے۔

دنیا نے یہ سوال اتنی دفعہ کیا، اتنی دفعہ کیا کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ **اس لمبے عرصے کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق** حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب کو کہا تھا کہ تُو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ہوا۔ اسی طرح یہ الہام ہونا کہ یوسف کی خوشبو مجھے آ رہی ہے۔ آپ کو یہ الہام بھی ہوا۔ آپ نے اس کا ایک شعر میں بھی ذکر کیا ہوا ہے یہ بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ چیز ایک لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہو گی کیونکہ حضرت یوسفؑ بھی اپنے باپ کو بڑے لمبے عرصے کے بعد ملے تھے یا وہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر موت تک بھی مجھ پر یہ ظاہر نہ کیا جاتا کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تب بھی واقعات خود بخود بتا دیتے کہ یہ پیشگوئیاں میرے ہاتھ سے اور میرے زمانے میں پوری ہوئی ہیں اس لئے میں ہی ان کا مصداق ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے تحت اس امر کو ظاہر کر دیا اور مجھے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے بارے میں ہیں۔

آپؑ نے بعض پیشگوئیوں کا مختصر ذکر کیا ہے مثلاً وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ اس کے متعلق آپؑ یہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح ہے دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں کی آپؑ نے اس طرح وضاحت فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہن تین کو چار کرنے والا کی پیشگوئی کے بارے میں اس طرف گیا ہے کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہو گا۔ اگر یہ

مطلب لیا جائے تو چوتھے بیٹے کے لحاظ سے بھی مطلب صاف ہے۔ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے اور چوتھا میں ہوا۔ اور میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے اس لحاظ سے بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ پھر میری خلافت کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دی اس طرح بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ اگر یہ اولاد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو گویا تین کو چار کرنے والا مَیں تین طرح سے ہوا۔ لیکن فرماتے ہیں کہ میرا ذہن اللہ تعالیٰ نے اس طرف بھی منتقل کیا ہے کہ الہامی طور پر یہ نہیں کہا گیا کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہو گا۔ الہام میں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ پس میرے نزدیک یہ اس کی پیدائش کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ یہ پیشگوئی ابتداءً 1886ء میں کی گئی تھی۔ مصلح موعود کی جو پیشگوئی ہے یہ ابتداءً 1886ء میں ہوئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش 1889ء میں (eighteen eighty-nine) میں ہوئی۔ پس تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر دی گئی تھی کہ اس کی پیدائش چوتھے سال میں ہو گی اور ایسا ہی ہوا۔

اور یہ جو آتا ہے دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ اس کے اَور معنی بھی ہو سکتے ہیں مگر میرے نزدیک اس کی ایک واضح تشریح یہ ہے کہ دوشنبہ ہفتے کا تیسرا دن ہوتا ہے۔ دوسری طرف روحانی سلسلوں میں انبیاء اور ان کے خلفاء کا الگ الگ دور ہوتا ہے اور جس طرح نبی کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اسی طرح خلیفہ کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے غور کر کے دیکھو۔ پہلا دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ دوسرا دور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ تیسرا دَور میرا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا ایک اور الہام بھی اس تشریح کی تصدیق کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا اور وہ الہام یہ ہے کہ 'فضل عمر'۔ حضرت عمر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے نمبر پر خلیفہ تھے۔ پس دوشنبہ ہے مبارک **دوشنبہ سے یہ مراد نہیں کہ کوئی خاص دن خاص برکات کا موجب ہو گا** بلکہ مراد یہ ہے کہ اس موعود کے زمانے کی مثال احمدیت کے دور میں ایسی ہی ہو گی جیسے دوشنبہ کی ہوتی ہے۔ یعنی اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدمت دین کے لئے جو آدمی کھڑے کئے جائیں گے ان میں وہ تیسرے نمبر پر ہو گا۔ فضل عمر کے الہامی نام میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ گویا کلام اللہ میں یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا کے مطابق فضل عمر کے لفظ نے دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ کی تفسیر کر دی۔ فرمایا کہ مگر الہام میں ایک اور خبر بھی ہے اور خدا تعالیٰ مبارک دوشنبہ ایک ایسے ذریعہ سے بھی لانے والا ہے جو فرماتے ہیں کہ میرے اختیار میں نہیں تھا اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں نے اپنے ارادے سے اور جان بوجھ کر اس کا اجراء کیا ہے۔ یعنی تحریک جدید کا اجراء جسے 1934ء میں ایسے حالات میں جاری کیا گیا جو آپؓ فرماتے ہیں کہ میرے اختیار میں نہیں تھے۔ گورنمنٹ کے ایک فعل نے جس میں جماعت کے خلاف بعض

سخت اقدامات کرنے کے منصوبے تھے اور احرار کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کا میرے دل میں القاء فرمایا تھا اور اس تحریک کے پہلے دَور کے لئے میں نے دس سال مقرر کئے۔ ہر انسان جب قربانی کرتا ہے تو قربانی کے بعد اس پر ایک عید کا دن آتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو رمضان کے روزوں کے بعد عید کا دن ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہماری دس سالہ تحریک جدید ختم ہو گی اس وقت تک ابھی ختم نہیں ہوئی تھی تو اس سے اگلا سال آپ فرماتے ہیں ہمارے لئے عید کا سال ہو گا۔ اور یہ سال 1944ء میں ختم ہوئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ تحریک جدید کے حوالے سے جو پہلے دس سال کی تاریخ تھی اُسے اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عجیب بات ہے کہ 1945ء کا سال گیارھواں سال ہے اور وہ عید کا سال ہے اور یہ سال پیر کے روز سے شروع ہو رہا ہے اور پیر کا دن دوشنبہ کہلاتا ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 49 تا 63 خطبہ بیان فرمودہ 28 جنوری 1944ء)

پس اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں یہ خبر بھی دی تھی کہ ایک زمانے میں اسلام کی نہایت کمزور حالت میں اس کی اشاعت کے لئے ایک اہم تبلیغی ادارے کی بنیاد رکھی جائے گی اور جب اس کا پہلا دور کامیابی سے مکمل ہو گا تو یہ جماعت کے لئے مبارک وقت ہو گا اور حالات نے اب دیکھیں ثابت بھی کر دیا کہ تحریک جدید کے ذریعہ سے دنیا کے ہر کونے میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ پہنچ رہی ہے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ تحریک جدید کی تحریک بھی اپنی کئی دہائیاں مکمل کر کے دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی احمدیت کا پودا لگ چکا ہے وہاں قائم ہے۔ پھر اس لمبی رؤیا جس کے بارے میں مَیں نے بتایا کہ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس رؤیا میں میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا تھا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ ۔ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا عجوبہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جاگتے ہوئے تو ہونا ہی تھا کہ میرے بارے میں یہ عجیب قسم کے الفاظ ہیں لیکن خواب میں بھی مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ عجیب الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بعد میں بعض لوگوں نے جب یہ رؤیا سنی تو کہا کہ مسیحی نفس ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار 20/ فروری 1886ء میں ہے۔ فرمایا کہ دوسرے دن حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے کہا کہ اشتہار میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں نے بت تڑوائے ہیں۔ بہت سارے بت ہیں جو میں نے تڑوا دیئے۔ اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ روح الحق توحید کی روح کو کہتے ہیں اور آپ نے تبلیغ اسلام کی دنیا میں بنیاد ڈال کر دنیا کے دلوں کو شرک سے پاک کیا۔ فرمایا کہ تیسرے میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں بھاگ رہا

ہوں۔ یہی نہیں کہ میں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں اور زمین میرے قدموں تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔ پسرِ موعود کی پیشگوئی میں یہ بات ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اس طرح رؤیا میں دیکھا کہ میں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں اور پھر میں نے وہاں جا کے اپنے کام کو ختم نہیں کر دیا بلکہ میں اَور آگے جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ میں نے رؤیا میں کہا کہ اے عبد الشکور اب میں آگے جاؤں گا اور جب سفر سے واپس آؤں گا تو دیکھوں گا کہ تو نے توحید کو قائم کر دیا ہے، شرک کو مٹا دیا ہے اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اللہ تعالیٰ نے کلام نازل فرمایا اس میں اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یعنی تبلیغ کے کاموں کو آگے بڑھانے والا ہو گا اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی یقیناً حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔ اسی طرح آپ کی اس طویل رؤیا میں پیشگوئی مصلح موعود سے ملتی جلتی بہت سی باتیں ہیں جو مختلف پیرائے میں آپ کو رؤیا میں دکھائی گئیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 70-69)

بہر حال اب میں رؤیا کے حوالے سے بیان کرنے کے بجائے **حضرت مصلح موعودؓ نے واقعات کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام** کی اس پیشگوئی کا جو تطابق بیان کیا ہے کہ آپ کے زمانے سے اور اب اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے جو واقعات ہوئے وہ کس طرح اس سے مطابقت رکھتے ہیں ان کا مختصراً ذکر کروں گا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے تھے یہ بچہ ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا۔ اس کی طرف بھی پیشگوئی میں اشارہ کیا گیا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرے میں نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا اور یہ کمرہ مسجد کے ساتھ تھا تو مجھے مسجد سے اونچی اونچی آوازیں بھی آئیں جن میں سے ایک شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز میں نے پہچان لی جو یہ کہہ رہے تھے کہ ایک بچے کو آگے کر کے جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ایک بچے کے لئے یہ فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ بچہ کون ہے۔ آخر مسجد میں جا کر میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ وہ بچہ کون ہے؟ تو وہ دوست ہنس کر کہنے لگے کہ وہ بچے تم ہی ہو۔ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا یہ قول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی تصدیق کر رہا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ آپ فرماتے ہیں خدا نے مجھے اتنی جلدی بڑھایا کہ دشمن حیران رہ گیا کیونکہ چند ماہ قبل مجھے بچہ کہنے والے چند ماہ کے بعد ہی مجھے ایک شاطر تجربہ کار کہہ کر میری برائی کر رہے تھے۔ بالکل الٹ گئے وہ۔ گویا بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے سلسلہ میں رخنہ ڈالنے والوں کو شکست دلوا دی۔ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ لوگ مجھے بچہ سمجھتے تھے اور باوجود اس کے کہ میں واقعہ میں بچہ ہی تھا اللہ تعالیٰ نے پچیس سال کی عمر میں ایک حکومت پر قائم کر دیا اور حکومت بھی ایسی جو روحانی حکومت تھی۔ جسمانی حکومت

میں تو بادشاہ کے پاس تلوار ہوتی ہے، طاقت ہوتی ہے، جتھہ ہوتا ہے، فوجیں ہوتی ہیں، جرنیل ہوتے ہیں، جیل خانے ہوتے ہیں، خزانے ہوتے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے پکڑ کر سزا بھی دیتا ہے لیکن روحانی حکومت میں جس کا جی چاہتا ہے مانتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے انکار کرتا ہے اور طاقت کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکومت روحانی پر ایسی حالت میں کھڑا کیا جب خزانے میں صرف چند آنے تھے، چند پیسے خزانے میں رہ گئے تھے اور خزانے پر ہزارہا روپیہ کا قرض تھا اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ کام ایسی حالت میں سپرد کیا جب جماعت کے ذمہ دار افراد تقریباً سب کے سب مخالف تھے اور یہاں تک مخالف تھے کہ ان میں سے ایک نے مدرسہ ہائی سکول کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم تو جاتے ہیں لیکن عنقریب تم دیکھو گے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔ پس ایک پچیس برس کا لڑکا جس کے لئے تمام ظاہری اسباب مخالفت میں کھڑے تھے، نہ خزانہ، نہ تجربہ کار کام کرنے والے اور میدان دشمن کے قبضے میں تھا اور وہ خوشیاں منا رہا تھا کہ عنقریب یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ جس کو حکومت دی گئی ہے اس کے دن تنزل اور ادبار میں بدل جائیں گے۔ وہ ذلت و رسوائی دیکھے گا۔ ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ ایسے حالات میں قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا۔ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت کی جو تعداد اس وقت تھی جب وہ میرے سپرد کی گئی آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔ جن ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا تھا آج اس سے بیسیوں گنا زیادہ ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جس خزانے میں صرف اٹھارہ آنے تھے آج لاکھوں روپے اس خزانے میں موجود ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آج میں اگر مر بھی جاؤں تب بھی خزانے میں لاکھوں روپے چھوڑ کر جاؤں گا۔ اس سلسلہ کی تائید میں اس سے بہت زیادہ کتابیں چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملیں یعنی لٹریچر میں اور مَیں سلسلہ کی خدمت کے لئے اس سے بہت زیادہ علوم چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے اس وقت ملے تھے جب خدا نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا تھا۔ پس وہ خدا جس نے کہا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا اس کی وہ پیشگوئی ایسے عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو تو اتنا اہم قرار دیا ہے جیسا کہ میں نے شروع میں بھی اقتباس پیش کیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان نشان ہے۔ اس لڑکے کی پیدائش پیشگوئی کے مطابق نو برس میں ہونی تھی۔ یہ بھی اس پیشگوئی میں الفاظ تھے جو اصل پیشگوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نو برس کے عرصے تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں اور نہ ہی یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ ہو گی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔ پھر صرف لڑکا ہی پیدا نہیں ہونا تھا بلکہ یہ بھی پیشگوئی تھی کہ وہ لڑکا اسلام کی شان و شوکت کا موجب ہو گا۔ وہ کیا زمانہ تھا جب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دشمن چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے محض اس بناء پر کہ آپؑ نے الہام کا دعویٰ کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ مجددیت کا دعویٰ نہیں تھا۔ ماموریت کا دعویٰ بھی نہیں تھا۔ اس وقت ایک لڑکے کی پیشگوئی ان اعلیٰ صفات کے ساتھ آپ نے بیان فرمائی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے نائب کی شہرت کا کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے آقا و مطاع کی شہرت ہوگی۔ پس جب خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں **یہ کہا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا** تو اس کے یہ معنی تھے کہ اس کے ذریعہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اب دیکھو لو پیشگوئی کتنی واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں افغانستان صرف ایسا ملک تھا جہاں کسی اہمیت کے ساتھ یا کچھ حد تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا تھا کیونکہ دو شہداء بھی تھے۔ دوسرے ممالک میں صرف اُڑتی ہوئی خبریں تھیں وہ یا مخالفین کی پھیلائی ہوئی تھیں یا کسی کے ہاتھ کوئی کتاب پہنچی تو اس نے آگے کسی کو دکھا دی۔ باقاعدہ جماعت کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان گئے تھے یہاں آئے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا نام لینا، کہتے تھے یہ تو زہر کے برابر ہوگا اس لئے جماعت کا نام نہیں لینا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں لینا۔ پس اگر انگلستان میں نام پھیلا تو خواجہ صاحب کا نام پھیلا۔ جماعت کا نہیں، نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور جب حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ فرماتے ہیں کہ سماٹرا میں، جاوا میں، سٹریٹس سٹلمنٹ میں، چین میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس میں، افریقہ کے دوسرے ممالک میں احمدیت پھیلی۔ مصر میں، فلسطین میں، ایران میں، دوسرے عرب ممالک میں اور یورپ کے کئی ممالک میں احمدیت پھیلی۔ بعض جگہ حضرت مصلح موعودؓ کے وقت بھی جماعت کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور افریقہ کے ممالک میں لاکھوں میں بھی تھی۔

پھر اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ **وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا**۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میں دعوے کرنے کا عادی نہیں لیکن اس کے باوجود اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ اسلام کے وہ مہتم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانے کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق میری زبان اور میری قلم سے ایسے مضامین نکلوائے ہیں کہ مَیں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں کہ ان تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو اسلام کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے امور ہیں جن کو اس زمانے کے لحاظ سے لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے جبتک کہ دوسری آیات سے ان کی تشریح نہ کر دی جاتی اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے میرے ذریعہ سے ان مشکلات کو حل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام اس وقت ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جو ضعف اور کمزوری کا دور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ نے

اسلام کی حفاظت کی بنیاد رکھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اسلام پر وہ تمدنی حملہ نہیں ہوا تھا جو آج کیا جارہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانے میں ایک ایسے شخص کو اپنے کلام سے سرفراز فرمائے جو روح الحق کی برکت اپنے اندر رکھتا ہو یا اپنے ساتھ رکھتا ہو جو علوم ظاہری اور باطنی سے پُر ہو۔ جو دشمن کے ان تمدنی حملوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح اور قرآن کریم کے منشاء کے مطابق دُور کرے اور اسلام کی حفاظت کا کام سرانجام دے۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنا کام کر دیا اور میری تحریروں پر اپنی مہر تصدیق کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں کہا میں چُپ رہا اور جب خدا تعالیٰ نے بتا دیا اور نہ صرف بتا دیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو بھی بتا دوں تو میں بتا رہا ہوں کہ یہ پیشگوئی ہر لحاظ سے مجھ پر پوری ہوتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ نہ صرف خدا تعالیٰ **نے مجھے ارشاد کیا کہ بتا دوں بلکہ اپنے فضل سے ایسے حالات پیدا فرمائے جو اس پیشگوئی کی صداقت کے لئے بطور دلیل کے ہیں۔** جس طرح آسمان پر چاند چمکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ارد گرد ستارے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح ان دنوں میں بہت سے لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہیں جن میں اس خواب کا مضمون دہرایا گیا ہے جو میں نے دیکھی تھی۔ چنانچہ میری رؤیا کے بعد ایک دوست ڈاکٹر محمد لطیف صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک فرشتہ میرا نام لے کر کہہ رہا ہے کہ انبیاء و رسل کے ساتھ اس کا نام لیا جائے گا۔ انبیاء و رسل کے ساتھ نام لئے جانے کے وہی معنی ہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مثیل مسیح ہو گا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو نبی اور رسول ہیں ان کے ساتھ میرا بھی نام لیا جائے گا۔ اسی طرح ایک اور دوست نے لکھا کہ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ مینار پر کھڑے ہو کر آپ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا اعلان کر رہے ہیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی الہاموں میں سے الہام ہے۔ اور مینار پر اس الہام کے اعلان کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغ احمدیت کو میرے ذریعہ سے اور بھی مضبوط کر دے گا۔ چنانچہ جیسے ابھی پہلے بیان بھی ہوا ہے کہ کس طرح مختلف ممالک میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تبلیغ کا کام وسیع پیمانے پر شروع ہوا اور وہی بنیادیں ہیں جن پر آج بھی آگے کام چلتا چلا جارہا ہے۔

پھر آپؑ نے اپنے بعض رؤیا اور الہامات کا اپنی تائید میں ذکر فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی سے نوازا اور اس بات کی بھی کہ اس نے اس کام کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ہے مجھے تیار کیا ہے شہادت یہ ہے کہ مجھے ایک رؤیا ہوا جو غالباً زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا ابتدائے خلافت حضرت خلیفہ اولؓ میں مَیں نے دیکھا تھا۔ یہ رؤیا میں نے اسی وقت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب حال سپرنٹنڈنٹ

سینٹرل جیل لاہور کو اور دوسرے احباب کو سنادی تھی۔ فرماتے ہیں ابھی چند دن ہوئے انہوں نے خود بخود مجھ سے اس رؤیا کا ذکر کیا کہ میں نے دیکھا تھا کہ میں مدرسہ احمدیہ میں ہوں اور اسی جگہ مولوی محمد علی صاحب بھی کھڑے ہیں۔ اتنے میں شیخ رحمت اللہ صاحب آ گئے اور ہم دونوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ آؤ مقابلہ کریں۔ آپ کا قد لمبا ہے یا مولوی محمد علی صاحب کا۔ میں اس مقابلے سے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہوں مگر وہ زبردستی مجھے کھینچ کر اس جگہ پر لے گئے جہاں مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہیں۔ یوں تو مولوی محمد علی صاحب قد میں مجھ سے چھوٹے نہیں بلکہ غالباً کچھ لمبے ہی ہیں۔ لیکن جب شیخ صاحب نے مجھے ان کے پاس پاس کھڑا کیا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے یعنی شیخ صاحب کہہ اٹھے کہ مَیں تو سمجھتا تھا کہ مولوی صاحب اونچے ہیں لیکن اونچے تو آپ نکلے۔ چنانچہ رؤیا میں مَیں دیکھتا ہوں کہ بمشکل میرے سینے تک ان کا سر پہنچتا ہے۔ پھر شیخ رحمت اللہ صاحب ایک میز لائے اور اس پر ان کو کھڑا کر دیا مگر تب بھی وہ مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس میز پر ایک سٹول رکھا اور اس پر مولوی صاحب کو کھڑا کیا مگر پھر بھی مولوی صاحب مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے مولوی صاحب کو اٹھا کر میرے سر کے برابر کرنا چاہا لیکن وہ پھر بھی نیچے ہی رہے بلکہ مزید برآں ان کی ٹانگیں اس طرح ہوا میں لٹک گئیں گویا کہ وہ میرے مقابل پر بالکل ایک بچے کی حیثیت رکھتے ہیں اور بمشکل میری کہنیوں تک پاؤں آئے۔ اب دیکھو اس میں کس طرح اس تمام مقابلہ اور پھر اس کے انجام کی بھی خبر دی گئی ہے جو مولوی محمد علی صاحب سے ہونے والا تھا۔ حالانکہ اگر ابتدائے خلافت اولیٰ کے وقت کی رؤیا ہے تو اس وقت جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب سر اٹھا رہے تھے، نہ کہ مولوی محمد علی صاحب۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں عجیب طریق پر بعد میں پیدا ہونے والے جھگڑوں کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ چنانچہ دیکھ لو مولوی محمد علی صاحب میرے مقابلے میں اتنے نیچے ہوئے، اتنے نیچے ہوئے کہ اب ان کا سارا زور ہی اس بات کو ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی لوگ معزز ہوتے ہیں جو چھوٹے ہوں۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم پچانوے فیصدی ہیں اور یہ چار پانچ فیصدی ہیں اور جماعت کی اکثریت کبھی ضلالت پر نہیں ہو سکتی۔ یہ پہلے مولوی صاحب کہا کرتے تھے مگر اب کہتے ہیں کہ بیشک قادیان کی جماعت زیادہ ہے اور ہم تھوڑے ہیں لیکن ان کا زیادہ ہونا ہی ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حقیقی بندے تو تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ یہ بالکل وہی نقشہ ہے جو اس رؤیا میں بتایا گیا تھا۔ وہ اتنے چھوٹے ہوئے، اتنے چھوٹے ہوئے کہ اب انہیں اپنا چھوٹا ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 72-93)

پھر ایک اور رؤیا بلکہ الہام کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ لَنُمَزِّقَنَّهُمْ کہ ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس وقت یہ لوگ اپنے آپ کو پچانوے فیصدی کہا کرتے تھے مگر اب ان کی کیا حالت ہے۔ خدا نے ان کو اس پیشگوئی کے مطابق حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا ہے اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جیسا کہ الہام میں خبر دی گئی تھی میرے مقابلہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ میں اس کلام الٰہی کی مثالیں جو مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نازل فرمایا آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت اسی قدر بیان کرتا ہوں۔ بعض اَور بھی بیان کی ہیں۔ یہاں تو میں نے دو بیان کی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر ایک مختصر رسالہ میں کسی قدر تفصیل کے طور پر اپنے بعض الہاموں اور کشوف اور رؤیا کا ذکر کر دوں۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 93)

اب تو یہ کتاب کی صورت میں چھپی ہوئی ہے۔ کافی ضخیم کتاب ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ مجھ پر اپنے غیب کو ظاہر کر کے اس پیشگوئی کو سچا کر دیا ہے کہ مصلح موعود خدا تعالیٰ کی روح حق سے مشرف ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس نے مجھ پر ظاہر فرمائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ دوست تو پہلے ہی مجھے ان پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے رہے اور میں نے اب ان پیشگوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ میں کہتا ہوں اس میں حکمت وہی ہے جو قرآن کریم کہتا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ کہ اللہ تعالیٰ جب نبی کی بعثت کے بعد موعود کھڑا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی قائم کردہ جماعت کفر کا شکار ہو جائے اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے۔ اس لئے وہ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ اکثریت اسے موعود ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ پس لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو مجھ پر پورا ہوتے دیکھا تو ایمان اور یقین میں کامل ہوئے، مزید بڑھے، ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان بھی مزید بڑھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری طرف سے بعد میں اعلان ہونے اور جماعت کی طرف سے پہلے مجھے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دینے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوسری دفعہ کفر و اسلام کے امتحان میں ڈال کر ان کے ایمان کو ضائع کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ دو موتیں اپنی جماعت پر وارد کرے۔ پہلی موت تو وہ تھی جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ مانا۔ مسیح موعود کو جھٹلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی کسی نیکی کی وجہ سے رحم کر کے انہیں زندہ کر دیا۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل فرما دیا۔ انہوں نے رشتہ داروں کو چھوڑا۔ تکالیف برداشت کیں لیکن اپنے ایمان کو سلامت رکھا۔ اس کے بعد یہ خیال کرنا کہ اس ابتلاء میں سے گزرنے والے لوگوں کی زندگی میں خدا تعالیٰ ایک ایسا موعود بھیج دے گا جس کی صداقت کے نشان اس کے دعوے کے ایک لمبے عرصے بعد ظاہر ہوں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو پھر کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے اور صحابہ کو پھر کافر و منکر بنا دیا جائے۔ جماعت ابتلاء میں پڑ جائے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ

جماعت تھی کی زندگی میں آنے والا تھا یعنی جس نے صحابہ کے وقت میں آنا تھا یہ تدبیر اختیار کی کہ پہلے اسے جماعت کا خلیفہ بنا کر ان سے عہد اطاعت لے لیا اور ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے جو اس کے متعلق بتائی گئی تھیں اور جب حقیقت جماعت پر روز روشن کی طرح کھل گئی تو پھر اسے بھی یعنی خلیفۃ المسیح کو بھی یا مصلح موعود ہونے والے کو بھی اس حقیقت سے بذریعہ آسمانی اخبار کے علم دے دیا تا آسمان اور زمین دونوں کی گواہی جمع ہو جائے اور مومنوں کی جماعت کفر وانکار کے داغ سے بھی محفوظ کر دی جائے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 93 تا 95 خطبہ بیان فرمودہ 4 فروری 1944ء)

اللہ تعالیٰ اس زمانے میں بھی سب کے ایمان کو سلامت رکھے۔ ہر احمدی کے ایمان کو سلامت رکھے اور کفر وانکار کے داغ سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ **احباب جماعت کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و معرفت کے کلام سے بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے جو اردو میں بھی ہے اور باقی زبانوں میں بھی** کچھ لٹریچر ہے، اس کو پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق دے۔

ابھی نمازوں کے بعد مَیں **ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم صوفی نذیر احمد صاحب** ابن مکرم میاں محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کا ہے۔ آپ 7/ فروری کو جرمنی میں تقریباً 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پارٹیشن سے قبل یہ فوج میں ملازمت کرتے تھے اور پارٹیشن کے بعد پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر قائم ہونے والی فرقان فورس میں بھی شامل ہو کر بطور انسٹرکٹر اپنے فرائض بجا لاتے رہے۔ اس کے بعد پھر کراچی میں کچھ عرصہ ملازمت کی۔ پھر آپ نے محمد آباد سٹیٹ سندھ میں رہائش اختیار کر لی اور وہاں اپنا ذاتی کاروبار شروع کر دیا۔ لمبا عرصہ وہاں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی بھی توفیق پائی۔ اس کے بعد پھر یہ کچھ عرصہ کے لئے ربوہ منتقل ہو گئے۔ کاروبار میں ان کے بھائی بھی شاید ان کے ساتھ ہی تھے۔ جب یہ ربوہ آ گئے تو بھائی کو بعض کاروباری مشکلات پیش آئیں۔ انہوں نے ان کو کہا کہ آپ سندھ آ جائیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ اب میں ربوہ میں رہوں گا۔ یہیں آ گیا ہوں۔ اس پر ان کے بھائی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں لکھا کہ میرے بھائی کو واپس سندھ آنے کی تلقین فرمائیں۔ چنانچہ حضور، خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کر سندھ جانے کی تلقین کی۔ ربوہ میں محلہ کے صدر جماعت بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ ہمارے بہت مخلص کارکن ہیں۔ تو اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ سندھ میں بھی ہمیں مخلص کارکنان کی ضرورت ہے۔ اس طرح پھر صوفی صاحب واپس سندھ چلے گئے اور خود ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ صرف خلیفۃ المسیح کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے انہوں نے اپنا ربوہ کا کاروبار بند کیا۔ فیملی کو بھی وہیں چھوڑا اور سندھ چلے گئے۔ ایک لمبا عرصہ سندھ

گزارنے کے بعد آپ دوبارہ ربوہ آئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبہ جات میں اعزازی طور پر کام کرتے رہے۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں بھی لمبا عرصہ خدمت بجالاتے رہے۔

1986ء میں جرمنی منتقل ہو گئے اور وفات تک پھر وہیں جرمنی میں رہے۔ جرمنی میں آپ ہائیڈل برگ کی جماعت کے صدر کے طور پر کام کرتے رہے۔ مجلس انصار اللہ کے زیر انتظام جرمنی کے چار ریجنز میں سے ایک ریجن کے ناظم علاقہ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ بحیثیت ناظم علاقہ خلافت رابعہ میں آپ کو اول انعام بھی ملا۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ دو بیٹے جلال شمس صاحب اور منیر احمد جاوید صاحب واقف زندگی ہیں۔ ایک داماد حنیف محمود صاحب بھی ربوہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ نائب ناظر اصلاح و ارشاد ہیں، واقف زندگی ہیں۔ آپ کے بیٹے ڈاکٹر جلال شمس صاحب جو یہاں ٹرکش ڈیسک کے انچارج ہیں، لکھتے ہیں کہ ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ خلیفہ وقت اگر موجود ہیں یا جب وہ یہاں آئے ہوئے ہیں تو خلیفہ وقت کے پیچھے نماز ادا کریں۔ نہایت عبادت گزار تھے اور انداز دعا بھی بڑا خوبصورت تھا۔ دعا کے وقت اس قدر درد ہوتا تھا اور اتنی آہ و زاری ہوتی تھی کہ یوں لگتا تھا کہ بس ابل ابل کے جذبات باہر آرہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے بھائی منیر جاوید صاحب چھ ماہ کے تھے تو ایک دفعہ ان کو نمونیہ ہو گیا۔ بیمار ہو گئے۔ بچنا مشکل تھا تو ہمارے ڈاکٹر نے جواب دے دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری والدہ نے بھی اور والد نے بھی اس وقت بڑی گڑگڑا کر دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو وقف کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے دعائیں سنیں لیکن ایک وقت میں ایسی حالت آگئی تھی کہ ان کی والدہ نے کہا کہ بچے کی حالت مجھے تو نزع کی لگ رہی ہے۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ نماز کا وقت تھا۔ باجماعت نماز پڑھنے مسجد جا رہے تھے۔ کہتے ہیں اسی کے پاس جا رہا ہوں جس کو صحت دینے کی طاقت ہے، اسی سے مانگنے جا رہا ہوں تو ان کو اپنے خدا پر بھی اتنا یقین تھا۔

سندھ میں جو جماعت کی زمینیں ہیں وہاں سے اکاؤنٹنٹ یا جب کوئی کارکن رخصت پر جاتا تو اس کی جگہ آپ رضاکارانہ طور پر خدمت سرانجام دیتے۔ وصیت آپ نے خود بھی بہت شروع میں کر لی تھی اور نوجوانوں کو وصیت کرانے کا بڑا شوق تھا۔ وصیت فارم بھی اپنے پاس رکھتے تھے اور تلقین کیا کرتے تھے کہ رسالہ الوصیت پڑھو اور وصیت کرو۔ یہ لکھتے ہیں کہ اپنی نصف اولاد چار بیٹوں میں سے دو بیٹوں کو وقف کیا اور دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کو وقف زندگی کو دیا۔ ان کی بیٹی نے غالباً یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت نہ صرف تمام عمر آپ کی روزانہ روٹین رہی بلکہ تمام بچوں کو بھی اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو بھی نماز اور تلاوت قرآن کریم کی تلقین کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ روزانہ کا معمول تھا۔

آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا تین بار مطالعہ کیا ہے اور بیٹی

کہتی ہیں کہ مجھ سے بھی پوچھا تم بھی پڑھتی ہو کہ نہیں۔ رسم و رواج کے سخت مخالف تھے۔ کہتی ہیں کہ اول تو ہمارے خاندان میں رسم و رواج کا تصور نہیں لیکن اس کا ذرا سا بھی امکان محسوس کرتے تو طبیعت پر ناگوار گزرتا اور وہاں سے ناراض ہو کر اٹھ کر چلے جاتے۔ خدا پر بڑا توکّل تھا۔ ان کی آخری بیماری بھی کافی لمبی تھی، تکلیف دِہ تھی لیکن بڑے صبر اور شکر سے انہوں نے بیماری کو کاٹا ہے۔ ان کی عبادت کے بارے میں تو خاص طور پر ان کے ملنے والوں اور ان کے بچوں، ساروں نے ہی لکھا ہے کہ ایسا نظارہ تھا اور اس طرح عبادت کیا کرتے تھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی روح پگھل رہی ہو۔ اور خلافت سے بھی ان کا بے انتہا تعلق تھا۔ یہاں بھی جب آیا کرتے تھے تو دفتر میں اس انتظار میں ہوتے تھے کہ کبھی میں دفتر سے باہر آؤں تو سلام کریں اور بعض دفعہ انتظار میں باوجود بڑی عمر کے اور کمزوری کے کافی کافی دیر کھڑے رہا کرتے تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ساری خوبیاں دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو ان کی دعاؤں کا بھی وارث بنائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 11/مارچ 2016ء تا 17/مارچ 2016ء جلد 23 شمارہ 11 صفحہ 05 تا 08)

9

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 26/ فروری 2016ء بمطابق 26 تبلیغ 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دنیا میں بہت سی باتیں بہت سے لوگ لغو اور بلاوجہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغو بات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔ بات برائے بات صرف کی جاتی ہے اور بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا ایسی بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں۔ صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔

لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچے سمجھے بولنے کے ہیں۔ ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مثال بیان فرماتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان:73)۔ مومن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ جب وہ کوئی لغو دیکھتا ہے تو اس کے پاس سے گزر جاتا ہے۔ لیکن اب کہتے ہیں کہ نہایت افسوسناک بات ہے۔ مثال تو یہ عورتوں کی دی ہے کہ عورت ہمیشہ لغویات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ گو کہ آجکل مَردوں کا بھی یہ حال ہے۔ مثلاً بلا وجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہیں کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ یہ بھی لغویات ہی ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو صرف دنیاداری کی باتیں ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور بعض دفعہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں پہ اس کے بُرے اثرات بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ جب تک اس کی ساری ہسٹری

معلوم نہ کرلے عورت کو چین نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ سونے کی بڑی خوبصورت انگوٹھی تھی۔ اس نے تنگ آکر اپنے گھر کو آگ لگادی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی؟ اس نے کہا سوائے اس انگوٹھی کے کچھ نہیں بچا۔

ایک عورت نے پوچھا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے۔ تو وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم مجھ سے پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ بھی فرمارہے ہیں کہ یہ عادت صرف عورتوں تک مخصوص نہیں ہے بلکہ مَردوں میں بھی ہے۔ بلا وجہ کے سوال جواب بھی بعض دفعہ کر لیتے ہیں۔ السلام علیکم کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ آمدنی کیا ہے؟ بھلا دوسرے کو اس معاملے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر آپ مغربی قوموں کی یہ مثال دیتے ہیں کہ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تُو کہاں ملازم ہے؟ تعلیم کتنی ہے؟ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ وہ کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔

(ماخوذ از مستورات سے خطاب۔ انوار العلوم جلد 15 صفحہ 397)

پس لغو صرف ایسی چیز نہیں جو دوسرے کو نقصان پہنچانے والی ہو بلکہ ہر بے فائدہ بات لغو بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اس کی یوں بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ "ایسا فعل صادر ہو جس سے کوئی خاص حرج اور نقصان نہیں پہنچتا۔"

(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 349)

یعنی وہ باتیں لغو ہیں جن سے کوئی خاص حرج اور نقصان بھی نہیں پہنچتا۔ یہ اس کا مطلب ہے۔ پس مومن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی گفتگو ہمیشہ بامقصد ہو اور ہر قسم کی لغویات سے پرہیز ہو۔ لیکن ہم جائزہ لیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ بلا وجہ بعض باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اب بعض اور سبق آموز مثالیں جو مختلف جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں اور جنہیں حضرت مصلح موعودؓ نے پیش فرمایا ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ کوئی چوہڑ الاہور کے پاس سے ایک مرتبہ گزرا۔ گاؤں کا رہنے والا تھا۔ بوجھ اٹھانے کے کام کیا کرتا تھا یا گند اٹھانے کے کام کیا کرتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شہر میں کہرام مچ رہا ہے۔ بڑا شور مچا ہوا ہے۔ ہندو مسلمان مرد عورت سب رو رہے ہیں۔ اس نے کسی سے اس کی وجہ دریافت کی تو اسے بتایا گیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ مر گیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں یوں تو سکھوں کی حکومت بہت بدنام ہے۔ اس زمانے میں بعض ایسے بھی راجے آئے تھے جو بڑے بدنام تھے مگر اس میں شبہ نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مَیں نے بارہا سنا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں امن قائم ہو گیا تھا اور اس نے خرابیوں کو بہت حد تک دُور کر دیا تھا۔ مسلمانوں پر سکّھوں کے مظالم کے جو

واقعات بیان کئے جاتے ہیں وہ دوسرے زمانے کے ہیں جب ملک کی حکومت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی، لوٹ مار ہو رہی تھی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کوشش ہمیشہ یہی رہتی تھی کہ امن قائم ہو اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بھی ایک حد تک اچھا سلوک کرتے تھے۔ آپ اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ ان کے وزراء میں مسلمان بھی تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد یعنی ہمارے دادا بھی ان کے جرنیلوں میں سے تھے اور کئی مسلمان بھی بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ پس اس امن کو دیکھتے ہوئے جو ان کی وجہ سے ملک کو حاصل ہوا تھا اور اس فساد کو یاد کر کے جو ان سے قبل پایا جاتا تھا ان کی موت کا سب کو صدمہ تھا اور لوگ رو رہے تھے۔ چوہڑے نے اس کہرام کی وجہ دریافت کی تو کسی نے اسے بتایا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گئے ہیں۔ وہ بڑی حیرت سے اس شخص کا منہ دیکھنے لگا اور دریافت کرنے لگا کہ لوگ ان کی وفات پر اتنے بے تاب کیوں ہیں۔ میرے باپ جیسے لوگ مر گئے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کس شمار میں ہیں۔

یہ لطیفہ بیان کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جسے کسی چیز کی قدر ہوتی ہے وہی اس کے نزدیک بڑی ہوتی ہے۔ اس چوہڑے کا باپ اس سے حسن سلوک کرتا تھا اس لئے وہ اسے پیارا تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کا حسن سلوک گو لاکھوں سے ہو مگر چونکہ وہ ان لاکھوں میں سے نہ تھا، نہ اس کی نظر اتنی وسیع تھی کہ وہ سمجھتا کہ ملک کا فائدہ اور امن و امان بڑی چیز ہے۔ انفرادی فائدے کی اس کے مقابل پر کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے اس کا یہی خیال تھا کہ اصل چیز جو قدر کی ہے میرا باپ تھا جس کی مجھے قدر کرنی چاہئے۔ جب وہ فوت ہو گیا تو پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گیا تو کیا ہوا۔

(ماخوذ از الفضل مورخہ 6 جون 1952ء جلد 6/24 نمبر 135 صفحہ 5)

تو دنیا میں اپنی ضرورت کی اہمیت کی وجہ سے بعض چھوٹی چیزیں بھی بڑی ہوتی ہیں اور بعض بڑی چیزوں کو عدمِ علم کی وجہ سے انسان نظر انداز کر دیتا ہے۔ بچے کو اگر قیمتی سے قیمتی ہیرا بھی دے دیا جائے تو وہ اس کی قدر کیا کرے گا۔

پس ایک مومن کو اپنے رویّوں سے، اپنے سلوک سے، دوسروں کے کام آنے سے، دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی صرف محدود قدر نہ ہو کہ اس کے قریبی ہی صرف اس پہ رونے والے ہوں بلکہ جہاں وہ رہتا ہے، جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا دائرہ ہے۔ اسی دائرے میں کسی احمدی کا تعارف اور نیک تعارف صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا یا اسے فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ جماعت کی نیک نامی کا باعث ہوتا ہے اور یوں تبلیغ کے راستے بھی کھلتے ہیں۔ دنیا کو پتا چلتا ہے۔ اگر ایک احمدی اپنا اثر ڈالنے والا ہو تو دنیا کو پتا چلے گا کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اور دنیا کی امن و سلامتی کے لئے اس

زمانے میں اسلام کی تعلیم ہی حقیقی تعلیم ہے جو حقیقی امن پیدا کر سکتی ہے۔ پس دنیا کا جو عدم علم ہے یا علم کا نہ ہونا جو ہے وہ علم دلانے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگ معمولی قربانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے یا بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر قربانی کے اپنے خیالات میں قربانی کرنے والے بن جاتے ہیں یا دوسروں پر احسان کرنے والے بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کی دعوت کی اور اپنی طاقت کے مطابق اس کی تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جب مہمان جانے لگا تو اس سے گھر والا جو تھا معذرت کرنے لگا کہ میری بیوی بیمار تھی، کچھ اور بھی مجبوریاں بتلائیں۔ اس لئے میں آپ کی پوری طرح خدمت نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ آپ معاف کریں گے، درگزر کریں گے۔ یہ سن کر مہمان کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں تم کس غرض سے کہہ رہے ہو۔ تمہارا منشاء یہ ہے کہ مَیں تمہاری تعریف کروں اور تمہارا احسان مانوں۔ اب یہ مہمان کے خیالات ہیں۔ لیکن مہمان صاحب کہنے لگے تم مجھ سے یہ امید نہ رکھو بلکہ تمہیں میرا احسان ماننا چاہئے۔ میزبان نے کہا میرا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ آپ کے اوپر کوئی احسان جتاؤں۔ مَیں واقعی شرمسار ہوں کہ پوری طرح آپ کی خدمت نہیں کر سکا۔

اگر آپ کا مجھ پر کوئی احسان ہے تو وہ مجھے بتا دیں مَیں اس کا بھی شکریہ ادا کر دیتا ہوں۔ اس پر مہمان نے کہا کہ خواہ تم کچھ کہو مَیں تمہارے دل کی منشاء کو خوب سمجھتا ہوں۔ یعنی دلوں کا حال بھی جاننے لگے۔ مہمان یہ کہنے لگا لیکن یاد رکھو کہ تم نے مجھے کھانا ہی کھلایا ہے۔ اس سے زیادہ تم نے میرے پہ اور کیا احسان کیا ہے؟۔ میرا تم پر بہت بڑا احسان ہے۔ تم ذرا اپنے کمرے کو دیکھو۔ یہ کمرہ جہاں مجھے بٹھایا ہوا ہے، ڈرائنگ روم، اس میں کئی ہزار کا سامان پڑا ہوا ہے۔ جب تم میرے لئے کھانا لینے اندر گئے تھے میں چاہتا تو دیا سلائی دکھا کے یہ سب کچھ جلا دیتا۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر میں آگ لگا دیتا تو ایک پیسے کا بھی سامان باقی رہ جاتا؟ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ مہمان کہنے لگا کیا میرا تم پر یہ احسان کم ہے۔ یہ سن کر گھر والے نے کہا کہ واقعی آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرا گھر نہیں جلایا۔ تو دیکھ لو ایک انسان ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے محسن کا احسان پہچاننے اور شکریہ ادا کرنے کے یہ سمجھتا ہے کہ مَیں احسان کر رہا ہوں۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 592)

پس ایک مومن کو حقیقی طور پر احسان کرنے والے کا شکر گزار ہونا چاہئے، نہ کہ اس شخص کی طرح احسان فراموش۔ ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے مربیان کو بھی نصیحت فرمائی ہے اور ایک مثال دی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا جو کسی پیر کا بڑا معتقد تھا اور اپنے وزیر کو کہتا رہتا تھا کہ میرے پیر سے ملو۔ وزیر

چونکہ اس پیر کی حقیقت جانتا تھا اس لئے ٹلاتا رہتا تھا۔ آخر ایک دن جب بادشاہ پیر کے پاس گیا تو وزیر کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ پیر صاحب نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بادشاہ سلامت! دین کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ سکندر بادشاہ نے دین اسلام کی خدمت کی اور وہ اب تک مشہور چلا آتا ہے۔ یہ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ کسی اور حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔ تو یہ سن کر وزیر نے کہا کہ دیکھئے حضور! پیر صاحب کی ولایت کے ساتھ ان کو تاریخ دانی کا بھی بہت ملکہ ہے۔ سکندر تو اسلام سے پہلے گزرا ہے اس کے بارے میں پیر صاحب باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی آپ کے یہ پیر صاحب صرف ولی اللہ ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو بڑے تاریخ دان بھی لگتے ہیں۔ نئی تاریخ انہوں نے بنا دی ہے۔ اس پر بادشاہ کو اس پیر سے نفرت ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ قصہ سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ علمِ مجلس بھی نہایت ضروری ہے۔

جب تک انسان اس سے واقف نہ ہو دوسروں کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آداب مجلس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً ایک مجلس مشورے کی ہو رہی ہو اور کوئی بڑا عالم ہو مگر اس مجلس میں جا کر سب کے سامنے لیٹ جائے تو کوئی اس کے علم کی پرواہ نہیں کرے گا اور اس کی نسبت لوگوں پر برا اثر پڑے گا۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ جو بھی مجلس ہو، جس قسم کی مجلس ہو مبلغ کو، مربی کو جب وہ ایسی مجلس میں جائے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آدابِ گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر علم کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینی چاہئیں۔

(ماخوذ از ہدایات زریں۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 584-585)

اس کے علاوہ بھی آجکل ہمارے مربّیان سے اس زمانے کے حالات کے مطابق حالات حاضرہ کے متعلق سوال کئے جاتے ہیں اور بعض دفعہ کیونکہ اخبار وغیرہ باقاعدہ نہیں پڑھتے، علم نہیں ہوتا یا خبریں نہیں سنتے، علم نہیں ہوتا یا کسی بارے میں کسی معاملے کی گہرائی میں نہیں گئے ہوتے اس لئے بعض دفعہ جو دنیادار لوگ ہیں وہ پھر برا اثر بھی لے لیتے ہیں۔ بعض جگہ سے ایسی شکایتیں آتی بھی ہیں۔ اس لئے حالات حاضرہ سے واقفیت اور جس مجلس میں جائیں اس کی ضروری واقفیت حاصل کر کے جانا چاہئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک مثال بیان کی ہے۔ فرماتے تھے کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اس نے اپنا مال ان میں بانٹ دیا۔ چھوٹا بیٹا اپنا سارا مال لے کر دور دراز چلا گیا اور وہاں اس نے سارا مال بدچلنی میں ضائع کر دیا۔ آخر وہ ایک شخص کے ہاں چرواہے کے طور پر ملازم ہو گیا۔ سب کچھ لٹ گیا آخر مزدوری کرنی پڑی۔ اس حالت میں اُس نے خیال کیا کہ میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو روٹی بڑی کھلی ملتی ہے۔ افراط سے ملتی ہے۔ مگر مَیں یہاں مزدوری کرنے کے باوجود بھوکا مر رہا ہوں۔ کیوں اس کے پاس جا کر یہ نہ کہوں کہ مجھے بھی اپنے مزدوروں کی طرح

رکھ لے۔ اس پر وہ اپنے باپ کے پاس گیا۔ باپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسے گلے لگا لیا اور نوکروں سے کہا خوب موٹا تازہ بچھڑا لا کر ذبح کرو تا کہ ہم کھائیں اور خوشی منائیں۔

جب اس کا دوسرا بیٹا آیا اس کو بھی دولت دی تھی اور وہ اپنا کاروبار بڑا اچھا کر رہا تھا تو اسے یہ بات بہت بری لگی کہ جو سب کچھ لٹا کر آ گیا ہے اس کی اتنی خاطر داری ہو رہی ہے اور اپنے باپ کو اس نے کہا کہ مَیں اتنے برس سے تمہاری خدمت کر رہا ہوں اور کبھی تمہاری حکم عدولی نہیں کی مگر تم نے کبھی ایک بکری کا بچہ بھی مجھے نہیں دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی منا لو۔ لیکن جب تمہارا یہ بیٹا آیا ہے جس نے تمہارا مال عیش و عشرت میں ضائع کر دیا اس کے لئے تو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کروا دیا۔ باپ نے کہا کہ تُو ہمیشہ میرے پاس ہے اور میرا جو کچھ ہے وہ تیرا ہی ہے لیکن تیرے اس بھائی کے آنے پر اس لئے خوشی منائی گئی کہ یہ مردہ تھا اب زندہ ہوا ہے۔ کھویا ہوا تھا اب ملا ہے۔ پس جو شخص کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جب وہ غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جاتا ہے، اس کے آگے جھکتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اور اعتراف کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ اس پر رحم کرتا ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 12 صفحہ 375)

پس ایک مومن کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناتے ہوئے جہاں وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سلوک کرے تو ان صفات کو اپناتے ہوئے جہاں بھی وہ دیکھیں کہ ان کے جو اپنے بھائی ہیں جنہوں نے قصور کئے ہوئے ہیں، اگر وہ سچے دل سے معافی مانگنے آتے ہیں اور قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو اُسے ان سے صَرف نظر کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے جو معافی نہیں بھی مانگ رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی اور ہماری بھی غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہم سے صَرف نظر کرے۔ انسان کا کردار ہر حالت میں مضبوط ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی ادھر ہو گئے اور کبھی ادھر ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ بہت سے لوگوں نے قصہ سنا ہوا ہے۔ وہ جب دربار میں آیا تو کہنے لگا کہ بینگن کیا ہی اچھی چیز ہے۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بھی بینگن کی تعریف شروع کر دی۔ کہنے لگا اور تو اَور اس کی شکل ہی دیکھئے کیسی عمدہ شکل ہے۔ سر تو ایسا ہے جیسے کسی پیر نے سبز پگڑی باندھی ہوئی ہو۔ نیلگوں لباس ہے تو آسمان کی رنگت کو مات کر رہا ہے۔ پودے کے ساتھ لٹکا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شہزادہ جھولا جھول رہا ہو۔ ایسی ایسی تعریفیں کیں۔ طبّی طور پر جتنی اس کی خوبیاں تھیں ساری کی ساری گن گن کے بیان کر دیں۔ یہ باتیں سن کر راجہ کو شوق پیدا ہوا اور اس نے کچھ دن بینگن ہی کھانا شروع کر دیئے۔ بینگن چونکہ گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے حدّت پیدا کی اور وہ بیمار ہو گئے۔ تو راجہ نے ایک دن کہا بینگن بہت بری چیز ہے۔

اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں شروع کر دیں۔ کہنے لگا شکل دیکھئے کتنا کالا منہ ہے۔ نیلے پاؤں ہیں اس سے بھی زیادہ اور کیا اس کی برائی ہو سکتی ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے جیسے کسی نے پھانسی پہ لٹکایا ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے چونکہ ہر شئے کی خوبیاں بھی ہوتی ہیں، خامیاں بھی ہوتی ہیں، برائیاں بھی ہوتی ہیں تو اس موقع پر مصاحب نے اس کی تمام برائیاں جو طبی طور پر تھیں وہ بھی بیان کر دیں۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ کل اس وقت تم تعریفیں کر رہے تھے، آج اس کی برائیاں کر رہے ہو۔ کم از کم سچ تو بولا کرو۔ تو کہنے لگا کہ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 10 صفحہ 77-78)

آجکل کی مسلمان دنیا میں عموماً یہی کچھ دیکھتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ہمیں پھر سبق سیکھنا چاہئے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے، کردار کے لحاظ سے، سب سے زیادہ مضبوط کردار تو مسلمان کا ہونا چاہئے **لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے یہی لوگ ہیں**۔ سچائی پر قائم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تو خوشامد اور جہاں مفاد دیکھتے ہیں اسی طرف الٹ جاتے ہیں چاہے وہ لیڈر ہوں یا چاہے عوام الناس ہوں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو سامنے رکھ کر پھر اپنی رائے قائم کی جائے اور صحیح مشورہ دیا جائے۔

پھر یہ بھی ایک اور واقعہ ہے۔ اس کو بیان کرتا ہوں۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے اور یہ تعلق تقویٰ سے بڑھتا ہے اور پھر ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے، اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہو، اگر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور جب یہ صورت ہو گی تو پھر فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ بہت سارے حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دنیادار کا دنیادار سے تعلق جب اسے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کا تعلق تو اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر نفع پہنچانے والا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کسی سفر پر جانے لگا تو اس نے اپنا کچھ روپیہ قاضی کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا۔ عرصے کے بعد واپس آ کر اس نے جب روپیہ مانگا تو قاضی کی نیت بدل گئی اور اس نے کہا میاں عقل کی دوا کرو کون سا روپیہ اور کیسی امانت۔ میرے پاس تم نے کب روپیہ رکھوایا تھا۔

اس نے کوئی تحریر وغیرہ تولی نہیں تھی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ قاضی صاحب کی ذات ہی کافی ہے۔ مگر قاضی صاحب نے کہا کہ اگر کوئی روپیہ رکھ گئے تھے تو لاؤ ثبوت پیش کرو۔ کوئی رسید دکھاؤ۔ کوئی گواہ لاؤ۔

اس نے بہت یاد دلایا مگر وہ یہی کہتا رہا کہ کچھ نہیں ہے۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تم نے کبھی پیسہ نہیں دیا۔ آخر اس نے بادشاہ کے پاس شکایت کی۔ بادشاہ نے کہا کہ عدالت کے طور پر تو مَیں تمہارے حق میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہارے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ کوئی تحریر نہیں ہے گواہ نہیں ہے ثبوت نہیں ہے۔ ہاں ایک ترکیب تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اگر تم سچے ہو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ فلاں دن میرا جلوس نکلے گا اور قاضی بھی اپنی ڈیوڑھی کے آگے موجود رہے گا۔ اس دن بادشاہ سڑکوں پر شہر میں دورہ کرے گا۔ تم بھی کہیں اس کے پاس کھڑے ہو جانا۔ مَیں تمہارے پاس پہنچ کر تمہارے ساتھ بے تکلفی سے بات شروع کروں گا کہ تم مجھے ملنے کیوں نہیں آئے؟ اور اتنے عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی اور تم مجھے یہ کہنا کہ کچھ پریشانیاں سی تھیں۔ اس لئے حاضر نہیں ہو سکا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور جلوس کے دن قاضی صاحب کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ آیا تو بادشاہ نے قاضی کے بجائے اس شخص سے مخاطب ہو کر بات شروع کر دی اور کہا تم چلے گئے، عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس نے اپنے سفر کا حال بتایا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا۔ واپسی پر کیوں نہیں ملے؟ اس نے جواب دیا کہ یونہی بعض پریشانیاں تھیں، کچھ وصولیاں وغیرہ کرنی تھیں۔ بادشاہ نے اسے کہا نہیں نہیں، تمہیں ضرور ہمیں ملنا چاہئے تھا۔ جلدی جلدی مجھے ملنے آیا کرو۔

جب بادشاہ کا جلوس گزر گیا تو قاضی صاحب نے اسی شخص سے کہا کہ میاں ذرا بات تو سنو۔ تم اس دن آئے تھے اور کسی امانت کا ذکر کرتے تھے۔ مَیں اب بوڑھا ہو گیا ہوں یادداشت کام نہیں کرتی۔ کچھ اتا پتا بتاؤ تو مجھے یاد آئے۔ اس نے پھر وہی باتیں دہرا دیں جو پہلے قاضی سے کر چکا تھا۔ اس پر قاضی صاحب کہنے لگے اچھا اچھا فلاں قسم کی تھیلی تھی، وہ تمہاری تھی۔ وہ تو پڑی ہوئی ہے۔ لے جاؤ آ کے اور لا کر روپیہ اسے دے دیا۔ تو یہ قصہ سنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی مخالفت سے کیا ڈرنا۔ کوئی بڑے سے بڑا جرنیل بھی تو تلواروں اور گولیوں وغیرہ سے ہی نقصان پہنچا سکتا ہے مگر یہ ساری چیزیں ہمارے خدا کی ہیں۔ اگر وہ کہے کہ اس طرف وار نہ کرو تو کون کر سکتا ہے۔ پس بندے کو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی چاہئے، اس سے محبت کرنی چاہئے۔ ڈر سے یا مرنے مارنے سے کام نہیں بنتا۔ **ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے** اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 15 صفحہ 274-275)

ایک سچے مومن کی مثال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے مومن کی مثال سچے دوست

سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا اس کے لڑکے کے کچھ اوباش لڑکے دوست تھے۔ آوارہ گرد لڑکے دوست تھے۔ باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے دوست نہیں ہیں۔ محض لالچ کی وجہ سے تمہارے پاس آتے ہیں ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں ہے۔ مگر لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سچا دوست شاید میسر نہیں آیا۔ اس لئے آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ میرے دوست ایسے نہیں ہیں۔ وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ باپ نے کہا کہ ساری عمر میں مجھے ایک ہی سچا دوست ملا ہے لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے گھر سے خرچ کے لئے کچھ رقم مانگی تو باپ نے جواب دیا کہ مَیں تمہارا خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ تم اپنے دوستوں سے مانگو۔ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ دراصل اس کا باپ اس کے لئے موقع پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان لے۔

جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا اور تمام دوستوں کو معلوم ہو گیا کہ لڑکے کو گھر سے جواب مل گیا ہے تو انہوں نے اس کے پاس آنا جانا بند کر دیا اور میل ملاقات چھوڑ دی۔ آخر تنگ آ کر یہ لڑکا خود ہی ان دوستوں کو ملنے کے لئے ان کے گھروں پہ گیا۔ جس دوست کے دروازے پر دستک دیتا وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ کہیں باہر گئے ہوئے ہیں یا وہ بیمار ہیں اس وقت نہیں مل سکتے۔ سارا دن اس نے چکر لگایا مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ آیا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹا۔ باپ نے پوچھا بتاؤ دوستوں نے کیا مدد کی۔ کہنے لگا سارے ہی حرام خور ہیں۔ کسی نے کوئی بہانہ بنالیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ وفادار نہیں ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہو گیا۔ اب آؤ مَیں تمہیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ وہ پاس ہی ایک جگہ گیا۔ اس کا ایک دوست جو سپاہی تھا۔ کسی چوکی میں ملازم تھا۔

یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں۔ کافی دیر ہو گئی۔ دروازہ کھولنے کے لئے کوئی نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اس نے باپ سے کہا ابّا جی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے۔ باپ نے کہا دیکھ۔ کچھ دیر انتظار کرو۔ آخر کچھ وقت گزر گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر آیا تو گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا کہ معاف فرمایئے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں جلدی نہ آ سکا۔ میرے جلدی نہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے جب دروازے پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ آج کوئی خاص بات ہے کہ آپ خود آئے ہیں ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا تو مجھے یکدم خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی مصیبت آئی ہو۔ یہ تین چیزیں میرے پاس تھیں ایک تلوار

اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے، چند سو روپے ہیں اور میری بیوی خدمت کے لئے آئی ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو۔ اور یہ دیر جو ہوئی ہے اس لئے ہوئی کہ تھیلی زمین میں دبائی ہوئی تھی اس کو نکالنے میں دیر لگ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کوئی ایسی مصیبت ہو جس میں کوئی جانباز کام آسکتا۔ ہو اس لئے میں نے تلوار ساتھ لے لی کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو مَیں جان پیش کر سکوں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ گو آپ امیر آدمی ہیں لیکن ہو سکتا ہے کوئی مصیبت ایسی آئی ہو جس سے آپ کا مال ضائع ہو گیا ہو اور مَیں روپیہ سے آپ کی مدد کر سکوں تو مَیں نے یہ تھیلی ساتھ لے لی ہے۔ اور پھر مَیں نے خیال کیا کہ بیماری وغیرہ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو تو میں نے بیوی کو بھی ساتھ لے لیا تا کہ وہ خدمت کر سکے۔ اس امیر آدمی نے کہا کہ میرے دوست! مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی مصیبت اس وقت مجھے نہیں آئی بلکہ مَیں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ **یہ سچی دوستی ہے اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہئے** کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں اور کبھی منواتے ہیں اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے۔ رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ آخر کس حق کے ماتحت ہم اتنی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق یہ ہے کہ عُسر ہو اور یُسر ہو دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔

(ماخوذ از اب عمل اور صرف عمل کرنے کا وقت ہے۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 382 تا 384)

پس وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آکر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں رہنے کا، شہریت کا حق ملا ہے اور اس وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں نہ وفادار ہیں۔ وفا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عُسر اور یُسر میں تنگی اور آسائش میں دونوں حالتوں میں ایسی ہونی چاہئے جس کے اعلیٰ معیار قائم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت اس کے در پر رہ کر قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے۔ اس دوستی کا حق ادا کرنے والے اشخاص کا واقعہ جو ابھی میں نے سنایا ہے وہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کس طرح چسپاں ہوتا ہے۔ اس کو

بھی حضرت مصلح موعودؓ نے بڑے خوبصورت رنگ میں بڑے دلچسپ الفاظ میں پیش فرمایا کہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں دلیلیں نہیں پوچھی جاتیں۔ وہاں انسان پہلے اطاعت کا اعلان کرتا ہے پھر یہ سوچتا ہے کہ میں اس حکم پر کس طرح عمل کروں۔ یہی کیفیات انبیاء کی ہوتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کا پہلا کلام اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں اتنی ہوتی ہے کہ وہ دلیل بازی نہیں کرتے۔ اور پھر جب خدا کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتے کہ اے ہمارے ربّ! کیا تُو ہم سے ہنسی کر رہا ہے۔ کہاں ہم اور کہاں یہ کام؟ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بہت اچھا اور یہ کہہ کر کام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد سوچتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رات کیا۔

خدا نے کہا اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر یہ سوچنے لگے کہ اب میں یہ کام کس طرح کروں گا۔ پس آج سے پچاس سال پہلے جب آپ نے پچاس سال کہا تھا اور آج اس بات کو تقریباً 125 سال ہو گئے ہیں بلکہ آج سے 126-27 سال کہتے ہیں کہ آج سے پچاس سال پہلے کی وہ تاریخی رات جو دنیا کے آئندہ انقلابات کے لئے زبردست حربہ ثابت ہونے والی ہے۔ جو آئندہ بننے والی نئی دنیا کے لئے ابتدائی رات اور ابتدائی دن قرار دی جانے والی ہے۔ اگر ہم اس رات کا نظارہ سوچیں تو یقیناً ہمارے دل اس خوشی کو بالکل اور نگاہ سے دیکھیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ یہ خوشی انہیں کس گھڑی کے نتیجہ میں ملی ہے۔ یعنی وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے انہیں یہ مسرت کس فعل کے نتیجے میں حاصل ہوئی اور کس رات کے بعد ان پر کامیابی و کامرانی کا یہ دن چڑھا۔ بہت سے لوگ مسیح موعود کا انتظار کرتے کرتے مر گئے لیکن وہ جنہوں نے مانا وہ یہ سوچتے ہیں اور اس طرح سوچتے ہیں کہ یہ خوشی اور یہ مسرت اور یہ کامیابی و کامرانی کا دن ان کو اس گھڑی اور اس رات کے نتیجہ میں ملا جس میں ایک تن تنہا بندہ جو دنیا کی نظروں میں حقیر اور تمام دنیاوی سامانوں سے محروم تھا اسے خدا نے کہا کہ اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور اس نے کہا اے میرے رب میں کھڑا ہو گیا۔ یہ وہ وفاداری تھی، یہ وہ محبت کا صحیح نظارہ تھا جسے خدا نے قبول کیا اور اس نے اپنے فضل اور رحم سے اس کو نوازا۔ رونا اور ہنسنا دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ روتا ہے نہ ہنستا ہے لیکن محبت کی گفتگو میں اور محبت کے کلاموں میں یہ باتیں آ ہی جاتی ہیں۔ جس طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ جب ایک صحابی نے مہمان نوازی کی تو اللہ تعالیٰ ان کی باتوں پر خوش ہوا اور ہنسا۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب قول اللہ عزوجل ویؤثرون علی انفسھم حدیث 3798)

بہر حال فرماتے ہیں کہ پس میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے بھی رونا ممکن ہوتا، اگر خدا کے لئے بھی ہنسنا ممکن ہوتا تو جس وقت خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ میں تجھے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کرتا ہوں اور آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہ سوچا تک نہیں کہ یہ کام مجھ سے ہو گا کیونکر۔ اگر اس وقت خدا کے لئے رونا ممکن ہوتا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا رو پڑتا اور اگر خدا کے لئے ہنسنا ممکن ہوتا تو وہ یقیناً ہنس پڑتا۔ وہ ہنستا بظاہر اس بیوقوفی کے دعوے پر جو تمام دنیا کے مقابلے پر ایک نحیف و ناتواں وجود نے کیا اور وہ رو پڑتا اس جذبہ محبت پر جو اس تن تنہا روح نے خدا کے لئے ظاہر کیا۔

یہی سچی دوستی تھی جو خدا کو منظور ہوئی اور اسی رنگ کی سچی دوستی ہی ہوتی ہے جو دنیا میں بھی کام آیا کرتی ہے۔ پھر آپ نے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے دو دوستوں کا، غریب اور امیر کا بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ دنیا کی زبان میں یہ دوستی کی نہایت ہی شاندار مثال ہے جو بیان پہلے ہو چکی ہے اور انسان ایسے جذبات کو دیکھ کر بغیر اس کے کہ وہ اپنے دل میں شدید ہیجان محسوس کرے نہیں رہ سکتا۔

مگر اس دوستی کا اظہار اُس دوستی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو نبی اپنے خدا کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔ وہاں قدم قدم پر مشکلات ہوتی ہیں۔ وہاں قدم قدم پر قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں اور وہاں قدم قدم پر مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پس نبیوں کا جواب اپنے خدا کو ویسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے جیسے اس غریب آدمی نے امیر آدمی کو دیا تھا۔ بیشک اگر معقولات کی نظر سے اس کو دیکھیں اور منطقی نقطہ نگاہ سے اس پر غور کریں تو اس غریب آدمی کی یہ حرکت ہنسی کے قابل نظر آتی ہے کیونکہ اس امیر کے ہزاروں نوکر چاکر تھے، ان کے ہوتے ہوئے ان کی بیوی نے کیا زائد خدمت کر لینی تھی۔

اسی طرح وہ لاکھوں کا مالک تھا اس کو سوڈیڑھ سو روپے کی تھیلی کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی اور خود اس کے کئی پہریدار اور محافظ تھے اس کو اس دوست کی تلوار کیا نفع پہنچا سکتی تھی؟ مگر محبت کے جوش میں اس نے یہ نہیں سوچا کہ میری تلوار کیا کام دے گی۔ میرا تھوڑا سا روپیہ کیا فائدہ دے گا اور میری بیوی کیا خدمت سرانجام دے گی۔ اس نے تو اتنا ہی سوچا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ مجھے حاضر کر دینا چاہئے۔ جس وقت محبت کا انتہائی جوش اٹھتا ہے اس وقت عقل کام نہیں کرتی۔ محبت عقل کو پرے پھینک دیتی ہے اور محبت فِکر کو پرے پھینک دیتی ہے اور پھر وہ محبت آپ سامنے آجاتی ہے۔ جس طرح چیل جب مرغی کے بچوں پر حملہ کرتی ہے تو مرغی بچوں کو جمع کر کے اپنے پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے اور بعض دفعہ تو محبت ایسی ایسی حرکات کرا دیتی ہے کہ دنیا اسے پاگل پنے کی حرکات قرار دیتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ جنون دنیا کی ساری عقلوں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے اور دنیا کی ساری عقلیں اس ایک مجنونانہ حرکت پر قربان کی جاسکتی ہیں کیونکہ اصل عقل وہی ہے جو محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنے والی چیز ہے کہ اصل عقل وہی ہے جو محبت سے پیدا ہوتی ہے۔

نبی کو بھی جب آواز آتی ہے کہ خدا زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا، خدا عزت و شوکت کو پیدا کرنے والا خدا، بادشاہوں کو گدا اور گداؤں کو بادشاہ بنانے والا خدا، حکومتوں کو قائم کرنے اور حکومتوں کو مٹانے والا خدا، دولتوں کو دینے اور دولتوں کو لینے والا خدا، رزق کے دینے اور رزق کے چھیننے والا خدا، زمین و آسمان کے ذرے ذرے اور کائنات کا مالک خدا ایک کمزور، ناتواں اور نحیف انسان کو آواز دیتا ہے کہ مَیں مدد کا محتاج ہوں، میری مدد کرو تو وہ کمزور اور ناتواں اور نحیف بندہ عقل سے کام نہیں لیتا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ کیا حضور مدد کے محتاج ہیں۔ اے اللہ تُو مدد کا محتاج ہے؟ حضور تو زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ میں کنگال اور غریب، کمزور آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ وہ یہ نہیں کہتا بلکہ وہ نحیف و نزار اور کمزور جسم کو لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں۔ کون ہے جو ان جذبات کی گہرائیوں کا اندازہ کر سکتا ہے سوائے اس کے جس کو محبت کی چاشنی سے تھوڑا بہت حصہ ملا ہو۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آج سے پچاس سال پہلے اُس وقت اور آج سے 126 سال پہلے اسی خدا نے پھر یہ آواز بلند کی اور قادیان کے گوشہ تنہائی میں پڑے ہوئے ایک انسان سے کہا کہ مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ مجھے دنیا میں ذلیل کر دیا گیا ہے۔ میری دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے۔ میرا دنیا میں کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ میں بے یار و مددگار ہوں۔ اے میرے بندے میری مدد کر۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ یہ کہنے والا کون ہے۔ اور جس نے خطاب کیا ہے اور جس سے خطاب کیا جاتا ہے وہ کون ہے اس کی عقل نے یہ نہیں کہا کہ مجھے بلانے والے کے پاس تمام طاقتیں ہیں میں بھلا اس کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اس کی محبت نے یعنی خدا تعالیٰ کی محبت نے اس کے دل میں ایک آگ لگا دی۔ جب خدا تعالیٰ کا پیغام ملا تو ایک آگ لگا دی اور دیوانہ وار بغیر کسی چیز کے جوش میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میرے رب میں حاضر ہوں۔ میرے رب میں حاضر ہوں۔ میرے رب مَیں۔ میں بچاؤں گا دین کو تباہ ہونے سے بچاؤں گا۔

(ماخوذ از الفضل 25 جنوری 1940ء جلد 28 نمبر 15 صفحہ 8 تا 10)

پس آج ہم جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا شخص کو اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد کر کے کھڑا ہونے والے شخص کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آج ہم جو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اگر آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اسلام اپنی نشأۃ ثانیہ کے دور میں داخل ہوا ہے اور اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچے گا۔ اگر ہم نے آپ سے یہ عہد بیعت اس لئے

کیا ہے کہ ہم آپ علیہ السلام کے کام میں آپ کے مددگار بنیں گے تو پھر اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی ہم میں ہیں، کم ہیں یا زیادہ ہمیں بھی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آنا چاہئے۔ اپنی محبت کے اظہار خدا تعالیٰ سے بھی، اس کے رسول سے بھی اور اس کے مسیح سے بھی کرنے چاہئیں۔ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اپنی وفاؤں کے معیار اونچے کرنے چاہئیں۔ اُسی طرح ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح وہ غریب دوست اپنے امیر دوست کے لئے تیار ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 18/مارچ2016ء تا24/مارچ2016ء جلد23 شمارہ12 صفحہ 05تا09)

10

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 04 مارچ 2016ء بمطابق 04 امان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ کچھ عرصہ میں بعض جمعوں کے خطبات میں مَیں نے بعض کہاوتیں، حکایتیں یا بعض کہانیاں جو سبق آموز ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بیان فرمائیں، بیان کیں۔ آج جب میں نے ان حکایتوں کو بیان کرنے کے لئے چنا تو مجھے خیال آیا کہ پاک و ہند کی پرانی کہانیاں اور روایتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان روایتوں کا آج تک جاری رہنا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے ہی ہے۔ اگر جماعت کے لٹریچر میں یہ نہ ہوتیں تو کبھی کی یہ کہیں دفن ہو چکی ہوتیں اور اِس جدید زمانے میں ان کو کوئی بھی نہ جانتا۔ آج ان باتوں کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں یہ دیکھ رہا تھا۔ سو ان روایتوں کو آج بیان کروں گا۔ **یہ صرف کہانیاں ہی نہیں بلکہ بعض حقیقی واقعات بھی ہیں۔ بعض اَور طرز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصائح بھی فرمائی ہوئی ہیں۔** بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو بظاہر تو لطیفے ہیں لیکن ان لطیفوں میں سے بھی آپ اصلاح کا پہلو ہمارے سامنے پیش فرما دیتے ہیں۔ ایسا ہی بظاہر ایک لطیفہ ہے جو پیش کرتا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مالن کی مثال بیان فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے کہ اس کی دو لڑکیاں تھیں ایک کمہاروں کے گھر بیاہی ہوئی تھی دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل آتا تو وہ عورت دیوانہ وار گھبرائی ہوئی پھرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے اسے کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہتیں کہ میری ایک بیٹی نہیں رہی۔ کیوں کہ اگر بارش ہو گئی تو جو کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی ہے وہ نہیں رہی، ان کا کاروبار ختم ہو جائے گا۔ اور اگر بارش نہ ہوئی تو جو مالیوں کے گھر ہے وہ نہیں رہے گی کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ان کی سبزیاں

وغیرہ نہیں اُگیں گی۔ تو بہر حال اگر ہو گئی تو کمہارن کے برتن خراب ہو جائیں گے۔ اگر نہ ہوئی تو سبزیوں والوں کی سبزی کا نقصان ہو گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد سوم صفحہ 211)

بظاہر تو یہ ہلکی پھلکی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مثال اس ضمن میں بیان فرمائی کہ قادیان کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ دوستوں نے سمجھایا لیکن دونوں نے یہی کہا کہ نہیں ہم نے انگریزی عدالت میں جانا ہے وہیں سے فیصلہ کروانا ہے اور ایک دوسرے پر سرکاری عدالت میں نالش کر دی۔ جب مقدمے کی پیشی ہوتی تو وہ خود یا ان کا کوئی نمائندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے آ جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے کہ دونوں میرے مرید ہیں اور ان سے تعلق بھی ہے۔ کس کے لئے دعا کروں کہ وہ ہارے اور وہ جیتے۔ مَیں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ جو سچا ہے وہ جیت جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 210)

آجکل بھی یہی حال ہے۔ جب احمدی ایک دوسرے پر قضاء میں یا عدالت میں کیس کرتے ہیں تو دعا کے لئے بھی ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ایسی دعا کے لئے کہنا تو ایسا ہی ہے جیسے بارش ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ہے۔ یا تو کمہاروں میں بیاہی ہوئی لڑکی کو نقصان پہنچے گا یا مالیوں میں بیاہی ہوئی لڑکی کو نقصان پہنچے گا۔ کسی نہ کسی نے نقصان اٹھانا ہے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ اس مثال سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مقدمے بازی ہوتی تھی تو آج بھی اگر ہو رہی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ جائز ہے۔ یہ جائز تو ہے کہ انصاف کے لئے انسان عدالت میں جائے **لیکن اگر آپس میں فیصلے دوستوں کے ذریعہ ہو سکتے ہوں، ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں، مل بیٹھ کے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے اور پھر ڈھٹائی بھی نہیں دکھانی چاہئے۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس نمونے کو پسند نہیں فرمایا تھا۔ پس ضد جو ہے یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اس لئے اس ضد سے بھی بچنا چاہئے اور پھر دعا کے لئے کہہ کے امام کو بھی مشکل سے بچانا چاہئے۔ کیونکہ اگر دونوں ہی فریق احمدی ہوں تو کس کے لئے دعا کرے اور کس کے لئے نہ کرے۔ اور وہی دعا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس کا حق بنتا ہے اسے دے دے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک حکم کی طرف، ایک بات کی طرف ہمیں توجہ دلائی اور وہ یہ کہ والدین کا عزت و احترام کرنا چاہئے۔ سوائے دین کے معاملے کے، خدا تعالیٰ کے حکموں کے معاملے کے والدین کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ان کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ جب دین کا معاملہ آئے تو بیشک یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں احترام تو آپ کا کرتا ہوں لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہے اس لئے یہ بات ماننا میرے لئے مشکل ہے، میری مجبوری ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ لیکن بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ کا مناسب احترام نہیں کرتے اور نہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔ بلکہ اولاد میں سے اگر کسی کو اچھا عہدہ مل جائے تو وہ اپنے غریب والدین سے ملنے میں بھی شرم محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کسی ہندو نے بڑی تکلیف برداشت کر کے اپنے لڑکے کو بی اے اور ایم اے کروایا اور اس ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا۔ سول سروس پہ چلا گیا۔ اس زمانے میں ڈپٹی ہونا بڑا اعزاز تھا۔ گو آج کے زمانے میں کوئی بڑا اعزاز نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے باپ کو ایک دن خیال آیا کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے مَیں بھی اس سے مل آؤں۔ چنانچہ جس وقت وہ ہندو اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا تو اس وقت اس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی اپنی گندی دھوتی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ ان میں سے کسی شخص کو اس آدمی کا بیٹھنا برا محسوس ہوا اور اس نے پوچھا کہ ہماری مجلس میں یہ کون بیٹھا ہوا ہے؟ تو ڈپٹی صاحب اس کی بات سن کر جھینپ گئے اور شرمندگی سے بچنے کے لئے کہنے لگے کہ یہ ہمارے ٹہلیا ہیں۔ یعنی کھلانے والے ہیں۔

باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر غصے کے ساتھ جل گیا اور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ جناب! مَیں ان کا ٹہلیا نہیں ان کی ماں کا ٹہلیا ہوں۔ ساتھ والوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں تو انہوں نے اس کو بڑی لعن طعن کی کہ اگر ہمیں پہلے بتا دیتے تو ہم اس کی مناسب تعظیم و تکریم کرتے۔ ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہرحال اس قسم کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ اگر رشتہ دار غریب ہوں تو لوگ رشتہ داروں کے ساتھ ملنے سے جی چراتے ہیں۔ چاہے وہ باپ ہے یا کوئی اور رشتہ دار ہے تا کہ ان کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی نہ آئے۔ گویا ماں باپ کا احترام یا اور دوسرے رشتے جن کا احترام کرنا چاہئے ان سے لوگ بچتے ہیں اور پھر بجائے اس کے کہ ماں باپ کا نام روشن کریں یہ تو الگ رہا ان کے نام کو بٹّہ لگانے والے بن جاتے ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 593)

ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ لوگ بعض **علماء یا مقررین کی تقریر صرف وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سنتے ہیں**۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارے میں یہی فرمایا ہوا ہے کہ مجلسوں میں صرف اس لئے نہ آؤ کہ فلاں مقرر اچھا ہے اس کی تقریر سننی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ اس مجلس میں کیا ذکر ہو رہا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ بہرحال بعض لوگ نہ مقرر کی بات کی گہرائی کو، نہ تقریر کو سمجھ رہے ہوتے ہیں، نہ اس کا مقصد ان کو سمجھ آ رہا ہوتا ہے۔ صرف وقتی حظ کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض مقررین بھی صرف عارضی جذباتی کیفیت پیدا کرنے کے لئے بڑی زور دار تقریر کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش

کرتے ہیں اور بڑی مختلف آوازیں نکالتے ہیں۔ بناوٹی قسم کی رقت بھی طاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ایسے ہی ایک خطیب کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک خطیب کا ذکر سناتے تھے کہ وہ لیکچر کے لئے کھڑا ہوا اور اس کا مضمون بڑا رقّت والا تھا۔ ایک شخص آیا اور کھڑا ہو گیا۔ زمیندار آدمی تھا۔ ہاتھ میں اس کے ترنگڑی تھی۔ یہ زمینداروں کی ایک چیز ہوتی ہے تین شاخہ سا آلہ ہوتا ہے۔ اس کا دستہ لمبا ہوتا ہے جو بھوسہ وغیرہ اٹھانے کے لئے، تُوڑی اٹھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جب جدید ٹیکنالوجی آئی ہے تو اس سے پہلے پرانے زمانے میں تو یہ یہاں مغربی ممالک میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ بہرحال دیہات سے آیا اور تقریر سننے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جتنے لوگ وہاں بیٹھے تھے ان پر تو اس تقریر کا اثر نہ ہوا لیکن وہ زمیندار تھوڑی ہی دیر بعد رونے لگ گیا۔ تقریر کرنے والا جو واعظ تھا اس کی جو شامت آئی اور اس کے دل میں ریا پیدا ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ یہ میرے وعظ سے متاثر ہو گیا۔ اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو انسانوں کے قلوب بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ تم لوگ ہو جو گھنٹوں سے میرا وعظ سن رہے ہو لیکن ان پر مطلق اثر نہیں ہوا۔ مگر یہ ایک اللہ کا بندہ ہے اس پر فوراً اثر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے لئے آیا ہے، کھڑا ہوا ہے اور یہ رو پڑا۔ پھر اس نے لوگوں کو بتانے کے لئے کہ دیکھو کتنا اثر ہوا ہے اس سے پوچھا کہ میاں! کس بات نے تم پہ اثر کیا ہے کہ تم رو پڑے ہو۔ اس نے کہا، اس کو صحیح طرح زمیندار لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جو پرانے ہوں کہ کل اسی طرح میری بھینس کا بچہ اَڑا اَڑا کر مر گیا تھا تو جب میں نے آپ کی آواز سنی تو وہ یاد آ گیا اور مَیں رو پڑا۔ تو یہ سن کر خطیب صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 137)

گویا اس شخص کے جذبات تو ابھرے لیکن خطیب کے زوردار آواز میں بولنے اور بعض دفعہ رقّت کی کوشش میں اپنے گلے سے عجیب و غریب آوازیں نکالنے کی وجہ سے اس کو اپنی بھینس کا بچہ جو گلے سے عجیب آوازیں نکالتے ہوئے مرا تھا وہ یاد آ گیا۔ تو خطیب بیچارے کو اپنے خطاب کی جو غلط فہمی ہو گئی تھی کہ میری جو رقّت بھری تقریر ہے یہ سن کے شاید یہ رو پڑا ہے تو وہ اس کی رِیا نے، اس کی بناوٹ نے فوراً دُور کر دی۔ ہمارے خلاف جو مولوی بولتے ہیں اگر کبھی ان کی تقریریں سنیں تو بالکل اسی طرح آوازیں آ رہی ہوتی ہیں۔ بہرحال یہ تو اُن لوگوں کا کام ہے۔ خاص طور پر جب ان کو احمدیت کے خلاف بولنے کا جوش آتا ہے تو جو لوگ پاکستان میں رہتے ہیں یا پاکستان سے ان دنوں میں آئے ہیں ان کو پتا ہو گا، جنہوں نے ان کی تقریریں سنی ہوں گی کہ کس طرح کی اور کیسی تقریریں ان کی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی ورنہ اسلام کے نام پر پیروں نے جو دوکانداریاں چمکائی ہوئی ہیں ہم بھی شاید انہی کا حصہ ہوتے۔ دعوے تو یہ پیر لوگ کرتے ہیں کہ

بڑے پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دعاؤں سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا بڑا قریبی تعلق ہے اور دنیا سے بالکل بے رغبتی ہے۔ لیکن ان کے عمل کیا ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خاص درجہ تک پہنچا ہوا سمجھتا تھا مگر ایک دفعہ ایک مرید کے ہاں گیا اور جا کر کہا کہ لاؤ میرا ٹیکس۔ یعنی مجھے نذرانہ دو۔ قحط کا موسم تھا۔ مرید نے کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ اس دفعہ معاف کر دو۔ پیر صاحب بہت دیر تک لڑتے جھگڑتے رہے اور آخر کوئی چیز اس کی بکوائی۔ کوئی چیز اس کو بیچنی پڑی اور پھر روپیہ لے کر اس کی جان چھوڑی۔ تو اس قسم کی کمزوریاں اور گند ان لوگوں میں دیکھے جاتے ہیں جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔

(ماخوذ از ذکر الٰہی۔ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 495-494)

اور یہ اُس زمانے کی کوئی پرانی باتیں نہیں بلکہ آج بھی پاکستان وغیرہ ملکوں میں ایسے پیر موجود ہیں۔ قرآن کریم میں جو علم و معرفت کا بیان ہوا ہے۔ اس نے ہر علم کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہ اَور بات ہے کہ اپنی کم علمی اور کم غور و تدبر کی وجہ سے اکثر اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طب کے تمام اصول قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور دنیا کی تمام امراض کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے مجھے اس طرح قرآن مجید پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو اور ممکن ہے میرا عرفان ابھی تک اس حد تک نہ پہنچا ہو مگر بہر حال جتنا بھی عرفان ہے اپنا عرفان اور اپنے بڑوں کا تجربہ ملا کر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید سے باہر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 503)

پس قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر پڑھنی چاہئیں۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تفسیریں لکھی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔ خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم نے علم حاصل کر لیا اور یہ بہت ہے اور کسی چیز کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی تجربے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی دوسرے سے مشورہ لینے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ علم کے ساتھ تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص محض کتاب پڑھ کر طبیب بننا چاہے تو بہت مشکل ہے۔ بڑا محال ہے۔ مثلاً طب کی کتب ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کے پڑھنے کے ساتھ لائق طبیب کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج کیا ہو۔ اگر ایک طبیب ہے جب کتب پڑھ لے تو پھر کسی ماہر کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج بھی کرتا ہو۔ اسی لئے ڈاکٹروں کو جب کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے تو اس کے

ساتھ ساتھ ماہر ڈاکٹروں کے ساتھ ان کے پریکٹیکل بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو تجربہ حاصل نہیں ہوتا اور انسان کچھ سیکھ نہیں سکتا۔ لیکن اس کے بعد بھی تجربات ضروری ہوتے ہیں صرف یہی نہیں کہ پڑھائی کے دوران تجربہ حاصل کر لیا۔ بہر حال کسی طبیب کا طب کا علم تبھی کامل ہو گا جب وہ ساتھ عمل بھی کرے گا۔ بغیر عمل کے علم مفید نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی علم اور عمل کے متعلق سناتے تھے کہ ایک طبیب تھا جو بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے طب کا خوب مطالعہ کیا ہوا تھا۔ علم حاصل کیا ہوا تھا۔ بہت پڑھا ہوا تھا۔ اس نے رنجیت سنگھ کا شہرہ سنا تو دلّی سے اس کے دربار میں پہنچا کہ شاید ترقی حاصل ہو۔ رنجیت سنگھ کا وزیر ایک مسلمان تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی اور اس سے مہاراجہ سے ملنے کے لئے سفارش چاہی۔ یعنی طبیب نے مسلمان وزیر سے ملاقات کی اور کہا کہ میری سفارش کرو کہ میں راجہ سے مل سکوں۔ وزیر کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس کا رسوخ ہو گا تو مَیں کہیں گر نہ جاؤں۔ اور طبیب کی سفارش نہ کرنا بھی اس نے مروّت کے خلاف سمجھا۔ کچھ وہ طبیب صاحب کی باتوں سے سمجھ بھی گیا تھا کہ ان کا عملی تجربہ تو کچھ نہیں لیکن بہر حال علم بہت ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے اس نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ حضور یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے فلاں کتاب پڑھی ہوئی ہے اور اس مسلمان وزیر نے اس طبیب کے علم کی بہت تعریف کی۔ مہاراجہ نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ انہوں نے علاج بھی کیا ہے، تجربہ حاصل کیا ہے؟ وزیر نے کہا کہ تجربہ بھی حضور کے طفیل ہو جائے گا۔ آپ پہ تجربہ کر لیں گے۔ رنجیت سنگھ بڑا عقل مند آدمی تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ علم بغیر عمل کے کچھ نہیں اور کہا کہ تجربے کے لئے کیا غریب رنجیت سنگھ ہی رہ گیا ہے۔ بہتر ہے کہ حکیم صاحب کو انعام دے کر رخصت کر دیا جائے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 7 صفحہ 19-18)

پس علم کے ساتھ عملی تجربہ بھی ضروری ہے اور دنیا میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی بھی میدان میں علم حاصل کرنے کے بعد اگر عملی تجربہ حاصل نہ کیا جائے تو بعض موقعے ایسے آتے ہیں جہاں کام کرتے وقت انسان کو پتا نہیں لگتا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ ہاتھ پیر پھول جاتے ہیں اور باوجود علم کے جو مسئلہ سامنے ہوتا ہے، جو روک ہوتی ہے وہ دُور نہیں ہو سکتی۔ پس اگر صرف علم حاصل کر کے انسان اپنے آپ کو کسی میدان کا ماہر سمجھنے لگ جائے تو پھر اسے رنجیت سنگھ والا جواب ملے گا۔

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے اور اس کی بہت اہمیت ہے کہ نوجوان جدید علم جب حاصل کرتے ہیں تو اس کا مزید تجربہ بھی حاصل کریں اور اپنے علم کو تجربہ کار لوگوں کے ساتھ ملا کر پھر جماعت کی ترقی کے لئے بھی استعمال کریں۔ بہت سے مشورے لوگ دیتے ہیں۔ نئی ٹیکنالوجی ہے اس کو استعمال کرنا ہے تو بعض دفعہ علم کی حد تک تو ٹھیک ہوتا ہے لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے اور یا

پھر ایسی روکیں سامنے آسکتی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے اور تجربہ کار لوگ یہ بتا سکتے ہیں۔

ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے **جب نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو** اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعتی معاملات میں افراد کبھی ترقی نہیں کر سکتے بلکہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتے جب تک ان کا جڑ سے تعلق نہ ہو اور اس زمانے میں یہ تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اخبارات ہیں۔ انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلہ کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے پاس بیٹھا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے مَیں اب بول رہا ہوں۔ اس وقت آپ بیان فرماتے ہیں کہ اب عورتوں کا جلسہ ہو رہا ہے، جلسے کی تقریر ہے۔ عورتیں لاؤڈ سپیکر پر تقریر سن رہی ہیں۔ اگر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے ان تک آواز نہ جا رہی ہوتی تو ان کو کچھ علم نہ ہوتا کہ کیا بول رہے ہیں۔ پس لاؤڈ سپیکر نے عورتوں کو میری تقریر کے قریب کر دیا ہے۔ یہاں بھی اب لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے، عورتوں کے ہال میں بھی آواز جا رہی ہے اور وہ بھی سُن رہی ہیں۔ یہ بھی ایک قربت ہے۔

اسی طرح اخبارات دُور رہنے والوں کو قوم سے وابستہ رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ الحکم اور بدر ہمارے دو بازو ہیں۔ گو بعض دفعہ یہ اخبارات ایسی خبریں بھی شائع کر دیتے تھے جو ضرر رساں ہوتی تھیں مگر چونکہ ان کے فوائد ان کے ضرر سے زیادہ تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے یہ دو اخبارات ہمارے دو بازو ہیں۔ دو بازو ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ان کے ذریعہ ہمارا جو بازو ہے یعنی جماعت وہ ہم سے ملا ہوا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ اُس زمانے میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں، ہمارے اخبارات کی طرف احباب کو بہت توجہ ہوا کرتی تھی۔ حالانکہ جماعت اس وقت آج سے دسواں یا بیسواں حصہ تھی اور اب تو سوواں یا ہزارواں حصہ ہے۔ چنانچہ بدر کی خریداری ایک زمانے میں، اُس زمانے میں چودہ پندرہ سو رہ چکی تھی۔ اس کے بعد پھر کم ہوتی رہی۔ اسی طرح الحکم کی تعداد بھی بڑھی۔ جماعت کے دوست اس زمانے میں کثرت سے اخبارات خریدتے تھے بلکہ جو پڑھے لکھے نہیں تھے بعض دفعہ وہ بھی خریدتے تھے اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دے دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔

(ماخوذ از مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 545-544)

بلکہ ایک احمدی یکّہ چلانے والے تھے۔ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ وہ الحکم منگوا کر رکھ لیتے تھے اور اپنی سواریاں جب ٹانگے پر لے کے جاتے تھے تو سواری کی شکل دیکھ کے پہچان لیتے تھے کہ یہ کوئی شریف النفس ہے تو

اسے اخبار دے کر کہتے تھے کہ یہ اخبار آیا ہے ذرا مجھے پڑھ کر سنانا اور اس طرح بعض دفعہ جب سواری اپنی منزل پر پہنچ کے اترتی تھی تو اخبار کا نام پتا نوٹ کر لیتے تھے اور اس طرح جماعت کے رابطے میں آتے تھے اور پھر بیعتیں ہوتی تھیں۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے علاقے میں باوجود اَن پڑھ ہونے کے اور ٹانگہ چلانے کے سب سے زیادہ بیعتیں کروائیں۔ اِس زمانے میں تو اللہ تعالیٰ نے اور بھی آسانی ہمارے لئے پیدا فرمادی ہے۔ ایک تو اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ہر احمدی کو ایم ٹی اے سننے کی ضرورت ہے اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔ دوسرے تبلیغ کے لئے جو ایم ٹی اے اور ویب سائٹ پر پروگرام ہیں وہ بھی دوسروں کو بتانے چاہئیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ بعض دفعہ موقع ملتا ہے تو بیٹھ کے دیکھنے چاہئیں۔ دوستوں کو ان کا تعارف کروانا چاہئے۔ بہت سارے خط مجھے ابھی بھی آتے ہیں کہ جب سے ہم نے ایم ٹی اے پر کم از کم خطبات ہی باقاعدہ سننے شروع کئے ہیں ہمارا جماعت سے مضبوط تعلق ہو رہا ہے۔ ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہو رہی ہے۔ پس آجکل ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی جو ویب سائٹ ہے یہ جماعت کی ویب سائٹ ہے۔ یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو بھی پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔

بعض لوگ سوچ تو یہ رکھتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہو اور اسلامی احکامات کی پابندی کرنے والے ہوں۔ خاص طور پر نمازوں کے بارے میں یہ خواہش رکھتے ہیں کہ باقاعدہ نماز پڑھنے والے ہوں لیکن پھر ایسے لوگوں کی صحبت میں چلے جاتے ہیں جو سست ہیں اور نتیجۃً باوجود خواہش کے خود یہ لوگ بھی سست ہو جاتے ہیں۔ یہ اثر لاشعوری طور پر پڑ رہا ہوتا ہے۔ پس تعلقات بنانے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جن کی دینی حالت اچھی ہو جو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کرنے والے ہوں اور پابند ہوں۔ اس حوالے سے خاص طور پر مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جہاں تھوڑی سی جگہ پر احمدیوں کی بڑی تعداد ہے اور اسی طرح وہاں مساجد بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہیں کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جو جماعت کے نظام کے بارے میں غلط خیالات رکھتے ہیں ان سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ باہر سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بعض دفعہ اس بارہ میں مجھے لکھتے بھی ہیں، شکایتاً بھی لکھتے ہیں کہ ربوہ میں بھی نمازوں کے اہتمام کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ پس ربوہ کے شہریوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ جو کمزور ہیں وہ کمزوروں کا اثر لینے کی بجائے ان لوگوں کا اثر لیں جن کا جماعت سے مضبوط تعلق بھی ہے اور جو نماز میں بھی باقاعدہ ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے کہ کس طرح اثر ہوتا ہے اور عقل مند کس طرح سمجھ جاتا ہے کہ مجھ پر دوسرے کا اثر ہو رہا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا

کرتے تھے کہ ایک دفعہ جالینوس ایک جگہ کھڑا تھا۔ ایک دیوانہ دوڑتا ہوا آیا اور آکر اس سے چمٹ گیا۔ جب جالینوس نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا میرا فصد نکلواؤ۔ یعنی خون نکلواؤ۔ اس پر لوگوں نے پوچھا کہ فصد کیوں کھلواتے ہیں۔ کہنے لگا کہ یہ دیوانہ جو آکر مجھ کو چمٹ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں بھی کوئی رَگ جنون کی ہے کہ یہ اَوروں کو چھوڑ کر مجھ سے آچمٹا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر جنون کی کوئی رَگ ہے جس سے اس دیوانے کو مناسبت ہوئی اور وہ میری طرف کھچا آیا۔ تو مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے جھکنا جو نمازی نہیں ہیں اور ان کے پیچھے چلنا جو نمازوں میں سست ہیں یہ بتاتا ہے کہ انہیں بھی سست لوگوں سے مناسبت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 349-348)

پس عمومی طور پر ہر جگہ ہی ہر احمدی کو سست لوگوں سے مناسبت رکھنے کی بجائے چست لوگوں سے، active لوگوں سے، جماعت کے فعّال لوگوں سے مناسبت رکھنی چاہئے۔ ان سے تعلق رکھنا چاہئے اور جب یہ مناسبت قائم ہو کر چست لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا تو سست بھی پھر چست ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مَیں معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے فلاں معجزہ دکھا دیا جائے تو میں آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مداری نہیں۔ وہ کوئی تماشا نہیں دکھاتا بلکہ اس کا ہر کام حکمت سے پُر ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ جو پہلے معجزے دکھائے گئے تھے ان سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا ہے کہ آپ کے لئے اب کوئی نیا معجزہ دکھایا جائے۔ مگر انسانی فطرت کی کمزوری اس کو بھی ناپسند کرتی ہے بلکہ شاید اسے بدتہذیبی قرار دیتی ہے۔ وہ جائز سمجھتی ہے کہ سستی اور غفلت میں مبتلا چلی جائے بلکہ سستی اور غفلت میں ہمیشہ پڑی رہے اور کوئی اس سے اتنا بھی سوال نہ کرے کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک ادا کیا ہے ہاں جب وہ کوئی تماشا دیکھنا چاہے اس وقت اسے وہ تماشا ضرور دکھا دیا جائے۔

(ماخوذ از 'تحریک جدید ایک قطرہ ہے'۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 228-227)

یہ انسانی فطرت ہے۔ یہ عادت ضدی انسانوں کی ہمیشہ سے ہے کہ نہ ماننا ہو تو شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ تمام انبیاء سے یہی سوال ہوتے رہے ہیں حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہ ماننے والوں نے ایسے ہی مطالبے کئے تھے کہ سونے کے گھر کا نشان دکھائیں۔ آسمان پر چڑھنے کا نشان دکھائیں اور پھر یہی نہیں بلکہ آسمان سے ہمارے سامنے کتاب بھی لے کر آئیں۔ اور اس طرح کی بیہودہ باتیں اور اعتراض تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان بیہودہ مطالبوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور نہ اس کے انبیاء دیتے ہیں۔ بے شمار نشانات ہیں اگر ماننا ہو تو نیک فطرتوں کے لئے وہی کافی ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے تحریک جدید پر بعض اعتراض کئے کہ یہ کیا نئی سکیم شروع کر دی ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ پر فرمایا کہ درحقیقت میری تحریک کوئی جدید تحریک نہیں بلکہ

یہ قدیم تحریک ہے۔ اور اس جدید کے لفظ سے نہ صرف ان ماؤف اور بیمار دماغوں سے تلعّب کیا گیا ہے جو بغیر جدید کے کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جس طرح ڈاکٹر جب ایک مریض کا لمبے عرصے تک علاج کرتا رہتا ہے تو بیمار بعض دفعہ کہتا ہے کہ مجھے ان دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تب وہ کہتا ہے اچھا میں آج تمہیں نئی دوا دے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ پہلی دوا میں کچھ اور ملا دیتا ہے۔ مثلاً اس زمانے میں آپ نے مثال دی کہ ٹنکچر کارڈمم (Tincture Cardamom) ملا کر خوشبودار بنا دیتا ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ یہ نئی دوا مجھے مل گئی اور ڈاکٹر بھی اسے نئی دوا کہنے میں حق بجانب ہوتا ہے کیونکہ دوا میں ایک نئی دوا ملائی ہوتی ہے مگر وہ اس لئے اسے جدید بناتا ہے تا مریض دوائی پیتا رہے اور اس کی امید نہ ٹوٹے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک بڑھیا آئی۔ اسے ملیریا بخار تھا جو لمبا ہو گیا، اتر نہیں رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم کونین کھایا کرو۔ وہ کہنے لگی کونین؟ میں تو اگر کونین کی گولی کا چوتھا حصہ بھی کھالوں تو ہفتہ ہفتہ بخار کی تیزی سے پھونکتی رہتی ہوں۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ کونین کھانے کے لئے تیار نہیں تو چونکہ عام طور پر ہمارے ملک میں کونین کو کَونَین کہتے ہیں جس کے معنی دو جہانوں کے ہوتے ہیں یعنی دو جہان۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کھانے کو تو کونین دی، گولیاں دیں۔ مگر فرمایا یہ دَارین کی گولیاں ہیں انہیں استعمال کرو۔ کونَین اور دَارین دو جہان ہی ہیں۔ واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا یہ کونین نہیں ہے۔ اس کا نیا نام رکھ دیا۔ دو تین گولیاں ہی اس نے کھائی ہوں گی کہ آ کے کہنے لگی کہ مجھے تو اس دوا سے ٹھنڈک پڑ گئی ہے کچھ اور گولیاں دیں۔ پہلے تو وہ کہتی تھی کہ آدھی گولی کھالوں، چوتھا حصہ کھالوں تو بخار نہیں اترتا، گرمی ہو جاتی ہے یا نام بدلنے سے ہی ٹھنڈک پڑ گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح پرانی تحریک کا نام جدید رکھ دیا۔** اور تم نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ جدید تحریک ہے۔ وہ لوگ جن کے اندر اخلاص تھا وہ چاہتے تھے کہ روحانیت میں ترقی کریں انہوں نے جب ایک تحریک کا نیا نام سنا تو انہوں نے کہا یہ نئی چیز ہے۔ آؤ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ لوگ جن کے اندر نفاق تھا انہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ نئی چیز ہے، کہنا شروع کر دیا کہ اب یہ نئی نئی باتیں نکال رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق سے انحراف کر رہے ہیں۔ نہ اِس نے بات سمجھنے کی کوشش کی اور نہ اُس نے فائدہ اٹھایا۔

(ماخوذ از 'تحریک جدید ایک قطرہ ہے...' انوار العلوم جلد 14 صفحہ 230-231)

پس یہ ایک قانون ہے جو ہمیشہ سے مقرر ہے آدم کے وقت سے آج تک کہ جب شیطان تم پر حملہ کرے تو تمہیں اس سے بچنے کے لئے ترکیبیں نکالنی پڑیں گی اور شیطان سے بچنے اور دین کے کام میں ترقی کے

لئے جب بھی کوئی ترکیب نکالی جائے تو اصل میں وہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہوتی ہے جس کے لئے انبیاء آئے اور جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور جس کے لئے اس زمانے میں آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے اور جماعت کی مجموعی ترقی کے لئے ذمہ دار افراد کو مسلسل اور پیچھے پڑ کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے چاہے وہ تربیت کا کام ہو یا کوئی اور کام ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک فقیر تھا جو اکثر اس کمرے کے سامنے جہاں پہلے محاسب کا دفتر تھا بیٹھا کرتا تھا۔ جب اسے کوئی آدمی احمدیہ چوک میں سے آتا ہوا نظر آتا تو کہتا کہ ایک روپیہ دے دو۔ جب آنے والا کچھ قدم آگے آجاتا تو کہتا اٹھنّی ہی سہی۔ جب وہ کچھ اور آگے آتا تو کہتا چونّی ہی سہی۔ جب اس کے مقابلے پر آجاتا تو کہتا دو آنے ہی دے دو۔ جب اس کے پاس سے گزر کر دو قدم آگے چلا جاتا تو کہتا ایک آنہ ہی سہی۔ جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا ایک پیسہ ہی دے دے۔ جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا دھیلہ ہی سہی۔ جب جانے والا اس موڑ کے قریب پہنچتا جہاں مسجد اقصیٰ کی طرف مڑتے ہیں تو کہتا کہ پکوڑا ہی دے دو۔ جب دیکھتا کہ آخری نکڑ پر پہنچ گیا ہے تو کہتا مرچ ہی دے دو۔ وہ روپے سے شروع کرتا اور مرچ پر ختم کرتا۔ اسی طرح کام کرنے والوں کو بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے ہاتھ آجائے۔ اگر پہلی دفعہ سو میں سے ایک کی طرف توجہ کرے گا تو اگلی دفعہ دو ہو جائیں گے اس سے اگلی دفعہ چار ہو جائیں گے اور اس طرح آہستہ آہستہ بڑھتے جائیں گے۔ پس کام کرو اور پھر نتیجہ دیکھو۔ جب دنیوی کام بے نتیجہ نہیں ہوتے تو کس طرح سمجھ لیا جائے کہ اخلاقی اور روحانی کام بغیر نتیجہ کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن جن کے من ٹھیک نہ ہوں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو کام کرتے ہیں لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ 'نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' کہنے سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے تو اپنی طرف سے پوری محنت کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سے دشمنی نکال لی۔ یہ کہنا کس قدر حماقت اور بیوقوفی ہے۔ گویا اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو کام ہم کرتے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ لیکن اچھے یا برے نتیجہ کا دارومدار ہمارے اپنے کام پر ہوتا ہے۔ کسی شخص نے 10/1 حصے کے لئے محنت کی ہے تو قانون قدرت یہی ہے کہ اس کا 10/1 حصہ نتیجہ نکلے گا۔ اب اس کے 10/1 حصے نکلنے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کی وجہ سے 10/1 حصہ نتیجہ نکلے گا ورنہ اس نے محنت تو زیادہ کی تھی۔ قانون قدرت کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا لیکن شرارتی نفس یہ کہتا ہے کہ میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا تھا لیکن اللہ میاں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا اور بھول گیا۔ اس سے بڑا کفر اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس جہاں تک محنت اور کوشش کا سوال ہے نتائج ہمارے ہی اختیار میں ہیں اور اگر نتیجہ اچھا نہیں نکلتا تو سمجھ لو کہ ہمارے کام میں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر کام کے نتائج کسی

معین صورت میں ہمارے سامنے آسکیں اور جب تک یہ نتائج سامنے نہ آئیں ہمیں آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔
(ماخوذ از 'مجلس خدام الاحمدیہ کا تفصیلی پروگرام'۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 201-202)

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عبادت کی، بڑی دعائیں کیں، ہمیں ہمارے مقصد نہیں حاصل ہو سکے۔ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ تو ان کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو جس حد تک جانا چاہئے وہاں تک نہیں پہنچے یا پھر انہوں نے منزل تو مقرر کر لی لیکن راستہ غلط لے لیا۔ پس اس پر ایک دعا کرنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ راستہ بھی صحیح ہو اور جو جتنی محنت چاہئے وہ بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ کیمیا گر جب ناکام رہتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی۔ گویا وہ کیمیا بننے سے ناامید نہیں ہوتا بلکہ اپنی کوشش کا نقص قرار دیتا ہے حالانکہ کیمیا گری میں امید کی گنجائش ہی نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھنے اور اس کے قریب ہونے کی تو پوری امید ہے مگر کیمیا گر جس کی ساری عمر ہی ایک آنچ کی کسر میں گزر جاتی ہے وہ تو باوجود ہر دفعہ کی ناکامی کے ناامید نہیں ہوتا لیکن وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے قریب ہونا چاہے کامیاب نہیں ہوتا تو اپنے طریقِ عمل کا نقص قرار نہیں دیتا بلکہ خدا تعالیٰ سے ناامید ہو کر فوراً ناامید ہو جاتا ہے اور اپنی تمام کوششیں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ پس کیمیا گر تو غلطی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور سونا بننے کے خیال کو یقینی سمجھتا ہے لیکن خدا کو پانے کی کوشش کرنے والا اپنی غلطی کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔
(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 11 صفحہ 60)

آجکل کی ریسرچ کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے۔ سالوں ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ریسرچ کرتے ہیں۔ سالوں لگاتے ہیں اور پھر سالوں بعد جا کے کہیں کامیابی ملتی ہے اور وہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جس طریق کو ایک دفعہ اپنایا ہو اسی کو اختیار کریں۔ مختلف تجربات میں مختلف طریقے بدلتے رہتے ہیں۔ پس روحانیت کے حصول اور خدا تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی اپنے طریق کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی ضرورت ہے اور اس کے جائزے کی ضرورت ہے۔ کس طرح اصلاح کر رہے ہیں۔ اس کے لئے اپنے نفس کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہر قسم کے اعمال کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس قسم کے ہمارے اعمال ہیں۔ اپنی سوچوں اور عقل کی درستی کی ضرورت ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعائیں سنتا ہوں اور پھر اگر وہ قریب نہیں آتا، دعائیں نہیں سنی جاتیں تو کہیں نہ کہیں، کسی جگہ ہماری کوششوں اور حالتوں میں کمی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ گداگر دو

قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نرگدا اور ایک دوسرا خرگدا۔ نرگدا وہ ہوتا ہے جو کسی کے دروازے پر جا کر آواز دیتا ہے کہ کچھ دو۔ اگر کسی نے کچھ ڈال دیا تو لے لیا۔ نہیں تو دو تین آوازیں دے کر آگے چلے گئے۔ مگر خرگدا وہ ہوتا ہے کہ جب تک نہ ملے ٹلتا نہیں۔ اس قسم کے گدا اگر لئے بغیر پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور ایسے گدا اگر بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھی آ کر ایک شخص بیٹھا کرتا تھا۔ وہ نہیں اٹھتا تھا جب تک کچھ لے نہ لیتا۔ وہ بیٹھا رہتا تھا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نہ نکلتے اور اسے کچھ دے نہ دیتے۔

پھر بعض اوقات وہ رقم مقرر کر دیتا کہ اتنی رقم لینی ہے اور اگر حضرت صاحب اس سے کم دیتے تو وہ ہرگز نہ لیتا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مہمان اسے اتنی رقم پوری کر دیتے تھے کہ چلا جائے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ اگر اس کے منہ سے کوئی رقم نکل گئی کہ یہ لینی ہے اور وہ پوری نہ ہوتی تو وہ جاتا نہ تھا جب تک رقم پوری نہ کر دی جاتی اور اگر حضرت صاحب بیمار ہوتے تو تب تک نہ جاتا جب تک صحت یاب ہو کر آپ باہر تشریف نہ لاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خرگدا بنے اور مانگتا چلا جائے اور خدا کے حضور دھونی رما کر بیٹھ جائے اور ٹلے نہیں جب تک کہ خدا کا فعل یہ ثابت نہ کر دے کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے۔

خدا کا فعل کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے کئی طرح سے ہے۔ ایک عورت مثلاً حمل میں ہے۔ آجکل کی سائنس کے مطابق یہ پتا چل جاتا ہے کہ لڑکی پیدا ہو رہی ہے یا لڑکا پیدا ہونا ہے اور آخری وقت میں آ کے بالکل پتا چل جاتا ہے۔ اس وقت یہ کہنا کہ اب لڑکا ہی ہو یہ خدا تعالیٰ کے فعل کے خلاف ہے۔ وہ تو پیدائش کا آخری وقت ہے۔ ہاں اگلے حمل کے لئے یہ دعا قبول ہو سکتی ہے کہ آئندہ حمل میں پھر اللہ تعالیٰ لڑکا دے دے **یا کبھی خدا کا منشاء کھول دیا جائے اور پھر بھی انسان دعا کرتا رہے تو پھر بھی یہ غلط ہے۔ یہ بے ادبی بن جاتی ہے۔** لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی تدبیر کو بھی نہیں چھوڑنا۔ **تدبیر بھی دعا کے ساتھ ضروری ہے۔** تدبیر اور دعا مستقل مزاجی سے کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے۔ تدبیر کا دعا کے ساتھ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ تدبیر کا دعا کے ساتھ نہ ہونا بالکل غلط چیز ہے اور ایسے شخص کی دعا اس کے منہ پر ماری جاتی ہے جو صرف دعا کرتا ہو اور تدبیر نہ کرتا ہو۔ جو تدبیر اور دعا کو ساتھ نہیں رکھتا اس کی دعا نہیں سنی جاتی کیونکہ دعا کے ساتھ تدبیر کا نہ کرنا خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا اور اس کا امتحان لینا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ بندے اس کا امتحان لیں۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 10 صفحہ 200-201)

اللہ تعالیٰ ہمیں مستقل مزاجی سے اور اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بناتے ہوئے اور تمام ظاہری پہلو اپناتے ہوئے دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ کو مخالفین نے یکم مارچ 2016ء کو دوپہر تقریباً ڈیڑھ بجے ان کے گھر کے باہر چھریوں کے وار کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وقوعہ کے روز شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب گھر سے ملحقہ اپنی دوکان کو بند کر کے اپنے بچوں کو سکول سے لینے کے لئے گھر سے نکلے ہی تھے کہ دو نامعلوم حملہ آوروں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو گھسیٹتے ہوئے گلی میں لے گئے۔ ایک شخص نے قمر الضیاء صاحب کو دبوچ لیا اور دوسرے نے ان پر چھریوں کے ساتھ وار شروع کر دیئے۔

مکرم قمر الضیاء صاحب نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن ان کی چھاتی، کندھے، دل اور گردن پر چھریوں کے زخم آئے۔ ایک حملہ آور نے گردن کے پیچھے چھری سے وار کیا اور چھری جسم میں پیوست چھوڑ کر موقع سے فرار ہو گئے۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی آپ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم دولت خان صاحب کے ذریعہ ہوا تھا جنہوں نے اولکھ بیری ضلع گورداسپور سے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ وفات کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم فتح محمد صاحب بھی بفضلہ تعالیٰ پیدائشی احمدی تھے۔ وہ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے کالیکے ناگرے ضلع سیالکوٹ میں آکر آباد ہوا۔ شہید مرحوم کی پیدائش وہیں کی ہے۔ پھر یہ 1985ء میں کوٹ عبدالمالک آ گئے۔ شہید مرحوم نے بی کام تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ مختلف ادارہ جات میں ملازمت کی۔ بعد میں اپنے گھر سے ملحقہ ایک دکان کھول لی۔ کاروبار کا آغاز کیا۔ فوٹو سٹیٹ اور موبائل کی دوکان بنائی۔ 2004ء میں ان کی شادی ہوئی۔ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ نیک، ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس، ملنسار شخصیت کے مالک، نہایت مخلص، فدائی اور دلیر نوجوان تھے۔ مرکزی مہمانان کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ نمایاں رہے۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ شہید کے بھائی مظہر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ نمازوں کی ادائیگی کا بالعموم اور نماز جمعہ کی ادائیگی کا بالخصوص انتظام کیا کرتے تھے۔ شہید مرحوم کو باقاعدگی کے ساتھ جمعہ پڑھتے دیکھ کر دیگر غیر از جماعت دوکاندار بھی اپنی دوکانیں بند کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر یہ مرزائی جمعہ کے وقت دوکان بند کر کے جا سکتا ہے تو ہمیں بھی جانا چاہئے۔ آپ اس وجہ سے بھی کبھی جمعہ نہیں چھوڑتے تھے کہ میری وجہ

سے غیر احمدی لوگ بھی جمعہ کے لئے جاتے ہیں۔ آپ کی اہلیہ نے بتایا کہ گزشتہ ماہ سے شہید مرحوم کے رویے میں نمایاں تبدیلی آئی تھی اور میرا پہلے سے بڑھ کے خیال رکھتے۔ کسی سخت بات کا بھی برا نہیں مناتے تھے۔ شہید مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور اس وقت سیکرٹری اصلاح و ارشاد کے عہدے پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس سے پہلے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تمام جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ شہید مرحوم کو جماعتی مخالفت کا سامنا تھا اور اس کے بارے میں پولیس اور انتظامیہ کو تحریری درخواستیں بھی دی جا چکی تھیں۔ 14/ اگست 2012ء کو تقریباً پانچ سو افراد پر مشتمل جلوس پولیس کی نگرانی میں قمر الضیاء صاحب کے گھر کے باہر اکٹھا ہوا۔ مخالفین کے دباؤ پر ایک پولیس والے نے دوکان کے کاؤنٹر پر چڑھ کر تصاویر اتارنی شروع کر دیں۔ دوکان کے شٹر پر لکھے ہوئے۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْن اور کلمہ طیبہ کو سیاہ رنگ پھیر کر مٹا دیا۔ بعد ازاں اس گھر کی دیوار پر آویزاں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اور مَاشَآءَ اللّٰہ کی تحریرات کو بھی چھینی ہتھوڑے سے توڑ دیا۔ آخر میں گھر کے باہر لگی نام والی تختی جس پر قمر الضیاء صاحب کے والد صاحب کا نام محمد علی لکھا ہوا تھا اس سے 'محمد' بھی چھینی ہتھوڑے سے توڑ دیا گیا۔ یہ تو ان لوگوں کی حالت ہے سوائے اس کے کہ اس پہ اِنَّا لِلّٰہ پڑھا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح 26/ جنوری 2014ء کو چالیس سے پچاس مولویوں کے ایک جلوس نے قمر الضیاء صاحب کو ان کی دوکان سے زبردستی باہر نکال کر تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی بے حرمتی کی اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے۔ اس دوران پولیس موقع پر پہنچ کر قمر الضیاء صاحب کو تھانے لے گئی لیکن بعد ازاں مخالفین کے خلاف بغیر کسی کارروائی کے معاملہ رفع دفع کروا دیا۔ تو یہ مخالفانہ حالات تھے۔ دھمکیاں ان کو مستقل ملتی تھیں۔ اس وجہ سے ان کا خیال تھا کہ شاید بیرون ملک چلے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور اپنے پاس بلا لیا۔ شہید مرحوم نے پسماندگان میں دو بھائی اور دو ہمشیرگان کے علاوہ والد مکرم محمد علی صاحب، اہلیہ روبی قمر صاحبہ تین بچے حذیفہ احمد عمر دس سال، بیٹی امۃ المتین عمر سات سال اور ایک دوسری بیٹی امۃ الہادی عمر چار سال چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس شہید بھائی کے درجات بلند فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیشہ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور نعماء جنت سے نوازتا رہے۔ اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 25/ مارچ 2016ء تا 31/ مارچ 2016ء جلد 23 شمارہ 13 صفحہ 05 تا 09)

11

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 11 / مارچ 2016ء بمطابق 11 / امان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (النور:22)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ اس میں ہمیشہ رہنے کی کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ انسان کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ آزاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں گے۔ شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آکر لڑ رہا ہے۔ بلکہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے، مکر و فریب سے، دنیاوی لالچوں کے ذریعہ سے انسان کی اَناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دُور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کرتا ہے۔ شیطان نے خدا تعالیٰ کو کہا تھا کہ جس فطرت کے ساتھ تُو نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جس طرح اس کی یہ فطرت ہے کہ دونوں طرف مڑ سکتا ہے تو اس کو مَیں اپنے پیچھے چلاؤں گا کیونکہ برائیوں کی طرف اس کا زیادہ رخ ہو گا۔ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ہر راستے سے اس پر حملہ کروں گا۔ ہر راستے سے اس کو بہکاؤں گا۔ اور سوائے وہ جو تیرے حقیقی بندے ہیں،

خالص بندے ہیں تو وہ میرے حملے سے بچیں گے۔ ان پر تو میرا کوئی مکر، کوئی حملہ کارگر نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ اکثریت میرے قدموں پر چلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی اور ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ جو تیرے پیچھے چلنے والے ہوں گے انہیں مَیں جہنم میں ڈالوں گا۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بھیجنے کے نظام کو جاری کر کے انسانوں کو نیکیوں کے راستے بھی بتائے۔ ان کو اصلاح کے طریقے بھی بتائے۔ ان کو اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے ذریعہ بھی بتائے۔ یہ بھی واضح کیا کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہمدردی کے لبادہ میں تمہیں بہتری اور فائدے نہیں بلکہ برائی اور نقصان کی طرف بلا رہا ہے۔ اور جب وقت آئے گا کہ انسان کا حساب کتاب ہو تو بڑے آرام سے، بڑی ڈھٹائی سے کہہ دے گا کہ مَیں نے تمہیں برائی کی طرف، لالچ کی طرف، گناہوں کے کرنے کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلنے کی طرف بلایا تھا۔ لیکن تم تو عقل رکھنے والے انسان تھے۔ تم نے کیوں اپنی عقل استعمال نہیں کی۔ کیوں میری بدیوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی بھلائی اور نیکی کی آواز پر ترجیح دی۔ پس اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ میرا اب تمہارے سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا مقصد تمہارے سے دشمنی کرنا تھا وہ مَیں نے کر لی۔ اب جہنم کی آگ میں جلو۔ پس اس طرح شیطان انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کے حملوں اور اس کے حیلوں اور مکروں سے ہوشیار کیا ہے۔ اس آیت میں بھی جو میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اس نے جب خدا کو کہا کہ مَیں اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کروں گا تو پھر اس نے بڑی مستقل مزاجی سے یہ حملے کرنے تھے اور کرتا ہے حتیٰ کہ شیطان یہ بھی کہتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم پر بیٹھ کر انسان پر حملے کروں گا۔ اب ایک شخص سمجھتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم پر چل رہا ہوں تو میں شیطان کے حملے سے بچ گیا۔ لیکن یہ خیال ایسے شخص کی غلط فہمی ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا، جو ضالّین بنے، وہ بھی تو پہلے صراط مستقیم پر چلنے والے تھے۔ وہ بھی تو حضرت موسیٰؑ کو ماننے والے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے تھے لیکن گمراہی اور شرک میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے بن گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان جب ایمان لے آتا ہے تب بھی شیطان اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور اسے گمراہ کرتا ہے اور کئی لوگ اس کے دھوکے میں آ کے، شیطان کی باتوں میں آ کر گمراہ ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ مسلمان کہلانے والے بھی مرتد اور فاسق ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بہت بڑا خطرہ ہے جو شیطان کا خطرہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی ہے جو انسان کو اس بڑے خطرے سے بچا سکتا ہے اور بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں مومنوں کو اس لفظ کے ساتھ تسلّی دی کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے۔ اللہ تعالیٰ

سننے والا ہے۔ پس اس کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ اور اس کو پکارو اور مستقل مزاجی سے اس کو پکارو۔ اس کے حضور مستقل دعائیں کرتے ہوئے جھکے رہو تو وہ خدا جو علیم بھی ہے اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے، جب وہ دیکھے گا کہ میرا بندہ حقیقت میں خالص ہو کر مجھے پکار رہا ہے تو پھر خدا ایسے مومن کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس سے وہ شیطان کے حملے سے محفوظ ہو جائے گا۔ نیکیوں کے معیار بلند سے بلند تر کرنے کی توفیق مل جائے گی اور برائیوں سے بچنے کی اس میں طاقت پیدا ہو جائے گی۔

پس جب شیطان نے کہا تھا کہ تیرے خالص بندوں کے علاوہ سب میرے پیچھے چلیں گے تو ایک عقل رکھنے والے انسان کو سوچنے کی ضرورت ہے۔ ایک حقیقی مومن کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ خالص بندے کس طرح بنیں۔ خالص بندے بننے کے لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک نسخہ بتایا کہ فحشاء اور منکر سے یعنی ہر ایسی بات سے اپنے آپ کو بچاؤ جو بیہودہ اور لغو ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اور جو فحشاء اور منکر سے بچے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کا تزکیہ کرے گی۔ اور جس کا اللہ تعالیٰ تزکیہ کر دے وہ پاک ہو جاتا ہے اور ایسے پاکوں کے پاس پھر شیطان نہیں آتا۔

یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ شیطان کا حملہ ایک دم نہیں ہوتا۔ وہ آہستہ آہستہ حملہ کرتا ہے۔ کوئی چھوٹی سی برائی انسان کے دل میں ڈال کر یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ اس چھوٹی سی برائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کون سا بڑا گناہ ہے۔ پھر یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بڑے گناہوں کی تحریک کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ ڈاکہ اور قتل ہی بڑے گناہ ہیں۔ کوئی بھی برائی جب معاشرے کا امن و سکون برباد کرے تو وہ بڑی برائی بن جاتی ہے۔ انسان کو یہ احساس مٹ جاتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر پاک ہونا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو جہاں مستقل مزاجی سے برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچنا ہے وہاں مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ کر پاک ہونے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور مستقل اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے اور اس سے مدد مانگنا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان شیطان کے حملوں سے بچ نہیں سکتا۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کروں گا۔ بعض لوگوں کے دل میں **سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بنایا کیوں؟** پہلے ہی دن اس کی بیباکی پر سزا دے کر اسے ختم کیوں نہ کر دیا؟ اگر پہلے ہی دن شیطان کو ختم کر دیا جاتا تو دنیا کے فساد ہی نہ ہوتے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ اس سوال کے جواب میں کہ خدا نے شیطان کو کیوں بنایا، اس کو سزا کیوں نہ دی؟ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ:

"یہ بات ہر ایک کو ماننی پڑتی ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب موجود ہیں۔ یعنی کھینچنے والے" دو

چیزیں موجود ہیں۔ "ایک جاذبِ خیر ہے جو نیکی کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔ دوسرا جاذبِ شر ہے جو بدی کی طرف کھینچتا ہے۔ جیسا کہ یہ امر مشہود و محسوس ہے کہ بسا اوقات انسان کے دل میں بدی کے خیالات پڑتے ہیں اور اس وقت وہ ایسا بدی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا اس کو کوئی بدی کی طرف کھینچ رہا ہے اور پھر بعض اوقات نیکی کے خیالات اس کے دل میں پڑتے ہیں اور اس وقت وہ ایسا نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا کوئی اس کو نیکی کی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور بسا اوقات ایک شخص بدی کر کے پھر نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نہایت شرمندہ ہوتا ہے کہ میں نے برا کام کیوں کیا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی کو گالیاں دیتا اور مارتا ہے اور پھر نادم ہوتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ یہ کام میں نے بہت ہی بیجا کیا اور اس سے کوئی نیک سلوک کرتا ہے یا معافی چاہتا ہے۔" برائی کا اسے احساس ہوتا ہے تو فرمایا "سو یہ دونوں قسم کی قوتیں ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہیں۔" انسان کی فطرت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور شریعت اسلام نے نیکی کی قوت کا نام لِمّۂ مَلک رکھا ہے اور بدی کی قوت کو..... لِمّۂ شیطان سے موسوم کیا ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "فلسفی لوگ تو صرف اس حد تک ہی قائل ہیں کہ یہ دونوں قوتیں ہر ایک انسان میں ضرور موجود ہیں" یعنی بدی کی قوت بھی اور نیکی کی قوت بھی لیکن شریعت اسلام نے جو نیکی کی قوت ہے اس کو لِمّۂ مَلک کا نام دیا ہے اور بدی کی قوت کو لِمّۂ شیطان کا آپ فرماتے ہیں کہ "فلسفی لوگ تو صرف اس حد تک ہی قائل ہیں کہ یہ دونوں قوتیں ہر ایک انسان میں ضرور موجود ہیں مگر خدا جو وراالوراء اسرار ظاہر کرتا ہے۔" بہت دور کے، بہت چھپے ہوئے بھید بھی بتاتا ہے "اور عمیق اور پوشیدہ باتوں کی خبر دیتا ہے اس نے ان دونوں قوتوں کو مخلوق قرار دیا ہے۔ جو نیکی کا القاء کرتا ہے اس کا نام فرشتہ اور روح القدس رکھا ہے اور جو بدی کا القاء کرتا ہے اس کا نام شیطان اور ابلیس قرار دیا ہے۔" فرماتے ہیں کہ "مگر قدیم عقلمندوں اور فلاسفروں نے مان لیا ہے کہ القاء کا مسئلہ بیہودہ اور لغو نہیں ہے۔"

یعنی یہ مسئلہ جو ہے بیہودہ نہیں اور یہ اس کو مانتے ہیں کہ یہ ایک صحیح چیز ہے کہ انسان کے دل میں برائی کی قوت بھی پیدا ہوتی ہے یا تحریک پیدا ہوتی ہے اور نیکی کی تحریک بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پھر آپؑ نے اس طرح وضاحت فرمائی ہے کہ:

"یہ دونوں قوتیں جو ہر ایک انسان میں موجود ہیں خواہ تم ان کو یا دو قوتیں کہو اور یا روح القدس اور شیطان نام رکھو مگر بہر حال تم ان دونوں حالتوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے اور ان کے پیدا کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا انسان اپنے نیک اعمال سے اجر پانے کا مستحق ٹھہر سکے۔ کیونکہ اگر انسان کی فطرت ایسی واقع ہوتی کہ وہ بہر حال نیک کام کرنے کے لئے مجبور ہوتا اور بد کام کرنے سے طبعاً متنفر ہوتا تو پھر اس حالت میں نیک کام کا ایک ذرہ بھی اس کو ثواب نہ ہوتا کیونکہ وہ اس کی فطرت کا خاصہ ہوتا۔ لیکن اس حالت میں کہ اس کی فطرت دو کششوں کے

درمیان ہے اور وہ نیکی کی کشش کی اطاعت کرتا ہے اس کو اس عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔"

فرمایا کہ "بے شک انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہوتے ہیں۔ نیکی کا القاء اور بدی کا القاء۔ اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں القاء انسان کی پیدائش کا جزو نہیں ہو سکتے۔ "یعنی پیدائش کے وقت یہ ان کا حصہ نہیں تھے "کیونکہ وہ باہم متضاد ہیں" آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ بدی اور نیکی کا آپس میں اختلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بچپن سے ہی بچے کی فطرت میں نیکی اور بدی موجود ہے فرمایا کہ یہ باہم متضاد ہیں" اور نیز انسان ان پر اختیار نہیں رکھتا۔ اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں القاء باہر سے آتے ہیں" نیکی کا اثر بھی، بدی کا اثر بھی باہر سے انسان لیتا ہے۔ بچہ بھی جو آہستہ آہستہ نیکیوں میں بڑھتا ہے یا برائیوں میں بڑھتا ہے تو اس کا اثر باہر سے ہو رہا ہوتا ہے فرمایا" اور انسان کی تکمیل ان پر موقوف ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان دونوں قسم کے وجود یعنی فرشتہ اور شیطان کو ہندوؤں کی کتابیں بھی مانتی ہیں اور گبر بھی اس کے قائل ہیں "یعنی وہ لوگ جو آتش پرست ہیں وہ لوگ بھی ان کے قائل ہیں "بلکہ جس قدر خدا کی طرف سے دنیا میں کتابیں آئی ہیں سب میں ان دونوں وجودوں کا اقرار ہے۔ پھر اعتراض کرنا محض جہالت اور تعصب ہے۔

اور جواب میں اس قدر لکھنا بھی ضروری ہے کہ جو شخص بدی اور شرارت سے باز نہیں آتا وہ خود شیطان بن جاتا ہے جیسا کہ ایک جگہ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان بھی شیطان بن جایا کرتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا ان کو کیوں سزا نہیں دیتا" اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب بن گیا تو پھر ایسے لوگوں کو سزا کیوں نہیں دیتا "اس کا جواب یہی ہے کہ شیطان کو سزا دینے کے لئے قرآن شریف میں وعدہ کا دن مقرر ہے۔ پس اس وعدہ کے دن کے منتظر رہنا چاہئے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں سزا دوں گا، ضرور دوں گا۔ کب؟ اس دنیا میں یا اگلے جہان میں جو بھی دن مقرر ہے اس دن اس کو سزا مل جائے گی "کئی شیطان خدا کے ہاتھ سے سزا پا چکے اور کئی پائیں گے۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 293-294)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کی طرف شیطان بلاتا ہے۔ کون سے انسان شیطان کے قدموں پر چلنے والے ہیں اور کون سی چیزیں ہیں جن کو حاصل کر کے انسان شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچتا ہے۔ اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"شیطان، جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طُولِ اَمل، رِیا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔" تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے یعنی کہ بڑے چاؤ سے بڑی محبت سے بلاتا ہے۔ تمہیں دعوت دیتا ہے کہ آؤ ان برائیوں کی طرف۔ "اس کے بالمقابل اخلاق فاضلہ صبر، محویت، فنافی اللہ، اخلاص، ایمان، فلاح یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں۔" ایک طرف شیطان دعوت دے رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کی دعوت دے رہا

ہے۔ "انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے"۔ یعنی دونوں قسم کی جو کششیں ہیں، کھینچنے والی چیزیں ہیں ان دونوں میں پڑا ہوا ہے۔ "پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزاروں دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے۔ "یعنی جس طرح مرضی بلائے پھر۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے سعادت کا مادہ رکھا ہوا ہے وہ اپنی سعادت کی فطرت سے اور اس کی برکت سے پھر وہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا بھی ہے جب انسان ایسی فطرت رکھنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ پھر اسے اتنی توفیق دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے بجائے شیطان کی طرف دوڑنے کے۔ "اور خدا ہی میں اپنی راحت تسلی اور اطمینان کو پاتا ہے۔"

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

"ہر چیز کے لئے نشان ضرور ہوتے ہیں جب تک اس میں وہ نشان نہ پائے جاویں وہ معتبر نہیں ہو سکتی۔ دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبر تربد میں اگر وہ صفات نہ پائے جائیں "یہ تمام ایسے پھل ہیں یا بوٹیاں ہیں جن سے دوائیں بنتی ہیں۔ فرمایا کہ اگر وہ صفات ان میں نہ پائی جائیں "جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں "ثابت ہوئے ہیں کہ یہ صفات ان میں پائے جاتے ہیں کہ ان سے بعض بیماریوں کو شفا ملتی ہے۔ اگر پتا لگ جائے کہ یہ خصوصیات نہیں "تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بار بار اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ "یہ فطرت کی وہ سعادت ہے کہ اگر صحیح ایمان ہے تو پھر گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ "اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی ہے۔ اور روحانی زندگی کا تولّد ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 169)

تو یہی وہ وقت ہوتا ہے جب انسان پھر خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ پھر تکبر اور شیطان کے تعلق کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"سب سے اول آدم نے بھی گناہ کیا تھا۔ "مذہب کی تاریخ میں آدم کے گناہ کا ذکر ملتا ہے "اور شیطان نے بھی "کیا تھا۔ گناہ دو تھے۔ ایک آدم نے کیا۔ ایک شیطان نے۔ "مگر آدم میں تکبر نہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اس کا گناہ بخشا گیا۔ اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا

جانے کی امید ہے۔" تکبر نہ ہو، گناہوں کا اقرار ہو، انسان توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو بخشا جاتا ہے اور یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ "لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔ جو چیز کہ انسان میں نہیں،" جس کی انسان میں طاقت ہی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ "متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے۔" اتنی طاقت ہی نہیں تمہیں کہ تم تکبر کرو۔ کہاں تک جا سکتے ہو۔ کتنے اونچے ہو سکتے ہو۔ جب یہ طاقت ہی اتنی نہیں کہ ہر کچھ حاصل کرو تو پھر تکبر کیسا۔ فرمایا کہ متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے جو اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ "انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے" کہ اپنی خودی کو ختم کر لیتے ہیں۔ "ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 281)

پس تکبر سے بچو۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو ایک مومن کو اختیار کرنی چاہئے ورنہ وہ شیطان کے قدموں پر چلنے والا ہے۔ تکبر کو بعض دفعہ انسان محسوس نہیں کرتا۔ اس لئے بڑی باریکی سے اس بارے میں ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

شیطان کس کس طرح انسان کو اپنے قابو میں کرنے کے حیلے کرتا ہے؟ اس بارے میں ایک جگہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ گناہ والا کوئی کام انسان نہ کرے۔ فرمایا کہ "اگر انسان کے افعال سے گناہ دُور ہو جاوے" یعنی کوئی کام ایسا نہ کرے جو گناہ والا ہے کوئی اس کا فعل ایسا نہ ہو جس کو کہا جائے کہ یہ گناہ ہے" تو شیطان چاہتا ہے۔ "کیا چاہتا ہے شیطان" کہ آنکھ، کان، ناک تک ہی رہے۔ "اگر ظاہری طور پر کوئی عمل گناہ کرنے والا نہ ہو تب بھی شیطان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انسان کی آنکھ میں بیٹھا رہے، کان میں بیٹھا رہے، ناک میں بیٹھا رہے۔ فرمایا کہ "اور جب وہاں بھی اسے قابو نہیں ملتا تو پھر وہ یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اور نہیں تو دل ہی میں گناہ "بیٹھا" رہے۔ "ظاہری گناہ بعض لوگ نہیں کرتے۔ بڑے گناہ نہیں کرتے یا چھوٹے گناہ بھی نہیں کرتے۔ بعضوں کے حالات میں موقع ہی نہیں ملتا یا ایسی وجہ ہی نہیں بنتی کہ گناہ کریں یا کسی خوف سے نہیں کرتے۔ ظاہری طور پر عملاً کوئی گناہ نہیں لیکن شیطان پھر بھی یہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں ہے تو کسی نہ کسی ذریعہ سے اس کے اندر گناہ کا بیج رکھے اور اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ فرمایا کہ "گویا شیطان اپنی لڑائی کو اختتام تک پہنچتا ہے۔ مگر جس دل میں خدا کا خوف ہے وہاں شیطان کی حکومت نہیں چل سکتی۔" اگر خدا کا خوف ہو تو پھر دل میں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ گناہ کا بیج بھی شیطان رکھ سکے۔ فرمایا کہ "شیطان آخر اس سے

مایوس ہو جاتا ہے اور الگ ہوتا ہے اور اپنی بڑائی میں ناکام و نامراد ہو کر اسے اپنا بوریا بستر ا باندھنا پڑتا ہے۔" پھر بیچارہ وہاں سے چلا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 401-402)

پس اصل چیز یہی ہے کہ خدا کا خوف انسان کے دل میں رہے۔ خدا کا خوف ہو گا تو پھر بہت ساری برائیوں سے انسان بچتا ہے۔ ایک چور بھی چوری کرتا ہے۔ اگر اس کو یہ پتا لگ جائے کہ اس کو کوئی بچہ بھی دیکھ رہا ہے تو اس بچہ کا بھی اسے خوف ہوتا ہے۔ پس جب تک یہ ہمارے دلوں میں نہیں ہو گا کہ ہم کوئی بھی عمل کرتے ہوئے یا ہر وقت ذہن میں یہ رکھیں کہ خدا ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے تو اس وقت تک انسان گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔

بعض دفعہ شیطان نیکیوں کے خیالات ڈال کر بھی اپنے پیچھے چلاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک مجلس میں الہامات اور حدیث النفس میں امتیاز کے بارے میں ذکر تھا۔ الہامات کے متعلق یہ ذکر تھا کہ اس میں بہت مشکلات پڑتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "بعض لوگ حدیث النفس اور شیطان کے القاء کو الہام الٰہی سے تمیز نہیں کر سکتے۔ "نفس کی باتیں ہوتی ہیں۔ شیطان کا القاء ہوتا ہے۔ اس کو سمجھتے ہیں کہ الہام الٰہی ہے" اور دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے جو بات آتی ہے وہ پُر شوکت اور لذیذ ہوتی ہے۔ دل پر ایک ٹھوکر مارنے والی ہوتی ہے۔ وہ خدا کی انگلیوں سے نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا ہم وزن کوئی نہیں۔ وہ فولاد کی طرح گرنے والی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (المزمل:6)۔ یعنی یقیناً ہم تجھ پر ایک کلام اتاریں گے جو بہت بھاری ہے۔ ثقیل کے یہی معنی ہیں۔

مگر شیطان اور نفس کا القاء ایسا نہیں ہوتا۔ حدیث النفس اور شیطان گویا ایک ہی ہیں۔ نفس کی باتیں ہیں۔ اور شیطان کے القاء ہیں۔ یہ ایک ہی چیز ہے۔ انسان کے ساتھ دو قوتیں ہمیشہ لگی ہوئی ہیں ایک فرشتے اور دوسرے شیطان۔ گویا اس کی ٹانگوں میں دو رسّے پڑے ہوئے ہیں۔ فرشتہ نیکی میں ترغیب اور مدد دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلۃ:23) "یعنی اپنا کلام بھیج کر ان کی مدد کی" اور شیطان بدی کی ترغیب دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہی یُوَسْوِسُ۔ ان دونوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ظلمت اور نور ہر دو ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے ثابت نہیں ہو سکتا۔" یعنی ان میں یہ نہیں ہے کہ اگر کسی بات کا علم نہیں تو وہ چیز ہی موجود نہیں ہے۔ فرمایا کہ "ماسوائے اس عالم کے اور ہزاروں عجائبات ہیں۔" یہ دنیا جو اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات ہے، ایک عجوبہ ہے، اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہزاروں عجائبات ہیں۔

فرمایا کہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں شیطان کے ان وساوس کا ذکر ہے جو کہ وہ لوگوں کے درمیان ان دنوں ڈال رہا ہے۔" خاص طور پہ یہ دن جو ہیں، یہ زمانہ جو ہے جس کو جدید زمانہ کہا جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو

انسان بھول رہا ہے، وہ شیطان ہی دلوں میں وسوسے ڈال رہا ہے۔ فرمایا کہ "بڑا وسوسہ یہ ہے کہ ربوبیت کے متعلق غلطیاں ڈالی جائیں۔ جیسا کہ امیر لوگوں کے پاس بہت مال و دولت دیکھ کر انسان کہے کہ یہی پرورش کرنے والے ہیں۔" یہی میرا سب کچھ ہیں۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ شیطان کس طرح وسوسہ ڈالتا ہے۔ ایک مثال تو پہلے دے دی اور اس وسوسے سے کس طرح بچنا ہے کہ یہ امیر لوگ ہماری ضروریات پوری کرنے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی بھی ہے جو ہماری ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "اس واسطے حقیقی ربّ الناس کی پناہ چاہنے کے واسطے فرمایا۔" اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دعا کرو کہ میں حقیقی ربّ الناس جو ہے اُس کی پناہ میں رہوں۔ "پھر دنیوی بادشاہوں اور حاکموں کو انسان مختارِ مطلق کہنے لگ جاتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ مَالِكِ النَّاس۔ اللہ ہی ہے۔ پھر لوگوں کے وساوس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو خدا کے برابر ماننے لگ پڑتے ہیں اور ان سے خوف و رجا رکھتے ہیں۔ اس واسطے اِلٰهِ النَّاسِ فرمایا۔ "تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے۔" یہ تین وساوس ہیں۔ ان کے دُور کرنے کے واسطے یہ تین تعویذ ہیں "جو سورۃ الناس میں بیان کئے گئے ہیں" اور ان وساوس کے ڈالنے والا وہی خنّاس ہے "یعنی شیطان ہے" جس کا نام توریت میں زبان عبرانی کے اندر نحاش آیا ہے جو حوّا کے پاس آیا تھا۔ چھپ کر حملہ کرنے والا۔ اس سورۃ میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دجال بھی جبر نہیں کرے گا بلکہ چھپ کر حملہ کرے گا تا کہ کسی کو خبر نہ ہو۔" یہ دنیا کی جو چکا چوند ہے۔ آجکل جو نئی نئی ایجادات ہیں یا آجکل کی تعلیم کے بہانے سے اللہ تعالیٰ سے دُوری اور مذہب سے دُوری کی طرف جو توجہ دلائی جاتی ہے اور اس میں حکومتیں بھی شامل ہیں، بڑی بڑی تنظیمیں بھی شامل ہیں کہ انسانی حقوق کے نام پر بعض باتیں کی جاتی ہیں کہ یہ دیکھو مذہب تمہیں ان باتوں کا پابند کرتا ہے حالانکہ انسانی حقوق کا تقاضا ہے کہ انسان کو مکمل آزادی ہو۔ تو یہ چیزیں آہستہ آہستہ دلوں میں ڈالی جاتی ہیں اور اس زمانے میں یہ چیزیں شیطان بھی کر رہا ہے اور اس میں حکومتیں بھی شامل ہیں۔ بڑی بڑی جو ہیومن رائٹس (Human Rights) کے نام پر یا ویمن رائٹس (Women Rights) کے نام پر، حقوق نسواں کے نام پر یا جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا انسانی حقوق کے نام پر جو تنظیمیں ہیں یہ سب شامل ہیں۔ جہاں وہ دین سے ہٹانے کی کوشش کریں وہاں ہر ایک کو سمجھ لینا چاہئے، ہر احمدی کو سمجھ لینا چاہئے، ہر مومن کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں ہم پر شیطان کا حملہ ہونے والا ہے اور یہ دجّالی قوتیں ہیں جو ہم پر حملہ کر رہی ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ "یہ غلط ہے کہ شیطان خود حوّا کے پاس گیا ہو بلکہ جیسا کہ اب چھپ کر آتا ہے ویسا ہی تب بھی چُھپ کر گیا تھا۔" کوئی وجود نہیں تھا، کوئی شخص نہیں تھا جو حوّا کے پاس گیا تھا اور اسی طرح وسوسے ڈالے تھے۔ فرمایا "کسی آدمی کے اندر وہ اپنا خیال بھر دیتا ہے اور وہ اس کا قائمقام ہو جاتا ہے۔ کسی ایسے مخالف دین کے دل میں

شیطان نے یہ بات ڈال دی تھی۔ اور وہ بہشت جس میں حضرت آدمؑ رہتے تھے وہ بھی زمین پر ہی تھا" کوئی فضا میں نہیں تھا۔ "کسی بدنے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

قرآن شریف کی پہلی ہی سورت میں جو اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ **مغضوب علیھم اور ضالّین** لوگوں میں سے نہ بننا۔ یعنی اے مسلمانو! تم یہود اور نصاریٰ کے خصائل کو اختیار نہ کرنا۔ اس میں سے بھی ایک پیشگوئی نکلتی ہے کہ بعض مسلمان ایسا کریں گے۔ یعنی ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں سے بعض یہود اور نصاریٰ کے خصائل اختیار کریں گے کیونکہ حکم ہمیشہ ایسے امر کے متعلق دیا جاتا ہے جس کی خلاف ورزی کرنے والے بعض لوگ ہوتے ہیں۔"
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 244-245)

پھر ایک موقع پر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم کرنا چاہئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پالیتا ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقی دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے۔ "یعنی دین کی طلب جو ہے اور اس میں ترقی یہ بھی ایک تجارت ہے۔ مال جو عام دنیاوی مال ہے وہ تو دنیا میں رہ جاتا ہے لیکن یہ مال، یہ تجارت آئندہ زندگی میں کام آنے والی ہے۔" چنانچہ فرمایا ہے **هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ** (الصف:11) "کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے گی۔ فرمایا کہ "سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے۔" اپنی جماعت کو فرمایا کہ "پس مَیں بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ **هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ** (الصف:11)۔"
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 193-194)

پس ہمیں ایسی تجارت کرنی چاہئے، ان راستوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کی طرف زمانے کے امام اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود ہمیں بلا رہے ہیں تا کہ شیطان کے قدموں پر چلنے

سے ہم بچیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دردناک عذاب سے بچیں۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ مخفی گناہوں سے بچو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے۔" مصیبتوں میں گرفتار ہونے کے بعد یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبت آگئی۔ نہیں۔ قصور بندے کا ہوتا ہے۔ "خدا تعالیٰ کا تو قصور نہیں۔ بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے یہ کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتا نہیں لگتا۔ مگر مخفی گناہ دراصل ظاہر کے گناہوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں "یعنی ظاہر کی بیماری" ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے۔ مگر بعض ایسی مخفی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامن گیر ہو رہا ہے۔ ایسا ہی تپ دق ہے کہ ابتداء میں اس کا پتا بعض دفعہ طبیب کو بھی نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ بیماری خوفناک صورت اختیار کرتی ہے۔" بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ آخری سٹیج پر جا کر پتا چلتا ہے۔ بعض دفعہ کینسر کے مریض ہیں۔ اچھا بھلا صحت مند انسان بظاہر لگ رہا ہوتا ہے اور ایک دم پتا لگتا ہے کہ کینسر ہے اور ایسی سٹیج پر چلا گیا ہے جہاں اب کوئی علاج نہیں۔ پھیل چکا ہے اور مہینے کے اندر اندر انسان ختم ہو جاتا ہے۔ پس فرمایا کہ جس طرح بیماری کا پتا نہیں لگتا" ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رحم کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:10) کہ اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ لیکن تزکیۂ نفس بھی ایک موت ہے۔ جب تک کہ کُل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیۂ نفس کہاں حاصل ہوتا ہے۔ "جتنے بیہودہ گندے گھٹیا اخلاق ہیں جب تک ان کو ترک نہیں کرو گے جن پہ شیطان چلانا چاہتا ہے۔ فحشاء اور منکر پر چلانا چلاتا ہے۔ منکر کا مطلب ہی یہی ہے کہ ہر ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ منکر ہے۔ جب تک کُل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیۂ نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ "ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 280-281)

پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ کی ضرورت ہے اور اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ شیطان کو مارنے کے لئے کیا اور کس طرح ہمیں قدم اٹھانا چاہئے اس بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں۔ پھر سچا مسلمان اور

معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر ہو۔ صحابہ کرامؓ نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا"۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنانے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ "پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہو گی جو صحابہ کرامؓ میں پیدا ہوئی تھی مریدوں معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہو گا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل و دخل موجود ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 168-169)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا بننے کی کوشش کریں۔ تمام فحشاء اور منکر سے بچیں۔ تمام قسم کی برائیوں سے بچیں۔ ہر قسم کے تکبر سے بچیں۔ اپنے نفس کے تزکیہ کی کوشش کرتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ ہمیشہ ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو اور وہی ہمارا رب رہے۔ ہمیشہ اسی کی مالکیت ہمارے دلوں پر قبضہ جمائے رکھے۔ وہی ہمارا معبود رہے اور اس کو ہم ہمیشہ پکارنے والے بنے رہیں اور شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 01/ اپریل 2016ء تا 07/ اپریل 2016ء جلد 23 شمارہ 14 صفحہ 05 تا 08)

12

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 18/ مارچ 2016ء بمطابق 18/ امان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ماں باپ بعض دفعہ تو بچوں کو کسی کام کے کرنے پر سختی سے سرزنش کرتے ہیں، بے انتہا سختی کرتے ہیں اور بعض لوگ بچوں کی غلطیوں پر اتنی زیادہ صَرفِ نظر کرتے ہیں کہ بچے کو اچھے اور برے کی تمیز مٹ جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں بچوں کی تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ زیادہ سختی، بات بات پر بلاوجہ اور بغیر دلیل کے روکنا ٹوکنا بچوں کو باغی بنا دیتا ہے اور پھر وہ ایک عمر کے بعد جائز بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بچے کی ہر معاملے میں ناجائز طرفداری بھی جیسا کہ مَیں نے کہا بچوں کی تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ خاص طور پر ایسی عمر کے بچے جو بچپن سے نکل کر نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوں ان کو والدین کے یہ رویے جو ہیں خراب کرتے ہیں خاص طور پر باپوں کے۔ پس ایسی عمر میں بچوں کو سمجھانے کے لئے دلیل سے بات کرنی چاہئے اور خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ بچوں پر صرف اپنے محدود ماحول کا ہی اثر نہیں ہے بلکہ پورے ملک بلکہ اس سے بھی بڑھ کر پوری دنیا کے ماحول کا اثر ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں باپوں کو خاص طور پر **بچوں کی تربیت میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ کہاں نرمی کرنی ہے**، کہاں سختی کرنی ہے، کس طرح سمجھانا ہے، یہ باپوں کی ذمہ داری ہے صرف ماؤں پہ نہ چھوڑیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح تربیت فرمایا کرتے تھے اس کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تفصیل بیان کر رہے ہیں کہ کون سی چیزیں حلال ہیں اور کونسی طیب ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف جانور مختلف کاموں کے لئے پیدا کئے ہیں۔ کوئی خوبصورتی کے لئے کہ دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کوئی آواز کے لئے کہ اس کی آواز بہت عمدہ ہے۔ کوئی کھانے کے لئے کہ اس کا گوشت اچھا ہے۔ کوئی دوائی کے لئے کہ اس کے گوشت میں کسی مرض سے صحت دینے کی طاقت ہے۔ صرف جانور اور حلال دیکھ کر اسے نہیں کھانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک جانور کا گوشت صحت کے لئے

مضر نہ ہو مگر وہ مثلاً بعض فصلوں یا انسانوں میں بیماری پیدا کرنے والے کیڑوں کو کھاتا ہو۔ اسی لئے بعض قسم کے پرندے ہیں گو وہ حلال ہیں لیکن حکومتوں کی طرف سے بھی ان کو مارنے کی پابندی ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی پابندی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ فصلوں کے کیڑے کھا رہے ہوتے ہیں۔ تو فرمایا کہ کیڑے کھانے والے ہیں۔ گوشت کے لحاظ سے اس کا گوشت حلال بھی ہو گا اور طیّب بھی مگر پھر بھی بنی نوع انسان کا عام فائدہ دیکھتے ہوئے اس کا گوشت طیّب نہ رہے گا۔ پس بیشک حلال بھی ہے طیب بھی ہے لیکن پھر دیکھنے والی چیز یہ ہو گی کہ زیادہ فائدہ کس کا ہے۔ اپنے فائدے پر بنی نوع کے فائدے کو ختم کرنا ہو گا یا بنی نوع کے فائدے کو اپنے فائدے پر ترجیح دینی ہو گی کیونکہ ان کے کھانے کی وجہ سے انسان بعض اور فوائد سے محروم رہ جائیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بچپن ہی میں یہ سبق سکھایا گیا تھا۔ میں بچپن میں ایک دفعہ ایک طوطا شکار کر کے لایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر کہا کہ محمود! اس کا گوشت حرام تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کھانے کے لئے ہی پیدا نہیں کیا۔ بعض خوبصورت جانور دیکھنے کے لئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں راحت پائیں۔ بعض جانوروں کو عمدہ آواز دی ہے کہ ان کی آواز سن کر کان لذّت حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر حس کے لئے نعمتیں پیدا کی ہیں وہ سب کی سب چھین کر زبان ہی کو نہ دے دینی چاہئیں۔ یعنی اپنی زبان کے مزے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جانور کو مارا جائے اور کھایا جائے اس کے دوسرے جو فوائد ہیں وہ دیکھنا چاہئیں۔ صرف اپنے کھانے کا مزا نہیں لینا چاہئے۔ تو پھر فرمایا کہ دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مصلح موعودؓ کو فرمایا کہ دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ درخت پر بیٹھا ہوا دیکھنے والوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہو گا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 263)

پس یہ خوبصورت انداز جو تربیت کا ہے نہ صرف دل پر اثر کرنے والا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی ذہن میں بٹھانے والا ہے کہ حلال اور طیب تو کھاؤ لیکن اس میں بھی احتیاط ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حلال کا بھی حکم دیا، طیب کا بھی حکم دیا لیکن طیب کی تعریف بعض جگہ بدل بھی جاتی ہے۔ پس جو جانور یا پرندے دوسرے مفید کاموں میں استعمال ہو رہے ہوں یا دوسری جگہ فائدہ پہنچا رہے ہوں ان میں سے بعض حلال ہونے کے باوجود طیب نہیں رہتے کیونکہ ان کا فائدہ ان کے گوشت کھانے سے دوسری جگہ پر بہر حال زیادہ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ بعض اَور واقعات بھی پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا سے بدعات کو دُور کرنے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دکھانے آئے تھے۔ پس جب آپ کا یہ مشن تھا تو کس طرح یہ ممکن ہے کہ آپ کی اپنی ذات سے کسی قسم کی بدعت کے پھیلنے کا احتمال ہو یا بدعت پھیلانے والے ہوں (نعوذ باللہ)۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی تصویر کھنچوائی لیکن جب ایک کارڈ آپؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پوسٹ کارڈ تھا جس پر آپؑ کی تصویر تھی تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور جماعت کو ہدایت فرمائی کہ کوئی شخص ایسے کارڈ نہ خریدے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ کسی نے ایسا کرنے کی جرأت نہ کی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 14 صفحہ 214)

لیکن آجکل پھر بعض جگہوں پر بعض ٹویٹس (Tweets) میں، واٹس ایپ (WhatsApp) پہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ کہیں سے یہ پرانے کارڈ نکال کر یا پھر انہوں نے اپنے بزرگوں سے لئے یا بعضوں نے پرانی کتابوں کی دوکانوں سے خریدے۔ اور پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ **تو یہ غلط طریق ہے اس کو بند کرنا چاہئے۔** تصویر آپ نے اس لئے کھنچوائی تھی کہ دور دراز کے لوگ اور خاص طور پر یورپین لوگ جو چہرہ شناس ہوتے ہیں وہ آپؑ کی تصویر دیکھ کر سچائی کی تلاش کریں گے، اس کی جستجو کریں گے لیکن جب آپؑ نے دیکھا کہ لوگ کارڈ پر تصویر شائع کر کے یہ کاروبار کا ذریعہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں یا کہیں بنا نہ لیں اور جب آپؑ نے محسوس کیا کہ اس سے بدعت نہ پھیلنی شروع ہو جائے، یہ بدعت پھیلنے کا ذریعہ نہ بن جائے تو آپ نے سختی سے اس کو روک دیا بلکہ بعض جگہ آپ نے فرمایا کہ ان کو ضائع کروا دیا جائے۔ پس وہ بعض لوگ جو تصویروں کا کاروبار کرتے ہیں، جنہوں نے تصویروں کو کاروبار کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور بے انتہا قیمتیں اس کی وصول کرتے ہیں ان کو توجہ کرنی چاہئے۔ پھر بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر میں بعض رنگ بھر دیتے ہیں حالانکہ کوئی coloured تصویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہیں ہے۔ یہ بھی بالکل غلط چیز ہے اس سے بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ اسی طرح خلفاء کی تصویروں کے غلط استعمال ہیں ان سے بھی بچنا چاہئے۔

ایک دفعہ سینما اور بائی سکوپ کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شوریٰ میں بحث چل گئی تو اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ سینما یا بائی سکوپ یا فونو گراف اپنی ذات میں بُرا ہے، صحیح نہیں۔ فونو گراف خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنا ہے بلکہ اس کے لئے آپ نے خود ایک نظم لکھی اور پڑھوائی اور پھر یہاں کے ہندوؤں کو بلوا کر وہ نظم سنائی۔ یہ وہ نظم ہے جس کا ایک شعر یہ ہے کہ

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے، نہ لاف و گزاف سے

پس سینما اپنی ذات میں برا نہیں۔ لوگ بڑا سوال کرتے ہیں کہ وہاں جانا گناہ تو نہیں ہے۔ یہ اپنی ذات میں برا نہیں ہے بلکہ اس زمانے میں اس کی جو صورتیں ہیں وہ مخرب اخلاق ہیں۔ اگر کوئی فلم کلّی طور پر تبلیغی یا

تعلیمی ہو اور اس میں کوئی حصہ تماشا وغیرہ کا نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کوئی ڈرامے بازی نہ ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میری یہی رائے ہے کہ تماشا تبلیغی بھی ناجائز ہے۔ غلط طریق ہے۔
(ماخوذ از رپورٹ مجلس مشاورت سال 1939ء صفحہ 86)

پس اس بات سے ان لوگوں پر واضح ہو جانا چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے پر اگر پروگراموں میں بعض دفعہ میوزک آجائے تو کوئی حرج نہیں یا **وائس آف اسلام ریڈیو شروع ہوا ہے اس پر بھی آجائے تو کوئی حرج نہیں۔ ان باتوں اور ان بدعات کو ختم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے۔** ہمیں اپنی سوچوں کو اس طرف ڈھالنا ہو گا جو آپ علیہ السلام کا مقصد تھا۔ نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں، نہ یہ بدعات ہیں۔ لیکن ان کا غلط استعمال بدعت بنا دیتا ہے۔ بعض لوگ یہ تجویزیں بھی دیتے ہیں کہ ڈرامے کے رنگ میں تبلیغی پروگرام یا تربیتی پروگرام بنائے جائیں تو ان کا اثر ہو گا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر آپ ایک غلط بات میں داخل ہوں گے یا کوئی بھی غلط بات اپنے پروگراموں میں داخل کریں گے تو کچھ عرصے بعد سو قسم کی بدعات خود بخود داخل ہو جائیں گی۔ غیروں کے نزدیک تو شاید قرآن کریم بھی میوزک سے پڑھنا جائز ہے لیکن ایک احمدی نے بدعات کے خلاف جہاد کرنا ہے اس لئے ہمیں ان باتوں سے بچنا چاہئے اور بچنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے۔

ایک غیر احمدی نے ایک اخبار میں مضمون لکھا جو ایک لطیفہ تو ہے۔ اس سے ایک مولوی صاحب کی جہالت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ان کی سوچوں کا بھی پتا لگتا ہے کہ یہ اس چیز کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہ لکھنے والا لکھتا ہے کہ ایک جگہ ایک عرب گلوکارہ عربی میں میوزک کے ساتھ گانا گا رہی تھی۔ مولوی صاحب کو بھی وہاں لے گئے۔ وہ بڑے جھوم جھوم کر وہ سن رہے تھے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ اس عربی پہ اتنا جھوم کیوں رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ اور ساتھ ساتھ سبحان اللہ اور ماشاء اللہ اور اللہ اکبر بھی پڑھتے جائیں۔ انہوں نے کہا جھوم کیوں رہے ہیں؟ کہتا ہے دیکھو۔ دیکھ نہیں رہے تم کتنی خوبصورت آواز میں قرآن کریم پڑھ رہی ہے۔ اس گانے کو انہوں نے کیونکہ وہ عربی میں تھا قرآن کریم بنا دیا۔ تو جب یہ بدعات پھیلتی ہیں تو سوچیں بھی اسی طرح تبدیل ہو جاتی ہیں۔

ڈاکٹروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر خاص طور پر ہندوستان میں مریض کا علاج کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ اپنے مریض کا ہم ہی علاج کر سکتے ہیں اور کسی اَور کو دکھانے کی ضرورت نہیں۔ اور کسی مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بات کو مزید بیان فرماتے ہیں کہ ہندوستانی ڈاکٹروں میں سے ننانوے فیصد ایسے ہیں جو دوسرے سے مشورے کو بھی اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب جو آپ کے معالج تھے تجربے میں باقی جتنے سب اسسٹنٹ سرجن میں نے دیکھے ہیں ان

سے اچھے ہیں مگر باوجود اس کے یہ معنی نہیں کہ انہیں مشورے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قاعدہ تھا اور خود میں بھی جب 1918ء میں بیمار ہوا ہوں **تو میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ طبیب اور ڈاکٹر سب جمع کر لئے**۔ ڈاکٹروں کی دوائی بھی کھاتا تھا اور طبیبوں کی بھی۔ کیا معلوم اللہ تعالیٰ کس سے فائدہ دے دے۔ اگر کوئی ڈاکٹر اپنے آپ کو خدا سمجھتا ہے تو سمجھے۔ ہم تو اسے بندہ ہی سمجھتے ہیں۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 14 صفحہ 129)

اسی طرح آجکل بھی بعض ڈاکٹر ناراض ہو جاتے ہیں اور یہ غلط طریقہ ہے کہ دوسرے سے علاج کیوں کروایا۔ بعض دفعہ عام جڑی بوٹیوں کا علاج کرنے والے لوگ جو باقاعدہ طبیب بھی نہیں ان کے پاس بعض نسخے آجاتے ہیں اور وہ علاج کرتے ہیں اور مریض کے بہترین علاج کرتے ہیں۔ جہاں بعض دفعہ ڈاکٹر فیل ہو جاتے ہیں، کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا وہاں ان کے یہ علاج یا ٹوٹے ٹوٹکے کام آجاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ سید احمد نور صاحب کابلی کے ناک پر زخم تھا۔ انہوں نے کئی علاج کروائے۔ لاہور کے میو ہسپتال بھی گئے۔ ایکسرے کرا کر علاج کرایا کہ پتا لگے کیا وجہ ہے مگر زخم اور بھی خراب ہوتا گیا۔ آخر وہ پشاور گئے وہاں ایک نائی سے علاج کرایا۔ اس نے صرف تین روز دوائی استعمال کروائی اور زخم اچھا ہو گیا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اب ایسے ماہرین موجود ہیں جن کو ایسے ایسے پیشے آتے ہیں کہ اگر انہیں زندہ رکھا جائے تو اس سے آگے کئی نئے پیشے جاری ہو سکتے ہیں۔ زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں ریسرچ کروائی جائے، ان کو توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے نسخے آگے جاری رکھیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے؟ تیسری دنیا کے ملکوں میں ان کے جاننے والے چونکہ انہیں زندہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتے اس لئے وہ ترقی نہیں کر رہے۔ اگر ان کی طرف لوگوں کی توجہ ہو تو ان سے آگے کئی فنون نکل سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہی ہڈیوں کا ٹھیک کرنا ہے۔ پہلوان اور نائی اسے جانتے ہیں اور اس سے پرانی دردوں اور ٹیڑھی ہڈیوں کو درست کیا جا سکتا ہے۔ بعض اس میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ بعض تو بنے ہوئے ہیں جو صحیح ہڈیاں بھی توڑ دیتے ہیں۔ لیکن بعض بڑے ماہرین ہیں۔ تو اسے سیکھ کر پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پرانے زمانے میں لوگ ان پیشوں کے اظہار میں بہت بخل سے کام لیتے تھے اور کوئی کسی کو بتاتا نہ تھا۔ اس لئے وہ مٹ گئے۔ بہت ساری چیزیں، باتیں جو پرانے لوگوں میں تھیں، بعض نسخے تھے کیونکہ آگے بتاتے نہیں تھے کہ کسی کو پتا نہ لگ جائے اس لئے ختم ہو گئے۔ یورپ والے ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنے فن کو عام کر دیتے ہیں اور اس سے وہ روپیہ بھی زیادہ کما سکتے ہیں۔ بعض دوائیاں بھی پیٹنٹ ہوتی ہیں کچھ عرصہ کے بعد عام ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ ایک نائی تھا جسے ایسی مرہم کا علم تھا جس سے

بڑے بڑے زخم، خراب زخم بھی اچھے ہو جاتے تھے۔ لوگ دُور دُور سے اس کے پاس علاج کروانے کے لئے آتے تھے۔ اس کا بیٹا اس کا نسخہ پوچھتا تو وہ جواب دیتا کہ اس کے جاننے والے دنیا میں دو نہیں ہونے چاہئیں۔ پس میرے پاس ہے علم، یہیں رہے گا بیٹے کو بھی نہیں بتانا۔ آخر وہ بوڑھا ہو گیا اور سخت بیمار ہوا تو اس کے بیٹے نے کہا کہ اب تو بتا دیں۔ زندگی کا پتا کچھ نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا اگر تم سمجھتے ہو کہ میں مرنے لگا ہوں تو بتا دیتا ہوں۔ مگر پھر کہنے لگا کہ کیا پتا میں اچھا ہی ہو جاؤں۔ اس لئے پھر بتانے سے رک گیا اور چند گھنٹوں کے بعد اس کی جان نکل گئی اور اس کا بیٹا بیچارہ پوچھتا رہ گیا۔ فن سے محروم رہ گیا۔ اس کا تو یہ خیال تھا کہ فن حاصل کر لوں گا لیکن بہر حال اپنے باپ کی ضد کی وجہ سے جاہل کا جاہل ہی رہ گیا۔ اور اس کا باپ اس کے کوئی کام نہ آسکا، نہ اس کا فن اس کے کام آسکا۔ تو آپؓ فرماتے ہیں کہ **بخل ترقی کا نہیں بلکہ ذلت و رسوائی کا موجب بنتا ہے** اس لئے ایسے معاملوں میں، علم کے معاملے میں بخل نہیں کرنا چاہئے۔ اس کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں بعض دفعہ یہ خاندانوں کی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تو ان پیشوں اور فنون کا سکھانا مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔ اس سے علم ترقی کرتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ فنون خصوصاً مردہ فنون کو ترقی دی جائے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل 29 اپریل 1939ء جلد 27 نمبر 98 صفحہ 4)

پس کہیں ڈاکٹر تکبر کا باعث بن رہے ہوتے ہیں اور اس تکبر کی وجہ سے دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بن رہے ہوتے ہیں اور کبھی جہالت جو ہے وہ علم کا خاتمہ کر دیتی ہے اور پھر وہ فائدہ جو دنیا کو پہنچ رہا ہوتا ہے اس سے دنیا محروم رہ جاتی ہے۔ تو یہ غیر ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملکوں میں عام چیز ہے۔ وہاں جماعت احمدیہ کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اس جہالت کو دُور کریں۔

انسان کی مختلف طبائع ہوتی ہیں بعض اخلاص میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر بات کو شرح صدر سے مانتے ہیں۔ بعض جلد باز ہوتے ہیں۔ نیت بد نہ بھی ہو تب بھی اعتراض کر دیتے ہیں یا ایسے رنگ میں بات کرتے ہیں جس میں اعتراض کا رنگ ہو۔ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک دفعہ ایسی ہی دو مختلف طبیعتوں کا اجتماع ہو گیا یعنی ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ 4/ اپریل 1905ء کو جو خطرناک زلزلہ آیا اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلازل کے متعلق کثرت سے الہامات ہوئے۔ بہت کثرت سے الہامات ہوئے کہ اب زلزلے آئیں گے تو آپ خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب اور احترام کرتے ہوئے اپنے باغ میں تشریف لے گئے۔ کئی بیوقوف اُس وقت بھی یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے ہیں۔ اس زمانے میں طاعون بھی تھا اور زلزلے بھی آ رہے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی اپنا گھر

نہیں چھوڑا۔ اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہو رہے تھے اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔ باقی دوستوں کو بھی آپ نے وہیں رہنے کی تحریک کی اور چونکہ جلدی تھی اس لئے کچھ تو خیموں کا انتظام کیا گیا اور کچھ لوگوں نے اینٹوں پر چٹائیاں وغیرہ ڈال کر رہنے کے لئے جھونپڑیاں بنالیں اور سب کو آپ نے اپنے ساتھ رکھا۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 14 صفحہ 113-114)

پس جلد باز طبیعت بعض دفعہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کی بات کر دیتی ہے اور اس سے دوستوں کو بچنا چاہئے۔ خطبہ الہامیہ کے دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس طرح دیکھا اسے بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ **آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ عربی میں عید کا خطبہ پڑھیں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا جائے گا۔** آپ نے اس سے پہلے کبھی عربی میں تقریر نہ کی تھی لیکن جب تقریر کرنے کے لئے آئے اور تقریر شروع کی تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے گو مَیں چھوٹی عمر میں ہونے کی وجہ سے عربی نہ سمجھ سکتا تھا مگر آپ کی ایسی خوبصورت اور نورانی حالت بنی ہوئی تھی کہ مَیں اول سے آخر تک برابر تقریر سنتا رہا حالانکہ ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکتا تھا۔

(ماخوذ از حقیقۃ الرؤیاء۔ انوار العلوم جلد 4 صفحہ 187-188)

مسجد مبارک قادیان کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ بیان فرمایا جس کا ذکر الفضل میں ایک رپورٹ میں یوں ملتا ہے کہ بعض دوستوں نے عرض کیا کہ خطبہ الہامیہ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا جو اشتہار شامل ہے اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ مسجد مبارک کون سی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ سے لوگوں نے یہ سوال پوچھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ الہامیہ منگوا کر وہ اشتہار پڑھا اور سمجھایا کہ اس سے مراد یہی مسجد ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بنائی ہے اور پھر حسب ذیل روایت آپ نے بیان فرمائی کہ ایک دفعہ اُمُّ المومنینؓ بیمار ہو گئیں اور قریباً 40 روز تک بیمار رہیں۔ ایک دن حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس مسجد کے متعلق الہام ہے۔ آپ نے تو اس کے مختصر الفاظ بیان کئے ہیں اصل الہام اس طرح ہے کہ مُبارِكٌ وَ مُبَارَكٌ وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُجْعَلُ فِيْهِ ۔ کہ آپ نے فرمایا کہ کیونکہ یہ اس مسجد کے بارے میں الہام ہے تو چلو اس میں چل کر دوائی دیتے ہیں۔ حضرت اماں جانؓ کو وہاں مسجد میں جا کر دوائی دیتے ہیں۔ تو آپ نے وہاں آ کر دوا پلائی اور دو گھنٹے کے اندر اُمّ المومنین اچھی ہو گئیں۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل 14 فروری 1921ء جلد 8 نمبر 61 صفحہ 6)

ڈاکٹروں کو ایک نصیحت کہ انہیں دین کی خدمت کرنے کا حق ادا کرنا چاہئے اور اس کے لئے

کوشش کرنی چاہئے۔ اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ "بیماروں پر حق اور صداقت کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ایک طبیب نے پوچھا، "ڈاکٹر نے پوچھا کہ "مَیں دین کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ آپ بیماروں کو تبلیغ کیا کریں۔ یہ بہت اچھا موقع ہوتا ہے کیونکہ بیمار کا دل نرم ہوتا ہے۔" (اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 13 صفحہ 338)

پس یہ سوچ اس زمانے کے ڈاکٹروں کو بھی رکھنی چاہئے اور یہی سوچ اور عمل پھر دنیا کمانے کے ساتھ دین کی خدمت کا موقع دے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بھی بنائے گا۔

پردے کا مسئلہ آجکل یہاں مغربی ممالک میں عورت کے حقوق کے نام پر یا دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر یا بلاوجہ اسلام پر اعتراض کرنے کی وجہ سے بڑے زور و شور سے اٹھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے کہ کس طرح کا پردہ کرنا چاہئے۔ کن حالات میں کرنا چاہئے۔ اس میں عورت کی زینت کے ظاہر ہونے کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور:32)۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے اور اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو ارشاد ہے وہ پیش کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے یہ معنی ہیں کہ وہ حصہ جو آپ ہی آپ ظاہر ہو اور جسے کسی مجبوری کی وجہ سے چھپایا نہ جا سکے خواہ یہ مجبوری بناوٹ کے لحاظ سے ہو۔ یعنی بناوٹ یہ نہیں کہ ظاہری بناوٹ بلکہ جسم کی بناوٹ جیسے قد ہے کہ یہ بھی ایک زینت ہے مگر اس کو چھپانا ناممکن ہے۔ اس لئے اس کو ظاہر کرنے سے شریعت نہیں روکتی۔ یا بیماری کے لحاظ سے ہو کہ کوئی حصہ جسم علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا پڑے تو قرآن کریم کے مطابق وہ بھی ظاہر کیا جا سکتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ ہو سکتا ہے ڈاکٹر کسی عورت کے متعلق تجویز کرے کہ وہ منہ نہ ڈھانپے۔ اپنے چہرے کو کور (cover) نہ کرے۔ اگر ڈھانپے گی تو اس کی صحت خراب ہو جائے گی اور اِدھر اُدھر چلنے پھرنے کے لئے کہے۔ یعنی اگر ڈاکٹر عورت کو کہے کہ منہ نہ ڈھانپے اور پھر باہر جا کے پھرے، نہیں تو تمہاری صحت خراب ہو جائے گی تو ایسی صورت میں اگر وہ عورت منہ ننگا کر کے چلتی ہے تو بھی جائز ہے۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک اگر عورت حاملہ ہو اور کوئی اچھی دایہ میسر نہ ہو اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی قابل ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائے گی تو اس کی جان خطرے میں ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ جنوائے تو یہ بھی جائز ہو گا۔ بلکہ اگر کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مر جائے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی گناہگار سمجھی جائے گی جیسے اس نے خودکشی کی ہے۔ پھر یہ مجبوری کام کے لحاظ سے بھی ہو سکتی ہے جیسے زمیندار گھرانوں کی عورتوں کی میں نے مثال دی ہے۔ پہلے مصلح موعودؓ مثال دے چکے ہیں کہ ان کے گزارے ہی نہیں ہو سکتے اگر وہ کام نہ کریں۔ جب تک کہ وہ کاروبار میں اپنے مردوں کی امداد نہ کریں۔ یہ تمام چیزیں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا میں ہی شامل ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 299)

پس اسلام نے آزادی بھی قائم کی ہے اور حدود بھی قائم کی ہیں۔ کھلی چھٹی نہیں دے دی۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے اجازت ہے کہ پردے کو کم کیا جا سکتا ہے۔ کم معیار کا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بلاوجہ ناجائز طور پر اسلامی حکموں کو چھوڑنا اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسلام نے آزادی کے نام پر بے حیائی نہیں رکھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تَفَقُّہ فی الدین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اسلامی مسائل کی بنیاد تَفَقُّہ پر ہے۔ ان کے اندر باریک حکمتیں ہوتی ہیں اور جب تک ان کو نہ سمجھا جائے انسان دھوکہ کھا کر بعض دفعہ گمراہی کی طرف نکل جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ کسی مجلس میں بیان فرمایا کہ انسان اگر تقویٰ سے کام لے تو چاہے سو شادیاں کر لے۔ یہ بات سلسلے کے اخباروں میں سے ایک میں شائع ہوئی جس پر یہ چرچا شروع ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب یہی ہے کہ چار کی حد نہیں۔ مرد تو بڑے خوش ہوئے ہوں گے کہ چار کی حد نہیں۔ شادیاں کوئی جتنی چاہے کر لے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مرحوم نے اس بحث اور جھگڑے کو جو باہر ہوتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا اور پوچھا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ آپ نے فرمایا میرا مطلب یہ تھا کہ اگر ایک بیوی مر جائے یا کسی وجہ سے طلاق دی جائے تو انسان اس کی بجائے اور شادی کر سکتا ہے۔ اسی طرح خواہ سو شادیاں کر لے۔ اس سے آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے۔ یہ بات جو چل رہی ہے کسی اور حوالے سے چل رہی ہے۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ جی فیصلہ ہو گیا۔ سیاق و سباق دیکھے بغیر بات کر دیتے ہیں۔ آپ نے جو اس بات کا اظہار فرمایا تھا تو اس کی وجہ یہ بنی۔ اس خیال کی آپ نے تردید فرمائی جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے کہ عمر بھر انسان کو دوسری شادی نہیں کرنی چاہئے چاہے بیوی مر جائے یا طلاق ہو جائے۔ جب ایک شادی ہو گئی تو ختم ہو گیا اور خاص طور پر جب بیوی مر جائے تو آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی تھی۔ اس حوالے سے بات ہو رہی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول تشریح کے بغیر رہ جاتا تو کچھ عرصے کے بعد یہی سمجھا جاتا کہ آپ کا مذہب یہی تھا کہ جتنی شادیاں چاہو کر سکتے ہو، صرف تقویٰ کی شرط ہے۔ آجکل تو مرد دوسری تیسری شادیاں بھی کرتے ہیں تو اس تقویٰ کی شرط کو بھی سامنے نہیں رکھتے۔ تقویٰ کی شرط ضروری ہے۔ اسی بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں مجھے یاد آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اعتقاد ایک عرصے تک یہی تھا کہ چار سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔ ان دنوں چونکہ چھوٹی جماعت تھی اور دوست اکثر باہم ملتے تھے۔ قادیان میں تھوڑے سے لوگ تھے۔ ایسے مسائل پر بڑی لمبی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ انہی دنوں ایک زمانے میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا چار بیویوں کی حد بندی شریعت سے ثابت نہیں اور ابوداؤد کی ایک روایت بھی پیش کی جس میں لکھا تھا کہ حضرت امام حسنؓ کے اٹھارہ یا انیس نکاح ہوئے۔ اسی مجلس

میں کسی نے یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ اولؓ نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے آپ کے پاس یہ معاملہ پوری طرح پیش نہ کیا گیا ہو۔ اس لئے کسی سے یہ کہا کہ یہ کتاب لے جاؤ۔ یہ جو حضرت امام حسنؓ کے بارے میں ابوداؤد کی روایت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حوالہ دکھا کے آؤ۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ کتاب لانے والا کتاب لے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جارہا تھا مجھے بھی راستہ میں ملا۔ بغل میں کتاب دبائی ہوئی تھی نہایت شوق سے جارہا تھا۔ تو میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ حضرت مولوی صاحب نے یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ اس کا شوق جوش دیکھ کے اور ویسے بھی یہ مسئلہ ایسا تھا کہ میں بھی جواب کے شوق میں اس کی واپسی کا منتظر رہا۔ وہیں کھڑا ہو گیا جہاں میں نے پوچھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ جاتے وقت تو وہ بہت خوش خوش گیا تھا مگر واپس آتے وقت سر جھکائے ہوئے آرہا تھا۔ تو مَیں نے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب سے جا کر پوچھو کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ ساری بیویاں ایک ہی وقت میں تھیں۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 35-36)

پھر یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا ہے کہ چار سے زیادہ شادیاں بہر حال نہیں ہو سکتیں۔ اور اس میں بھی شرائط ہیں اور تقویٰ سب سے بڑی شرط ہے۔ امام کی آواز پر لبیک کہنا، اس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ایسا ہی کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آواز دینے پر فوراً نماز توڑ دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور غالباً میر مہدی حسین صاحبؓ اور میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ دو آدمی تھے انہوں نے بھی مختلف وقتوں میں ایسا کیا۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت پڑھی کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور:64) کہ تمہارے درمیان رسول کا تمہیں بلانا اس طرح نہ بناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو اونچی آوازوں میں بلاتے ہو یا سمجھتے ہو کہ بلایا،

آواز دی تو جواب دے دیا یا نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے نظر بچا کر چپکے سے نکل جاتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرنے والے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ انہیں کوئی ابتلا آجائے یا دردناک عذاب آپہنچے۔

تو اسی طرح ایک دوسری جگہ آیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (الانفال:25) کہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی بات سننے کے لئے فوراً حاضر ہو جایا کرو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

بہر حال نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہنا ایک ضروری امر ہے بلکہ ایمان کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت ہے۔
(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 408-409)

اس لئے جب یہ ان بزرگوں نے کیا تو بالکل جائز تھا۔ نماز اصل مقصود نہیں ہے یا کوئی اور نیکی نبی کی موجودگی میں اصل مقصود نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہی اصل مقصود اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے اور اس کی بات ماننا ہے جس کی مثال اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے ہمیں ملتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے بھی ملتی ہے۔

ایک اہم بات جس کی طرف حضرت مصلح موعودؓ نے توجہ دلائی تھی اور ہمیشہ سے اہم ہے، اب بھی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مومن در حقیقت زیادہ ترغیب کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور اس اشارے کو سمجھ کر وہ ایسے جوش سے کام کرتا ہے کہ بعض لوگوں کو دیوانگی کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ اسی لئے جتنے کامل مومن دنیا میں ہوئے انہیں لوگوں نے پاگل کہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے میرے استاد ہوا کرتے تھے مولوی یار محمدؓ صاحب ان کا نام تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ ان کے دماغ میں کچھ ایسا نقص تھا یا ان کا نقص اس رنگ کا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا محبوب اور اپنے آپ کو عاشق سمجھتے تھے۔ اسی عشق کی وجہ سے وہ خیال کرنے لگے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پسرِ موعود اور مصلح موعودؓ بنا دیا ہے۔ اس محبت کی وجہ سے جو ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھی ان کا خیال تھا کہ وہی پسر موعود اور مصلح موعود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ بات کرتے کرتے بعض دفعہ جوش میں اپنی رانوں کی طرف یوں ہاتھ لاتے جیسے کسی کو بلا رہے ہوں یا جس طرح بلایا جاتا ہے تو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی رنگ میں جوش سے کچھ کلمات فرما رہے تھے کہ مولوی یار محمد صاحب کود کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا بیٹھے۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ تو وہ کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں اشارہ کیا تھا اور یہ اشارہ میری طرف تھا کہ تم آگے آجاؤ۔ چنانچہ مَیں کود کے آگے آگیا۔ تو یہ دیوانگی تھی۔ مگر بعض رنگ کی دیوانگی بھی اچھی ہوتی ہے۔

آخر ان کی یہ دیوانگی بغض کی طرف نہیں گئی بلکہ محبت کی طرف گئی۔ پس محبت کا دیوانہ غیر اشارے کو بھی اپنے لئے اشارہ سمجھتا ہے۔ جو اشارہ اس کو نہ بھی کیا جائے اس کو بھی اپنے لئے سمجھتا ہے۔ تو آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو قوم خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والی ہو وہ صحیح اشارے کو کیوں نہیں سمجھتی کہ اس کے لئے کیا گیا ہے۔ کیا ہماری جماعت کے دیوانوں کی وہ محبت جو وہ سلسلے سے رکھتے ہیں مولوی یار محمد جتنی بھی نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رانوں پر آہستگی سے ہاتھ مارا اور انہوں نے سمجھا کہ مجھے بلا رہے ہیں۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ بڑے واضح طور پر احکامات دیتا ہے اور آپ کا مسیح احکامات دیتا ہے اور اس پر توجہ نہیں دیتے۔
(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 733-734)

پس ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جائزہ لیں کہ کس حد تک اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اس کے اشاروں کو ہم سمجھتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حکموں پر چلتے ہوئے کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مولوی غلام علی صاحب ایک کٹر وہابی ہوا کرتے تھے۔ وہابیوں کا یہ فتویٰ تھا کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے لیکن حنفیوں کے نزدیک ہندوستان میں جمعہ کی نماز جائز نہیں تھی۔ اس زمانے میں عجیب عجیب ان کے مسئلے تھے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جمعہ پڑھنا تب جائز ہو سکتا ہے جب مسلمان سلطان ہو۔ بادشاہ مسلمان ہو تب ٹھیک ہے۔ جمعہ پڑھانے والا مسلمان قاضی ہو اور جہاں جمعہ پڑھا جائے وہ شہر ہو۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کی وجہ سے چونکہ نہ مسلمان سلطان رہا تھا نہ قاضی۔ اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ یہ مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ ادھر چونکہ قرآن کریم میں وہ لکھا ہوا پاتے تھے کہ جب تمہیں جمعہ کے لئے بلایا جائے تو فوراً تمام کام چھوڑتے ہوئے جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑو اس لئے ان کے دلوں کو اطمینان نہ تھا۔ ایک طرف ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ جمعہ پڑھیں اور دوسری طرف وہ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی حنفی مولوی ہمارے خلاف فتویٰ نہ دے دے۔ اس مشکل کی وجہ سے ان کا دستور تھا کہ جمعہ کے روز گاؤں میں پہلے جمعہ پڑھتے تھے اور پھر ظہر کی نماز ادا کر لیتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اگر جمعہ والا مسئلہ درست ہے تب بھی ہم بچ گئے اور اگر ظہر پڑھنے والا مسئلہ صحیح ہے تب بھی ہم بچ گئے۔ اس لئے وہ ظہر کا نام ظہر کی بجائے احتیاطی رکھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے اگر ہمارے جمعہ کی نماز کو الگ پھینک دیا تو ہم ظہر کو اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیں گے اور اگر اس نے ظہر کو ردّ کر دیا تو ہم جمعہ اس کے سامنے پیش کر دیں گے اور اگر کوئی "احتیاطی" نہ پڑھتا تھا تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ وہابی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہم مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گورداسپور گئے۔ راستے میں جمعہ کا وقت آ گیا۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد میں

چلے گئے۔ آپ کا عام طریق وہابیوں سے ملتا جلتا تھا کیونکہ وہابی حدیثوں کے مطابق عمل کرنا اپنے لئے ضروری جانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہی انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے۔

غرض آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گئے اور جمعہ کی نماز پڑھی۔ جب مولوی غلام علی صاحب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعت ظہر کی نماز پڑھ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب یہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں کیسی ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ احتیاطی ہیں۔ تو میں نے کہا مولوی صاحب آپ تو وہابی ہیں اور عقیدۃً اس کے مخالف ہیں۔ پھر احتیاطی کے کیا معنی ہوئے۔ تو کہنے لگے یہ احتیاطی ان معنوں میں نہیں کہ خدا کے سامنے ہمارا جمعہ قبول ہوتا ہے یا ظہر۔ بلکہ یہ ان معنوں میں ہے کہ لوگ مخالفت نہ کریں۔ لوگوں کا ڈر ہے۔ تو کئی لوگ اس طرح بھی کام کر لیتے ہیں جیسے مولوی غلام علی صاحب نے کیا کہ وہ اپنے دل میں تو اس بات سے خوش رہے کہ انہوں نے جمعہ پڑھا ہے اور ادھر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے چار رکعت ظہر کی نماز بھی پڑھ لی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 382-383)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ ایک مجلس میں کسی نے عرض کیا کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگ داڑھیاں منڈواتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اصل چیز تو محبت الٰہی ہے۔ جب ان لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی پیدا ہو جائے گی تب خود بخود یہ لوگ ہماری نقل کرنے لگ جائیں گے۔

(ماخوذ از ہمارے ذمہ تمام دنیا کی فتح کرنے کا کام ہے۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 465)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حقیقی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو سمجھنے والے ہوں اور حقیقی محبت الٰہی ہم میں پیدا ہو جائے اور ہمارا ہر عمل اور فعل خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہو۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ یہ مکرم عبدالنور جابی صاحب سیریا کا ہے 1989ء کی ان کی پیدائش ہے۔ غالباً ان کو وہاں کی حکومت نے گرفتار کر لیا۔ صحیح طرح پورے کوائف بھی نہیں لکھے۔ بہرحال جو کوائف موجود ہیں اس کے مطابق چند ماہ قبل انہوں نے بزنس مینجمنٹ کی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی تھی۔ 31/ دسمبر 2013ء کو وہاں حکومتی کارندوں نے ہی آپ کو گرفتار کیا تھا اور گرفتاری کی وجہ یہ تھی کہ کسی نے ان کا موبائل فون عاریتاً لے کر وہاں کے باغیوں کو فون کیا تھا۔ یہ سیریا میں حالات خراب ہونے کے ابتدائی ایام کی بات ہے۔ جب کسی کو ضرورت کے وقت عاریتاً فون دینا اس وقت کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہوتی تھی تو بہرحال باغیوں میں سے کسی نے ان کا فون لے کر اپنے ساتھیوں سے مالی لین دین کی بات کی اور اس بارے میں فون کو تو حکومت کی ایجنسیاں انٹرسیپٹ (intercept) بھی کرتی ہیں، چیک کرتی ہیں۔ انہوں نے پکڑ لیا، تحقیق کے دوران یہ ثابت ہوا کہ آپ کے فون سے کال ہوئی تھی اور آپ کا باغیوں کے ساتھ رابطہ ہے۔

اس وجہ سے آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر شہید بھی کر دیا گیا۔ طبی رپورٹ کے مطابق مرحوم گرفتاری کے تیسرے روز ہی سر پر شدید چوٹ آنے کی وجہ سے فوت ہو گئے تھے کیونکہ یہ حکومتی پولیس والے بھی بڑا ٹارچر دیتے ہیں۔ جو باغیوں کا حال ہے وہی حکومت کے کارندوں کا بھی حال ہے۔ تاہم ان کی وفات کی خبر ان کے گھر والوں کو 22/ فروری 2016ء کو ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ سلیم الجابی صاحب کے پوتے تھے جو بہت پرانے احمدی ہیں۔ سلیم جابی صاحب حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں ربوہ بھی گئے تھے۔ اردو زبان بھی ان کو اچھی آتی ہے۔ یہ اپنے ماحول اور جاننے والوں میں بہت خوش اخلاق اور شریف الطبع اور نرم خو اور ملنسار مشہور تھے۔ طبیعت میں سختی بالکل نہیں تھی۔ صحت مند اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپ کی بہن مکرمہ ھبۃ الرحمن جابی بیان کرتی ہیں کہ میرے بھائی کی پیدائش سے پہلے والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کا بیٹا ہوا ہے اور انہیں کہا گیا ہے کہ آپ نے نور کو جنم دیا ہے۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبد النور نام ان کو عطا ہوا۔ کہتی ہیں کہ میرا بھائی بہت فرمانبردار اور لائق تھا اور سب اس کی لیاقت اور ذہانت کی تعریف کیا کرتے تھے۔ میری اس سے جو آخری بات فون پر ہوئی تو مختلف لہجہ میں کہا کہ اگر میں سچا احمدی ہوں تو مجھے دوسروں سے درگذر کرنا سیکھنا چاہئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین، والدہ، بہن بھائی، دادا بھی ہیں ان سب کو صبر عطا فرمائے۔

سیریا کے حالات کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ وہاں حکومت کے ظلم کی وجہ سے ہی باغی گروپ کھڑا ہوا اور اب دونوں اپنے ظلموں میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور تیسرا گروپ داعش کا ہے جو اسلام کے نام پر ایک اور ظلم و بربریت کی مثالیں قائم کر رہا ہے۔ اور وہاں رہنے والے جتنے شریف الطبع لوگ ہیں۔ وہ شرفاء اور وہ احمدی بھی جو کسی بھی گروپ کے ساتھ شامل نہیں اس میں پِس رہے ہیں اور نہ وہ حکومت سے محفوظ ہیں۔ حکومت بھی اتنی ہی ظالم ہے حکومت کا باغی گروپ بھی اتنا ہی ظالم ہے اور اسلام کے نام پر حکومت کا دعویٰ کرنے والے بھی اتنے ہی ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اس ملک پر بھی رحم کرے اور ظالموں سے اس ملک کو جلد چھٹکارا دلوائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 08/ اپریل 2016ء تا 14/ اپریل 2016ء جلد 23 شمارہ 15 صفحہ 05 تا 09)

13

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 25/ مارچ 2016ء بمطابق 25/ امان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو دن پہلے 23/ مارچ تھی۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جو امت محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور کا آغاز ہوا۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُس دن مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کی اجازت دی جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرتے ہوئے ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔

پس آج ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس دن کی اہمیت ہے، جماعت میں اس دن کی اہمیت کے مدّ نظر یوم مسیح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج سے دو دن پہلے بھی بہت سے جلسے ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افرادِ جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا **جہاں خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھاتا ہے۔** پس ہمیں ان ذمہ داریوں کی پہچان اور ان کی ادائیگیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔ پس ان ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہو گا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد کیا تھے اور ہم نے ان کو کس حد تک سمجھا ہے اور اپنے پر لاگو کیا ہے۔ اور ان کو آگے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے یا کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"**وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے** وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور" دوسری بات کہ "سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور"۔ پھر یہ کہ "دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ چوتھی بات یہ "اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور"۔ پھر یہ کہ "خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ، نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے..... اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

پس اس اقتباس میں سات بنیادی اور اہم باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس زمانے کی ضرورت ہے جس کا خلاصۃً اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اور جب آپ نے یہ فرمایا کہ اس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے ماننے والے ان باتوں کو اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورتی اور زندہ مذہب ہونے کو دنیا کو دکھائیں۔ پس ہمارا پہلا فرض اور سب سے بڑا فرض جو ہمارا بنتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں اور اسے مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے تعلق اور محبت اور اخلاص میں بڑھیں۔ دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہ ایک مقصد ہے۔ اور اب دنیا کو امّت واحدہ بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلامِ صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا۔

آپؑ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہو گا۔ روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہوں گے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہو گا۔ دنیا کو دکھانا ہو گا کہ وہ خدا آج بھی اُسی طرح دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے خالص

بندوں کو، اپنے فرستادوں کو جواب بھی دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا تھا۔ اپنے خالص بندوں کے دلوں کی تسلی کے سامان بھی کرتا ہے۔ دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، ختم ہونے والی ہے۔ صرف اُسی کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پس ہماری بقا اس واحد و یگانہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا سے جڑنے میں ہی ہے۔ جب 23/مارچ کو ہم یوم مسیح موعود مناتے ہیں تو ہمیں ان باتوں کے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ یہ باتیں حضرت مسیح موعودؑ دنیا میں پیدا کرنے آئے تھے اور ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں کیا ہم میں یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں یا کیا ہم اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پھر اور بہت سی جگہوں پر **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کے مقصد اور غرض کی کچھ تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔** آپ علیہ السلام کے بعض اقتباسات مَیں پیش کرتا ہوں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ "یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 132)

پھر ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا: "اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علّت غائی کیا ہے۔؟" غرض کیا ہے؟ بنیادی مقصد کیا ہے؟" میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہو گی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی جو حالت اِس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں۔ ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10)۔" یعنی ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانے اور اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی ذمہ داری لی ہے اور اسی مقصد کے لئے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ "اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اَور کون سا وقت آئے گا؟ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقعہ پر ہو گئی تھی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران:124)۔ "یعنی اور بدر کی جنگ میں جب کہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے۔ فرمایا کہ "اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی۔ یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتواں ہو جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس وعدۂ حفاظت کے موافق اس کی نصرت کرے گا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اِس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیمی سنت سے حصہ پاتا۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 245-246)

پھر ایک موقع پر بعثت مسیح موعود کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"**میرے آنے کے دو مقصد ہیں**۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔ میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام نفاق طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (المومن:29) "یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھے ہوئے اور جھوٹے کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ فرمایا کہ "کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے"۔ انشاء اللہ "اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔ مخالفت کی مَیں پروا نہیں کرتا۔ میں اس کو بھی اپنے سلسلے کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے۔ انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148)

آج 127 سال ہونے کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات آپ کے ساتھ ہیں اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ پس یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کے حصول میں معاون بنائیں اور اس فیض سے حصہ پائیں جو آپؑ کی بعثت کا مقصد ہے جو آپ کے ماننے سے ملنا ہے۔ ورنہ جیسا کہ آپ نے فرمایا آپ کو ہم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرما کر آپ کے سلسلے کو ترقی دے سکتا ہے اور دیتا ہے۔

پھر اپنی بعثت کے مقصد کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ:

"**خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں** اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزّہ و مقدس کرے۔ الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کس قدر بے وقوفی ہو گی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھّا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ مَیں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کو بدنام کرنے والا ہو گا اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ مَیں نے کہا ہے فن کی شکل میں آ کر دینی نہیں رہیں بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہو گا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ "جنگ کا جو پہلو تھا وہ بدل گیا ہے" اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 60-61)

پس یہ تقویٰ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتانی ہے۔ مسلمانوں کو بھی بتانا ہے کہ اسلام کا پھیلنا تقویٰ سے مشروط ہے۔ پس بجائے ظلم و تعدی میں بڑھنے کے تقویٰ پیدا کرو۔ تقویٰ میں بڑھو۔ یہ اسلام کے نام پر جو حملے ہوتے ہیں یہ اسلام کی حمایت نہیں ہے بلکہ یہ بدنامی کا ذریعہ ہے اور معصوموں کا قتل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بن رہا ہے۔

گزشتہ دنوں میں بیلجیئم میں جو معصوموں کا قتل ہوا ہے، یہ دہشت گردی جو ہوئی ہے جس سے درجنوں

معصوم قتل ہوئے ہیں اور سینکڑوں زخمی بھی ہوئے ہیں یہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ اور اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ و جدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ اور اس زمانے میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں یہ پیغام پہنچا ہے۔ ہر ایک جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ اب دین کے لئے یہ جنگیں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں اور اس حقیقی ہتھیار کو استعمال کریں جو اس زمانے میں مسیح موعود کو عطا فرمایا ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"**اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے**۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازے میں تین ہزار ہوئی تھی۔" آپؑ فرماتے ہیں "اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہو گی۔" اور فرمایا کہ "کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آکر اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 59-60)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی نور دکھانے کے لئے آپؑ کو بھیجا ہے اور یہ کہ عیسائیت کا عقیدہ تو ایسا ہے جس کی خود انہیں بھی سمجھ نہیں ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ "گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ بجا رہے ہیں۔ غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جاوے۔ حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے اُن کو جو حقیقت کے جُویاں ہوں دکھاؤں۔ سچ یہی

ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے اور میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا تعالیٰ کی توحید ثابت تھی کیونکہ اس کے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں۔ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار ہو۔

اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو سوال ہو گا کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوائے انسانی کی قدر کی ہے اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جن کے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے۔ ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا جو خوارق دکھا سکے اور اپنے ایمان کو ان نشانات سے ثابت کر سکے جو مومنوں کے ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اُس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اِس زمانے کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا۔ مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے کہ ان تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے اِس زمانے میں اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کروں۔ مبارک وہ جو ایک سلیم دل لے کر میرے پاس حق لینے کے لئے آتا ہے اور پھر مبارک وہ جو حق دیکھے تو اس کو قبول کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 330-331)

پھر مسلمانوں کے غلط عقیدے کا ردّ کرتے ہوئے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اس حقیقت کو کھول کر مسلمانوں کو بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس غلط عقیدے کا استیصال کروں۔ اسے جڑ سے اکھیڑ دوں جو عیسائیوں نے مسلمانوں میں پیدا کر دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثے سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔ مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تا کہ مَیں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دُور کروں اور اسلام کی حقیّت دنیا پر ظاہر کروں اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب، اس کے غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کے لئے خطرناک طور پر مضر ہیں اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشوونما اور ترقیات کے لئے ایک روک ہیں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 331-332)

ایک موقع پر ضرورت مسیح کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ: "اس وقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟" سوال ہے۔ "اگر دوسری وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے۔ "باقی ضرورتیں چھوڑو لیکن جو مماثلت حضرت موسیٰ کی امّت کے

ساتھ امّت مسلمہ کو ہے اس لحاظ سے بھی ضرورت ہے۔ "اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ غرض مَیں تو بروز کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو مُحدثات میں داخل ہے۔ "جو نئی پیدا کی گئی باتیں ہیں۔ "محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔

یہودیوں پر غضب الٰہی اسی وجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے ان کو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا۔ "یعنی ایک اشارہ کی بات تھی، استعارہ کی بات تھی اس کو وہ سمجھے کہ حقیقتاً اسی طرح ہی ہونا ہے۔ "اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب قوم ٹھہر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے۔ "یعنی وہی صورت جو اُن کے ساتھ تھی اب بھی وہی صورتحال پیش ہے۔ "مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے، اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیاء کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحییٰ آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اُتر آوے۔ پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں۔ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئے گا کیونکہ آنے والا تو آ چکا۔ "(ملفوظات جلد 8 صفحہ 3-4)

کاش کہ اس نکتے کو مسلمان سمجھ لیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کے ساتھ جڑ کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں لاگو کرنے والے بنیں اور ہر سطح پر انصاف اور امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے خلاف جو غیر مسلم اور لادین طبقہ ہے اس کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھا کر ان مسلمانوں کو اسلام کی خدمت کرنے والے بننا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی صداقت پر چار قسم کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"**اوّل عربی دانی کا نشان ہے** اور یہ اس وقت سے مجھے ملا ہے جب سے کہ محمد حسین "بٹالوی صاحب" نے یہ لکھا کہ یہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا۔ حالانکہ ہم نے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے۔

جو لوگ عربی املاء اور انشاء میں پڑے ہیں وہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "مولوی صاحب "مولوی عبدالکریم صاحب سے مراد تھی" شروع سے دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ بڑی مشکل آکر یہ پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مناسب موقع پر نہیں ملتا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنالینا آسان ہے مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے۔ پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلّی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔"

دوسرا یہ ہے کہ "دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دعا کی ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں۔ ان کا مقام تو بہت بلند ہے "کیونکہ ان کی طفیل اور اقتداء سے ہی تو یہ سب کچھ ملا ہے" اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی بھی نبی کی اتنی دعائیں قبول نہیں ہوئیں جتنی آپ نے فرمایا کہ میری ہوئی ہیں۔" مَیں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالَم اُن کو جانتا ہے۔

تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ یوں تو نجومی اور رمّال لوگ بھی اٹکل بازیوں سے بعض باتیں ایسی کہہ دیتے ہیں کہ ان کا کچھ نہ کچھ حصہ ٹھیک ہوتا ہے اور ایسا ہی تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کاہن لوگ تھے جو غیب کی خبریں بتلاتے تھے۔ چنانچہ سطیح بھی ایک کاہن تھا مگر ان اٹکل باز رمّالوں اور کاہنوں کی غیب دانی اور مامور من اللہ اور ملہم کے اظہار غیب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ملہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجنّ:27-28)۔ یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔

چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعۃ:80)۔ میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں۔ پھر مقابلہ کر لیا جاوے مگر کسی نے جرأت نہیں کی۔ محمد حسین وغیرہ نے تو یہ کہہ دیا کہ ان کو عربی کا صیغہ نہیں آتا اور جب کتابیں پیش کی گئیں تو بودے اور رقیق عذر کر کے ٹال دیا کہ یہ عربی تو اروی کچالو ہے مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک صفحہ ہی بنا کر پیش کر دیتا اور دکھا دیتا کہ عربی یہ ہے۔ غرض

یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کے لیے مجھے ملے ہیں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 277-278)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں۔ 17/ اگست 1899ء کو انہوں نے تحریر کیا کہ "چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔" مولوی عبدالکریم صاحب خطوں کا جواب دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ "مَیں نے معمولاً رسالہ "تریاق القلوب" سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھ دیئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا" تسلی نہیں ہوئی "اور پھر مجھے مخاطب کر کے لکھا کہ "**مَیں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں کہ آیا وہ وہی مسیح موعود ہیں** جس کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے؟۔" میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرتؑ کے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے" آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے۔ حضرتؑ "صاحب" نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ:

"میں نے پہلے بھی اِس اقرار مفصّل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اِس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قَسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیثِ صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا۔ الراقم مرزا غلام احمدؐ عفا اللہ عنہ وایّد 17/ اگست 1899ء۔"

مولوی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ "اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور انہیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور انہوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ ان کو نیا ایمان ملا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرت قَسم پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد، کذّاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اسے یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ذوالجلال خدا کی ایسی اور اس طرح اور ایسے مجمع میں قَسم کھائے اَللّٰہُ اَکْبَر! اَللّٰہُ اَکْبَر! اَللّٰہُ اَکْبَر!"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 326-327)

پھر افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔" یعنی یہ سمجھو کہ تزکیہ نفس کیا چیز ہے پھر اپنے اوپر لاگو بھی کرو۔ "ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس

سے بہت دُور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اور ہوں۔" آپؑ فرماتے ہیں: "میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مَیں اَور ہو گیا ہوں اُسے فائدہ نہیں پہنچتا۔" فرمایا "فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے تو کچھ بات ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 72-73)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ "اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور **شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔**" آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خَلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اُس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیرو ڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سیّد الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16)۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیّت مسیح ابن مریم کی پا کر اُسی زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا۔ اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اُسی زمانہ کے ہمشکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔" دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 تا 9)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنے والے مسیح موعود کو مان لیا اور بیعت کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کیا اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو شکر کے

سجدات بجالانے والے ہیں نہ کہ نظریں پھیر کر گزر جانے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب مسیح موعود کا ظہور ہوا اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور وہ اندھیرا زمانہ گزر گیا جس میں پہلے لوگ پڑے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ تھا ہم اس میں پیدا ہوئے جس کے انتظار میں بیشمار سعید روحیں اس دنیا سے چلی گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس خدا سے ملایا جو زندہ خدا ہے۔ جو آج بھی سنتا ہے اور بولتا ہے جیسے پہلے سنتا اور بولتا تھا۔ پس ہمیں شکر گزاری کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں ایک بات اَور بھی کرنا چاہتا ہوں۔ **گزشتہ دنوں 23/مارچ کے حوالے سے بعض لوگ جو** آجکل طریقہ ہے ایک دوسرے کو masseges کے ذریعہ سے فون پہ، واٹس ایپ(WhatsApp) وغیرہ پہ مبارکبادیں دے رہے تھے۔ اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ **اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔**

مجھے حیرت ہے کہ ان مبارکباد دینے والوں کو ایک صاحب نے انہی پیغاموں میں اپنے پیغام کے ذریعہ سے ایک بڑا سخت قسم کا خط لکھ کر سختی سے روکا اور کہا کہ اس طرح تم لوگ بدعات میں پڑ جاؤ گے جیسا کہ باقی مسلمان پڑ گئے ہیں۔ حیرت ہے ان صاحب پر جو میرے خیال میں دینی علم بھی رکھتے ہیں اور نظام کا بھی ان کو پتا ہے۔ وہ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بدعات میں پڑ جاؤ گے۔ باقی مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت نہیں ہے جو کہ احمدیوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلط بات یا بدعت پیدا ہوتی نظر آئے گی تو اگر خلافت صحیح ہے اور خلافت حقہ ہے تو اسے خود ہی انشاء اللہ تعالیٰ روک لے گی۔ پھر اس طرف بھی دیکھنا چاہئے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بھی ہے۔ لوگوں کی نیتوں پہ شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ کسی نے نیک نیتی سے دی ہوں گی۔ **پس ان صاحب کو بھی خلافت کی ڈھال کے پیچھے رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے تھی۔ خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔** یہ یاد رکھیں جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔ ایک اکائی رکھیں۔ اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے مَیں ایک مثال دیتا ہوں۔ یہ تو ایک ایسی چیز نہیں ہے کہ جو انتہائی غلط ہو لیکن بعض بدعات جو مسلمانوں میں جاری ہیں ان کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا نقطہ نظر تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے **ایک دفعہ قضائے عمری جو جمعۃ الوداع پر گزشتہ چھوڑی ہوئی نمازیں** لوگ پڑھتے ہیں۔ چھوڑی ہوئی ساری نمازیں جمعۃ الوداع پر پڑھ لیتے ہیں یا جمعۃ الوداع پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ نمازیں

معاف ہو گئیں۔ اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فضول امر ہے۔ کوئی شک نہیں بالکل فضول بات ہے۔ مگر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت علیؓ کے زمانے میں بے وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے روکتے کیوں نہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بن جاؤں کہ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى (العلق:10-11) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اگر کسی نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارکِ مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو۔ کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمّتی ضرور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آجاؤ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 366)

پس جنہیں فتوے کا حق تھا وہ تو اس قدر محتاط تھے لیکن یہ صاحب مبارکباد دینے پر ہی بے انتہا انذار کی خبریں دے رہے ہیں اور فتوے دے رہے ہیں۔ اگر ان کے دل میں کچھ تحفظات تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ مجھے لکھتے۔ اور اگر روکنا تھا تو یہ خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ خود روکے یا جماعتی نظام کے ذریعہ سے روکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ **دو جنازے حاضر ہیں۔** ایک جنازہ مکرمہ محمودہ سعدی صاحبہ کا ہے جو مکرم مصلح الدین صاحب سعدی مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ 22/مارچ کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مصلح الدین سعدی صاحب جن کی یہ اہلیہ تھیں وہ مکرم عبدالرحیم صاحب درد کے بھائی تھے جو امام مسجد فضل رہے ہیں اور انہوں نے یہاں بڑا کام کیا ہے۔ سعدی صاحب کی وفات 1965ء میں ہو گئی تھی۔ مرحومہ نے 41 سال کا بیوگی کا لمبا عرصہ بڑے صبر شکر سے گزارا۔ ان کے ایک بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں وہاں اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ یہ صاحبزادے بھی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے جلال الدین اکبر صاحب یہاں ہیں جو یوکے میں نائب سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کرتے رہے ہیں۔ مرحومہ کو خلافت سے بڑا تعلق اور عقیدت تھی۔ تبلیغ کا شوق، قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا شوق، دعا گو اور صابرہ اور شاکرہ تھیں۔ گزشتہ چھ سال سے کافی بیمار تھیں اور بیماری کو بھی بڑے صبر اور شکر سے گزارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسل میں ہمیشہ وفا کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ احمدیت کو قائم رکھے۔

دوسرا جنازہ نورالدین چراغ صاحب کا ہے جو چراغ دین صاحب مرحوم قادیان کے بیٹے تھے۔ 15/مارچ کو 45 سال کی عمر میں ان کو دل کا دورہ پڑا اور وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق بھی قادیان سے

تھا۔ دس سال سے زائد عرصہ سے یوکے میں مقیم تھے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ ان کی بہن لکھتی ہیں کہ بچپن سے انہوں نے غربت دیکھی تھی اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق عطا فرمایا تو لالچ نہیں پیدا ہوا بلکہ بہت سے لوگوں کی مالی مدد کرتے تھے۔ ان کی ایک ڈائری ملی ہے جس میں 47 لوگوں کا ذکر ہے جن کی آپ باقاعدگی سے مالی مدد کیا کرتے تھے۔ ایک غیر احمدی نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے کہ بڑے سچے اور فرشتہ صفت تھے۔ نمازوں کے پابند، خلافت سے انتہائی درجہ تعلق رکھنے والے، بزرگان سلسلہ کا احترام کرنے والے نوجوان تھے۔ مرحوم کی والدہ اور باقی فیملی قادیان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خاص طور پر ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ سکون دے۔

ایک جنازہ غائب ہے جو سیدۃ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الباری صاحب تعلقدار بنگالی کا ہے۔ یہ 20/مارچ کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ یہ بہار میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید موسیٰ رضا بھاگل پور بہار کے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں ان کے والد نے 15 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ پھر ان کی شادی عبد الباری صاحب تعلقدار سے ہوگئی اور مشرقی پاکستان چلی گئیں۔ تقسیم ہندوستان کے بعد یہ لوگ وہاں چلے گئے۔ عبد الباری صاحب نے 1946ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں بیعت کی تھی۔ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پھر یہ لوگ ربوہ منتقل ہوگئے اور 20 سال سے زائد عرصہ ان کے خاوند باری صاحب نے، فضل عمر ہومیو پیتھک ڈسپنسری میں کام کیا جو وقف جدید کے تحت چل رہی تھی۔ یہاں آپ کے بیٹے عبد الخالق صاحب بنگالی ہیں جو اپنے حلقے میں کافی جانے جاتے ہیں۔ جماعت میں کافی خدمت کرتے ہیں۔ عبد الباری صاحب نے اپنے بچوں کو اردو سکھانے کے لئے اپنی بیوی سمیت ربوہ بھجوا دیا تھا اور وہاں بنگلہ دیش میں (یہ اس وقت مشرقی پاکستان تھا) بڑے اچھی آسائش کی زندگی گزار رہی تھیں اور نوکر چاکر موجود تھے لیکن بچوں کی خاطر اور تربیت کی خاطر یہ لوگ ربوہ آ گئے اور پھر یہیں رہے تا کہ اردو سیکھیں اور جماعت کا زیادہ پتا لگے اور خلافت کے قریب رہیں۔ اس لحاظ سے انہوں نے بڑی قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو ان مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے انہوں نے قربانی دی اور ربوہ میں آ کر رہیں۔ یہ تین جنازے انشاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا ابھی نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 15/اپریل 2016ء تا 21/اپریل 2016ء جلد 23 شمارہ 16 صفحہ 05 تا 09)

14

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ یکم اپریل 2016ء بمطابق یکم شہادت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھا تھا جس میں آپؑ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ جو میرے زمانے میں پیدا ہوئے ہو خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس زمانے میں پیدا کر کے ان خوش قسمتوں میں شامل کر دیا جنہیں مسیح موعود کا زمانہ دیکھنے کو ملا جس کا انتظار کرتے کرتے کتنی ہی قومیں اس دنیا سے گزر گئیں۔ مفہوم یہی تھا جسے میں نے اب اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ **ہم احمدی یقیناً ان خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہوں نے** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں۔ ان بد قسمتوں میں نہیں ہیں جن کو باوجود مسیح موعود کا زمانہ میسر آنے کے بیعت کرنے کی توفیق نہیں ملی کیونکہ بعض ایسے بد قسمت بھی ہیں جو مخالفت میں بھی بڑھے ہوئے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی رہنمائی سے محروم ہو کر بھٹکے ہوئے اور بکھرے ہوئے ہیں۔ پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ اس نے سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنے بھیجے ہوئے امام کے ذریعہ سے ہمیں زندگی کے مختلف مواقع پر اٹھنے والے سوالوں اور مسائل کے حل بھی صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق بتائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریروں، تقریروں، اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپؑ کے صحابہؓ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں۔ **لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ احسان ہم پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات و خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں** جو عموماً حضرت مصلح موعودؓ نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہؓ نے آپؓ کو بتائیں۔ یوں مثالوں سے بات سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مَیں گزشتہ کچھ عرصہ سے ان باتوں اور روایتوں کو خطبات

میں بیان کر رہا ہوں جس پر مجھے کئی خطوط بھی آئے ہیں کہ ان مثالوں یا واقعات سے ہمیں آسانی سے بات سمجھ آجاتی ہے۔ بہر حال اس حوالے سے آج کا خطبہ بھی ہے۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ **ہڑتالیں یا سٹرائکس (strikes) جائز ہیں یا نہیں**۔ اس بارے میں اصولی طور پر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہڑتالیں کیوں ہوتی ہیں؟ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ دنیاوی نظام میں کبھی مالک مزدور کے حق ادا نہیں کرتا اور جب مزدور کو موقع ملتا ہے تو وہ مالک کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایک بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ کبھی حکومت رعایا کے حقوق ادا نہیں کرتی اور کبھی رعایا حکومت کے حق ادا نہیں کرتی۔ جب مالک اور حکومت حق ادا نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ ایک ردّ عمل ہوتا ہے لیکن جب مزدور اور رعایا حق ادا نہیں کرتے تو پھر بھی ان پر سختی ہوتی ہے۔ تو ان دنیاوی کاموں میں ایک شیطانی چکّر ہے جس میں انسان پھنسا ہوا ہے۔ اسی لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے لئے غیر نہ بنو بلکہ آپس میں بھائی بھائی سمجھ کر اپنے اپنے حق ادا کرنے کی کوشش کرو تو نظام جو ہے چاہے وہ دنیاوی نظام ہے کبھی خراب نہیں ہوتا۔ اس بارے میں اسلامی تعلیم اور اسلامی تمدن کا یہ خلاصہ ہے۔ اور یہ صرف اسلامی حکومت تک ہی وابستہ نہیں ہے بلکہ عام دنیاوی حکومت میں بھی اپنے حق ادا کرتے ہوئے کام کرنا چاہئے اور جہاں حق لینے کا سوال ہے وہاں سٹرائک کے بجائے، ہڑتالوں کے بجائے، غیر قانونی ذرائع استعمال کرنے کے بجائے، جائز قانونی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ بہر حال اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ "اسلامی عمارت جو تمدن کے متعلق ہے اس کی بنیاد انصاف اور محبت پر ہے۔ اس لئے اپنے حقوق کے اصول کے لئے بھی وہی طریق اختیار کرنا چاہئے جو انصاف اور محبت پر مبنی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب کہیں سٹرائک ہوتی اور کوئی احمدی اس میں شریک ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے سخت سزا دیتے اور اس پر اظہار ناراضگی فرماتے۔"

(خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 133)

آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر حکومت انصاف پر مبنی نظام چلا رہی ہو تو جو شیطانی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں یا بیرونی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں انہیں بھی موقع نہ ملے۔ کیونکہ جب عوام کے حق ادا کئے جا رہے ہیں تو کوئی کسی مولوی یا کسی فسادی یا کسی شرارت کرنے والے یا کسی باغی یا فتنہ و فساد پیدا کرنے والے کے پیچھے نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو، خاص طور پر پاکستان کو، ان کی حکومتوں کو یہ عقل دے کہ یہ لوگ اپنی رعایا کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اسی طرح ہر احمدی کو

بھی دعا کے ساتھ ساتھ اگر کہیں زبردستی شامل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو مجبوری میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو جائیدادوں کو نقصان پہنچانے والی ہو، حکومت کے اموال کو نقصان پہنچانے والی ہو۔

ہر انسان جو کسی بھی کام سے منسلک ہے وہ اگر اپنے کام میں دلچسپی رکھتا ہے تو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک اہم اصول ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے وضاحت فرمائی اور پھر مثال بھی دی کہ اگر کوئی فوجی ہے یا جرنیل ہے یا استاد ہے یا جج ہے یا وکیل ہے یا تاجر ہے یا اسمبلی کا سیکرٹری ہے، سپیکر ہے، حکومت کا وزیر ہے، کوئی بھی ہو جو ایمانداری سے کام کرتا ہے، دل لگا کر کام کرنے والا ہے پورا وقت دینے والا ہے تو شام کو جب تھک کر بیٹھتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ تمام دن کی مصروفیت اور بوجھ نے ہماری کمر توڑ دی لیکن جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے جو اُسوہ آپ نے پیش کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ یہ ہے کہ یہ تمام کام جو دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام کام ان سب سے بڑھ کر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپؐ جج بھی تھے۔ آپؐ استاد بھی تھے۔ آپؐ دوسرے حکومتی فرائض بھی ادا کرتے تھے کیونکہ حکومت کے سربراہ تھے۔ قانون سازی فرماتے تھے یا قانون کی وضاحت اور تفصیل بیان فرماتے تھے۔

لیکن ساتھ ہی آپؐ گھر کے کام کاج بھی کر لیتے تھے۔ بیویوں کی مدد بھی کرتے تھے۔ آپؐ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میں اتنا مصروف انسان ہوں کہ تمہارے گھر میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے حقوق بھی ادا کرتے تھے اور اتنی توجہ سے ادا کرتے تھے کہ ہر بیوی سمجھتی تھی کہ سب سے زیادہ مَیں ہی آپ کی توجہ کے نیچے ہوں۔ پھر بیوی بھی ایک نہیں۔ آپ کی نو بیویاں تھیں۔ اور نو بیویوں کے ہوتے ہوئے ایک بیوی بھی یہ خیال نہیں کرتی تھی کہ میری طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ساری بیویوں کے گھروں میں ایک چکر لگاتے اور ان سے ان کی ضرورتیں دریافت فرماتے۔ پھر بعض دفعہ خانگی کاموں میں آپ ان کی مدد بھی فرما دیتے۔ اس کام کے علاوہ جو ابھی بیان ہوئے ہیں آپ کے بہت سارے کام تھے۔ اور بھی بیسیوں کام ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دیتے۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو فارغ ہو۔ مگر آپ بھی اسی ملک میں رہتے ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ملیریا کی بیماری کا ملک ہے کیونکہ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک میں رہنے والے لوگ اپنی سستی کی وجہ، کام نہ کرنے کی وجہ اس علاقے میں رہنا بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ یہاں ملیریا کا علاقہ ہے اور سستی پیدا ہو جاتی ہے بیماریاں بہت پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ نے ملیریا کی مثال دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سارے کام بھی کرتے تھے، گھریلو کام بھی کرتے تھے باوجود

اس کے کہ آپ بھی اسی علاقے میں رہتے تھے جہاں ملیریا ہے۔ اب ایشیا کے لوگ، افریقہ کے لوگ بعض عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری سستیوں کی یہ وجہ ہو گئی، کام نہ کرنے کی یہ وجہ ہو گئی تو یہ وجوہات تو وہاں بھی موجود تھیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تھے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے دیکھا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی یہ حالت ہوتی تھی کہ **ہم جب سوتے تو آپ کو کام کرتے دیکھتے اور جب آنکھ کھلتی تب بھی آپ کو کام کرتے دیکھتے** اور باوجود اتنی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے جو دوست آپ کی کتابوں کے پروف پڑھنے میں شامل ہوتے آپؑ ان کے کام کی اس قدر قدر فرماتے کہ اگر عشاء کے وقت بھی کوئی آواز دیتا کہ حضور میں پروف لے آیا ہوں تو آپؑ چارپائی سے اٹھ کر دروازے تک جاتے ہوئے راستے میں کئی دفعہ فرماتے: جَزَاكَ اللّٰه آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جَزَاكَ اللّٰه آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ حالانکہ وہ کام جو پروف ریڈنگ کرنے والے کرتے تھے اس کام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا جو آپ خود کیا کرتے تھے۔ غرض ہم نے اس قدر کام کرنے کی عادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دیکھی ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں حیرت آتی تھی۔ بیماری کی وجہ سے بعض دفعہ آپؑ کو ٹہلنا پڑتا تھا مگر اس حالت میں بھی آپ کام کرتے جاتے تھے۔ سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو راستے میں بھی مسائل کا ذکر کرتے اور سوالات کے جوابات دیتے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی ملیریا زدہ علاقے میں رہنے والے تھے۔

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 249)

پس حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی سستی کو جو ہم کرتے ہیں اپنی بیماریوں کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس لئے جو سست رہنے والے لوگ ہیں اور اس وجہ سے اپنے فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں ان کو جسم کا ملیریا نہیں ہے بلکہ ان کو دل کا ملیریا ہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے محنت کرنی ہے تو یہ سب سستیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اب ملیریا والے علاقے تو ایک طرف رہے یہاں یورپ میں جو لوگ ان علاقوں سے آکر آباد ہوئے ان میں بھی بہت سے ایسے ہیں جو گھروں میں پڑے اینٹھتے رہتے ہیں۔ سارا دن گھر میں بیٹھے رہے یا ٹی وی دیکھتے رہے یا بیویوں سے لڑتے جھگڑتے رہے یا بچوں سے ایسا سلوک کیا کہ بچے بھی تنگ آ جاتے ہیں۔ یہ بیماری نہیں ہوتی۔ بہانہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار ہیں۔ یہ بیماری نہیں بلکہ سستی ہے کاہلی ہے کیونکہ یہاں یہ فکر نہیں کہ کوئی معاش کی فکر ہو۔ کیونکہ گزارہ الاؤنس تو مل ہی جاتا ہے اس لئے بہانہ کر کے کام نہیں کرتے۔ پس اس کاہلی اور سستی کو یہاں رہنے والوں کو بھی دُور کرنا چاہئے۔

پھر اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی

شادی ہو تو اس کے لئے حق مہر رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے حالانکہ حق مہر کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو عورت کے پاس ہونی چاہئے تاکہ بعض دفعہ اس کو کوئی ضرورت ہو جائے، کوئی خاص خرچ اس کے اوپر آپڑے جس کا وہ خاوند سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی ہچکچائے، شرم محسوس کرے تو اس میں سے وہ خرچ کر سکے۔ یا بعض وقت ایسی ضرورت پیش آسکتی ہے جو موقع پر خاوند بھی پوری نہیں کر سکتے تو عورت کے پاس کچھ ہو تو تبھی وہ اپنی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ اور اگر حق مہر دینا ہی نہیں تو یہ دونوں صورتیں یا اور بھی بہت ساری صورتیں ہیں وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً عورت کی ضرورت ہے کسی کی مدد کرنا، کسی رشتہ دار کی مدد کرنا اور خاوند کو بتانا نہیں چاہتی تو اس کے پاس یہ رقم ہونی چاہئے۔ تو ایسی ہی کوئی نہ کوئی رقم ہو جو اس کی اپنی ہنگامی ضروریات اور اپنی مرضی کے خرچ کے لئے پوری آسکے۔

بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دو۔ یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے، ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں میں اور غریب ملکوں میں بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے۔ یہ تو لڑکیوں کو بیچنے والی بات ہے جس کی اسلام سخت ممانعت کرتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ عورتیں اپنے خاوندوں کو حق مہر معاف بھی کر دیتی ہیں لیکن اس کے لئے بھی بعض شرائط ہیں کہ ان کے ہاتھ میں رکھ کر پھر پوچھو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض ائمہ کا اور بزرگوں کا تو یہ فیصلہ ہے کہ عورت کو حق مہر دو پھر وہ ایک سال اس کو اپنے پاس رکھے اور پھر اگر چاہے تو خاوند کو واپس کر دے۔ تصرف میں لائے اور پھر وہ معاف کرنا چاہے یا دینا چاہے تو دے دے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایسے ہی حق مہر کی معافی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کا ہے کہ حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ ہمارے سلسلہ میں سابقون الاولون میں سے ہوئے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا چاہئے۔ اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ میری بیویوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا؟ کہنے لگے نہیں حضور۔ یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں پھر اس کو معاف کروائیں۔ یہ

بھی ادنیٰ درجہ ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم از کم ایک سال رہنا چاہئے اور پھر اس عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرے تو پھر درست ہے۔ ان کی بیویاں دو تھیں اور مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔ حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے کہ تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے۔ سو اَب مجھے یہ واپس دے دو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اُس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔ اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔ اب ہم نہیں دیں گی۔ اب تو ہمارے پاس آ گیا۔ حکیم صاحب نے آ کر یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ میں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے واپس مل جائے گا ایک ہزار روپیہ قرض لے کر دونوں بیویوں کو مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے۔ درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں تو 'مفت کرم داشتن' والی بات ہوتی ہے۔ کہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی۔ اب کسی تکلیف کے بغیر ہی اپنا احسان جتا لیا۔ عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔ چلو یہ کہتے جو ہیں تو معاف ہی کر دو۔ مفت کا احسان ہی ہوتا ہے۔ تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر اس کو ملا نہیں تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ **پس عورتوں سے معاف کرانے سے پہلے ان کو مہر دیا جانا ضروری ہے** اور اگر یہ مہر ایسے وقت میں دیا جاتا ہے جب ان کو اپنی ضروریات کی خبر نہیں بعض دفعہ عورت کو ضروریات کا پتا ہی نہیں ہوتا یا جبکہ والدین ان سے لینا چاہتے ہیں تو یہ ناجائز ہے یعنی جیسی میں نے مثال دی کہ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کے مہر خود لے لیتے ہیں یہ ناجائز چیز ہے اور یہ بردہ فروشی ہے جو کسی طرح درست نہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 217)

پھر زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ بھی فرائض میں داخل ہے۔ ہر اس شخص کے لئے زکوٰۃ ہے جو اس کی شرائط پوری کرتا ہو لیکن ایسے بزرگ بھی ہیں جو جتنی دولت ہو، جو آمد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک بزرگ کا قصّہ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نمونے کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ کتنے روپوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ اس نے کہا کہ آپ نے جو فقرہ بولا ہے کہ تمہارے لئے، اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا زکوٰۃ کا مسئلہ ہر ایک کے لئے بدلتا رہتا

ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ زکوۃ دینا تمہارے لئے ضروری ہے۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینا لازمی ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے۔ اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کرلوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔
(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 546)

تو یہ بزرگوں کا حال ہے۔ پس بعض لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صرف دین کی طرف توجہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن باقی جو لوگ ہیں جو صرف دنیا کے رہنے والے ہیں وہ بیشک اب دنیا کمائیں اور پھر اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ خرچ کریں۔ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی اپنے وقت کو لگائیں۔ استغفار بھی کریں۔ دعائیں بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں عزت اور دولت اور شہرت دی ہے تو یہ بطور احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اس احسان کا شکرانہ یہ ہے کہ اس میں سے دوسروں کا بھی ساتھ ساتھ خیال رکھیں۔

بعض لوگوں کے ذہن زیادہ کاروباری ہوتے ہیں یا نقل میں ہی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو جماعتی روایات کے خلاف ہوتی ہیں یا اسلامی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ایسے لوگ عہدیداروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ مقامی انجمنیں بھی ایسے فیصلے کر لیتی ہیں۔ قادیان میں ایک دفعہ مقامی انجمن نے ایک فارم شائع کیا اور دوسرے افراد کو ایک آنے کا فروخت کرنا شروع کر دیا۔ چار پیسے کا آنہ ہوتا تھا۔ غالباً کوئی رپورٹ فارم قسم کی چیز تھی۔ آج بھی بعض لوگ یہ جدّتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنی روایات بھول جاتے ہیں۔ بہرحال اس وقت جس رنگ میں حضرت مصلح موعود نے ان کو سمجھایا وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کیا کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کیا کریں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا تھا میں نے تو اتنا ہی دیکھا کہ اس کاغذ پر اس قسم کا نقشہ تھا جیسے فارموں وغیرہ پر ہوتا ہے مگر بتانے والے نے بتایا کہ یہ ایک آنے پر بکتا ہے اور معلوم ہوا کہ ہماری لوکل انجمن نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ انہوں نے سرکاری اسٹامپ دیکھے تو خیال آیا کہ ہم بھی ایک کاغذ بنا کر اس کی کچھ قیمت مقرر کر دیں۔ کہتے ہیں کہ کوّا ہنس کی چال چلا اور وہ اپنی چال بھی بھول گیا۔ مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہنس کوّے کی چال چلا اور اپنی چال بھول گیا۔ ہمیں دنیاوی گورنمنٹوں سے بھلا واسطہ ہی کیا ہے کہ ہم ان کی نقل کریں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کی فارمیں کبھی نہیں بنائیں۔ پھر دشمن کو اعتراض کا خوامخواہ موقع دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اسی قسم کی باتوں کے نتیجہ میں دشمن کو

حرف گیری کا موقع ملتا ہے اور وہ کہتا ہے خبر نہیں یہ کیا چیز بنا رہے ہیں۔ کرنے والا کوئی ہوتا ہے اور بدنام سلسلہ ہوتا ہے۔ لوکل کمیٹی والوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے پھر آپ مثال دیتے ہیں کہ گورداسپور میں ایک بڈھا شخص رہا کرتا تھا۔ لمبا ساقد تھا۔ بڑی سی داڑھی تھی۔ عرائض نویس یا نقل نویس تھے۔ ان کا طریق تھا کہ جب کسی دوست کو دور سے دیکھتے تو بجائے السلام علیکم کہنے کے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتے اور جب پاس پہنچتے تو اس کے انگوٹھے پکڑ کر اللہ اکبر کہنے لگ جاتے اور ساتھ ساتھ اچھلتے بھی جاتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اکثر ملنے کے لئے آجاتے تھے۔ انہیں بھی ہمارے لوکل کمیٹی کے پریذیڈنٹ کی طرح نقل کا شوق تھا۔ نقل کی مثال دے رہے ہیں کہ لوگوں کی نقل کر کے بعض لوگ غلط کام کرتے ہیں۔ نقل کا شوق تھا وہ غریب چونکہ روز مسلوں کا کام سنا کرتے تھے کورٹ میں عرضی نویس تھے اس لئے ان کا بھی دل چاہتا تھا کہ میں مجسٹریٹ بنوں اور مسلیں لانے کا آرڈر دیا کروں۔ مگر چونکہ یہ ہوس پوری نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے گھر میں ایک طریقہ ایجاد کیا کہ ایک نمک کی مسل بنالی۔ ایک گھی کی مسل بنائی۔ ایک مرچوں کی مسل بنائی۔ ایک ایندھن کی مسل بنا رکھی تھی۔ جب وہ دفتر سے فارغ ہو کر گھر آتے تو ایک گھڑا الٹا کر اس پر بیٹھ جاتے اور بیوی کہتی کہ نمک چاہئے۔ وہ بیوی کو مخاطب کر کے کہتے کہ ریڈر! فلاں مسل لاؤ۔ بیوی مسل لے آتی اور وہ اسے پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر غور کرتے اور پھر کہتے اچھا اس میں درج کیا جائے کہ ہمارے حکم سے اتنا نمک دیا جاتا ہے۔ ایک دن اس بیچارے کی بدقسمتی سے کچہری میں سے کچھ مسلیں چرائی گئیں۔ تحقیق شروع ہوئی تو اس کا ایک ہمسایہ کہنے لگا کہ سرکار مجھے انعام دیں تو میں مسلوں کا پتہ بتا سکتا ہوں۔ اسے کہا گیا اچھا بتاؤ۔ اسے چونکہ روز ہمسائے کے گھر سے مسلوں کا ذکر سنائی دیتا تھا۔ اس نے جھٹ اس بوڑھے کا نام لے دیا۔ اب پولیس اپنے تمام سازوسامان کے ساتھ اس کے گھر کے گرد جمع ہو گئی اور تلاشی شروع ہوئی۔ مگر جب مسلوں کی برآمد ہوئی تو کوئی نمک کی مسل نکلی۔ کوئی گھی کی مسل اور کوئی مرچوں کی مسل۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی نظارہ میں آجکل یہاں دیکھتا ہوں کہ ہمارے دوست یہ سمجھ کر کہ مغربی چیزیں بڑی اچھی ہوتی ہیں ان کی نقل کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 229-230)

یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی ضرورت کیا ہے۔ پس یہاں کسی فارم یا اس کی قیمت کا سوال نہیں ہے۔ ایک اصولی بات ہے۔ **جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔** اور دنیاداری میں اگر ہم نے نقل کرنی ہے تو اوّل تو یہ دنیاداری کی نقل ہے ہی نہیں اور اگر کسی بھی معاملے میں نقل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہیں آپ کی نقل کرنی چاہئے یا پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو نمونہ بنایا آپ نے جو اپنے آقا سے سیکھا، ہمیں بتایا اس کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا آخری سال تھا یا آپ کے بعد خلافت اولیٰ کا کوئی رمضان تھا۔ بہر حال موسم کی گرمی کے سبب یا اس لئے کہ میں سحری کے وقت پانی نہ پی سکا تھا، مجھے ایک روزے میں شدید پیاس محسوس ہوئی تھی کہ مجھے خوف ہوا کہ میں بیہوش ہو جاؤں گا اور دن غروب ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ میں نڈھال ہو کر ایک چارپائی پر گر پڑا اور میں نے کشف میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ میں پان ڈالا ہے۔ میں نے اسے چوسا تو سب پیاس جاتی رہی۔ چنانچہ جب وہ حالت جاتی رہی تو میں نے دیکھا کہ پیاس کا نام و نشان بھی نہ باقی رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس طریق سے میری پیاس بجھا دی اور جب پیاس بجھ جائے تو پانی پینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ ضرورت تو اسی وقت تھی ناں جب پیاس لگ رہی تھی۔ غرض تو یہ ہوتی ہے کہ ضرورت پوری کر دی جائے خواہ مناسب سامان مہیا کر کے ہو، خواہ اس سے استغناء پیدا کر کے۔ یعنی اس کی خواہش ہی نہ رہے۔ یا تو چیز مہیا کر دی جائے یا اس چیز کی خواہش نہ رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک شخص نے لکھا کہ دعا کریں کہ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے مگر نکاح کی کوئی شرط نہیں ہے۔ خواہ نکاح ہو جائے خواہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ تو آپؑ نے دعا فرمائی اور چند روز بعد اس نے لکھا کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی ایک شخص نے حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ایسا لکھا تھا اور میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنّت میں اسے یہی جواب دیا تھا اور اس نے بعد میں مجھے اطلاع دی کہ اس کے دل سے اس کا خیال جاتا رہا۔ پس اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں مدد کرتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 20 صفحہ 192)

یعنی اصل چیز یہ ہے کہ یا جس کی خواہش کی جا رہی ہے وہ خواہش پوری ہو جائے یا پھر وہ خواہش ہی دل سے مٹ جائے۔ تو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ کو اہمیت دیتے ہوئے دعا کی جائے۔

اب بھی بعض لوگ خط لکھتے ہیں۔ مجھے بھی خط آتے ہیں کہ فلاں جگہ رشتہ کرنا ہے۔ دعا کریں اس سے ہو جائے اور ساتھ کوشش بھی کریں اور اس کے والدین کو بھی کہیں اور اس نظام کو بھی کہیں ورنہ ختم ہو جاؤں گا۔ میں بھی مر جاؤں گا اور دوسرا فریق بھی مر جائے گا۔ تو یہ فضول اور لغو باتیں ہیں۔ شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہو جائے۔ یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے۔ اور اگر یہ ہو گا تو پھر دنیاوی محبت بھی نیکی بن جائے گی اور پھر ہمیشہ دل کا سکون اور اطمینان کا باعث رہے گی۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دنیا میں کوئی چیز اپنی ذات میں نقصان دہ نہیں ہے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "کچلہ ہے۔ یہ بھی ایک زہر ہے۔ اس کے کھانے سے کئی لوگ مر جاتے ہیں۔ لیکن لاکھوں لاکھ انسان اس سے بچتے بھی ہیں" یعنی کہ علاج کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔" اسی طرح بہت بڑی تباہی والی چیز افیون ہے لیکن اس کی تباہی کے مقابلے میں اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اطبّاء کا قول ہے کہ طبّ کی آدھی دوائیں ایسی ہیں جن میں افیون استعمال ہوتی ہے اور اس کا اتنا فائدہ ہے کہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جب انسان کو بے چینی اور بے کلی ہوتی ہے، جب انسان کی نیند اڑ جاتی ہے، جب انسان درد سے نڈھال ہو کر خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اس کو مارفیا کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے جس سے اس کو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ پس دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اپنی ذات میں نقصان دینے والی ہو۔ نقصان دینے والی چیز صرف غلط استعمال ہے جو انسان کی اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرض کو اپنی طرف اور شفاء کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر ہمارے ملک میں ایک مسلمان خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے جب کسی کام میں ناکام ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مَیں نے تو پورا زور لگا دیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا گویا وہ خوبی کو اپنی طرف اور برائی کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 169-170)

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچے مومن کا کام ہے کہ جب کسی کام کا اچھا نتیجہ نکلے تو یہ کہے کہ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے مجھے کامیاب کر دیا اور جب خراب نتیجہ نکلے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور کہے کہ میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ناکام ہوا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اسے ملتی ہے۔ جو کوتاہیوں کو اپنی طرف منسوب کرے اور کامیابی پر الحمد للہ کہے، ایسا کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ پھر رحم فرماتا ہے اور پھر رحم فرماتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ میرا بندہ کامیابیوں کو میری طرف منسوب کرتا ہے تو میں اسے مزید کامیابیوں سے نوازوں گا۔

بعض معمولی سی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مَیں نے سنا ہے۔ آپ کسی عورت کا قصہ بیان فرماتے کہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑائی پر جانے لگا تو اس نے اپنی ماں کو کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اگر واپس آؤں تو تحفے کے طور پر آپ کے لئے لیتا آؤں اور آپ اسے دیکھ کر خوش ہو جائیں۔ ماں نے کہا کہ اگر تو سلامت آ جائے تو یہی بات میرے لئے خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔ لڑکے نے اصرار کیا اور کہا آپ ضرور کوئی چیز بتائیں۔ ماں نے کہا اچھا اگر تو میرے لئے کچھ لانا ہی چاہتے ہو تو روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے جس قدر زیادہ لا سکو لے

آنا۔ مَیں انہی سے خوش ہو سکتی ہوں۔ اس نے اس کو بہت معمولی سی بات سمجھ کر کہا کچھ اور بتائیں۔ لیکن ماں نے کہا بس یہی چیز مجھے سب سے زیادہ خوش کر سکتی ہے۔ خیر وہ چلا گیا۔ جہاں بھی تھا جب روٹی پکاتا تو جان بوجھ کے اسے جلاتا تھا تا کہ جلے ہوئے ٹکڑے زیادہ سے زیادہ جمع ہوں۔ روٹی کا کچھ حصہ تو خود کھالیتا اور جلا ہوا حصہ ایک تھیلے میں ڈالتا جاتا۔ کچھ مدت کے بعد جب گھر آیا تو اس نے جلے ہوئے ٹکڑوں کے بہت سے تھیلے اپنی ماں کے آگے رکھ دیئے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس نے کہاں اماں! میں نے آپ کے کہنے پر عمل تو کیا تھا مگر مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ بات کیا تھی۔ ماں نے کہا کہ اس وقت جبکہ تم گئے تھے اس کا بتانا مناسب نہ تھا۔ اب میں بتاتی ہوں اور وہ یہ کہ بہت سی بیماریاں انسان کو نیم پختہ کھانا کھانے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں۔ میں نے جلے ہوئے ٹکڑے لانے کے لئے تمہیں اس لئے کہا تھا کہ تم ان ٹکڑوں کے لئے ایسی روٹی پکاؤ گے کہ وہ کسی قدر جل بھی جائے اور جلی ہوئی روٹی کو رکھ دو گے اور باقی کھالو گے اس سے تمہاری صحت اچھی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 188-189)

بظاہر تو یہ چھوٹی سی بات ہے اور اگر ماں بچے کو براہ راست کہتی کہ روٹی اچھی طرح پکا کر کھانا تو بچہ کہہ سکتا تھا کہ میں جوان آدمی ہوں بیوقوف نہیں ہوں کہ کچی روٹی کھاؤں گا۔ حالانکہ میں نے اب بھی دیکھا ہے، اس زمانے میں بھی اکثر لوگ جو ہیں یہ بیوقوفی کر رہے ہوتے ہیں اور کچی روٹی کو بڑے شوق سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ بہر حال ماں کی یہ بات اس بچے کو صحت مند رکھنے کا موجب بنی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے اپنے ایک خطبہ میں مسئلہ بیان کر رہے تھے کہ دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بیان کی جا رہی ہیں اور ہمیں پہلے سے یہ باتیں پتا ہیں لیکن پتا ہونے کے باوجود عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعا کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي اور وَلْيُؤْمِنُوا بِي۔ کہ میری بات مانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں ہیں۔ درود بھیجو، صدقہ دو۔ لیکن بہر حال قرآن شریف میں ان چیزوں کا، دو باتوں کا ذکر آیا ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پتا ہے۔ پتا تو ہے لیکن عمل نہیں کرتے۔ بہت سارے لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔

اصل میں یہ ایمان کی کمزوری بھی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے ایک شخص میرے پاس آیا کہ میں نے بہت دعائیں کی ہیں، میری قبول نہیں ہوئیں۔ کیا وجہ ہے؟ میں نے اسے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي کہ میرے حکموں پر چلو۔ تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے جو تمام حکم ہیں ان پر چلتے ہو؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ تو

پھر پہلے اپنی حالتوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کس حد تک عمل کر رہے ہیں اور پھر یُؤْمِنُوْا بِیْ پر بھی عمل نہیں ہے کیونکہ اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو اس سے ہم خیال کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ دعا قبول نہیں ہوئی، ظاہراً پوری نہیں ہوئی اس لئے ایمان کمزور ہو گیا۔ تو ایمان تو حضرت ابراہیم علیہ السلام والا چاہئے جس کا پہلے ذکر آچکا ہے کہ اپنی کمزوری کو اپنی طرف منسوب کریں اور کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر یہ صورتحال ہو گی کہ میرا بندہ میرے سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ دعائیں قبول بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور ہماری دعاؤں کو بھی قبولیت کا درجہ بخشے۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو سید اسد الاسلام شاہ صاحب گلاسگو کا ہے۔ یہ سید نعیم شاہ صاحب کے بیٹے ہیں۔ ان کے والد بھی اور لڑکے کے دادا بھی یہ پرانا خاندان ہے، خدمت کرنے والا بھی ہے۔ 24/ مارچ 2016ء کو 40 سال کی عمر میں ایک شر پسند کے حملے کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 24/ مارچ کو گلاسگو میں اپنی دکان کے باہر شدید زخمی حالت میں پائے گئے تھے۔ وہاں سے انہیں ہسپتال پہنچایا گیا لیکن پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو شہید کیا گیا۔ اور انہوں نے جان قربان کی اور بہر حال شہادت کا رتبہ پایا۔ پریس نے اور حکومتی اداروں نے بڑا افسوس اور غم کا اظہار کیا۔ یہاں کی بھی حکومت کا کام ہے کہ ان شدت پسندوں کو روکے۔ ورنہ اگر مولویوں کو کھلی چھوٹ دے دی تو یہ مولوی یہاں بھی اس ملک میں بھی پھر وہی فتنہ و فساد پیدا کریں گے جو باقی مسلمان ملکوں میں انہوں نے پیدا کیا ہوا ہے۔

فروری 1974ء میں ربوہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ایف ایس سی کی تعلیم نصرت جہاں اکیڈمی سے انہوں نے حاصل کی۔ 1998ء میں یہ گلاسگو آ گئے۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے۔ وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ باقاعدہ چندہ بھی یہ دیتے تھے۔

خدام الاحمدیہ کی رپورٹ کے مطابق خدام الاحمدیہ میں باقاعدہ شامل تھے۔ اجتماعات میں شرکت کرتے تھے۔ چندہ دیتے تھے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بھی باقاعدہ آتے تھے۔ اکثر اجتماعات میں بھی انہوں نے شرکت کی ہے۔ مرحوم اسد شاہ جو ہیں یہ ڈاکٹر نصیر الدین صاحب قمر پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے داماد تھے۔ کچھ عرصہ سے مختلف فیزز (Phases) میں ان کو نفسیاتی بیماری بھی آجاتی تھی جس کی وجہ سے کچھ کڑھتے تھے۔ لیکن بہر حال ریجنل امیر صاحب نے کہا ہے کہ جب میں نے ان سے ملاقات کی ہے تو آخر میں انہوں نے ہمیشہ خلافت سے تعلق کا اعلان کیا، اظہار کیا تو بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید جماعت چھوڑ گئے تھے لیکن نہیں۔ احمدی ہی تھے اور احمدیت کی وجہ سے شہید ہوئے اور باقاعدگی سے آخر تک پروگراموں میں، خدام الاحمدیہ کے پروگراموں

میں بھی اور جماعت میں بھی شامل ہوتے رہے۔

شمس الدین صاحب کبابیر کے مربی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اسد صاحب کی اہلیہ طیبہ صاحبہ کا تعلق قادیان سے ہے اور یہ ان کی اہلیہ (شمس الدین صاحب کی اہلیہ) کی چچازاد بہن ہیں۔ کہتے ہیں چند سال قبل دو دفعہ ان کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک رات قیام کرنے کا موقع ملا۔ دونوں دفعہ خاکسار سے وہ جماعتی اور تبلیغی کاموں کے بارے میں پوچھتے رہے اور اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی دنیاوی بات چیت نہیں ہوئی۔ دونوں رات میں نے ان کو تہجد میں مصروف پایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو، والدین کو، بیوی کو صبر اور سکون عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا آج نماز کے بعد میں جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 22/ اپریل 2016ء تا 28/ اپریل 2016ء جلد 23 شمارہ 17 صفحہ 05 تا 08)

15

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 08 اپریل 2016ء بمطابق 08 شہادت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ **ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں کہ ہمارے کام، ہمارے عمل، ہمارے فیصلے قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں۔** اس طرح اگر کسی معاملے کی قرآن سے اور حدیث سے وضاحت نہ ملے جس پہ انسان غور کرتا ہے تو پھر کس طرح ان کاموں کو انجام دیا جائے۔ اس کے لئے یہ ہے کہ پرانے علماء جو گزرے ہیں ان کے قول اور ان کے فیصلوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ ہمیں اپنے مسائل کے فیصلے کس طرح کرنے چاہئیں؟ کہاں سے رہنمائی لینی چاہئے؟ تو آپ علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ہمارا طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور جب قرآن کریم میں کوئی بات نہ ملے تو پھر اسے حدیث میں تلاش کیا جائے اور جب حدیث سے بھی کوئی بات نہ ملے تو پھر استدلالِ اُمّت کے مطابق فیصلہ کیا جائے یا اُمّت میں جو فیصلے ہوئے ہیں اور جو دلیلیں دی گئی ہیں اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔

یہاں یہ بھی واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سنّت حدیث سے اوپر ہے اس لئے جو باتیں سنّت سے ثابت ہیں بہر حال ان پر تو عمل ہونا ہی ہے۔ اس کے بعد پھر حدیث کا نمبر آتا ہے۔ سنت وہی ہے جو کام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا اور آگے صحابہ نے اس سے سیکھا۔ پھر صحابہ سے تابعین نے سیکھا۔ پھر تبع تابعین نے سیکھا اور پھر یہ اُمّت میں جاری ہوا۔

بہر حال حضرت مصلح موعودؓ اس مضمون کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم وہی کام کریں جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اجازت دیتے ہیں۔

بعض دفعہ بعض لوگوں کو نیکی سر پہ سوار ہو جاتی ہے۔ اس حد تک اس میں آگے بڑھ جاتے ہیں کہ غلو سے کام لینے لگ جاتے ہیں۔ اپنی جان کو مصیبت میں ڈال لیتے ہیں یا اپنے پر ظلم کرتے ہیں یا بعض ایسے لوگ ہیں بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو سرسری لیتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی طرف جس طرح توجہ کرنی چاہئے وہ توجہ نہیں کرتے۔ پس یہ دونوں قسم کے لوگ ہیں جو افراط اور تفریط سے کام لیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے باہر نکلتے ہیں۔

نیکی میں بڑھنے والوں کی بھی بعض مثالیں ہوتی ہیں۔ ایک عورت کی مثال آپ نے دی جو ناجائز طور پر نیکی کے نام پر ایک کام کرنا چاہتی تھی جو اصل میں نیکی نہیں ہے کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اس واقعہ میں جو میں بیان کروں گا ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بعض دفعہ اپنی خوابوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں حالانکہ ان کا وہ مقام نہیں ہوتا کہ یہ کہا جائے کہ ان کی ہر خواب سچی ہے اور اس کا کوئی مطلب ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی وہ قادیان کی پرانی عورت ہے اس کے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ کہنے لگی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تم چھ مہینے متواتر روزے رکھو تو خلیفۃ المسیح کو صحت ہو جائے گی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کے شروع دنوں کی بات ہے۔ مگر وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے جن علماء سے پوچھا انہوں نے یہی کہا ہے کہ چھ مہینے کے متواتر روزے رکھنا ناجائز ہے۔ پھر کہنے لگی کہ میاں بشیر احمد نے کہا ہے کہ تُو جمعرات اور پیر کے روزے رکھ لیا کر۔

لیکن اس کے بعد کہنے لگی کہ میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے تو کہا تھا کہ چھ ماہ کے متواتر روزے رکھ۔ تُو متواتر روزے کیوں نہیں رکھتی۔ تو حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ تیری خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں۔ گلے سے صاف کر کے نکال کے پھینک دوں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنت کے اتنا مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق کرنی پڑے گی۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اُمّت کے لوگوں کو متواتر اور لمبے عرصے کے روزوں سے منع کیا ہے۔ تو اگر تمہیں کوئی خواب اس حکم کے خلاف آتی ہے یا آئی ہے تو وہ شیطانی سمجھی جائے گی۔ خدائی نہیں سمجھی جائے گی۔ بیشک تم یہی کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا ہے۔ اگر خدائی خواب

ہوتی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی۔ آپ کی تردید کبھی نہیں کرتی۔ پس جب خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو تو وہ بہر حال ردّ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنّت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔

(ماخوذ از الفضل 25 نومبر 1958ء صفحہ 2، 3 جلد 12 / 47 نمبر 272)

پس کسی بات کے متعلق خوابوں کو بنیاد بنانا چاہے وہ نیکی کی بات ہی ہو اور اپنے آپ کو ایسی تکلیف میں ڈالنا جس کی طاقت نہ ہو یہ چیز غلط ہے۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ غیر صالح عمل ہے اور بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ نے مامور من اللہ کے طور پر کھڑا کرنا ہو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل مختلف ہوتا ہے۔ وہ عام لوگوں میں سے نہیں ہوتے۔ ان کا کسی عام فرد سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس واقعہ سے شاید کسی کو یہ بھی خیال ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو اس کے متعلق ایک تو واضح ہو کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا تھا۔ دوسرے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے اور اس ضمن میں ہمیں کیا نصیحت فرمائی ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے ذکر کیا کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنّت اہلِ بیتِ رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا..... اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربے میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانے میں میرے پر کھلے....." اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد پھر کشوف کا، الہامات کا ایک سلسلہ جاری کیا۔ پھر آپ نے اس کی کچھ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ کیا کیا ہوا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "..... غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے۔"

یہ یاد رکھنے والی بات ہے۔ "لیکن مَیں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا..... یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا۔"

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 197 تا 200 حاشیہ)

پس آپؑ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام دینا تھا اس کی وجہ سے اجازت ہوئی۔ پھر اس کے بعد کبھی اس پر آپؑ نے عمل نہیں کیا۔ فرمایا کہ کبھی کبھی میں روزے رکھ لیتا تھا۔ نیز دوسروں کو بھی، اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرح کرنے سے آپؑ نے منع فرمایا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر **ایک یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپؑ نے آکر ایک جماعت بنا کر ایک فساد پیدا کر دیا** اور مسلمانوں میں بقول آپ کے آپ نے ایک تہتّر واں فرقہ بنا دیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تفرقے کم کئے جاتے۔ یہ الٹا ایک زائد فرقہ بنا کر مزید تفرقہ ڈال دیا۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کی بعثت کے وقت یہ باتیں کہی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی الزام مکّہ والے لگاتے تھے کہ بھائی بھائی کو جدا کر دیا۔ ہمیں آپس میں پھاڑ دیا۔ تفرقے پیدا کر دیئے۔ دشمنیاں پیدا کر دیں۔ حالانکہ فساد کی حالت تو ان میں پہلے سے تھی۔ اور یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا تھا اور اب بھی ہے کہ فساد کی حالت ان میں موجود ہے۔ نبی تو اللہ تعالیٰ اس لئے بھیجتا ہے کہ فساد کی حالت کو دور کرے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر یہ لوگ ایک بنے، وحدت بننے کی کوشش کریں۔ پس جو ایمان لاتے ہیں وہ امن میں آتے ہیں۔ ایک وحدت بن جاتے ہیں۔ فسادوں سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اور دوسرے مخالفین جو ہیں وہ فسادوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اب ہمارے خلاف چاہے جتنے مرضی مخالفین اکٹھے ہو کے مخالفت کرتے رہیں لیکن آپس میں پھر بھی یہ لوگ پھٹے ہوئے ہیں۔ دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں۔ ایک نہیں ہیں۔ آپس میں پھر سر پھٹول ان کی ہوتی رہتی ہے۔ اور جب تک یہ امام کو نہیں مانیں گے یہ اسی طرح ہوتا رہے گا چاہے ہمیں یہ مسلمان کہیں یا غیر مسلم کہیں یا جو بھی یہ نام لیں۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی حقیقی مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام کے کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ انہی فسادوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ "ایک دوست نے سنایا کہ ایک مرتبہ ایک اہل حدیث حنفیوں کی مسجد میں ان کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہا تھا۔ التحیات میں اس نے انگلی اٹھائی۔ "تشہد کے وقت "اس کا انگلی اٹھانا تھا کہ تمام مقتدی نمازیں توڑ کر اس پر ٹوٹ پڑے اور حرامی حرامی کہنا شروع کر دیا۔ "یعنی حنفیوں کا ایک عقیدہ ہے کہ تشہد پہ انگلی نہیں اٹھاتے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز توڑنا کتنا جرم ہے۔ اس کی انگلی کو ہی دیکھ رہے تھے۔ نماز توڑ کر اس کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "یہ فساد حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے پہلے ہی تھے۔ مسیح موعود نے تو آکر اصلاح کی۔ چوٹ لگانے والا فسادی ہوتا ہے۔ "اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ جو کسی کو مارتا ہے وہ فسادی ہوتا ہے، چوٹ لگانے والا فسادی ہوتا ہے "یا ڈاکٹر جو نشتر لے کر علاج پر آمادہ ہوتا ہے؟ "دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں جو زخم لگاتے ہیں۔ ایک وہ جو کسی کو مار کر زخم لگاتا ہے۔ چوٹ لگا کر زخم لگاتا ہے۔ اور ایک ڈاکٹر ہے جو علاج کی غرض سے زخم لگاتا ہے۔ "ایک شخص کا بخار سے۔ منہ کڑوا ہو۔ ڈاکٹر کونین دے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ظالم نے منہ کڑوا کر دیا۔ اگر ڈاکٹر بلغم کو نہ نکالتا تو جسم کی خرابی بڑھ جاتی۔ بلغم نکال دینے پر اعتراض کیسا؟ ہڈی ٹوٹی

رہتی اگر زخم کو نشتر سے صاف نہ کیا جاتا۔ اس پر جلن آمیز دوائی نہ چھڑکی جاتی تو مریض کی حالت کس طرح بہتر ہو سکتی۔ اس کی تو جان خطرے میں پڑ جاتی۔ اس صورت میں کس طرح کوئی ڈاکٹر کو ملزم بنا سکتا ہے۔" پس ڈاکٹر اگر کسی کو کوئی تکلیف دیتا ہے تو علاج کی غرض سے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اسی تفرقے کے متعلق سوال کیا کہ" آپ نے آ کے مزید تفرقہ ڈال دیا اور پہلے ہی اتنا فساد پھیلا ہوا ہے تو" آپ نے فرمایا اچھا بتاؤ اپنا اچھا دودھ سنبھالنے کے لئے دہی کے ساتھ ملا کر رکھتے ہیں یا علیحدہ؟" دودھ کو اگر سنبھالنا ہو تو دہی سے علیحدہ رکھتے ہیں تا کہ اس پہ کہیں چھینٹا وغیرہ نہ پڑ جائے کیونکہ دودھ اس سے خراب ہو جاتا ہے۔" ظاہر ہے کہ دہی کے ساتھ اچھا دودھ ایک منٹ بھی اچھا نہیں رہ سکتا۔ پس فرستادہ جماعت کا درماندہ جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا۔" یہ جو فرقہ بنایا یا علیحدہ جماعت قائم کی یہ ایک فرستادے کی جماعت ہے اور اس کا اس جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا۔ ان لوگوں سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا جو بگڑے ہوئے ہیں۔" جس طرح بیمار سے پرہیز نہ ہو تو تندرست بھی ساتھ گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ روحانی بیماروں سے فرستادہ جماعت کو علیحدہ رکھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جنازہ، شادی، نماز وغیرہ علیحدہ ہو۔" عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

آپؑ فرماتے ہیں" کیونکہ اکثر عورتیں ہی اس میں اختلاف کرتی ہیں اس لئے میں عورتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح مریض کے ساتھ تندرست کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یاد رکھو یہی حالت تمہاری غیر احمدیوں سے تعلق رکھنے میں ہو گی۔ اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ بہن یا بھائی کا رشتہ ہوا چھوڑا کس طرح جائے۔" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر زلزلہ آجائے یا آگ لگ جائے تو ایک بہن بھائی کی پرواہ نہ کر کے بلکہ اس کو پیچھے دھکیل کر خود اس گرتی ہوئی چھت سے جلدی نکل بھاگنے کی کوشش کرے گی تو پھر دین کے معاملے میں کیوں یہ خیال کیا جاتا ہے؟ دراصل یہ آرام کے وقت کے جذبات ہیں" اگر اس کو سمجھا جائے اور ایک مصیبت سمجھی جائے تو پھر ایسے خیالات نہ آئیں کہ کیوں علیحدہ کیا جائے۔ ہم میں پھاڑ کیوں ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ "یہ مصیبت کے وقت نہیں ہوتا۔" کیونکہ تم اس کو سمجھتے نہیں۔

ابھی دین کا ادراک حاصل نہیں ہوا اس لئے یہ آرام کے جذبات حاوی ہو رہے ہیں۔ مصیبت کے جذبات ہوں تو یہ ردّ عمل اس طرح نہ ہو۔" اگر خدا رات کو تم میں سے کسی کے پاس فرشتہ ملک الموت بھیجے جو کہے کہ حکم تو تیرے بھائی یا دوسرے عزیز کی جان نکالنے کا ہے مگر خیر میں اس کے بدلے تیری جان لیتا ہوں تو کوئی عورت بھی "اس کو قبول نہیں کرے گا" اس کو قبول نہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا (التحریم:7) یعنی بچاؤ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانوں کو آگ سے۔ اب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیرو اگر دوسرے غیر احمدی سے بیاہی گئی تو خاوند کی وجہ سے یقیناً وہ احمدیت سے دور ہو جائے گی یا" اگر دُور نہیں ہو گی تو" کُڑھ کُڑھ کر مر جائے گی۔ کیونکہ یہی ہوتا ہے کہ گھروں میں جا کے پھر اس پر سختیاں ہوتی ہیں۔" اپنے رشتہ داروں سے الگ کی جائے گی بوجہ تعصب مذہبی کے۔" اور یہ آجکل بھی اسی طرح ہوتا ہے۔" تو یہ ایک آگ ہے۔ کیا وہ خود اپنے ہاتھ سے اپنی بیٹی کو آگ میں ڈالتی؟ مگر اس طرح ایک تھوڑے سے تعلقات کے لئے اسے دائمی آگ میں ڈال دیا۔ پس اس سے بچو۔"

(مستورات سے خطاب۔ انوار العلوم جلد 11 صفحہ 518-519)

پس اگر ہم احمدی غیروں میں رشتہ نہیں کرتے جو بڑا الزام لگایا جاتا ہے تو یہ تفرقے نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش ہے۔ لیکن یہ خیال اسے ہی آسکتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح کو سمجھے اور اس میں لڑکے بھی شامل ہیں۔ وہ احمدی لڑکے جو احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر غیروں سے شادی کرتے ہیں۔ پس لڑکوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں اور حقیقی احمدی سمجھتے ہیں تو پھر صرف ذاتی خواہشات کو نہ دیکھیں اور جب شادی کا وقت آئے تو احمدی لڑکیوں سے شادیاں کریں۔ اپنی دنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف لڑکیوں کے غیروں میں بیاہنے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں۔

ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ احمدی صرف معاشرتی دباؤ یا رشتہ داری کی وجہ سے احمدی نہ ہو بلکہ دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی۔ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس بارے میں احتیاط نہ کی گئی اور اس طرف اب بہت زیادہ رجحان ہونے لگ گیا ہے تو پھر آئندہ یہ رجحان مزید بڑھتا چلا جائے گا اور پھر نسل میں احمدیت نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کسی پر خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔

مَیں تو اکثر باہر رشتے کرنے والے لڑکوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ تم احمدی لوگ اگر لڑکیوں کے بھی حق ادا کرو، اگر کسی وجہ سے، مجبوری سے خود رشتہ باہر کیا ہے تو کسی نوجوان کو احمدیت میں شامل کرو اور اُسے مخلص احمدی بناؤ اور پھر اس کا احمدی لڑکی سے رشتہ کرواؤ۔ اس سے تمہیں تبلیغ کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس احساس کی وجہ سے خود بھی احمدی لڑکیوں سے شادی کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

بہرحال لڑکیوں کی شادیوں کے مسائل ہیں اور یہ آج ہی نہیں ہمیشہ سے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایک اہم مسئلہ جس پر مَیں آج کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نکاح کا سوال ہے اور اسی کے ضمن میں کُفو کا سوال بھی پیدا ہو

جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو شادیوں کے متعلق جو مشکلات پیش آتی ہیں مجھے پہلے بھی ان کا علم تھا لیکن اس نو ماہ کے عرصے میں تو بہت ہی مشکلات اور رکاوٹیں معلوم ہوئی ہیں۔ "یہ نو ماہ کا عرصہ آپؓ بیان فرما رہے ہیں۔ یہ تقریر آپؓ نے 1914ء میں اپنی خلافت کے تقریباً نو ماہ بعد جلسہ سالانہ ہوا تھا اس میں کی تھی" اور لوگوں کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ہماری جماعت کو سخت تکلیف ہے۔" آج بھی یہی حال ہے۔ یہ تکلیف جو ہے یہ جاری ہے اور مشکلات ہیں لیکن ان مشکلات کو ہم نے حل بھی کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق تجویز کی تھی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام ایک رجسٹر میں لکھے جائیں اور آپ نے یہ رجسٹر کسی شخص کی تحریک پر کھلوایا تھا۔

اس نے عرض کیا تھا کہ حضور شادیوں میں سخت دقّت ہوتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ غیروں سے تعلق نہ پیدا کرو۔ اپنی جماعت متفرق ہے۔ اب کریں تو کیا کریں؟ ایک ایسا رجسٹر ہو جس میں سب ناکتخدا لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں۔ "یعنی ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں جن کے رشتے نہیں ہوئے ہوئے" تا رشتوں میں آسانی ہو۔ حضور سے جب کوئی درخواست کرے تو اس رجسٹر سے معلوم کر کے اس کا رشتہ کروا دیا کریں کیونکہ کوئی ایسا احمدی نہیں ہے جو آپ کی بات نہ مانتا ہو۔ "یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس شخص نے کہا" بعض لوگ اپنی کوئی غرض درمیان میں رکھ کر کوئی بات پیش کرتے ہیں اور ایسے لوگ آخر میں ضرور ابتلاء میں پڑتے ہیں۔ "حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ اپنے مسائل تو لوگ پیش کرتے ہیں، جب کوئی بات عرض کرتے ہیں لیکن کوئی غرض اپنی ذاتی بھی ہوتی ہے اور پھر اس وجہ سے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ "اس شخص کی بھی نیّت معلوم ہوتا ہے درست نہ تھی۔ انہی دنوں میں ایک دوست کو جو نہایت مخلص اور نیک تھے شادی کی ضرورت ہوئی۔ اسی شخص کی جس نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ رجسٹر بنایا جائے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ تجویز پیش کی تھی ناں کہ رجسٹر بنایا جائے۔ اس کی" ایک لڑکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دوست کو اس شخص کا نام بتایا کہ اس کے ہاں تحریک کرو۔ "یعنی جس نے تجویز پیش کی تھی اس کی لڑکی تھی۔ جب ایک رشتہ آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کے گھر رشتہ بھجوا دیا۔" لیکن اس نے نہایت غیر معقول عذر کر کے رشتے سے انکار کر دیا اور لڑکی کہیں غیر احمدیوں میں بیاہ دی۔ جب حضرت صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج سے مَیں شادیوں کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا اور اس طرح یہ تجویز رہ گئی۔ لیکن اگر اس وقت یہ بات چل جاتی تو آج احمدیوں کو وہ تکلیف نہ ہوتی جو اَب ہو رہی ہے۔"

(برکاتِ خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 209)

بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار جو ہے پھر جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جاتا ہے۔ غیروں میں

بیاہنے کے کچھ عرصے بعد ہی اکثر کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جاتا ہے اور جو بڑے مسائل پیدا ہو رہے ہوتے ہیں ان کا بھی پتا لگ جاتا ہے۔ اب بھی کئی لوگ اور لڑکیاں خود لکھتی ہیں یا ان کے ماں باپ کہ یہ فیصلہ کیا جس کا ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ دین سے بھی دوری ہو گئی ہے۔ اور بعض سسرالوں نے یا خاوندوں نے تو ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے ملنے جلنے کے لئے پابندی لگا دی ہے۔ لیکن وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی اَنا میں آ کر بعض دفعہ اچھے بھلے احمدی رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی راضی ہوتی ہیں لڑکے بھی راضی ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض جگہ مَیں نے بھی کہا کہ رشتہ کر لو لیکن اَنا کی وجہ سے انکار کیا۔ بہر حال اگر ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا تو اب میری بات کا انکار کرنا تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن پھر ایسوں کے انجام بھی بڑے بھیانک ہو جاتے ہیں۔ جرمنی میں ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا کہ ماں باپ نے بیٹی کی مرضی کے مطابق شادی نہیں کی یا اس کے اصرار پر بیٹی کو ہی قتل کر دیا اور اب جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ پس اگر احمدی لڑکا اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اَناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔

بیاہ شادی کے بارے میں ایک یہ مسئلہ لڑکیوں پر بھی واضح ہونا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتے میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پسند کو قائم فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو لیکن اسلام اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور واقعہ میں آپ اسی کی طرف سے ہیں تو ہماری شریعت یہی کہتی ہے یعنی اسلام کی شریعت یہی کہتی ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر سوائے ان مستثنیات کے جن کا استثناء خود شریعت نے رکھا ہے کوئی نکاح جائز نہیں۔ اور اگر ہو گا تو وہ ناجائز ہو گا اور ادھالہ ہو گا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کو سمجھائیں اور اگر نہ سمجھیں تو ان سے قطع تعلق کر لیں۔

اس قسم کے واقعات بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک لڑکی نے جو جوان تھی ایک شخص سے شادی کی خواہش کی مگر اس کے باپ نے نہ مانا۔ وہ دونوں قادیان کے قریب جگہ تھی ننگل چلے گئے اور وہاں جا کر کسی مُلّاں سے نکاح پڑھوا لیا اور کہنا شروع کر دیا کہ ان کی شادی ہو گئی ہے۔ پھر وہ قادیان آ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے ان دونوں کو قادیان سے نکال دیا اور فرمایا یہ شریعت کے خلاف فعل ہے کہ محض لڑکی کی رضامندی دیکھ کر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا جائے۔ وہاں بھی لڑکی راضی تھی اور کہتی تھی کہ مَیں اس مرد سے شادی کروں گی لیکن چونکہ ولی کی اجازت کے بغیر انہوں نے نکاح پڑھوایا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں قادیان سے نکال دیا۔ اسی طرح وہاں اس زمانے میں کوئی نکاح حضرت مصلح موعودؓ کے سامنے بھی ہوا تھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ نکاح بھی ناجائز ہے

اور یہی بات ہے جو میں نے اس مائی سے کہی ہے لڑکے کی ماں سے کہی ہے۔ ایک عورت آئی تھی کہ کیونکہ لڑکی راضی تھی اس لئے میرے بیٹے نے نکاح کر لیا تو کیا عذاب آ گیا۔ آپؑ نے فرمایا میں نے اسے کہا دیکھو تمہارے بیٹے کو رشتہ مل رہا ہے اس لئے تم کہتی ہو جب لڑکی راضی ہے تو کسی ولی کی رضامندی کی ضرورت کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن تمہاری بھی لڑکیاں ہیں۔ اگر وہ اب بیاہی جا چکی ہیں تو ان کی بھی لڑکیاں ہوں گی۔ کیا تم پسند کرتی ہو کہ ان میں سے کوئی لڑکی اس طرح نکل کر کسی غیر مرد کے ساتھ چلی جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 175-176)

پس جیسا کہ **پہلے ذکر ہو چکا ہے نہ ہی ماں باپ کو اتنی سختی بلاوجہ کرنی چاہئے کہ بغیر کسی جائز وجہ کے جھوٹی غیرت کے نام پر رشتہ نہ کریں** اور قتل تک ظالمانہ فعل کرنے والے بن جائیں۔ اور نہ ہی لڑکیوں کو اسلام اجازت دیتا ہے کہ خود ہی گھر سے جا کر عدالتوں میں یا کسی مولوی کے پاس جا کے شادی کر لیں یا نکاح پڑھوا لیں۔ اگر بعض مجبوری کے حالات ہیں تو لڑکیاں بھی خلیفۂ وقت کو لکھ سکتی ہیں جو حالات کے مطابق پھر جو بھی معروف فیصلہ ہو گا وہ کرے گا۔ پس اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول کو سامنے رکھیں گی اور لڑکے بھی سامنے رکھیں گے تو خدا تعالیٰ بھی پھر فضل فرمائے گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعودؓ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ذکر الٰہی کے لئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، **اس سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے لا کر غور کیا جائے** اور ان صفات کے ذریعہ سے پھر ذاتی تعلق بڑھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا صحیح اِدراک تبھی حاصل ہوتا ہے اور یہ عام قانون قدرت ہے کہ دنیاوی ظاہری تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ یا تو جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی قربت ہو یا کم از کم اس کا کوئی نقشہ، اس کی کوئی تصویر سامنے ہو تا کہ پسند اور تعلق کا اظہار ہو۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو اور یا اس کی تصویر سامنے ہو۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آج کے زمانے میں رشتہ والے کہتے ہیں جی تصویریں بھیجیں۔ فرمایا کہ مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں تصویر آجکل کے زمانے میں، اُس زمانے میں بھی دیکھی جا سکتی تھی، اب بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مثلاً میری جب شادی ہوئی میری عمر چھوٹی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو لکھا کہ لڑکی کی تصویر بھیج دیں۔ انہوں نے تصویر بھیج دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصویر مجھے دے دی۔ میں نے جب کہا کہ مجھے یہ لڑکی پسند ہے تب آپ نے میری شادی وہاں کی۔ پس بغیر دیکھنے کے محبت ہو تو کیسے۔ یہ تو ایسی ہی چیز ہے کہ خدا تعالیٰ

تمہارے سامنے آئے۔ اب خدا تعالیٰ کی محبت کا ذکر شروع ہو گیا کہ اس کی محبت کس طرح ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے آئے اور تم آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو اور پھر کہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت ہو جائے بغیر اُسے دیکھے وہ محبت ہو کیسے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے کہ:

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

یعنی کچھ تو ہو۔ اگر محبوب خود سامنے نہیں آتا تو اس کی آواز تو سنائی دے۔ اس کے حسن کی کوئی نشانی تو نظر آئے۔ یہ تصویر ہے خدا تعالیٰ کی۔ خدا تعالیٰ کی تصویر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ ربّ ہے، رحمان ہے، رحیم ہے، مالک یوم الدین ہے، ستار ہے، قدوس ہے، مؤمن ہے، مہیمن ہے، سلام ہے، جبار ہے اور قہار ہے اور دوسری صفات الٰہیہ۔ یہ نقشے ہیں جو ذہن میں کھینچے جاتے ہیں۔ جب متواتر ان صفات کو ہم اپنے ذہن میں لاتے ہیں اور ان کے معنوں کو ترجمہ کر کے ذہن میں بٹھا لیتے ہیں تو کوئی صفت خدا تعالیٰ کا کان بن جاتی ہے۔ کوئی صفت آنکھ بن جاتی ہے۔ کوئی صفت ہاتھ بن جاتی ہے اور کوئی صفت دھڑ بن جاتی ہے اور یہ سب مل کر ایک مکمل تصویر خدا تعالیٰ کی بن جاتی ہے۔

(ماخوذ از الفضل 18 جولائی 1951ء صفحہ 5 جلد 39/5 نمبر 166)

پس اللہ تعالیٰ سے محبت کے لئے ان صفات کا تصور اور مستقل اپنے سامنے رکھنا حقیقی محبت الٰہی کو حاصل کرنے والا بناتا ہے اور تبھی انسان پھر اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک حقیقی مومن کو دین کے لئے غیرت اور جوش دکھانا چاہئے۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے مَیں نے بارہا سنا ہے اور سینکڑوں صحابہ ابھی ہم میں ایسے زندہ ہیں جنہوں نے سنا ہو گا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی طبیعت کی افتاد کی وجہ سے یا باوجود اپنی نیک نیتی اور نیک ارادوں کے کوئی صحیح طریق اختیار نہیں کر سکتیں۔ آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص تھا اس نے کسی دوست سے کہا کہ میری لڑکی کے لئے کوئی رشتہ تلاش کرو۔ کچھ روز کے بعد ان کا دوست آیا اور کہا کہ میں نے موزوں رشتہ تلاش کر لیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ لڑکے کی کیا تعریف ہے۔ اس کا بیان کرو۔ وہ کہنے لگا لڑکا بڑا ہی شریف ہے اور بھلا مانس ہے۔ اس نے کہا کوئی اور حالات اس کے بیان کرو۔ اس نے جواب دیا بس جی اور حالات کیا ہیں۔ بے انتہا بھلا مانس ہے۔

پھر اس نے کہا کوئی اور بات اس کی بتاؤ صرف بھلا مانسی تو کوئی چیز نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ اور کیا بتاؤں۔ بس کہہ جو دیا کہ وہ انتہا درجہ کا بھلا مانس ہے۔ اس پر لڑکی والے نے کہا کہ میں اس سے رشتہ نہیں کر سکتا

جس کی تعریف سوائے بھلا مانس ہونے کے اور ہے ہی نہیں۔ نہ کوئی کام، نہ کوئی اور چیز صرف بھلا مانس ہے۔ کل کو اگر کوئی میری لڑکی کو ہی اٹھا کے لے جائے تو پھر وہ اپنی بھلا مانسی میں چُپ کر کے بیٹھا رہے گا۔ تو بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں صرف بھلے مانسی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ غیرت اور دین کا جوش نہیں پایا جاتا دین کے معاملے میں بھی ایسے ہوتے ہیں۔ بڑے شریف ہیں، بڑے بھلا مانس ہیں۔ دین کی نہ غیرت ہوتی ہے نہ دین کے متعلق کوئی جوش پایا جاتا ہے اور بوجہ نیک نیت ہونے کے مومن تو ضرور کہلاتے ہیں مگر ان کی بھلا مانسی خود ان کے لئے اور جماعت کے لئے بھی مضر پڑا کرتی ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 18 صفحہ 206)

اس لئے بہر حال غیرت دکھانی چاہئے۔ **پس ایسے لوگ جو بعض دفعہ نظام جماعت پر اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں** اور اس قسم کے جو بھلے مانس لوگ ہوتے ہیں وہ ان اعتراض کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ بہر حال غلط کام کرتے ہیں۔ صرف بھلے مانسی یہاں کوئی چیز نہیں ہے۔ ایسی مجلسوں میں بیٹھے رہنا بے غیرتی بن جاتی ہے۔ کم از کم اتنی غیرت ضرور دکھانی چاہئے کہ جہاں بھی ایسے اعتراض ہو رہے ہوں اس مجلس سے اٹھ جایا جائے اور اگر ایسی باتیں کرنے والا مستقل فتنہ پھیلانے والا ہو تو پھر نظام کو بتانا چاہئے اور نظام جماعت کو خلیفہ وقت کے علم میں یہ باتیں لانی چاہئیں تا کہ اس کے تدارک کے طور پر جو بھی اقدام کرنے ہوں کئے جائیں۔

اب ایک واقعہ غیر از جماعت مولویوں کا بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کس طرح لوگوں کے دلوں میں بغض اور کینہ بھرنے کی کوشش کرتے تھے، ورغلاتے تھے۔ کس طرح جھوٹ بولتے تھے اور اب بھی بولتے ہیں اور آپ پہ کیسے کیسے الزام لگائے جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ساحر کہتے تھے یہ لوگ جادوگر کہتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دوست نے سنایا کہ فیروزپور کے علاقے میں ایک مولوی تقریر کر رہا تھا کہ احمدیوں کی کتابیں بالکل نہیں پڑھنی چاہئیں۔ غیر احمدی مولوی اپنے لوگوں کو بتا رہا تھا کہ احمدیوں کی کتابیں بالکل نہیں پڑھنی چاہئیں اور قادیان میں ہرگز نہیں جانا چاہئے اور اس کذّاب نے لوگوں کو اپنا ایک من گھڑت واقعہ بھی اپنی بات کی تائید میں سنا دیا۔ یہ تقریر کرتے ہوئے اب وہ اپنی بات کو کس طرح وزن دے تو اس نے یہ واقعہ آپ ہی گھڑ کے سنا دیا۔ کہنے لگا کہ ایک دفعہ میں قادیان گیا میرے ساتھ ایک رئیس بھی تھا۔ ہم قادیان گئے۔ ہم مہمان خانے میں جا کے ٹھہر گئے اور کہا کہ مرزا صاحب سے ملنا ہے۔ تھوڑی دیر میں مولوی نور الدین صاحب آ گئے اور بڑی میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ہمارے لئے ایک شخص حلوہ لایا اور مولوی نورالدینؓ صاحب نے کہا کہ یہ آپ لوگوں کے لئے تیار کرایا گیا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے مَیں تو جانتا تھا اس لئے سمجھ گیا کہ اس حلوے پر جادو کیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے تو اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔

مگر میرے ساتھی کو پتا نہ تھا اس نے وہ حلوہ کھا لیا اور میں کوئی بہانہ بنا کر وہاں سے کھسک گیا۔ مولوی نورالدین صاحبؓ کو یہ پتا نہ لگ سکا کہ میں نے حلوہ نہیں کھایا۔ ایسا میں نے داؤ چلایا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرا وہ ساتھی جس نے حلوہ کھالیا تھا کہنے لگا کہ میرے دل کو تو ایسی کشش ہو رہی ہے کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں گویا اس پر حلوے کا اثر ہو گیا۔ مگر میں نے تو کھایا ہی نہیں تھا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے اس لئے مجھ پر ماحول کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی تو مرزا صاحب نے اپنی فٹن تیار کرائی اس میں وہ خود بھی بیٹھے اور مولوی نورالدین صاحبؓ کو بھی بٹھایا۔ مجھے بھی ساتھ بٹھالیا۔ پھر مولوی صاحب جھوٹ بولتے ہیں کہنے لگے کہ مرزا صاحب مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ مَیں بھی تجربہ کرنے کے لئے سر ہلاتا تھا۔ ہاں ہاں کرتا گیا۔ انہوں نے سمجھا یہ مان لے گا۔ اس نے حلوہ کھایا ہوا ہے اس لئے یہ ضرور مان لے گا کیونکہ حلوہ پہ جادو کیا ہوا تھا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے پہلے تو انہوں نے کہا کہ مَیں نبی ہوں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہوں نعوذ باللہ اور پھر کہا کہ مَیں خدا ہوں نعوذ باللہ۔ یہ باتیں سن کر مَیں نے کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا اس پر مرزا صاحب نے مولوی نور الدین سے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ کیا اسے حلوہ نہیں کھلایا تھا؟ اس پہ جادو ہی نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کھلایا تو تھا۔ تو پھر جادو نہیں ہوا۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ موقع پر ہی ان کے جھوٹ کھول دیتا ہے۔

چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ مولوی صاحب کی اسی مجلس میں ایک غیر احمدی وکیل بھی بیٹھے ہوئے تھے لیکن شریف النفس تھے۔ غیر احمدی تھے جو کسی زمانے میں یہاں حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس علاج کے لئے آئے تھے۔ مولوی صاحب کی یہ بات سن کر وہ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں تو مولویوں سے پہلے ہی بدظن تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ لوگ بہت جھوٹے ہوتے ہیں لیکن آج میں نے سمجھا کہ ان سے زیادہ جھوٹا اور کوئی ہوتا ہی نہیں۔ وکیل صاحب کہنے لگے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ مَیں احمدی نہیں ہوں۔ وکیل صاحب نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں احمدی نہیں ہوں مگر میں علاج کے لئے خود وہاں ہو کر آیا ہوں اور وہاں رہا ہوں۔ مولوی نے جتنی بھی باتیں کی ہیں یہ سب غلط ہیں۔

فٹن تو کجا وہاں تو کوئی ٹانگہ بھی نہیں ہے اور اس زمانے میں یکّے ہوتے تھے۔ اب یہ مولوی صاحب تفصیل بیان کر رہے ہیں ناں کہ یہ فٹن آ کے کھڑی ہوئی اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے اور خلیفہ اولؓ کو اس میں بٹھایا اور ساتھ مجھے بٹھالیا۔ فٹن کا کوئی تصور ہی نہیں تھا وہاں قادیان میں اس وقت۔ ٹانگہ بھی نہیں ہوتا تھا اور پھر خدا تعالیٰ کی یہ بھی عجیب قدرت ہے کہ فٹن تو آج تک یہاں نہیں ہے حضرت مصلح موعودؓ جب بیان کر رہے ہیں اس وقت تک وہاں فٹن کا کوئی تصور نہیں تھا تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے

ہیں کہ یہاں جادو ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اس جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کو ماریں پڑتی ہیں۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ بے عزت کیا جاتا ہے۔ ان کو مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ پھر بھی یہ فدائی رہتے ہیں اور احمدیت کو نہیں چھوڑتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو مار پیٹ، گالی گلوچ اور نقصانات کی وجہ سے ڈر جانا چاہئے مگر ان پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 23 صفحہ 496 تا 498)

اس لئے یقیناً کوئی جادو ہوتا ہے کہ یہ اس طرح اپنے ایمان پہ قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جھوٹے مولویوں سے بھی اُمّت کو بچائے اور لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے جو مکرمہ سکینہ ناہید صاحبہ بنت مکرم محمد دین صاحب مرحوم آف جموں کشمیر کا ہے۔ اور یہ مکرم شیخ محمد شریف صاحب مرحوم کی اہلیہ ہیں۔ 3/ اپریل کو 90 سال کی عمر میں یہاں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد صاحب کے ذریعہ آئی تھی۔ مرحومہ نے کشمیر میں مخالفت کے باوجود 16 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی۔ شادی کے بعد پٹھانکوٹ مقیم ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت ام المومنینؓ جب ڈلہوزی تشریف لے جاتے تو آپ کو ان کی مہمان نوازی کا موقع ملتا رہا۔ پاکستان بننے پر اپنے شوہر کے ساتھ بدوملہی شفٹ ہو گئیں۔ یہاں کئی سال تک انہیں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1974ء میں مخالفین نے آپ کا گھر لُوٹ کر جلا دیا لیکن آپ نے بڑے حوصلہ اور صبر سے اس وقت کو گزارا۔ پھر یہاں یوکے میں یہ شفٹ ہو گئیں۔ بڑی محبت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت سے بہت عقیدت کا تعلق تھا۔ باوجود بیماری کے اور بڑھاپے کے باقاعدہ مجھے وقتاً فوقتاً ملنے آتی تھیں اور ان میں بڑا ہی اخلاص تھا۔ بہت نیک، تہجد گزار، نماز روزہ کی پابند بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم شوکت غنی صاحب شہید کا ہے جو کہ قاضی عبدالغنی صاحب کے بیٹے ہیں۔ ندھیری آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ آجکل ربوہ میں آباد ہیں۔ یہ پاک فوج کے تحت بطور سپاہی گوادر بلوچستان کے علاقہ پسنی میں آپریشن ضرب عضب میں حصہ لے رہے تھے۔ 3/ اپریل 2016ء کو دہشت گردوں کی اچانک فائرنگ سے 21 سال کی عمر میں وطن پر قربان ہو گئے اور شہادت کا رتبہ پایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مولوی الزام لگاتے ہیں کہ احمدی وطن کے دشمن ہیں۔ اب شہادتیں پیش کرنے والے اور قربانیاں دینے والے احمدی ہی ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم قاضی فیروز دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن مکرم قاضی خیر الدین صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے گوئی آزاد کشمیر سے مکرم محبوب عالم صاحب کے ساتھ قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ان کے ہمراہ شہید مرحوم کے پڑنانا مکرم بہادر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دستی بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ فیروز الدین صاحب کا خاندان گوئی میں امام مسجد چلا آرہا تھا اور علاقہ میں نمایاں حیثیت کا حامل تھا۔ مکرم فیروز الدین صاحب کو بیعت کے بعد اپنے خاندان کی طرف سے شدید مخالفانہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ بائیکاٹ اور جائیداد سے محرومی کے باوجود آپ احمدیت پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا مخلص خاندان تھا۔ قاضی فیروز الدین صاحب کو دمہ کی بڑی تکلیف تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا اللہ شفا دے گا۔ اس دعا کی برکت سے آپ کا شدید دمہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور آپ نے 80 سال سے زائد عمر پائی۔

شہید مرحوم کے والد عبدالغنی صاحب فیملی کے ہمراہ فروری 2013ء میں کشمیر سے ہجرت کر کے ربوہ میں شفٹ ہو گئے تھے اور یہیں رہائش اختیار کی تھی۔ شہید کی پیدائش ندھیری آزاد کشمیر کی ہے جہاں وہ 4/ مئی 1995ء کو پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ ڈیڑھ سال قبل فوج میں بحیثیت سپاہی بھرتی ہوئے۔ ابھی ٹریننگ مکمل کی تھی اور پاسنگ آؤٹ پریڈ مکمل ہونے کے بعد آجکل دہشت گردوں کے خلاف جو آپریشن ہے اس میں گوادر سیکٹر بلوچستان میں ڈیوٹی پر متعین تھے۔ دو اور تین اپریل کی درمیانی شب یہ شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ شہادت کے بعد شہید مرحوم کی میت براستہ کراچی، لاہور اور پھر ربوہ لائی گئی جہاں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ تدفین عمل میں آئی۔ شہید مرحوم نظام وصیت میں شامل تھے۔

اس کے علاوہ بیشمار خوبیوں کے حامل تھے۔ ملنساری، مہمان نوازی اور ہمدردی کا عنصر نمایاں تھا۔ ہر ایک کی مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔ نمازوں کے پابند تھے۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ پوسٹنگ کے بعد بھی جب دور دراز علاقوں میں ہوتے تھے تو براہ راست فون کے اوپر خطبہ سنتے تھے۔ شہادت سے دو روز قبل اپنے تمام ترچندہ جات بھی ادا کر دیئے۔ ان کی آواز بھی بڑی اچھی تھی۔ ملازمت کے دوران وہاں ایک فنکشن میں غیر احمدیوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک منظوم کلام بڑی خوش الحانی سے انہوں نے سنایا۔ بہت سے غیر از جماعت وہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑی داد دی اور ان سے یہ پوچھنے لگے کہ اس قدر خوبصورت منظوم کلام کس کا ہے۔ ہم نے تو اس سے قبل یہ کبھی نہیں سنا۔

ہمدردئ خلق کی صفت بھی ان میں بڑی نمایاں تھی۔ ملازمت کی ابتدا میں ایک دفعہ ان کو چار ماہ کے

واجبات اکٹھے ملے تو اس موقع پر ایک اور فوجی شہید ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے تمام واجبات اپنے ساتھی شہید کی فیملی کو تحفۃً پیش کر دیئے حالانکہ یہ خود بھی گھر کے اکیلے کفیل تھے۔ شہید مرحوم کے والد کہتے ہیں کہ شہادت کی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شہید مرحوم خاندان کے بڑے بزرگان جو وفات پا چکے تھے ان کے ساتھ بیٹھے ہیں اور ان کے چہرے پر ایک نہایت سفید رنگ سے بھرپور روشنی پڑ رہی ہے جس سے ان کا چہرہ نورانی ہو گیا ہے جو دیگر افراد سے نہایت نمایاں دکھائی دے رہا ہے۔

ربوہ میں رہائش کے دوران جب رہے ہیں تو مختلف کام کرتے رہے۔ یہ زعیم بھی رہے اور عمومی کی ڈیوٹیاں بھی دیتے رہے۔ ایک مسجد میں کچھ عرصہ خادم مسجد بھی رہے۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ پسماندگان میں والد مکرم عبدالغنی صاحب، والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ، دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند کرتا رہے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ شہید اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ شاید پہلے مَیں ذکر کر چکا ہوں۔ جمعہ کے بعد مَیں انشاء اللہ ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 29/ اپریل 2016ء تا 05/ مئی 2016ء جلد 23 شمارہ 18 صفحہ 05 تا 09)

16

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 15 اپریل 2016ء بمطابق 15 شہادت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآن کریم میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف کئی جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔ کہیں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے۔ کہیں اس میں باقاعدگی اختیار کرنے کا حکم ہے۔ کہیں اس کی وقت پر ادائیگی کا حکم ہے اور پھر اس کے لئے اوقات بھی بتا دیئے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے فلاں فلاں اوقات ہیں جن پر مومن کو عمل کرنا چاہئے، اس کی پابندی کرنی چاہئے۔ غرض کہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کی فضیلت کے بارے میں بار بار خدا تعالیٰ نے ایک مومن کو تلقین فرمائی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) کہ جنّ و اِنس کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے لیکن انسان اس مقصد کو پہچانتا نہیں اور اس سے دُور ہٹا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری اُن کے لئے نہیں رہتی۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 182)

پس یہ غرض ہے جو ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والے کو اپنی تمام تر توجہ سے پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث بنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے رہیں۔

اور عبادت کی غرض کس طرح پوری ہوتی ہے۔ اس کے لئے اسلام نے ہمیں پانچ وقت کی نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ ایک روایت ایک حدیث میں ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ پس اس مغز کو حاصل کر کے ہی

ہم عبادت کا مقصد پورا کر سکتے ہیں۔ ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہمیں عبادتوں کے صحیح طریقے سکھائے۔ ہمیں حکمت سکھائی کہ کس لئے عبادتیں کرنی ضروری ہیں۔ بار بار متعدد موقعوں پر اپنی جماعت کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کی تفصیلات اور جزئیات بتائی ہیں۔ اس کی حکمت اور ضرورت بتائی ہے تا کہ ہم اپنی نمازوں کی اہمیت کو سمجھیں اور اس میں حسن پیدا کر سکیں۔

اِس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات اس حوالے سے پیش کروں گا۔ بعض دفعہ موسم کی شدت یا راتیں چھوٹی ہونے کی وجہ سے خاص طور پر فجر کی نماز میں سستی ہو جاتی ہے۔ عمومی طور پر ظہر عصر کی نمازیں لوگ یا جمع کر لیتے ہیں یا بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے صحیح طرح ادا ہی نہیں کرتے۔ تو چاہے موسم کی شدت ہو، راتوں کی نیند پوری نہ ہونا ہو، کام میں مصروفیت ہو، اس وجہ سے لوگ نمازیں یا تو چھوڑ دیتے ہیں یا پھر بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بعض دفعہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے تین نمازیں جمع کر لیں۔ آجکل یہاں ان ملکوں میں بڑی تیزی سے نماز کا وقت پیچھے آ رہا ہے اور اب فجر کی نماز پہ بھی نظر آتا ہے کہ ایک ڈیڑھ صف کی کمی ہونی شروع ہو گئی ہے۔

بعض لوگ جو باہر سے آئے ہوئے ہیں ان کی وجہ سے کبھی کبھی تعداد زیادہ بھی ہو جاتی ہے لیکن مقامی لوگوں کو جو مساجد کے قریب رہتے ہیں یا جن کے حلقے ہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ اپنی اپنی مساجد میں یا اپنے نماز سینٹروں میں باقاعدہ نماز کی ادائیگی کے لئے اور خاص طور پر فجر کی ادائیگی کے لئے جایا کریں۔ اور صرف یہاں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان، واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہو سکتی ہے۔

نمازوں کو باقاعدہ اور التزام سے پڑھنے کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ:

"نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی" کہ ہماری مصروفیات ہیں، کام کی زیادتی ہے ہمیں نماز معاف کر دیں۔" آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ لوگ جن کی طبائع طبیعیات کی طرف مائل ہیں کہا کرتے ہیں کہ نیچری مذہب قابل اتباع ہے کیونکہ اگر حفظ صحت کے

اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو تقویٰ اور طہارت سے کیا فائدہ ہو گا؟۔" دنیا دار اس بات کی بحث کرتے ہیں کہ بہت سارے اصول ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ صحت کے بارے میں جو دنیاوی اصول ہیں اگر وہ ہوں مثلاً یہ کہ اِن اِن چیزوں پر عمل کرنا ہے اگر اس پہ عمل نہیں کرو گے تو صحت نہیں ہو گی۔ وہ تقویٰ اور طہارت کس طرح قائم رہ سکتی ہے اور صرف تقویٰ قائم رکھنے کا کیا فائدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:"سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بعض وقت ادویات بے کار رہ جاتی ہیں اور حفظ صحت کے اسباب بھی کسی کام نہیں آسکتے۔ نہ دوا کام آسکتی ہے، نہ طبیب حاذق۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا امر ہو تو الٹا سیدھا ہو جایا کرتا ہے۔"
(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 263)

پس اللہ تعالیٰ کا فضل اصل چیز ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے یا فلاں فلاں کام کرنے سے صحت قائم رہے گی یا بیمار ہوں گا تو فلاں دوائی لینے سے صحت ہو جائے گی۔ یہ سب چیزیں جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم اگر نہیں ہو گا تو سب بیکار ہیں۔ پس جس کے حکم سے یہ سب چیزیں چل رہی ہیں اس کے آگے ہمیں جھکنے کی ضرورت ہے۔ اس کی عبادت کی ضرورت ہے۔ اس سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس نمازیں جہاں مقصد پیدائش کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں وہاں ہمیں آفات اور مشکلات سے بھی بچاتی ہیں کیونکہ بہت سارے کام ایسے ہیں جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں لیکن اللہ سے تعلق ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کے وہ ممکن بن جاتے ہیں۔ پس جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اصل بات یہی ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ویرانہ کو آبادی اور آبادی کو ویرانہ بنا دیتا ہے۔ شہر بابل کے ساتھ کیا کیا؟ جس جگہ انسان کا منصوبہ تھا کہ آبادی ہو وہاں مشیّتِ ایزدی سے ویرانہ بن گیا اور اُلّوؤں کا مسکن ہو گیا۔ اور جس جگہ انسان چاہتا تھا کہ ویرانہ ہو وہ دنیا بھر کے لوگوں کا مرجع ہو گیا۔ "یعنی مکّہ۔ خانہ کعبہ۔" پس خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوا اور تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کر لو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے۔ استغفار کی کثرت کرو۔ جن لوگوں کو کثرتِ اشغالِ دنیا کے باعث کم فرصتی ہے ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔" جو سمجھتے ہیں کہ دنیا کے مشاغل ہمیں بہت ہیں۔ مصروفیات بہت ہیں اور عبادتوں کی، نمازوں کی فرصت نہیں ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔ "ملازمت پیشہ لوگوں سے اکثر فرائض خداوندی فوت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مجبوری کی حالت میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کا جمع کر کے پڑھ لینا جائز ہے۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر حُکّام سے نماز پڑھنے کی اجازت طلب کر لی جائے تو وہ

اجازت دے دیا کرتے ہیں۔" جہاں انسان نوکری کرتا ہے، ملازمت کرتا ہے اگر ان افسروں پر اچھا اثر ہو اور ان سے اجازت لی جائے نمازوں کی تو نماز پڑھنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ فرمایا "نیز اعلیٰ حُکّام کی طرف سے ماتحت افسروں کو اس بارہ میں خاص ہدایات ملی ہوئی ہوتی ہیں۔" بعض جگہ ہدایات ہوتی بھی ہیں۔ فرمایا کہ "ترکِ نماز کے لئے ایسے بیجا عذر بجز اپنے نفس کی کمزوری کے اور کوئی نہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظلم و زیادتی نہ کرو۔ اپنے فرائض منصبی نہایت دیانتداری سے بجالاؤ۔"

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 265)

پھر صرف نمازیں ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر آپؑ ہم سے توقع رکھتے ہیں اور **اس بارے میں نوافل اور تہجد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے** آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اس زندگی کے کُل انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟" اگر سارے وقت، ہر سانس، ہر لمحہ انسان نے دنیاداری کے کمانے میں صَرف کر دیا تو آخرت کے لئے کیا جمع کیا۔ فرمایا کہ "تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آجاتا ہے۔" فرمایا کہ "رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ظہر و عصر کی کبھی کبھی جمع ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لئے یہ گنجائش رکھ دی۔ مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہو سکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور دوسرے کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں (اور موردِ عتابِ حُکّام ہوتے ہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھاویں تو کیا خوب ہے۔"

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 6)

آخر دنیاوی ملازمتوں میں، دنیاوی کاموں میں بھی لوگ بعض دفعہ سزا پاتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں تو نمازیں پڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر تھوڑی سی تکلیف اٹھالی تو یہ تو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ پس ایک مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اب راتیں چھوٹی آ رہی ہیں۔ نہ چھوٹی راتوں کی وجہ سے نماز قضاء ہو۔ اور نہ ہی چھوٹی راتیں نماز ادا کرنے سے روکیں اور نہ دنیاوی کاموں کی مصروفیات اس کے رستے میں روک بنیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیں ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم میں سے بہت سے نماز ایک فرض سمجھ کر تو ادا کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کو صحیح طور پر نہیں جانتے۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔" مجبوری سے دے رہے ہیں، ادا کر رہے ہیں گویا کہ ٹیکس لگا ہوا ہے۔ "نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کے غناءِ ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہے بلکہ اس میں انسان

کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔" فرمایا: "مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذّت اور ایک خاص حظّ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو"۔ فرمایا کہ "جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے۔" بعض دفعہ منہ بدمزہ ہو جاتا ہے بیماری کی وجہ سے۔" اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظّ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذّت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذّت اور سرور نہ ہو۔" ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے پھر اس میں کوئی لذت بھی نہیں رکھی۔ فرمایا کہ "لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظّ اٹھانے والا بھی تو ہو۔" اس سرور کو کوئی حاصل کرنے والا بھی تو ہو۔ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57)

اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روز مرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔" ہر کام میں اللہ تعالیٰ نے لذّت و سرور رکھا ہے اور روز مرہ کے جو کام ہیں ان سے اس کا پتا چلتا ہے، مشاہدے میں باتیں آتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ "مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء" جو بھی کھانے پینے والی چیزیں ہیں "انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟" بڑے مزیدار کھانے پکے ہوں تو بڑا مزہ آتا ہے۔ "کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات۔ حیوانات ہوں یا انسان حظّ نہیں پاتا؟" کھانے کا مزا بھی لیتا ہے اور خوبصورتی کا مزا بھی۔ خوبصورت چیز دیکھ کے آنکھوں کے ذریعہ سے اس کا لطف اٹھاتا ہے۔" کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟" اللہ تعالیٰ نے کان رکھے ہیں۔ اب کانوں میں سریلی آوازیں پہنچیں تو اس سے دل خوش ہوتا ہے۔" پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں۔" ان ساری چیزوں میں تو لذت ہے۔ ان سے تو سرور ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں لیکن عبادت میں اگر لذت نہیں ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یقیناً عبادت میں بھی اللہ تعالیٰ نے لذت رکھی ہے۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذّت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا..." فرمایا "...خدا

تعالیٰ کی علّت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت مرد میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک حظّ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا ہے۔" بعض لوگ دنیادار صرف یہی سمجھتے ہیں کہ یہی ہمارا مقصد ہے۔ فرمایا کہ "اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بلند ہے..." آپؑ فرماتے ہیں کہ "... جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر، ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا۔"

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 159-160)

اگر ایک مریض ایک اچھی غذا اپنے مرض کی وجہ سے بیماری کی وجہ سے منہ کڑوا ہونے کی وجہ سے اس کو پسند نہیں آتی اس کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کھانا خراب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مریض ہے۔ اسی طرح جو نماز اور عبادت سے حظ نہیں اٹھاتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ نمازوں میں حظّ نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ نے لطف نہیں رکھا۔ رکھا ہے لیکن انسان کی اپنی طبیعت بیماری، بد ذوقی اس سے لطف نہیں اٹھاتی۔

پس ہمیں ایسی عبادتوں کی تلاش کرنی چاہئے جس میں لذت و سرور ہو، نہ کہ صرف ایک بوجھ سمجھ کر گلے سے اتارا جائے۔ جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جیسا کہ مَیں نے کہا بعض لوگ لمبی راتوں میں تو فجر کی نماز پہ آجاتے ہیں۔ اب چھوٹی راتیں ہوں تو فجر کی نماز پہ آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کی توجہ پھر اس طرف رہے گی تا کہ سرور حاصل ہو اور باقی نمازوں کی ادائیگی کا بھی خیال رہے گا۔

پھر لذت و سرور کے مضمون کو مزید بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "غرض مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت و سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے" کہ ان کو اس کا پتا نہیں۔ "پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا ان کے دل دکھتے ہیں۔" یعنی اذان کی آواز سنی تو سننا بھی نہیں چاہتے کہ اوہو اب تو نماز پہ جانا پڑے گا۔ یا توجہ ہی نہیں دیتے۔ "یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا

مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں۔ نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے۔" فرمایا کہ کھانے کا، پھلوں کا، باقی چیزوں کا زبان میں مزا آتا ہے ناں اسی طرح اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کا بھی مزا چکھا دے۔ فرمایا کہ "کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسّم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔" خوبصورتی بھی یاد رہتی ہے، بدصورتی بھی یاد رہتی ہے۔" ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔

اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔" فرمایا کہ "مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشے باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پَے در پَے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔" یہ جو نصیحت ہے نشے باز کا بھی جو یہ نمونہ ہے اس سے بھی ایک عقلمند انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے "اور وہ" کیا فائدہ اٹھائے" یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے۔" مزا آتا ہے یا نہیں آتا۔ اس کوشش میں ہو کہ مجھے مزا آئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے اور باقاعدگی اختیار کرے، پڑھتا جائے۔" یہاں تک کہ اس کو سرور آجاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اَور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذّت حاصل ہو۔" ایک کرب پیدا ہو، ایک قلق پیدا ہو، اس کی وجہ سے دعا ہو۔ فرمایا کہ "تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔" فرمایا کہ "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے" یہ دعا ہو۔ فرمایا کہ "یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود:115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہیں یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔" یہ بھی دنیا میں نظر آتا ہے کہ بظاہر بڑی نمازیں بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں، لیکن بدیاں کرتے ہیں۔ فرمایا "اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔"

سچائی کے ساتھ اور دل لگا کر اور روح کی گہرائی سے نماز نہیں پڑھتے۔ "وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکّریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا، اَلصَّلٰوۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجویکہ معنی وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔"

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 162 تا 164)

پھر نماز کی مختلف حالتوں کی حکمت اور جو اثر ان کا ہم پہ ہونا چاہئے، اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ:

"**یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے**"۔ یعنی اپنی ایسی کیفیت بھی پیدا ہو، ایسی حالت پیدا ہو جو نماز کی حالت ہونی چاہئے اور دوسرے یہ بھی احساس ہو کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اس سے باتیں کر رہا ہے۔ فرمایا کہ "بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔" یعنی تصویری حالت پیدا ہوتی ہے۔ ایسی شکل پیدا ہوتی ہے جس کو تصویری شکل دی جاتی ہے۔ فرمایا "ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتا ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے۔" نمازیں جو ہیں، اس کی جو مختلف حالتیں ہیں اس میں اللہ تعالیٰ انسان سے کیا چاہتا ہے اس کا ایک تصویری نمونہ قائم کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ "نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء و جوارح حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے۔" نماز میں جو ہم منہ سے پڑھتے ہیں، ہماری جو حرکتیں ہیں ان کا اظہار بھی ان الفاظ کے ساتھ ہونا چاہئے۔ فرمایا "جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید و تسبیح کرتا ہے اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثناء کے مناسب حال قیام ہی ہے"۔ جب انسان کھڑا ہو، تسبیح و تحمید کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر رہا ہو تو کھڑا ہو کے کرتا ہے۔ فرمایا کہ دیکھو "بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ تو اِدھر ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور اُدھر زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو"۔ جب سامنے کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہو اور حمد و ثنا کر رہا ہو تو روحانی طور پر بھی یہ قیام نظر آنا چاہئے، دل پہ اثر ہونا چاہئے۔ فرمایا کہ "حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مُصدّق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔" جھوٹی تعریفیں تو نہیں ہوتیں جب کسی کی تعریف کی جاتی ہے۔ اگر حقیقی سچا انسان ہے تو

کسی کی تصدیق کر کے ہی تعریف کرتا ہے۔ فرمایا کہ "اس اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔" تمام قسم کی جو تعریفیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ "جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے۔" جب دل میں یہ بات پیدا ہو جائے گی کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ وہی سب تعریفوں کے قابل ہے اور اسی کی تعریف کرنی چاہئے اور اس کے علاوہ کوئی اور دوسرا نہیں جس کی تعریف کی جائے تو یہ صرف ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، قیام نہیں بلکہ یہ روحانی قیام ہو جائے گا۔ پھر "کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور پھر سمجھا جاتا ہے کہ وہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا تا کہ روحانی قیام نصیب ہو۔" یہ اس کی حالت ہے جو دلی حالت ہے اس کے مطابق کھڑا ہو گیا۔ "پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں۔ عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے۔ پس سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔" زبان نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار کیا، اس کی پاکیزگی بیان کی اور اس کے ساتھ ہی انسان رکوع میں چلا گیا، جھک گیا۔ "یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا۔" یعنی وہ بات منہ سے نکلی اور ساتھ ہی جب حالت طاری ہو گئی تو وہ جھکنے کی تھی رکوع کی تھی۔

"پھر تیسرا قول ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ اعلیٰ اَفْعَلُ تفضیل ہے۔" یعنی فضیلت دینے کی عملی شکل ہے یہ سجدے کی حالت ہے۔ مطلب ہے یہ فضیلت کا اعلیٰ ترین اظہار ہے۔ "یہ بالذّات سجدہ کو چاہتا ہے" جب اللہ تعالیٰ کی فضیلت بیان کرنے کا، اس کی پاکیزگی بیان کرنے کا اور بڑائی بیان کرنے کا یہ اعلیٰ ترین اظہار ہو تو پھر یہ اس چیز کو چاہتی ہے کہ سجدہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بالکل جھک جایا جائے۔ "اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرنا ہے۔" اب ظاہری تصویر اس حالت کی یہ ہو گی کہ انسان سجدے میں گر جائے۔ "اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی۔" یعنی جب اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور اس کا اعلیٰ ہونا اور اس کی سب پر فضیلت کا دل سے اقرار کیا تو ساتھ ہی زمین پر سجدہ میں ماتھا ٹکا دیا۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ یہ جو حالت ہے اس کا اظہار ہے۔ فرمایا کہ "اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی گئی۔ ہر ایک قسم کا قیام بھی کیا گیا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہو گئی۔ تیسری چیز اَور ہے وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے۔" دل ہے۔ "اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ در حقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے۔ جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے۔" یعنی کہ دل سے۔ اللہ تعالیٰ تو دل کی حالت جانتا ہے اس کو پتا لگ رہا ہے کہ جسم کے ساتھ روح بھی کھڑی حمد کر رہی ہے یا جھک رہی ہے یا سجدہ کر رہی ہے "اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے تو

دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے۔ نہیں، بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے۔ اس کی علُوّشان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی اُلوہیت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے "روح بھی گر جائے ساتھ ہی۔ یعنی کہ دل بھی اسی طرح سجدے میں چلا جائے۔ "غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہو لے اس وقت تک مطمئن نہ ہو کیونکہ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے معنی یہی ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو،" کس طرح پیدا کی جائے "تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے۔ "باقاعدگی اختیار کرو نمازیں پڑھنے میں "اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہ ہو۔ "نماز پڑھتے ہوئے وسوسے بھی آتے ہیں۔ شبہات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے پریشان نہ ہو بلکہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے چلے جاؤ۔ "ابتدائی حالت میں شکوک وشبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے۔ "شروع شروع میں جو شکوک وشبہات ہیں، وسوسے ہیں ان سے انسان کی ایک جنگ رہتی ہے۔ شیطان حملے کرتا ہے۔ شیطان سے جنگ جاری رہتی ہے۔ "اس کا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے۔ آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جس کا "فرمایا کہ "مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 433 تا 435)

پس مستقل مزاجی شرط ہے۔ اگر انسان میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر پھر اپنے بندے کی طرف آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ جلد بازی میں خدا تعالیٰ کے در کو چھوڑ دیتے ہیں یا اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ کم اہمیت سمجھتے ہیں اور دنیا کے داروں کی طرف بھی پھر دوڑ لگا دیتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔" ایک دوسرے سے عام واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ سوال ہوتے ہیں لیکن ایسے سوال جن کا تعلق صرف خدا تعالیٰ سے ہے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی سے امید رکھنا اور صرف اسی پر انحصار کرنا یہ چیز غلط ہے۔ فرمایا کہ "جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے، سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی، سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کَلوں کو چلاتا ہے۔ "بہت سے پُرزوں کو چلاتا ہے "پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت وسکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو اِنِّیۡ وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ۔ (الانعام:80) کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لَاریب وہ مُسلم ہے،

وہ مومن اور حنیف ہے۔" جس طرح منہ سے کہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بھی ہو جائے تو مسلمان بھی ہے، وہ مومن بھی ہے اور وہ حنیف بھی ہے، موحّد بھی ہے۔ "لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے۔ "یعنی ایک طرف اللہ تعالیٰ کی طرف جھک رہا ہے یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس طرف جھک رہا ہے یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی ملا رہا ہے، "وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔" یعنی پھر اللہ تعالیٰ اس سے پرے ہٹ جاتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ ظاہری طور پر بھی جھکنے والا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ "**ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔**

کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اس طرف جھک کر پرورش پالیں) اُدھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔" درختوں کی شاخیں اگر باندھ کر ایک طرف کر دی جائیں تو ادھر ہی چلتی جاتی ہیں۔ اس لئے اگر انسان بھی پھر بندوں کی طرف جھکتا ہے تو پھر بندوں کی طرف ہی چلا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ "جیسے وہ شاخیں۔ "جو ایک طرف جھکتی ہیں" پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دُور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جب کہ انقطاع کُلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذّت کا وارث ہو جاتا ہے۔ "پہلے تو کوشش کر کے نماز پڑھنی پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ جب عادت پڑ جائے، خالص ہو کے جب اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا چلا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ "مَیں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے۔ پس وہ اس سے ہٹتا اور اُسے دور پھینک دیتا ہے۔ مَیں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے۔" یہ باتیں اس طرح تو نہیں لیکن ایک دنیاوی مثال ہے وہ سمجھانے کے لئے بیان کرتا ہوں" کہ جیسے ایک مردِ غیّور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں "یہ بھی صورت ہو جاتی ہے کہ "اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا..." بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ پس فرمایا کہ "...عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدّ مقابل ہیں۔ "یعنی کہ عبودیت و دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے۔ کیونکہ..." وہ "اللہ تعالیٰ "پسند نہیں کر سکتا

کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اس وقت بے برکت اور بے سُود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلّل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 166 تا 168)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بہت روئے۔ بہت نماز پڑھیں لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایسے لوگوں کی بات کی نفی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔" یہ بات" بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست"

یعنی وہ عاشق ہی کیا کہ محبوب جس کی طرف نظر ہی نہ کرے۔ اے صاحب! درد ہی نہیں ہے وگرنہ طبیب تو موجود ہے۔ یہ غلط ہے کہ تمہیں درد ہے۔ "خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔" یہ بہت بڑی بات ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ جس طرح اس نے کہا ہے اس طرح چلو۔ "اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لاانتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔" اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا کرو۔ فرمایا کہ "اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 352-353)

پس اپنی حالت ہمیں ایسی بنانے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری سنے۔ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا نہیں ان میں سے اکثریت تو نمازیں بھی پانچ وقت پوری نہیں پڑھتی۔ صرف نماز کا خیال اس وقت آتا ہے جب کوئی دنیاوی مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا لیکن تم میرے حکموں پر چلو۔ اور ہر ایک اپنا جائزہ لے لے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہے تو پہلے اس بات کا جواب دے کہ کتنے ہیں جو "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں

سات سو حکم ہیں کہ "ان سات سو حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ اگر یہی مقابلہ کرنا ہے تو پھر وہاں بھی مقابلہ آ گیا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کے باوجود اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے ان سے صرفِ نظر کرتا ہے۔ ان کی بہت ساری باتوں سے ان کی بعض دعاؤں کو سن بھی لیتا ہے۔ کئی لوگ ہیں جو شاید نمازیں باقاعدہ بھی نہیں پڑھنے والے لیکن ان کی بعض دعائیں سنی گئیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو دعاؤں کے بغیر ہی اپنی دوسری صفات کے تحت ان کی ضروریات پوری کر دیتا ہے۔

پس شکوہ کرنے کا تو کوئی مقام ہی نہیں ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے مطابق اپنی عبادتوں اور نمازوں اور دوسرے فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی..." فرمایا کہ "... نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں اَنانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا۔" فرمایا کہ "عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔" اگر صحیح کامل عبودیت حاصل کرنی ہے تو اس کے لئے بہترین سکھانے والی چیز جو ہے، معلّم جو ہے وہ نماز ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ "مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم، نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 170)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی نمازوں کی اس طرح حفاظت کرنے والے ہوں کہ ہماری روح اور ہمارے جذبے نماز کا حق ادا کرنے والے بن جائیں۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو محترمہ اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کراچی کا ہے۔ 27/مارچ کو امریکہ میں مختصر علالت کے بعد 90 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1943ء میں شیخ رحمت اللہ صاحب کے ساتھ ان کا نکاح ہوا تھا۔ اپنے خاوند سے پہلے 1944ء میں لاہور میں انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر احمدیت قبول کی اور تمام عمر خلافت کے ساتھ اپنے عہد بیعت کو بڑے صدق و صفا سے نبھایا۔ اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھنے کی تلقین فرماتی رہیں۔ خلافت کا انتہائی احترام کرنے والی تھیں۔ جب سے ایم ٹی اے شروع ہوا اس کو دیکھنا آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نہایت صابرہ اور شاکرہ، دعا گو، تہجد گزار اور پابند صوم و صلوٰۃ

تھیں۔ تلاوت قرآن کریم آپ باقاعدگی سے کرتیں۔ جب خاوند کو کراچی میں خدمت کا موقع ملا تو اپنے خاوند کے ساتھ شانہ بشانہ آپ بھی جماعت کی خدمت کرتی رہیں۔ مہمان نوازی آپ کا نمایاں وصف تھا۔ جب شیخ صاحب امیر جماعت کراچی تھے تو ان کی بہت مصروفیات تھیں۔

اس زمانے میں مہمان داری بھی اس میں بڑی ہوتی تھی۔ اس کی ذمہ داری بھی آپ نے خوب نبھائی۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی میزبانی کا ان کو شرف حاصل ہوا۔ مالی قربانی میں بھی بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ 1950ء میں ایک وقت جماعت پر مالی تنگی کا آیا تو اس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے خصوصی تحریک کی تھی جس میں ان کے خاوند شیخ صاحب اپنی آمد کا بڑا حصہ جماعت کے لئے قربان کرتے رہے اور یہ بھی قربانی میں ان کے ساتھ باقاعدہ تھیں۔ نہایت سادہ زندگی گزارنے والی، تکلفات سے پاک خاتون تھیں۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ اکثر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کا خط لکھنے کی بچوں کو تلقین کرتی رہتی تھیں۔ آپ نے پیچھے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں اور تینتالیس نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت امریکہ ہیں اور ہماری جو ویب سائٹ ہے alislam.org اس کے انچارج بھی ہیں۔

اسی طرح آپ کے داماد رحمانی صاحب یہاں رہتے ہیں وہ بڑا لمبا عرصہ سیکرٹری وصیت بھی رہے ہیں۔ ان کی بیگم جمیلہ رحمانی بھی اپنے حلقے کی سیکرٹری مال اور دوسری خدمات کرتی رہی ہیں یا کر رہی ہیں۔ ایک بیٹے ان کے فرحت اللہ شیخ صاحب نائب امیر فیصل آباد شہر پاکستان میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد اور نسلوں کو بھی جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 06/ مئی 2016ء تا 12/ مئی 2016ء جلد 23 شمارہ 19 صفحہ 05 تا 09)

17

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 22 اپریل 2016ء بمطابق 22 شہادت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ **انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی بہت ضروری ہے جن میں سے ایک سوچ اور فکر ہے اور دوسری لطیف جذبات**، نیکی کے جذبات ہیں اور انسان کے گہرے جذبات یعنی جذبات کی حس نہ کہ عارضی جذبے جو قلوب کی صفائی سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی مستقل رہنے والے نیک اور پاکیزہ جذبے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل مکمل طور پر صاف ہو۔ اور افکار کی صفائی، یعنی خیال، سوچ اور غور کا ہمیشہ صاف رہنا جسے عربی میں تنویر کہتے ہیں، دماغ کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے۔ تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان کے اندر ایسا نور پیدا ہو جائے کہ ہمیشہ صحیح خیال پیدا ہو۔ تنویر کوشش کر کے پاک خیال پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ ہمیشہ صحیح خیالات پیدا ہوتے رہیں۔ کبھی کوئی غلط قسم کے خیالات آئیں ہی نہ۔ اور ظاہر ہے یہ باتیں مسلسل کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ بہر حال اس بارے میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے خود سنا ہے۔

بعض دفعہ جب آپ سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھا جاتا تو چونکہ یہ مسائل زیادہ تر انہی لوگوں کو یاد ہوتے ہیں جو ہر وقت اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ بسا اوقات آپ فرمایا کرتے کہ جاؤ مولوی نور الدین صاحب سے پوچھ لو یا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کا نام لیتے کہ ان سے پوچھ لو یا مولوی سید احسن صاحب کا نام لے کر فرماتے کہ ان سے پوچھ لو یا کسی اور مولوی کا نام لے لیتے۔ اور بعض دفعہ جب آپ دیکھتے کہ اس مسئلے کا حل کسی ایسے امر سے متعلق ہے جہاں بحیثیت مامور آپ کے لئے دنیا کی رہنمائی کرنا ضروری ہے تو آپ خود وہ مسئلہ بتا دیتے۔ مگر جب کسی

مسئلے کا جدید اصلاحات سے تعلق نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے کہ فلاں مولوی صاحب سے پوچھ لیں۔ اور اگر وہ مولوی صاحب مجلس میں ہی بیٹھے ہوئے ہوتے تو ان سے فرماتے کہ مولوی صاحب یہ مسئلہ کس طرح ہے۔ مگر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ جب آپ کہتے کہ فلاں مولوی صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کر لو تو ساتھ ہی آپ یہ بھی فرماتے کہ ہماری فطرت یہ کہتی ہے کہ یہ مسئلہ یوں ہونا چاہئے۔ اور پھر فرماتے کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ باوجود اس کے کوئی مسئلہ ہمیں معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق جو آواز ہماری فطرت سے اٹھے بعد میں وہ مسئلہ اسی رنگ میں حدیث اور سنّت سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ چیز ہے جو تنویر کہلاتی ہے۔ تو تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو خیالات بھی پیدا ہوں وہ بھی درست ہوں۔ جس طرح ایک تندرستی تو یہ ہوتی ہے کہ انسان کہے کہ میں اس وقت تندرست ہوں اور ایک تندرستی یہ ہوتی ہے کہ انسان آگے بھی تندرست رہے۔ تو تنویر وہ فکر کی درستی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ جو خیالات بھی پیدا ہوں درست ہی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ روحانی ترقی کے لئے تنویرِ فکر ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی ترقی کے لئے تقویٰ و طہارت کی ضرورت ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو تنویر کے معنی دماغ کی نسبت سے ہیں وہی تقویٰ کے معنی دل کی نسبت سے ہیں۔ لوگ عام طور پر نیکی اور تقویٰ کو ایک چیز سمجھتے ہیں حالانکہ نیکی وہ نیک کام ہے جو ہم کر چکے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان کے اندر آئندہ جو جذبات بھی پیدا ہوں وہ نیک ہوں۔ تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ فکر، سوچ اور غور جن کا دماغ سے تعلق ہے، یہ تنویر ہے اور جذبات کا نیکی پر ہمیشہ قائم رہنا تقویٰ ہے۔ اس کا معاملہ دل سے ہے۔ جب بھی کسی انسان کو تنویرِ افکار اور تقویٰ قلب حاصل ہو جائے تو وہ پھر بدی کے حملے سے محفوظ رہتا ہے اور جب بدی کے حملے سے محفوظ رہے تو پھر ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے آجاتا ہے۔

(ماخوذ از الفضل 9 مارچ 1938 صفحہ 2 جلد 26 شمارہ 55)

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عام معاملات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض سوالات کرنے والوں کو سلسلہ کے دوسرے علماء کی طرف بھیج دیا کرتے تھے لیکن بہت سے سوالات ہیں جو بظاہر بہت چھوٹے ہیں اس میں آپ سلسلہ کے علماء کی بھی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً **سفروں میں نماز کے قصر کرنے کا معاملہ ہے۔ اس سوال پر کہ کس کو سفر سمجھا جائے اور قصر نماز کے حکم پر عمل کیا جائے**، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقّتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے، (مشکلیں اپنے اوپر نہ ڈالے)۔ عُرف میں جسے سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین میل ہی ہو اس میں قصر اور سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ فرمایا کہ بعض دفعہ ہم دو دو تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی

کے دل میں خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں۔ لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے، اپنا سامان اٹھا کر چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ شریعت کی بناء دقّت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عُرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 211)

تو یہ بات اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ سفر وہ ہے جو آپ سفر کی نیت سے سفر کریں۔ گزشتہ دنوں مَیں یہاں **ایک مسجد کے افتتاح، غالباً لیسٹر (Leicester) کی مسجد کے افتتاح کے لئے گیا تھا۔ وہاں میں نے عشاء کی نماز پوری پڑھائی۔ اس پر بعض لوگوں کو سوال پیدا ہوا کہ قصر نہیں کروائی گئی۔** اس وقت میرے ذہن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی ارشاد تھا کہ گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے جب سفر کیا جاتا ہے تو وہ سفر ہے اور کیونکہ اس قسم کا سفر نہیں تھا اور اسی وقت میں نے واپس آ جانا تھا اسی لئے میں نے قصر نہیں کی تھی۔ پھر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کو بھی سامنے رکھیں۔ اگر یہ سامنے ہو تو نہ ہی انسان زیادہ دقتیں اپنے اوپر ڈالتا ہے، نہ ضرورت سے زیادہ سہولت کی تلاش کرتا ہے بلکہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

اس کو مزید کھولتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہاں... اپنی نیت کو خوب دیکھ لو۔ ایسی تمام باتوں میں تقویٰ کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ہر روز معمولی کاروبار یا سفر کے لئے جاتا ہے تو وہ سفر نہیں ہے بلکہ سفر وہ ہے جسے انسان خصوصیت سے اختیار کرے اور صرف اسی کام کے لئے گھر چھوڑ کر جائے اور عُرف میں وہ سفر کہلاتا ہو۔ دیکھو یوں تو ہم ہر روز سیر کے لئے دو دو میل نکل جاتے ہیں مگر یہ سفر نہیں ہے۔ ایسے موقع پر دل کے اطمینان کو دیکھ لینا چاہئے کہ اگر وہ بغیر کسی خلجان کے فتویٰ دے کہ یہ سفر ہے تو قصر کرو۔ اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ کہ اپنے دل سے فتویٰ حاصل کرو پر عمل چاہئے۔ پھر فرمایا کہ ہزار فتویٰ ہو پھر بھی مومن کا نیک نیتی سے قلبی اطمینان عمدہ شئے ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دہم صفحہ 99-100)

پس نیت اور اپنے دل کا فتویٰ بھی بعض موقع پر لے لینا چاہئے۔ نیت نیک ہونی چاہئے اور اس نیت نیک کے ساتھ دل سے فتویٰ لیا جائے۔ کسی نے سوال کیا کہ جو شخص یہاں مرکز میں آتا ہے وہ قصر کرے یا نہ؟ یہ سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا اور اب بھی بعض لوگ کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرکز میں جانے پہ قصر نہیں ہے۔ قادیان یا ربوہ جب جاتے تھے یا یہاں بعض لوگ آتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اس کے لئے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عازم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری نماز پڑھنی

پڑے گی۔ تو مقامی طور پہ جہاں بھی جا رہے ہیں، مرکز ہے یا کہیں بھی امام نماز پڑھا رہا ہے اور وہ وہاں کا رہنے والا امام ہے تو بہر حال وہ پوری نماز پڑھائے گا اور مسافر بھی اس کے پیچھے پوری نماز پڑھے گا۔ فرمایا کہ حکام کا دورہ سفر نہیں ہوتا۔ جو لوگ دَوروں پر جاتے ہیں، افسران ہیں اُن کا سفر، سفر نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ مخواہ سفر کا تو کوئی وجود ہی نہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 311)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہؓ کی بعض دفعہ مسائل کے بارے میں کس طرح اصلاح فرما دیا کرتے تھے، اس بارے میں قاضی امیر حسین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں شروع میں اس بات کا قائل تھا کہ سفر میں قصر نماز عام حالات میں جائز نہیں بلکہ صرف جنگ کی حالت میں فتنہ کے خوف سے جائز ہے اور اس معاملے میں حضرت خلیفہ اولؓ کے ساتھ بہت بحث کیا کرتا تھا۔ قاضی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گورداسپور میں مقدمہ تھا ایک دفعہ مَیں بھی وہاں گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وہاں مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی تھے۔ مگر ظہر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ یعنی قاضی صاحبؓ کو کہا۔ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ آج مجھے موقع ملا ہے۔ میں قصر نہیں کروں گا بلکہ پوری پڑھوں گا تو اس مسئلہ کا کچھ فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ جب پڑھ لوں گا تو آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فتویٰ فرمائیں گے۔ قاضی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے یہ فیصلہ کر کے اللہ اکبر کہنے کے لئے ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے اور اس نیت کے ساتھ اٹھائے تھے کہ قصر نہیں کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے پیچھے دائیں طرف کھڑے تھے۔ آپ فوراً قدم بڑھا کر آگے آئے اور میرے کان کے پاس منہ کر کے فرمایا۔ قاضی صاحب! دوہی پڑھیں گے ناں؟ تو میں نے عرض کیا حضور دوہی پڑھوں گا۔ قاضی صاحب کہتے ہیں بس اس وقت سے ہمارا مسئلہ حل ہو گیا اور میں نے اپنا خیال ترک کر دیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد اول صفحہ 24-25 روایت نمبر 33)

تو اس طرح صحابہؓ کا عمل تھا۔ کس طرح شرح صدر کے ساتھ فوری طور پر فیصلے ختم کر دیا کرتے تھے۔ ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر فقہی مسائل بیان فرمائے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر مسئلے کو آپ علماء کی طرف پھیر دیا کرتے تھے، خود بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ ان تمام مختلف موقعوں پر، مختلف مجالس میں آپ نے جو فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں ان **کو اب نظارت اشاعت پاکستان نے بڑی محنت سے بعض علماء کے ذریعہ سے یکجا کیا ہے جن میں جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب "فِقْهُ الْمَسِيْح" کے نام سے یہاں چھپ گئی ہے** اور احباب جماعت کو بھی بہت سارے جو مختلف مسائل ہیں ان سے آگاہی کے لئے یہ کتاب لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جزا دے جنہوں نے یہ تمام باتیں یا ایسے

فقہی مسائل یکجا کئے ہیں اور بڑے اچھے انداز میں جمع اور تدوین کئے ہیں۔ بہر حال وقتاً فوقتاً مجھے بھی موقع ملا تو یہ مسائل بیان کرتا رہوں گا۔

جمعہ کی نماز کے ساتھ اگر عصر کی نماز جمع کی جائے تو پھر جمعہ کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "مجھ سے ایک سوال کیا گیا ہے۔" حضرت مصلح موعودؓ سفر میں تھے تو وہاں سوال کیا گیا کہ "ابھی جمعہ کی نماز کے وقت بعض دوستوں میں اختلاف ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا فتویٰ ہے کہ اگر نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی پچھلی اور درمیان کی سنتیں معاف ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب نماز ظہر و عصر جمع ہوں تو پہلی اور درمیانی سنتیں معاف ہوتی ہیں یا اگر نماز مغرب اور عشاء جمع ہوں تو درمیانی اور آخری سنتیں معاف ہو جائیں گی۔ لیکن" آپ فرماتے ہیں کہ "اختلاف یہ کیا گیا ہے کہ ایک دوست نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک سفر میں میرے ساتھ تھے" یعنی حضرت مصلح موعودؓ کے۔" میں نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور جمعہ کی پہلی سنتیں پڑھیں۔ یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ نمازوں کے جمع ہونے کی صورت میں سنتیں معاف ہو جاتی ہیں یہ بات بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل جو سنتیں ہیں وہ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے وہ سفر میں پڑھیں اور پڑھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں وہ نماز ظہر کی پہلی سنّتوں سے مختلف ہیں۔ ان کو دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے اعزاز میں قائم فرمایا ہے۔

سفر میں جمعہ کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے۔ "یعنی اگر انسان سفر میں ہو تو جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور چھوڑ بھی سکتا ہے اور چھوڑنے کا مطلب یہ نہیں کہ نماز چھوڑ دی بلکہ ظہر کی نماز پڑھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر میں پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ کے موقع پر گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے تھے" اور وہاں مصروفیت تھی۔ "آپؑ نے فرمایا کہ آج جمعہ نہیں ہو گا کیونکہ ہم سفر پر ہیں۔ ایک صاحب جن کی طبیعت میں بے تکلفی ہے وہ آپؑ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ سنا ہے حضورؑ نے فرمایا ہے آج جمعہ نہیں ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یوں تو ان دنوں گورداسپور میں ہی تھے مگر اس روز کسی کام کے لئے قادیان آئے تھے تو اُن صاحب نے خیال کیا کہ شاید جمعہ نہ پڑھے جانے کا ارشاد آپؑ نے اس لئے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب یہاں نہیں ہیں۔" وہ جمعہ پڑھایا کرتے تھے "اس لئے کہا کہ حضورؑ مجھے بھی جمعہ پڑھانا آتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں آتا ہو گا مگر ہم تو سفر پر ہیں" اس لئے آج ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ "ان صاحب نے کہا کہ حضور مجھے اچھی طرح جمعہ پڑھانا آتا ہے اور میں نے بہت دفعہ پڑھایا بھی ہے۔" اس

پر" آپؑ نے جب دیکھا کہ ان صاحب کو جمعہ پڑھانے کی بہت خواہش ہے تو فرمایا کہ اچھا آج جمعہ ہو جائے۔"

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "تو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر کے موقع پر جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے اور جب سفر میں جمعہ پڑھا جائے تو مَیں پہلی سنتیں پڑھا کرتا ہوں اور میری رائے یہی ہے کہ وہ پڑھنی چاہئیں" اور یہی عمومی طور پر فتویٰ ہے "کیونکہ وہ عام سنت سے مختلف ہیں اور جمعہ کے احترام کے طور پر ہیں۔"

(الفضل مورخہ 24 جنوری 1942ء صفحہ 1 جلد 20 شمارہ 21)

پس اگر جمعہ پڑھا جا رہا ہے تو پھر جمعہ اور عصر جمع ہونے کی صورت میں بھی دو رکعت سنت جو جمعہ سے پہلے پڑھی جاتی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔ انسانی زندگی میں خوشی کے مواقع ذاتی بھی آتے ہیں، جماعتی بھی آتے ہیں اور ملکی بھی آتے ہیں اور خوشی کے موقعوں پر ان کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگ اس میں افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں یا خوشی کے اظہار پر بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے یا مذہب کے حوالے سے یا کسی اور نام سے ظاہری اظہار کو بالکل ہی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام دونوں صورتوں کی نفی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانے میں ہمیں اسلامی تعلیم کے مطابق میانہ روی کے راستوں پر چلانے آئے آپ نے ہمیں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کے بارے میں، دینی معاملات میں بھی اور دنیاوی معاملات میں بھی رہنمائی فرمائی۔ نماز کا تو مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ اب ایک ظاہری دنیاوی خوشی کے موقع پر کس طرح اظہار ہونا چاہئے اس بارے میں آپ علیہ السلام نے کیا رہنمائی فرمائی اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل کو ہمارے سامنے رکھا ہے مَیں پیش کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چراغاں ثابت ہے۔** یعنی جب کوئی خاص موقع ہو تو اس پہ چراغاں کیا جاتا ہے اور اس چراغاں کے بیان کرنے کی وجہ یہ بنی کہ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی پر یا کسی اور موقع پر لوگوں نے چراغاں کیا تو اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی پر بھی چراغاں کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چراغاں ثابت ہے۔ آپ نے دو بار، ملکہ وکٹوریہ اور غالباً شاہ ایڈورڈ کی جوبلیوں پر چراغاں کرایا یا شاید دونوں جوبلیاں ملکہ وکٹوریہ کی ہی تھیں اور مجھے خوب یاد ہے کہ دونوں مواقع پر چراغاں کیا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں چونکہ بچپن میں ایسی باتیں اچھی لگتی ہیں اس لئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مسجد مبارک کے کناروں پر چراغ جلائے گئے اور بنولے ختم ہوئے۔ اس زمانے میں بنولے جلائے جاتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آدمی بھیجا کہ جا کر اور لائے۔ ان میں تیل ہوتا ہے وہ تیل پھر کافی دیر تک جلتا رہتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے مکان پر بھی، مسجد میں بھی اور مدرسے پر بھی چراغ جلائے گئے اور میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ اس لئے خالی چراغاں کی مخالفت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی چراغاں غلط چیز ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے کہ حکم وعدل ہونے کی حیثیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی نص کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے اور چراغاں آپ سے ثابت ہے۔ اس کے متعلق گواہیاں بھی موجود ہیں اور الحکم اخبار میں بھی یہ درج ہے۔ اس لئے خاص چراغاں کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں کہ کیوں کیا جائے اور کس لئے نہ کیا جائے اور کب کیا جائے۔ فضول خرچی ہے یا فلاں فلاں باتیں ہیں۔

بہرحال آپؑ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رنگ میں جو خوشی کا اظہار کیا وہ اپنے اندر ایک حکمت رکھتا ہے جیسا کہ مومن کی ہر بات اپنے اندر حکمت رکھتی ہے۔ چراغاں خصوصاً جب وسیع پیمانے پر کیا جائے اور ہر گھر میں کرنا ضروری قرار دیا جائے اس پر اتنا زیادہ خرچہ آجاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں اس کا کوئی حقیقی فائدہ نظر نہیں آتا۔ ہاں جہاں اس کی ملکی اور سیاسی ضرورت ہو یا جہاں زیادہ روشنی کی ضرورت ہو وہاں اگر کیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے بتایا کہ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا گیا تو میر صاحبؓ نے اس کی مثال دی کہ مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کا اہتمام کیا گیا تھا اور آپؑ فرماتے ہیں کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں زیادہ روشنی کی ضرورت ہے کیونکہ لوگ وہاں قرآن شریف پڑھتے ہیں یا اَور دینی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پس اگر حضرت عمرؓ نے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا تو اس میں حکمت تھی۔ ورنہ جہاں تک ہم دیکھتے ہیں اسلام میں خوشیاں ایسے رنگ میں منائی جاتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ مثلاً عید ہے اس میں قربانی کرنے سے غریبوں کو گوشت ملتا ہے۔ عید الفطر پر فطرانہ سے غریبوں کو مدد دی جاتی ہے۔ تو اسلام میں جہاں بھی خوشی منانے کا حکم دیا ہے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسے ایسے رنگ میں منایا جائے کہ **ملک اور بنی نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے لیکن چراغاں کی صورت میں کوئی ایسا فائدہ نہیں ہو سکتا۔**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چراغاں کرایا تو وہ ایک سیاسی مصلحت پر مبنی تھا۔ اور اسی طرح بعض اوقات آپ ہمیں آتش بازی بھی لے دیا کرتے تھے تاکہ بچوں کا دل خوش ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ گندھک کے جلنے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ صرف بچوں کا دل خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ آتش بازی میں گندھک ہوتی ہے اس کے جلنے سے فضا صاف ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے کئی دفعہ ہمیں انار اور پھلجھڑیاں وغیرہ منگوا کر دیں۔ گویا

ایک قسم کا ضیاع ہے مگر اس میں وقتی فائدہ بھی ہے گو ایسا نمایاں نہیں۔ مگر اس سے بچوں کا دل خوش ہو جاتا تھا اور بچوں کے جذبات کو دبانے سے جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ ہو جاتا تھا۔ مگر آپ نے ساری جماعت کو آتش بازی چلانے کا حکم نہیں دیا۔

(ماخوذ از رپورٹ مجلس مشاورت 7 تا 9 اپریل 1939ء صفحہ 74-75)

آپؓ نے جماعت کو یہ نہیں کہا کہ آتش بازیاں کیا کرو۔ اگر بچے کبھی کبھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں اور اس نیت سے بھی کیا جائے کہ فضا بھی صاف ہو گی تو دونوں چیزیں مل جاتی ہیں۔ بچے بھی خوش ہو جاتے ہیں اور فضا بھی صاف ہو جاتی ہے۔ بچے اگر تھوڑی سی تفریح کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کے جذبات کو بالکل دبایا نہ جائے۔ بچوں میں یہ احساس بھی رہے کہ ان کی جو کھیل کود کی عمر ہے اس میں اسلام ان کے جائز مطالبات کو ردّ نہیں کرتا۔ مثلاً چراغاں ہے، آتش بازی ہے یہ باتیں جہاں انہیں ملک کی مجموعی خوشی میں شامل کرتی ہیں وہاں ان سے ملک سے ایک تعلق کا اظہار بھی ہوتا ہے اور بچوں کی تفریح بھی ہو جاتی ہے۔ پس موقع محل کے لحاظ سے اور اعتدال میں رہتے ہوئے کوئی تقریب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بچوں پر بچپن سے ہی واضح کر دینا چاہئے کہ اسلامی تعلیم کے دائرے اور ملکی قانون کے دائرے کے اندر رہ کر ہی ہم یہ ساری باتیں کرتے ہیں اور کریں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے بچپن کے دو واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ یاد رہتا ہے میں چھوٹا بچہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ میری عمر اس وقت سات آٹھ سال کی تھی۔ اس سفر کے صرف دو واقعات مجھے یاد ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں یوں تو بعض واقعات مجھے اُس وقت کے بھی یاد ہیں جب میری عمر صرف دو سال کی تھی بلکہ ایک دوست نے ایک واقعہ کی طرف یاددہانی کرائی اور مجھے وہ یاد آ گیا **اس وقت میری عمر صرف ایک سال تھی**۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ مجھے چھوٹی عمر کے بھی بعض واقعات یاد ہیں لیکن اس سفر کی صرف دو باتیں میرے ذہن میں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ واپسی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور ٹھہرے۔ وہاں ان دنوں مومی تصویریں دکھائی جا رہی تھیں یعنی موم سے تصویریں بنائی جاتی تھیں یا مجسمے سے بنائے جاتے تھے جن سے مختلف بادشاہوں اور ان کے درباروں کے حالات بتائے جاتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحبؓ مالک انگلش ویئر ہاؤس جو اُن دنوں بمبئی ہاؤس کہلاتا تھا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یہ ایک علمی چیز ہے۔ ایسی معلوماتی چیز ہے کہ تاریخ کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے چلیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر زور دینا شروع کر دیا کہ میں چل کر وہ مومی مجسمے دیکھوں۔ میں چونکہ بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے پڑ گیا کہ مجھے یہ مجسمے دکھائے جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے

اصرار پر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ مختلف بادشاہوں کے حالات تصویروں کے ذریعہ دکھائے گئے تھے جن میں بعض کی موتوں اور بعض کی بیماریوں وغیرہ کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ پس فرمایا ایک تو یہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حامی بھی اس لئے بھری اور صرف اس لئے لے کر گئے کہ بہت سے لوگوں نے اس کی تعریف کی تھی کہ یہ ایک علمی اور تاریخی چیز ہے۔ اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ صرف بچے کی ضد کو دیکھ کر نہیں چلے گئے تھے۔ اگر آپ سمجھتے کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے تو بیشک بچہ ضد کرتا لیکن نہ جاتے۔ پس ایک علمی چیز تھی اس لئے آپ بچے کو ساتھ لے کے دیکھنے کے لئے چلے گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دوسرا واقعہ جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاہور کے اندر کسی نے دعوت کی اور آپ اس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔ کچھ اثر میرے دل پر بھی ہے کہ دعوت نہیں تھی بلکہ مفتی محمد صادق صاحبؓ یا ان کا کوئی بچہ بیمار تھا اور آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ بہرحال شہر کے اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آرہے تھے کہ سنہری مسجد کی سیڑھیوں کے پاس مَیں نے ایک بڑا ہجوم دیکھا جو گالیاں دے رہا تھا اور ایک شخص ان کے درمیان کھڑا تھا۔ ممکن ہے وہ کوئی مولوی ہو اور جیسے مولویوں کی عادت ہوتی ہے وہ شاید اپنی طرف سے بے موقع چیلنج دے رہا ہو۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گاڑی پاس سے گزری تو ہجوم کو دیکھ کر میں نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی میلہ ہے۔ چنانچہ میں نے نظارہ دیکھنے کے لئے گاڑی سے اپنا سر باہر نکالا۔ اس وقت کا یہ واقعہ آج تک مجھے نہیں بھولا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور جس پر ہلدی کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، وہ بڑے جوش سے اپنے ٹنڈے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر کہتا جارہا تھا کہ مرزا دوڑ گیا، مرزا دوڑ گیا۔

یہ واقعہ ایک اور حوالے سے مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں لیکن یہاں فرماتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص زخمی ہے اس کے ہاتھ پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں مگر وہ مخالفت کے جوش میں یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے ٹنڈے ہاتھ سے ہی نعوذ باللہ احمدیت کو ختم کر دوں گا یا احمدیت کو دفن کر آؤں گا۔ یہ کیسی خطرناک دشمنی ہے جو لوگوں کے قلوب میں پائی جاتی ہے اور کس کس طرح انہوں نے زور لگایا کہ لوگ قادیان میں نہ آئیں اور احمدیت کو قبول نہ کریں۔ ایسے کئی لوگ احمدیوں میں موجود ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں قادیان آنے کے ارادے سے بٹالے تک آئے مگر پھر ان کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے واپس کر دیا۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے سنا ہے کہ مولوی عبدالماجد صاحبؓ بھاگلپوری بھی اسی لئے شروع میں احمدیت قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔ جب وہ بٹالہ میں آئے تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان کو ورغلا کر واپس کر دیا اور یہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا روزانہ مشغلہ رہتا تھا۔ وہ ہر روز ریلوے سٹیشن پر جا پہنچتے اور جب بعض

لوگ قادیان جانے کے ارادے سے اترتے تو وہ انہیں کہتے کہ وہاں جا کر کیا لو گے۔ وہاں گئے تو ایمان خراب ہو جائے گا۔ اور کئی لوگ انہیں عالم سمجھ کر واپس چلے جاتے اور خیال کرتے کہ مولوی محمد حسین صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سچ ہی ہو گا۔

(ماخوذ از الفضل 24 جنوری 1943 صفحہ 3 جلد 31 شمارہ 21)

تو یہ سب کچھ مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے تھا۔ انہوں نے عوام کو بھی اس حد تک بھڑکا دیا تھا کہ وہ ٹنڈا بھی بیچارہ نعرے لگا رہا تھا۔ علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو مخالفت ہے یہ سب کچھ ان کی جہالت اور ذاتی مفادات کے لئے تھی اور آج تک یہ علماء جو ہیں لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو وہ مذہب کے نام پر اکسا کر اپنے مقصد پورے کر رہے تھے حالانکہ جس بات کو مخالفت کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا یا بنایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہی اس بات کو قائم کرنے کے لئے تھے یعنی اسلام کی حقیقی تعلیم بتانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنا۔ آپ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور غلام صادق تھے۔ آپ تو آئے ہی اس لئے تھے کہ دنیا کو بتائیں کہ اب دنیا کی نجات اس آخری نبی اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی ہے لیکن ان نام نہاد علماء کی یہ بدقسمتی ہے کہ بجائے اس عاشق رسول کے ساتھ جُڑنے کے، اس کی بات ماننے کے، وہ اس پر الزام لگا رہے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ ختم نبوت کے منکر ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رتبے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل اور تعلیم کا ان باتوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہر مذہب والے کو چیلنج دیا کہ اب راہ نجات صرف اسلام کے ماننے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے۔

بہر حال یہ علماء کوشش کرتے رہے اور جماعت بڑھتی رہی۔ اب بھی یہ کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت نے بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اپنے اندر وہ حقیقی تبدیلی پیدا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں چاہتے ہیں اور حقیقی مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ اپنے خیالات اور سوچوں میں بھی روشنی پیدا کریں اور اپنے دلوں کو بھی تقویٰ سے بھریں۔

آج بھی جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرمہ امۃ الحفیظ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب سابق امیر ضلع ساہیوال کا ہے۔ 15/ اپریل 2016ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں عظیم اللہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور حضرت شیخ حسین بخش صاحبؓ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کے والد محترم ملک محمد خورشید صاحب تعمیر کمیٹی ربوہ کے ابتدائی سیکرٹری تھے۔ لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ ساہیوال خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی متوکّل، دعا گو، عبادت گزار، مہمان نواز، غریب پرور، مالی قربانی کرنے والی، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی، صابر شاکر خاتون تھیں۔ ساہیوال میں اسیر ان کے جب واقعات ہوئے ہیں تو اس وقت ان کے میاں امیر ضلع تھے اور بہت سے لوگ ملاقات کے لئے ان کے پاس آتے تھے تو ان کی مہمان نوازی کرتیں۔

ان کے شوہر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب تقریباً چالیس سال تک جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے اور انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے ان کا ہاتھ بٹایا۔ مرکز سے آنے والے مہمانوں کا بھی بڑا خیال رکھتیں۔ ساری اولاد کی اس رنگ میں تربیت کی ہے کہ سب خلافت کے ساتھ اخلاص اور فدائیت کا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی نیکیوں پر قائم کرے اور آئندہ نسلوں کو بھی جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13/ مئی 2016ء تا 19/ مئی 2016ء جلد 23 شمارہ 20 صفحہ 05 تا 08)

18

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 29 اپریل 2016ء بمطابق 29 شہادت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور جماعت کے قیام سے لے کر آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں پر مسلمانوں کی طرف سے مسلسل یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو نبی کہہ کر یا ہم نے **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مان کر ختم نبوت کی نفی کی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سراسر ہم پر جھوٹا الزام ہے اور اتہام ہے۔** ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت کے اس سے زیادہ قائل اور اس کا عملی اظہار کرنے والے اور اپنے دلوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرنے والے اور آپ کے لائے ہوئے دین کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں جتنا دوسرے مسلمان فرقے اس کا اظہار کرنے والے اور ماننے والے ہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اس کا لاکھواں حصہ بھی نہیں سمجھا جتنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی وجہ سے احمدیوں نے سمجھا ہے۔

بہر حال ختم نبوت کو بنیاد بنا کر دوسرے مسلمان ہمیشہ سے احمدیوں کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی بات پر اس میں زیادہ ابال آ جاتا ہے یا نام نہاد علماء اور تنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کو اس سلسلے میں پہلے سے بڑھ کر بھڑکانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پچھلے دنوں جو گلاسگو میں احمدی کی شہادت ہوئی اس کی وجہ سے اس معاملے کو مخالفین نے اپنی جان بچانے کے لئے مذہبی جذبات کا ایشو بنانے کی کوشش کی۔ لیکن پھر حکومت کے مثبت رویے اور پریس کی بے انتہا دلچسپی کی وجہ سے ان بہت سی تنظیموں نے اور مسلمانوں کی یہاں جو ایک بڑی تنظیم ہے اس نے ظاہراً معذرت

خواہانہ رویہ بھی اختیار کر لیا۔ لیکن ساتھ ہی اس بات پر بھی ہٹ دھرمی سے قائم رہے اور اس کا اظہار کیا کہ احمدی مسلمان بہر حال نہیں ہیں۔ مسجدوں میں اِس کا بے انتہا اظہار کیا جاتا ہے اور عام مسلمانوں کے دل میں اتنا زیادہ ڈال دیا ہے کہ مسلمانوں کے بچے بھی جن کو شاید کلمہ بھی اچھی طرح یاد نہ ہو، جن کو یہ بھی نہیں پتا کہ ختم نبوت کیا چیز ہے، وہ احمدی بچوں کو سکولوں میں یہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ بعض بچے بچیوں نے گزشتہ دنوں مجھے لکھا کہ ہمارے سے اس طرح سلوک ہوتا ہے۔ تو میں ان کو یہی کہتا ہوں کہ پہلے سے بڑھ کر اسلام کی باتیں سیکھیں اور اپنے دوستوں کو بتائیں کہ ہم تو مسلمان ہیں اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہی آنے والے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور آپؐ کا تابع نبی مانتے ہیں۔

بہر حال دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کے خلاف یہ ابال وقتاً فوقتاً اٹھتے رہتے ہیں اور اب چونکہ میڈیا اور سفر کے تیز وسائل کی وجہ سے، آسانی کی وجہ سے، سہولتوں کی وجہ سے مخالفین اور مخالفتیں ہر جگہ پہنچ جاتی ہیں اس لئے دنیا کا کوئی ملک بھی اب فساد پیدا کرنے والے نام نہاد مسلمانوں سے محفوظ نہیں ہے۔ افریقہ میں بعض جگہ پہنچ جاتے ہیں اور جہاں کبھی یہ لوگ پہنچے نہیں تھے اور وہ لا مذہب تھے یا عیسائی تھے یا نام نہاد مسلمان تھے تو وہاں جب احمدیوں نے جا کر جماعتیں قائم کیں، مسجدیں بنائیں تو وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ تو بہر حال یہ ان کے حملے، حربے ہیں جو یہ استعمال کرتے رہیں گے۔ اور اس وجہ سے یہاں کے رہنے والے، یورپ کے رہنے والے بھی جو نام نہاد مسلمان یہاں پہنچتے ہیں، اسی تعلیم کی وجہ سے جو وہ لوگ اپنی مسجدوں میں اور مدرسوں میں یا گھروں میں اور خاندانوں میں دیتے ہیں ان کے بچوں کے ذہن بھی زہر آلود ہو رہے ہیں۔ لیکن جہاں جہاں یہ پہنچ رہے ہیں اس کے ساتھ ہمارے بھی ہر احمدی بچے اور نوجوان کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے پوری طرح آگاہی حاصل کریں۔ اس تعلیم سے آگاہی حاصل کریں جس کو اس زمانے میں کھول کر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا اور جس پر جماعت احمدیہ قائم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری شرعی نبی ہیں اور شریعت کے لحاظ سے آپ پر نبوت ختم ہو گئی۔ یعنی اب کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ اسی طرح قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے۔ اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والے آپ کے غلام نبی ہیں، آپ کی شریعت کو جاری کرنے والے نبی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہی دنیا میں پھیلانا ہے۔

بہر حال جماعت کے ساتھ ہم نے ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک دیکھا ہے کہ جب بھی مخالفتیں بڑھیں ان مخالفتوں نے جماعت کے لئے کھاد کا کام کیا۔ اس سے ہمیں تو کوئی فکر نہ کبھی تھی اور نہ ہے اور نہ ہونی

چاہئے۔ اس موجودہ مخالفت سے بھی میڈیا کے ذریعہ جماعت کا بڑا وسیع تعارف ہوا ہے جو کہ شاید پہلے ہم اتنے تھوڑے عرصے میں نہ کر سکتے۔ یہاں بھی اس ملک میں بھی اس طرف بڑی توجہ پیدا ہوئی ہے اور پھر یہ بھی کہ بعض احمدی نوجوان جو مذہب میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے، جماعت کے ساتھ تو بعضوں کا اتنا اٹھنا بیٹھنا نہیں تھا، یا آنا جانا نہیں تھا۔ یا کبھی عید پہ آ گئے یا دُور سے فاصلہ رکھا، لیکن اس میڈیا کے ذریعہ سے انہیں بھی پتا چل گیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا کس طرح حق ادا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے مقام کو کس طرح قائم کر کے دکھایا اور ہماری کس طرح رہنمائی فرمائی اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی بعض ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا **جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے**۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا" یعنی یہ جو نئی نئی باتیں اور مختلف قسم کے ذکر اور مختلف قسم کی بدعات ان لوگوں نے مذہب میں شامل کر لی ہیں ان سے جب تک علیحدہ نہیں ہوتا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شامل نہیں کیں بلکہ مختلف علماء اور پیروں نے شامل کی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ جب تک ان سے الگ نہیں ہوتا" اور اپنے قول اور فعل سے "ہر شخص اپنے قول اور فعل سے "آپؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتا، کچھ نہیں۔"

پس یہ صرف زبانی باتیں نہیں بلکہ عملی طور پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کی ضرورت ہے۔ اور اگر وہ نہیں مانتا تو آپ فرماتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "سعدی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

بزہد وورع کوش وصدق وصفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ"

یعنی زہد و تقویٰ اور صدق وصفا کے لئے ضرور کوشش کرو مگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق سے تجاوز نہ کرو۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: "ہمارا مدّعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابد الآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو اِن لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں۔"

یہ نئی نئی بدعتیں پیدا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے یہ ہٹے ہوئے ہیں۔ اصل میں تو یہ نبوت کی مہر کو توڑنے والے ہیں۔ فرمایا "ان ساری گدیوں کو دیکھ لو اور عملی طور پر مشاہدہ کرو" یعنی پیروں کی گدیاں

جو ہیں ان کو دیکھو اور عملی طور پر مشاہدہ کرو" کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہم ایمان لائے ہیں یا وہ" فرمایا کہ "یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشاء قرار دیا جائے کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو اور اپنی ایک الگ شریعت بنالو۔ بغدادی نماز، معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہیں۔" بعض مسلمان طبقوں نے اور فرقوں میں فرمایا" کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتا لگتا ہے۔ اور ایسا ہی "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً لِلّٰہ" کہنا اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے آنحضرت کے وقت تو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ کس نے بتایا تھا؟ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھ کر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی۔ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی اللہ تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو اِن جھوٹی نبوتوں کے بُت کو توڑ کر نیست و نابود کرے۔ پس اسی کام کے لیے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔"

آپؑ فرماتے ہیں کہ "..... گدی نشینوں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لیے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔" فرمایا کہ "ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے۔ اگر اس جیسے ہزاروں اور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہے۔" یعنی ایک شخص سے عشق ہے اگر اس جیسے اور ہزاروں پیدا ہو جائیں جس سے تم عشق کرنے لگ جاتے ہو تو پھر جس سے عشق ہے اس کی خصوصیت یا انفرادیت کیا رہی تو فرمایا کہ "تو پھر اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں جیسا کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں خانقاہوں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں۔" فرمایا کہ "مدینہ طیبہ تو جاتے ہیں مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں۔ پاک پٹن کی کھڑکی میں سے گزر جانا ہی نجات کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔" یہ پاکستان اور ہندوستان میں جگہیں ہیں جہاں بزرگ پیدا ہوئے ان کی قبروں کے پوجنے والے یہ لوگ ہیں یا وہاں جاتے ہیں فرمایا کہ "پاکپٹن کی کھڑکی میں سے گزر جانا ہی نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔" کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس دروازے میں سے گزر جاؤ، کھڑکی میں سے گزر جاؤ تو تمہاری نجات ہو گئی۔ فرمایا "کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے کسی نے کوئی اور صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ان لوگوں کے عرسوں اور میلوں کو دیکھ کر ایک سچے

مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بنا رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:20)۔ خدا کا کلام نہ ہوتا اور اس نے نہ فرمایا ہوتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر:10)۔ تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہو گئی تھی کہ اس کے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدۂ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپ کی نبوت کو نئے سرے سے زندہ کر کے دکھادے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90 تا 92)

پھر بعثت مسیح موعود کا اصل منشاء اور مدعا بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ:

"**ہمارا اصل منشاء اور مدّعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے** اور آپ کی عظمت کو قائم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ میں ہمارا ذکر ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 269)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ طاقت ہے کہ آپ فیض پہنچانے والے اور فائدہ پہنچانے والے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ اسی فیض اور فائدے میں میرا ذکر بھی آ گیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ مقام دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے دائرے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے اندر سمیٹ لیا اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ آپ کے عاشق صادق کا ذکر بھی شامل ہو گیا۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپؑ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک ہزار سال کے اندھیرے زمانے کی وجہ سے جو نئی باتیں اور بدعات پیدا ہو گئی تھیں ان کی اصلاح ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"پھر مَیں یہ کہتا ہوں کہ خدا کی طرف سے جو آتے ہیں وہ کوئی بری بات تو کہتے ہی نہیں۔ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور مخلوق سے نیکی کرو۔ نمازیں پڑھو اور جو غلطیاں مذہب میں پڑ گئی ہوئی ہیں انہیں نکالتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت جو مَیں آیا ہوں تو مَیں بھی ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں جو فیج اعوج کے زمانے میں پیدا ہو گئی ہیں۔" ایک اندھیر ازمانہ جو ایک مسلمانوں میں آیا اس دور میں پیدا ہو گئی تھیں۔ "سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو خاک میں ملا دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور اہم اور اعلیٰ توحید کو مشکوک کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع زندہ ہے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

زندہ نہیں اور وہ اس سے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ دو ہزار برس سے زندہ چلے آتے ہیں۔ نہ زمانہ کا کوئی اثر ان پر ہوا۔ دوسری طرف مسلمانوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ بیشک مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا اور دو ہزار برس سے اب تک اسی طرح موجود ہے۔ کوئی تغیر و تبدل اس کی حالت اور صورت میں نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دل کانپ جاتا ہے جب میں ایک مسلمان مولوی کے منہ سے یہ لفظ سنتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ زندہ نبی کو مردہ رسول قرار دیا گیا۔ اس سے بڑھ کر بے حرمتی اور بے عزتی اسلام کی کیا ہو گی۔ مگر یہ غلطی خود مسلمانوں کی ہے جنہوں نے قرآن شریف کے صریح خلاف ایک نئی بات پیدا کر لی۔ قرآن شریف میں مسیح کی موت کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے۔

لیکن اصل میں اس غلطی کا ازالہ میرے ہی لئے رکھا تھا کیونکہ میرا نام خدا نے حکم رکھا ہے۔ اب جو اس فیصلے کے لئے آوے وہی اس غلطی کو نکالے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس قسم کی باتوں نے دنیا کو بڑا نقصان پہنچایا ہے" جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ "مگر اب وقت آ گیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ظاہر ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ نے جس کو حکم کر کے بھیجا اس سے یہ باتیں مخفی نہیں رہ سکتیں۔ بھلا دائی سے پیٹ چھپ سکتا ہے قرآن نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ آخری خلیفہ مسیح موعود ہو گا اور وہ آ گیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس پر لکیر کا فقیر رہے گا جو فیج اعوج کے زمانہ کی ہے تو وہ نہ صرف خود نقصان اٹھائے گا بلکہ اسلام کو نقصان پہنچانے والا قرار دیا جاوے گا۔ اور حقیقت میں اس غلط اور ناپاک عقیدے نے لاکھوں آدمیوں کو مرتد کر دیا ہے۔

اس اصول نے اسلام کی سخت ہتک کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین۔ جب یہ مان لیا کہ مُردوں کو زندہ کرنے والا، آسمان پر جانے والا، آخری انصاف کرنے والا یسوع مسیح ہی ہے تو پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو معاذ اللہ کچھ بھی نہ ہوئے۔ حالانکہ ان کو رحمۃٌ للعالمین کہا گیا اور وہ کافۃ الناس کے لئے رسول ہو کر آئے۔ خاتم النبیین وہی ہوئے۔ ان لوگوں کا جنہوں نے مسلمان کہلا کر ایسے بیہودہ عقیدے رکھتے ہیں، یہ بھی مذہب ہے کہ اس وقت جو پرندے موجود ہیں ان میں کچھ مسیح کے ہیں اور کچھ خدا تعالیٰ کے۔ نعوذ باللہ من ذالک میں نے ایک بار ایک موحّد سے سوال کیا کہ اگر اس وقت دو جانور پیش کئے جاویں اور پوچھا جاوے کہ خدا کا کون سا ہے اور مسیح کا کونسا ہے تو اس نے جواب دیا کہ مل جل ہی گئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 251-252)

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات اور واقعات پیش کرتا ہوں جن میں آپؑ کی سیرت کے بعض پہلو اجاگر ہوتے ہیں اور پتا چلتا ہے کہ آپؑ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقام و مرتبہ کو صرف علمی اور عقلی رنگ میں ثابت کرنے والے نہیں تھے بلکہ اسلام کی تعلیم کا عملی اظہار بھی آپ کی تعلیم اور عمل سے ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص عبدالحق نامی نوجوان کالج کے سٹوڈنٹ تھے جو پہلے مسلمان تھے پھر عیسائی ہو گئے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر کیا کہ انہی باتوں سے بہت سے لوگ اسلام چھوڑ گئے اور عیسائی ہو گئے۔ یہ بھی ان میں سے ایک تھے جو عیسائی ہو گئے۔ حق کی تلاش میں یا ویسے ہی علمی تحقیق کے لئے قادیان آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاس کچھ دیر ٹھہرے۔ مختلف ملاقاتوں میں آپ علیہ السلام ان کو مسائل بیان فرماتے تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ ایک عیسائی کے سامنے جب آپ کا نام لیا تو اس نے آپ کو گالی دی۔ اس نوجوان نے کہا۔ مجھے یہ بڑا ناگوار گزرا۔ اس بات کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ کس طرح آپ کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ "گالیاں دیتے ہیں اس کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے۔ بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جن کا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں اشتہاروں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔" پاکستان میں آجکل بھی یہی حال ہے۔ بڑے بڑے اشتہار لگتے ہیں "**اور اب تو کھلے لفافوں پر گالیاں لکھ کر بھیجتے ہیں۔ مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے اور خدا کا نور کہیں بجھ سکتا ہے ہمیشہ نبیوں، راستبازوں کے ساتھ ناشکروں نے یہی سلوک کیا ہے۔** ہم جس کے نقش قدم پر آئے ہیں مسیح ناصری اس کے ساتھ کیا ہوا" کیونکہ یہ عیسائی ہو گئے تھے اس لئے مسیح کی مثال پیش کی کہ ان کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا۔ گالیاں دی جاتی تھیں۔ ظلم ہوا۔ صلیب پر بھی چڑھایا گیا۔ پھر فرمایا "اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا اب تک ناپاک طبع لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ میں تو بنی نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ ہوں۔ جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 126)

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ عبدالحق نامی شخص کئی دن وہاں رہے اور آپ کے ساتھ گفتگو چلتی رہی اور آپؑ ان کے مختلف سوالوں کے جواب بھی دیتے رہے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ مَیں آپ کو بار بار یہی کہتا ہوں کہ جب تک آپ کی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے اسے آپ بار بار پوچھیں۔ ورنہ یہ اچھا طریق نہیں ہے کہ ایک بات کو آپ سمجھیں نہیں اور کہہ دیں کہ ہاں سمجھ لیا۔ اس کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ تو یہ آپؑ کا حوصلہ تھا۔ بار بار آپ کہتے تھے پوچھو۔ آپ علیہ السلام کو ایک تڑپ تھی کہ لوگوں پر حق کھلے اور وہ اسے قبول کریں۔ یہ نوجوان جو تھے سراج الدین عیسائی کو بھی جانتے تھے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کئے تھے اور پھر آپؑ نے اس کے جواب بھی دیئے جو شائع بھی ہو گئے۔ تو اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے

فرمایا کہ سراج الدین جو یہاں آیا تھا اس نے ایسا ہی کیا اور کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ یعنی سوال کرتا تھا۔ اور چپ رہتا تھا آگے مزید سوال نہیں کرتا تھا اور یہاں آ کے بھی اس نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہر بات پہ ہاں ہاں کرتا رہا اور دل میں جو شکوک تھے یا شبہات اگر پیدا ہوئے تو نیک نیتی سے ان کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مزید سوال نہیں پوچھے۔ جو لکھ کے لایا تھا بس وہی پوچھتا رہا یا آپ جو بیان فرماتے رہے ان پہ ہاں ہاں کرتا رہا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نوجوان کو فرمایا کہ اس نے یعنی سراج الدین نے آپ کو کچھ کہا تھا؟ اس کو آپ جانتے ہیں؟ تو عبدالحق نامی شخص نے جواب دیا کہ ہاں وہ مجھے منع کرتے تھے کہ وہاں مت جاؤ کچھ ضرورت نہیں ہے۔ جب ہم نے ایک سچائی کو پالیا یہ بھی مسلمانوں سے عیسائی ہو گیا تھا۔ کہنے لگا کہ جب سچائی یعنی عیسائیت کو ہم نے پالیا پھر کیا ضرورت ہے کہ اور تلاش کرتے پھریں۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا تھا کہ جب میں آیا تھا تو وہ مجھے تین میل تک چھوڑنے آئے تھے اور پسینہ آیا ہوا تھا۔ اس عیسائی کو واپسی پر الوداع کہنے کے لئے تین میل تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام گئے تھے اور یہ بھی مہمان نوازی کا وہ اعلیٰ ظرف ہے جس کا اظہار آپ نے کیا۔ ایڈیٹر بدر نے جو اس پہ نوٹ لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سلیم الفطرت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت اور ہمدردی پر غور کریں اور اس جوش کا اندازہ کریں جو اس کی فطرت میں کسی روح کو بچا لینے کے لئے ہے۔ کیا تین میل تک جانا محض ہمدردی ہی کے لئے نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تین میل تک اس عیسائی کے ساتھ جو گئے وہ ہمدردی کے لئے تھا تا کہ اس کو بچائیں۔ لکھتے ہیں کہ ورنہ میاں سراج الدین سے کیا غرض تھی۔ اگر فطرت سلیم ہو تو آپ کے اس جوش ہمدردی ہی سے حق کا پتا پالے۔ ہمارے لئے ایسا سچا جوش رکھنے والے تجھ پر خدا کا سلام۔ سلامت بر تو اے مرد سلامت۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو پسینہ آ گیا تھا اس بارہ میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں اس پسینے سے اس نے یہ مراد لی کہ گویا جواب نہیں آیا۔ افسوس آپ اس سے پوچھتے تو سہی کہ پھر وہ یہاں رہ کر نمازیں کیوں پڑھتا تھا۔ جب وہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا تو نمازیں بھی پڑھا کرتا تھا اور آپ فرماتے ہیں اور کیا اس نے نہیں کہا تھا کہ میری تسلی ہو گئی۔ میرے سامنے ہو تو میں اس کو حلف دے کر پوچھوں۔ سامنے ہونے سے کچھ تو شرم آ جاتی ہے۔ بہر حال عبدالحق صاحب نے کہا۔ میں نے نمازوں کا حال پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہاں میں پڑھا کرتا تھا اور آخر میں نے کہہ دیا تھا کہ میں کسی سرد مقام پر جا کر فیصلہ کروں گا۔ یہ سراج الدین نے جواب دیا تھا اور یہ بھی مسٹر سراج الدین نے کہا تھا کہ مرزا صاحب شہرت پسند ہیں۔ میں نے چار سوال پوچھے تھے ان کا جواب چھاپ دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس میں تو شہرت پسندی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم کیوں حق کو چھپاتے۔ اگر چھپاتے تو گنہگار ٹھہرتے اور معصیت ہوتی۔ خدا نے جب مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تو پھر میں حق کا اظہار کروں گا اور جو کام میرے سپرد ہوا ہے اسے مخلوق کو پہنچاؤں گا۔ اور اس بات کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی

شہرت پسند کہے یا کچھ اور۔ آپ ان کو پھر خط لکھیں کہ وہ یہاں کچھ دن اور رہ جاویں۔

پس جس کام کے ساتھ اور جس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا اس کو صرف ایک شخص تک محدود نہیں رکھا بلکہ سمجھا کہ اس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور اس سے اسلام کی حقیقت ظاہر ہو گی تو دوسروں کے لئے بھی آپ نے یہ جواب شائع کر دیا، کسی نام و نمود کے لئے نہیں کئے تھے۔ پس آپ کا ہر کام اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور مقام قائم کرنے کے لئے تھا۔

بہر حال بہت ساری باتیں اس نوجوان عبدالحق سے آپ کی سیر کے دوران ہوا کرتی تھیں۔ ایک دن یہی باتیں کرتے ہوئے جب سراج الدین کے بارے میں یہ سوال ہو رہا تھا تو آپ گھر کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت حضرت اقدس نے عبدالحق صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان آرام وہی پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو۔ پس آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بلا تکلف کہہ دیں۔ پھر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ یہ کہہ کر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 111-112)

تو ہر ایک شخص کی انفرادی طور پر بھی مہمان داری کا آپ کو بڑا خیال رہتا تھا۔ کوئی بھی اگر حق کی تلاش کے لئے آیا ہے تو اس کو ایک تو صحیح طرح پیغام ملے اور دوسرے جو ظاہری آرام ہے وہ بھی اس کو پوری طرح میسر ہو۔

ایک واقعہ ایک مریض کی عیادت کا بیان کرتا ہوں لیکن اس میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کے ذکر میں آجکل کے پیروں فقیروں کی طرح اپنی بڑائی بیان نہیں کی کہ میں دعا کروں گا اور میری دعائیں قبول ہوتی ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور قبولیت دعا کے فلسفے اور اپنی حالت کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے متعلق ہی بیان فرمایا۔ واقعہ یوں ہے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ "ایک قریشی صاحب کئی روز سے بیمار ہو کر دارالامان میں حضرت حکیم الامت کے علاج کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور دعا کے لئے التجا کی۔ آپ نے فرمایا "ہم دعا کریں گے۔" پھر 10 اگست کی شام کو اس نے بذریعہ حضرت حکیم الامت التماس کی کہ میں حضرت مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں کے متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ "پاؤں سوجا ہوا ہے چل نہیں سکتا۔" حضرت" مسیح موعود علیہ السلام "نے خود 11/ اگست "1902ء" کو ان کے مکان پر جا کر دیکھنے کا وعدہ فرمایا۔"

"چنانچہ وعدہ کے ایفاء کے لئے آپ سیر کو نکلتے ہی خدام کے حلقہ میں اس مکان پر پہنچے جہاں وہ فروکش ہوئے تھے آپؑ کچھ دیر تک مرض کے عام حالات دریافت فرماتے رہے، زاں بعد بطور تبلیغ فرمایا۔" تبلیغ کا کوئی پہلو بھی آپ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اسلام کی حقیقی تعلیم بھی بتانا چاہتے تھے۔ فرمایا" کہ میں نے دعا کی ہے۔"

تمہارے پیغام مل رہے تھے۔ میں نے دعا کی ہے "مگر اصل بات یہ ہے کہ نری دعائیں کچھ نہیں کر سکتی ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو اہل حاجت لوگوں کو کس قدر تکالیف ہوتی ہیں مگر حاکم کے ذرا کہہ دینے اور توجہ کرنے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔" جو بعض ضرورتمند لوگ ہوتے ہیں وہ اپنی تکلیفیں لے کے حاکم وقت کے پاس جاتے ہیں اور اس کی توجہ اور مدد سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔ "اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امر سے سب کچھ ہوتا ہے۔ میں دعا کی قبولیت کو اس وقت محسوس کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر اور اذن ہو۔ کیونکہ اس نے اُدْعُوْنِیْ تو کہا ہے مگر اَسْتَجِبْ لَکُمْ بھی ہے۔" یعنی جب اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تمہاری سنوں گا۔ یہ سننے میں حکم اور اذن کی شرائط ساتھ ہیں اور اس کے لئے خدا تعالیٰ کی بات کو ماننا اور اس کی عبادت کرنا بھی شرط ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ "یہ ضروری بات ہے کہ بندہ اپنی حالت میں ایک پاک تبدیلی کرے اور اندر ہی اندر خدا تعالیٰ سے صلح کر لے اور یہ معلوم کرے کہ وہ دنیا میں کس غرض کے لئے آیا ہے اور کہاں تک اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض نہیں کرتا اس وقت تک کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔

لیکن اگر انسان تبدیلی کر لے تو خدا تعالیٰ پھر رجوع برحمت کرتا ہے۔ اس وقت طبیب کو بھی سوجھ جاتی ہے۔ "یعنی اللہ تعالیٰ رجوع برحمت ہوتا ہے تو ڈاکٹر کو بھی صحیح طرح اس کی مرض کو تشخیص کرنے کی صلاحیت دے دیتا ہے، علم دے دیتا ہے۔ فرمایا "خدا تعالیٰ پر کوئی امر مشکل نہیں بلکہ اس کی تو شان ہے کہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (یٰسٓ:83)۔ "کہ اس کا یہ حکم ہی کافی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہونے لگتی ہے۔ فرمایا کہ "ایک بار میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک ڈپٹی انسپکٹر پنسل سے ناخن کا میل نکال رہا تھا جس سے اس کا ہاتھ ورم کر گیا۔ آخر ڈاکٹر نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا۔ اس نے معمولی بات سمجھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہو گیا" فوت ہو گیا۔ فرمایا کہ "اسی طرح ایک دفعہ میں نے پنسل کو ناخن سے بنایا۔ دوسرے دن جب میں سیر کو گیا تو مجھے اس ڈپٹی انسپکٹر کا خیال آیا اور ساتھ ہی میرا ہاتھ ورم کر گیا۔ میں نے اسی وقت دعا کی اور الہام ہوا اور پھر دیکھا تو ہاتھ بالکل درست تھا اور کوئی ورم یا تکلیف نہ تھی۔ غرض بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی مگر اس کے لئے ضروری شرط ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے۔ پھر جس کو وہ دیکھتا ہے کہ یہ نافع وجود ہے تو اس کی زندگی میں ترقی دے دیتا ہے۔" یعنی اللہ تعالیٰ جس کو دیکھتا ہے کہ یہ وجود نافع ہے، اس سے نفع پہنچنے والا ہے، دنیا کو فائدہ پہنچتا ہے تو اس کی زندگی میں ترقی دے دیتا ہے۔ بعض استثناء بھی ہوتے ہیں، لیکن عموماً یہ اللہ تعالیٰ کا سلوک ہے۔ فرمایا کہ "ہماری کتاب میں اس کی بابت صاف لکھا ہے۔ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:18)" کہ اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہوتی ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔ فرمایا کہ "ایسا ہی پہلی کتابوں سے پایا جاتا ہے۔ حزقیل نبی کی کتاب میں بھی درج

ہے۔ "فرماتے ہیں کہ "انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا تو خدا اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔ خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔"

فرماتے ہیں کہ "ہمارے مرزا صاحب "یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرحوم و مغفور "پچاس برس تک علاج کرتے رہے۔ ان کا قول تھا کہ ان کو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔ توبہ و استغفار بہت کرنی چاہئے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضاء و قدر مانو۔ اس لئے میں تو جب تک اِذن نہ ہو لے کم امید قبولیت کی کرتا ہوں۔ بندہ نہایت ہی ناتواں اور بے بس ہے۔ پس خدا کے فضل پر نگاہ رکھنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 317 تا 319)

پھر آپؑ نے ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف حقیقی اسلامی تعلیم کے مطابق رہنمائی فرمائی اور اپنا نمونہ اس طرح قائم فرمایا جس طرح آپؑ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپؐ سے سیکھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔" یہی اعتراض آجکل دین کے مخالفین بہت لوگ کرتے ہیں کہ لالچ کی خاطر تم لوگ عبادت کرتے ہو۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت کی وجہ سے اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ فرماتے ہیں کہ "اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔" اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے۔ اس میں یہ سوال نہ ہو کہ جنت ملے گی۔ دوزخ ملے گی بلکہ جو اللہ سے محبت ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے جو فضل ہیں ان کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ دوسرا ہمدردی بنی نوع انسان کی ہے۔ فرمایا کہ "بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:61) میں اللہ تعالیٰ نے قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبویؐ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے اور حقیقتاً موذی نہیں ہونا چاہئے۔ شکر کی بات ہے کہ

ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔ اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔

خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذاء پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ "یعنی ناجائز دشمنیاں اور پھر دشمنی کی وجہ سے دوسرے کو ناجائز طور پر تکلیف دینا بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اسی طرح جس طرح اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ فرمایا کہ "ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔" یعنی ایک جگہ وہ جدائی نہیں چاہتا اور ایک جگہ ملنا نہیں چاہتا یا وہ مقام نہیں چاہتا جو ملنے کا ہو۔ فرمایا کہ "یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔" بنی نوع انسان جو ہیں وہ آپس میں علیحدہ ہوں، جھگڑے ہوں، فساد ہوں، ایک کا منہ اِس طرف ہو اور دوسرے کا منہ اُس طرف ہو، یہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔

یہ فصل ہے۔ اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو جوڑنا، کسی کو ملانا، اس کے برابر ٹھہرانا، شریک ٹھہرانا۔ یہ وصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لئے یہ نہیں چاہتا۔ انسانوں کی ایک دوسرے سے جدائی نہیں چاہتا اور یہ چاہتا ہے کہ آپس میں مل جل کر رہیں، محبت اور پیار سے رہیں، ایک ہو کر رہیں اور اپنے آپ کو برابر سمجھیں۔ اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ واحد ہے، یگانہ ہے اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ فرمایا "اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح صدر پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اُس میں اور اُس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور ان سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے۔

بداں را بہ نیکاں بخشد کریم"

کہ بدوں کو بھی نیکوں کے ساتھ خداوند کریم بخش دیتا ہے۔" پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ میں پیش کی گئی ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 96-97)

پس یہ چند باتیں ہیں جو میں نے بیان کی ہیں اس بہت بڑے عظیم ذخیرے میں سے جو آپ نے ہمارے سامنے صحیح اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے مطابق رکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ

آپ علیہ السلام نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیم کو اپنانے اور اپنے اوپر لاگو کرنے کا حق ادا کیا ہے۔ ختم نبوت کا صرف نعرہ نہیں لگایا بلکہ آپ کا ہر قول و فعل اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں تھا۔ اور اسی تعلیم اور اسی شریعت کو ہی قائم کرنے کی آپ کو تڑپ تھی تا کہ دنیا کو پتا چلے کہ یہ خوبصورت تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہے یہی اصلی نجات ہے اور اپنے ماننے والوں کو بھی آپ نے اس پر عمل کرنے کی نصیحت اور ہدایت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاں عملی نمونے قرآن و سنت کے مطابق قائم کرنے کی توفیق دے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا صحیح ادراک بھی ہمیں عطا فرمائے اور اسلام کی حقیقی تصویر ہم دنیا کو دکھانے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 20 / مئی 2016ء تا 26 / مئی 2016ء جلد 23 شمارہ 21 صفحہ 05 تا 08)

19

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 06 مئی 2016ء بمطابق 06 ہجرت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد نصرت جہاں، ڈنمارک

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تقریباً گیارہ سال پہلے مَیں یہاں آیا تھا۔ وقت گزرنے کا پتا نہیں چلتا۔ کئی بچے تھے جو آج جوان ہو گئے ہوں گے۔ کئی ایسے ہوں گے جو بچوں کے ماں باپ بن چکے ہوں گے۔ ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں جماعت پر بہت فضل فرمایا ہے اور مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال، دفاتر، لائبریری اور دوسری سہولیات مل گئیں۔ اسی طرح مسجد کے سامنے جو مکان لیا تھا اس میں بھی بڑی وسعت پیدا ہو گئی اور مشنری کی رہائشگاہ، گیسٹ ہاؤس اور ایک بڑا ہال میسر آ گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں، اگر آپ کے مال بڑھے ہیں، جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ یہ شکر گزاری کس طرح ہو اور اس کا کیا تقاضا ہے؟ ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں، جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو مانا ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو وہ اسے واپس لائے گا تو پھر ہمیں اپنی سوچیں بھی مومنانہ بنانی ہوں گی۔ ہمیں ظاہری شکر گزاری یا صرف منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ کر خوش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جو ایک مومن کی زندگی ہے اور جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان فرمائی ہے اور جسے اس زمانے میں کھول کر ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا۔

مَیں نے اُس وقت بھی یہاں کے احمدیوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی، جب میں گیارہ سال پہلے یہاں آیا تھا جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا، اور اکثر اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایم ٹی اے کی

سہولت اور نعمت عطا فرمائی ہے اس کے ذریعہ سے میری باتیں ہر احمدی تک پہنچ رہی ہیں بشرطیکہ وہ انہیں سننا چاہے۔ بہر حال مَیں نے کہا تھا کہ **اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے باپ دادا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کی وجہ سے یہ فضل فرمایا ہے۔** لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاری رکھنے کے لئے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا بھی ضروری ہے ورنہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے قدم رک گئے یا دینی باتوں میں عدم توجہگی پیدا ہو گئی یا ہوتی رہی تو ہم اپنی نسلوں کو بھی دین سے دُور کرنے والے ہوں گے اور یوں انہیں اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل سے جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی محروم کرنے والے ہوں گے یعنی مسیح موعود کی بعثت اور اس کا ماننا۔ جن کے باپ دادا احمدی ہوئے اگر ان کی نسلیں دین سے دُور ہٹ گئیں تو وہ اپنے بڑوں کی، اپنے بزرگوں کی دعاؤں سے محروم رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ نیکی کا اجر دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے۔ اگر کسی کی نیکی ہو اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو تو اولادیں بھی اس سے فیض پاتی ہیں لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ تمہیں اپنے عمل درست کرنے ہوں گے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ جن کے بزرگ احمدی ہوئے ان بزرگوں نے تو اپنے عہد بیعت کو نبھایا اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس خواہش اور دعا کے ساتھ رخصت ہوئے کہ ان کی نسلیں بھی یہ عہد نبھانے والی ہوں۔ پس اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس عہد کو نبھانے والے ہیں جس کی تلقین ہمارے بزرگوں نے ہمیں کی تھی یا جس راستے پر ہمارے بزرگ ہمیں ڈالنا چاہتے تھے۔ یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا حقیقت میں ہم اپنا عہد بیعت نبھا رہے ہیں یا صرف روایتاً اپنے بڑوں کے بزرگوں کے دین پر قائم ہیں۔ صرف رشتہ داری اور معاشرتی تعلقات کی وجہ سے جماعت میں شامل ہیں اور ابھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اسی طرح جنہوں نے خود احمدیت قبول کی ہے وہ یہ جائزے لیں کہ کیا ہم نے اپنے ایمان میں بڑھنے اور اپنے عملوں کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے یا کر رہے ہیں یا وہ ایک وقتی جذبہ تھا جس کی وجہ سے احمدیت کو قبول کر لیا۔ کسی بات سے متأثر ہو کر احمدیت قبول کر لی اور ابھی تک وہیں کھڑے ہیں جہاں پہلے دن تھے۔ فائدہ تو ہمیں تبھی ہو گا جب ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھ رہا ہو گا۔ جو ترقی یافتہ ملکوں میں ہجرت کر کے آئے ہیں ان ممالک میں انہیں مسلسل یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں بہتر حالات نے انہیں دین سے دُور تو نہیں کر دیا؟ یورپ کی ترقی سے متأثر ہو کر دین کو بھول تو نہیں گئے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کو سوو، مشرقی یورپ سے آئے ہوئے بھی بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے احمدیت قبول کی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو مانا ہے، انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

غرض کہ یہاں مختلف قسم کے لوگ ہیں۔ ہر طبقے اور ہر قسم کے لوگوں کو جو احمدیت میں شامل ہوئے، چاہے پیدائشی ہیں، چاہے بعد میں بیعت کر کے آنے والے ہیں، چاہے ہجرت کر کے آنے والے ہیں یا یہاں کے رہنے والے ہیں سب کو ان باتوں پر غور کرنا ہو گا کہ اب انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا حق ادا کر سکیں۔

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا پیدائشی احمدی ہوں، پرانے احمدی ہوں یا نئے آنے والے احمدی ہوں، ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں یا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم پر جو ذمہ داریاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی ہیں انہیں ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا اپنی حالتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا شعور ابتدا سے ہی پیدا ہو جائے؟ کیا ہمارے اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہمارے بچوں کے لئے نمونہ ہیں؟ کیا ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہے؟ یہ باتیں ہر ایک اپنے جائزے لے کر خود بہتر طور پر جان سکتا ہے۔ ان باتوں کی گہرائی جاننے اور اپنے جائزوں کے بہتر معیار مقرر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہوئی ہے۔ اس وقت مَیں ان میں سے چند باتیں پیش کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ ایک مجلس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے بڑے درد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانے میں جب کہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔ حقوق اور وصایا کی پرواہ نہیں ہے۔" نہ اپنے ذمہ حق ادا کرتے ہیں، نہ جو وصایا ہیں، وصیتیں ہیں ان کو پورا کرنے والے ہیں۔ دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اس وقت دین مقدم ہونے کے بجائے دنیا مقدم ہو جاتی ہے۔ دنیا کو نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں چاہے دین بیشک چلا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں "ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصے کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصہ میں دیکھی جاتی ہیں۔" رشتہ داروں میں جائیدادوں کی آپس میں تقسیم ہو رہی ہو یا مسائل پیدا ہو رہے ہوں وہاں یہ باتیں دیکھی جاتی ہیں اور آج بھی یہ روزمرہ کی باتیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ "لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلے میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے

گناہ کی جرأت نہیں کرتے۔ مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔" اگر گناہوں سے بچے ہوئے ہیں تو اس لئے نہیں کہ نیکی غالب ہے۔ اس لئے کہ جرأت نہیں ہے، بعض چیزوں کا خوف ہے۔ مگر جب وہ خوف دُور ہو جاتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا "آج اس زمانہ میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتا ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہر گز ضائع نہ کرے۔" جن لوگوں میں سچے تقویٰ اور ایمان کا بیج ہے اس کو ضائع نہ کرے، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے۔ فرمایا کہ "جب "اللہ تعالیٰ" دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔ وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10)۔ بہت سا حصہ احادیث کا موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔"

اُس زمانے میں بھی مسلمانوں کا یہ نقشہ کھینچا گیا اور آج بھی یہی حالت ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہر گز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے۔" اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ یہ میدان خالی ہو رہا ہے، لوگوں کے دل نیکی اور تقویٰ سے خالی ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انسانی ہمدردی کے تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے۔ فرمایا کہ "اور لوگ ایسے ہی دور رہیں۔ اس لئے اب ان کے مقابلے میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 395-396)

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اگر ہم جائزہ لیں تو یہ صرف اُس زمانے کے لوگوں کا نقشہ نہیں ہے جب آپ علیہ السلام اپنے زمانے کے لوگوں کو نصیحت فرما رہے تھے بلکہ آج بھی ہمیں یہی باتیں نظر آتی ہیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہیں؟ دوسروں کو تو چھوڑیں، ہم جو آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم میں سے کتنے ہیں؟ یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنّوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیا ہم اپنے دنیاوی کاموں کو اپنی عبادت پر قربان کرتے ہیں یا اس کے الٹ ہے کہ ہماری عبادتیں ہمارے دنیاوی کاموں پر قربان ہو رہی ہیں؟ ایسے بھی ہیں جو اگر وقت پر نماز پڑھ بھی لیں تو گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا حال تو علیحدہ ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا۔ ہم میں سے بھی ایسے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے معاملات میں احسان کا سلوک کرو۔ لیکن بہت سے ایسے ہیں جو احسان

کا سلوک تو ایک طرف رہا دوسرے کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ایسے بھی ہیں جو دنیا کا نقصان تو برداشت نہیں کرتے لیکن دین کا نقصان ہو رہا ہو تو برداشت کر لیتے ہیں۔ کتنے ہی ہم میں سے ایسے ہیں جو جذبات پر کنٹرول نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر بھڑک جاتے ہیں۔ اگر غیر یہ کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرے تو بہر حال یہ قابل افسوس بات ہے۔ پس ہر کوئی خود ان باتوں میں اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس ہم نے ان زندوں میں شامل ہونے کے لئے بیعت کی ہے اس لئے اس کا حق ادا کرنے کے لئے آپ کی باتوں پر ہمیں توجہ دینی ہو گی تا کہ زندوں کی قوم میں شامل ہو سکیں۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ہدایت مجاہدہ اور تقویٰ پر منحصر ہے۔ جب تک تقویٰ پیدا نہ ہو، جب تک انسان کوشش نہ کرے، جب تک اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار نہ ہو، اُس وقت تک حقیقی ہدایت نہیں پا سکتا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)۔ یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں، کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی راہ تلاش کرنے کے لئے ان کی کوشش ہوتی ہے اور پھر دعائیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کی برائیاں دور ہوں، اللہ تعالیٰ ان سے ملے اور اس کے لئے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یہ آیت جو میں نے پڑھی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے رستے دکھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اس آیت کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے" اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے۔" کہ اگر دل خود ہی اندھیرے اور تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے، زبان سے ظاہری دعا تو ہے لیکن بڑی مشکل سے دعا کے الفاظ نکل رہے ہیں۔ جہاں تک اعتقاد کا سوال ہے، ظاہراً تو یہی اعتقاد ہے کہ ہم مسلمان ہیں، الحمد للہ ایمان رکھتے ہیں۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ اعتقادی لحاظ سے سب ٹھیک ہے لیکن عملاً کیا ہے؟ شرک میں بھی مبتلا ہیں۔ بدعات میں بھی مبتلا ہیں۔ دین کے بارے میں نئی نئی باتیں ایجاد کر لی ہیں تو ایسی حالت ہو تو پھر دعا نہیں ہو سکتی۔ اور فرمایا کہ "اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب نہ ہوں۔" جب ایسی طلب ہوتی ہے تو پھر اس کے اچھے نتائج نہیں نکلتے۔ اس لئے ایسی حالت اگر ہو گی تو وہ طلب طلب نہیں رہے گی۔ وہ دل سے نکلی ہوئی دعا نہیں رہے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اور اس کے حکموں پر چلنے کے لئے کوشش اور دعا نہیں ہو گی کیونکہ

اس کے اچھے نتائج نہیں نکل رہے۔ پس یہ ایک بڑی واضح بات ہے کہ اگر اچھے نتائج نہیں نکل رہے تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہمارے اندر ہی کوئی کمزوری ہے، ہماری دعاؤں میں کمی ہے، ہمیں دعاؤں کے طریقے اور اسلوب نہیں آتے، ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ "جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امید کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسے ملے۔ لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازے پر گرتا اور اسی سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذبِ نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔" پھر جب ایسی حالت ہو جائے کہ انسان بے نفس ہو کر، بے غرض ہو کر اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گرے، اس کے در پر گرے، اس سے دعا کرے تو پھر ایسی حالت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید اور نصرت کو جذب کرتی ہے۔ اس کو حاصل کرتی ہے اور باعث رحمت ہوتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔ فرمایا "خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے۔" یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ غافل ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان پر بیٹھا انسان کے دل کے کونوں تک سے واقف ہے۔ "اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے۔" پس دل کو ہر لحاظ سے پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کہیں بھی دل کے اندر اندھیرا نہ ہو۔ کہیں بھی کسی قسم کے شرک کا پہلو نہ ہو۔ کہیں بھی کسی قسم کی بدعت کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو پھر عبادتیں عبادتیں نہیں رہتیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول نہیں کرتا۔ فرمایا اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے۔ "اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک اور صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔" اور جب دل پاک ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان سب کچھ کر رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی ہر قسم کی پرورش اس کی ضروریات کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 396-397)

پس ایک حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنا ہو گا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، بہت لمبی لمبی دعائیں کیں، بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں اپنے دلوں کو ٹٹولیں، جائزے لیں کہ کہیں کوئی مخفی شرک تو نہیں۔ کسی قسم کی بدعات میں تو ملوث نہیں۔ یا اور ایسی باتیں تو نہیں ہو رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

پھر ایک جگہ یہ وضاحت فرماتے ہوئے کہ تقویٰ کا قیام ہی اس جماعت کے قائم کرنے کا مقصد ہے، سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "اس سلسلہ سے خدا نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر

ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔" یہ سلسلہ قائم کرنے کا مقصد ہی تقویٰ کا قیام ہے۔ یہ بات ہر ایک کو ذہن میں رکھنی چاہئے۔ فرمایا "بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔" ہم میں سے بہت سے ہیں نیکیاں کرتے ہیں لیکن بعض ایسی برائیوں میں ملوّث ہیں جو ہماری نیکیوں کو کھا رہی ہیں۔ فرمایا کہ اچھا کھانا ہو، اچھی چیز ہو، معمولی سا زہر بھی اسے زہریلا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ " اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔" فرمایا کہ تقویٰ اور طہارت کا نمونہ دکھانا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 96-97)

اب ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہیں کہ ہم خود تقویٰ اور طہارت کا نمونہ بن سکیں اور دوسرے ہم سے سبق سیکھیں۔ پس یہ جائزے خود ہم اپنی حالتوں سے لے سکتے ہیں۔

پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ آپؑ اپنی جماعت کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپؑ فرماتے ہیں کہ "اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحبِ اغراض ہوتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے تو اپنے ہاتھ سے اس لئے قائم کیا کہ تقویٰ پر چلنے والوں کی جماعت ایک قائم کرے۔ اپنے نفسوں کی اصلاح کرنے والوں کی جماعت قائم کرے۔ لیکن فرمایا کہ اس کے باوجود ایسے لوگ بھی ہمارے پاس آ جاتے ہیں جن کی اپنی غرض ہوتی ہے۔ نیکی اور تقویٰ کا حصول ان کی غرض نہیں ہوتی بلکہ ان کے کچھ خود ذاتی مفاد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ آ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ "اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔" پھر چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر ایمان کوئی نہیں رہا۔ فرمایا کہ "لیکن اگر اس کے مقابلے میں صحابہؓ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہم جو بیعت کرتے ہیں وہ تو توبہ کی بیعت ہی ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور آئندہ نیکیوں پر قائم رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ فرمایا کہ "لیکن ان لوگوں کی بیعت "یعنی صحابہ کی بیعت" تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔" انہوں نے جو بیعت کی وہ تو سر کٹوانے کی بیعت تھی۔ اُس زمانے میں تو تلوار کا جہاد تھا اور اس کے لئے ہر وقت ہر ایک تیار تھا۔ "ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع، عزت و آبرو اور جان و مال سے دستکش ہو جاتے تھے۔" سب کچھ

چھوڑ دیتے تھے۔" گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور اسی طرح پر ان کی کُل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت اور عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے"۔ ان کا اپنا کچھ نہیں تھا۔ نہ ان کو اپنی ذات کی عزت کی پرواہ تھی نہ کسی عظمت کی خواہش تھی۔ نہ کسی بڑے عہدے کی خواہش تھی۔ صرف غرض تھی تو یہ کہ ہم اسلام کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ یہ عہد ہم آج بھی کرتے ہیں لیکن عہدیداروں میں سے بھی ایسے بھی ہیں جو عُہدوں کی خواہش رکھتے ہیں کہ شاید محدود طور پر ہی کچھ نہ کچھ جاہ و حشمت کا وہاں سے اظہار ہو جاتا ہے۔ اگر عہدے ملتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور پہلے سے بڑھ کر دین کی خدمت کا جذبہ ان میں پیدا ہو، اس طرف توجہ نہیں ہوتی اور صرف اپنے عُہدوں کا زعم ہوتا ہے۔ **پس عہدیداروں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔**

فرمایا "کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے۔" صحابہ میں سے کس کو یہ خیال تھا کہ بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہو جائیں گے۔ عربوں کی جو حالت تھی کسی کو اُس وقت خیال آ سکتا تھا؟ بالکل نہیں۔ "یہ باتیں ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔" وہ جاہ و حشمت نہیں چاہتے تھے۔ وہ عہدے نہیں چاہتے تھے۔ عظمت نہیں چاہتے تھے۔ عزت نہیں چاہتے تھے۔ وہ تو قربانی چاہتے تھے اور اسی میں ان کے لئے لذت تھی۔ اسی میں ان کو مزا آتا تھا۔ فرمایا کہ "یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے۔ ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے۔ لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا۔" وہ تو ہر قربانی کے لئے تیار تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور اپنی عنایت سے ان کو اتنا نوازا۔ "اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔" کئی گُنا اور ہزاروں گنا کر دیا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 397-398)

پھر بڑے درد سے ہمیں ہمارے اخلاق کے بہتر ہونے، نیکیوں پر قائم ہونے، برائیوں کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"**جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے** کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔" اپنے ہمسایوں کو اگر ہمارے احمدی ہونے کے بعد ہم میں تبدیلی نظر آتی ہے یا ہر احمدی جو ہے اپنے ہمسائے سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ حیران ہو کہ یہ انسان عام انسانوں میں سے نہیں ہے تو گویا وہ ایک کرامت دکھاتا ہے۔ ایک معجزہ دکھاتا ہے۔ ایک ایسا کام کرتا ہے جس کو دیکھ کر لوگ حیران و پریشان ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ "اس کا اثر ہمسائے پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔" اور اسی اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہمسایہ متاثر ہوتا ہے اور

بہت اعلیٰ درجہ کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ "ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہو گئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افتراء، غیظ و غضب میں مبتلا ہیں۔" دشمنوں کے بارے میں، غیروں کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ جماعت پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ تہمت لگا رہے ہیں، الزام لگا رہے ہیں کہ احمدی ہونے سے ان کی کیا ترقی ہو گئی؟ جھوٹ، افتراء، بدظنی، غصہ اس میں یہ لوگ ابھی بھی مبتلا ہیں۔ فرمایا کہ "کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلے میں آیا تھا۔" اب ان لوگوں کو فرمایا جو احمدی ہو گئے کہ ان لوگوں کے لئے تو یہ شرم کی بات ہے کہ اچھی چیز سمجھ کر کوئی شخص اس سلسلہ میں آیا تھا یا انہیں دیکھ کر، سلسلے کی تعلیم کو اچھا سمجھ کر سلسلہ میں شامل ہوا تھا۔ فرمایا کہ "جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔" ایک شریف، اطاعت گزار، نیک، تابع دار بیٹا جو ہے وہ اپنے باپ کی نیک نامی کا باعث بنتا ہے اور فرمایا کیونکہ بیعت کرنے والا جو ہے وہ بھی بیٹے کے حکم میں آیا ہے اور اس کی دلیل آپ نے یہ فرمائی کہ "اور اسی لئے آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کو اُمّہات المومنین کہا گیا ہے گویا کہ حضورؐ عامۃ المومنین کے باپ ہیں۔" اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امّہات المومنین ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے باپ ہیں۔ فرمایا کہ "جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے۔" عام زندگی میں ہر ایک انسان کا باپ ہے اور وہ ماں باپ جو ہیں کسی روح کو یا بچے کے جسم کو زمین پہ لانے کا موجب بنتے ہیں۔ ماں باپ کے وجہ سے پیدائش کے ذریعہ بچہ اس دنیا میں آتا ہے "اور حیات ظاہری کا باعث۔" یہ زندگی جو اس کو ملتی ہے ایک باپ کی وجہ سے ہے۔ "مگر" اس کے مقابلے میں "روحانی باپ آسمان پر لے جاتا" ہے۔ "جسمانی باپ زمین پر لے کر آتا ہے اور روحانی باپ آسمان پر لے کر جاتا ہے۔ روحانیت میں ترقی کرواتا ہے" اور اس مرکز اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ "یعنی خدا تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ فرمایا کہ "کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟" کبھی پسند نہیں کرو گے کہ بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔ نہ کوئی باپ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا بیٹا اسے بدنام کرنے والا ہو۔

پس اس واسطے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اپنے نمونے ایسے بناؤ کہ نہ دوسروں کی ٹھوکر کا باعث ہو، نہ اپنے باپ کو بدنام کرنے والے ہو۔ فرمایا کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ کوئی پسند کرتا ہے" طوائف کے ہاں جاوے؟" طوائفوں کے پاس چلا جائے اور قمار بازی کرتا پھرے؟ شراب پیوے یا اور ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو۔ جوا، شراب اس قسم کی حرکتیں کر رہا ہو۔ کوئی باپ پسند نہیں کرتا۔ کوئی نیک مسلمان باپ یہ پسند نہیں کرے گا کہ اس کا بیٹا اس طرح کی حرکتیں کرتا ہو بلکہ بعض حرکتیں، بعض باتیں ایسی ہیں جو غیر مسلم بھی پسند نہیں کرتے۔ فرمایا کہ "شراب پیوے اور ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔" فرمایا کہ "مَیں جانتا

ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خَلق بند نہیں ہو سکتی۔" اگر کوئی بیٹا ایسا کرے تو پھر لوگ اس پہ انگلیاں اٹھائیں گے۔ اس کے متعلق باتیں کریں گے۔ اس کے باپ کے متعلق بھی باتیں کریں گے۔ "لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں پھر آجاتا ہے۔ "کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔" جو پہلے شروع میں کہا گیا تھا اس کی یہاں وضاحت کر دی۔

فرمایا "پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آجاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔" کوشش کرو۔ اپنی کوششیں کامیاب نہ ہوں تو یہ نہ سمجھو کہ بس اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ دعائیں کرو اور دعائیں کرو اور اتنی دعائیں کرو کہ جن کی انتہا نہ ہو لیکن صدق سے اٹھے ہوئے ہاتھ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو تو سچائی سے اپنے دل کو ٹٹولتے ہوئے دیکھو کہ جو مَیں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔ یہی میں چاہتا ہوں۔ یہی مَیں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں۔ کیونکہ اگر اس طرح ہو گا، سچائی کی تحریک دل میں پیدا ہو گی اور اس کے نتیجہ میں ہاتھ اٹھیں گے، اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور انسان جھکے گا تو پھر ایسے ہاتھ پھر خالی واپس نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور نوازتا ہے۔ فرمایا "ہم تجربے سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔"

پھر فرمایا کہ "یہ ایک یقینی بات ہے اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔" اپنے ساتھیوں کے لئے، دوسرے انسانوں کے لئے اگر ہمدردی کا جوش نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے تم کنجوس ہو، بخیل ہو۔ فرمایا کہ "اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔" یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ بھلائی کی اور خیر کی راہ ہم نے دیکھی تبھی ہم نے احمدیت کو قبول کیا اس لئے اب ہمارا فرض ہے ہم پکار پکار کے لوگوں کو کہیں کہ آؤ اور یہیں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے رستے دیکھو۔ فرمایا کہ "اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔" ہمارا کام بلانا ہے۔ ہمارا کام اصلاح کرنا ہے اس لئے یہ نہ دیکھو کہ کوئی عمل کر رہا ہے کہ نہیں، قبول کرتا ہے کہ نہیں۔ ایک فارسی کا مصرعہ

آپؑ پیش کرتے ہیں

"کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم"

کہ کوئی سنے یا نہ سنے میں تو کہتا ہی رہوں گا یا نصیحت کرتا ہی رہوں گا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 146-147)

پس اپنے نیک نمونے قائم کر کے ہمیں پھر تبلیغ کا حق بھی ادا کرنا ہو گا اور ہر احمدی پر یہ ذمہ داری ہے، اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ آخر ایک وقت آئے گا کہ لوگ سنیں گے بھی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی نہیں بھی سنتا تب بھی ہمیں پیغام پہنچاتے رہنا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ آپؑ کی جماعت سے منسوب ہو کر ہمیں اپنے نمونے بھی اعلیٰ معیاروں کے پیش کرنے چاہئیں اور پھر لوگوں کی توجہ بھی ہماری طرف ہو گی۔

پھر ہمیں ہماری حالتوں کو بہتر کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ "الہام میں جو یہ آیا ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ۔" یہ طاعون کے متعلق عربی کا الہام ہے۔ اس سے پہلے بھی عربی کے الفاظ ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو بھی تیرے گھر کے اندر آئے گا اسے میں بچاؤں گا مگر ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ۔ یعنی وہ لوگ جو اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہیں۔ اور اس کی آپؑ نے تشریح یہ فرمائی کہ پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے۔ اب اطاعت کرنے والے تو وہی ہوں گے جنہوں نے ماننا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے وہ بھی اس سے مراد ہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہ بڑا مُنذر اور ڈرانے والا ہے۔" جہاں اللہ تعالیٰ نے یہ ضمانت دی کہ جو تیرے گھر میں آئے گا اس کی مَیں حفاظت کروں گا وہاں یہ بھی ہے کہ جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے ان پہ یہ حکم لاگو نہیں ہو گا۔ ان پر یہ واجب نہیں ہو جائے گا کہ ضرور ان کی حفاظت کی جائے یا اللہ تعالیٰ پر یہ واجب نہیں ہو جائے گا کہ ضرور ان کی حفاظت کرے۔ فرمایا "اس لئے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ تم نے اپنی قوم کی طرف سے جو لعنت ملامت لینی تھی لے چکے۔" احمدی ہونے کے بعد بہت سارے لوگ دشمنی کرتے ہیں۔ "لیکن اگر اس لعنت کو لے کر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہو اور اس کی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کس قدر مصیبت اور مشکل ہے۔" فرمایا کہ "اخباروں والے کس قدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں۔" اور آجکل تو پھر یہ مخالفت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ہمارے بہت سارے احمدی لوگ اسی مخالفت کی وجہ سے پاکستان سے یورپ میں آتے ہیں۔

فرمایا "مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے

حصہ لینے کے لئے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں۔ اس لئے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو۔" فرمایا تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو "کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اس کی حفاظت کے سایہ میں آ جاؤ۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 69-70 حاشیہ نمبر 2)

پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ نئے احمدی ہیں یا پرانے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جب تک ہم اپنی عملی اصلاح نہیں کریں گے ان برکات سے فیض نہیں پا سکتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے سے ملنی ہیں اور نہ ہی ہم خدا تعالیٰ کی حفاظت کے سائے میں آ سکتے ہیں۔

فرمایا کہ "ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے۔ اور پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے۔" عاجزی پیدا کرنا، خشوع پیدا کرنا یہ ایمان کی بیج کی حالت ہے اور پھر جب یہ ایمان پیدا ہو جائے اور انسان لغو باتیں چھوڑ دے۔ خشوع پیدا ہو جائے اور لغو باتوں کو بھی چھوڑ دو تو پھر جس طرح پودا اگتا ہے ایمان سے بھی نرم نرم سا سبزی باہر نکلنی شروع ہوتی ہے اور پھر فرمایا کہ "مال بطور زکوٰۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں۔" پھر جو مالی قربانیاں کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، وہ اس پودے کو مزید بڑھاتی ہیں اور اس کی ٹہنیاں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں "جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں۔" درخت کچھ تھوڑا سا مضبوط ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ "پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔" اور جب انسان کے دل میں شہوات پیدا ہوتی ہیں، گندی خواہشات پیدا ہوتی ہیں، نفس کی خواہشات پیدا ہوتی ہیں، برائیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور انسان ان کا مقابلہ کرتا ہے اور ان کو دبا دیتا ہے نہ کہ ان کو کرنے لگ جائے۔ جب ایسی حالت ہو، جب ان کو دباتے ہو تو پھر یہ جو درخت کی ٹہنیاں نکلی ہوتی ہیں ان میں سختی اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے جب انسان اپنے نفس کو مارتا ہے۔

اور فرمایا کہ "اور پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔" پھر جو آپؑ نے عہد کئے ہیں، جو آپ کے سپرد امانتیں ہیں ان کی اگر صحیح طرح حفاظت کرو۔ ہر ایک نے عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ خدام الاحمدیہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، انصار اللہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، لجنہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، جماعت بھی بیعت کے وقت یہ عہد لیتی ہے تو اگر عہد کی حفاظت کرو گے اور اپنی امانتیں جو تمہارے سپرد ہیں۔ امانتیں کیا ہیں؟ جو عہدیدار ہیں ان کے سپرد عُہدوں کی امانتیں ہیں۔ عام احمدی ہے اس کے سپرد امانت ہے کہ وہ احمدیت کا صحیح نمونہ بن کے دکھائے اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو پھر یہ ایمان کا درخت جو ہے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جائے گا۔ یہ ساری چیزیں

مل کر اس کو مضبوط درخت بنا دیں گی۔ اور فرمایا کہ "پھر پھل لانے کے وقت "ایک درخت جب بڑا ہو گیا تب اسے پھل لانے کا وقت آ گیا اور پھل لانے کے وقت "ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209 حاشیہ)

پھر جب ایسا مضبوط ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو پھل لگاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فیض سے فیض پاتا ہے۔ پس ہمیں عاجزی بھی پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسی سے ہم نفس کی قربانی کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اپنے ایمان میں ترقی کر سکتے ہیں۔ لغویات جنہوں نے آجکل ہمیں گھیرا ہوا ہے اور ہر گھر میں ٹی وی اور انٹرنیٹ کی صورت میں موجود ہیں ان سے بچ سکتے ہیں اور اپنے ایمان میں ترقی کے لئے ان سے بچنا ضروری ہے اور تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل پھول لانے والی شاخیں بن سکتے ہیں۔ اور اپنی بھی اور اپنی نسلوں کی بھی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکتے ہیں۔

ایک موقع پر آپؑ نے سلسلہ کے روشن مستقبل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعے پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔"

پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت ایسی ہے کہ ہم شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ فرمایا: "مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے۔ اب تھوڑا زمانہ ہے ابھی ثواب ملے گا "ثواب لینے کا تو تھوڑا زمانہ ہے "لیکن عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دکھائے گا۔ وہ وقت ہو گا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہو گا۔" جب سورج کی طرح روشن ہو جائے گا تو اس وقت تو لوگ ایمان لائیں گے ہی لیکن وہ ثواب کا موجب نہیں ہو گا۔" اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے مصداق ہو گا۔" گو قبولیت تو ہو گی لیکن وہ معیار نہیں ہوں گے جو آج ہیں جبکہ دنیا ہمیں کچھ نہیں سمجھتی۔ فرمایا "اس وقت میرے قبول کرنے والے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے۔ وہ دیکھے گا کہ بعض اوقات اس کو برادری سے الگ ہونا پڑے گا۔ اس کے دنیاوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کو گالیاں سننی پڑیں گی۔" اور آجکل بہت سارے ممالک میں یا خاص طور پر مسلمان ممالک میں یہ ہو رہا ہے۔ "لعنتیں سنے گا۔ مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گا۔ لیکن جب دوسرا وقت آیا اور اس زور کے ساتھ دنیا کا رجوع ہوا جیسے ایک بلند ٹیلہ سے پانی گرتا ہے اور کوئی انکار کرنے والا ہی نظر نہ آیا اس وقت اقرار کس پایہ کا ہو گا؟ اس وقت ماننا

شجاعت کا کام نہیں۔ ثواب ہمیشہ دکھ ہی کے زمانے میں ہوتا ہے۔" فرمایا کہ "حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر کے اگر مکّہ کی نمبرداری چھوڑ دی "مکہ کے سردار بن سکتے تھے "تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایک دنیا کی بادشاہی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کمبل پہن لیا "یعنی اسلام قبول کیا تو عاجزی، غربت اور تقریباً مسکینی کی حالت ہو گئی اور اتنی دولت تو نہیں رہی اور فرمایا کہ "ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم "کہ اب جو بھی ہونا ہے ہو جائے ہم نے کشتی دریا میں ڈال دی ہے "کا مصداق ہو کر آپؓ کو قبول کیا تو کیا خدا تعالیٰ نے ان کے اجر کا کوئی حصہ باقی رکھ لیا؟ ہرگز نہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے ذرا بھی حرکت کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس کا اجر نہ پالے۔ حرکت شرط ہے۔ "خود عمل کرنا ضروری ہے، خود آگے بڑھنا ضروری ہے پھر اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔" ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔" فرمایا کہ "ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے۔ جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے وہ تیز نظر کہلاتا ہے۔" جو پہلے دن کے چاند کو دیکھتا ہے یا پہلے دو تین دن کے چاند کو دیکھ لے اسی کی تیز نظر ہوتی ہے۔ "لیکن چودھویں کے چاند کو دیکھ کر شور مچانے والا "کہہ دے کہ میں نے چاند دیکھ لیا تو وہ "دیوانہ کہلائے گا۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 25-26)

اللہ کرے کہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط تر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے عمل سے دنیا کو سچائی کا راستہ دکھانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر احسانات کئے ہیں ان کا حقیقی رنگ میں شکر ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 27/ مئی 2016ء تا 02/ جون 2016ء جلد 23 شمارہ 22 صفحہ 05 تا 09)

20

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 13 مئی 2016ء بمطابق 13 ہجرت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد محمود۔ مالمو (Malmö)۔ سویڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (التوبۃ:18)

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج:42)

الحمد للہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سویڈن کو اپنی دوسری مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کا نام مسجد محمود رکھا گیا ہے۔ سب مرد و زن نے اس مسجد کی تعمیر میں ماشاء اللہ بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ایک بڑا منصوبہ تھا جبکہ یہاں کی جماعت چھوٹی سی جماعت ہے اور اس لحاظ سے ان کے لئے یہ واقعی بہت بڑا منصوبہ تھا۔ کئی بیروزگار بھی ہیں یہاں، بوڑھے بھی ہیں، بچے بھی ہیں، خانہ دار عورتیں بھی ہیں۔ لیکن جہاں کمانے والوں نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کی ہیں اور اس مسجد کی تعمیر میں حتی المقدور مالی قربانیاں پیش کی ہیں وہاں عورتیں، بچے بھی پیچھے نہیں رہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مثال قائم کی ہے۔ کون ہے جس کی خواہشات نہیں ہیں؟ کون ہے جس کی ضروریات نہیں؟ اور اس زمانے میں جب بے شمار دنیاوی اور مادی چیزیں توجہ کھینچ رہی ہیں، احمدیوں کی مالی قربانی دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ صرف ایک مسجد کی تعمیر کا سوال نہیں ہے۔ مساجد کی تعمیر، نماز سینٹرز کی تعمیر و خرید، مشن ہاؤسز کی تعمیر اور خرید کے منصوبے مسلسل جاری ہیں اور اس کے علاوہ بیشمار اَور اخراجات ہیں اور دنیا میں ہر جگہ یہ کام ہو رہے ہیں۔ اور پھر دوسرے چندے بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اپنی ضروریات اور تعمیرات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ نسبتاً بہتر حالت میں رہنے والے احمدی غریب ملکوں کے رہنے والے احمدیوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی قربانیاں دے رہے ہیں یا غریب ملکوں کے

رہنے والے احمدیوں کی معاشی حالات کی وجہ سے قربانیوں کے باوجود جو کمی رہ جاتی ہے اسے بھی بہتر حالت میں رہنے والے احمدی پورا کر کے ان ملکوں کی جماعتی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ تو بہرحال جماعت احمدیہ میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مزاج ہے کہ مالی قربانیاں کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں اور جماعت کی خاطر، خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کی یہ وہ اسلامی روح ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق نے ہم میں پھونکی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کی مالی قربانیوں پر حیرت کا اظہار فرمایا تھا آج بھی جیسا کہ مَیں نے کہا یہ قربانیاں حیران کر دیتی ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضروریات پوری فرماتا رہے گا۔

اس مسجد کی تعمیر اور اوپر دو کمروں کی رہائشگاہ، دفاتر، لائبریری وغیرہ پر جو مجھے اندازہ خرچ دیا گیا ہے وہ تقریباً ساڑھے سینتیس ملین کرونر کا ہے۔ یا 3.2 ملین پاؤنڈ، سوا تین ملین پاؤنڈ خرچ ہوئے ہیں۔ ہال اور مربی ہاؤس اور کچن وغیرہ بھی بنا ہے۔ ہال کی finishing اب ہو رہی ہے۔ انتظامیہ کا خیال ہے کہ اب کچھ خرچ مزید ہو گا اور آٹھ دس ملین کرونر مزید خرچ ہوں گے۔

جیسا کہ جماعت احمدیہ کے اکثر منصوبوں میں یہ ہوتا ہے کہ کافی کام ہم وقار عمل کے ذریعہ سے بھی کر لیتے ہیں اور اس لحاظ سے اخراجات میں کچھ بچت بھی ہو جاتی ہے۔ رضاکار والنٹیئرز کام کر رہے ہیں۔ بعض نے مجھے بتایا کہ دن رات یہاں رہے یا تھوڑی دیر کے لئے گھر جاتے تھے اور پھر آ جاتے تھے تا کہ جلدی کام ختم ہو اور افتتاح ہو سکے۔ لیکن پھر بھی بعض جگہیں جیسا کہ مَیں نے کہا مکمل نہیں ہو سکیں۔ یہ ٹھیکیدار یا مزدور جب ایک دفعہ داخل ہو جائیں تو پھر اپنی مرضی سے نکلتے ہیں۔ یہاں کی انتظامیہ کو یہ مارجن (margin) رکھ کر پھر مجھے دعوت دینی چاہئے تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں اور ان لوگوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے اس مسجد اور اس کمپلیکس کی تعمیر میں کسی طرح بھی حصہ لیا ہے۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ علاقے کے لوگ بھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہے ہیں۔ دو دن پہلے اخبار اور ریڈیو کے نمائندے یہاں آئے ہوئے تھے۔ مجھے بھی انہوں نے یہی کہا کہ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے اور یہ اس علاقے کی خوبصورتی میں ایک بڑا اضافہ ہے۔

قربانی کی روح کا اظہار کس طرح بچوں، بڑوں نے کیا، اس کی چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ایک گیارہ سال کی بچی نے مسجد کے چندہ کے لئے چند سو کرونر پیش کئے اور بتایا کہ کافی عرصے سے اس نے جو جیب خرچ جمع کیا تھا وہ مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کرنے کے لئے آئی ہے۔

دس گیارہ سال کی ایک اَور بچی امیر صاحب کے پاس یا جو بھی چندے لینے والی انتظامیہ ہے ان کے پاس

آئی اور پانچ سو کرونر مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کئے اور بتایا کہ اس کے پاس دو طوطے تھے جنہیں فروخت کر کے اس نے یہ رقم مسجد کے لئے ادا کرنے کے لئے حاصل کی۔ یہاں ان ملکوں میں pet یا پالتو جانور رکھنے کا بڑا شوق ہے لیکن احمدی بچی نے یہاں کے بچوں کی طرح اپنے پالتو جانور کو ترجیح نہیں دی بلکہ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کو اپنے شوق پر ترجیح دی۔ حقیقتاً اصل شوق اور ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو احمدی بچے ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے یہ ادراک پیدا ہو جاتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والا جنت میں اپنا گھر بناتا ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ شہروں کی بہترین جگہیں مساجد ہیں۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ قبیلوں میں مساجد بناؤ۔ محلّوں میں، شہروں میں مساجد بناؤ۔ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر جگہ مساجد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مجھ سے کئی جرنلسٹ سوال کرتے ہیں جہاں کہیں مسجد بنا کر جاؤ، کہ یہاں کیوں بنائی گئی؟ کیا خصوصیت ہے؟ کس لئے بنائی گئی؟ یہاں بھی لوگوں نے سوال کیا۔ نہ مالمو (Malmö) کی خصوصیت ہے نہ کسی اور جگہ کی۔ ہمارا کام مساجد بنانا ہے تا کہ جہاں کچھ احمدی ہیں جمع ہوں اور اپنا عبادت کا حق ادا کر سکیں۔

ایک بچی اعتکاف بیٹھی تھی اس نے یہاں انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اپنا زیور مسجد کے لئے پیش کیا۔ بظاہر بہت قیمتی زیور نہ تھا مگر وہی زیور اُس کی کُل جمع پونجی تھی اور اس کے ماں باپ نے اسے تحفہ دیا تھا۔ اور اس بچی نے جماعت کے جس شخص کو زیور دیا اس کو تاکیداً کہا کہ میرے والدین کو نہیں بتانا کہ یہ زیور میں نے چندے میں دے دیا ہے۔

ایک اور واقفہ نو بچی بھی ایسی ہے جس نے تمام زیور اور جیب خرچ کی صورت میں جو رقم اس کو ملی ہوئی تھی اس نے ایک لفافے میں ڈال کر اور خط لکھ کر اپنے والد کے تکیہ کے نیچے رکھ دیا کہ یہی سب کچھ میرے پاس ہے اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جو مَیں اس مسجد کے لئے خدا کے حضور پیش کر سکوں۔

ایسی نوجوان بچیاں بھی ہیں جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور انہوں نے اپنے زیور کے شوق پورے نہیں کئے تھے، اپنا سارا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دیا۔ بہت سی خواتین نے جن کے خاوندوں نے پہلے ہی اچھے وعدے کئے ہوئے تھے اور ادائیگی مکمل کر دی تھی، ان خواتین نے اپنے زیور اور جو جمع پونجی تھی وہ مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کر دی۔ یہ بتایا گیا ہے کہ دو خواتین یہاں ایسی تھیں جنہیں مالی قربانی کی استطاعت نہیں تھی یا ان کے پاس کچھ نہیں تھا مگر پاکستان میں والد کی طرف سے انہیں موروثی مکان ملا تھا۔ انہوں نے وہ مکان فروخت کر کے اس کی کُل رقم جو وہاں لاکھوں میں تھی مسجد کی تعمیر میں ادا کر دی۔

ایک خادم نے مسجد میں ادائیگی کے لئے ایک بڑی رقم کا وعدہ کیا تھا جس میں ایک حصہ ان کی اہلیہ کی طرف سے تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس جوڑے کی علیحدگی ہو گئی۔ اور وعدہ جات کے سلسلہ میں جب ان سے رابطہ کیا

گیا تو اس خادم کے والد نے کہا کہ اس خاتون سے علیحدگی ہو گئی ہے اس لئے وہ اپنا حصہ خود ادا کرے گی۔ لیکن اِس نوجوان نے کہا نہیں، کیونکہ میں نے اس کی طرف سے وعدہ کیا تھا اس لئے علیحدگی کے باوجود مَیں ہی یہ وعدہ پورا کروں گا اور مکمل ادائیگی کر دی۔ کہیں تو ایسے لوگ ہمیں نظر آتے ہیں جو عورت کے جائز حق بھی نہیں دیتے اور قضا کے فیصلے نہ ماننے کی وجہ سے بعض دفعہ ان کو تعزیر ہو جاتی ہے حالانکہ وہ ان کا فرض ہوتا ہے اور عورت کا حق ہوتا ہے۔ اور کہیں ایسے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ علیحدگی کے باوجود وعدے پورے کر رہے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ ہیں جو مومن کہلانے کے مستحق ہیں۔

مالمو جماعت کے ایک خادم جو وقتی نوکری کرتے تھے، عارضی نوکری تھی، پارٹ ٹائم نوکری تھی۔ جب انہیں مسجد کا وعدہ بڑھانے کی تحریک کی گئی تو انہوں نے اپنا وعدہ دس ہزار کرونر سے بڑھا کر ایک لاکھ کرونر کر دیا اور اگلے ہفتے ہی پچاس ہزار کرونر ادائیگی کے لئے رقم لے کر مسجد میں آ گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنی رقم کہاں سے جمع کر لی؟ حالات تو ابھی فوراً ایسے نہیں ہیں اور وعدہ بھی کچھ عرصے کے لئے تھا۔ دو سال میں تقسیم تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے اپنی گاڑی بیچ دی ہے۔ کار بیچ کر اور جو بھی گھر میں اس کے علاوہ پیسے جمع تھے وہ ادائیگی کے لئے لے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے نتیجہ میں انہیں مستقل نوکری بھی عطا فرما دی اور پہلے سے بڑھ کر اچھی اور نئی گاڑی خریدنے کی بھی انہیں توفیق عطا فرمائی۔

یہ وہ قربانی کی روح ہے جو ہمیں بہت سے احمدیوں میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ یہاں مخصوص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ملکوں میں، مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے بہت سے ایسے احمدی ہیں اور یہاں اَور بھی ہوں گے۔ یہ چند مثالیں مَیں نے دی ہیں۔

اس مسجد کی جگہ اور تعمیر اور گنجائش کے بارے میں بھی مختصر بتا دوں کہ مسجد کی تعمیر کا منصوبہ 1999ء میں شروع ہوا تھا جب کونسل کو درخواست پیش کی گئی تھی۔ اس کے لئے مکرم احسان اللہ صاحب نے پانچ ہزار مربع میٹر کا قطعہ زمین خرید کر جماعت کو پیش کیا تھا۔ یہ قطعہ ایک ٹیلے پر ہے اور ایک نمایاں جگہ پر واقع ہے۔ مین ہائی وے (Main Highway) یہاں قریب سے گزرتی ہے اور ناروے اور سویڈن کو پورے یورپ سے بھی ملاتی ہے اور اسی طرح سویڈن اور ناروے کے تمام بڑے شہروں کو بھی ملاتی ہے۔ بڑی مصروف ہائی وے ہے جہاں دُور سے ہی مسجد کی خوبصورت اور بلند عمارت ہر آنے جانے والے کو نظر آتی ہے اور توحید کا پیغام دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی اپنا حق تعمیر کے بعد بھی ادا کرے اور تبلیغ کے ذریعہ بھی یہ مسجد توحید پھیلانے کا ذریعہ ہمیشہ بنی رہے اور اس کی حقیقی خوبصورتی جو دینی تعلیم کی خوبصورتی ہے اور جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے وہ روشن ہو کر چمکے۔

اس کمپلیکس کا کُل تعمیر شدہ رقبہ 2353 مربع میٹر ہے۔ پانچ عمارات پر مشتمل ہے۔ بڑی عمارات ہیں۔ مسجد محمود main ہے۔ اس کا رقبہ 1494 مربع میٹر ہے یعنی تقریباً پندرہ سو مربع میٹر ہے۔ سپورٹس ہال ساڑھے سات سو مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ اور عمارتیں ہیں۔ مسجد کے دو ہال ہیں۔ ایک اوپر، ایک نیچے۔ مردوں کے لئے اور عورتوں کے لئے۔ یہاں بعض سوال کرنے والے سوال کر دیتے ہیں کہ آپ عورتوں کو تو علیحدہ کر دیتے ہیں، main مسجد میں رہنے نہیں دیتے۔ یہاں ان لوگوں کا یہ اعتراض بھی دُور ہو جاتا ہے جو اسلام پر اعتراض کرنے کے راستے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی یہاں کافی جواب ہے کہ ایک ہی مسجد کے بلاک میں دونوں ہال ہیں اور ایک طرح کے ہال ہیں۔ ان ہالوں میں ہر ایک میں پانچ پانچ سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح جو سپورٹس ہال ہے اس میں سات سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے سترہ سو (1700) لوگ اکٹھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ آج تو باہر سے بہت سارے لوگ آئے ہوئے ہیں اس لئے مسجد بھری نظر آ رہی ہے لیکن عام حالات میں گنجائش کے لحاظ سے یہ بہت وسیع مسجد ہے۔ پورے ملک کی جماعت بھی اگر جمع ہو جائے تب بھی نصف جگہ نماز پڑھنے والوں کے لئے خالی رہے گی۔ ہالوں میں اوپر بھی خالی رہے گی، نیچے بھی خالی رہے گی۔ **پس یہ یہاں کے احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنی تعداد بڑھائیں۔ آج تو افتتاح ہے۔** مَیں بھی آیا ہوں۔ لوگ بہت سارے باہر سے آئے ہیں اس لئے نظر آ رہا ہے کہ مسجد بھری ہوئی ہے اوپر بھی، نیچے بھی، باہر بھی لوگ بیٹھے ہیں۔ لیکن عمومی حالات میں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ یہ مسجد اتنی بڑی ہے کہ سارے ملک کی جماعت جمع ہو جائے تب بھی آدھی مسجد خالی رہے گی۔ یہاں کے لوگوں کو اپنی تعداد بڑھانی چاہئے۔ یہاں کے لوگوں میں اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دُور کریں اور انہیں دُور کر کے توحید کی طرف لائیں۔ ان لوگوں سے ہمدردی کا یہ تقاضا ہے اور ان کا یہ حق ہے کہ جو احسان یہاں کی حکومتوں نے اور عوام نے اس ملک کے رہنے والوں نے ہمیں جگہ دے کر کیا ہے یا آپ کو جگہ دے کر آپ پر کیا ہے اس کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب لائیں۔ مسجد کی تعمیر کا حق بھی تبھی ادا ہو گا جب اس کو عبادت کرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ آباد کریں گے۔ خود بھی یہاں آ کر اپنی نمازوں سے اس کو آباد کریں گے اور تبلیغ کر کے علاقے کے لوگوں کو بھی اسلام کی تعلیم سے متعارف کروائیں گے اور یہی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک جگہ توجہ دلائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "اِس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر

خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔"یعنی دوسرے مسلمان بھی آجائیں گے اور یہاں کے مقامی لوگوں سے بھی تعداد بڑھے گی۔ فرمایا "لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔"

اس شرط پر ہمیشہ ہر ایک کو غور کرنا چاہئے۔ نیت میں پورا اخلاص ہو اور کسی قسم کا شر اور فتنہ دلوں میں نہ ہو اور خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانیاں کی جائیں اور مسجد بنائی جائے اور مسجد کو آباد کیا جائے تو پھر بے انتہا برکت پڑتی ہے۔

فرمایا کہ "جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔" فرمایا کہ "جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔" یہ بڑی اہم بات ہے جو ہر جگہ کے رہنے والوں کو یاد رکھنی چاہئے، چاہے وہ ناروے کے ہیں، ڈنمارک کے ہیں یا دنیا کے دوسرے ملکوں کے ہیں کہ مسجد کی آبادی کا مقصد بھی جماعت کی اِکائی ہے۔ پس ہمیں اس اِکائی کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ "پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے۔" اتفاق میں، اتحاد میں، محبت میں، پیار میں بڑھیں "اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔" چھوٹی چھوٹی باتوں پہ لڑائیاں، جھگڑے، بدظنیاں یہ ختم کریں۔ فرمایا کہ "ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119-120)

ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو اس لئے کہ اسلام کی تعلیم کو جو مسلمان نہ صرف بھول چکے ہیں بلکہ اس میں مختلف قسم کی بدعات پھیلا کر، فرقہ بازیوں میں لگ کر، اسلامی قدریں تو ایک طرف رہیں اخلاقی قدریں بھی بھلا بیٹھے ہیں۔ اس سے بچ کر ہمیں ذاتیات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **ہمیں دوسروں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ایک اکائی ہمیں بننا چاہئے** اور آپس میں اتفاق اور اتحاد پیدا کریں۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلیں۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں اور مساجد کے حوالے سے جو ہمیں نصیحت فرمائی ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں۔" جب صف بنا کر

کھڑے ہوں تو برابر پاؤں رکھیں۔ ایڑھیاں ایک لائن میں ہوں۔ ایک سیدھ میں ہوں۔ "اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے ملے ہوئے ہوں۔" فرمایا کہ "اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں۔" ایسے سیدھے ہوں کہ لگے کہ ایک ہی انسان ہیں۔ "اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔" کسی میں زیادہ روحانیت ہے کسی میں کم ہے تو آپ نے فرمایا کہ جو روحانیت کا نور ہے ایک دوسرے میں سرایت کرے۔ "وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔" یہ خواہش تھی آپ کی۔ خودی اور خود غرضی بالکل ختم ہو جائے اور ایک ہو جاؤ۔ فرمایا کہ "یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتے کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عید گاہ میں جمع ہوں اور کُل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔"

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 282,281)

نماز سے لے کے حج تک جتنے بھی احکام ہیں، عبادت ہے، ان کا مقصد کیا ہے؟ تا کہ مسلمان ایک قوم بن جائیں۔ اب بدقسمتی سے سب سے زیادہ تفرقہ اور پھوٹ اور فساد اس وقت مسلمانوں میں ہے۔ پس ہم احمدی ہیں جنہوں نے یہ نمونے قائم کرنے ہیں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتانا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: "مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔" آپ نے مسلمانوں کی جو مساجد تھیں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرمایا کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرادی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا۔ یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 170)

پس یقیناً قربانی کا جذبہ جو مردوں عورتوں اور بچوں میں ہے اس مسجد کی تعمیر کے لئے نظر آتا ہے۔

خاص طور پر بچوں کی بے لوث اور معصومانہ قربانیاں جو ہر بناوٹ سے پاک ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور تعلیم نے ہمیں عمومی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اِدراک دیا ہے اور ہماری مسجد بنانے کی سوچ دنیاداری کی غرض سے نہیں ہے۔ خالصۃً عبادت کرنے والوں کے لئے مسجد بنائی گئی ہے۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی حصول کے لئے ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کئے ہوئے

ہر کام کے بعد یہ فکر کرنی چاہئے کہ کسی ایک مقصد کو حاصل کرنے کے بعد ہم اپنی زندگی کے بنیادی مقصد سے لاپرواہ نہ ہو جائیں۔ یہی نہ سمجھ لیں کہ ہم نے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کر لی تو ہمارے فرائض ادا ہو گئے اور سب کام ختم ہو گئے۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد ہمارا اصل کام اب شروع ہوا ہے۔ یہاں رہنے والوں کو اور ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) یعنی ہم نے جن اور انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا ہے ہم نے اس عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کا حق سب سے زیادہ مسجدوں کی آبادی بڑھانے سے ہی ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں پہلے مَیں بیان کر آیا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار کا اظہار دیکھیں، ان کو انعامات سے نوازنے کا اظہار دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ نماز باجماعت مسجد میں آکر پڑھنے والے کو ستائیس گنا ثواب ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ حدیث 645)

پھر ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ آدمی کی باجماعت نماز اس کی اس نماز سے پچیس گنا (بعض جگہ پر ستائیس گنا بھی ہے) بہتر ہے جو وہ اپنے گھر میں یا بازار میں پڑھے۔ اور یہ اس لئے کہ جب وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف نکلے اس حال میں کہ اسے صرف نماز ہی نکال رہی ہے تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اس کے ایک قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا اور دوسرے پر ایک گناہ دور کر دیا جائے گا۔ اور جب وہ نماز پڑھے گا تو جب تک وہ اپنی جائے نماز میں رہے گا ملائکہ "فرشتے" اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے۔ کیا دعا کریں گے؟ وہ کہیں گے کہ اے اللہ اس پر خاص رحمت فرما۔ اس پر رحم فرما۔ اور فرمایا تم میں سے ایک آدمی نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کرے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ حدیث 647)

یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ انتظار کا ثواب نہیں دیتا۔ انتظار کا بھی ثواب ہے جب مسجد میں آکر نماز کے لئے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ پھر ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسجد کو صبح شام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح حدیث 662)

پس مسجدوں میں آنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہو کر رہتے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کی شکر گزاری آپس میں پہلے سے بڑھ کر پیار اور محبت کے اظہار سے بھی ہم نے کرنی ہے۔ آپ سب نے کرنی ہے جو یہاں رہنے والے ہیں اور جو دنیا میں کہیں بھی رہنے والے احمدی ہیں۔ جب مسجدوں میں جائیں تو مسجدوں کے یہ حق بھی ادا کریں۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد آپ نے پہلے سے بڑھ کر اسلام کی تعلیم کے اپنے نمونے لوگوں کو دکھانے ہیں اور اس سے ان کو آگاہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد مسلمان بنانے کا ذریعہ بنے گی۔ اگر

ہمارے عمل اسلام کی تعلیم کے مطابق نہیں، اگر ہم اسلام کا پیغام نہیں پہنچا رہے تو لوگ مسجد کو دیکھ کر بیشک اس طرف متوجہ ہوں گے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہائی وے پر واقع ہے اور چمکدار گنبد دور سے لوگوں کی توجہ کھینچتا ہے لیکن یہ توجہ صرف ظاہری حسن کی طرف ہو گی۔ اصل حسن تو مسجد کا اس وقت نظر آئے گا جب اس میں عبادت کرنے والے اس مسجد میں عبادت کرنے کی وجہ سے روحانی حسن دکھائیں گے۔ پس جو وقتی جوش سے قربانیاں کی ہیں یقیناً وہ بھی قابل قدر ہیں۔ بعض میں وقتی جوش تھا، بعضوں کی کئی سال پہ پھیلی ہوئی قربانیاں ہیں خاص طور پر بچوں اور نوجوانوں کی طرف سے۔ لیکن مسلسل قربانیوں کا دَور تو اب شروع ہوا ہے کہ اس مسجد کے ظاہری حسن کو روحانی حسن میں بدل دیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو ہم نے کرنا ہے، یہاں کے رہنے والوں نے کرنا ہے کہ مسجد کا جو ظاہری حسن ہے اس کو اندرونی اور روحانی حسن میں بدلنا ہے اور روحانی حسن ایک تسلسل چاہتا ہے، مسلسل کوشش چاہتا ہے۔ پس ہر احمدی روحانی حسن کے اس تسلسل کو قائم رکھنے کا عہد کرے۔

یہ آیات جو میں نے شروع میں تلاوت کی ہیں اس میں پہلی آیت جو سورۃ توبہ کی ہے اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

پس مسجد بنانے کا مقصد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ ہر چیز کا دینے والا خدا تعالیٰ کو سمجھے۔ پھر آخرت پر ایمان ہے اس کی تفصیلات ہیں۔ بہت ساری چیزیں آخرت کے بارے میں آتی ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ لیکن اگر انسان صرف اس بات پر ہی غور کر لے تو پھر دنیاوی معمولی باتوں کے حصول پر اپنی سب طاقتیں خرچ کرنے کی بجائے، اپنا زور لگانے کی بجائے آخرت کے انعامات کا وارث اپنے آپ کو بنانے کے لئے کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا۔ (یوسف :110) اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا یقیناً زیادہ بہتر ہے۔ اب ایک گھر تو مسجد کی تعمیر کر کے ایک مومن بناتا ہے لیکن اس گھر کی آبادی، مسجد کی آبادی تقویٰ سے منسلک ہے۔ پس مسجد کی تعمیر کا حق بھی تقویٰ پر چلنے سے ادا ہو گا اور تقویٰ کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، "لوگوں کے حق تلف کرنا، حق مارنا" ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے

مقابلہ میں اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ "گندے اور فضول اخلاق جو ہیں، بداخلاقیاں جو ہیں ان کو چھوڑے اور عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کو نہ صرف اختیار کرے بلکہ اس میں ترقی کرے۔ فرمایا "لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔" یہ ہیں اخلاق۔ یہ ہے تقویٰ کہ لوگوں سے بھی محبت اور پیار سے پیش آؤ۔ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ ان سے ہمدردی کرو قطع نظر اس کے کہ وہ کون ہے۔ ہر ایک سے چاہے وہ مسلمان ہے، غیر مسلم ہے، اپنا ہے، غیر ہے۔ "خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔" ایسے کام وہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی نگاہ اس پر پڑے۔ فرمایا "ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں" جن میں یہ سب باتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ "وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے۔" یہ سارے تمام اخلاق جو اچھے اخلاق ہیں وہ جب جمع ہو جائیں تو پھر متقی ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک نیکی کر لی۔ چندہ دے دیا، نیکی ہو گئی۔ نماز پڑھ لی، نیکی ہو گئی۔ نہیں۔ چندے بھی، نمازیں بھی، لوگوں کی خدمت بھی، لوگوں سے ہمدردی بھی، اچھے اخلاق بھی، اچھی بات بھی، یہ ہے متقی کی نشانی۔ فرمایا "جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں" متقی نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 400)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ہماری ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں۔ **اس مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے ایک بڑا انقلاب ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا۔**

پھر قیام نماز کی طرف توجہ دلائی ہے اور قیام نماز پانچ وقت نماز باجماعت ہے۔ پس اس مسجد کی خوبصورتی بھی نمازیوں کی تعداد پر ہے۔ ایسے نمازیوں کی تعداد پر جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں یا کرنے والے ہیں۔ پھر زکوٰۃ کی طرف توجہ دلا کر غریبوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دلا دی۔ ایک حقیقی مومن جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ نمازوں کے قیام اور عبادتوں کی طرف توجہ دینے کے ساتھ لازماً اپنے مال کو پاک کرنے کی بھی فکر کرے گا اور مال پاک کرنے کا بہترین ذریعہ اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے خرچ کرنا ہے اور مالی قربانی کا جو صحیح ادراک ہے وہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ احمدی کے علاوہ اَور کسی کو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ جہاں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، اپنے مال خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور زکوٰۃ کو مخصوص کر کے بھی توجہ دلائی ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور یہ اسلام کا بنیادی حکم ہے اور اس کو چھوڑ کر چندوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ خیال غلط ہے۔ زکوٰۃ جس پر فرض ہے اس کو توجہ دلائی جاتی ہے اور بار بار دلائی جاتی ہے۔ مَیں کئی

خطبات میں گزشتہ کئی سالوں سے اس پر بڑی تفصیل سے بعض موقعوں پر روشنی ڈال چکا ہوں اور پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم توجہ نہ دلائیں جبکہ زکوٰۃ کا تو خلافت کے نظام کے ساتھ بھی ایک لحاظ سے بڑا گہرا تعلق ہے کہ آیت استخلاف جس میں خلافت کے نظام کی ہدایت اور پیشگوئی فرمائی گئی ہے، اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیام نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اگر دوسرے چندوں اور تحریکات کے بارے میں کہا جاتا ہے تو جیسا کہ میں نے کہا کہ زکوٰۃ ہر ایک پر فرض نہیں ہے۔ اس کا ایک نصاب ہے۔ اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اور نہ ہی اس سے تمام اخراجات پورے ہو سکتے ہیں اور جتنے وسیع کام اب جماعت کے دنیا میں ہو رہے ہیں ان کے لئے دوسرے چندوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔ اور وصیت اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے اوپر فرض کر کے ماہوار جماعتی چندہ دینے کا نظام جو ہے یہ نظام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ہے۔

بہرحال اس وقت مَیں اس کی تفصیلات میں نہیں جا رہا۔ میں نے اس کا ضمناً ذکر کر دیا۔ جو میں بتانا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ **مساجد کی تعمیر کے ساتھ ہماری ذمہ داریاں بڑھتی ہیں** اور ان کو ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ کر بھی یہ توجہ ہو گی، آخرت پر نظر رکھتے ہوئے بھی یہ توجہ ہو گی، اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بھی جب کوشش کریں گے تو پھر ہی حق ادا ہو گا۔ نمازوں کے قیام کے ذریعہ بھی اور مخلوق کی خدمت کے ذریعہ بھی اس کا حق ادا ہو گا۔ دین کو تمکنت اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی ملنی تھی اور ملی ہے کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی حیثیت سے دنیا میں آئے اور آپ خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہی اس لئے کہ اسلام کی تعلیم کے حقیقی نمونے قائم ہوں۔ اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کریں اور دنیا کو بتائیں کہ اسلام کی خوبصورتی کیا ہے۔ پس آپ کے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ دنیا اسلام کی خوبصورتی دیکھ سکے۔

اور دوسری آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے وہ سورۃ حج کی آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ جب تمکنت عطا فرماتا ہے تو وہ جن خصوصیات کے حامل بنتے ہیں ان میں نماز کا قیام بھی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ نیک باتوں کو پھیلانا بھی ہے اور بری باتوں سے روکنا بھی ہے۔ اس زمانے میں جس کے ذریعہ دنیا میں تمکنت ملنی تھی جیسا کہ مَیں نے کہا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ملنی تھی۔ خلافت کا نظام آپ کے ذریعہ سے ہی اس زمانے میں جاری ہونا تھا اور ہوا ہے اور آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس میں خلافت کا وہ نظام جاری ہے جو صحیح اسلامی تعلیم کا پرچار کر رہا ہے، اسے پھیلا رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ جو عبادتوں کے قیام کے لئے مسجدیں بنا رہا ہے نہ کہ فتنہ و فساد کی جگہیں۔ اور یہ چیزیں تمکنت کا باعث ہیں یعنی اسلام کی تعلیم کو پھیلا کر جو عزت اور وقار اور طاقت پیدا کر رہی ہیں یا

ان سے اسلام کو عزت و وقار اور طاقت مل رہی ہے۔

پس ہر احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس طرف سوچے، اس مقصد کو سمجھے اور اس کے لئے اپنے عَہدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی سوچوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔ اس آیت کی روشنی میں اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے سچے بندے اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے۔ پھر اگر انسان سچا ہے، صحیح مومن ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے۔ وہ اپنی تمام طاقتیں اور صلاحیتیں انسانیت کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہ سچے بندوں، مومنوں کی نشانی ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے اور ایمان میں بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ تقویٰ سے زندگی بسر کرنے والے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم ان باتوں کو سمجھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ آپس کی محبت میں بھی بڑھنے والے ہوں۔ مسجد کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور تبلیغ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ صرف مالی قربانی کا وقتی جوش ہی ہم میں نہ ہو صرف بلکہ روحانی ترقی کے مستقل جوش کو اپنی حالتوں میں طاری کرنے والے اور جاری کرنے والے ہوں تا کہ اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ساتھ جو ہم نے عہد بیعت کیا ہے اسے پورا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 03/ جون 2016ء تا 09/ جون 2016ء جلد 23 شمارہ 23 صفحہ 05 تا 08)

21

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 20 مئی 2016ء بمطابق 20 ہجرت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد ناصر۔ گوٹن برگ۔ سویڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (النور:22)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے علاوہ بھی بنی آدم اور **مومنوں کو شیطان سے بچنے اور اس کے قدم پر نہ چلنے کی ہدایت پر تنبیہ فرمائی ہے**۔ یہ حکم اس لئے ہے کہ شیطان خدا تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مخالف چلتا ہے۔ ان سے بغاوت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے جو خدا تعالیٰ کا نافرمان اور اس کے حکموں کے خلاف چلنے والا ہو وہ اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی وہی کچھ سکھائے گا جو خود کرتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ شیطان خود تو جہنم کا ایندھن ہے ہی، اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو واضح طور پر فرمایا ہے کہ تیرے پیچھے چلنے والوں کو جہنم سے بھروں گا، ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ یہ سب کچھ کھول کر بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انسانوں کو اس کے بعد بھی سمجھ نہیں آتی کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ پس اس دشمن سے بچو۔

ایک تو وہ لوگ ہیں جن کو نہ دین کی کچھ پرواہ ہے، نہ ان کو یہ پتا ہے کہ جہنم کیا ہے اور جنت کیا ہے؟ نہ ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے۔ وہ نہ تو دین کی باتوں کو سمجھتے ہیں، نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ یا اگر کچھ لوگ ان ملکوں میں

اسلام کے بارے میں پڑھتے بھی ہیں تو صرف علم کی حد تک یا یہ بتانے کے لئے کہ ہمیں دین اور اسلام کے بارے میں پتا ہے جبکہ ان کا علم صرف سطحی اور کتابی ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اعتراض اور تنقید کی نظر سے قرآن کو پڑھتے ہیں اور اسلام کے بارے میں معلومات لیتے ہیں لیکن اس کی تعلیم اور خوبیوں سے کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ نہ ہی شیطان کے پنجے سے نکلتے ہیں۔ نہ ہی انہیں خدا تعالیٰ کی تلاش ہے۔ اور نہ ہی وہ اس تلاش کا شوق رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ تو شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں ہی لیکن ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مومن کہہ کر پھر شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں یا لاشعوری طور پر بعض عمل کر کے یا اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آنے کی پوری کوشش نہ کر کے شیطان کے قدموں پر چلنے والے بن جاتے ہیں یا بن سکتے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومنوں کو ہوشیار کر رہا ہے، انہیں فرما رہا ہے کہ شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ مومنوں کو یہ تنبیہ ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، ہم نے اسلام قبول کر لیا اس لئے اب ہم بے فکر ہو گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شیطان کے حملوں سے اور شیطان کی پیروی کرنے سے ہم بے فکرے ہو گئے ہیں۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب بھی شیطان کا خطرہ اسی طرح ہے۔ ایک مومن بھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو سکتا ہے جس طرح ایک غیر مومن ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر مومن کا فرض ہے کہ شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

شیطان نے تو روزِ اوّل سے ابن آدم کو نیکی کے راستوں سے ہٹانے کی اجازت اللہ تعالیٰ سے اس دعوے کے ساتھ مانگی تھی کہ مجھے انسانوں کو ورغلانے اور پیچھے چلانے کی چھوٹ مل جائے تو میں ہر راستے پر بیٹھ کر ان کو ورغلاؤں گا اور مختلف حیلوں بہانوں سے انہیں اپنے پیچھے چلاؤں گا اور شیطان نے دعویٰ کیا تھا کہ اکثریت انسانوں کی میرے پیچھے چلے گی۔ پس یہ سب کچھ آجکل ہم دنیا میں ہوتا دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے بھی شیطان کے پیچھے چل رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے وارننگ دی تھی، تنبیہ کی تھی۔ مثلاً قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء:94) جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی۔ اب آجکل جو کچھ مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے یہ کیا ہے؟ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر کے شیطان کے پیچھے ہی چل رہے ہیں۔ پھر مجموعی طور پر بھی بلاجواز کسی کا قتل جو شدت پسند مختلف حملوں میں کرتے ہیں، کسی کو بھی قتل کر رہے ہوں، یہ سب شیطانی فعل ہیں اور جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں جبکہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر جنت میں جانے کے نام پر یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ شیطان تو یہ کہتا ہے یہ کام کرو تم جنت میں جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کام کرو گے تو جنت میں نہیں جاؤ گے، جہنم میں جاؤ گے کیونکہ تم شیطان کے پیچھے چل رہے ہو۔

پس اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ اپنے اوپر ہر وقت نظر رکھو اور دیکھتے رہو کہ تم کہیں شیطان کے قدموں پر تو نہیں چل رہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا انکار کر کے شیطان کے قدموں پر چل رہے ہو یا بڑے بڑے گناہ کر کے شیطان کے قدموں پر چل رہے ہو۔ ضروری نہیں کہ صرف شدت پسند اور قاتل ہی شیطان کے قدموں پر چلنے والے ہیں جس کی مثال میں نے دی ہے بلکہ انسان جب اللہ تعالیٰ کے بظاہر کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم سے بھی دور جاتا ہے تو شیطان کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے پس بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ حقیقی مومن بننے کے لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ شیطان جب حملے کرتا ہے اور جب انسانوں کو ورغلاتا ہے تو اس کا طریق ایسا نہیں ہے کہ انسان آسانی سے سمجھ جائے۔ یا شیطان جب انسانوں کو ورغلاتا ہے، برائیوں کی ترغیب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے تو کھل کر یہ نہیں کہتا کہ یہ کرو، نافرمانی کرو، اللہ تعالیٰ سے دور جاؤ، یہ یہ برائیاں کرو۔ بلکہ نیکی کی آڑ میں برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ شیطان نے آدم کو بھی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دور ہٹایا تھا تو نیکی کے حوالے سے ہی ہٹایا تھا۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ اس بات پر بھی روشنی ڈال رہی ہے کہ برائیاں کس طرح پھیلتی ہیں اور کس طرح برائی ایک سے دوسری جگہ پھیلتے پھیلتے ایک وسیع علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ شیطان کے قدموں پر جب انسان چلتا ہے، ایک قدم کے بعد دوسرے قدم پر جب انسان اپنے قدم جماتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ برائیوں کو پھیلا رہا ہے۔ ابتدا میں ایک برائی بظاہر بہت چھوٹی سی لگتی ہے یا انسان سمجھتا ہے کہ اس برائی نے اسے یا معاشرے کو کیا نقصان پہنچانا ہے۔ لیکن جب یہ وسیع علاقے میں پھیل جاتی ہے یا بڑی تعداد میں لوگ اسے کرنے لگ جاتے ہیں یا اس برائی سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں یا معاشرے کے ڈر سے اس کو برائی کہنے سے ڈرتے ہیں یا احساس کمتری میں آ کر کہ شاید اس کے خلاف اظہار ہمیں معاشرے کی نظر میں گرا نہ دے، وہ خاموش ہو جاتے ہیں یا عمل نہیں کرتے۔ اس معاشرے کی بہت ساری باتیں ہیں جو معاشرے میں آزادی کے نام پر ہوتی ہیں اور حکومتیں بھی اس کو تسلیم کر لیتی ہیں لیکن وہ برائیاں ہیں۔

مثلاً اس معاشرے میں ان لوگوں کی نظر میں بظاہر یہ ایک چھوٹی سی برائی ہے کہ پردہ سے عورت کے حقوق غصب ہوتے ہیں۔ اس معاشرے میں اس پردہ کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے اور ان کی نظر میں یہ کوئی برائی نہیں۔ اس لئے اس بارے میں یہ کہتے ہیں کہ شریعت کے حکم کی ضرورت نہیں تھی۔ بعض لڑکیاں احساس کمتری کا شکار ہو کر کہ لوگ کیا کہیں گے یا ان کے دوست اسے پسند نہیں کرتے یا سکول یا کالج میں سٹوڈنٹ یا ٹیچر بعض دفعہ پردہ کا مذاق اڑا دیتے ہیں تو پردہ کرنے میں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ شیطان کہتا ہے یہ تو معمولی سی چیز ہے۔ تم کون سا اس حکم کو چھوڑ کر اپنے تقدس کو ختم کر رہی ہو۔ معاشرے کی باتوں سے بچنے کے لئے اپنے دوپٹے، سکارف، نقاب اتار

دو۔ کچھ نہیں ہو گا۔ باقی کام تو تم اسلام کی تعلیم کے مطابق کر ہی رہی ہو۔ لیکن اس وقت پردہ اتارنے والی لڑکی اور عورت کو یہ خیال نہیں رہتا کہ یہ تو ایسا حکم ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ عورت کی حیا اس کا حیادار لباس ہے۔ عورت کا تقدس اس کے مردوں سے بلا وجہ کے میل ملاقات سے بچنے میں ہے۔ اس معاشرہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی، احمدی لڑکیاں بھی ہیں جو اُن کے پردہ پر مردوں کی طرف سے اعتراض پر انہیں منہ توڑ کر جواب دیتی ہیں کہ ہمارا فعل ہے۔ ہم جو پسند کرتی ہیں ہم کر رہی ہیں۔ تم ہمیں پردے اتارنے پر مجبور کر کے ہماری آزادی کیوں چھین رہے ہو؟ ہمیں بھی حق ہے کہ اپنے لباس کو اپنے مطابق پہنیں اور اختیار کریں۔ لیکن بعض ایسی بھی ہیں جو باوجود احمدی ہونے کے یہ کہتی ہیں کہ اس معاشرے میں پردہ کرنا اور سکارف لینا بہت مشکل ہے، ہمیں شرم آتی ہے۔ ماں باپ کو بھی بچپن سے لڑکیوں میں یہ باتیں پیدا کرنی چاہئیں کہ شرم تمہیں اسلامی تعلیم پر عمل نہ کر کے آنی چاہئے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان کر۔

اس طرح لڑکوں میں بھی آزاد معاشرے کی وجہ سے بعض برائیاں ہیں جو خاموشی سے داخل ہوتی ہیں اور پھر جب ایک برائی میں ایسے لڑکے ملوّث ہو جاتے ہیں تو دوسری برائیاں بھی ان میں آنی شروع ہو جاتی ہیں، اس میں بھی ملوّث ہو جاتے ہیں۔

پس شیطان سے بچنے کے لئے تو گھروں میں ہی ایسے مورچے بنانے کی ضرورت ہے کہ اس کے ہر حملے سے نہ صرف بچا جائے بلکہ اس کے حملے کا اسے جواب بھی دیا جائے۔ شیطان کے پیار کو پیار سمجھ کر اسے زندگی میں داخل نہ کریں بلکہ ہر وقت استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ شیطان سے بچنے کی سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس اس بگڑے ہوئے زمانے میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ استغفار ہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان آ سکتا ہے۔

کوئی انسان بھی جانتے بوجھتے ہوئے کسی برائی کی طرف نہیں جاتا۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ ایک بات کا پتا ہو کہ اس سے نقصان ہونا ہے تو پھر بھی انسان اس چیز کو کرنے کی کوشش کرے۔ ایک حقیقی مومن کو تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی کھول کر برائی اور اچھائی کے متعلق بتا دیا ہے۔ پس برائیوں اور اچھائیوں کی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق تلاش کر کے ان سے بچنے اور کرنے کی کوشش انسان کو کرنی چاہئے۔ شیطان کو علم ہے کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہے، اس کے حصار میں ہے، اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے شیطان انسان کو اس پناہ سے نکال کر، اس قلعے سے نکال کر جس میں انسان محفوظ ہے پھر اپنے پیچھے چلاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکالنے کے لئے پہلے شیطان نیکیوں کا لالچ دے کر ہی انسان کو نکالتا ہے یا نیکیوں کا لالچ دے کر ہی ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکالا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ نیکی کے نام پر، انسانی ہمدردی کے نام پر، دوسرے کی مدد

کے نام پر، مرد اور عورت کی آپس میں واقفیت پیدا ہوتی ہے جو بعض دفعہ پھر برے نتائج کی حامل بن جاتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عورتوں کے گھروں میں جانے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی کراھیة الدخول علی المغیبات حدیث 1172)

اسی حکم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصولی حکم ارشاد فرما دیا کہ نامحرم کبھی آپس میں آزادانہ جمع نہ ہوں کیونکہ اس سے شیطان کو اپنا کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔

پس اس معاشرے میں احمدیوں کو خاص طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے جہاں آزادی کے نام پر لڑکی لڑکے کا آزادانہ ملنا اور علیحدگی میں ملنا کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔

پھر صرف نادان لڑکے لڑکیوں کی وجہ سے برائیاں نہیں پیدا ہو رہی ہوتیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ شادی شدہ لوگوں میں بھی آزادی اور دوستی کے نام پر گھروں میں آنا جانا، بلا روک ٹوک آنا جانا مسائل پیدا کرتا ہے اور گھر اجڑتے ہیں۔ اس لئے ہمیں جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق دی ہے، اسلام کے ہر حکم کی حکمت ہمیں سمجھائی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر بغیر کسی قسم کے سوال اور تردّد کے عمل کرنا چاہئے۔

برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض برائیاں بھی ہیں۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لئے اٹھنا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اور اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جن کو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کے لئے اٹھنا ان کے لئے مشکل ہو گا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو نماز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔

نماز جو ایک بنیادی چیز ہے جس کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتی کہ جنگ اور تکلیف اور بیماری کی حالت میں بھی۔ چاہے انسان بیٹھ کے نماز پڑھے، لیٹ کر پڑھے یا جنگ کی صورت میں یا سفر کی صورت میں قصر کر کے پڑھے لیکن بہر حال پڑھنی ہے۔ اور عام حالات میں تو مردوں کو باجماعت اور عورتوں کو بھی وقت پر پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دُور لے جاتا ہے اور اس کے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں، فون وغیرہ

کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ (IPad) کے ذریعہ سے، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ اس پر پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ کس طرح اس کی attraction ہے۔ پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں پھر ہر قسم کے گندے اور مخرّب الاخلاق پروگرام اس سے دیکھے جاتے ہیں۔ کئی گھروں میں اس لئے بے چینی ہے کہ بیوی کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اور بچوں کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اس لئے کہ مرد رات کے وقت ٹی وی اور انٹرنیٹ پر بیہودہ پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں اور پھر ایسے گھروں کے بچے بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور وہ بھی وہی کچھ دیکھتے ہیں۔ پس ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی کس قدر فکر ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے صحابہ کو شیطان سے بچنے کی دعائیں سکھاتے تھے اور کیسی جامع دعائیں سکھاتے تھے، اس کا ایک صحابی نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ ہماری اصلاح کر دے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا۔ اور ہمیں ظاہر اور باطن فواحش سے بچا۔ اور ہمارے لئے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت رکھ دے اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تُو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر نعمتیں مکمل فرما۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب التشھد حدیث 969)

پس یہ دعا ہے جو دنیاوی غلط تفریح سے بھی روکنے کے لئے ہے۔ دوسری ہر قسم کی فضولیات سے روکنے کے لئے ہے۔ شیطان کے حملوں سے روکنے کے لئے ہے۔

آج بھی دنیا میں تفریح کے نام پر مختلف بیہودگیاں ہو رہی ہیں۔ جب انسان کانوں، آنکھوں میں برکت کی دعا کرے گا، جب سلامتی حاصل کرنے اور اندھیروں سے روشنی کی طرف جانے کے لئے دعا کرے گا، جب بیویوں کے حق ادا کرنے کی دعا کرے گا، جب اولاد کے قرّۃ العین ہونے کی دعا کرے گا تو پھر بیہودگیوں اور فواحش کی طرف سے توجہ خود بخود ہٹ جائے گی اور یوں ایک مومن پورے گھر کو شیطان سے بچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پس جس دَور میں سے ہم گزر رہے ہیں اور کسی ایک ملک کی بات نہیں بلکہ پوری دنیا کا یہ حال ہے۔ میڈیا نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور بدقسمتی سے نیکیوں میں قریب کرنے کی بجائے شیطان کے پیچھے چلنے میں زیادہ قریب کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک احمدی کو بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں

کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔

تفریح کے لئے اگر دوسرے ٹیلی ویژن چینل دیکھنے بھی ہیں تو پھر اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے کہ خود ماں باپ بھی اس کی احتیاط کریں اور بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ پھر وہ پروگرام دیکھیں جو شریفانہ ہوں۔ جہاں بھی بیہودگی اور گند ہے اس سے بچیں کہ یہ صرف بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اُس طرف لے جاتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا ہوتی ہے لیکن اس بات کو ہر احمدی گھر کو یہ لازمی اور ضروری بنانا چاہئے کہ تمام گھر کے افراد مل کر ہر ہفتے کم از کم ایم ٹی اے پر خطبہ ضرور سنا کریں اور اس کے علاوہ کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بھی دیکھیں۔ جن گھروں میں اس پر عمل ہو رہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظر آتا ہے کہ پورا گھرانہ دین کی طرف مائل ہے۔ بچے بھی دین سیکھ رہے ہیں اور بڑے بھی دین سیکھ رہے ہیں۔ جو بھی اس پر عمل کرے گا اس سے یقیناً جہاں دینی فائدہ حاصل ہو گا، اس سے شیطان سے بھی دُوری ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی طرف توجہ ہو گی۔ اس سے گھروں کے سکون بھی ملیں گے اور اس میں برکت بھی پیدا ہو گی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا میں ہمیں سکھایا۔

ایک ماں نے مجھے لکھا کہ میرا بیٹا سترہ سال تک تو ٹھیک رہا، نمازیں وغیرہ بھی پڑھتا تھا، مجلس کے کاموں میں دلچسپی لیتا تھا لیکن اب بڑے ہو کر جب اس کو تھوڑی آزادی ملی اور اس کے دوست ایسے ہیں جن کی وجہ سے وہ دین سے بالکل دُور ہٹ گیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک عمر میں لڑکوں پر ماحول کا اثر ہو سکتا ہے، لیکن اگر ماں باپ کے بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں، اچھے بُرے کی تمیز انہیں بتائی جائے، گھر کے ماحول کو دیندار بنایا جائے اور اب تو جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی طور پر اگر تفریح کے سامان دیئے ہوئے ہیں تو انہی تفریح کے سامانوں میں تربیت کے سامان بھی عطا فرما دیئے ہیں۔ یہ سب اگر اکٹھے بیٹھ کر دیکھ رہے ہوں، ان سے فائدہ اٹھا رہے ہوں اور بچوں کو یہ احساس ہو کہ گھر میں ان بچوں کی اہمیت ہے تو پھر وہ باہر نہیں نکلیں گے، بیہودگیوں میں نہیں پڑیں گے، باہر ان کو سکون کی تلاش نہیں ہو گی بلکہ اپنے گھروں میں ہی سکون دیکھیں گے۔

پھر ماں باپ کا یہ بھی فرض ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑیں، ذیلی تنظیموں کے پروگرام میں شامل کروائیں۔

یہاں مَیں ذیلی تنظیموں سے بھی کہوں گا اور جماعتی نظام سے بھی بلکہ ذیلی تنظیمیں خاص طور پر اس لئے کہ انہوں نے اپنے ممبران کو سنبھالنا ہے۔ ہر ایک مخصوص طبقہ ہے، زیادہ آسانی سے سنبھال سکتے ہیں۔ خدّام نے خدّام کو سنبھالنا ہے۔ لجنہ نے لجنہ کو سنبھالنا ہے۔ خاص طور پر اطفال اور نوجوان خدام کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ناصرات اور نوجوان لجنہ کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ذیلی تنظیموں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑیں۔ خدّام اپنی ایسے خدّام کی ٹیمیں بنائیں جو مختلف مزاج کے لوگوں، نوجوانوں کو اپنے ساتھ جوڑنے والے ہوں۔

لیکن زیادہ تر شکایتیں عموماً نوجوان لڑکیوں کو ہوتی ہیں کہ لجنہ کی تنظیم میں پندرہ سال کے بعد سب لڑکیاں جو ہیں وہ لجنہ میں شامل ہوتی ہیں، ایک ہی تنظیم ہے اور بعض بڑی عمر کی عورتیں اور خاص طور پر عہدیدار بچیوں سے جو رویّے رکھتی ہیں وہ بچیوں کو اگر دین سے دُور نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے ضرور دُور کر رہی ہوتی ہیں۔ پس عہدیدار اپنے رویّے ایسے رکھیں کہ پیار سے انہیں دین کے ساتھ جوڑیں، مسجد کے ساتھ جوڑیں، اپنی مجلس کے ساتھ جوڑیں، جماعت کے ساتھ جوڑیں ورنہ شیطان تو اس تاک میں ہے کہ کہاں کوئی کمزور ہو، کہاں کسی کو کسی عہدیدار کے خلاف کوئی شکوہ پیدا ہو اور میں حملہ کر کے اسے اپنے قابو میں کروں۔

ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو اس وجہ سے کہ اس زمانے میں مسیح موعود کے ذریعہ سے شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے عمل سے شیطان کو موقع دے رہے ہیں کہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو عہدیداروں کے رویوں کی وجہ سے شیطان ہمدردی جتا کر اپنے قابو میں کر لے تو پھر ایسے عہدیدار چاہے وہ مرد ہیں یا عورتیں، مسیح موعود کے مددگار نہیں ہیں بلکہ شیطان کے مددگار ہیں۔ پس ہر عہدیدار کو خاص طور پر یہ کوشش کرنی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بھی شیطان کے حملوں سے بچانا ہے اور جماعت کے افراد کو بھی بچانا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو فضل کیا ہے اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر ذی شعور، عقل والے احمدی کو، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرماتے ہوئے یہ احسان کیا ہے کہ انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی یا احمدی گھرانے میں پیدا کیا۔ مسیح موعود کو ماننے کی توفیق دی جس کے آنے کی خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جس نے اس زمانے میں شیطان کو شکست دینی ہے۔ اس لئے اس نے کسی اپنے سے بڑے یا نام نہاد بزرگ یا عہدیدار کے رویّے کی وجہ سے اپنے آپ کو دین سے دُور نہیں لے جانا بلکہ شیطان کو شکست دینے میں مسیح موعود کا مددگار بننا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سمیع اور علیم ہوں، سننے والا ہوں اور علم رکھنے والا ہوں۔ جانتا ہوں کہ تم میں شیطان کے حملوں کا کتنا خوف ہے۔ جانتا ہوں کہ تم اس سے بچنے کے لئے کوشش اور دعا کر رہے ہو۔ اس لئے مَیں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ تم دعا کرو۔ ایسے ماحول سے بھی محفوظ رہو جو بعض دفعہ ایسے خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس ماحول سے بھی بچاؤ جس سے انسان شیطان کی باتوں میں آجاتا ہے اور دعا کرو کہ تم شیطان کے حملوں سے ہمیشہ محفوظ رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیک نیتی سے کی گئی کوشش اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوں گی اور شیطان سے تم محفوظ رہو گے۔

اسی طرح خاص طور پر وہ جن کے سپرد دینی خدمت کا کام کیا گیا ہے، افراد جماعت کی رہنمائی اور تربیت

کا کام جن کے سپرد ہے، اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے خالص ہو کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کسی کو شیطان کی جھولی میں نہ جانے دے بلکہ کسی طرح بھی کوئی فردِ جماعت بھی شیطان کے پیچھے چلنے والا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی خالص ہو کر کی گئی دعاؤں کو میں سنوں گا اور تمہاری بھی اور ان لوگوں کی بھی رہنمائی کرتا رہوں گا جن پر شیطان حملے کرتا ہے تا کہ تم ان حملوں سے بچ سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے آگے جھکے بغیر شیطان کے حملے سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد تلاش کرو۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شیطان نے تو اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ اگر تُو مجھے زبردستی نہ روکے اور مجھے ڈھیل دے تو میں انسانوں کو ورغلاؤں گا اور اس کے لئے بھرپور کوشش کروں گا۔ اس کوشش میں شیطان کہاں تک جاتا ہے؟ ایک عام مومن تو ایک طرف رہا، شیطان تو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو بھی آخر وقت تک قابو میں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مرتے مرتے بھی کوئی ایسا عمل کر جائیں جہاں سے یہ میرے قابو میں آجائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی شخص نے ایک خواب کا ذکر کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب سننے کے بعد اسے فرمایا کہ یہ خواب ایک عجیب بات پر ختم ہوا ہے۔ شیطان انسان کو طرح طرح کے تمثلات سے دھوکہ دینا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ تمہارا نتیجہ بہت اچھا ہے کیونکہ اس رؤیا کا اختتام اچھی جگہ پر واقع ہوا ہے۔ جو شخص اپنی خواب سنا رہا تھا اس کی خواب کا جو اختتام تھا اس سے یہ نظر آتا ہے کہ وہاں آخر میں انجام یہ ہوا کہ شیطان سے بچ گیا۔ شیطان نے حملہ کیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ شیطان کے حملوں سے اگر انسان بچنے کی کوشش کرے تو بچتا ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک ولی اللہ کا تذکرہ لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ جب وہ ولی اللہ مرنے لگے تو مرتے مرتے جو اُن کی زبان پر تھا وہ یہ الفاظ تھے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ ایک ان کا مرید جو قریب تھا کلمہ سُن کر سخت متعجب ہوا اور ان کی وفات کے بعد رات دن رو رو کر دعائیں مانگنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے جو یہ ولی اللہ یہ کہتے رہے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔

خیر ایک دن خواب میں ان ولی اللہ سے ملاقات ہو گئی۔ ان سے اس نے دریافت کیا کہ یہ آخری الفاظ کیا تھے اور آپ نے یہ کیوں کہا تھا ابھی نہیں ابھی نہیں۔ اس ولی اللہ نے جواب دیا کہ شیطان چونکہ موت کے وقت ہر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے تا کہ اس کا نور ایمان اخیر وقت پہ چھین لے اس لئے وہ حسب معمول میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا۔ دین سے دور ہٹانا چاہا اور میں نے جب اس کا کوئی وار چلنے نہیں دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تُو میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ یعنی جب تک مَیں مَر نہ جاؤں مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 306)

بیشک تُو ورغلا رہا ہے اور مَیں ہر طریقے سے بچ رہا ہوں لیکن جب تک جان ہے اس وقت تک تُو ورغلاتا

رہے گا اس لئے جب تک میری جان نہیں نکل جاتی اس وقت تک مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں تیرے سے بچ گیا۔

پس یہ ہے وہ معیار اولیاء اللہ کا جو نمونے انہوں نے ہمارے سامنے قائم کئے۔ شیطان کی تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے بھی انجام بد کر کے انہیں جہنم میں ڈلوائے۔ پس ایک مومن کے لئے تو بڑا خوف کا مقام ہے۔ ایک عام آدمی کے لئے لاپرواہی کا کوئی لمحہ جو ہے وہ اسے شیطان کے قبضے میں لے جا سکتا ہے اور اس کے لئے ہمیشہ توبہ اور استغفار بھی کرتے رہنا چاہئے۔

پھر شیطان کے انسان پر حملے کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔" کس طرح؟ مثلاً "نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے۔" انسان نماز پڑھ رہا ہے، نیکی کا کام ہے لیکن شیطان اس کے دل میں کوئی نہ کوئی دکھاوے کی بات ڈالنا چاہتا ہے تا کہ فساد پیدا ہو، تا کہ نماز خالص نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ "ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں، فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں" جو فاسق اور فاجر لوگ ہیں، دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں، بگڑے ہوئے ہیں، دین سے ہٹے ہوئے ہیں ان پر تو کھلے کھلے حملے ہوتے ہیں "وہ تو اس کا گویا شکار ہیں۔ لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا۔" جو نیک لوگ ہیں، زاہد ہیں ان پر بھی حملے کرنے سے نہیں ہٹتا "اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر حملہ کر بیٹھتا ہے۔" فرمایا کہ "جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 426)

پس مومن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کرنی چاہئے کہ وہ شیطان کی ہر شرارت سے ہمیں بچائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔" فرمایا کہ "آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔" وہ دعا کیا ہے؟ "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:24)" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 275)

یعنی کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تُو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ:

عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفے کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام طاقتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا کہ رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسے ہی باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ ظاہری طور پر تو اپنے اعضاء پانی سے دھوتے ہو اپنے دل کو، اپنے اعضاء کو باطنی طور پر بھی ہر قسم کے اللہ کے غیر سے دھو ڈالو۔ تب تم دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ ہمیشہ ہر معاملے میں سچائی اختیار کرو۔ ہر معاملے میں یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے؟ کیا اس کے سامنے بھی مکّاریاں پیش جاتی ہیں؟ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسدانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ فرمایا عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔ صرف منطق اور Logic اور وجہ، یہ جو چیزیں ہیں یہ سب شیطانی باتیں ہیں۔ صرف یہی چیزیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی تلاش کرنا ہو گا۔ فرمایا جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے۔ صرف منطق اور فلسفے کے اوپر چلو گے تو پھر ایمانی نور گھٹ جائے گا اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت تک پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے آپ کو بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔ بغیر کسی چون چرا کے اللہ تعالیٰ حکموں کو ماننے والے بنو۔ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچاتی ہیں۔ ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے آپ کو بناؤ۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس بات پر شکر ادا کرنے والے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس فرستادے کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جس نے شیطان کو شکست دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے عہد بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے شیطان کے ہر حملے کو ناکام و نامراد کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 / جون 2016ء تا 16 / جون 2016ء جلد 23 شمارہ 24 صفحہ 05 تا 08)

22

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 27/ مئی 2016ء بمطابق 27 ہجرت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج 27/ مئی ہے اور جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے اس دن جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت کا آغاز ہوا اور اس کی مناسبت سے جماعت میں یہ دن یوم خلافت کے طور پر منایا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدرت ثانیہ کے متعلق دی ہوئی خوشخبری پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بکھرنے سے بچا لیا۔ ہمیں ایک لڑی میں پرو دیا۔ اور اس حوالے سے ہم یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہم خلافت احمدیہ کے قیام اور ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے بھی تیار رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ کی گزشتہ 108 سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ایک کے بعد دوسری نسل نے ثبات قدم کے ساتھ قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جماعت کے ہر فرد کو جو اس وقت جماعت میں ہے یا آئندہ انشاء اللہ شامل ہو گا ہمیشہ اس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنا اور بندوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا بتایا ہے۔ رسالہ الوصیت میں بھی خلافت کے قیام کی خوشخبری عطا فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان باتوں کو ہی ہمیں اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ رسالہ الوصیت میں ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کے منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے

بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔"

فرمایا: "کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

پس اگر ہم توحید پر قائم رہیں اور بنی نوع کی ہمدردی میں ترقی کرتے رہیں، خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہیں تو پھر وہ تمام ترقیات جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے انہیں بھی ہم دیکھنے والے ہوں گے۔ اس بات کی بھی اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں خوشخبری دی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت نے ترقی کرنی ہے یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ دنیا کی نظر ہماری طرف ہے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے کہ توحید کو قائم کریں۔ خود بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں اور دنیا کو بھی اپنے پیدا کرنے والے واحد و یگانہ خدا کے قریب کرنے کی کوشش کریں اور انسانیت کی قدروں کو قائم کریں۔

گزشتہ دنوں میں سکینڈینیوین (Scandinavian) ممالک کے دورے پر تھا تو وہاں **بعض اخباری نمائندوں نے اور دوسرے پڑھے لکھے لوگوں نے بھی یہ سوال پوچھا کہ تمہارے مقاصد کیا ہیں۔** میں ان کو یہی بتاتا رہا کہ خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے مقاصد وہی ہیں جس کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا تھا اور وہ یہی ہیں کہ بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے پوری کوشش کرنا اور بنی نوع انسان کے حق ادا کرنا۔ اس سے زیادہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔

کیونکہ آج کی دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے اور عموماً خدمت انسانیت کے نام پر اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے خدمت کی جاتی ہے۔ جس سے مزید بے چینیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ملکوں اور قوموں کے تعلقات میں دُوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس دَور میں یہ بات دنیاداروں کو بڑی مشکل سے سمجھ آتی ہے کہ بغیر اپنے مفادات کے صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کس طرح تم لوگ یہ کام کر سکتے ہو۔ ابھی شاید ان لوگوں کا، دنیاداروں کا خیال ہوتا ہے کہ محبت پیار کے نام پر تم احمدی لوگ جو ہو، دوسروں کے قریب آ

رہے ہو یا لوگوں کو قریب لانے کی کوشش کر رہے ہو اور بعد میں جب تمہاری طاقت ہو جائے، حکومتوں پر قبضہ کرو تو شاید یہ تمہارا مقصد ہو جس کے لئے تم نے یہ طریق کار اختیار کیا۔ سٹاک ہوم (Stockholm) یونیورسٹی کے اسلامیات کے ایک پروفیسر نے بھی ایک موقع پر اس قسم کا سوال کیا تو مَیں نے اسے جو جواب دیا یہ جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر میں ہے کہ

؎ مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رِضوان یار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141)

اور یہی خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کا مقصد ہے۔ اس سفر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیا کے ساتھ بھی کافی انٹرویو ہوئے۔ غیروں کے ساتھ مالمو مسجد کے افتتاح کے علاوہ ڈنمارک اور سٹاک ہوم میں دو receptions بھی ہوئیں جس میں اسلام اور قرآن کریم کی صحیح تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور خلفاء راشدین کے نمونوں کے حوالے سے باتیں ہوئیں تو اکثر نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا پتا چلا ہے اور ہمیشہ یہی ہوا ہے۔ اور دنیا میں آجکل جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مختلف جگہوں پر امن کے نام پر جو بھی مجالس ہوتی ہیں، کانفرنسیں ہوتی ہیں، سمپوزیم ہوتے ہیں ان میں لوگ یہی اظہار کرتے ہیں اور آج دنیا میں ایک ہی طرح اور ایک ہی موضوع پر اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ مغرب میں بھی اور مشرق میں بھی شمال میں بھی جنوب میں بھی ہر جگہ یہی کوشش کی جارہی ہے اور وہ اس لئے کہ جماعت احمدیہ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کی ہدایات پر کام کرتی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اکثر لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ حقیقی تعلیم کا ہمیں اب پتا چلا ہے اور آج ہمیں جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جاری نظام خلافت نے نہ صرف ماننے والوں کی رہنمائی کی اور کرتا ہے یا خلافت رہنمائی کرتی ہے بلکہ دوسروں کو، غیروں کو، اسلام کے مخالفین کو یا اسلام سے خوف کھانے والوں کو بھی صحیح اسلامی تعلیم کے نمونے دکھاتی ہے۔ غیروں پر ہمارے فنکشن میں آکر کیا اثر ہوتا ہے؟ اِس وقت اِس کے چند نمونے میں پیش کرتا ہوں۔

ڈنمارک میں ہوٹل میں ایک ریسیپشن (reception) تھی جس میں ممبر آف پارلیمنٹ بھی آئے تھے۔ وہاں کے کلچر اور مذہب کے منسٹر بھی تھے، میئر اور سیاستدان بھی، مختلف علمی شخصیات بھی اور ایمبیسیوں کے نمائندے بھی آئے تھے۔ انہوں نے اس فنکشن کو سنا، دیکھا اور بلا تخصیص ساروں نے اظہار کیا کہ ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم کا علم ہوا ہے۔

Sten Hoffman ایک ڈینش مہمان تھے۔ **کہنے لگے کہ خلیفہ کی تقریر سن کر مجھے بہت زیادہ تسکین ہوئی اور خوشی ہوئی ہے** کہ آج کے اس دور میں ایسے پیغام کی نہایت اشد ضرورت تھی۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ کرے کہ سکینڈینیویا میں خلیفہ کے الفاظ بہترین رنگ میں سمجھے جائیں۔

پھر وہاں کا ڈنمارک کا ایک شہر ناکسکو ہے۔ وہاں سے کافی بڑی تعداد میں لوگ آئے ہوئے تھے۔ اس شہر کے میئر بھی، سیاستدان بھی اور دوسرے پڑھے لکھے لوگ بھی۔ وہاں کی کونسل کے ایک ممبر تھے، وہ کہتے ہیں کہ خلیفہ کی تقریر بہت اثر رکھتی تھی۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ لاکھوں مسلمان بغیر کسی خوف کے محض دنیا میں امن کے قیام کی خاطر ایک روشن مینار کی طرح کھڑے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو جماعت احمدیہ سے منسلک ہیں۔

پھر ایک مہمان نے کہا: تقریر کے بعد میرے میز پر بیٹھے تمام لوگ اسلام کو صحیح سمجھنے کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ یقیناً **یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اسلام اس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے**۔ خاص طور پر ڈینش لوگ تو اسلام کے ایک پہلو کو ہی جانتے ہیں۔ یہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اسلام کے اندر مختلف فرقے بھی موجود ہیں جو امن چاہتے ہیں۔ کہنے لگے میرے نزدیک یہ بتانا بہت ضروری ہے اور مجھے یقین ہے کہ آج اس تقریب میں شامل تمام مہمان ایک نئے عزم کے ساتھ گھر جائیں گے اور خاص طور پر ڈنمارک میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلط رنگ میں خاکہ بنایا گیا تھا اور پہلی بنیاد وہیں پڑی تھی۔ تو ان کو میں نے یہی کہا تھا کہ اس سے نفرتیں پیدا ہوں گی، امن خراب ہو گا، تباہی اور بربادی آئے گی اور تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور اس بات کو انہوں نے تسلیم کیا کہ گو کہ یہ ایشو ایسا ہے جو ہمارے لئے بڑا حسّاس ہے کہ ان خاکوں پر بات کی جائے **لیکن جس طریقے سے تم نے سمجھایا ہے ہمیں بڑی اچھی طرح سمجھ آگئی ہے**۔

ایک مہمان نے کہا کہ آج کے خطاب کے بعد لوگوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے ضرور تبدیل ہو گی۔ کہنے لگا کہ اب مَیں نے اسلام کو بہتر سمجھنے کے لئے ایک قرآن کریم بھی منگوایا ہے جس میں حاشیے بھی موجود ہیں اور آج کی شام کے بعد مجھے اپنی کم علمی کا بھی احساس ہوا ہے۔ کہنے لگے کہ میں قرآن کریم بھی پڑھوں گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ناکس کو سے لوگ آئے تھے جب وہ تقریب کے بعد واپس جا رہے تھے تو ایک مہمان نے لکھا کہ ہم ہزاروں بار آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ کانفرنس زندگی بھر کے لئے ایک یادگار لمحہ کے طور پر ہمیشہ یاد رہے گی، تجربے کے طور پر یاد رہے گی۔ کہنے لگے کوپن ہیگن سے ناکسکو واپسی تک کوچ میں ایک خاص ماحول تھا۔ تمام سفر اس کانفرنس کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں اور ہر ایک اس بات سے متفق تھا کہ ہم نے ایک بہت اچھا دن گزارا ہے اور ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔

ایک صحافی نے اپنے جذبات کا **اظہار اس طرح کیا کہ بہت کچھ سیکھا اور خلیفہ کی تقریر نے مجھے سوچنے پر**

مجبور کر دیا ہے، خاص طور پر اس بارے میں کہ اسلام کی تصویر جو میڈیا میں دکھائی جاتی ہے وہ حقیقت سے بہت مختلف ہے۔ پھر کہنے لگا کہ میں ان کی کسی بات پر کوئی تنقید نہیں کر سکتا کیونکہ ان کی ساری باتیں ہی پیار محبت اور ایک دوسرے کے احترام کے متعلق تھیں اور انہوں نے کہا کہ یہی چیزیں امن کی کنجی ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ انہوں نے ہمیں ایک اور عالمی جنگ کے خطرے کے بارے میں بتایا اور میں اب پریشان ہوں۔ میں نے پہلے بھی ایک دو لوگوں سے سنا ہے کہ ہم عالمی جنگ کے قریب ہیں مگر میں نے اس پر یقین نہیں کیا تھا مگر آج میرا خیال بدل گیا ہے۔ مجھے اب اس کو سنجیدگی سے لینا ہے اور کہا کہ خلیفہ نے اسے ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ مجھے سوچنا پڑے گا۔

پھر ایک مہمان خاتون اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہیں کہ یہ باتیں سوچنے پر مجبور کر دینے والی تھیں لیکن ایک لحاظ سے پریشان کُن بھی تھیں کیونکہ انہوں نے مستقبل کے بارے میں ایک بہت سنگین تصویر کھینچی۔ انہوں نے ہمیں جنگ کے خطرات کے بارے میں خبردار کیا۔ انہوں نے کہا کہ امن کے لئے کوشش کرنے کا ابھی وقت ہے ورنہ ہم بعد میں پچھتائیں گے۔

پھر ایک صاحبہ نے، ڈینش مہمان تھیں کہا کہ آج سے پہلے میں اسلام کے بارے میں منفی باتیں ہی جانتی تھی مگر **آج میں نے جو سنا وہ اچھا اور محبت سے بھرا ہوا پیغام تھا**۔ میں نے سیکھا کہ ISIS اسلام نہیں ہے اور اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی رکھوالی کرنی چاہئے۔

ایک اور ڈینش مہمان نے کہا: ایسے آدمی سے ملی جس نے یہ ثابت کر کے دکھایا کہ میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کی جو تصویر دکھائی جارہی ہے وہ غلط ہے۔ میں بہت جذباتی اور پُرجوش ہو گئی ہوں۔ میں ایک ایسے شخص سے ملی جس نے مجھے جہاد کا مطلب بتایا۔ میڈیا کی آزادئ رائے اور دنیا میں امن کے توازن کو برقرار رکھنے کے بارے میں ان کی باتیں مجھے بہت اچھی لگیں۔

پھر ایک ڈینش مہمان کہنے لگے کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں قرآن کے حوالے دیئے۔ اسی بات سے پتا چلتا ہے کہ ان کے الفاظ خود ساختہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی تھے۔ کہنے لگے ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں مسلمانوں کے لئے انٹیگریشن (Integration) ممکن ہے۔ کیونکہ انہوں نے بتایا کہ اسلام مغربی اقدار کے خلاف نہیں ہے کیونکہ امن، رواداری اور دوسرے کی عزت کرنا مشترکہ اقدار ہیں۔ پھر کہنے لگے سچ کہوں تو ڈینش لوگ مسلمانوں سے اور ان جنگوں سے جو مشرق وسطیٰ میں ہو رہی ہیں بہت ڈرتے ہیں مگر کم از کم آج کے بعد ہمیں یہ تو پتا چل گیا ہے کہ وہاں پر جو ہو رہا ہے **وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یا ان کے مذہب کی غلطی نہیں بلکہ ان کی تعلیم کو بگاڑا گیا ہے**۔

یونیورسٹی کے ایک طالبعلم تھے کہتے ہیں کہ ان کے تقریر کے نکات بڑے واضح تھے۔ اسلام کی اقدار کا

اظہار جس طرح کیا گیا بڑی واضح تھیں اور یہ ایسی اقدار ہیں جنہیں ہم سب کو اپنانا چاہئے۔ **اور کہنے لگے (کہ خلیفہ نے) مجھ پر اور تمام حاضرین پر یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے** اور یہ قرآن کی آیات کے حوالوں سے ثابت کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ان کے خلفاء کی مثالوں سے ثابت کیا اور یہ مجھے بڑا اچھا لگا اور جماعت احمدیہ کے مقاصد کو بھی واضح کیا جس سے مجھے صحیح اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا۔

ایک اور مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا کہ جس طریق پر انہوں نے ہماری نسل اور اس وقت درپیش مسائل کے بارے میں بات کی اور قرآن کو بنیاد بنا کر ان مسائل کا حل بتایا وہ بہت ہی اعلیٰ تھا۔ کم از کم مجھے آج سے پہلے ہرگز علم نہیں تھا کہ قرآن انصاف کے بارے میں اتنا کچھ کہتا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اسلام کے بارے میں میرے نظریات بالکل بدل گئے ہیں۔ پہلے مجھے صرف وہی پتا تھا جو میڈیا بتاتا تھا مگر اب میں نے دوسری طرف کی حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔ پھر کہنے لگے خلیفۂ وقت نے قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا ہے جس میں یہ ذکر تھا کہ ان لوگوں سے بھی انصاف کرنا چاہئے جن کو انسان پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی اچھا لگا کہ انہوں نے بتایا کہ پہلے دَور کے مسلمان تو یہود و نصاریٰ سے پیار کا سلوک کرتے تھے۔ اس بات نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔

پھر ہیومنسٹ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کہتی ہیں۔ پُرامن پیغام کے بارے میں لوگوں کو بہت کم معلومات ہیں۔ میڈیا صرف بری چیزوں کو سامنے لاتا ہے اور اچھی چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ ڈنمارک کا سارا میڈیا آج یہاں موجود ہونا چاہئے تھا اور میں اپنے ملک کے لوگوں کے اس رویے سے بہت مایوس ہوئی ہوں۔

پھر ایک ڈینش خاتون ہیں۔ وہ کہنے لگیں کہ مجھے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا مگر آج میں نے بہت کچھ سیکھا اور میں خوش ہوں کہ اس لحاظ سے آپ کے خلیفہ میرے استاد ہیں۔ میں مانتی ہوں کہ اسلام پُرامن مذہب ہے۔ پھر یہ کہنے لگیں کہ میری خواہش ہے کہ لوگ ان کے پیغام پر توجہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس تقریر کا ڈینش ترجمہ مل جائے تا کہ میں اسی طرح سے سب الفاظ جذب کر سکوں اور دوسروں کو بھی بتا سکوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ **خلیفہ کا پیغام پورے ڈنمارک میں پھیلانا چاہئے۔**

ہمیں ان کے پیغام کو ماننا ہو گا اور ان سے سیکھنا ہو گا۔ مجھے لگتا تھا کہ سارے مسلمان پُرتشدد ہوتے ہیں مگر اب مجھے ایسے خیالات رکھنے پر بہت شرم محسوس ہو رہی ہے۔ اکثریت ان میں سے اچھی ہے مگر میڈیا نے ہمارے ذہن بھر دیئے ہیں۔ پھر کہا میرے شوہر مجھے آج صبح یہاں آنے سے منع کر رہے تھے کیونکہ انہیں لگ رہا تھا کہ وہاں کوئی حملہ ہو جائے گا یا کوئی خودکش حملہ ہو جائے گا مگر میں نے انہیں آنے پر مجبور کیا کیونکہ میں متجسّس تھی اور اب وہ خوش ہیں کہ وہ بھی آ گئے۔ (دونوں میاں بیوی آئے ہوئے تھے) کہنے لگیں بلکہ وہ تو کافی جذباتی ہو گئے ہیں۔ پھر کہنے لگی میں تو یہ کہوں گی کہ جو دعوت کے باوجود نہیں آیا وہ بڑا بیوقوف ہے۔

ایک ڈینش سیاستدان کم لوفہوم (Kim Lofholm) نے کہا کہ یہ میرا پہلا موقع تھا کہ میں کسی خلیفہ سے ملا ہوں اور ان سے ملنے کا تجربہ میری زندگی میں کسی اور مسلمان سے ملنے سے بالکل مختلف تھا۔ بتانے والے کو انہوں نے جو کہا (یہ تھا کہ) آپ کے امام اسلام کے بارے میں وہ بات کرتے ہیں جو دوسرے عرب مسلمان نہیں کرتے جن سے میں ملا ہوا ہوں۔ **آپ کے خلیفہ یہ بات بہت واضح کرتے ہیں کہ اسلام تمام مذاہب کو آزادی دیتا ہے۔** کہنے لگے دنیا کو خلیفہ کی آواز سننے کی ضرورت ہے۔ ان کے الفاظ کو دُور دُور تک پھیلنا چاہئے۔ شاید آپ ایک چھوٹی سی جماعت ہوں مگر آپ کا پیغام بہت بڑا ہے۔ پھر کہنے لگے یہ تقریب بہت معلوماتی تھی۔ مثلاً میں نے محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں جانا مثلاً یہ کہ انہوں نے عیسائیوں کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے دی اور یہ بھی کہ وہ ہر قسم کے anti semitism کے خلاف تھے۔

امریکن ایمبیسی کے نمائندہ کہنے لگے کہ **خلیفہ نے اسلام کا حقیقی چہرہ دکھایا۔** لوگ برسلز اور پیرس کے حملوں کے بعد اسلام سے ڈرنے لگ گئے تھے مگر خلیفہ نے واضح کیا کہ اس دہشتگردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام ایک حکمت اور امن کا پیغام ہے۔ میں ایمبیسیڈر کو تمام نکات بتاؤں گا جن کا خلیفہ نے ذکر کیا ہے اور ان سنگین موضوعات کا بھی بتاؤں گا جن کا خلیفہ نے ذکر کیا ہے یعنی آزادی رائے اور یہ کہ آجکل لوگوں کو آپس میں اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔

ایک ڈینش مہمان جو ٹیچر ہیں، کہنے لگیں: آج میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے اور میں اپنے طلباء کو جا کر وہ سب کچھ بتاؤں گی جو میں نے آپ کے خلیفہ کو کہتے سنا۔ کہنے لگیں کہ بہت سے لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں مگر خلیفہ سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ ہمیں اسلام سے نہیں بلکہ دہشتگردی اور شدت پسندی سے رکنا چاہئے اور اسلام اور دہشتگردی دونوں ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ کہنے لگیں کہ مجھے لگا تھا کہ میں اسلام کو جانتی ہوں مگر حقیقت میں مجھے کچھ نہیں پتا تھا مثلاً مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں اور یہودیوں سے نیک سلوک کرتے تھے۔ اس بات نے مجھے بہت جذباتی کر دیا۔ ان کی تقریر بہت متوازن تھی۔ بعض مسلمانوں اور غیر مسلموں جن کے اعمال برے ہیں ان سب پر بھی انہوں نے تنقید کی۔

ایک مہمان نے کہا کہ خطاب جس انداز میں پیش کیا میں نے دیکھا۔ آپ نے دیگر مقررین کی بات کو بھی بہت غور سے سنا۔ پھر کہنے لگیں کہ تیسری جنگ عظیم کے بارے میں آپ کی باتیں بہت بصیرت افروز تھیں۔ ان کو سن کر مَیں تھوڑا گھبرا بھی گئی ہوں مگر آپ کے خطاب سے ہی پھر ایک قسم کی تسکین محسوس ہوئی۔

مالمو میں بھی مسجد کے افتتاح میں 140 سے زائد سویڈش مہمان اور ممبران پارلیمنٹ، مالموسٹی کے میئر، پولیس چیف، سٹی چرچ کے نمائندے، یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔

ایک یہودی مہمان نے کہا کہ آج کا یہ دن میرے لئے بہت معلوماتی تھا کیونکہ میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ کہنے لگے کہ اس دنیا میں اسلام کے بارے میں بہت زیادہ منفی سوچ پائی جاتی ہے اور ہم سب مسلمانوں کی شدت پسندی سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے میں ایک مسلمان رہنما کے صرف اور صرف پیار کے پیغام کو سن کر حیران رہ گیا۔ کہنے لگے کہ انہوں نے کہا کہ آپ کو خدا کی عبادت کرنی چاہئے مگر ساتھ ہی انسانیت سے محبت بھی کرنی چاہئے۔ کہنے لگے خلیفہ نے مجھے ایسا محسوس کروایا کہ مسلمان بھی ہمارے بھائی ہیں اور اس سے میرے دل میں فلسطینیوں کے لئے رحمدلی بڑھی اور یہ خیال گزرا کہ شاید ان میں سے سب برے نہیں ہیں۔ بہر حال اپنا قصور تو کوئی نہیں مانتا لیکن انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ ہمیں رحم دکھانا چاہئے۔

ایک خاتون جو عیسائی پریسٹ ہیں، ہسپتال میں کام کرتی ہیں۔ کہنے لگیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ یہاں مالمو میں اور یورپ میں لوگ مسلمانوں سے اور مسجدوں سے خوفزدہ ہیں اور خلیفہ نے امن کے متعلق اور لوگوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں اس حوالے سے کہ ذمہ داریاں کیا ہیں بڑی اہم باتیں کی ہیں۔ انہوں نے ہمیں ایک مسجد کے مقاصد کے بارے میں بتایا اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ دوسروں کو ان مقاصد کے بارے میں قائل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یقیناً انہوں نے مجھے تو قائل کر لیا ہے۔ مسجد کے مقاصد کا یہ موضوع بہت ضروری تھا اور اس کا ہر لفظ بامعنی اور گہرا تھا۔ پھر کہنے لگیں کہ انہوں نے پیغام دیا کہ ایک دوسرے سے خوف نہیں کرنا چاہئے بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے اور ایک دوسرے کے خیالات بانٹنے چاہئیں۔ پھر کہنے لگیں حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ کی تقریر نے مجھے ہلا دیا ہے۔ میں بہت جذباتی ہو گئی ہوں۔ آج میں نے ایک مسلمان سربراہ کو صرف امن کے بارے میں بولتے سنا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اسلام انسانیت کی خدمت کا مذہب ہے۔ ان کی تقریر کا بہترین حصہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ انسانیت کو اپنے خالق کو پہچاننا ہو گا اور خدا پر پختہ یقین رکھنا چاہئے۔ یہی میرا بھی نظریہ ہے۔

مالمو شہر کے میئر اینڈرسن صاحب نے کہا کہ ایڈریس میں قیام امن کی یقین دہانی کروائی بلکہ اس شہر اور علاقہ میں تعمیر ہونے والی مسجد کے حقیقی مقاصد بھی بیان کئے۔ پس اس مسجد کو ہم اس شہر میں قیام امن اور انٹیگریشن کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ایک صحافی نے کہا: بڑی حیرت ہے کہ اس مسجد کے اخراجات جماعت کے لوگوں نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ یہ بات میرے لئے نہایت حیرت کا باعث تھی کیونکہ یہ کوئی معمولی رقم نہیں تھی بلکہ تیس ملین کرونر کی بات ہے۔ پھر کہنے لگے آپ لوگوں نے سارا کام خود کیا۔ بڑی کامیابی ہے۔ بہت متاثر ہوں۔ یہ کہنے لگے کہ دہشتگردی اور ظلم و ستم کے واقعات دیکھتا ہوں مگر آپ لوگ ان سے مختلف ہیں۔ انہوں نے اپنا واقعہ سنایا۔ کہنے لگے کہ ایک

عرصہ پہلے میں ایک سُپر مارکیٹ میں جا رہا تھا۔ وہاں ایک شخص نے مجھے پوچھا کہ کیا میں مسلمان ہوں۔ اس پر میں نے اسے بتایا کہ نہیں، میں مسلمان نہیں ہوں۔ عیسائی ہوں۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ اگر تم عیسائی ہو تو جہنم میں جاؤ۔ پس کہتا ہے مسلمانوں کی یہ سوچ ہے لیکن آپ لوگوں کی سوچ بالکل مختلف ہے۔ یہ باتیں آپ احمدیوں میں نظر نہیں آتیں۔

ایک مہمان جو مالمو یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں کہنے لگے خلیفہ کا خطاب نہایت اثر رکھنے والا تھا۔ امن، پیار محبت، رواداری کا نہایت مثبت اور عالمی پیغام ہمیں دیا ہے۔

اسی طرح Lund University Malmö میں اسلامیات کے پروفیسر بھی آئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ خلیفہ کا خطاب نہایت دلچسپ اور اپنے اندر اثر رکھنے والا تھا۔ خطاب ختم ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگ خطاب کے حوالے سے **ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور سب لوگ ہی اس سے بہت متاثر نظر آ رہے تھے۔** بعض لوگوں نے تو اس خطاب کی نقل مہیا کئے جانے کا مطالبہ بھی کیا۔ کہنے لگے کہ میں نے دیکھا کہ سب لوگ یہاں اکٹھے تھے جس شخص نے یہاں پر سنیوں کی پہلی مسجد تعمیر کی تھی وہ بھی اس تقریب میں آیا ہوا تھا۔ یہودی بھی اس تقریب میں تھے۔ عیسائی بھی تھے۔ دیگر مذاہب والے بھی تھے۔

سویڈش ادارے "چرچ آف سینٹالوجی" کے چیف برائے انفارمیشن بھی آئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: **خلیفہ نے اپنی تقریر میں ایک فقرہ جو کہا مجھے بہت زیادہ اچھا لگا** اور وہ فقرہ یہ تھا کہ ایک بڑے فائدے کی خاطر ہمیں اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف کرنا چاہئے۔

ایک دوست مائیکل جن کے والدین پولش ہیں، سویڈن میں رہتے ہیں کہنے لگے کہ تقریر ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ اس میں امن اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا پیغام تھا۔ انہوں نے افریقہ کا اور افریقہ میں اسکول اور جو دوسری سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں، ان کا ذکر بھی کیا۔ کہنے لگا کہ مَیں خدا پر یقین رکھتا ہوں مگر یہاں پر اکثر لوگ، جو دوسرے لوگ ہیں وہ عموماً نہیں رکھتے اس لئے میں بہت فخر محسوس کر رہا ہوں کہ ایسا شخص سویڈن آیا جو خدا پر اور ایک خالق پر پختہ یقین رکھتا ہے۔ خطاب کے سننے کے بعد اب مَیں اسلام سے نہیں ڈرتا بلکہ صرف شدت پسندوں سے ڈرتا ہوں۔ مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ یہ دونوں آپس میں جدا جدا ہیں۔

پھر ایک مہمان مسلمان حسین عبداللہ صاحب یوگوسلاویہ سے تھے۔ کہنے لگے کہ **خلیفہ کے الفاظ نے مجھے چُھو لیا ہے اور میں ان کی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں۔** انہوں نے اسلام کا اس طرز پر دفاع کیا جو دوسرے مسلمان نہیں کر سکتے۔ رواداری اور دوسروں کی مدد پر زور دیا اور کہا کہ اسلام کی تعلیم ہے کہ ہم سب ضرورتمندوں کی مدد کریں۔ کہنے لگے کہ اب میں جماعت احمدیہ پر فخر کرتا ہوں۔ لوگوں کے اسلام کے بارے میں غلط تاثرات ہیں اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ ان کو درست کیا جائے مگر خلیفہ اس کام میں سب سے آگے ہیں۔

ایک سویڈش مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ اس شام نے مجھ کو بیحد متاثر کیا ہے اور میں نے سیکھا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ خلیفہ نے چند ہی منٹوں میں بہت سے موضوعات پر بات کی اور **اسلام کا اس رنگ میں دفاع کیا** جو کہ مَیں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ کہنے لگا انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ بعض مسلمان برے ہیں مگر خلیفہ نے قرآن کریم کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا کہ ایسے لوگ قرآن کی تعلیم کے خلاف جا رہے ہیں۔

اس کے حوالے سے ایک سیاستدان نے تقریر میں کہا کہ آپ کو ایک حقیقی مسلمان سے امن محسوس کرنا چاہئے اور میں جب تقریب میں تھا تو میں واقعی امن محسوس کر رہا تھا۔

ایک عیسائی پادری کہنے لگے کہ مجھے آپ کے خلیفہ کی تقریر کے ہر لفظ سے اتفاق ہے بالخصوص مجھے ان کی یہ بات پسند آئی ہے کہ ہمیں خدا کو یاد رکھنا چاہئے اور یہی مذہب کی بنیاد ہے۔ نیز یہ کہ انہوں نے شروع میں جو قرآن پڑھا تو وہ مجھے بہت روحانی اور ہلا دینے والا لگا۔

ایک مہمان کہنے لگے **مجھے آج یوں لگا کہ میں کسی اور دنیا میں ہوں۔** مرکزی موضوع بھی یہی تھا کہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں خاص طور پر ان کا جو سب سے کمزور اور ضرورتمند ہیں۔ پھر کہنے لگا خلیفہ نے قرآن کے ذریعہ ثابت کیا کہ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ انہوں نے یقیناً مجھے تسلی دلائی اور مجھے امید ہے کہ دوسروں نے بھی جو یہاں موجود تھے اس طرح فائدہ اٹھایا ہو گا۔

ایک مہمان نے کہا کہ آج کے خطاب میں بہت سے موضوعات پر بات کی۔ **لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے مگر آپ کے خلیفہ کا پیغام اس سے بالکل مختلف ہے۔**

پھر ایک سویڈش مہمان نے کہا کہ اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا۔ یہ بڑی اچھی بات تھی کہ جس طرح میڈیا ہمیں ہر وقت اسلام کے بارے میں بتاتا ہے کہ یہ ایک متشدد مذہب ہے مگر آج ہمیں اس کے برعکس ہی سننے کو ملا۔ خلیفہ نے ہمیں تسلی دلائی اور ہمارے ڈر کو دُور کیا اور ثابت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پُرامن تھے۔

پھر ایک مہمان نے کہا آج یہاں آنے سے پہلے مَیں اسلام کے بارے میں خوفزدہ تھی مگر آج جو مجھے نظر آیا اور جو میں نے دیکھا وہ بالکل مختلف تھا۔ خلیفہ کا پیغام رحمدلی، ہمدردی اور امن کا پیغام تھا۔ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ آپ کو ہر شخص سے اس کے مذہب کی پرواہ کئے بغیر محبت کرنی چاہئے۔ **اس نے میرے دل کو چھو لیا نیز یہ بھی سن کر اچھا لگا** کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کے بارہ میں تعلیم دیتا ہے۔

اس طرح کے بہت سارے تأثرات مہمانوں کے ہیں۔ بدھسٹ بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں اور سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ جو ہے وہ یقیناً شدت پسندی کے خلاف ہے۔

ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے کہا کہ خلیفہ کو ہر جگہ اور ہر پلیٹ فارم پر اسلام کی نمائندگی کرنی چاہئے اور لوگوں کو ان کی بات سننی چاہئے۔ اگر کسی کو اسلام کا کچھ بھی خوف تھا تو وہ آج دُور ہو گیا ہو گا۔ پھر کہنے لگے کہ ایک مہمان نے کہا کہ یہ تقریر آسٹریا کے لوگوں کو دینی چاہئے کیونکہ ان ملکوں میں لوگ اسلام کی نفرت اور اسلام کے خوف میں جنونی ہو چکے ہیں۔ انہیں یہ تقریر سننے کی سخت ضرورت ہے تا کہ وہ سیکھ سکیں کہ اسلام ایک امن کا مذہب ہے۔ خلیفہ نے بہت خوبصورتی سے مساجد کے مقاصد کے بارے میں سمجھایا اور یہ کہ مسجد کا مطلب امن ہے اور یہ کہ صلوٰۃ کا مطلب بھی امن اور امان ہے۔ مجھے یہ بھی اچھا لگا کہ آپ کے خلیفہ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور صرف امن قائم کرنے کے بارے میں فکر کرتی ہے۔ اور مجھ پر یہ بات بھی بہت اثر انداز ہوئی جب خلیفہ نے کہا کہ احمدی انسانیت کی تکالیف دور کرنا چاہتے ہیں اور ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ پھر یہ بھی بہت دلچسپ بات تھی کہ خلیفہ نے بتایا کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایک مسجد ضرار کو گرا دیا گیا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مساجد صرف امن کی جگہیں ہوتی ہیں۔

سویڈن کے دارالحکومت سٹاک ہوم میں بھی ایک ریسپشن تھی وہاں بھی چھ ممبران پارلیمنٹ شامل ہوئے۔ دوسرے حکومتی اہلکار بھی تھے۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے اور وہاں بھی لوگوں نے بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔

ایک مہمان نے کہا کہ مجھے آج بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ بہت متاثر کن تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس سے امید بندھی ہے۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ خلیفہ یہاں آئے۔ خلیفہ کے پیغام نے ہمیں احساس دلایا کہ ہم کسی تنازعے کو دیکھ کر آنکھیں بند نہ کر لیا کریں کہ یہ خود ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ بہت ٹھوس پیغام تھا اور میں اس کے لئے بہت شکر گزار ہوں۔

پھر ایک مہمان نے کہا کیونکہ آجکل دنیا میں ایسی طاقتیں کام کر رہی ہیں جو انسان کو انسان سے دور کرنا چاہتی ہیں سب کو ایک جگہ اکٹھا کرنے میں آپ ہر لحاظ سے کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ جب ہم ملتے ہیں تو ہماری آنکھیں کھلتی ہیں اور ہمیں مزید کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

عراق سے آنے والے ایک عیسائی مہاجر سلام صاحب نے کہا کہ میں نے عراق میں کبھی ایسی باتیں نہیں سنیں۔ **وہاں لوگ اسلام کی وہ شکل پیش نہیں کرتے جو آپ کے خلیفہ بتا رہے ہیں۔ کاش کہ عراقی لوگ خلیفہ کی بات سن لیتے** تو ہمیں اس طرح ہجرت نہ کرنی پڑتی اور یہاں سویڈش لوگوں کے سامنے بھکاری بن کر نہ آنا پڑتا۔ یہاں سویڈش لوگوں کو لگتا ہے کہ میں کوئی حق جمانے آیا ہوں۔ یہ احساس میرے لئے بہت برا ہے۔ عراق میں آپ کے خلیفہ جیسا ایک شخص بھی نہیں ہے۔ خلیفہ تو صاف صاف بات کرتے اور بتاتے ہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا

ہے۔ آپ کی جماعت تمام مسلم فرقوں سے بہتر ہے۔

پھر ایک مہمان کہتی ہیں کہ **جو پیغام خلیفہ نے دیا یہی اصل پیغام ہے** جو تمام مذاہب نے اپنے آغاز میں دیا ہے۔ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم یہی ہے۔ خلیفہ یکسانیت کی طرف بلا رہے ہیں۔ آپ کی باتیں سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ دنیا کے مسائل مذہب کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اگر مسلمانوں کے ساتھ ہمارے اختلافات ہیں تو وہ مذہب کے نہیں ہیں بلکہ کلچر کے ہیں۔

ڈنمارک میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جو کوریج ہوئی ہے اس میں اس کا ایک نیشنل اخبار "کرسچن بلادت" ہے۔ اس نے ہوٹل میں جو فنکشن ہوا تھا اس کی خبر دی۔ پڑھنے والے تو پچاس ہزار ہی ہیں۔ اسی طرح ایک اور ریڈیو 24 کی جرنلسٹ انٹرویو کے لئے مشن آئی اور تقریباً پونے گھنٹے کا انٹرویو لیا اور پھر اس کو ڈینش ترجمہ کے ساتھ من وعن شائع کیا، سنایا۔ اس ریڈیو کے ایک وقت میں سامعین کی تعداد پچیس سے چالیس ہزار ہے۔ ٹی وی پی آر نے اپنی خبروں میں کوریج دی۔ اس کے سامعین کی تعداد دو ملین ہے۔ اسی طرح دوسرے میڈیا وغیرہ کے ذریعہ کل تقریباً تین ملین افراد تک اسلام کا یہ پیغام پہنچتا رہا یا پہنچا۔

اسی طرح سویڈن میں مختلف اخباروں اور ریڈیو چینل، ٹی وی چینل وغیرہ کے چھ انٹرویو ہوئے اور نیشنل ٹی وی پر انہوں نے خبریں بھی دیں۔ اس طرح مجموعی طور پر تقریباً آٹھ ملین کے قریب لوگوں تک سویڈن میں بھی پیغام پہنچا۔

پس جس طرح جماعت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور جس طرح لوگوں کے تاثرات ہیں وہ میں نے بیان کئے ہیں۔ عمومی طور پر اسلام کی تعلیم سن کر ان لوگوں کو حقیقت کا علم ہوا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے میں ہے اور اس کے ساتھ ہی سلامتی اور امن کا پیغام ہے اور حقوق العباد ادا کرنا ہے۔ اور یہ لوگوں کو پتا لگ گیا کہ جماعت احمدیہ کیونکہ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے یہ حقوق ادا کر رہی ہے۔ پس یہ بنیادی چیز ہے کہ ہر احمدی اس بات کو سمجھے کہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی یہ حقوق صحیح طور پر ادا ہو سکتے ہیں۔

حقیقی خلافت صرف اپنوں کے خوف کو امن میں نہیں بدلتی بلکہ غیروں کے خوف کو بھی امن میں بدلتی ہے اور یہی اکثر تاثرات ہیں جو لوگوں نے بیان کئے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے جس کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے کہ ان کی جو خوف کی حالتیں تھیں وہ یہاں ہمارے فنکشنوں پر آکر امن میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تائیدات بھی ساتھ ہیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا دوسروں پر اثر ڈالتی ہیں۔ اس لئے بعض نے قرآن کریم کو پڑھنے کا بھی اظہار کیا۔ ایک دو کی مثالیں بھی مَیں نے پیش کیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہٹ کر اگر کوئی اس زمانے میں خلافت قائم کرنا چاہتا ہے یا چاہے گا تو وہ ناکام ہو گا اور امن قائم نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت اولیٰ کے زمانے میں یا ابتدائی زمانے میں

خلفائے راشدین کے زمانے میں جب حقیقی خلافت تھی تو حضرت عمر کے زمانے میں کیا ہوا۔ شام اور عراق میں ایسا امن قائم کیا کہ وہاں کے عیسائی اس وقت جبکہ رومن حکومت نے دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی، روتے تھے کہ مسلمان دوبارہ واپس آئیں۔ اور جب مسلمان دوبارہ واپس آئے تو انہوں نے خوشیاں منائیں۔

(ماخوذ از الفاروق از علامہ شبلی نعمانی صفحہ 114 ادارۃ اسلامیات)

لیکن اب کیا ہو رہا ہے۔ شام اور عراق میں خلافت کے نام پر جو تحریک شروع ہوئی ایک تو اس میں کوئی طاقت نہیں تھی، حقیقت نہیں تھی اور شروع میں جو ابتدائی طاقت تھی وہ بھی اب ختم ہو گئی اور کوئی زور نہیں رہا۔ جو کام خلافت کے نام پر شروع ہوا تھا دو تین سال میں بلکہ اس سے بھی کم عرصے میں وہ صرف ایک تنظیم کا نام رہ گیا جس نے نہ اپنوں کو امن دیا ہے نہ غیروں کو امن دیا ہے۔ وہاں جانے والے بہت سے ایسے ہیں جو اسلام اور خلافت کے نام پر ایک جذبے کے ساتھ گئے تھے۔ یہاں سے، یورپ سے بھی جاتے رہے لیکن غیر اسلامی حرکتیں دیکھ کر مایوس بھی ہوئے۔ کئی ان میں ایسے ہیں جو واپس آنا چاہتے ہیں لیکن نہیں آسکتے۔ یہ بھی میڈیا میں آرہا ہے۔ خوف کی حالت میں رہ رہے ہیں۔ تمام راستے ان کے لئے بند ہیں۔

شدت پسندی کا یہ حال ہے کہ گزشتہ دنوں ایک خبر تھی کہ ایک عورت کا چھوٹا دودھ پیتا بچہ بھوک سے تڑپ رہا تھا اور گھر کا فاصلہ دور تھا۔ عورت نے بالکل ایک علیحدہ جگہ جا کر درخت کے نیچے بچے کو دودھ پلانا شروع کیا تو اس وقت یہ اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار اور اسلام کی حفاظت کرنے والے آگئے اور ان نام نہاد خلافت کے سپاہیوں نے اس عورت سے اس کا بچہ چھینا کہ تم سڑک پر بیٹھی دودھ پلا رہی ہو۔ حالانکہ بالکل ایک علیحدہ جگہ تھی اور پھر بچہ چھین کر گولیاں مار کر اس عورت کو مار دیا۔ تو یہ وہ ظلم ہیں جو وہاں ہو رہے ہیں۔ اور مارا اس بات پر کہ تم یہ غیر اسلامی فعل کر رہی ہو۔ انہوں نے تو اپنوں کا امن بھی چھین لیا ہے تو غیروں کو انہوں نے کیا امن دینا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے مثال دی کہ حضرت عمر کے زمانے میں تو عیسائی بھی اس بات پر خوش تھے کہ ہمیں مسلمان امن دے رہے ہیں اور عیسائی امن نہیں دے رہے اور آج اس کے بالکل الٹ ہو رہا ہے۔ لیکن یہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو اپنوں اور غیروں کے خوف کو امن میں بدل رہی ہے اور مختلف لوگوں کے تاثرات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات خلافت احمدیہ کے ساتھ ہیں اور کبھی کم نہیں ہوتیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ گزشتہ 108 سال کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔

(ماخوذ از رسالہ دعوت قوم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 64)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا قیام اور خلافت کا وعدہ الٰہی وعدہ ہے اور وہی چیز جو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تھی لوگوں نے وہ ختم کرنے کی کوشش کی لیکن ختم نہیں ہوئی۔ وہ آج بھی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی ختم نہیں کر سکتے۔ اور یہ خلافت اور یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ جاری رہنے کے لئے ہے۔

اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اتنی بڑی تعداد تک اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ اس نے یہ پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانا ہے تو پھر ان ترقیات کو کون ہے جو روک سکتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی اور ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہمیشہ وفا کے ساتھ خلافت احمدیہ کے ساتھ منسلک رکھے اور ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو مزید شان سے جلد از جلد پورا ہوتا ہوا دیکھ سکیں۔

نماز کے بعد مَیں تین جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے اور دو غائب۔ **جنازہ حاضر ہے مکرم چوہدری فضل احمد صاحب وقف کا ہے** جو ماسٹر غلام محمد صاحب مرحوم آف ننکانہ کے بیٹے تھے۔ 23/ مئی 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت عمر دین صاحب بنگوی ؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر مرحوم کے بھتیجے تھے۔ لمبا عرصہ منڈی بہاؤالدین میں رہے۔ پھر جرمنی شفٹ ہو گئے۔ چند سال سے لندن میں مسجد فضل کے حلقہ میں مقیم تھے۔ ساری زندگی مختلف عہدوں پر جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ منڈی بہاؤالدین میں بھی سیکرٹری مال، سیکرٹری تعلیم القرآن اور امام الصلوٰۃ وغیرہ عہدوں پر فائز رہے۔ جہاں بھی رہے سینکڑوں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ 1987ء کے رمضان المبارک میں کلمہ طیبہ کے کیس میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ انتہائی نیک، صالح، قرآن کریم سے محبت کرنے والے شفیق اور بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم داؤد احمد صاحب شہید ابن مکرم حاجی غلام محی الدین صاحب کا ہے جو کراچی میں رہتے تھے۔ 24/ مئی 2016ء کو 60 سال کی عمر میں مخالفین احمدیت نے رات تقریباً 9 بجے آپ کو گھر کے باہر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق داؤد احمد صاحب اپنے گھر کے باہر ایک غیر از جماعت کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان کے دوست ابھی تھوڑے فاصلے پر ہی تھے کہ اسی دوران ایک موٹر سائیکل پر سوار دو نامعلوم افراد آئے اور پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے موٹر سائیکل سے اتر کر آپ پر فائرنگ کر دی۔ غیر از جماعت دوست ان کی مدد کے لئے آگے بڑھے تو حملہ آوروں نے ان کی ٹانگوں پر بھی فائر کئے اور موقع سے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں مکرم داؤد صاحب کو تین گولیاں لگیں جو سینے اور پیٹ سے آر پار ہو گئیں۔ فائرنگ کی آواز سن کر ارد گرد سے

لوگ جائے وقوعہ پر جمع ہو گئے اور انہوں نے مکرم داؤد صاحب کو فوری طور پر قریبی واقع ہسپتال میں پہنچایا جہاں سے فرسٹ ایڈ کے بعد دونوں کو لیاقت نیشنل ہسپتال شفٹ کر دیا گیا جہاں ڈاکٹرز نے داؤد صاحب کا آپریشن بھی کیا لیکن پیٹ میں لگنے والی گولیوں نے جگر اور بڑی اور چھوٹی آنت کو شدید متاثر کیا تھا۔ سینہ میں لگنے والی گولیوں سے بہت زیادہ خون ضائع ہو گیا تھا اس لئے جانبر نہ ہو سکے اور آپریشن کے دوران ہی جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے غیر از جماعت دوست جو زخمی تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت مولوی الف دین صاحبؓ آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا اور 1956ء میں ربوہ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کے والد نیوی میں ملازم تھے پھر یہ کراچی چلے گئے اور وہاں پھر انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ ان کا ایک حادثے میں بازو بھی ضائع ہو گیا تھا لیکن انہوں نے کبھی بازو کی کمی کو اپنے کام میں حائل نہیں ہونے دیا۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے نرم مزاج، علاقے کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔

ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس انسان تھے۔ وقوعہ کے بعد تحقیق کرنے والے ادارے جب علاقے کے لوگوں سے معلومات لے رہے تھے تو ہر شخص کا یہی کہنا تھا کہ یہ شخص تو کسی سے جھگڑا نہیں کر سکتا۔ جھگڑا کرنا تو دُور کی بات ہے یہ تو دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے اور دوسروں کے کام آنے والے نیک انسان تھے۔ جماعتی خدمات میں بھی پیش پیش رہے۔ آپ کا گھر عرصہ 18 سال تک نماز سینٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا اور اسی طرح انصار اللہ اور جماعتی کاموں میں بھی خدمت کی ان کو توفیق ملی۔ ان کا ایک بیٹا اس وقت جامعہ احمدیہ میں چوتھے سال میں پڑھ رہا ہے۔ ان کے دو بیٹے ملک سے باہر کام کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کا ہے جو 25/ مئی 2016ء کی صبح ربوہ میں 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم مولوی محمد اشرف صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کے ہاں اکتوبر 1942ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم منشی محمد رمضان صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1909ء میں بیعت کی تھی۔ آپ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلالپوریؓ کے نواسے اور مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل کے بھانجے تھے۔ آپ کے والد مکرم مولوی محمد اشرف صاحب بھی وقف جدید کے معلم تھے۔ بنیادی تعلیم میٹرک تھی۔ پھر آپ نے 1961ء میں زندگی وقف کی اور جامعہ میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔

1969ء میں وہاں سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران ایف۔ اے اور مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس

کیا۔ پھر ان کا تقرر وہاں نظارت اصلاح وارشاد میں اور مختلف جگہوں پر ہوتا رہا۔ ادارۃ المصنفین، وکالت تبشیر میں بھی کام کیا اور نظارت تعلیم القرآن میں بھی کام کیا۔ اصلاح وارشاد مقامی میں مختلف علاقوں میں مربی کے طور پر کام کیا۔ 90ء سے 98ء تک اشاعت و تصنیف کی نظارت میں کام کیا۔ پھر وکالت دیوان میں 99ء سے 2006ء تک کام کیا۔ 2006ء سے 08ء تک وکالت اشاعت کے ماہنامہ تحریک جدید کے ایڈیٹر رہے۔ اکتوبر 2008ء سے وفات تک نگران متخصصین (جامعہ کے فارغ التحصیل جو اسپیشلائز کرتے ہیں) ان کے نگران رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب مربی، داعی الی اللہ، مناظر تھے۔

انہوں نے بعض کتابیں بھی لکھیں۔ انصار اللہ میں بھی خدمت کا موقع ملا اور بڑے دعا گو انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے ورثاء میں ان کی اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ بیٹا یہیں ہے جو باپ کے جنازے پہ جا بھی نہیں سکے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اور اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور اپنے باپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 17/ جون 2016ء تا 23/ جون 2016ء جلد 23 شمارہ 25 صفحہ 05 تا 09)

23

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 03/ جون 2016ء بمطابق 03 احسان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

انشاء اللہ تعالیٰ تین چار دن تک رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ ان دنوں میں روزے لمبے دن ہونے کی وجہ سے گرم ممالک میں بڑے سخت بھی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہر صحت مند بالغ پر یہ فرض ہیں۔ ہاں بعض حالات میں روزے رکھنے میں سہولت بھی دی گئی ہے۔ ان گرم ممالک میں بھی بعض مزدوروں کو یا بعض اور شرائط ہیں کہ اگر ایسے حالات ہوں کہ وہ روزے نہ رکھ سکیں تو سہولت ہے۔ اسی طرح بعض ممالک جہاں آجکل بائیس تیئس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے، وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جُھٹ پُٹے کا وقت رہتا ہے **اس لئے وہاں کی جماعتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کر لیں** جو آجکل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کر کے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہو گا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہو گا۔ نہ تہجد پڑھی جا سکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معین ہو سکیں گے۔ بہر حال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں، کس طرح انہوں نے ایڈجسٹ کرنا ہے۔

روزے اسلام کے بنیادی رکنوں میں سے ہیں اور انہیں پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ روزوں کے متعلق بعض چھوٹے چھوٹے سوال بھی اٹھتے ہیں۔ سحری کے وقت کے متعلق، افطاری کے متعلق، بیماری کے متعلق، مسافر کے متعلق، اس طرح مختلف سوال ہوتے ہیں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہر سال لاکھوں لوگ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے بھی اور غیر مذاہب میں سے بھی شامل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بھی بعض احکامات کے بارے میں مختلف فقہی نظریات ہیں۔ ان نظریات کے ساتھ جب وہ جماعت میں آتے ہیں تو بعض باتیں ان میں بے چینیاں پیدا کر دیتی ہیں۔ بعض وضاحتیں وہ لوگ چاہتے ہیں۔ بعض تفصیلات چاہتے ہیں یا

بعض سوال اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح بعض غیر مذاہب سے آنے والے بالکل ہی بعض چیزوں کا علم نہیں رکھتے بلکہ ان کو علم ہوتا ہی نہیں وہ تو نئے طور پہ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے اسلام کے بنیادی جو رکن ہیں ان کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور حَکَم اور عدل بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے ہر معاملے کا فیصلہ کرنا تھا اور کیا اور ہر مسئلے کا حل بتانا تھا اور بتایا۔ پس اس لحاظ سے اس زمانے میں ہمیں اپنے مسائل کا حل اور علم میں اضافے کے لئے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت روزوں کے حوالے سے جیسا کہ میں نے کہا سوال اٹھتے رہتے ہیں بعض سوالوں کے جواب یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان کے بارے میں کیا مؤقف تھا یا کیا آپؑ نے حکم فرمایا۔ کیا آپؑ کا فتویٰ تھا۔ ان کے بارے میں بیان کروں گا۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپ علیہ السلام کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لئے اس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے۔

پہلی بات تو ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس لئے تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے روزوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ "اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں مثلاً رمضان کے بارے میں مختلف بچے بھی سوال کرتے ہیں **کہ رمضان اور عید وغیرہ جو ہیں ہم غیر احمدی مسلمانوں سے مختلف وقت میں کیوں پڑھتے ہیں یا کیوں شروع کرتے ہیں۔** اوّل تو یہ کوئی اصول نہیں کہ ہمارے رمضان شروع کرنے کے دن اور عید کا دن ضرور مختلف ہو۔ اور نہ ہی ہم جان بوجھ کر اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ کئی ایسے بھی سال آئے ہیں اور آتے ہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے روزے اور عید ایک ہی دن ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اور مسلمان ممالک میں جہاں رؤیت ہلال کمیٹیاں حکومت کی طرف سے بنی ہوئی ہیں جب وہ یہ اعلان کرتی ہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے اور گواہوں کی موجودگی ہے تو ہم احمدی مسلمان بھی اس کے مطابق اپنے روزے رکھتے ہیں اور روزے ہمارے ختم بھی اس کے مطابق ہوتے ہیں اور عید بھی اس کے مطابق منائی جاتی ہے۔

اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آ جائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا

جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کر لیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"خدائے تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقّتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا۔ مثلاً روزہ رکھنے کے لئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب تک قواعد ظنّیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس کا ہو گا یا تیس کا۔ تب تک رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو۔" یعنی جو قواعد سائنسدانوں کی طرف سے اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ جو فلکیات کا یا ستاروں کا علم رکھتے ہیں انہوں نے جو قواعد بنائے ہیں ضروری نہیں کہ ان قواعد کی پابندی کی جائے اور اگر ان کے اندازے یہ کہتے ہیں کہ چاند انتیس کا ہو گا یا تیس کا تو اس کے مطابق عمل کرو اور چاند کو دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔ رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو یہ غلط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نہیں ہو تا رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو" اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالایطاق ہے۔ "بلاوجہ اسی بات پہ عمل کرنا کہ کیونکہ ہمیں اندازے یہ بتا رہے ہیں اس لئے اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کریں گے یہ بلاوجہ کی ایک تکلیف ہے۔ فرمایا کہ "اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ سو یہ بڑی سیدھی بات" ہے" اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منجم و ہیئت دان نہ رہیں" یعنی صرف ستاروں اور اجرام فلکی کا علم رکھنے والوں کے محتاج نہ رہیں" اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی رؤیت پر مدار رکھیں۔ صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں۔ "چاند کو دیکھنا ضروری ہے۔ اگر دیکھنے کی کوشش کی جائے اور نظر نہ آئے تو پھر جو حساب کتاب ہے اس پہ بھی انحصار کیا جا سکتا ہے اور اس بات پہ بھی انحصار ہو کہ تیس دن سے زیادہ اوپر نہ جائیں۔ اور فرمایا کہ" اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں عند العقل رؤیت کو قیاساتِ ریاضیہ پر فوقیت ہے۔" عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جو آنکھوں سے دیکھنا ہے اس کو صرف حسابی اندازے جو ہیں ان اندازوں پر بہر حال فوقیت ہے۔ فرمایا کہ "آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رؤیت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دوربینی و خوردبینی ایجاد کئے۔"

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 192-193)

جو یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ہیں، عقلمند لوگ ہیں، سائنسدان ہیں انہوں نے اس بات کو معتبر سمجھتے ہوئے کہ دیکھنا جو ہے وہ بہر حال زیادہ اعلیٰ چیز ہے، اس خیال کی وجہ سے اپنے آلات بنائے ہیں۔ دُور بینیں بنائی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اجرام فلکی کو دیکھتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا بعض دفعہ حساب میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اگر غلطی ہو جائے مثلاً اگر چاند ایک دن پہلے نظر آنا ثابت ہو جائے تو پھر کیا کیا جائے کیونکہ اس کا مطلب ہے ایک روزہ چھوٹ گیا۔ ہم نے ایک دن بعد شروع کیا اور چاند اس سے پہلے نظر آ گیا اور ثابت بھی ہو گیا کہ نظر آ گیا تھا۔ اس بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ "سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے" جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ عام طور پر اس علاقے میں ہر جگہ "اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا تھا۔" اس نے پوچھا کہ روزہ تو بدھ کو رکھا جانا چاہئے تھا۔ ہمارے ہاں پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔" اب ہم کو کیا کرنا چاہئے؟ حضرت "مسیح موعود علیہ السلام" نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک اور روزہ رکھنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 437)

جو روزہ چھوٹ گیا وہ رمضان کے بعد پورا کرو۔ **اسی طرح سحری کھانے کا معاملہ ہے۔** سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور...الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ "منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔" آپؑ نے سحری کھاتے "دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟" سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے "اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟" آپؑ نے فرمایا کہ "یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں" ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔" ہر ایک

سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلد دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔"

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز تہجد پڑھنا اور سحری کھانے کے بارے میں ایک روایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو سے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم تک۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْث اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔"

حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ "خاکسار عرض کرتا ہے کہ دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے۔

اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً" بعض جگہوں پہ "سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہو بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح "صادق" کی سفیدی ظاہر ہو جاوے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔

حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 295-296)

گزشتہ سال ایک دوست کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ زیادہ دیر تک سحری کھاتے رہتے ہیں۔ اس بات پر انہوں نے شاید میری بات سن کے دوبارہ روزے رکھ لئے۔ لیکن اگر یہ وقت جو تھا اس وقت سے آگے نہیں لے کر گئے تھے پھر تو ٹھیک ہے۔ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور اب بھی ہر ایک جائزہ لے سکتا ہے۔ یہاں تو اذانیں نہیں ہوتیں۔ صبح صادق کو دیکھنا ضروری ہے۔ جب پو پھٹتی ہے یعنی جب دھاری نمودار ہوتی ہے تو اس وقت تک سحری کھائی جاسکتی ہے۔

سحری پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کی ایک اور مثال بھی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ "اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا" ہے "کہ 1903ء کا ذکر ہے کہ مَیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رُڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضورؑ نے پوچھا "کہ "سفر میں تو روزہ نہیں تھا؟" ہم نے کہا نہیں۔ حضورؑ نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا "ہم روزہ رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا "بہت اچھا!" پھر فرمایا کہ "بہت اچھا آپ سفر میں ہیں۔" ڈاکٹر صاحب نے کہا حضورؑ! چند روز قیام کرنا ہے۔ دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ "اچھا! ہم آپ کو کشمیری پراٹھے کھلائیں گے۔" ہم نے خیال کیا کہ کشمیری پراٹھے خدا جانے کیسے ہوں گے؟ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجد اور نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا۔) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کے اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ ان کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے کشمیری تھیں اور پراٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضورؑ نے یہ پراٹھے ان سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پراٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ "اچھی طرح کھاؤ۔" مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دلوں پر جو اثر حضورؑ کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے رُوئیں، رُوئیں میں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "اور کھاؤ۔ ابھی بہت وقت ہے۔ فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ** (البقرۃ:188)۔ اس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی بہت وقت ہے مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے۔" پھر کہتی ہیں "جب تک ہم کھاتے رہے حضور کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضورؑ تشریف رکھیں میں خود خادمہ سے پراٹھے پکڑ لوں گا یا میری بیوی لے لیں گی مگر حضورؑ نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں عمدہ سالن "بھی تھا" اور دودھ سوّیاں وغیرہ کھانے بھی تھے۔"

(سیرۃ المہدی جلد 2 حصہ پنجم صفحہ 202-203 روایت نمبر 1320)

بیشک اچھا کھانا تو کھائیں لیکن اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔ روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھنا ہے اور رکھا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر تنگیوں میں بسر کرو۔ اس لئے ہم نے روزے فرض کئے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے تا تمہاری تنگیاں دُور ہوں۔ یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے۔ یہ نکتہ بڑا یاد رکھنے والا ہے کہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ اور اس کی وضاحت کیا ہے۔ یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے اور جو یہ ہے کہ روزے میں بھوکا رہنا یا دین کے لئے قربانی کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی یہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصل زندگی اسی سے ہے۔ اس کے سوا جو روٹی ہے وہ روٹی نہیں پتھر ہیں جو کھانے والے کے لئے ہلاکت کا موجب ہیں۔ مومن کا فرض ہے کہ جو لقمہ اس کے منہ میں جائے اس کے متعلق پہلے دیکھے کہ وہ کس کے لئے ہے۔ اگر تو وہ خدا کے لئے ہے تو وہی روٹی ہے اور اگر نفس کے لئے ہے تو وہ روٹی نہیں۔

پس سحری اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھائی جا رہی ہے تو اگر اچھی بھی کھائی جا رہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور وہ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں برکت ہے۔ اور پھر اگر پیٹ بھرنا ہے اور اچھی خوراک کھانا ہے اور مزہ لینا ہے تو پھر وہ نفس کے لئے ہے۔ پھر آگے حضرت مصلح موعودؓ نے وضاحت کی ہے کہ جو کپڑا خدا کے لئے پہنا جائے وہی لباس ہے۔ جو نفس کے لئے پہنا جاتا ہے وہ ننگا ہے۔

دیکھو کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت نہیں اٹھا سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی اِبطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کے وزن رمضان میں کم ہونے کے بجائے بڑھ جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خوید۔ یعنی گندم اور جَو کی اچھی اعلیٰ خوراک ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو ہیں ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 395-396)

اب ایک طرف حکم ہے کہ سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ افطاری کرو اس میں برکت ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر صرف کھانا ہی مقصد ہو تو ایک یہ چیز اس برکت کو کم بھی کر دیتی ہے۔ پس اعتدال ضروری ہے۔ اچھا کھاؤ لیکن اعتدال کے ساتھ۔

سفر اور بیماری میں روزہ جائز نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں "مجھے خوب یاد ہے کہ غالباً مرزا یعقوب بیگ صاحب جو آجکل غیر مبائع ہیں اور ان کے لیڈروں میں سے ہیں ایک دفعہ باہر سے آئے۔ عصر کا وقت تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زور دیا کہ روزہ کھول دیں اور فرمایا سفر میں روزہ جائز نہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ بیماریوں کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا۔ ہمارا یہی مذہب ہے کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دین سختی نہیں بلکہ آسانی سکھاتا ہے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے "وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر اگر روزہ رکھ سکے تو رکھ لے ہم اُسے درست نہیں سمجھتے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے محی الدین ابن عربی کا قول بیان کیا کہ سفر اور بیماری میں روزہ رکھنا آپ جائز نہیں سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ایسی حالت میں رکھا ہوا روزہ دوبارہ رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا ہاں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔"

(خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 37)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا جبکہ آپؓ خطاب فرما رہے تھے کہ مجھے ایک "سوال پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ" ہے "کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ کے متعلق یہ فتویٰ دیا ہے کہ "مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا؟" اور حضرت مصلح موعودؓ کو انہوں نے کہا ہے کہ "الفضل میں میرا یہ اعلان" آپ کی طرف سے "شائع کیا گیا ہے کہ احمدی احباب جو سالانہ جلسے پر آئیں وہ یہاں آکر روزے رکھ سکتے ہیں۔" جلسہ سالانہ کے دنوں میں رمضان آگیا تھا اور جلسہ انہی دنوں میں ہوا لیکن جنہوں نے روزے رکھنے تھے وہ روزے بھی رکھتے رہے۔" مگر جو نہ رکھیں اور بعد میں رکھیں ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں؟" یہ اعلان شائع ہوا ہے۔" اس کے متعلق" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "اوّل تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا کوئی فتویٰ الفضل میں شائع نہیں ہوا۔ ہاں ایک فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میری روایت سے چھپا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ خلافت کے پہلے ایام میں سفر میں روزہ رکھنے سے مَیں منع کیا کرتا تھا کیونکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا کہ آپ مسافر کو روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا" کہ "مرزا ایوب بیگ صاحب رمضان میں آئے اور انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا لیکن عصر کے وقت جبکہ وہ آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہہ کر روزہ کھلا دیا کہ سفر میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ اس پر اتنی لمبی بحث

اور گفتگو ہوئی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے سمجھا کہ شاید کسی کو ٹھوکر لگ جائے۔ اس لئے آپ نے ابن عربی کا ایک حوالہ دوسرے دن تلاش کر کے لائے کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔" حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں" اس واقعہ کا مجھ پر یہ اثر تھا کہ میں سفر میں روزہ رکھنے سے روکتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک رمضان میں مولوی عبد اللہ صاحب سنوری یہاں رمضان گذارنے کے لئے آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ باہر سے آنے والوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں۔ مگر میری روایت ہے کہ یہاں ایک صاحب آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے یہاں ٹھیرنا ہے اس دوران میں مَیں روزے رکھوں یا نہ رکھوں "پہلے دو واقعات بھی گذر چکے ہیں کہ مسافر قادیان میں آ کے روزے رکھتے رہے تھے۔" اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں آپ روزے رکھ سکتے ہیں کیونکہ قادیان احمدیوں کے لئے وطن ثانی ہے۔" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں" گو مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے مقرب تھے مگر میں نے صرف ان کی روایت کو قبول نہ کیا۔ اور لوگوں کی بھی اس بارے میں شہادت لی تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کی رہائش کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت دیتے تھے۔ البتہ آنے اور جانے کے دن روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس وجہ سے مجھے پہلا خیال بدلنا پڑا۔

پھر جب اس دفعہ رمضان میں سالانہ جلسہ آنے والا تھا اور سوال اٹھا کہ آنے والوں کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں تو ایک صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب جلسہ رمضان میں آیا تو ہم نے خود مہمانوں کو سحری کھلائی تھی۔ ان حالات میں جب مَیں نے یہاں جلسہ پر آنے والوں کو روزہ رکھنے کی اجازت دی تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فتویٰ ہے۔ پہلے علماء تو سفر میں روزہ رکھنا بھی جائز قرار دیتے رہے ہیں اور آجکل کے سفر کو تو غیر احمدی مولوی سفر ہی نہیں قرار دیتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر آپ نے ہی یہ بھی فرمایا کہ یہاں قادیان میں آ کے روزہ رکھنا جائز ہے۔ اب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم آپ کا ایک فتویٰ تو لے لیں اور دوسرا چھوڑ دیں۔ اس طرح تو وہی بات بن جاتی ہے جو کسی پٹھان کے متعلق مشہور ہے۔ پٹھان فقہ کے بہت پابند ہوتے ہیں۔ ایک پٹھان طالبعلم تھا جس نے فقہ میں پڑھا تھا کہ نماز حرکت کبیرہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ جب اس نے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلم کے متعلق پڑھا کہ آپ نے ایک دفعہ حرکت کی تو کہنے لگا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلم کی نماز ٹوٹ گیا کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔" غرض یہ پٹھان یا جو بھی شخص ان مولویوں کے پڑھے ہوئے ہیں وہ اُلٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوے دینے لگ گئے۔ تو آپ فرماتے ہیں" غرض جس نے یہ فتویٰ دیا کہ سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی نے یہ بھی فرمایا کہ قادیان احمدیوں کا وطن ثانی ہے یہاں روزہ رکھنا جائز

ہے۔ اس لئے یہاں روزہ رکھنا آپ ہی کے فتویٰ کے مطابق ہوا۔ گو اس کی اَور بھی وجوہات ہیں۔"

(الفضل 4 جنوری 1934ء صفحہ 3-4 جلد 21 نمبر 80)

قیام کے دوران روزوں کے بارے میں "حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: روزوں کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ پر تین دن سے زائد اقامت کرنی ہو تو پھر وہ روزے رکھے اور اگر تین دن سے کم اقامت کرنی ہو تو روزے نہ رکھے اور اگر قادیان میں کم دن ٹھہرنے کے باوجود روزے رکھ لے تو پھر روزے دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔"

(فتاویٰ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رجسٹر نمبر 5 دار الافتاء ربوہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 208 باب روزہ اور رمضان)

کیونکہ قادیان وطن ثانی ہے اس میں تین دن سے کم وقت میں بھی اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن باقی جگہوں پر تین دن اگر قیام ہے تو روزے رکھ سکتا ہے۔ مسافر اور مریض روزہ نہ رکھیں۔ اس بارے میں ایک روایت ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ معلوم کر کے کہ لاہور سے ایک شخص شیخ محمد چٹّو صاحب آئے ہیں اور دوسرے احباب بھی آئے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خُلق عظیم کی بناء پر باہر نکلے۔ غرض یہ تھی کہ باہر سیر کو نکلیں گے۔ احباب سے ملاقات کی تقریب ہو جائے گی۔ جو لوگ آئے ہیں ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ دوسرے لوگوں کو بھی پتا لگ گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائیں گے اس لئے بہت سارے لوگ چھوٹی مسجد میں مسجد مبارک میں موجود تھے۔ جب حضرت اقدس اپنے دروازے سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے شیخ صاحب کی طرف دیکھ کر بعد سلام مسنون خیریت پوچھی کہ آپ اچھی طرح سے ہیں؟ پرانے ملنے والوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے بابا چٹّو جو آئے تھے انہوں نے کہا کہ بڑا شکر ہے۔

حضرت اقدس نے حکیم محمد حسین قریشی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کے کھانے ٹھہرنے کا پورا انتظام کر دو۔ جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کر دو کہ ان کے کھانے کے لئے جو مناسب ہو اور پسند کریں وہ تیار کریں۔ حکیم صاحب نے کہا بہت اچھا۔ انشاء اللہ تکلیف نہیں ہو گی۔ اور پھر حضرت اقدس نے ان مہمان سے پوچھا کہ آپ نے روزہ تو نہیں رکھا ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے تو روزہ ہے میں نے رکھ لیا ہے۔ یہ احمدی نہیں تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر و بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت و رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ

معصیت ہے۔ گناہ ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔

اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں تو مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔ چلنے پھرنے سے بیماری میں کچھ کمی ہوتی ہے اس لئے باہر جاؤں گا۔ ان مہمان سے پوچھا کیا آپ بھی چلیں گے؟ بابا چٹّو نے کہا نہیں، میں تو نہیں جا سکتا۔ آپ ہو آئیں۔ یہ حکم تو بیشک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پھر کیوں روزہ نہ رکھا جاوے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا یہ تو آپ کی اپنی رائے ہے۔ قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ اب آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ زندگی کا اعتبار کچھ نہیں۔ انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے اور صراط مستقیم مل جاوے۔ اس پر بابا صاحب نے کہا کہ مَیں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ فائدہ اٹھاؤں۔ اگر یہی راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مر جاویں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: ہاں یہ بہت عمدہ بات ہے۔ پھر فرمایا کہ میں تھوڑی دور ہو آؤں۔ آپ آرام کریں۔

(ماخوذ از الحکم مورخہ 31 جنوری 1907ء صفحہ 14 جلد 11 نمبر 4)

بیمار اور مسافر کے روزہ رکھنے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ہوا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پھر وہی قول بیان فرمایا کہ "شیخ ابن عربی کا قول ہے کہ اگر بیمار یا مسافر روزہ کے دنوں میں روزہ رکھ لے تو پھر بھی اسے صحت پانے پر ماہ رمضان کے گذرنے کے بعد روزہ رکھنا فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرۃ:185)۔ جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ ماہ رمضان کے بعد کے دنوں میں روزے رکھے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مریض یا مسافر اپنی ضد سے یا اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انہی ایام میں روزے رکھے تو پھر بعد میں رکھنے کی اس کو ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کا صریح حکم یہ ہے کہ وہ بعد میں روزے رکھے۔ بعد کے روزے اس پر بہر حال فرض ہیں۔ درمیان کے روزے اگر وہ رکھے تو یہ امر زائد ہے اور اس کے دل کی خواہش ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کا وہ حکم جو بعد میں رکھنے کے متعلق ہے ٹل نہیں سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ "زور سے نجات نہیں حاصل کی جا سکتی۔ فرمایا کہ "خدا تعالیٰ نے

یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 430-431)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ میاں رحمت اللہ صاحب ولد حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام لدھیانہ تشریف لائے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ ہم سب غوث گڑھ سے ہی روزہ رکھ کر لدھیانہ گئے۔ حضور نے والد صاحب مرحوم سے خود دریافت فرمایا یا کسی اور سے معلوم ہوا یہ مجھے یاد نہیں کہ یہ سب غوث گڑھ سے آنے والے روزہ دار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میاں عبداللہ! خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر میں نہ رکھنے کا ہے۔ آپ سب روزے افطار کر دیں۔ ظہر کے بعد کا یہ ذکر ہے۔ چنانچہ سب کے روزے کھلوا دیئے گئے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 125 روایت نمبر 1159)

پھر ایک اور روایت ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ نے بیان کیا کہ "اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحبؑ کے پاس آئے۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے یہ فرمادیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھیں تو نہیں رکھنا چاہئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔"

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 97 روایت نمبر 117)

اسی طرح حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی تحریر کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب ؓ اور حضرت خاں صاحب محمد خاں صاحبؓ لدھیانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا مَیں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور میرے صحابہ نے نہیں رکھا تھا۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تھوڑا سا وقت غروب آفتاب میں باقی تھا۔" سورج ڈوبنے والا تھا۔" حضرت کو انہوں نے کہا کہ ظفر احمد نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضرت "مسیح موعود علیہ السلام "فوراً اندر تشریف لے گئے اور شربت کا ایک گلاس لے کر آئے اور فرمایا روزہ کھول دو۔ سفر میں روزہ نہیں چاہئے۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور اس کے بعد بوجہ مقیم ہونے کے ہم "وہاں کچھ دن ٹھہرنا تھا" روزہ رکھنے لگے۔ افطاری کے وقت حضرت اقدس خود تین گلاس ایک بڑے تھال میں رکھ کر لائے۔ ہم روزہ کھولنے لگے۔" کیونکہ بعد کے دنوں میں وہاں قیام تھا اس لئے پھر انہوں نے روزے

رکھے۔ اس قیام کے دوران ان دنوں میں جو روزے رکھے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام افطاری کے وقت تھال میں رکھ کر ٹرے میں شربت کے تین بڑے گلاس لائے اور ہم اس سے روزہ کھولنے لگے۔ تو "میں نے عرض کیا کہ حضور منشی جیؓ کو (منشی اروڑے خانصاحب) کو ایک گلاس میں کیا ہوتا ہے۔ "سارا دن کا روزہ ہے ایک ایک گلاس آپ پانی کا لائے ہیں اس سے ان کا کیا بنے گا۔" حضرت "مسیح موعود علیہ السلام" مسکرائے اور جھٹ اندر تشریف لے گئے اور ایک بڑا لوٹا شربت کا بھر کر لائے اور منشی جیؓ کو پلایا۔ منشی جیؓ یہ سمجھ کر کہ حضرت اقدس کے ہاتھ سے شربت پی رہا ہوں پیتے رہے اور ختم کر دیا۔"

(اصحاب احمدؑ جلد 4 صفحہ 224۔ نیا ایڈیشن۔ روایت حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ)

ایک بڑا جگ لے کر آئے وہ ختم کر دیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک روایت تحریر کرتے ہیں کہ ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان شریف میں امرتسر میں تشریف لائے۔ آپؑ کا لیکچر منڈوا ابوگھنیا لعل جس کا نام اب بندے ماترم پال ہے میں ہوا۔ بوجہ سفر کے حضورؑ کو روزہ نہ تھا۔ لیکچر کے دوران مفتی فضل الرحمن صاحبؓ نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حضورؑ نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر وہ اور آگے ہوئے۔ پھر بھی حضورؑ مصروف لیکچر رہے۔ پھر مفتی صاحب نے پیالی بالکل قریب کر دی تو حضورؑ نے لے کر چائے پی لی۔ اس پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ یہ ہے رمضان شریف کا احترام۔ روزے نہیں رکھتے اور بکواس شروع کر دی۔ لیکچر بند ہو گیا اور حضورؑ پس پردہ ہو گئے۔ پیچھے چلے گئے۔ گاڑی دوسری طرف دروازے کے سامنے لائی گئی اور حضورؑ اس میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے اینٹ پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے اور بہت ہلّڑ مچایا۔ گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا مگر حضورؑ بخیر و عافیت قیامگاہ پہنچ گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں سنا گیا کہ ایک غیر احمدی مولوی یہ کہتا تھا کہ اَج لوکاں نے مرزے نوں نبی بنا دِتّا۔ یہ میں نے خود ان کے منہ سے تو نہیں سنا۔ پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ کے ساتھ ہم باہر نکلے۔ تو اس وقت ان کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ اینٹ پتھر مار رہے ہیں ابھی تک شور شرابا ہے۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ تو حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا 'وہ گیا جسے مارتے تھے۔ مجھے کون مارتا ہے'۔ چونکہ اس موقع پر مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ کے چائے پیش کرنے پر یہ سب گڑبڑ ہوئی تھی، یہ فساد پیدا ہوا تھا، لوگوں نے شور مچایا تھا اس لئے سب آدمی ان کو کہتے تھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ سب احمدی ان کے پیچھے پڑ گئے کہ تمہاری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان کو ایسا کہا۔ وہ بیچارے تنگ آ گئے اور کہتے ہیں بعد میں میاں عبدالخالق صاحب مرحوم احمدی نے مجھے بتایا کہ جب یہ معاملہ حضورؑ کے سامنے پیش ہوا کہ مفتی صاحبؓ نے خواہ مخواہ لیکچر خراب کر دیا تو حضورؑ نے فرمایا مفتی صاحب نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے فعل سے اس حکم کی اشاعت کا موقع پیدا کر دیا۔ یہ جواب تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ جب یہ جواب حضرت مفتی صاحب نے سنا تو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ پھر تو مفتی صاحب اور بھی شیر ہو گئے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 147 روایت نمبر 1202)

بیمار ہونے پر روزہ کھول دینا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپؑ ہمیشہ شریعت میں سہل راستے کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔" حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ "خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوئم صفحہ 637 روایت نمبر 697)

یہ سوال ہوا کہ "بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درودگی ہوتی ہے۔ ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ تو اس کی نسبت کیا ارشاد ہے؟" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "فرمایا:۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے۔" خاص طور پر گرمی کے دن لمبے ہوتے ہیں اور ان ممالک میں شدید گرمی ہوتی ہے۔ وہاں کے بارے میں ہے کہ مزدوری کی وجہ سے بعد میں رکھ لیں" اور وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ۔ کی نسبت فرمایا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 394)

رمضان میں جن سے روزے نہیں رکھے جاتے وہ فدیہ دیتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزے کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ

اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 258-259)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "**فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا** بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بنا پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکے۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرط استطاعت ان دونوں حالتوں میں دینا چاہئے۔..... غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے بہر حال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت دے اسے پھر روزے رکھنے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا اور آپؑ ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اسی کی دوسروں کو تاکید بھی فرمایا کرتے تھے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 389)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک "سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہیے۔ اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں" یا جو بھی اب جماعتی نظام ہے اس میں دینا جائز ہے کہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "فرمایا کہ ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 171)

اپنا کوئی واقف کار ہے کسی کے روزے کھلوانے ہیں تو وہاں بھی کھلوائے جا سکتے ہیں۔ بے خبری میں کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایک "خط سے سوال" آپ کی خدمت میں "پیش ہوا کہ میں بوقت سحر بماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا۔ جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہو گئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں؟" دیر تک سحری کھاتا رہا۔ سفیدی ظاہر ہو چکی تھی۔" حضرت نے فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 186)

اگر بے خبری میں کھا لیا پھر کوئی حرج نہیں۔ عمر کا سوال کہ کس عمر میں روزہ رکھنا چاہئے؟ کئی بچے بھی پوچھتے ہیں۔ بڑے بھی پوچھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ

شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہو گا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو روزوں کی ضرور مشق کرانی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو **بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہئے اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں** یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ "بارہ تیرہ سال میں جب روزے کی اجازت دلوائی تھی تو صرف ایک روزہ رکھوایا تھا۔" اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔" بچپن میں ماں باپ کا کام ہے روکیں، زیادہ نہ رکھنے دیں۔ پھر جب جوانی کی عمر آ رہی ہے تو پھر جرأت دلائیں اور ان سے روزے رکھوائیں" اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔" اکثر یوں ہی ہوتا ہے۔ میرے پاس بھی ایسے آتے ہیں۔ اور فرمایا کہ "میں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزے کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلے میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزے کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ طعن کرنے والے بھی اپنی جان پر ظلم کریں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 385)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی تھیں کہتی ہیں

قبل بلوغت کم عمری میں آپ علیہ السلام روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت اماں جانؓ نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوت افطار دی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں مَیں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپؑ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔ غالباً حضرت اماں جانؓ بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپؑ نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھالو۔ تم کمزور ہو۔ ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھالیا مگر آپؑ سے کہا کہ صالحہ یعنی ممانی جان مرحومہ۔ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ وہ بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں ان کا بھی تڑوا دیں۔ فرمایا بلاؤ اس کو بھی۔ مَیں بلا لائی۔ وہ آئیں تو ان کو بھی دوسرا پان اٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھالو۔ تمہارا روزہ نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ غالباً میری عمر دس سال کی ہو گی۔

(ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 214 باب روزہ اور رمضان)

اسی طرح تراویح کے بارے میں بعض سوال ہیں۔ "اکمل صاحب آف گولیکی نے بذریعہ تحریر حضرت "مسیح موعود علیہ السلام" سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اوّل شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھا دی جاویں تو کیا جائز ہو گا؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: کچھ ہرج نہیں۔ پڑھ لیں۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 65)

"تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہے اور آپؐ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔" مناسب تو یہی ہے کہ تہجد کے وقت اٹھ کے آٹھ رکعت پڑھا جائے لیکن اگر پہلی رات پڑھ لو تو پھر بھی جائز ہے۔" ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اول حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 113)

یہ جو بیس رکعات یا زیادہ رکعات والی باتیں ہیں یہ تو بعد کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آٹھ رکعت تہجد ہے۔

"ایک صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سفر میں نماز کس طرح

پڑھنی چاہئے؟ اور تراویح کے متعلق کیا حکم ہے۔..... فرمایا..... سفر میں دوگانہ سنت ہے۔ تراویح بھی سنت ہے۔ پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے۔ کوئی نئی نماز نہیں ہے۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بیشک پڑھو۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 22)

پس یہ چند باتیں تھیں رمضان سے متعلق جو مَیں نے بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہوئے رمضان کے روزوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24/جون 2016ء تا 30/جون 2016ء جلد 23 شمارہ 26 صفحہ 05 تا 09)

24

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 10 / جون 2016ء بمطابق 10 احسان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

(البقرۃ:184)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بات کی **طرف توجہ دلائی ہے جو ہماری دنیا و عاقبت سنوارنے والی ہے** اور وہ بات ہے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ پس روزوں کی فرضیت کی اس لئے اہمیت نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے مذاہب میں بھی روزے مقرر کئے گئے تھے بلکہ اہمیت اس بات کی ہے کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم برائیوں سے بچ جاؤ۔

روزہ کیا ہے؟ یہ ایک مہینہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو ان جائز باتوں سے بھی روکنا ہے جن کی عام حالات میں اجازت ہے۔ پس جب اس مہینہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جائز باتوں سے رُکنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان ناجائز باتوں اور برائیوں کو کرے۔ اگر کوئی اس روح کو سامنے رکھتے ہوئے روزے نہیں رکھتا کہ میں نے یہ دن اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے گزارنے ہیں اور ہر اس بات سے بچنا ہے جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر اس بات کو کرنا ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر یہ روح مد نظر نہیں، ہر وقت ہمارے سامنے نہیں اور اس کے مطابق عمل کی کوشش نہیں تو یہ روزے بے فائدہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں صرف بھوکا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور...الخ حدیث 1903)

روزے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ ایک مہینہ تربیت کا مہیا کیا گیا ہے، اس میں اپنے تقویٰ کے معیار بڑھاؤ۔ یہ تقویٰ تمہارے نیکیوں کے معیار بھی بلند کرے گا۔ یہ تمہیں مستقل نیکیوں پر قائم بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی دلائے گا اور اسی طرح گزشتہ گناہ بھی معاف ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایماناً واحتساباً و نیة حدیث 1901)

پس جب گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں اور پھر تقویٰ کو اختیار کر کے انسان اس پر قائم ہو جائے تو ایسا انسان یقیناً رمضان میں سے گزرنے کے مقصد میں کامیاب ہو گیا بلکہ اس نے اپنی زندگی کا مقصد پالیا۔

تقویٰ کے فوائد جو ہمیں قرآن کریم میں ملتے ہیں اس میں ایک فائدہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ بیان فرمایا ہے کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدۃ: 101) پس اے عقلمندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ، بامراد ہو جاؤ۔ پس کون ہے جو کامیابی حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ دنیا کی کامیابیاں تو یہیں رہ جانی ہیں۔ اصل کامیابی تو وہ ہے جو اس دنیا کی بھی کامیابی ہے اور اگلے جہان کی بھی کامیابی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہارے میں عقل ہے تو سن لو کہ وہ کامیابی تقویٰ پر قائم ہونے سے ہی ملے گی۔ آج جہاں دین کے نام پر نام نہاد علماء مسلمانوں سے ایسے کام کروا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سراسر خلاف ہیں اور تقویٰ سے دُور ہیں وہاں احمدی خوش قسمت ہیں کہ انہیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق ملی جنہوں نے ہمیں اسلام کی تعلیم کی ہر باریکی سے آگاہ فرمایا ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ اور تقویٰ کا حصول کن کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ اور اپنی جماعت کے افراد سے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں؟ ان باتوں کو جاننے اور سمجھنے کے لئے مَیں نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے لئے ہیں جو اس وقت مَیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ وہ رہنما باتیں ہیں جو ہمیں ایمان میں بڑھاتے ہوئے تقویٰ پر قائم کرتی ہیں اور جس تربیت کے مہینے سے ہم تقویٰ کے حصول کے لئے گزر رہے ہیں ان کے لئے لائحہ عمل بھی مقرر کرتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"**تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں**۔ اس کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امّارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں۔" یعنی بدی کی رغبت دلانے والی جو طاقتیں ہیں یا بدی کی طرف جانے کے لئے اور نیکیوں سے روکنے کے لئے جو

خیالات انسان کے اندر آتے ہیں یہ انسان کے اندر کا شیطان ہے۔ فرمایا کہ "اگر اصلاح نہ پائیں گی تو" ان طاقتوں کو جو تمہارے اندر نفس امارہ کی صورت میں ہیں جو شیطان کی شکل میں ہیں اگر ان کی اصلاح نہیں کرو گے یا یہ قوتیں اصلاح نہیں پاتیں تو پھر کیا نتیجہ ہو گا کہ "انسان کو غلام کر لیں گی۔" فرمایا کہ "علم و عقل ہی برے طور پر استعمال ہو کر شیطان ہو جاتے ہیں۔" علم ہے، بڑی اچھی چیز ہے۔ انسان کی عقل ہے، انسان عقلمند ہو تو بڑے بڑے کام کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ علم اور انسان کی عقل جس پر انسان فخر کرنے لگ جائے، ان کو غلط کاموں کے لئے استعمال کرنے لگ جائے یا ان کو نیکیوں کے مقابلے پر کھڑا کر دے تو یہ شیطان ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ "متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور دیگر کُل قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 33)

متقی کون ہے؟ اس کا ایسے موقع پر کیا کام ہے۔ یہ چیزیں جو ہیں، علم ہے، عقل ہے یا دوسری چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہوئی ہیں، قویٰ دیئے ہوئے ہیں ان کو صحیح موقع پر استعمال کرنا، یہ متقی کا اصل کام ہے۔ ورنہ اگر صحیح موقع پر استعمال نہیں ہو رہیں تو یہی چیزیں انسان کو نقصان پہنچا دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُور لے جاتی ہیں، شیطان کے قریب کر دیتی ہیں۔

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔" کسی بھی عمل میں دکھاوا نہ ہو۔ ریاکاری نہ ہو، بناوٹ نہ ہو اگر یہ ہے تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں، چاہے وہ عبادت ہے، چاہے وہ قرآن کریم کی تلاوت ہے، چاہے وہ روزہ رکھنا ہے یا کوئی اور نیکی کا کام ہے۔ فرمایا "متقی ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تُو کیوں غصہ کرتا ہے۔" کوئی اگر تمہیں کہے کہ میرا قلم یہاں پڑا ہوا تھا تم نے اس کو چرایا ہے، اٹھا لیا ہے تو تم اس وقت غصہ میں آ جاتے ہو۔ کیوں؟ "تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔" اگر نیکی ہے، اگر تقویٰ ہے تو پھر اس غصہ سے بچنا خدا کے لئے ہونا چاہئے۔ ذرا سی بات پر اپنی اَنا کو سامنے نہ لے آؤ بلکہ اپنے عمل کو خدا کی رضا کے مطابق ڈھالو۔ فرمایا کہ "یہ طیش اس واسطے ہوا کہ رُو بحق نہ تھا۔" یہ غصہ کیوں آیا؟ اس لئے کہ تمہارا اصل مقصد خدا کی رضا نہیں تھی بلکہ تم اپنی اَنا کی طرف چل رہے تھے۔ "جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آ جائیں وہ متقی نہیں بنتا۔" فرمایا کہ "معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے۔" کوئی کہہ دے مجھے الہامات ہوتے ہیں یا معجزے دکھاتا ہوں۔ تو یہ تقویٰ کی وجہ سے ایک ضمنی چیزیں ہیں۔ اصل چیز تقویٰ ہے۔ "اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔ اُن میں شیطان کا حصّہ

ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو" یہ نہ سمجھو کہ وہ بڑا متقی ہے۔ اس کو بڑی خوابیں آتی ہیں۔ بڑا نیک ہے۔ الہامات ہوتے ہیں۔ کشف ہوتے ہیں۔ نہیں، بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو۔ اگر اس کو جانچنا ہے کہ وہ الہامات یا خوابیں صحیح ہیں تو یہ دیکھو کہ اس میں تقویٰ بھی ہے کہ نہیں۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں مثلاً یہ مثال دی کہ کسی نے کہا کہ تم نے میری فلاں چیز اٹھالی تو اس کو غصہ آگیا۔ یہ طیش میں آنا، غصہ میں آنا اپنے حق کی خاطر دوسروں کو نقصان پہنچانا یہ چیزیں تقویٰ نہیں ہیں اور اگر یہ چیزیں نہیں ہیں اور پھر لاکھ کوئی کہتا رہے مَیں بڑی سچی خوابیں دیکھتا ہوں مجھے بڑے کشف ہوتے ہیں تو وہ سب غلط ہیں۔ فرمایا کہ "ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کے منازل کو طے کرو۔ انبیاءؑ کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدّعا یہی تھا کہ تقویٰ کا راہ سکھلائیں۔ اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ (الانفال:35) مگر قرآن شریف نے تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ کمال نبی کا کمال امّت کو چاہتا ہے۔" فرمایا "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آنحضرتؐ پر کمالات نبوّت ختم ہوئے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختمِ نبوّت ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خوارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 301-302)

پس یہ انقلاب ہمیں لانے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں، آپؐ کی اُمّت میں سے ہیں تو آپؐ کا اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے ہے اور اس کے لئے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے اور حقیقی تقویٰ پیدا ہو۔

پھر اس بات کی طرف بھی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے فرمایا کہ "تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔" یہ نہیں کہ ظاہری بدی ظاہر ہو رہی ہے بلکہ اگر کوئی شک بھی ہے کہ اس میں کوئی بدی ہو سکتی ہے تو اس سے بچو۔ فرمایا "دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جن کو سُوا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔" پنجاب میں، ہندوستان میں، پاکستان میں چھوٹی نہریں جو ہیں ان کو ان کی مقامی زبان میں سُوا یا راجباہا کہتے ہیں۔ فرمایا کہ "دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ مثلاً زبان وغیرہ۔" زبان ہے، ہاتھ ہے یا جو دوسرے سارے کام ہیں جن کا دل کے اوپر اثر ہوتا ہے فرمایا کہ "دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں مثلاً زبان وغیرہ۔ اگر چھوٹی نہر یا سوئے کا پانی خراب اور گندہ

اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر کسی کو دیکھو کہ اُس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 321)

اگر کسی کی زبان گندی ہے، روزے رکھنے کے باوجود لڑائی جھگڑوں اور گالم گلوچ سے باز نہیں آتا یا اس کے ہاتھوں سے غلط کام ہو رہے ہیں تو سمجھ لو کہ اس کا دل بھی صاف نہیں ہے اور یہ تقویٰ سے دُور ہے۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرنی چاہئے، آپؑ فرماتے ہیں کہ: "اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ "بلاوجہ کا غصہ جو ہے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ غصہ اگر صحیح موقع اور محل کے حساب سے ہو تو جائز ہے لیکن ناجائز غصہ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ اور لڑائی جھگڑے ان سے بچو۔ فرمایا کہ "بڑے بڑے عارف اور صدّیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ "سب سے بڑا مشکل کام جو ہے وہ غضب سے بچنا، غصہ سے بچنا، اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا ہے۔ فرمایا "عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے "یعنی تکبر اور غرور جو ہیں وہ غصہ میں سے پیدا ہوتے ہیں" اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ "اور غصہ بھی اس لئے آتا ہے کہ انسان میں تکبر پایا جاتا ہے۔ غرور ہے۔ اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے۔ عاجزی نہیں ہے، مسکینی نہیں ہے اس لئے غصہ کی حالت پیدا ہوتی ہے اور یہ غصہ ہی ہے آجکل دنیا میں ہر جگہ گھروں سے لے کے بڑی سطح تک ہر جگہ اس نے فساد پیدا کیا ہوا ہے۔ فرمایا کہ "کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔" فرمایا کہ "میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ "اگر کسی کو حقیر سمجھتے ہو، چھوٹا سمجھتے ہو، کم تر سمجھتے ہو، کسی قسم کا استہزاء کرتے ہو، کسی کو کم نظر سے دیکھتے ہو تو یہ چیزیں حقارت کے زُمرہ میں آتی ہیں اور یہ حقارت کا بیج جب دل میں قائم ہو جائے تو وہ بڑھتی ہے اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ فرمایا اس سے بچو۔ فرمایا کہ "بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الحجرات:12)" فرمایا کہ "تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔ "یعنی اس طرح چڑ کے نام لینا یہ فعل کس کا ہے،

کون لوگ یہ کام کرتے ہیں؟ جو دین سے دُور ہٹے ہوئے ہیں، جو صحیح راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ فاجر کون ہے صحیح راہ سے ہٹنے والا۔ جھوٹا، گنہگار، بداخلاق، اطاعت سے باہر نکلا ہوا۔ ایسے لوگ جو ہیں یہ فاجر کہلاتے ہیں۔ فرمایا "یہ فعل فسّاق وفجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (الحجرات:14)"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 36)

پھر اس بات کو فرماتے ہوئے کہ متقی کون ہے؟ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔" متقی کون ہے؟ وہ جو ہر ایک سے اس طرح گفتگو کرتے ہیں جس طرح چھوٹا شخص، بچّہ بڑے سے بات کرتا ہے یا غریب، امیر سے بات کرتا ہے۔ اس طرح گفتگو کرتے ہیں۔ باوجود امیر ہونے کے، باوجود بڑے ہونے کے ان میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ وہ انتہائی عاجزی سے بات کرتے ہیں۔ فرمایا کہ "ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا ان صدقوں کے باعث جو اُن کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اٹھائے لیکن پروانہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 37)

پس یہ اُسوۂ حسنہ ہے جو ہمارے لئے بھی ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ کس طرح سچی فراست اور سچی دانش حاصل کی جائے؟ فرمایا کہ "سچی فراست اور سچی "عقل یا" دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نُور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش... کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔" فرمایا "اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبّر اور فکر کے لئے

قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔"اب ایک طرف اگر کوئی شخص اپنے علم اور عقل کو غلط رنگ میں استعمال کرتا ہے تو اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عقل سے بھی کام لو۔ علم سے بھی کام لو اور سوچو اور تدبر بھی کرو اور آپ اسی بارے میں تاکید فرما رہے ہیں کہ قرآن کریم نے بار بار تاکیدیں فرمائی ہیں جو اس میں موجود ہیں۔ فرمایا کہ "کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو۔" قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس کی پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کرو، ترجمہ پڑھو، تفسیر پڑھو۔

رمضان کے دنوں میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ درس بھی ہیں اس کی طرف توجہ دو، فرمایا" اور پار ساطبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لوگے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(آل عمران :192)" فرمایا" تمہارے دل سے نکلے گا۔ اُس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 66)

ایک طرف علم اور عقل آجکل کے جدید لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے دُور لے جا رہی ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس عقل اور علم سے کام لوگے تو اللہ تعالیٰ کے وجود کا پتا لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صنّاعی کا پتا لگے گا۔ آجکل لوگ کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ خدا اس لئے نظر نہیں آتا کہ ان کے دین کی آنکھ اندھی ہے۔ اپنی عقل اور علم کو صرف دنیاوی معیار پر پرکھتے ہیں۔ صرف دنیا کی طرف توجہ ہے۔ اور دین سے اس لئے ہٹ گئے ہیں کہ ان کے دین فرسودہ اور پرانے ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی نہیں رہی۔ اس لئے اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے، عقل بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے دین میں تو ہمارے لئے قرآن کریم ہی کتاب ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے علم و معرفت سے پُر کتاب ہے۔ قرآن کریم پر غور اور تدبر پھر تقویٰ میں بڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی صنّاعی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور تقویٰ میں جب انسان بڑھتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔

یعنی تقویٰ خدا تعالیٰ کو دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وجود پھر غور کرنے والے کو، تقویٰ میں ترقی کرنے والے کو پہاڑوں کی بلندی میں بھی نظر آتا ہے اور گہری گھاٹیوں میں بھی نظر آتا ہے۔ دریاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ کا وجود نظر آتا ہے اور سمندروں میں بھی نظر آتا ہے۔ چاند اور ستاروں میں بھی نظر آتا ہے۔ کائنات کے مختلف سیّاروں میں نظر آتا ہے۔ ایک حقیقی مومن صرف خشک عقل اور منطق پر نہیں چلتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اللہ تعالیٰ سے نور حاصل کرتا ہے۔ پس روزوں میں اس نور کی بھی ہمیں تلاش کرنی چاہئے کہ رمضان کا مقصد مادی چیزوں میں

کمی کر کے، ظاہری غذا کو کم کر کے روحانی چیزوں کی تلاش ہے اور اس میں بھی ہمیں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر انسان تزکیۂ نفس کی کوشش کرے۔ اپنے نفس کو پاک کرنے کی کوشش کرے اور اپنے قویٰ اور طاقتوں کو پاکیزہ کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اپنے قویٰ اور طاقتوں کا صحیح استعمال کرنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی تطہیر کرو۔ ان کو پاک صاف کرو۔ اور یہی وہ تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اگر جماعت میں شامل ہوئے ہو، اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پھر پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ اسلام کی خدمت صرف باتوں سے نہیں ہو گی بلکہ ہمیں تقویٰ و طہارت اختیار کرنی پڑے گی۔ یہ جو مضمون چل رہا ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: "اب مَیں پھر اپنے پہلے مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں یعنی صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (آل عمران: 201) جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تا کہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسی طرح تم بھی تیار رہو۔ "صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سرحدوں پر گھوڑے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ دشمن سے بچاؤ کے لئے فوج کھڑی کی جاتی ہے تا کہ دشمن ہماری سرحدوں میں داخل نہ ہو۔ فرمایا اسی طرح تم بھی فوجیوں کی طرح تیار رہو۔ "ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔" فرمایا کہ "مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آ سکو" اللہ تعالیٰ کی پناہ کے مضبوط قلعہ میں آ سکو" اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ "جب اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاؤ گے تو پھر اس خدمت کا جو اسلام کی حفاظت کی خدمت ہے اس کا تمہیں موقع بھی ملے گا اور تمہارا حق بھی قائم ہو جائے گا کیونکہ تم نے اپنی اصلاح کی۔ تقویٰ پہ قائم ہوئے۔ فرمایا "تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔

اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی

ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ درپردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔" اسلام بدنام ہو رہا ہے۔

اب آجکل چاہے ایک محدود گروپ ہی ہے بعض دہشتگرد یا غلط کام کرنے والے ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ چند آدمی ہیں یا چند گروپ ہیں، اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔ اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام کی ایسی تعلیم ہے۔ تو کسی کی اسلام کی طرف منسوب ہونے والی کوئی بھی حرکت بہر حال مخالفین کو، دشمنوں کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع دے گی۔ فرمایا کہ "مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے موردِ عتاب ہوئے۔ دل بیقرار ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراط مستقیم رکھتے ہیں اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں..." فرمایا کہ "میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں۔" فرمایا "پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنالو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقع نہ ملے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 77-78)

پھر تقویٰ کے اجزاء کے بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: "تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ "عُجب ہے۔ یعنی رعونت تکبر وغیرہ ہے۔ خود پسندی ہے۔ اپنی تعریفیں آپ کرنا۔ اپنی پروجیکشن کرنا۔ مال حرام ہے۔ فرمایا تقویٰ جو ہے اس میں "عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔" غرور اور تکبر خود پسندی مال حرام کھانے سے بچنا اور بداخلاقی سے بچنا یہ سب تقویٰ ہے۔ "جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (المؤمنون:97)۔ اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو گا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہو گی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔" فرمایا "یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81)

کہ مہربانی سے پیش آؤ کہ بیگانے بھی تمہارے حلقۂ احباب میں اس سے شامل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے آپ فرماتے ہیں کہ "اصل

بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں تب ہی کچھ بنتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔ خواہ مخواہ کے ظنّ فاسد کرنے اور بات کو انتہا تک پہنچانا بالکل بیہودہ امر ہے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، نمازیں پڑھیں، زکوٰۃ دیں، اتلافِ حقوق اور بدکاریوں سے باز آئیں۔" دوسروں کے حق مارنے سے اور غلط کام کرنے سے، گندے کام کرنے سے، بدکاریاں کرنے سے باز آئیں۔ فرمایا کہ "یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ بعض وقت جب صرف ایک شخص ہی بدی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ سارے گھر اور سارے شہر کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ پس بدیوں کو چھوڑ دو کہ وہ ہلاکت کا موجب ہیں۔... اگر تمہارا ہمسایہ بدگمانی کرتا ہے تو اس کی بدگمانی رفع کرنے کی کوشش کرو اور اسے سمجھاؤ۔ انسان کہاں تک غفلت کرتا جائے گا۔..." فرمایا کہ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے کیونکہ خوف و خطر میں مبتلا ہونے کے وقت تو ہر شخص دعا اور رجوع الی اللہ کر سکتا ہے۔" فرمایا کہ "سعادت مندی یہی ہے کہ امن کے وقت دعا کی جائے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 262-263)

پس اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ پھر آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ "اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔" فرمایا کہ "میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نفس بڑا مطہّر تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا میں تجھے رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی اور اسّی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں، اٹھا لائی اور کہا کہ ان مہروں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔ اس لئے چالیس مہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چالیس مہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں" قمیض کے اندر جو لباس پہنا ہوا تھا اس کے نیچے سی دیں" اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عند الضرورت اپنے صَرف میں لانا۔ سید عبدالقادر صاحبؒ نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں۔ "سفر پہ جا رہا ہوں کوئی نصیحت فرمادیں۔" انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ "یہ نصیحت ہے اور ہمیشہ یاد رکھنا" اس سے بڑی برکت ہو گی۔ اتنا سن کر آپ رخصت ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپؒ گزرے اس میں چند رہزن قزّاق رہتے تھے جو مسافروں کو لُوٹ لیا کرتے تھے۔ دور سے سید عبدالقادر صاحبؒ پر بھی اُن کی نظر پڑی۔ قریب

آئے تو انہوں نے ایک کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپؑ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ فی الفور جواب دیا کہ ہاں چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں جو میری والدہ صاحبہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔ "جیب کی طرح اندر سی دی ہیں۔" اُس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ ان کو اپنے امیر قزاقاں کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ "کہ میرے پاس اتنی مہریں ہیں۔" امیر نے کہا اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔ جب تلاشی لی گئی تو واقعی چالیس مہریں بر آمد ہوئیں۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپؑ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تُو نے اس طرح پر اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔ روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا۔ مَیں جھوٹ کیوں بولتا۔ یہ سن کر "امیر جو تھاڈا کوؤں کا" امیر قزاقاں رو پڑا اور کہا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔ میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کر لی۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 79-80)

پس یہ بات ہمیں بھی اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ہم نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا ہے کہ دین بگڑ گیا اور اسلام کی صحیح تعلیم پر کوئی نہیں چل رہا تھا۔ اگر اسلام کی صحیح تعلیم پر ہم نے چلنا ہے تو مسیح موعود کو مانو۔ ہم نے اس لئے مانا ہے۔ اس کے بعد پھر کیا ہم نے اپنی برائیاں چھوڑ دی ہیں؟ جھوٹ ایک ایسی برائی ہے جو بظاہر معمولی لگتی ہے لیکن بہت بڑی ہے اور اگر اس واقعہ کے معیار پر پرکھیں تو اکثر شاید اس برائی میں مبتلا ہوں۔ پس بیعت اور تقویٰ کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس برائی سے بچیں اور یہاں باہر کے ممالک میں جو آ رہے ہیں ان میں بہت سارے ایسے ہیں جو آئے بھی اس لئے ہیں کہ دین کی وجہ سے باہر نکلے ہیں۔ اپنے ملک میں ان کو دین پر عمل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ آزادی سے اپنے دین کے اظہار کی اجازت نہیں تھی۔ تو ہمیں خاص طور پر مغربی ممالک میں رہنے والوں کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کہ ہمارا ہلکا سا بھی کوئی فعل ایسا نہ ہو جس سے یہ اظہار ہوتا ہو یا ہماری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جس سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے یا اپنی اس غلط بیانی کرنے کی وجہ سے ہم غلط قسم کے فائدے اٹھا رہے ہیں۔ پس تقویٰ کے معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ کو کس طرح انصاف سے استعمال کیا جائے

اور ان کو استعمال کرنے سے ہی انسان کی نشوونما ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے۔ ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔" ان کو انصاف سے استعمال کرنا اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔ ان کو بڑھانا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانا ہے۔ ان کو صحیح رکھنا ہے تو ان کا جائز استعمال ضروری ہے۔ فرمایا" اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیۂ نفس کرایا جیسے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:2)۔" فرمایا کہ " متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا کہ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرۃ:6)۔ یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اُسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔" راتوں کو عبادتیں کر رہے ہیں۔ نماز میں اگر خیالات آتے ہیں تو دوبارہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پھیرتے ہیں۔ ان خیالات کو جھٹک دیتے ہیں۔ یا کبھی نمازوں کی طرف توجہ نہیں رہتی کہ نمازیں وقت پر پڑھنی ہیں تو پھر اپنی اصلاح کرتے ہیں اور نمازیں وقت پر ادا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ایسے لوگ ہی پھر فلاح پانے والے ہوتے ہیں اور خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔

جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا" باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔" جب ایمان بالغیب ہوتا ہے تو پھر یقین بھی ہو جاتا ہے۔ ایسا ایمان ہو جاتا ہے جو یقین تک پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا" یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سرپر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔" یعنی تقویٰ کے بارے میں ساری جو متعلقہ نصیحتیں تھیں وہ بھی دے دیں۔" سو ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35)

پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کے بارے میں آپؑ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:

" اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔" باتیں وہ کیا کر رہا ہے عمل کیا کر رہا ہے۔ آپس میں مطابقت ہے؟ ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا مختلف ہیں؟" پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضبِ الٰہی ہو گا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔" اگر دل گندہ ہے۔ اپنا عمل اس کے مطابق نہیں ہے پھر

چاہے جتنی مرضی ہم نیک باتیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں "بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہو گا۔" اللہ تعالیٰ سب کو اس سے بچائے۔ فرمایا "پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔" فرمایا کہ "بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔" جنگ بدر میں "ہر طرح فتح کی امید تھی" اب وہ پیشگوئی تھی اللہ تعالیٰ نے کہا تھا فتح دوں گا "لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 11)

پس یہ ہمارے لئے بھی بڑے خوف کا مقام ہے۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے ترقی کے وعدے کئے ہیں، کامیابی کے وعدے کئے ہیں، غلبے کے وعدے کئے ہیں لیکن ہمیں اس کا حصہ بننے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "**ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔** خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رُو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔" پرانی بیماریاں تھیں لیکن اب ایسے شخص سے منسوب ہو گئے ہیں جس کا ماموریت کا دعویٰ ہے۔ اب جب اس کی طرف منسوب ہو گئے تو اس لئے منسوب ہوئے تا کہ ان چیزوں سے اور مصیبتوں سے نجات پائیں۔ آپؑ فرماتے ہیں "آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دکھ نہ اٹھایا جاوے بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک "داغ ہے۔ گناہ کا بھی ایک داغ ہے۔ اپنی کمزوری اور گناہ کا ایک "سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔" فرمایا کہ "صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ اگر چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہیں، گناہ ہیں۔ انسان سمجھتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں کی، سستی دکھائی۔ ان کو ٹھیک کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری طرح عمل نہ کیا اور ان سے بچنے کے

لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہ کیا تو کیا ہو گا؟ یہ سستیاں پھر بڑے گناہ بن جاتے ہیں۔ فرمایا "صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 10)

یہ چھوٹے گناہ ہی ہیں جو بڑے گناہ بنتے ہیں اور پھر انسان کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے اس خاص ماحول میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے وہ افراد بنیں جو ہر قسم کی برائیوں سے بچنے والے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے ہر عمل کو ڈھالنے والے ہوں اور اس مہینے سے ایسے پاک ہو کر نکلیں اور نیکیوں پر ایسے قائم ہوں کہ ہماری چھوڑی ہوئی برائیاں یا چھوٹی ہوئی برائیاں پھر دوبارہ کبھی عود کر کے نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے جو مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم کاونٹری یوکے کا ہے۔ 8/جون کو ایک لمبی علالت کے بعد 60 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق جہلم پاکستان سے تھا۔ 2001ء میں یوکے آئیں۔ نیک خاتون تھیں۔ نمازوں کی پابند، خلافت سے عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں کی بھی صحیح رنگ میں تربیت کی۔ جماعت سے وابستہ رکھا۔ اور خاص طور پر نمازوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ بھی تھیں۔ ان کے لواحقین میں ان کی والدہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ غائب ہے جو مکرم حمید احمد صاحب شہید ابن مکرم شریف احمد صاحب ضلع اٹک کا ہے۔ مکرم حمید احمد صاحب ابن مکرم شریف احمد صاحب کی عمر 63 سال تھی۔ اٹک میں رہتے تھے۔ ان کو مخالفین احمدیت نے 4/جون کو دوپہر اڑھائی بجے ان کے گھر کے باہر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق 4/جون کو مکرم حمید صاحب نماز ظہر ادا کرنے کے بعد مسجد سے گھر واپس آئے اور گھر کے گیٹ پر آ کر موٹر سائیکل کا ہارن بجایا۔ ان کی بیٹی گھر کا دروازہ، باہر کا گیٹ کھولنے کے لئے آ رہی تھیں کہ اس دوران نامعلوم حملہ آور آئے اور حمید صاحب پر انتہائی قریب سے فائرنگ کر دی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ حمید صاحب کو ایک گولی لگی جو چہرے کے دائیں جانب سے لگی اور سر کے پیچھے سے باہر نکل گئی۔ گولی لگنے کے نتیجہ میں حمید صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم میاں محمد علی صاحب آف لویری والا ضلع گوجرانوالہ کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1923ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت

کی تھی اور شہید مرحوم 15 / مئی 1953ء کو لویری والا ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ایف اے تک تعلیم وہیں انہوں نے حاصل کی۔ پھر سنجوال فیکٹری اٹک میں ملازمت اختیار کی۔ دوران ملازمت شہید نے گریجوایشن مکمل کیا اور ساتھ ساتھ DHMS کا کورس بھی کیا۔ ہومیو پیتھی کی پریکٹس بھی کرتے تھے۔ 26 سال سروس کرنے کے بعد شہید مرحوم نے ریٹائرمنٹ لے لی اور پھر اٹک شہر میں ہومیو پیتھک کلینک کھولا۔ مرحوم کی شادی 1982ء میں محترمہ امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب سے ہوئی تھی جو ربوہ کے تھے۔ ان کی دوکان ربوہ کلاتھ سٹور کے نام سے مشہور تھی۔ ان کی بھی وفات چار سال قبل ہو گئی تھی۔ بیمار تھیں۔

مرحومہ گورنمنٹ کالج اٹک میں بطور لیکچرر کام کر رہی تھیں۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ دعوۃ الی اللہ، مہمان نوازی، ہمدردی، غریبوں کی مدد، عہدیداران کی اطاعت بڑے نمایاں وصف تھے۔ بڑے فعّال داعی الی اللہ تھے۔ لازمی چندہ جات کی ادائیگی اور دیگر تمام مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ سنجوال فیکٹری میں ملازمت کے دوران اپنے ایک ساتھی کی بیعت کروائی جس کے بعد اس شخص کی ساری فیملی بھی جماعت میں شامل ہو گئی۔ اس طرح ایک خاندان کے نو افراد نے بیعت کی جس پر فیکٹری میں ان کی مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ شہید مرحوم گورنمنٹ کی طرف سے الاٹ شدہ کوارٹر میں رہتے تھے۔ مخالفین نے ان کے گھر پر پتھراؤ پر بھی کیا۔ آخر کار فیکٹری کی انتظامیہ نے حمید صاحب اور ان کے ساتھی نو مبائع کا سنجوال فیکٹری سے واہ فیکٹری ضلع راولپنڈی تبادلہ کر دیا۔ شہید مرحوم کو کچھ عرصہ سے مخالفت کا سامنا تھا۔ جنوری 2015ء میں ایک شر پسند نے مسجد اٹک اور ان کے کلینک کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ بہر حال چوکیدار کے بروقت آجانے پر وہ شخص بھاگ گیا۔ اس واقعہ کے دو روز بعد اس شر پسند نے دوبارہ ان کے کلینک کو آگ لگانے کی کوشش کی اور موقع پر پکڑا گیا۔ بعد میں پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔

ان کے بیٹے نوید احمد صاحب یہاں ہیں۔ وہ والد کے جنازے پہ جا نہیں سکے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد خلافت کی اطاعت کرنے والے انسان تھے۔ بڑے دلیر انسان تھے۔ دعوت الی اللہ کرنے والے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کو خود بھی پڑھتے تھے اور ہمیں بھی تلقین کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کرتے اور اس کی تلقین کرتے۔ یہاں بھی کئی دفعہ جلسہ پر آچکے تھے اور ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ مسجد فضل میں آکے اپنی نمازیں باجماعت ادا کریں۔ ان کی چھوٹی بیٹی سلمہ نزہت کہتی ہیں کہ والد صاحب دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے اور ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ شہادت سے تقریباً ہفتہ پہلے یہی کہتے تھے کہ بیٹی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اور پھر ساتھ ہی نیکیوں کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ اور ان کی ایک بیٹی فصاحت حمید صاحبہ ہیں وہ کہتی ہیں ایک خوبی یہ تھی کہ جمعہ کا خطبہ جو یہاں سے لائیو سنا جاتا تھا اس کی ریکارڈنگ کر کے، آڈیو ریکارڈنگ کر کے

واٹس ایپ (WhatsApp) پر پھر دوستوں کو بھجوایا کرتے تھے۔

ان کے دوسرے بیٹے سعید احمد صاحب ہیں ان کا بھی یہی کہنا ہے۔ وہی خصوصیات ساروں نے لکھی ہیں انتہائی نیک اور نیکیوں کی تلقین کرنے والے، جرأت مند اور دعوت الی اللہ کرنے والے تھے۔ پاکستان کے حالات میں دعوت الی اللہ بڑا مشکل کام ہے۔ ظہور احمد صاحب جو ہمارے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں ہیں، مربی ہیں ان کے یہ بہنوئی تھے اور یہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ جماعتی ذمہ داریوں کو بڑی محنت اور دیانت داری سے ادا کرتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر جماعت کی خدمت کی کوشش کرتے تھے۔ ہر تحریک پر حصہ لینے والے، بچوں کو بھی خلافت اور جماعت کے ساتھ پختہ تعلق رکھنے کی تلقین کرنے والے تہجد گزار، نیک، لمبی دعائیں کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ وہاں بہر حال ان کے بچوں کو بھی خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنے باپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 01/ جولائی 2016ء تا 07/ جولائی 2016ء جلد 23 شمارہ 27 صفحہ 05 تا 09)

25

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 17 / جون 2016ء بمطابق 17 احسان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرۃ:187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت روزے رکھنے کے حکم، اس کی شرائط اور اس سے متعلق احکامات کی آیات کے قریباً بیچ میں رکھ کر **اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ دلائی ہے۔** حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعلق کو یوں بیان فرمایا کہ "روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔" (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 308)

پس صرف رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کی وجہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسے تقویٰ سیکھنے، تقویٰ سے زندگی بسر کرنے اور قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جب یہ صورت ہو گی تو اللہ تعالیٰ سے رمضان میں پیدا کیا ہوا تعلق صرف رمضان تک محدود نہیں ہو گا بلکہ مستقل تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی اس آیت میں بتایا ہے کہ مَیں قریب ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب آجاتا ہے۔ نچلے آسمان پر آجاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب هل يقول رمضان او شهر رمضان... حديث1899 و صحيح بخاری كتاب التهجد باب الدعاء و الصلاة من آخر الليل حديث1145)

لیکن کن کے قریب آتا ہے؟ ان کے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کو محسوس کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بات مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتا لگاتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے لبّیک کہتے ہیں۔ اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب طاقتوں والا ہے۔ اگر مَیں اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کے لئے خالص ہوتے ہوئے اس سے مانگوں گا تو وہ میری دعائیں سنے گا۔

پس اللہ تعالیٰ بیشک اپنے بندوں کے سوال کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ مَیں قریب ہوں، میں اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا ہوں اور اس مہینہ میں خاص طور پر تمہارے قریب آ گیا ہوں مجھے پکارو لیکن اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے مجھے پکارنے سے پہلے یہ شرط ہے کہ میری سنو۔ میرے احکامات پر عمل کرو۔ اور میری تمام طاقتوں پر کامل یقین اور ایمان رکھو۔ اِن شرائط پر تمہیں عمل کرنا ہو گا۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ **ہم دعا کرتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ اپنے جائزے بھی لیتے ہیں؟** کہ انہوں نے کہاں تک خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا ہے؟ اگر ہمارے عمل نہیں۔ ہمارا ایمان صرف رسمی ہے تو پھر ہمارا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے کیا شرائط رکھی ہیں: فرمایا کہ پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ مَیں ان کی آواز سنوں۔"

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 261)

تقویٰ پیدا ہو۔ خدا سے ڈریں۔ خدا کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ آواز سنتا ہے۔ دوسری بات کہ مجھ پر ایمان لائیں۔ کیسا ایمان؟ اس بات پر ایمان کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ خدا کے وجود اور اس کے تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھنے کا تجربہ چاہے انسان کو ہوا ہے یا نہیں ہوا یا خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی تمام طاقتوں کے مالک ہونے کی معرفت عطا ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ اگر نہیں بھی ہوئی تب بھی ایسا ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ ہے اور سب طاقتوں کا مالک ہے۔ گویا ایمان بالغیب ہو۔ اگر پہلے یہ ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا عرفان بھی ملے گا جس سے خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کے تمام طاقتوں کے مالک ہونے، اس کا دعاؤں کا جواب دینے کا تجربہ بھی ہو جائے گا۔ پہلے انسان کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہو گا پھر اللہ تعالیٰ قدم بڑھاتا ہے اور پھر ثبوت بھی مہیا ہو جائے گا۔ دعاؤں کی قبولیت کی شرائط، اس کے اصول، اس کا فلسفہ وغیرہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تفصیل سے مختلف مواقع پر روشنی ڈالی ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالے بھی پیش کروں گا جس سے ہم اس مضمون کی گہرائی کو سمجھتے ہوئے، رمضان میں اسے قرب الٰہی کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنا علم و معرفت بھی بڑھا سکتے ہیں اور حقیقی ہدایت پانے والوں میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اور رمضان کا حقیقی فیض بھی پا سکتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو بھی انہوں نے دعائیں کی ہیں وہ ضرور قبول ہونی چاہئیں۔ اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت تو میں نے پہلے کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے لئے بعض شرائط رکھی ہیں جنہیں پورا کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ قبولیت کے کیا اصول ہیں اور بعض دفعہ سب شرائط پوری کرنے والوں کی بھی دعا اس طرح قبول نہیں ہوتی جس طرح وہ دعا مانگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"**دعا کا اصول یہی ہے** اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دل سوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلالے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے ہر گز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔" فرمایا کہ "مَیں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہر گز قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام ہم نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال کرتے ہیں۔ مگر انجامکار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتا ہے۔ غرض یہ کہ خواہشات انسانی سب پر صاد نہیں کر سکتے کہ سب صحیح ہیں۔" ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صحیح ہیں "چونکہ انسان سہو اور نسیان سے مرکب ہے" بھول چوک انسان سے ہوتی ہے، فطرت میں ہے "اس لئے ہونا چاہئے اور ہوتا ہے کہ بعض خواہش مضر ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو منظور کر لے تو یہ امر منصب رحمت کے صریح خلاف ہے۔"

پس انسان تو سمجھتا ہے کہ اس کو ہونا چاہئے لیکن خواہش بعض دفعہ انسان کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے منظور کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جو مقام ہے اس کے یہ بات خلاف ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو دعا کرنے والے کے لئے، اپنے بندے کے لئے رحمت چاہتا ہے۔ اگر ہر خواہش اس کی پوری کر لے چاہے اس سے اس کا نقصان ہو رہا ہو تو اس کا جو مقام رحمت ہے وہ بات پھر اس کے خلاف چلی جاتی ہے۔ فرمایا کہ "یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بد نتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے ردّ

کر دیتا ہے "انسان تو اپنا انجام نہیں دیکھتا لیکن اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کا ایک حقیقی خیر خواہ ہے اس کی بھلائی چاہتا ہے۔ اس کو انجام کی بھی خبر ہے۔ انجام اس کو نظر آ رہا ہے کہ کیا ہونا ہے تو وہ اس کے جو نقائص ہیں، جو نقصانات پہنچ سکتے ہیں، جو بد نتائج ہو سکتے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کو ردّ کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی خیر خواہی اسی میں سمجھتا ہے کہ اس کی یہ دعا ردّ کر دے اور فرمایا کہ "یہ ردِّ دعا ہی اس کے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔" جب ایسی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں ردّ کر دی جاتی ہے، قبول نہیں ہوتی تو یہی اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی گواہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سمجھا کہ اس انسان کے لئے یہ بہتر نہیں۔ اس بندے کے لئے یہ بہتر نہیں "پس ایسی دعائیں جن میں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے مگر مضر دعاؤں کو بصورت ردّ قبول فرما لیتا ہے۔" بعض جن میں فائدہ ہے وہ اسی طرح قبول کرتا ہے۔ جن میں انسان کا نقصان ہوتا ہے ان کو ردّ کر دیتا ہے۔ قبول نہیں فرماتا ہے اور یہی اس کی قبولیت ہے

آپؑ فرماتے ہیں کہ "مجھے یہ الہام بارہا ہو چکا ہے۔ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ہر ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے قبول کی جائے گی۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 106-107)

جو مانگنے کے لحاظ سے نافع ہے، نفع دینے والی ہے اور مفید ہے وہ قبول کی جائے گی۔ ہر دعا نہیں قبول ہو گی۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور نبیوں کی بھی بعض دعائیں سنتا ہے بعض نہیں سنتا اور اس لئے نہیں سنتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ فائدہ مند نہیں ہیں یا ان کے نتائج بھیانک ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھنے والا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ دعا کے لئے اپنے اعمال اور اعتقاد کو بھی دیکھنا ضروری ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا" صرف دعا ضروری نہیں۔ اعمال بھی ضروری ہیں "بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔" اگر اعمال نہیں اور صرف دعا ہے تو وہ دعا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تم آزمائش کر رہے ہو "اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔" اصلاح ہوتی ہے اس کے لئے بعض سبب موجود ہونے چاہئیں "وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔" دعا ہو گئی اس لئے اسباب کی کوئی ضرورت نہیں ہے "وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے "دعا بھی تو کسی کام کے کرنے کے لئے ایک چھپا ہوا سبب ہے اس کام کے کرنے کی وجہ بنتا ہے "جو

دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے" دعا کے ذریعہ سے۔ دعا بذات خود ایک سبب ہے ایک وجہ بنتی ہے اور یہ وجہ جب دعا قبول ہوتی ہے تو اس کام کے کرنے کے لئے دوسرے سبب پیدا ہو جاتے ہیں۔ کسی انسان کو قرض کی ضرورت ہے، پیسوں کی ضرورت ہے، کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کسی ذریعہ سے اس کو وہ مہیا کروا دیتا ہے، اس کے لئے آسانیاں پیدا کروا دیتا ہے۔ آسمان سے کوئی چیز نہیں ٹپکتی۔ اگر کسی کو پیسوں کی ضرورت ہے تو آسمان سے نہیں اتریں گے بلکہ کوئی ذریعہ بنے گا اور وہی سبب ہے جو دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنایا فرمایا" اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا تقدّم اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ "پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور پھر تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں۔ ساتھ مدد مانگتے ہیں اور دعا کے ساتھ ہی مدد جو اسباب کی طرف توجہ ہے وہ بھی ہو جاتی ہے "غرض عادت اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلق اسباب کر دیتا ہے۔ دیکھو پیاس کے بجھانے کے لئے پانی اور بھوک مٹانے کے لئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعہ۔ "کوئی ذریعہ بناتا ہے "پس یہ سلسلہ اسباب یونہی چلتا ہے اور خَلقِ اسباب ضرور ہوتا ہے "سبب پیدا ہوتے ہیں" کیونکہ خدائے تعالیٰ کے یہ دو نام ہی ہیں کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ (النساء:159) عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا" غالب ہے، طاقت رکھتا ہے، ہر کام کر سکتا ہے، کر دیتا ہے "اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔ "دیکھو نباتات جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تُربد ہی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے۔ ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر تو قادر ہے کہ یونہی دست آجائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے "بغیر پانی کے پیاس بجھ جائے" مگر چونکہ عجائبات قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائبات قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔"
(ملفوظات جلد اول صفحہ 124-125)

یہ اللہ تعالیٰ نے چیزیں پیدا کی ہیں ان کی صفات اور ان کی خاصیات کا علم دلوانا بھی تو اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں ان کا علم جب بڑھتا ہے تو جتنا جتنا علم وسیع ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی صفات پہ اطلاع ہوتی ہے۔ انسان کو اس کا فہم حاصل ہوتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ انسان اس کا فہم حاصل کرے اور یہی ایک دیندار شخص کا کام ہے۔ ایک دہریہ اپنے علم کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن ایک مومن اس علم کے اضافے سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی قدرتوں کو جاننے والا بنتا ہے۔

پھر دعا کی فلاسفی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا کہ:

"دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلّاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کے پستان

میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا ہے۔ جیسے بچے کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے" ایک تعلق ہے "میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 198)

پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ **ماں بچے کی جو مثال آپؑ نے دی ہے یہ دعا کا فلسفہ ہے۔** اس کے تحت مانگنا انسان کا خاصّہ ہونا چاہئے اور جب یہ انسان کا خاصّہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کا بھی نظارہ دکھاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"مانگنا انسان کا خاصّہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔" اگر رحیمیت کو لینے کے لئے رحمانیت کو چھوڑیں تو نہیں ہو سکتی "رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ "اللہ تعالیٰ کی جو رحیمیت ہے، اس سے مانگ کے لینے کی جو طاقتیں ہیں وہ طاقت رحمانیت اس میں پیدا کرتی ہے "جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے "اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکاری ہے "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے یہی معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تو نے عطا کیے ہیں "ہم عبادت کرتے ہیں اور ظاہری اسباب میں سے ایک سبب دعا کا ہے۔ دوسرے ان چیزوں کو حرکت میں لانے کا جو ہمارے لئے اس کام کے لئے مقرر کی گئی ہیں "دیکھو یہ زبان جو عروق اور اعصاب سے خَلق کی ہے "اس میں زبان ہے اس کے اعصاب بنائے گئے ہیں۔ اس میں لعاب ہے جو اس کے اندر ہے "اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے "زبان خشک ہو جائے تو انسان بول نہیں سکتا۔ زبان کا کوئی پٹھہ کھچ جائے تو وہیں جم جاتی ہے فرمایا کہ "ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے "زبان عطا کی تا کہ دل کے خیالات ظاہر ہوں۔ اس سے انسان بول سکے "اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہماری شور بختی ہے "شور بختی، مطلب بد قسمتی ہے "بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یکدفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔

"پس یہ کیسی رحیمیت ہے کہ ہم کو زبان دے رکھی ہے۔ ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آجاوے تو

خاک بھی سنائی نہ دے۔ ایسا ہی قلب کا حال ہے۔ وہ جو خشوع و خضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں رکھی ہیں اگر بیماری آجاوے تو وہ سب قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے قویٰ کیسے بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟ اگر ان قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کیے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت ہیں" تو پھر یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والے ہیں۔ ناشکرے ہیں" پس یاد رکھو کہ اگر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو معطّل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو دعا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی" جو اللہ تعالیٰ نے طاقتیں دی ہیں، قوتیں دی ہیں، صلاحیتیں دی ہیں اور اسباب کی طرف توجہ دینے کا حکم دیا ہے ان سب کو کام میں لاؤ اور پھر دعا کرو۔ اگر اس کے بغیر ہے تو پھر دعا کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی "کیونکہ جب ہم نے پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لیے مفید اور کار آمد بنا سکیں گے؟"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 130-131)

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں اور ان سے کام لینا، پھر دعا کرنا تب ہی ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ **قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں**، مثالیں موجود ہیں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"غرض یہ ہے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر" جو ہمارے اعمال ہیں ان کو مکمل کر اور جو ان کی انتہا ہو سکتی ہے وہاں لے جا" ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ "بظاہر یہی ہے کہ ایک کھلا اشارہ ہے کہ دعا کرو" صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے" اس طرف ہی اشارہ لگ رہا ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت اللہ تعالیٰ سے مانگو" لیکن اس کے سر پر اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراطِ مستقیم کے منازل کے لئے قویٰ سلیم سے کام لے کر استعانتِ الٰہی کو مانگنا چاہئے۔ "صراط مستقیم پر چلنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے قویٰ دیئے ہیں ان کو کام میں لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو" پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 199)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: "بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جائیں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ "زبان کے بارے میں پہلے بھی مثال دی ہے" یہ رحیمیت ہے۔ ایسا ہی قلب میں خشوع و خضوع کی حالت

رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں۔ پس یاد رکھو اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے۔ اس لئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے پہلے اِيَّاكَ نَعْبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنادے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن: 61) فرمایا یہ نری لفّاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصّہ ہے اور جو استجابت جُو اللہ تعالیٰ کا نہیں "جو اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کی تلاش میں نہیں ہے" وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے" فرمایا کہ "مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مَیں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں "نیک عمل ہوں۔ وہ عمل ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنا اعتقاد، اپنا ایمان مضبوط کریں" کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا او ردعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور بھی صراحت کر دی "کھول دیا" کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے "ایسے لوگوں کی راہ ہمیں دے جن پر تو نے انعام کیا ہوا ہے اور فرمایا" اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا۔ "جن پر تیرا غضب نازل ہوا ان کے رستے پر چلنے سے ہمیں بچا۔ ہمارے اعمال ہمیشہ ٹھیک رہیں۔ کوئی ایسی بات نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہو فرمایا کہ "جن پر بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آگیا اور اَلضَّآلِّيْن کہہ کر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بِدُوں بھٹکتے پھریں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 199-200)

ہمیں اس بات سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت ہمیں حاصل نہ ہو۔ ہم تیری رحمانیت سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اس کے نتیجہ میں پھر رحیمیت سے بھی فائدہ نہ اٹھانے والے ہوں اور تیری جو حمایت ہے، تیری مدد ہے، تیرا رحم اور فضل ہے اس سے ہم محروم ہو جائیں اور بھٹکتے جائیں۔ پس یہ ضالّین کہہ کر اس طرف بھی توجہ دلا دی۔

پھر دنیاداروں کے اس خیال کو ردّ فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں ملتا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا، بالکل غلط اور باطل ہے۔" جھوٹ ہے "ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں

حقیقی ایمان ہو تا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے "فارسی شعر ہے:

"عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست"

کہ وہ عاشق ہی کیا ہے کہ محبوب جس کی طرف نظر نہ کرے۔ اے صاحب! اے بندے درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے۔ تیرے اندر درد نہیں ہے۔ طبیب موجود ہے۔ اپنے اندر درد پیدا کرو اللہ تعالیٰ تو سنتا ہے۔ فرمایا: "خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ "فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي پر عمل کرو" اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے "پس ایسی محبت اللہ تعالیٰ سے پیدا کرو جو دعائیں سننے والا ہو۔ اگر سچی محبت ہو گی تو بہت دعائیں سنتا ہے" اور تائیدیں کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352-353)

خدا تعالیٰ کی سچی محبت کو پانے کے لئے انسان کو کیسا ہونا چاہئے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دعائیں بھی سنے اور اپنی قربت کا اظہار بھی کرے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ خدا کی محبت ایسی شے ہے جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفّٰی انسان بنا دیتی ہے۔ "پاک کر دیتی ہے" اس وقت وہ وہ کچھ "دیکھتا" ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ کچھ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل و کرم کا انسان کے لئے تیار کیا ہے اس کے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں" صرف چیزیں نہیں بنائیں۔ ہمیں استعدادیں بھی دی ہیں کہ ان کو استعمال کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں" اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا یا اگر سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں، تو کیا فائدہ تھا؟ مگر نہیں یہ بات نہیں ہے۔ اس نے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا۔ جس طرح پر ایک طرف روٹی کا سامان پیدا کیا تو دوسری طرف آنکھ، زبان، دانت اور معدہ دے دیا اور جگر اور اَمعاء کو کام میں لگا دیا اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھ دیا۔ "جگر معدہ انتڑیاں یہ سب چیزیں ہیں جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اگر پیٹ کے اندر ہی کچھ نہ جائے گا تو دل میں خون کہاں سے آئے گا۔ کیلُوس کہاں سے بنے گا۔ "غذا جو صاف ہو کے خون کا حصہ بنے گی باقی

جو گند نکلے گا وہ کس طرح بنے گا۔" اسی طرح پر سب سے اوّل اس نے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام جیسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپؐ کو خاتم النبیین ٹھہرایا اور قرآن شریف جیسی کامل اور خاتم الکتاب عطا فرمائی جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر آئے گا۔ پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہیں ان سے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم نہ اٹھائیں تو کس قدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورۃ میں ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتادی ہے۔" پس انسان کے لئے فائدہ اٹھانے کا یہ طریقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہمیں عطا کیا تو آپ کی سنت پر چلنے والے ہوں۔ قرآن کریم جیسی کتاب ہمیں عطا کی تو اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورۃ میں یعنی سورۃ فاتحہ میں ہی ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتادی ہے۔" اس سورۃ میں جس کا نام خاتم الکتاب اور اُمّ الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتادیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے؟ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر مقدم کر کے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 353-354)

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"یہ سچی بات ہے خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النساء:29)۔ انسان کمزور مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بِدُوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ "فضل نہ ہو تو انسان کچھ نہیں کر سکتا۔" اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقاء کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا اور دُعَاء کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضُعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا اور اس طرح پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہو گا۔" لوگ کہتے ہیں دعا کے لئے جوش نہیں پیدا ہوتا۔ اپنی کمزوری دیکھے، اپنی عاجزی دیکھے، پھر اس محبت کے تقاضے کو پورا کرنے کی کوشش کرے تو پھر ایک جوش پیدا ہوتا ہے فرمایا" جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا اور چِلّاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا تو اس کی روح پورے

جوش اور درد سے بے قرار ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے گی اور چلّائے گی اور یاربّ یاربّ کہہ کر پکارے گی۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ پہلی ہی سورت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ (الفاتحہ:8-7)" فرمایا کہ "دعا تب ہی جامع ہو سکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو اور تمام نقصانوں اور مضرّتوں سے بچاتی ہو۔" دعا وہی صحیح ہے جو ہر قسم کے منافع، انسان کو جو نفع مل سکتا ہے یا اس کے مفاد میں جو بہتر ہے وہ اپنے اندر لئے ہوئے ہو اور نقصانوں اور جو تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں ان سے اس کو بچانے والی ہو" پس اس دعا میں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے لے کر وَلَا الضَّالِّيْن تک "تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس دعا میں مطلوب ہیں اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اُس سے بچنے کی دعا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 411-412)

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں جو سب سے بڑی دعائیں کی گئی ہیں وہ دنیاوی دعائیں نہیں ہیں، دین کی دعا ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں ہمیں سب سے مقدم اپنے دین کو بچانے کی دعا کرنی چاہئے۔ جب انسان یہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازے کھلتے ہیں اور پھر باقی دعائیں خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔

اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اصل دعا دین کی مضبوطی کی دعا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ:187) یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 300)

اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب اور دعا کی قبولیت کے جو طریق بتائے ہیں اس میں سے سب سے اعلیٰ ذریعہ نماز کی حالت کو بتایا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"**نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے** اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ

دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ "اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ اگر پینا ہے، اس کے فضل و رحم سے فیض اٹھانا ہے تو اس کے لئے بھی عاجزی، انکساری رونا اور چلّانا ہو گا۔ فرمایا کہ "اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352)

پس رمضان میں جبکہ اکثر کی توجہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی طرف بھی ہے اور نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہے۔ اس کے ساتھ نوافل کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور پھر وہ دعائیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے ہیں وہ ہمیں ترجیحاً کرنی چاہئیں۔ پہلی دعائیں یہی ہیں باقی دعائیں، دنیاوی دعائیں، ہماری دنیاوی ضروریات کی دعائیں بعد میں آنی چاہئیں تو پھر اللہ تعالیٰ خود ہی حاجات پوری کر دیتا ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا بھی پیش کرتا ہوں جسے ان دنوں میں ہمیں خاص طور پر کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور آپؑ نے یہ دعا کی تھی کہ:

"اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے اعمال کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ مَیں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 235)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دعاؤں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ یہ رمضان ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے اور پھر اس پر مستقل قائم رکھے جو خدا تعالیٰ پر ایمان میں مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے احکامات کو سنتے اور عمل کرتے ہیں اور اپنی ہر بات پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں اور ہمارے اعتقاد میں پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا ہو۔ ہم میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی بلاؤں سے بھی بچائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم راجہ غالب احمد صاحب کا ہے۔ یہ جماعت کے دیرینہ خادم اور اردو کے بڑے معروف شاعر اور ادیب تھے۔ ماہر تعلیم تھے۔ انہوں نے حکومت کی نوکری کی اور یہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ یہ 4/ جون 2016ء کو لاہور میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گجرات شہر میں یہ 1928ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد حضرت راجہ علی محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ان کے والد کو قادیان میں بطور ناظر مال اور ناظر اعلیٰ خدمت کی توفیق ملی۔ راجہ غالب صاحب کے نانا ملک برکت علی صاحب تھے اور حضرت ملک عبدالرحمن خادم صاحب جو خالد احمدیت تھے آپ کے ماموں تھے۔ لاہور سے انہوں نے میٹرک کیا۔ پھر قادیان سے ایف۔ اے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے سائیکالوجی میں ماسٹر کی ڈگری لی اور پہلی پوزیشن بھی حاصل کی۔ بحیثیت شاعر دانشور ماہر تعلیم اور ادب کے ناقد ملک کے مقتدر علمی اور ادبی حلقوں میں عزت و احترام کی نگاہ سے پہچانے جاتے تھے۔ روزنامہ الفضل کے ساتھ ملکی اور بین الاقوامی جرائد میں بھی ان کی نظمیں اور تحریریں اردو اور انگریزی میں شائع ہوتی رہیں۔ انہوں نے اپنی ملازمت کا آغاز پاکستان ایئر فورس سے کیا۔ پھر محکمہ تعلیم پنجاب کو 1962ء میں جوائن کیا۔

پھر بڑے اہم مختلف کلیدی عہدوں پر فائز رہے جنرل سیکرٹری اور کنٹرولر بورڈ آف انٹر میڈیٹ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب، چیئرمین بورڈ آف انٹر میڈیٹ سرگودھا، چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور مشیر تعلیم حکومت پنجاب ان کی نمایاں ملکی خدمات ہیں۔ جماعتی خدمات کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔ جماعت احمدیہ ضلع لاہور میں آپ جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تعلیم اور کئی عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ 1974ء کے بعد آپ کو بطور ترجمان جماعت احمدیہ کئی بار پریس کانفرنسیں اور پریس ریلیزیں اور بیانات جاری کرنے کا موقع ملا۔ خطوط لکھنے والے تھے۔ اخبارات کو ذاتی بیان دینے کا موقع ملا۔ 1992 تا 97ء ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن۔ 74ء تا 85ء ڈائریکٹر وقف جدید اور اس کے علاوہ نائب صدر ناصر فاؤنڈیشن بھی رہے۔ بڑے سادہ مزاج اور بڑے دھیمے مزاج کے تھے۔ خلافت سے ان کا بڑا تعلق تھا اور جماعتی عہدیداروں کی بھی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد نہیں تھی۔ ان کی ایک لے پالک بیٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم ملک محمد احمد صاحب کا ہے جو واقف زندگی تھے۔ 6/ مئی 2016ء کو وفات پا گئے۔ یہ دونوں جنازے پچھلی دفعہ پڑھانے تھے بس کسی وجہ سے رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔

خلفائے احمدیت اور نظام خلافت کے ساتھ اطاعت کا جذبہ اور بڑی محبت اور وفا کا تعلق رکھتے تھے۔ تمام بچوں کو بھی یہی صفت اپنانے کی نصیحت کرتے تھے۔ نظام جماعت کے فرمانبردار، نہایت شریف النفس، ملنسار، منکسر المزاج، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے، ہمدرد، نیک انسان تھے۔ زندگی بھر کئی گھرانوں کی کفالت کی۔ کچھ بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری بھی اٹھائی اور جو وفات تک بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل کے پانچ ہزار مجاہدین میں شامل تھے۔ تعمیر مساجد اور دوسری تحریکات میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتے تھے۔ ربوہ میں زمین کا ایک ٹکڑا بھی، ایک پلاٹ بھی جماعت کو پیش کیا۔ 20/ اکتوبر 1945ء کو آپ نے زندگی وقف کی۔ پہلے تو کہیں باہر کام کر رہے تھے۔ بہرحال اس کے بعد پھر زندگی وقف کر کے آ گئے اور ربوہ میں تعمیرات کے شعبہ میں 1949ء سے 55ء تک خدمت کی۔ 55ء سے 68ء تک وکالت تبشیر میں سپرنٹنڈنٹ کے طور پر خدمت بجالائے۔ 1969ء سے 82ء تک بطور نائب افسر امانت خدمت کی توفیق پائی۔ 82ء سے 86ء تک نائب وکیل المال ثانی کی خدمت کی توفیق پائی۔ 85ء میں ریٹائر ہوئے اور جون 1989ء تک ری ایمپلائی ہو کر خدمت بجالاتے رہے۔ 86ء سے 89ء تک بطور نائب وکیل تعمیل و تنفیذ خدمت بجالاتے رہے۔ ان کی خدمت کا کم و بیش 47 سال کا عرصہ ہے۔ پھر آپ اپنے بچوں کے پاس جرمنی آ گئے تھے۔ بڑے عبادت گزار تھے۔ تلاوت قرآن کریم کرنے والے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑا وسیع مطالعہ تھا۔ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ہمارے مبلغ سلسلہ لئیق طاہر صاحب ان کے چھوٹے بھائی ہیں اور یہاں الفضل انٹرنیشنل میں وقف زندگی کارکن ملک محمود ان کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو اور نسلوں کو اخلاص و وفا سے جماعت کے ساتھ اور خلافت کے ساتھ تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 08/ جولائی 2016ء تا 14/ جولائی 2016ء جلد 23 شمارہ 28 صفحہ 05 تا 08)

26

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 24/ جون 2016ء بمطابق 24 احسان 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں اس بات کا ذکر ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اسے سب قدرتوں کا مالک سمجھتے ہوئے اس سے مانگنا اور اس کے حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ **اللہ تعالیٰ کے کیا احکامات ہیں۔** گزشتہ خطبہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام حکم، تمام اوامر و نواہی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي کہ میرے بندے میرے حکم کو قبول کریں۔ وہ حکم جو قرآن کریم میں موجود ہیں انہیں قبول کریں۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دعائیں بھی قبول کرے گا اور رُشد بھی حاصل ہو گا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر میں کیا نتیجہ نکلے گا۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ تا کہ وہ بندے ہدایت پائیں اور اس ہدایت کی وجہ سے میرے قرب کے نظارے دیکھیں۔ وہ سیدھے راستے پر چلنے والے ہوں۔ ان کی رہنمائی ہو۔ نیکیوں پر چلنے والے ہوں۔ برائیوں سے بچنے والے ہوں۔ اپنے مقصد پیدائش کو بھی پورا کرنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ کیا ان چیزوں کی ضرورت صرف رمضان میں ہے جس کے ساتھ خاص ذکر کیا گیا ہے؟ اگر ہم رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں گے تو کیا پھر مستقل ہدایت یافتہ ہو جائیں گے کہ صرف رمضان میں عمل کر لیا؟ رمضان تو ان باتوں کے لئے خاص طور پر یاد دہانی کے لئے آتا ہے اور آیا ہے کہ اس تربیتی اور مجاہدہ کے مہینہ میں ہم تربیت لے کر، مجاہدہ کر کے یا مجاہدہ کرنے کی کوشش کر کے ایک دوسرے کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے راستے تلاش کریں۔ اجتماعی اور انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر کے اس کے ہم قریب ہوں اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں تا کہ پھر ہم مستقل اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن

سکیں۔ ہم میں سے بعض بہتر عمل کرنے والے ہیں، بہتر عبادتیں کرنے والے ہیں، بہتر اخلاق والے ہیں۔ اس لئے جب جمع ہوتے ہیں، اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اجتماعی طور پر ان دنوں میں دیکھنے کا موقع ملتا ہے تو اس سے اپنی حالت کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں بے شمار احکامات ہیں جن کے کرنے یا نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے جن کی ہمیں وقتاً فوقتاً جگالی کرتے رہنا چاہئے، دہراتے رہنا چاہئے۔ اِس وقت مَیں نے بعض احکامات لئے ہیں۔

سب سے بنیادی حکم جو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور جو انسان کی پیدائش کا مقصد بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ "مَیں نے جن و اِنس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری پرستش کریں۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 185 حاشیہ)

اس مضمون کو میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔ بار بار اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں لیکن ہم میں سے بہت سے چند دن اسے یاد رکھتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں حتی کہ میرے علم میں بھی ہے، اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض واقفین زندگی بلکہ وہ جنہوں نے دینی علم بھی حاصل کیا ہوا ہے اور علمی لحاظ سے اس کی اہمیت کو سمجھتے بھی ہیں وہ بھی اس طرح توجہ نہیں دیتے جس طرح توجہ دینی چاہئے۔ پھر جماعتی عہدیدار ہیں۔ میٹنگز میں تو اپنی علمی لیاقت ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی کا معاملہ پیش ہو جائے تو اسے قرآن اور حدیث کے حوالے سے سمجھاتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں کہ خود اس بنیادی حکم پر وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

"کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے۔ اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 183-184)

آپ علیہ السلام نے آگے اس بات کی مزید وضاحت فرمائی کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنانے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ تم دنیاوی کام نہ کرو۔ بیشک وہ بھی کرو لیکن جو عبادت کی ذمہ داری ہے بلکہ جو مقصد پیدائش ہے وہ تمہاری اوّلین ترجیح ہونی چاہئے۔

آجکل رمضان میں اس پر عموماً عمل ہو ہی رہا ہے۔ رات عشاء کی نماز بھی مغربی ممالک میں بہت دیر سے ہوتی ہے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہوتے گیارہ، سوا گیارہ بج ہی جاتے ہیں۔ پھر بعض تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ مساجد

میں تراویح کا بھی انتظام ہے۔ گھر جا کر سوتے سوتے بارہ، ساڑھے بارہ بج جاتے ہیں۔ پھر دو اڑھائی بجے سحری کھانے کے لئے جاگتے بھی ہوں گے۔ کچھ نفل بھی پڑھتے ہیں۔ مسجد میں نماز پر بھی آتے ہیں۔ تو یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اگر ارادہ ہو، صرف علمی اہمیت کا ہی پتا نہ ہو بلکہ عملی کوشش بھی ہو تو نماز جو عبادت کا بہترین مقام ہے اس میں سستی نہ دکھائیں بلکہ کوشش کر کے آیا کریں۔ مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے حکم ہے۔ پس اس رمضان میں واقفین زندگی جن کا عہد ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں میں، سب سے آگے رہنے والوں میں سے ہونے کی اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ کوشش کریں گے اور عہدیدار جن پر افراد کی نظر ہے اور ان کو انہوں نے چنا بھی اس لئے ہوا ہے، منتخب کیا ہے کہ ہم میں سے بہتر ہیں وہ ایک نمونہ ہونے چاہئیں۔ ان کو اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ صرف رمضان میں ہی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عبادت پر زور نہیں دینا اور دن ہی نہ گنتے رہیں کہ باقی تیرہ دن رہ گئے یا بارہ دن رہ گئے تو پھر ہم اپنی پرانی روش پہ یا روٹین پہ آ جائیں گے بلکہ یہ کوشش ہو کہ اس رمضان کی تربیت اور مجاہدہ نے ہم میں جو عبادتوں کی طرف توجہ میں بہتری پیدا کی ہے اسے ہم نے اب مستقل زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس پیش کیا جس میں آپؑ نے بڑے درد سے یہ توجہ دلائی اور یہ فرمایا کہ مَیں بار بار توجہ دلاتا ہوں۔ اس ضمن میں آپ کے چند اور اقتباسات پیش کرتا ہوں جس سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"جب خدا تعالیٰ کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو عین مقصود بنالے۔ حقوق نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔ حقوق نفس بھی اس لیے جائز ہیں کہ تا وہ درماندہ ہو کر رہ ہی نہ جائے۔ تم بھی ان چیزوں کو اسی واسطے کام میں لاؤ۔ ان سے کام اس واسطے لو کہ یہ تمہیں عبادت کے لائق بنائے رکھیں، نہ اس لیے کہ وہی تمہارا مقصود اصلی ہوں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248-249)

نفس کے حقوق ادا کرنے کا حدیث میں بھی ذکر آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر...الخ حدیث 1968)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بیشک یہ حق ہے لیکن اس میں اعتدال ہونا چاہئے۔ میانہ روی ہونی چاہئے۔ جائز حق جو ہیں نفس کے وہ ادا کرو کیونکہ یہ حقوق اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھے

ہیں۔ اس لئے ان کو ادا کرنا تو بہر حال ضروری ہے۔ ان کو اپنے فائدے اور استعمال میں لاؤ ورنہ بعض چیزیں ایسی ہیں اگر ان کو استعمال نہ کیا جائے، نفس کا پورا حق نہ ادا کیا جائے تو بعض حسّیں ختم ہو جاتی ہیں اور جو انسانی پیدائش کا مقصد نہیں ہے بلکہ عبادت کے مقصد کے ساتھ ہی ان چیزوں کا استعمال کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی خصوصیات اور طاقتوں کو استعمال کرنا ضروری ہے اور نہ استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ ایک صحابیہؓ تھیں۔ ان کا برا حال تھا۔ نہ تیار ہوتی تھیں نہ کنگھی کرتی تھیں۔ کسی نے ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس طرح رہتی ہیں۔ آپؐ نے بلا بھیجا۔ انہوں نے کہا میں کس کیلئے تیار ہوں؟ میرا خاوند تو دن کو بھی عبادت کرتا ہے۔ رات کو بھی عبادت کرتا ہے۔ تو آپؐ نے خاوند کو بلا کر کہا کہ تمہارے نفس کا بھی تم پہ حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پہ حق ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 531 حدیث 26839 مسند حضرت عائشۃؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس حقوق ہر طرح کے ادا ہونے چاہئیں لیکن جو پیدائش کا مقصد ہے اس کو بہر حال سامنے رکھنا چاہئے۔ نفس کے حقوق بھی ادا ہوں گے تو صحت رہے گی اور جب صحت رہے گی تو عبادت بھی صحیح طریقے سے ہو سکے گی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"بے محل استعمال سے حلال بھی حرام ہو جاتا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) سے ظاہر ہے کہ انسان صرف عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جس قدر چیز اسے درکار ہے اگر اس سے زیادہ لیتا ہے تو گو وہ شئے حلال ہی ہو مگر فضول ہونے کی وجہ سے اس کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔" ہر چیز کا جائز استعمال ٹھیک ہے لیکن اگر ضرورت سے زیادہ استعمال ہے تو وہ حلال بھی حرام بن جاتا ہے۔ فرمایا "جو انسان رات دن نفسانی لذّات میں مصروف ہے وہ عبادت کا کیا حق ادا کر سکتا ہے۔ مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک تلخ زندگی بسر کرے لیکن عیش و عشرت میں بسر کرنے سے تو وہ اس زندگی کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں کر سکتا۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 68)

پھر فرماتے ہیں کہ: "اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ مَیں نے جنّ اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدّ نظر رکھیں وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی

نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔ ہاں اس وقت پتا لگتا ہے جب قابض ارواح آکر جان نکال لیتا ہے۔"
(الحکم مورخہ 24 ستمبر 1904ء صفحہ 1 جلد 8 نمبر 32 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 239)

دنیا کے جھنجھٹوں سے، دنیا کے کاموں سے اس وقت نکلتے ہیں جب موت کا وقت آتا ہے بلکہ اکثریت دنیاداروں کی تو ایسی ہے کہ موت کے وقت بھی انہیں دنیاوی دولت اور اسے سنبھالنے کی فکر ہوتی ہے۔ ایک مومن کی تو یہ حالت نہیں ہوتی کہ موت کے وقت صرف اس طرف توجہ ہو کہ دنیا کس طرح سنبھالنی ہے۔ لیکن صحت میں بہت سے ایسے ہیں جو ایمان لانے کے باوجود اس مقصد کو بھول کر جو زندگی کا مقصد ہے دنیاوی مقاصد کی تلاش میں زیادہ فکر مند ہوتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ فکر سب سے زیادہ مقدم رکھنی چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اس رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رہے اور اس کے لئے جو مسجدوں کی آبادی کا حکم ہے اسے ہم اپنے سامنے رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ "انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے "خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے "جس کی وجہ سے اس کے "یعنی خدا تعالیٰ کے "نزدیک وہ قابل قدر شئے ہو جاوے گا۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 289)

جب اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کا درد ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ انسان قابل قدر چیز بن جاتا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر شئے ہو جائے وہی ہے جو حقیقی رشد پانے والا ہے، حقیقی ہدایت پانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز اور عبادت کے مضمون کو اور بھی بہت جگہ بیان فرمایا ہے۔ سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ۔ (النور:38) کہ ایسے عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل خوف سے الٹ پلٹ ہو رہے ہوں گے اور آنکھیں بھی۔ اس آیت میں ان لوگوں کی مثال ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر شئے ہو جائے گا اور یہ اعزاز سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو ملا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بنے اور اپنے صحابہؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا ہے کہ وہ تمہارے لئے راستہ دکھانے والے ہیں ان کے پیچھے چلو۔

(مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم صفحہ 414 کتاب المناقب باب مناقب الصحابۃ الفصل الثالث حدیث 6018 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ "ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزار ہا روپیہ کے لین دین کرنے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اس کو

دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دل باوجود اس قدر لین دین" کے، کاروبار کر رہا ہے، پیسہ آ رہا ہے، سامان دے رہا ہے، بظاہر کاروبار میں مصروف ہے باوجود اس قدر لین دین اور "روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ "کاروبار بھی ساتھ ساتھ کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔" فرماتے ہیں کہ "وہ ٹٹو کس کام کا جو بروقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے۔ وہ قابل تعریف نہیں۔" ٹٹو بھی گھوڑے کی ایک قسم ہوتی ہے جو خاص طور پر پہاڑی علاقوں میں بوجھ لادنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔" یہ پہلو بھی سامنے ہونا چاہئے۔ عبادت مقصد ہے لیکن دنیاوی کام بھی ساتھ ساتھ ہوں۔ وہ لوگ جو گوشہ نشین ہو جاتے ہیں فقیر بن جاتے ہیں فرمایا کہ وہ کمزوری دکھلاتے ہیں۔ "اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کر دو اور دنیوی کاروبار کو چھوڑ دو۔ نہیں بلکہ ملازم کو چاہئے کہ وہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو مقدم رکھے" یہ شرط ہے۔ اس کی مثال خود دنیا میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اس کی مثال خود دنیا میں موجود ہے کہ تاجر اور ملازم لوگ باوجود اس کے کہ وہ اپنی تجارت اور ملازمت کو بہت عمدگی سے پورا کرتے ہیں پھر بھی بیوی بچے رکھتے ہیں اور ان کے حقوق برابر ادا کرتے ہیں۔" ایک طرف کاروبار بھی ہے، ملازمتیں بھی ہیں لیکن گھر کی ذمہ داریاں ہیں، بچوں کی ذمہ داریاں ہیں، بیوی کے حقوق ہیں وہ بھی سب ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ "ایسا ہی ایک انسان ان تمام مشاغل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حقوق کو ادا کر سکتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر بڑی عمدگی سے اپنی زندگی گزار سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 206-207)

نمازوں کی حفاظت کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ (البقرۃ:239) کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت میں خاص طور پر ان لوگوں کو نماز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جن کے لئے کوئی بھی نماز کسی بھی طرح بوجھ ہے۔ اگر فجر کی نماز میں بوجہ رات دیر تک جاگنے اور سستی کی وجہ سے شامل ہونا مشکل ہے، وقت پہ پڑھنا مشکل ہے تو یہ ایسے شخص کے لئے صلوٰۃ وُسطیٰ ہے۔ اگر کاروباری آدمی کے لئے ظہر عصر کی نماز پڑھنا مشکل ہے تو یہ اس کے لئے صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ حَافِظُوْا کا مطلب یہ ہے کہ ایسی حفاظت جو کسی چیز کو ضائع

ہونے سے بچائے۔ پس ایک مومن کی فرمانبرداری اسی وقت ہوتی ہے جب وہ ان نمازوں کو وقت پر ادا کرنے والا ہو اور ان کا حق ادا کرتے ہوئے نماز ادا کرنے والا ہو۔ یہ نہیں کہ جلدی جلدی آئے اور ٹکریں مار کے چلے گئے۔

پھر ایک حکم قرآن کریم میں **اللہ تعالیٰ نے عہدوں کو پورا کرنے اور ان کی پابندی کا دیا ہے**۔ اس میں خدا تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد بھی ہیں اور بندوں کے عہد بھی۔ اللہ تعالیٰ کے عہد، اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں عہد ہیں۔ مسلمان ہونے اور پھر ہم احمدیوں کو خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا جو عہد ہے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد ہم نے کیا ہے، اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا جو عہد ہم نے کیا ہے ان تمام باتوں کی پابندی کا عہد ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ شرائط بیعت میں ساری چیزیں شامل ہیں۔ اور بندوں کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہیں۔ اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ**۔ (النحل:92) اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر کفیل بنا چکے ہو۔ اللہ یقیناً جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

پس بڑا واضح حکم ہے کہ تمہارے دو عہد ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد جو یقیناً اسلام کی تعلیم پر چلنے کا عہد ہے اور عہد بیعت ہے۔ یہ عہد ہے کہ میں اسلام میں داخل ہو کر مسلمان کہلا کر اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کروں گا اور دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ تم آپس کے جو عہد اور معاہدات کرتے ہو ان کو بھی پورا کرو۔ گو یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو تم نے ضامن بنالیا تو تمہارا اس عہد کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ جہاں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کو ضامن نہ بنایا جائے وہاں عہد توڑ دو تو کوئی حرج نہیں۔ اپنی قسموں کو توڑ دو تو کوئی حرج نہیں۔ معاہدات پر عمل نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔ نہیں۔ بلکہ ہر عہد جو تم کرتے ہو، ہر معاہدہ جو تم کرتے ہو وہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انصاف اور سچائی کی بنیاد پر ہونا چاہئے اور جب انصاف اور سچائی کو بنیاد بنا کر کرتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اسی طرح ہونا چاہئے کیونکہ ایک مومن کا انصاف اور سچائی پر قائم ہونا ضروری ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں چاہے ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یا اسے ضامن بنا کر کوئی معاہدہ کریں یا نہ کریں لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے کہ تم انصاف اور سچائی پر قائم رہو اس لئے جو معاہدہ بھی انصاف اور سچائی کی بنیاد پر ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت کے نیچے آجائے گا۔

پس اس مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک مومن نے اپنے تمام عہدوں اور معاہدوں کو پورا کرنا ہے۔ اگر اس بات کی اہمیت اور حقیقت کو ہم سمجھ لیں تو ہر قسم کے جھگڑوں اور دھوکہ دہیوں اور الزامات سے ہمارا معاشرہ پاک ہو سکتا ہے۔ عائلی معاملات میں بھی جو مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ بھی کبھی پیدا نہ ہوں کیونکہ وہاں بھی

عہد توڑے جا رہے ہوتے ہیں۔ آجکل میں نے دیکھا ہے کہ دنیاوی لالچوں کی وجہ سے ہمارے اندر بھی معاہدوں کو توڑنے اور دھوکہ دینے اور زبان کے اقرار کو پورا نہ کرنے کے معاملات بڑھ رہے ہیں اور ان چیزوں سے نہ صرف یہ کہ جماعت کی بدنامی ہوتی ہے بلکہ بعض دفعہ ایسے لوگوں کا ایمان بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

معاہدوں کو جب انسان توڑتا ہے تو جھوٹ کا سہارا لیتا ہے اور جھوٹ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بڑا سخت انذار فرما کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو" قتل نہ کرو۔ کسی کا خون نہ بہاؤ" کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے۔ "اگر بچہ بھی کوئی سچی بات کہتا ہے تو قبول کر لو پھر ضد نہ کرو" اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔ "اگر تمہارا مخالف ہے اور کوئی سچی بات کہتا ہے۔ لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں اور دیکھ لو کہ دوسری طرف سچائی ہے تو پھر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر منطق جھاڑنے کی ضرورت نہیں۔ پھر سچائی کو قبول کرو۔ فرمایا کہ "سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلۂ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ "جو سچائی اختیار کرنے سے تمہیں ہٹاتی ہے وہ بت ہے۔" سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550)

ہم غیروں کو تو یہ بات بتاتے ہیں اور قرآن کریم کی یہ تعلیم دکھاتے ہیں کہ یہ انصاف کی تعلیم ہے لیکن ہم میں سے بہت سارے ایسے ہیں کہ **جب ہمارے اپنے معاملات آتے ہیں تو اس چیز کو بھول جاتے ہیں۔**

پھر ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ "جھوٹ کو بت پرستی کے ساتھ ملایا ہے "جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ "یعنی بت بنا کر اس کے پاس عبادت کرنے کے لئے جاتا ہے، سمجھتا ہے کہ مَیں اس کی عبادت کروں گا یا اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگوں گا تو مجھے نجات مل جائے گی یا میرے مقاصد حل ہو جائیں

گے۔ فرمایا کہ "جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔" میں جھوٹ بولوں گا تو میرا معاملہ طے ہو جائے گا فرمایا" کیسی خرابی آکر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بد قسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔ یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟" یہ کس طرح ہو سکتا ہے "اگر ایسا ہو پھر دنیا میں کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے" اگر سچوں کو سزا ملنی شروع ہو جائے تو پھر تو دنیا میں کوئی سچ بولے ہی نہ فرمایا اور "خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں "سچ بولا اور پھر بھی اگر سزا مل گئی تو" وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 478 تا 480)

پس اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ عاجزی سے جھکتے ہوئے ہمیں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہم اپنے کسی مخفی گناہ کی وجہ سے نہ آجائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہ حکم ہے اور متقیوں کی اللہ تعالیٰ نے ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔ (آل عمران:135) غصہ کو دبانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ عفو کا مطلب ہے کہ اپنے خلاف کئے گئے جرم کو مکمل طور پر بھلا کر کسی کو معاف کر دینا۔ یہ عفو ہے۔ پس متقی وہ ہے جو نہ صرف غصہ کو دبانے والا ہو بلکہ معاف کرنے والا بھی ہو اور پھر معاف اس طرح کرے کہ جس نے بھی میرے خلاف جرم کیا ہے اس کو میں بھول جاؤں۔ اس بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے کہ غصہ کو دبانے کے کیا فائدے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی

قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصّہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 180)

پھر ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ "**یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمۃ کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں**۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹھ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔" جب گندہ دہنی نکلتی ہے۔ گندے الفاظ نکل رہے ہوں۔ گالیاں نکل رہی ہوں اور کوئی اس پہ روک ٹوک نہیں ہوتی۔ تو پھر جو اچھی باتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو پسند باتیں ہیں، جو نیکی کی باتیں ہیں ان سے پھر منہ اور زبان محروم ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ پھر ہمیشہ گند ہی بکتے ہیں۔ فرمایا کہ "غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغضوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔" غصہ میں آگئے تو موٹی عقل ہو گئی اور پھر سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ "اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔"

(الحکم مورخہ 10 مارچ 1903ء صفحہ 8 جلد 7 نمبر 9 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 153)

پھر ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ "مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو بر محل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ "غصہ میں اور جنون میں، پاگل پن میں بہت تھوڑا فرق ہے۔" جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغضوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208)

اگر کوئی تمہارا مخالف بھی ہے تب بھی غصہ میں آکے، غضبناک ہو کر اس سے گفتگو نہ کرو بلکہ پھر بھی حکمت سے بات کرنی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ کے احکام جہاں ہمارے اخلاق کو بلند کر کے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتے ہیں وہاں ہماری عقلوں کو بھی جلا بخشنے والے ہیں اور اس کے ساتھ بہت سی دشمنیوں اور نقصانوں سے بھی انسان بچ جاتا ہے۔ اکثر غصہ میں آنے والوں اور لڑنے والوں کو نقصان اٹھاتے ہی دیکھا گیا ہے کبھی فائدہ تو نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"دو قوتیں انسان کو منجر بہ جنون کر دیتی ہیں۔" یعنی جنونی بنا دیتی ہیں۔ کون سی دو قوتیں؟" ایک بد ظنی اور ایک غضب جبکہ افراط تک پہنچ جاویں۔" جب انتہا تک پہنچ جاویں تو یہ چیزیں پھر انسان کو پاگل بنا دیتی ہیں۔" پس لازم ہے کہ انسان بد ظنی اور غضب سے بہت بچے۔" آپ نے فرمایا لازم ہے کہ انسان بد ظنی اور

غضب سے بہت بچے۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 104)

بد ظنی سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بھی حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ۔ (الحجرات: 13) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں پہلی چیز جس سے بچنے کا ذکر ہے وہ بد ظنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "بدظنّی ایک ایسا مرض ہے اور ایسی بُری بَلا ہے جو انسان کو اندھا کر کے ہلاکت کے تاریک کنوئیں میں گرا دیتی ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 100)

پھر فرمایا "خوب یاد رکھو کہ ساری برائیاں اور خرابیاں بدظنّی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع فرمایا ہے۔..." فرمایا کہ "انسان بد ظنی سے بہت ہی بچے۔ اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو" کوئی برا ظن، بد ظنی پیدا بھی ہو "تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے۔" کسی دوسرے کے بارے میں بد ظنی پیدا ہوئی ہے تو بجائے اس کو دل میں جگہ دینے کے، اس پر سوچنے کے یا پھر دوسرے کو اس کی وجہ سے نقصان پہنچانے کے بجائے کثرت سے استغفار کرنی چاہئے کہ کسی کے بارے میں بد ظنی پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا "کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تا کہ اس معصیّت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے۔" اس گناہ سے بچے اور اس گناہ کی وجہ سے جو برے نتائج پیدا ہونے ہیں ان سے بچ سکے "جو اس بد ظنی کے پیچھے آنے والا ہے۔ اس کو کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 371-372)

پھر اس آیت میں **دوسری بات جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں روکا ہے تجسّس کرنا ہے۔** کھود کھود کر کسی کے عیب نکالنا یا کسی بھی بارے میں تجسّس کرنا۔ جو چیز کوئی بتانا نہ چاہتا ہو اس کے بارے میں ضرور ایک کوشش کرنا کہ میرے علم میں آ جائے۔ یہ چیزیں غلط ہیں۔ اس سے بھی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر تیسرا حکم یہ ہے کہ غیبت نہ کرو۔ غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کسی نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا لیا اور اس سے تم سخت کراہت کرو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی

کی سچی بات کا اس کی غیر موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہے تو اسے بری لگے تو یہ غیبت ہے۔ کسی کی سچی بات کا اس کی غیر موجودگی میں بیان چاہے وہ سچی بات ہی ہو اور ایسی بات جو اس کو بری لگے اگر اس کو غیر موجودگی میں بیان کر رہے ہو تو یہ غیبت ہے۔ اور اگر اس میں وہ بات ہے ہی نہیں جو بیان کی جا رہی ہے تو یہ بہتان ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب تحریم الغیبة حدیث6593)

پس متقی کا یہ کام نہیں ہے کہ ایسی باتیں کرے جس سے مسائل پیدا ہوتے ہوں، معاشرے میں فساد پیدا ہوتے ہوں۔ نہ غیبت کرنی ہے، نہ کسی پر بہتان لگانا ہے۔

پس رمضان میں جب ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں، اس کا قرب ہمیں ملے، اپنی دعاؤں کو ہم قبول ہوتا ہوا دیکھیں تو ان برائیوں سے بچنے کی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی ہمیں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے تمام احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنے والے ہوں اور رمضان کے بعد بھی ہم میں یہ نیکیاں قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عابد ہم بنیں اور ہم اسی کی کامل فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہوں۔

نماز کے بعد ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو ایک شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم چوہدری خلیق احمد صاحب ابن چوہدری بشیر احمد صاحب حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی۔ آپ کو 49 سال کی عمر میں مخالفین احمدیت نے 20/ جون 2016ء کو رات تقریباً ساڑھے نو بجے ان کے کلینک میں گھس کر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق چوہدری خلیق احمد صاحب نے میڈیکل ڈپلومہ کیا ہوا تھا اور اپنے گھر کے قریب ہی ہومیو پیتھک اور ایلو پیتھک کلینک بنا رکھا تھا۔ وقوعہ کے روز حسب معمول روزہ افطار کرنے کے بعد اپنے کلینک واقع گلزار ہجری پر واپس آئے اور وہاں موجود مریضوں کو دیکھ رہے تھے کہ رات تقریباً ساڑھے نو بجے ہیلمٹ پہنے ہوئے دو نامعلوم افراد نے کلینک میں آکر آپ پر فائرنگ کر دی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں دو گولیاں آپ کے سر میں لگیں اور دو گولیاں سینے میں لگیں۔ کلینک کے قریب واقع میڈیکل سٹور والے نے فوری طور پر موٹر سائیکل پر آکر آپ کے گھر جا کر اطلاع دی۔ آپ کا بیٹا گاڑی لے کر آیا اور گاڑی میں ڈال کر فوری طور پر قریبی ہسپتال لے جایا گیا لیکن آپ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی جام شہادت نوش فرما گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کراچی کے اسی حلقہ گلزار ہجری میں گزشتہ ماہ مئی کی 25 تاریخ کو بھی نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے مکرم داؤد احمد صاحب ولد حاجی غلام محی الدین صاحب کو شہید کیا تھا۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم اللہ بخش صاحب آف امرتسر کے ذریعہ ہوا۔ ان کا خاندان امرتسر سے گوکھووال، پھر رحیم یار خان میں آباد ہوا۔ پھر شہداد پور ضلع سانگھڑ میں منتقل ہو گئے۔ مرحوم شہداد پور ضلع سانگھڑ کے قریب گاؤں احمد پور میں 1967ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر 1988ء میں کراچی شفٹ ہو گئے۔ یہاں

میڈیکل کا ڈپلومہ کیا۔ ایک پرائیویٹ لیبارٹری میں ریڈیوگرافک ٹیکنیشن کے طور پر کام شروع کیا۔ ساتھ ہی شام کے وقت اپنے کلینک پر میڈیکل پریکٹس بھی شروع کی۔ بعد ازاں لیبارٹری کی ملازمت چھوڑ کر مکمل طور پر میڈیکل کلینک پر بیٹھنا شروع کر دیا۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ تبلیغ کا ان کو بڑا شوق تھا۔ کلینک پر بھی غیر از جماعت کو تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ شہید مرحوم نماز باجماعت کے پابند تھے۔ نوافل بھی ادا کرنے والے تھے۔ عبادات میں بڑے بڑھے ہوئے تھے۔ انتہائی ہمدرد انسان تھے۔ مستحقین کا بغیر معاوضہ کے بھی علاج کرنے والے تھے۔ بعض غیر از جماعت مریض کہتے تھے کہ آپ قادیانی ہیں آپ سے دوا لینے کو دل تو نہیں کرتا لیکن کیا کریں بچوں کو شفا بھی آپ کی دوائی سے آتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی بھی تھے۔ جماعتی خدمات میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ شہید مرحوم کو اپنے حلقہ میں بطور محصّل اور بطور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق ملی نیز گزشتہ 18 سال سے سیکرٹری وقف نو حلقہ کے عہدے پر بھی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں اور بچوں نے بھی لکھا ہے کہ بچوں کو بڑی چھوٹی عمر میں نماز کا پابند بنایا۔ خود بھی پانچوں نمازیں باقاعدگی سے الگ الگ مقررہ وقت پر ادا کرتے۔ قرآن کریم کی روزانہ باترجمہ تلاوت آپ کا معمول تھا۔ خلیفہ وقت کا خطبہ خود بھی باقاعدگی سے سنتے اور ہمیشہ بچوں کو بھی سنواتے بلکہ صبح شام ایم ٹی اے بھی ضرور لگاتے۔ اور اگر گھروں میں تربیت کرنی ہے تو ایم ٹی اے ہی بہترین ذریعہ ہے۔ محلے والوں کے کام آنے والے تھے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ کہتی ہیں کہ مَیں نے ایک ماہ قبل خواب میں دیکھا کہ دو گلاس شربت کے بھرے ہوئے ہیں۔ میں کہتی ہوں کس چیز کا شربت ہے۔ یہ تو کوئی خاص شربت لگتا ہے۔ تو مجھے خواب میں بتایا جاتا ہے کہ دنیا کی جو سب سے اچھی چیز ہے اس کا شربت ہے۔ شہید مرحوم کی شہادت کے بعد اس خواب کی سمجھ آئی کہ یہ جام شہادت ہے۔ اس سے قبل داؤد احمد صاحب شہید ہوئے تھے اور وہ بھی انہی کی گلی میں ساتھ ہی تھے۔ وہ چند دن پہلے شہید ہوئے۔ تو دو گلاس سے شاید یہ دو شہادتیں مراد تھیں۔

ان کے پسماندگان میں بھائی بہنوں کے علاوہ ان کی اہلیہ محترمہ بشریٰ خلیق صاحبہ ہیں۔ دو بیٹے ہیں عزیزم انیق احمد جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں طالب علم ہیں۔ اسی طرح ایک بیٹے رحیق احمد، یہ پی ٹی ایس کے تیسرے سال کے طالب علم ہیں۔ ایک بیٹی عزیزہ شمائلہ احمد ہے یہ سولہ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کے باپ کی نیکیاں ہمیشہ ان کے بچوں میں بھی جاری رہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 15/ جولائی 2016ء تا 21/ جولائی 2016ء جلد 23 شمارہ 29 صفحہ 05 تا 09)

27

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ یکم رجولائی 2016ء بمطابق یکم وفا 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَۨا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۔ (الجمعۃ:10 تا 12)

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کی فرضیت کا جب حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرۃ:185) گنتی کے چند دن ہیں۔ جب رمضان شروع ہوا تو ہم میں سے بہت سے سوچتے ہوں گے کہ گرمیوں کے لمبے دن ہیں اور ان میں یہ تیس روزے پتا نہیں کس طرح گزریں گے، بڑی مشکل پڑے گی۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گنتی کے چند دن ہیں، یہ دن بھی گزر گئے۔ آج پچیسواں روزہ ہے اور مجھے بہت سے لوگ لکھتے بھی ہیں کہ یہ دن گزر بھی گئے اور پتا بھی نہیں چلا۔ حقیقت میں یہ بات صحیح ہے۔ جب رمضان آتا ہے، شروع ہوتا ہے، ابتدا میں لگتا ہے بڑے لمبے دن ہیں لیکن جب دن گزرنے شروع ہوتے ہیں تو کوئی احساس نہیں ہوتا۔ آج رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ باقی پانچ یا بعض جگہوں پر شاید چار روزے رہ گئے ہوں۔ ان چار پانچ دنوں میں بھی ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اگر کوئی کمیاں رمضان سے یا رمضان میں پورا استفادہ کرنے میں رہ گئی ہیں تو انہیں ہم ان دنوں میں دُور کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری پردہ پوشی فرمائے، ہم پر رحم فرمائے، اور ہمیں رمضان کی برکتوں سے محروم نہ رکھے۔

آج جیسا کہ مَیں نے کہا کہ رمضان کا آخری جمعہ ہے جسے عام اصطلاح میں جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ عام مسلمانوں میں تو اس جمعہ کو رمضان کا آخری جمعہ سمجھتے ہوئے اور یہ تصور رکھتے ہوئے کہ جو اس جمعہ میں شامل ہو

جائے اس کی ساری دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور اس جمعہ کی ادائیگی سے سارے سال کی چھوٹی ہوئی نمازیں اور جمعوں اور ہر قسم کی عبادتوں کی ادائیگی کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے۔ **لیکن ایک حقیقی مومن کا یہ تصور نہیں۔** یہ ایک **انتہائی غلط تصور** ہے۔ ایک احمدی اور حقیقی مومن کے نزدیک تو ایسی باتیں اور ایسی سوچیں دین کے ساتھ استہزاء کرنے والی چیزیں ہیں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور اس کے فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو قبول کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمیں ان غلط تصورات اور غلط خیالات سے پاک کر کے حقیقی رہنمائی فرمائی اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھائے ہیں۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال ہوا کہ مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن لوگ چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور اس کا نام قضائے عمری رکھتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ گزشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں ان کی تلافی ہو جائے اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا کہ: ایک فضول امر ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص عمداً سال بھر اس لئے نماز ترک کرتا ہے کہ قضائے عمری والے دن ادا کر لوں گا تو وہ گناہگار ہے اور جو شخص نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اور اس نیّت سے پڑھتا ہے کہ آئندہ نماز ترک نہ کروں گا تو اس کے لئے حرج نہیں۔ فرمایا ہم تو اس معاملے میں حضرت علیؓ کا ہی جواب دیتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کا واقعہ یوں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص بے وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ نماز کا وقت نہیں تھا، نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں۔ اسے منع کیوں نہیں کرتے کہ غلط وقت پہ نماز پڑھ رہا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بن جاؤں۔ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى (العلق:10-11) یعنی کیا تُو نے غور کیا اس پر جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حوالے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو۔ کیوں منع کرتے ہو؟ آخر دعا ہی کرتا ہے یہ جو چار رکعتیں پڑھ رہا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمتی ضرور ہے۔ نیتوں کا حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جس کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی احتیاط کی اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى اس کو نہیں روکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی چیز کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فتویٰ دیا ہے لیکن یہ ساتھ واضح فرما دیا کہ یہ پست ہمتی ہے اور اگر نیت قضائے عمری کی ہے اور اس اصلاح کی نہیں ہے۔ یعنی اگر تو اس نیّت

سے پڑھی کہ آج میں چار رکعتیں پڑھ رہا ہوں اور آج کے بعد میری توبہ، مَیں آئندہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھتا رہوں گا تو پھر تو ٹھیک ہے۔ اگر اصلاح کی نیت نہیں ہے تو پھر ایسا شخص گناہگار ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 366)

پس جماعت احمدیہ میں تو قضائے عمری کا کوئی تصور نہیں۔ ہم نے تو زمانے کے امام کو مانا ہے اور اس شرط کے ساتھ مانا ہے کہ بدعات سے پرہیز کریں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اور جب دین کو مقدم کرنے کا عہد ہے تو پھر نمازیں چھوڑنا کیسا اور جمعہ چھوڑنا کیسا۔ ہمارے لئے تو اگر کوئی جمعۃ الوداع کا تصور ہے تو بالکل اور تصور ہے اور ایک حقیقی احمدی کے لئے یہی تصور ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ہم بڑے بھاری دل کے ساتھ اس جمعہ کو وداع کر رہے ہیں اور اس سوچ اور دعا کے ساتھ کر رہے ہیں کہ دراصل جمعہ کو نہیں بلکہ اس مہینے کو، ان بابرکت دنوں کو ہم وداع کر رہے ہیں اور جمعہ کیونکہ ہمارے بڑی تعداد میں جمع ہونے کا ذریعہ بنا ہے اور یہ اس رمضان کا آخری جمعہ ہے اس لئے ہم سب جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پھر ہمیں توفیق دے کہ جو دن اور جمعے ہم نے رمضان میں گزارے ہیں اور جو برکات ہم نے رمضان میں حاصل کی ہیں ان پر قائم رہتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ اگلے رمضان کا استقبال کریں۔ پس یہ ہماری سوچ ہونی چاہئے۔

کسی پیارے کو وداع اس لئے نہیں کیا جاتا کہ جاؤ اب تم ہمارے سے رخصت ہو رہے ہو اس لئے اب ہم تمہیں بھولنے لگے ہیں اور اب تمہاری یاد سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ اپنے پیارے جو مستقل چھوڑ کر جاتے ہیں، انسان تو ان کی یادوں کو بھی نہیں بھلاتا۔ ان کی یادوں کو جاری رکھنے کے لئے ان کے نیک کام جاری رکھنے کی کوشش کرتا ہے یا ان کے نام پر نیکیوں کو جاری کرتا ہے۔ مومن ہیں تو ان کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں اور جو عارضی رخصت ہوتے ہیں، اپنی مصروفیات اور کاموں کی وجہ سے ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل ہوتے ہیں انہیں تو انسان بالکل بھی نہیں بھلاتا اور آجکل کی سہولیات استعمال کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں فون پر یا ٹیکسٹ میسجز ہیں یا مختلف طریقے ہیں میسجز کے بلکہ اب تو سکائپ (Skype) بھی ایک شروع ہو چکا ہے اس کے ذریعہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے پیاروں کی آواز بھی سنیں اور ان کی حرکات و سکنات بھی دیکھ سکیں۔ پس کسی پیارے کو وداع کبھی ہم اس لئے نہیں کرتے کہ اب سال دو سال کے لئے تمہاری یاد ہمارے دلوں سے نکل جائے گی۔ ہم تمہیں بھول جائیں گے کہ تم کون ہو اور کون تھے۔ اب جب تم دوبارہ ملو گے تو پھر دیکھیں گے کہ تمہارے حق ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ تمہارے سے وہی پیار کا سلوک رکھتا ہے یا نہیں؟ کیا کبھی دنیاوی تعلقات میں ایسا ہوتے کسی نے دیکھا ہے؟ اگر کوئی کبھی ایسا کرتا ہو گا تو اس کو سب لوگ پاگل کہیں گے۔ مگر جب اس ذات کا سوال آتا ہے جو سب سے پیاری ہے، جو ربّ العالمین ہے، جو ہماری پرورش کرنے والی ہے۔ جو ہمیں سب کچھ دینے والی ہے۔ جو رحمان

ہے، رحیم ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ میرے پر ایمان کو کامل کرو۔ جو یہ کہتا ہے کہ مجھ سے پیار اور قربت کا تعلق نہ توڑو۔ جو یہ کہتا ہے کہ میری باتیں مانو کہ سب پیاروں سے بڑھ کر مَیں تم سے پیار کرنے والا ہوں اور پیار کئے جانے کا حق رکھنے والا ہوں۔ جو یہ کہتا ہے کہ میری یادوں کو تازہ رکھو، اسے ہم کہیں کہ اے اللہ! تیری بڑی مہربانی کہ تو نے اپنی یادوں اور اپنی عبادتوں اور روزوں کے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے ہمیں گزار دیا۔ اب ہماری چھٹی ہو گئی۔ ختم ہو گیا معاملہ۔ کون سارب اور کون سا اللہ۔ اب ہم اس جمعہ سے تجھے الوداع کہتے ہیں اور اس وداع کے ساتھ اب ہم مکمل طور پر ایک سال کے لئے تجھے بھولنے والے ہیں۔ اب ایک سال بعد اگلا رمضان آئے گا تو پھر عبادتوں اور نیک کاموں کے ذریعہ تجھے یاد کرنے کی کوشش کریں گے اور بشرط زندگی اور صحت تیرا جو بھی ہو سکا ٹوٹا پھوٹا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر پورے رمضان کے مہینہ میں کوئی عبادت اور نیکی نہ بجالا سکے تو رمضان کے آخر پر جمعۃ الوداع تو آنا ہی ہے اس میں جمع ہو کر تیرا حق ادا کر دیں گے، تیری ربوبیت اور تیرے احسانوں کا بدلہ اتار دیں گے۔ اگر یہ شخص اس طرح سوچ رکھتا ہو یا اظہار کرے تو اس کو بھی لوگ پاگل ضرور کہیں گے۔ لیکن یہ سوچیں لوگ رکھتے ہیں۔ زبان سے اظہار نہیں کرتے لیکن عملی اظہار ہو جاتا ہے۔ آئندہ جمعوں کی حاضری دیکھنے سے پتا لگ جاتا ہے۔ اگر یہ چیز ہے تو اسے جہالت اور دین کا ادنیٰ سا بھی علم نہ رکھنا اور اللہ تعالیٰ پر ادنیٰ ایمان بھی نہ ہونا کہیں گے۔

پس ایک مومن کی یہ سوچ نہیں ہو سکتی۔ مومن تو ان باتوں سے بہت بالا ہے۔ مومن تو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی نیکیوں کو جاری رکھتا ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے جذبات سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ تو رمضان میں سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔ وہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے رمضان کو الوداع کہتا ہے تو بڑے بھاری دل کے ساتھ کہ اب ہم رمضان سے رخصت تو ہو رہے ہیں لیکن ان دنوں کی یاد ہمیشہ دلوں میں تازہ رکھیں گے۔ رمضان میں جو پیاری پیاری اور نیک باتیں سیکھی ہیں ان کی جگالی کرتے رہیں گے۔ رمضان میں جو عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اسے ہمیشہ زندہ رکھیں گے اور کبھی ہمارے قدم تیرے قرب کو پانے کے لئے رکیں گے نہیں۔ ہم نے تو تیرے پیار کے عجیب نظارے دیکھے۔ جب ہم چل کر تیرے پاس جانے کی کوشش کرتے ہیں تو تُو اپنے وعدے کے مطابق دوڑ کر ہمارے پاس آتا ہے۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے دنیاوی رشتوں کی یادوں کو تو تازہ رکھیں اور جو سب سے زیادہ پیار کرنے والا ہے اس کی یاد کو بھلا دیں اور اس کے احسانات کو بھلا دیں۔ اللہ تعالیٰ کے تو احسان کرنے کے انداز بھی عجیب ہیں۔ یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس وداع کے بعد یادوں کو تازہ رکھنے کے لئے، ان کو بھلانے سے بچانے کے لئے پیاری پیاری یادوں کی جگالی کرنے کے لئے سات روز بعد وہ تقریب منعقد کرنے کے سامان کر دیئے جس میں سے ہم جمعۃ الوداع والے دن گزرے تھے یا گزرتے ہیں۔ ایک سال رمضان کے انتظار کے لئے تو بیشک رکھا لیکن اپنے پیار کے اظہار اور اپنے انعامات کے

نوازنے سے محروم نہیں کیا۔ ہر ساتویں دن جمعہ رکھ کر انہی برکات کو لینے والا ہمیں بنا دیا جو جمعۃ الوداع کے دن ملنی تھیں یا ملتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ ایک مسلمان جب کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے قبول ہو جاتی ہے لیکن یہ گھڑی بہت مختصر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ حدیث935)

یہ وقت، یہ لمحہ، یہ گھڑی، عام جمعوں میں بھی اتنی ہی ہے **جتنی رمضان کے آخری جمعہ میں۔** پس آج کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کی ان قرب کی گھڑیوں سے جدا نہیں ہو رہے بلکہ یہ وقت ہمیں سات دن بعد دوبارہ ملنے والا ہے۔ اگر کوئی ان نیکیوں اور ان گھڑیوں کو وداع کر رہا ہے تو وہ مومن نہیں ہے۔ ایک مومن تو کبھی نیکیوں کو وداع نہیں کرتا۔ ایک مومن تو اللہ تعالیٰ سے کبھی دور نہیں جاتا بلکہ وہ تو اس کوشش میں ہوتا ہے کہ میں کس طرح نیکی کو یاد رکھنے کے سامان کروں۔ میں کس طرح اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے طریق تلاش کروں اور اللہ تعالیٰ سے قرب پانے کے راستے بھی محدود نہیں۔ ہر نیکی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی ہے اس لئے وہ ہر راستے کی تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ صرف جمعہ پر ہی منحصر نہیں ہے کہ جمعہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے سامان ہوں گے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے جلد جلد ملنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کا طریق سمجھاتے ہوئے بتایا کہ پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفّارہ بن جاتا ہے بشرطیکہ انسان بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ...الخ حدیث440)

پس اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے روزانہ پانچ وقت رابطے کا سامان کر دیا کہ ان نمازوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے رابطہ رکھو تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ پاتے رہو گے۔ اس کے رحم کو حاصل کرتے رہو گے بشرطیکہ جان بوجھ کر ڈھٹائی دکھاتے ہوئے بڑے گناہوں میں ملوّث نہ ہو۔ ہر جمعہ میں شامل ہو اور اس گھڑی سے فائدہ اٹھاؤ جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے تو تم برائیوں سے بچنے اور نیکیوں پر ترقی کرنے والے بن جاؤ گے۔ رمضان میں پیدا کی گئی تبدیلیوں کو سارا سال جاری رکھو اور گناہوں میں ملوّث نہ ہو تو صرف رمضان کا ہی مہینہ نہیں بلکہ تم سارا سال اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کے حقدار بن جاؤ گے اور آگ سے نجات پاؤ گے۔ پس آج ہر ایک یہ عہد کرے کہ یہ جمعہ، یہ رمضان، ہمیں اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دلانے والا بنے گا۔ ہمارے جمعوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا بنے گا اور جو نیکیاں ہم نے رمضان میں کی ہیں اور سیکھی ہیں ان کو اگلے رمضان تک پہنچانے کی ہم بھرپور کوشش کریں گے۔

پس عبادتوں اور نیکیوں کی طرف جو ہماری توجہ رمضان میں پیدا ہوئی ہے اس پر دوام حاصل کرنے کا ہم

نے عہد کرنا ہے تا کہ اگلے رمضان کی تیاری اور استقبال کے لئے ہماری مسلسل ریہرسل اور تربیت ہوتی رہے تا کہ جب ہم اگلے رمضان میں داخل ہوں تو ایک منزل طے کر چکے ہوں اور یہاں سے پھر اگلے رمضان میں سے کامیاب نکلنے کے لئے نئے ہدف اور نئے ٹارگٹ مقرر کریں تا کہ نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کے مزید قریب ہوں۔ اس کی ذات کا مزید ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ پھر ہم میں سے تو ابھی بہت سے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی بہت سی منزلیں طے کرنی ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے ساری منزلیں طے کر لی ہیں۔ اگر ان منزلوں کو طے کرنے کے لئے ہم صرف رمضان کا ہی انتظار کرتے رہیں تو پھر تو عمریں گزر جائیں گی اور ہمارے مقصد، ہمارے گول (goal) اور ٹارگٹ شاید پھر حاصل نہ ہوں۔ عمریں گزرنے کے باوجود بھی حاصل نہ ہو سکیں بلکہ ایک سال کا بے عملی کا عرصہ ہمیں پھر وہیں واپس لے آئے گا جہاں ہم پہلے دن کھڑے تھے۔

اس رمضان میں جو میں نے خطبات دیئے ہیں ان میں تقویٰ، دعا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل جن میں سب سے اہم عبادت کا حکم ہے کہ ہماری زندگی کا مقصد ہے اور اسی طرح ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کرنا اور اعلیٰ اخلاق کے مظاہرے وغیرہ کے مضامین شامل تھے۔ ہر خطبہ کے بعد مجھے بہت سے لوگوں کے خط آتے تھے کہ ہمیں یاد دہانی ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے ہمیں ان مضامین کو بہتر طور پر سمجھنے کی توفیق بھی ملی۔ یہ تو ٹھیک ہے توفیق ملی لیکن ان باتوں کا فائدہ تبھی ہے جب ہم ان باتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں۔

جیسا کہ میں نے **احادیث کے حوالے سے بتایا کہ ہر جمعہ کی اہمیت** ہے۔ جمعہ کی اہمیت نہ رمضان کے جمعوں کے ساتھ وابستہ ہے، نہ ہی جمعۃ الوداع کے ساتھ وابستہ ہے۔ بلکہ رمضان کی اہمیت اس میں ہے جب مستقل طور پر جمعوں کی ادائیگی کی طرف ہماری توجہ رہے اور پانچ نمازوں کی طرف بھی ہماری توجہ رہے۔ یہ رمضان تو ہمیں یہ بتانے آیا ہے کہ اجتماعی رنگ میں جو نمازوں، نیکیوں اور جمعوں کی ادائیگی کا شوق اور شعور تم میں پیدا ہوا ہے اس کو اب ختم نہ ہونے دینا اور اگلے رمضان تک اس کی حفاظت کرنا۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی اہمیت کے بارے میں بتایا ہے۔ اس کا ترجمہ یوں ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

پھر اگلی آیت یہ ہے۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

پھر یہ آخری آیت ہے اور یہ سورۃ جمعہ کی بھی آخری آیت ہے۔ اور جب وہ کوئی تجارت یا دل بہلاوا

دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ تُو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

پس یہاں خاص طور پر جمعوں میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جمعہ کی اذان کی آواز سنو یا آجکل ہر ایک کو علم ہے، گھڑیاں ہیں، وقت مقرر ہوتا ہے، ان کو دیکھو کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے تو اپنے سب کام اور کاروبار بند کرو اور جمعہ کے لئے آؤ۔ اور خطبہ جمعہ بھی نماز کا ہی حصہ ہے۔ اس لئے سستی نہ دکھاؤ کہ نماز شروع ہونے تک پہنچ جائیں گے اور نماز میں شامل ہو جائیں گے بلکہ خطبہ کے لئے پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یہاں ضمناً یہ بھی ذکر کر دوں بلکہ بڑا اہم ذکر ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے **ہمیں ایم ٹی اے کی سہولت مہیا فرمائی ہوئی ہے۔** یورپ میں اور افریقہ کے بعض ممالک میں تو جمعہ کا وقت بھی ایک ہی ہے اس لئے جب ایک وقت ہے **تو پھر خلیفۂ وقت کا خطبہ سننا چاہئے۔** یہ احسان ہے اللہ تعالیٰ کا ہم پر کہ اس نے اس سہولت کے ذریعہ جماعت کی اِکائی کا ایک اور سامان مہیا فرما دیا۔ جہاں وقت کا فرق ہے وہاں بھی احمدیوں کو سننا چاہئے۔ اگر لائیو (Live) نہیں تو ریکارڈنگ سن لیں اور اس طرح اس خطبہ کے تفصیلی اقتباسات لے کر خطبات دینے والوں کو یا جہاں مبلّغین، مربّیان خطبات دیتے ہیں ان کو اپنی جماعتوں میں اسی دن یا اگلے دن یا اگلے دن نہیں تو اگلے ہفتے یہ خطبہ سنانا چاہئے۔ مغرب کی طرف ہم مزید جائیں گے تو وہاں صبح کا وقت ہے۔ وہ صبح سویرے سن لیتے ہیں اُسی دن بھی سنا سکتے ہیں۔ مشرق کی طرف دن گزر چکا ہے، وہاں شام ہو رہی ہے یا وقت آگے چلا گیا ہے تو اگلے ہفتے سنا سکتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جماعت میں اِکائی پیدا کرنے کا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کو جو جمعہ سے خاص نسبت ہے اللہ تعالیٰ نے اس ایجاد کے ذریعہ خلیفۂ وقت کے خطبہ کو بھی اس کا ایک حصہ بنا دیا ہے۔

پھر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اگر تمہارے کام ہیں تو تم جمعہ سے پہلے یا بعد میں کر سکتے ہو اور جمعہ کے وقت خاص طور پر یہ کام نہ کر کے جب جمعہ پر آؤ گے تو اپنے دنیاوی کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے وارث بنو گے۔ پس جمعہ میں اس لئے شامل نہ ہونا کہ ہمارے دنیاوی کام متاثر ہوں گے یہ نہ صرف غلط ہے بلکہ خود اپنے لئے نقصان دہ ہے۔ کسی بھی کام کو پھل لگانا اور اس میں برکت ڈالنا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے اس لئے یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بات نہ مانو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کام میں برکت نہیں پڑے گی اور اگر بات مانو گے تو کام میں برکت پڑے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری تجارتیں، دنیاوی کاروبار اور کھیل کود تمہیں جمعہ پڑھنے سے روکنے والے نہ ہوں۔ خاص طور پر یہ چیزیں اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس زمانے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے خاص نسبت ہے اس لئے خاص طور پر یہ ہدایت ہے کہ تمہاری تجارتیں جو صرف مقامی نہیں رہیں، پہلے تو مقامی طور پر تجارتیں ہوا کرتی تھیں۔ تجارتی قافلے جاتے تھے لیکن

جو وہ لاتے تھے کسی ایک شہر تک محدود ہوتے تھے، اب تجارتیں مقامی نہیں رہیں بلکہ بین الاقوامی ہونے کی وجہ سے تمہیں زیادہ مصروف رکھتی ہیں۔ اسی طرح تمہارے کھیل ہیں اور دنیاوی مصروفیات ہیں جو بین الاقوامی ہونے کی وجہ سے وقت کی حدود کا لحاظ نہیں رکھتیں۔ ان میں تم نے یا ایک مومن نے بہر حال جمعہ کی اہمیت کا خیال رکھنا ہے کیونکہ ایک مومن کی سب سے بڑی ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اور یہی ایک مومن کی ترجیح ہونی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو آپؐ کی قوت قدسی کی وجہ سے مکمل طور پر پاک ہو چکے تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے زیادہ مقدم تھی اس لئے ان کے بارے میں تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کاروباروں اور کھیل کود کی وجہ سے جمعہ چھوڑتے ہوں گے اور پھر مقامی طور پر تجارتوں اور کھیل کود کے اوقات کو تو جمعہ کے اوقات کے لحاظ سے ایڈجسٹ بھی کیا جا سکتا تھا۔ یہ یقیناً ہمارے زمانے کی حالت کا ہی نقشہ ہے۔ مسیح موعود کے زمانے کا ہی نقشہ ہے جب دین کی ترجیح پیچھے چلی جائے گی اور دنیاوی ترجیحات سامنے آجائیں گی۔ چوبیس گھنٹے ہی تجارتوں اور کھیل کود میں مصروف ہوں گے۔ دنیا کے فاصلے کم ہو جائیں گے۔ میڈیا کے ذریعہ گھر بیٹھے ہی دنیا کی جگہ جگہ کی جو لہو و لعب اور دل بہلاوے کی باتیں ہیں ہر وقت گھر بیٹھے مل رہی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے وقت میں تم اگر اپنی ترجیحات درست رکھو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حاصل کرنے والے بنو گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ تجارتوں اور دل بہلاوے کے سامانوں سے بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ تمام قسم کا رزق بھی عطا کرنے والا ہے۔ وہی ہے جس کی طرف سے ہر قسم کا رزق آتا ہے اور وہی رازق ہے۔ پس اگر تم اس کی بات مانتے ہوئے اپنے جمعوں کی حفاظت کرو گے تو دنیاوی رزق میں بھی برکت حاصل کرنے والے بنو گے۔

پس ہمیں جمعہ کی اس اہمیت کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں ہمارے لئے تو کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں کہ اپنے جمعوں کی ادائیگی کو صرف رمضان تک یا جمعۃ الوداع تک محدود کر دیں۔ جمعہ کی اہمیت کو مزید واضح کرنے کے لئے چند مزید احادیث پیش کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں، وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اسی طرح وہ آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ حدیث 3211)

پس وہ جو اپنے دنیاوی کاموں کی وجہ سے آخری وقت میں آتے ہیں اس فہرست میں آخر میں شمار ہوتے ہیں اور آخر میں شمار ہونے والوں کے لئے ثواب بھی بہت تھوڑا ہے۔ بعض جگہ اس ثواب کا ذکر بھی ملتا ہے کہ آخر

میں آنے والے کو مرغی کے انڈے جتنا ثواب ملتا ہے اور پہلے آنے والے کو اونٹ جتنا ثواب ملتا ہے۔
(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب فضل الجمعة حدیث 881)

پس یہ مثالیں اس بات کے بتانے کے لئے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جب مسجد میں آکر بیٹھ گئے اور کچھ انتظار کرنا پڑا تو یہ وقت کا ضیاع ہے۔ نہیں بلکہ یہ ایسے شخص کو ثواب کا مستحق بنا رہا ہے جو جلدی آنے والا ہے اور بعد میں آنے والوں سے پہلے آنے والوں کو ممتاز کر رہا ہے۔ پہلے آنے والے مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بات ہے۔

اس کی اہمیت کو ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا کہ لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے لحاظ سے بیٹھے ہوں گے۔ یعنی پہلا دوسرا تیسرا پھر چوتھا۔ اور راوی نے کہا یہ بھی فرمایا کہ چوتھا بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے کے لحاظ سے کوئی دُور نہیں ہے۔
(سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیها باب ما جاء فی التهجیر الی الجمعه حدیث 1094)

پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جمعہ پڑھنے آیا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو اور ایک شخص جمعہ میں پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جاتا ہے حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 752 مسند سمرة بن جندبؓ حدیث 20373 مطبوعه عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ سب احادیث بتاتی ہیں کہ نماز جمعہ کی اہمیت ہے قطع نظر اس کے کہ وہ جمعہ رمضان میں آرہا ہے، رمضان کا آخری جمعہ ہے یا عام حالات میں آنے والا جمعہ ہے۔ جنت سے پیچھے رہنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان اپنی سستی اور جمعہ کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے باوجود اَور خوبیوں کے اپنے آپ کو جنت سے محروم کر لیتا ہے یا اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو بہت دُور کر لیتا ہے۔ جمعہ کی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے جمعوں میں ناغے کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کے متعلق ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں انذار فرمایا ہے۔ فرمایا کہ جس نے متواتر تین جمعہ جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 339 مسند ابی الجعد الضمری حدیث 15580 مطبوعه عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس جو لوگ جمعوں میں شمولیت کو سرسری لیتے ہیں ان کے لئے بڑا انذار ہے۔ دل پر مہر کر دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ان کو پھر نہ نیکیوں کی توفیق ملتی ہے نہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے بنتے ہیں۔ پس ہر حدیث سے بڑا واضح ہے کہ ہر جمعہ ہی اہم ہے اور ہمیں اپنی پوری کوشش کر کے جمعہ میں شامل ہونا چاہئے۔ لیکن بعض مجبور ہیں جو نہیں آسکتے۔ بعضوں کو خود اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ وہ لوگ جو جمعوں سے مستثنیٰ ہیں ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام اور عورت اور بچہ اور مریض یہ سب مجبوری کے زُمرہ میں آتے ہیں۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰة باب الجمعة للمملوك والمرأة حدیث 1067)

ان پر ضروری نہیں کہ یہ جمعہ پڑھیں۔ ان کی استثناء ہے۔ ان کے لئے ضروری نہیں کہ جمعہ پہ آئیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ہو گئی جو بعض عورتیں پوچھتی ہیں، مجھے خط بھی لکھتی ہیں، بلکہ شکایت کرتی ہیں کہ ہمیں بعض دفعہ انتظامیہ یہ کہتی ہے کہ جمعہ پر بچوں کا شور ہوتا ہے اس لئے بچوں والی عورتیں نہ آیا کریں۔ ان عورتوں اور بچوں کو تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جہاں بچوں کو علیحدہ بٹھانے کا انتظام نہیں ہے وہاں بچوں والی عورتیں نہ آئیں۔ ویسے بھی عورتوں پر فرض نہیں ہے لیکن مردوں پر بہر حال واجب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ایک دفعہ عورتوں کے جمعہ پڑھنے کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ "جو امر سنّت اور حدیث سے ثابت ہے اس سے زیادہ ہم اس کی تفصیل کیا کر سکتے ہیں۔ آنحضرۃ صلعم نے عورتوں کو جب مستثنیٰ کر دیا ہے تو پھر یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہی رہا۔" یعنی جمعہ کا۔

(البدر 11 ستمبر 1903ء صفحہ 366 جلد 2 نمبر 34)

پس مردوں پر تو بہر حال واجب ہے کہ اگر وہ مریض نہیں اور کوئی جائز مجبوری نہیں تو بہر حال جمعہ پر آنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کی اہمیت کے بارے میں بتایا اور اسی اہمیت کے پیش نظر آپ نے اپنے زمانے میں 1895-96ء میں گورنمنٹ میں ایک تحریک کرنی چاہی کہ ہندوستان میں جمعہ ادا کرنے کے لئے سرکاری دفتروں میں دو گھنٹے کی رخصت ہوا کرے اور مسلمانوں سے دستخط لینے شروع کر دیئے۔ لیکن اس وقت مولوی محمد حسین صاحب نے ایک اشتہار دیا کہ یہ کام تو اچھا ہے لیکن مرزا صاحب کے ہاتھ سے یہ کام نہیں ہونا چاہئے، ہم خود اس کو سرانجام دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں تو کوئی نام و نمود کا شوق نہیں ہے۔ آپ خود کر لیں۔ اور پھر آپ نے کارروائی بند کر دی۔ لیکن پھر نہ مولوی محمد حسین صاحب کو، نہ کسی دوسرے مسلمان عالم کو یہ توفیق ہوئی کہ اس پر کارروائی ہو اور وہ کارروائی آگے نہیں چلی۔

(ماخوذ از ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، 'رخصت برائے نمازِ جمعہ' صفحہ 42-43)

لیکن بہر حال ایک موقع پر وائسرائے ہند لارڈ کرزن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک میموریل بھیجا جس میں ان کی خوبیوں کا ذکر کر کے اور مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی کا شکریہ ادا کر کے جس میں اس بات کا شکریہ تھا کہ لاہور کی شاہی مسجد کو انہوں نے مسلمانوں کو واپس دلوایا، وہ مسجد کے طور پر استعمال ہو رہی ہے اور اسی طرح ایک اور مسجد جس پر ریلوے والوں کا قبضہ تھا اس کو واگزار کروا کر مسلمانوں کو دیا اور آپؑ نے بڑا احسان کیا ہے۔ اس میموریل میں مزید لکھا "لیکن ایک تمنا ان کی" یعنی مسلمانوں کی "ہنوز باقی ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادیں پوری ہوئی ہیں یعنی وہ مسجدیں واپس ملی ہیں وہ تمنا بھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہو گی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص

ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعۃ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے یعنی اذان دی جائے تو تم دنیا کا ہر کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گناہگار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو۔ اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں۔

اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جب تک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی۔" پھر آگے آپ نے میموریل میں فرمایا کہ "اس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو، عیسائی اور مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے۔ لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنی مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنی جمعہ سے محروم ہیں۔" پھر آپؑ نے آگے چل کے فرمایا کہ "ان احسانوں کی فہرست میں جو اس گورنمنٹ نے مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا کہ عام طور پر جمعہ کی تعطیل دی جائے تو یہ ایسا احسان ہو گا جو آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہو گا۔"

یہ درد تھا آپ کا مسلمانوں کے لئے اور اسلامی شعار کی پابندیاں کروانے کے لئے اور عبادت کی طرف توجہ دلانے کے لئے۔ پھر آگے لکھتے ہیں "اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کھول دے یا اگر نہ ہو سکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دے دے تو میں سمجھ نہیں سکتا کہ عام دلوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی کارروائی ہے۔"

(الحکم 24 جنوری 1903ء صفحہ 5-6 جلد 7 نمبر 3)

آج مسلمان یا جو نام نہاد علماء ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ انگریزوں کا خود کاشتہ

ہے لیکن انگریز حکومت کو مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی طرف توجہ دلائی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ کسی اور مسلمان لیڈر کو توفیق نہ ملی اور یہ آپ کا ہی کام تھا کیونکہ یہ زمانہ جس میں اسلام کی اہمیت دنیا پر واضح کرنا اور اس کی حقیقی تعلیم پر عمل کروانا تھا یہ آپ کے ذریعہ سے ہونا تھا۔ یہ آپ کے سپرد کام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام آپ کے سپرد ہی فرمایا ہوا ہے۔ پس ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں ہمارے ہر عمل اور قول سے اسلام کی تعلیم کی حقیقت ظاہر ہونی چاہئے۔ ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ یہ رمضان جن برکات کو لے کر آیا تھا اور جو برکات چھوڑ کر جا رہا ہے اسے ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ انشاء اللہ۔ ہم نے اسلام کی عملی تصویر صرف ایک مہینہ کے لئے نہیں بننا بلکہ زمانے کے امام سے کئے ہوئے عہد کو مستقل پورا کرنا ہے۔

اب میں اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ یہ مسیح موعود کا زمانہ تھا اور جمعہ کے ساتھ اس کی خاص اہمیت ہے اور پھر ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباس پیش کرتا ہوں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی صورت میں ہو گا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہو گا۔ وہ جمعہ اب آ گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 183)

پھر آپؑ ہمیں توجہ دلاتے ہیں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیر اب کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کے بِدُوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پیئے گا وہ ہلاک نہ ہو گا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمہ سے سیر اب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے، دوسرا مخلوق کا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 185-184)

پس آج ہم سب یہ عہد کریں کہ ہم اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والے بنیں گے اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حق اسی طرح ادا کرنے کی کوشش کریں گے جس طرح ایک مومن سے توقع کی جاتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور جس کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ رمضان کی برکات کو ہم ہمیشہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 22/ جولائی 2016ء تا 28/ جولائی 2016ء جلد 23 شمارہ 30 صفحہ 05 تا 08)

28

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 08/ جولائی 2016ء بمطابق 08 وفا 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس وقت مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بعض باتیں پیش کروں گا۔ ہر حوالہ جو انفرادی حوالہ ہے اپنے اندر ایک نصیحت اور سبق رکھتا ہے۔ بعض باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بھی آپ نے بیان فرمائی ہیں۔

پہلی بات تبلیغ کے حوالے سے ہے جس میں حضرت مصلح موعود نے پارٹیشن کے بعد قادیان کی جماعت کو جلسہ سالانہ پر یہ پیغام بھیجا تھا۔ اس میں توجہ دلائی تھی کہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ تبلیغ کریں اور اس پہلو سے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ فرمایا تھا کہ "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الحکم مورخہ 27 مارچ و 6 اپریل 1898ء جلد 2 نمبر 5-6 صفحہ 13)

اور پھر یہ بھی فرمایا کہ "خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو اور آپؑ کی دعوت کو اور آپؑ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ بیشک یہ وعدہ ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق کر بھی رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ کرے گا لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کو بھی تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ میری کتابوں سے علم بھی حاصل کرو اور تبلیغ کرو جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تبلیغ کیا کرتے تھے۔ تو بہر حال اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے بھرپور حصہ لینے کے لئے بھی کوشش کرنی پڑتی

ہے۔ وعدے بیشک اللہ تعالیٰ کے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا کرنے کے لئے ان لوگوں پر جنہوں نے نبی کے ساتھ عہد بیعت کیا ہوتا ہے، یہ ذمہ داری بھی ڈالی ہے کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں اور پھر جب یہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان کے کاموں میں بے انتہا برکت بھی ڈالتا ہے اور نئے نئے ذرائع بھی پیدا فرماتا ہے۔ یہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بہت سے ذرائع تبلیغ کے پیدا فرمائے۔

بہر حال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغام کا وہ حصہ پیش کرتا ہوں جو تبلیغ کے بارے میں تھا اس میں قادیان میں احمدیوں کی تھوڑی تعداد اور محدود وسائل رہ جانے کے باوجود اس اہم فریضے کی طرف آپؓ نے توجہ دلائی ہے اور درویشوں کو حوصلہ بھی دلایا اور ان کو حوصلہ دلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانے کا حوالہ دیا۔ آپؓ ان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ "بیشک آپ کی تعداد قادیان میں تین سو تیرہ ہے لیکن آپ اس بات کو نہیں بھولے ہوں گے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے کام کو شروع فرمایا تھا تو اس وقت قادیان میں احمدیوں کی تعداد صرف دو تین تھی۔ تین سو آدمی یقیناً تین سے زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے وقت قادیان کی آبادی گیارہ سو تھی۔ گیارہ سو اور تین کی نسبت 1/366 کی ہوتی ہے۔ "یعنی ایک کے مقابلہ پہ تین سو چھیاسٹھ افراد۔ "اگر اس وقت "جب یہ پیغام آپ بھیج رہے ہیں" قادیان کی آبادی بارہ ہزار سمجھی جائے تو موجودہ احمدیہ آبادی کی نسبت باقی قادیان کے لوگوں سے 1/36 ہوتی ہے "یعنی کہ چھتیس کے مقابلے پہ ایک احمدی اور پہلے ایک احمدی تین سو چھیاسٹھ کے مقابلہ پہ تھا۔ آپ قادیان والوں کو مخاطب کرتے ہیں کہ "گویا جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کام شروع کیا اس "وقت" سے آپ کی طاقت دس گنا زیادہ ہے۔ پھر جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کام شروع کیا اس وقت قادیان سے باہر کوئی احمدیہ جماعت نہیں تھی۔ لیکن اب ہندوستان میں بھی بیسیوں جگہ پر احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔ ان جماعتوں کو بیدار کرنا، منظم کرنا، ایک نئے عزم کے ساتھ کھڑا کرنا اور اس ارادے کے ساتھ ان کی طاقتوں کو جمع کرنا کہ وہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو ہندوستان کے چاروں گوشوں میں پھیلا دیں۔ یہ آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔"

(سوانح فضل عمرؓ جلد 4 صفحہ 388-389)

یہی نسبت شاید آجکل کی قادیان کی آبادی کی ہو۔ اگر احمدی ہزاروں میں ہیں تو وہاں دوسروں کی بھی تعداد بڑھی ہو گی۔ اور اب تو وسائل بھی پہلے سے بہت بہتر ہیں اور ہمارے ذرائع بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں اب جماعت کا تعارف بھی مختلف ذرائع سے ہو رہا ہے۔ لیکن جو کام کرنے والے ہیں، جو واقفین زندگی ہیں اور مربیان ہیں ان کو انفرادی طور پر بھی اپنی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ ماریں بھی پڑتی ہیں، مخالفتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اس کے **باوجود ہم نے حکمت سے اپنی تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔** انشاء اللہ۔

اس بات کو دنیا کے باقی ممالک کو بھی اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے کام کو کرنے اور اسے وسعت دینے کی ہمیں ہدایت فرمائی ہے۔ یہ قرآن شریف کا بھی حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا۔ لیکن ہمیں اس کے لئے ہر جگہ، ہر ملک میں مضبوط پلاننگ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس سے اس کام کو مزید وسعت دی جاسکے۔ اور پھر تبلیغ کے ساتھ ان لوگوں کو سنبھالنا بھی ایک بہت بڑا کام ہے جو بیعتیں کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ بعض جگہ تبلیغ تو ہو جاتی ہے، لوگ شامل بھی ہو جاتے ہیں لیکن پھر سنبھالے نہیں جاتے اور یوں بہت سے آئے ہوئے پھر ضائع ہو جاتے ہیں۔

ہندوستان میں زیادہ تر دیہاتی لوگ، غریب لوگ احمدیت کو قبول کرتے ہیں اور جب مخالفین کی یورش ہوتی ہے تو بعض کمزور ایمان والے خوف سے کمزوری بھی دکھا دیتے ہیں۔ اگر وہاں ہماری انتظامیہ، کام کرنے والے، منصوبہ بندی کرنے والے جس طرح تبلیغ کے کاموں کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اللہ کے فضل سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔ علاوہ اصلاح و ارشاد کی مختلف نظارتوں کے ان کا ایک شعبہ وہاں نور الاسلام بھی کام کر رہا ہے جس کے مختلف ذرائع ہیں، فون کے ذریعہ سے اور دوسرے اخباروں کے ذریعہ سے تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح وقف جدید کی تبلیغ کی نظامت ہے ان کے ذریعہ سے بھی کام ہو رہا ہے۔ ان کو ایسی جگہوں پر جہاں مخالفین پہنچ کر نومبائعین کو، نئے احمدیوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں وہاں جا کر ان نومبائعین کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ ضلعی اور مرکزی نمائندے کو فوراً وہاں پہنچنا چاہئے جہاں سے بھی اطلاع ملے کہ یہاں کسی بھی قسم کی کسی احمدی کو تکلیف ملی ہے چاہے وہ چھوٹا سا گاؤں ہی ہو۔

اسی طرح افریقہ کے ممالک میں بھی وہاں کے لوگوں کو، مبلغین کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے بعد کے رابطوں میں بھی بہتری پیدا کریں اور مقامی لوگوں کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے بہتر منصوبہ بندی کریں۔ کیونکہ وہاں بھی جیسا کہ مَیں نے شاید درس میں اور خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ مخالفین احمدیت فوری طور پر پہنچتے ہیں کہ کس طرح ہم ان کو احمدیت سے متنفر کریں۔ بہر حال ہر جگہ خاص طور پر جہاں زیادہ بیعتیں ہوتی ہیں اور غریب ممالک ہیں ان میں یہ ایک کام کرنے والا ہے۔

پھر ایک واقعہ حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں جو خواجہ کمال الدین صاحب سے متعلق ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی لیکن پھر خلافت ثانیہ کے انتخاب کے وقت فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور غیر مبائعین کے لیڈروں میں سے ہو گئے۔ بہر حال ان کو لیڈری چاہئے تھی وہ ان کو وہاں مل گئی۔ ان کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے کہ انہوں نے اپنے علم کو کس طرح بڑھایا تھا اور ان کے اچھے لیکچروں اور تقریروں کا راز کیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "خواجہ کمال الدین صاحب کی کامیابی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کر کے ایک لیکچر تیار کرتے تھے۔ پھر قادیان آ کر کچھ حضرت خلیفہ اولؓ سے پوچھتے اور کچھ دوسرے لوگوں سے اور اس طرح ایک لیکچر مکمل کر لیتے۔ پھر اسے لے کر ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے اور خوب کامیاب ہوتے۔" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "خواجہ صاحب کہا کرتے تھے کہ اگر بارہ لیکچر آدمی کے پاس تیار ہو جائیں تو اس کی غیر معمولی شہرت ہو سکتی ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "انہوں نے ابھی سات لیکچر تیار کئے تھے کہ ولایت چلے گئے۔" یہاں انگلستان آ گئے۔ "لیکن وہ ان سات لیکچروں سے ہی بہت مقبول ہو چکے تھے۔" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک لیکچر بھی اچھی طرح تیار کر لیا جائے تو چونکہ وہ خوب یاد ہوتا ہے اس لئے لوگوں پر اس کا اچھا اثر ہو سکتا ہے۔"

پس پہلی چیز تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہیں جن کو پڑھنا ضروری ہے۔ پھر اس کو سمجھنا اور آگے اس سے لے کر لیکچر تیار کرنا۔ حضرت مصلح موعودؓ پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "پہلے زمانہ میں اسی طرح ہوتا تھا کہ صَرف میر کا الگ استاد ہوتا تھا۔ نحو میر کا الگ استاد ہوتا تھا۔ پکی روٹی کا الگ استاد ہوتا تھا اور کچی روٹی کا الگ استاد ہوتا تھا۔" اب ایک زمانہ دوبارہ آ گیا ہے جہاں سائنس نے ترقی کی ہے تو پھر یہ تخصص، specialities اور specialisation کا زمانہ شروع ہو چکا ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "چاہئے بھی اسی طرح کہ جو لیکچرار ہوں ان کو مضامین خوب تیار کر کے دیئے جائیں اور وہ باہر جا کر وہی لیکچر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ سلسلہ کے مقصد کے مطابق تقریریں ہوں گی اور ہمیں یہاں بیٹھے بیٹھے پتا ہو گا کہ انہوں نے کیا بولنا ہے۔ اصل لیکچر وہی ہوں گے اس کے علاوہ اگر مقامی طور پر ضرورت ہو تو تائیدی لیکچروں کے طور پر وہ اور کسی مضمون پر بھی بول سکتے ہیں۔"

(الفضل مورخہ 7 نومبر 1945ء جلد 33 نمبر 261 صفحہ 3)

پس یہ رہنما اصول مبلغین کے لئے بھی ہے اور داعیین الی اللہ کے لئے بھی اور ان لوگوں کے لئے بھی جو علمی نشستوں میں جاتے ہیں۔ اگر لیکچر اس طرح تیار کیا گیا ہو تو بڑے بڑے پروفیسر اور بعض نام نہاد دین کے عالم اور بعض ایسے لوگ جو دین پر اعتراض بھی کرتے ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں یہاں بھی شاید شعبہ تبلیغ کے تحت ایک پروگرام تھا جس میں اسرائیل سے ایک بڑے یہودی پروفیسر بھی شامل ہوئے تھے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اس میں ایک ہمارے نوجوان مربی نے بھی اچھی تیاری کر کے لیکچر دیا تھا۔ پروفیسر صاحب اس سے بڑے متاثر ہوئے تھے۔ پروفیسر صاحب نے وہاں بڑی ہوشیاری سے اسلام کے، خلافت کے حق میں بعض باتیں کیں لیکن اسلام کے خلاف بھی کہا تو ہمارے اس نوجوان نے بڑے اچھے رنگ میں اس کا جواب دیا۔ بعد میں پروفیسر صاحب مجھے ملنے یہاں بھی آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا وہ مربی، وہ مقرر جو تھا بڑا ہوشیار ہے۔ اصل میں تو

اسلام پر حملہ کرنے والے لوگ، غیر احمدی سکالروں کے سامنے بعض باتیں کر کے ان کے دلائل ردّ کر دیتے ہیں یا ان کے پاس وہ دلائل نہیں۔ لیکن جماعت کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیا ہوا علم کلام اتنا ہے کہ اگر اچھی طرح تیاری ہو تو کسی کا بھی منہ بند کیا جا سکتا ہے۔ ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ضروری ہے تا کہ ہمارا دینی علم بھی بڑھے اور اس کے ساتھ ہی ان کتب کی وجہ سے ہماری روحانیت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔

پرانے لوگوں میں تبلیغ کا کس قدر شوق تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "مَیں چھوٹا تھا کہ میں نے بچپن کے چند دوستوں کے ساتھ مل کر ایک انجمن بنائی اور رسالہ "تشحیذ الاذہان" ہم نے جاری کیا۔" پھر فرماتے ہیں کہ "میرے اُس وقت کے دوستوں میں سے ایک چوہدری فتح محمد صاحب ہیں" جو بعد میں یہاں بھی یو کے (UK) میں مبلغ رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "جن کی لڑکی چوہدری عبد اللہ خان صاحب کے گھر ہے۔" چوہدری عبد اللہ خان صاحب سے بیاہی ہوئی تھی۔ چوہدری عبد اللہ خان صاحب، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ کہتے ہیں "ایک دفعہ چوہدری عبد اللہ خان صاحب کی بیوی مجھے کہنے لگی کہ ابّا جی کو "یعنی چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو "جب آپ نے ناظر اعلیٰ بنا دیا۔" ایک وقت میں وہاں صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ بھی بنائے گئے تھے،" تو وہ گھر میں بڑا افسوس کیا کرتے تھے کہ ہم نے تو اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کیا تھا اور انہوں نے ہمیں کرسیوں پر لا کر بٹھا دیا ہے۔" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں "دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں وہ لوگ بھی ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ واقف زندگی کی قدر ہونی چاہئے۔"

(الفضل مورخہ 22 اکتوبر 1955ء جلد 9/44 نمبر 247 صفحہ 6)

پس اس میں یہ سبق بھی ہے کہ پرانے زمانے کے لوگوں کو تبلیغ کا کتنا شوق تھا اور اس کو دفتروں میں تعیناتی پر وہ ترجیح دیا کرتے تھے۔ آجکل یہاں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں مرکز میں لگا دیا جائے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ **جماعتوں کو جس طرح مربیان اور مبلغین کو دیکھنا چاہئے** وہ اس طرح بعض جگہ پر نہیں دیکھے جاتے۔ یعنی افراد جماعت جو ہیں اپنے مربیان اور مبلغین کا اس طرح خیال، لحاظ نہیں رکھتے جس طرح رکھنا چاہئے۔ اور اس بارے میں اب بھی بعض جگہ سے شکایتیں آتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مَیں کہوں گا کہ مربیان اور مبلغین پر بھی یہ ذمہ داری ہے اور یہ بات ان پر بھی یہ ذمہ داری ڈال رہی ہے کہ ان کو جماعتوں میں اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے علمی اور روحانی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ کبھی کسی فرد جماعت کو ان کے متعلق کسی قسم کی غلط بات کہنے کی جرأت نہ ہو۔ بعض جگہ بعض انتظامی لوگ مربّیان کے بارے میں غلط باتیں کر جاتے ہیں۔ جہاں مربی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے وہاں اس

کے خلاف باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

پھر قبولیت دعا کا راز کیا ہے اور اس بارے میں اس کی حکمت کو بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "اسی قسم کے نشان دکھانے آئے تھے اور ایسے بندے پیدا کرنا آپ کا ایک مقصد تھا جن کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بڑے بڑے انقلابات پیدا کر دے۔ آپ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "فرمایا ہے کہ

چُو پیش آں بروی کار یک دعا باشد

اس کا مطلب یہی ہے کہ جو ساری دنیا نہیں کر سکتی وہ ایک دعا سے ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو ضرور قبول کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوا۔ مولوی عبد الکریم صاحب فوت ہوئے۔ آپ نے دعائیں بھی کیں مگر وہ فوت ہو گئے اور یہ بھی آپ کا ایک نشان ہے کیونکہ مرزا مبارک احمد صاحب کے متعلق آپ نے قبل از وقت بتا دیا تھا اور جب کوئی بات قبل از وقت کہہ دی جاتی ہے تو وہ نشان بن جاتی ہے۔ پس نہ تو یہ ہوتا ہے کہ ہر دعا قبول ہو جاتی ہے اور نہ ہر ردّ ہوتی ہے۔ ہاں جو دعا قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اسے کوئی ردّ نہیں کر سکتا۔"

پھر دعاؤں کی قبولیت کی بات کرتے ہوئے پیغامیوں کے حضرت مصلح موعودؓ پہ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ کیا نشان پورے ہوئے۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے جو فضل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوئے ان کا جاری رہنا ضروری ہے۔ پیغامیوں کا یہ حق تو ہے کہ کہہ دیں کہ تمہارے ذریعہ جاری نہیں ہو سکتے۔ "یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہتے ہیں میرے بارے میں یہ کہہ دو کہ میرے ذریعہ یہ جاری نہیں ہو سکتے "مگر یہ ضروری ہے کہ وہ میرے مقابلہ پر اپنے امام یا لیڈر کو پیش کریں اور کہیں کہ اس کے ذریعہ ان فضلوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اگر واقعی خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ آئندہ کے امور کے متعلق خبریں ظاہر کرے اور اس کی دعاؤں کو غیر معمولی طور پر سنے تو ہم مان لیں گے کہ ہم کو غلطی پر تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہے۔ "ایسے اعتراض نہ کرو جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر حرف آتا ہو۔

تم ایک طرف مانتے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ چاہے مانتے ہو کہ وہ مجدد کے طور پر تھے۔ مانتے ہو کہ سچے تھے اور ان کی دعائیں بھی قبول ہوتی تھیں۔ انہوں نے پیشگوئیاں بھی کیں۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر میری بات نہیں ماننی تو نہ مانو۔ ایک تو اپنے کسی امام کو میرے سامنے پیش کرو۔ کوئی لیڈر میرے سامنے پیش کرو اور پھر یہ ثابت کرو کہ اس کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ اور اگر ثابت کر دیتے ہو کہ اس کی دعائیں

قبول ہوتی ہیں، تو ہمیں یہ ماننے پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ ٹھیک ہے ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن اگر تم یہ کہو کہ نشان پورے نہیں ہو رہے تو یہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بھی اعتراض کر رہے ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں لیکن ان کا یہ حال ہے کہ "مگر یہ لوگ تو دروازہ ہی بند کرتے ہیں۔"

(الفضل مورخہ 12 جولائی 1940ء، 12 وفا 1319 ہش جلد 28 نمبر 157 صفحہ 6)

کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتے۔ کوئی عقل کی بات کرنا ہی نہیں چاہتے۔ بعض چھوٹے چھوٹے مزید واقعات ہیں۔ مثالیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے آپ نے بیان فرمائیں۔ اس میں سے ایک کُبڑی کی مثال ہے۔ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک کبڑی کی مثال سنایا کرتے تھے۔ "اس کے کمر پہ کُب نکلا ہوا تھا۔ "کہ اس سے کسی نے پوچھا کہ آیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے یا باقی لوگ بھی کبڑے ہو جائیں تو جیسا کہ بعض طبیعتیں ضدی ہوتی ہیں۔ "حسد بھی رکھتی ہیں "اُس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مدتیں گزر گئیں۔ مَیں کُبڑی ہی رہی اور لوگ میرے کُبڑے پن پہ ہنستے اور مذاق کرتے رہے۔ اب تو یہ سیدھا ہونے سے رہا۔ "کُب میرا جو ہے یہ تو ایسا ہی رہنا ہے۔ اب تو میں بوڑھی ہو گئی۔ "مزا تو جب ہے کہ یہ لوگ "سارے جو ہیں "یہ بھی کبڑے ہوں اور مَیں بھی ان پر ہنس کے جی ٹھنڈا کروں۔ "تو آپؑ کہتے ہیں کہ "اسی طرح کی بعض حاسد طبیعتیں ہوتی ہیں۔ "حسد کرنے والی طبیعتیں ہوتی ہیں "انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کی تکلیف دُور ہو جائے بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔ "(الفضل 2 اگست 1961ء جلد 15 / 5 نمبر 177 صفحہ 5)

پس ایسے حاسدوں سے بچنے کی بھی ہمیں ہر ایک کو دعا کرنی چاہئے اور یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ ہم بھی کبھی ایسے حاسدوں میں شمار نہ ہوں جو اس قسم کی باتیں کرنے والے ہوں۔

پھر ایک اندھے کی کہاوت بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی اندھا تھا جو رات کے وقت کسی دوسرے سے باتیں کر رہا تھا ایک اور شخص کی نیند خراب ہو رہی تھی۔ وہ کہنے لگا حافظ جی سو جاؤ۔ حافظ صاحب کہنے لگے ہمارا سونا کیا ہے۔ چُپ ہی ہو جانا ہے۔ مطلب یہ کہ سونا آنکھیں بند کرنے اور خاموش ہو جانے کا نام ہوتا ہے۔ میری آنکھیں تو پہلے ہی بند ہیں۔ اب خاموش ہی ہو جانا ہے اور کیا ہے؟ "تو مَیں ہو جاتا ہوں تو آپؑ فرماتے ہیں کہ "تو مومن کے لئے یہ حالات "جو تکلیف کے ہوتے ہیں یہ "تکلیف کا موجب نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ مَیں تو پہلے ہی ان حالات کا عادی ہوں۔ جیسے مومن کو دنیا مارنا چاہتی ہے تو وہ کہتا ہے مجھے مار کر کیا لو گے۔ مَیں تو پہلے ہی خدا تعالیٰ کے لئے مرا ہوا ہوں۔ "اس بات پہ تیار ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے مَیں کروں گا۔ اس کے لئے جان بھی میری حاضر ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "دنیا موت سے گھبراتی ہے مگر ایک مومن کو جب دنیا مارنا چاہتی ہے تو وہ کچھ بھی نہیں گھبراتا اور کہتا ہے کہ میں تو اسی دن مر گیا تھا جس دن میں نے اسلام قبول کیا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ آگے میں چلتا پھرتا مردہ تھا اور اب تم مجھے زمین کے نیچے

دفن کر دو گے۔ میرے لئے کوئی زیادہ فرق پیدا نہیں ہو گا۔"

(الفضل 23 مئی 1943ء جلد 31 نمبر 122 صفحہ 6)

تو حقیقی مومن کی یہ سوچ ہوتی ہے۔ پھر ایک مثال آپ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت کسی شادی میں شامل ہوئی۔ وہ بخیل تھی۔ کنجوس عورت تھی لیکن اس کی بھاوج حوصلے والی تھی۔ نند، بھابھی دونوں شادی میں شامل ہوئے۔ وہ تو کنجوس تھی لیکن بھابھی اس کی ذرا حوصلے والی تھی۔ حوصلے سے مراد ہے تحفہ دینے میں حوصلہ رکھتی تھی۔ اس عورت نے اس شادی پہ ایک روپے کا تحفہ دیا مگر اس کی بھاوج نے بیس روپیہ کا۔ جب وہ واپس آئیں تو کسی نے اس کنجوس عورت سے پوچھا کہ تم نے شادی کے موقع پر کیا خرچ کیا؟ تو اس نے کہا کہ مَیں نے اور بھاوج نے اکیس روپے دیئے۔ اس کی مثال چندوں پہ منطبق کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ بعض جماعتوں میں بعض افراد ہیں وہ کافی بڑھ کر چندہ دیتے ہیں۔ ان کے خاص چندوں کو جماعتوں کا اپنا طرف منسوب کر دینا ایسا ہی ہے جیسے اس بخیل عورت کا یہ کہنا کہ میں نے اور بھاوج نے اکیس روپے دیئے تھے۔

(ماخوذ از الفضل 15 جون 1944ء جلد 32 نمبر 138 صفحہ 4)

لیکن بعض ایسے بھی **امیر لوگ ہیں جو کنجوس ہوتے ہیں اور جماعتوں کے مجموعی چندے کو اپنی طرف منسوب** کر لیتے ہیں۔ یہ بھی مثالیں سامنے آتی ہیں۔ اگر منسوب نہیں کرتے تو اظہار ضرور کرتے ہیں کہ ہماری جماعت نے اتنا دیا۔ جیسے ہماری جماعت میں سب سے زیادہ بڑھ کے وہی چندہ دینے والے تھے۔ حالانکہ اکثریت ان میں سے وہ ہوتی ہے جو غریب ہوتے ہیں جنہوں نے چندہ دیا اور امیر اس نسبت سے نہیں دے رہے ہوتے۔

ایک دفعہ کھیل میں بعض غلط باتیں ہوئیں۔ دین کا خیال نہیں رکھا گیا۔ سلسلہ کی روایات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اس پر تنبیہ کرتے ہوئے آپؑ نے ان کو فرمایا کہ "دیکھو ہنسی اور مذاق کرنا جائز ہے۔ "منع نہیں ہے۔" رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مذاق کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مذاق کر لیتے تھے۔ ہم بھی مذاق کر لیتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم مذاق نہیں کرتے۔ ہم سو دفعہ مذاق کرتے ہیں لیکن اپنے بچوں سے کرتے ہیں، اپنی بیویوں سے کرتے ہیں۔" قریبیوں سے کرتے ہیں "لیکن اس طرح نہیں کہ اس میں کسی کی تحقیر کا رنگ ہو۔" اگر کسی کی تحقیر ہو۔ اس کی عزت نفس متاثر ہو رہی ہو تو ایسا مذاق صحیح نہیں ہے۔ "اگر منہ سے ایسا کلمہ نکل جائے جس میں تحقیر کا رنگ پایا جاتا ہو تو ہم استغفار کرتے ہیں۔ "اور یہ ہر ایک کو کرنا چاہئے۔ اگر کسی سے غلطی سے کسی کا مذاق ایسے رنگ میں ہو جائے جو اس کو بہت برا لگے یا اس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہو "اور سمجھتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی۔" اس لئے استغفار کرنا چاہئے۔ پس ایک کھیل کا حوالہ دیتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ وہاں یہ کھیل ہو رہی تھی۔ اس لحاظ سے اس میں ایک بات ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ میں کھیلوں کو برا نہیں مناتا۔ ہنسنا

کھیلنا جائز ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ جائز نہیں ہے۔ "تم بیشک ہنسو اور کھیلو لیکن بازی بازی باریش بابا ہم بازی۔" یعنی "کھیل کھیل ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر باپ کی داڑھی سے بھی کھیلا جائے تو یہ جائز نہیں۔ "یعنی کہ اپنے باپ کی بھی عزت اچھالنے لگو تو پھر یہ جائز نہیں ہے۔ "خدا تعالیٰ کا مقام خدا تعالیٰ کو دو۔ فٹبال کا مقام فٹبال کو دو۔ مشاعرے کا مقام مشاعرے کو دو اور پیشگوئیوں کا مقام پیشگوئیوں کو دو۔ "بعضوں نے ایسی باتیں کیں جس میں استہزاء کے رنگ میں یا مذاق کے رنگ میں پیشگوئیوں کے حوالے دینے شروع کر دیئے۔ "فرمایا اگر تمہیں کھیل اور تمسخر کا شوق ہو تو لاہور جاؤ اور مشاعروں میں جا کر شامل ہو جاؤ۔ "وہاں بعض شاعر ایک دوسرے کا تمسخر بھی اڑا لیتے ہیں۔ مشاعروں میں شامل ہو جاؤ بیشک اپنا شوق پورا کر لو۔ فضول باتیں کرنی ہیں۔ کھیلوں میں شامل ہونا ہے تو جاؤ دوسرے شہر میں جا کے شامل ہو جاؤ۔ "اگر تم لاہور جا کر ایسا کرو گے "خاص طور پر قادیان کے لوگوں کو آپؑ نصیحت فرما رہے تھے اور اب ربوہ، قادیان جہاں بھی مرکزی طور پر جماعتی پروگرام کے تحت چاہے کھیلوں کا ہی انتظام ہو رہا ہو ان کے لئے بھی یہ نصیحت ہے کہ وہاں جا کر ایسا کرو گے "تو لوگ یہی کہیں گے کہ لاہور والوں نے ایسا کیا۔ یہ نہیں کہیں گے کہ احمدیوں نے ایسا کیا۔ لیکن یہاں اس کا دسواں حصہ بھی کرو گے تو لوگ کہیں گے احمدیوں نے ایسا کیا ہے۔ پس میں تمہیں ہنسی سے نہیں روکتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہنسی میں اس حد تک نہ بڑھو جس میں جماعت کی بدنامی ہو۔"

(الفضل 12 مارچ 1952ء جلد 6 / 40 نمبر 62 صفحہ 4)

اب صرف قادیان یا ربوہ کی بات نہیں ہے باقی جگہوں پر بھی دنیا میں ہر جگہ صرف جماعتی طور پر بھی کھیلیں ہوتی ہیں۔ جماعتی طور پر آرگنائز ہوتی ہیں۔ وہاں اگر کوئی ایسی باتیں ہوں گی تو بعض دفعہ جماعت بدنام ہوتی ہے۔ اس لئے ہر جگہ ان باتوں کی احتیاط کرنی چاہئے۔

پس ہمارے ہر عمل میں اس بات کا اظہار ہونا چاہئے چاہے وہ کھیل کود ہے یا تفریح ہے یا مشاعرے ہیں کہ **ہم نے جماعت کے وقار کو مجروح نہیں ہونے دینا۔** اس کی عزت کا ہمیشہ خیال رکھنا ہے۔ اس کے وقار کا ہمیشہ خیال رکھنا ہے۔ پس یہ جو چند باتیں میں نے کہی ہیں یہ نصیحت تھیں۔ سبق آموز تھیں۔ ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 29 / جولائی 2016ء تا 04 / اگست 2016ء جلد 23 شمارہ 31 صفحہ 05 تا 08)

29

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 15 / جولائی 2016ء بمطابق 15 وفا 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کچھ عرصہ پہلے مَیں ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ یہ جماعتی عہدیداران کے انتخاب کا سال ہے۔ اب اکثر جگہوں پر انتخاب ہو چکے ہیں ملکوں میں بھی اور مقامی جماعتوں میں بھی اور نئے عہدیداروں نے اپنا کام سنبھال لیا ہے۔ عہدیداروں میں بعض جگہوں پر بعض امراء، صدران اور دوسرے عہدیدار نئے منتخب ہوئے ہیں لیکن بہت سی جگہوں پر پہلے سے کام کرنے والوں کا ہی دوبارہ انتخاب کیا گیا ہے۔ نئے آنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا جہاں شکر ادا کرنا چاہئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کے لئے چنا وہاں عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے جو اُن کے سپرد کی گئی ہے۔ اسی طرح جو عہدیدار دوبارہ منتخب ہوئے ہیں وہ بھی جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ خدمت کی توفیق دی وہاں اللہ تعالیٰ سے یہ عاجزانہ دعا بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور گزشتہ عرصۂ خدمت کے دوران ان سے جو کوتاہیاں، سستیاں اور غفلتیں ہو گئیں جس کی وجہ سے ان کے سپرد کی گئی امانتوں کا حق ادا نہیں کیا گیا یا حق ادا نہیں ہو سکا اللہ تعالیٰ ایک تو اس سے صَرفِ نظر فرمائے اور پھر اپنا فضل فرماتے ہوئے اس نے آئندہ تین سال کے لئے جو دوبارہ خدمت کا موقع عطا فرمایا ہے اور جو امانتیں اس کے سپرد کی ہیں ان میں آئندہ سستیاں اور کوتاہیاں اور غفلتیں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی خدمت کو کوئی معمولی خدمت نہیں سمجھنا چاہئے۔ سرسری طور پر نہیں لینا چاہئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے چاہے وہ عہدیدار ہے یا ایک عام احمدی ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر

مقدم کرے گا اور جب ایک شخص دین کی خدمت یا بحیثیت عہدیدار کسی خدمت کے کرنے کو قبول کرتا ہے یا اس خدمت پر مامور کیا جاتا ہے تو اس پر دوسروں سے زیادہ بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عَہد کو پورا کرے اور یاد رکھے کہ یہ عَہد اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عَہدوں کو پورا کرنے کا کئی جگہ قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ بڑا واضح فرمایا ہے کہ تمہارے سپرد کی گئی امانتیں جن کو تم قبول کرتے ہو تمہارے عَہد ہیں پس اپنی امانتوں اور اپنے عَہدوں کو پورا کرو۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول کے سچے اور تقویٰ پر چلنے والوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا۔ (البقرۃ:178) یعنی اپنے عہد کو جب کوئی عہد کر لیں پورا کرنے والے ہیں۔

پس یہ خاص طور پر اُن لوگوں کا ایک بنیادی امتیاز ہونا چاہئے جو جماعتی کاموں کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں۔ اگر ان کے سچائی کے معیار میں ذرا سا بھی جھول ہے، کمی ہے، اگر ان کے تقویٰ کے معیار ایک عام فرد جماعت کے لئے نمونہ نہیں تو وہ اپنے عَہد، اپنے عُہدے، اپنی امانت کے حق کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔

پس امراء، صدران سب سے پہلے اپنی عاملہ کے سامنے بھی اور **افراد جماعت کے سامنے بھی اپنے نمونے قائم** کریں۔ سیکرٹریان تربیت ہیں جن کے سپرد تربیت کا کام ہے اور تربیت کا کام اسی وقت صحیح رنگ میں ہو سکتا ہے جب نمونے قائم ہوں۔ جو کام کرنے والا ہے، جس کی ذمہ داری ہے، دوسروں کو نصیحت کرنے والا ہے تو خود بھی ان کاموں پر عمل کرنے والا ہو۔ پس سیکرٹریان تربیت بھی افراد جماعت کے سامنے اپنے نمونے قائم کریں کہ جماعت کی تربیت کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

مَیں کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں کہ **اگر شعبہ تربیت فعال ہو جائے تو بہت سے** دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔ جتنا افرادِ جماعت کی تربیت کا معیار اونچا ہو گا اتنا ہی دوسرے شعبوں کا کام آسان ہو گا۔ مثلاً سیکرٹری مال کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری امور عامہ کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری تبلیغ کا کام آسان ہو گا۔ اسی طرح دوسرے شعبوں کا، قضاء کا کام آسان ہو گا۔

میں اکثر مختلف جگہوں پر عاملہ کی میٹنگ میں کہا کرتا ہوں کہ **تربیت کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں** اور یہ گھر صرف سیکرٹری تربیت کا گھر نہیں ہے بلکہ عاملہ کے ہر ممبر کا گھر ہے اور مجلس عاملہ سب سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی تربیت کرے۔ امیر جماعت، صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت جو بھی پروگرام بناتے ہیں ان کو سب سے پہلے اپنی عاملہ کو دیکھنا چاہئے کہ وہ ان پروگراموں پر عمل کر رہی ہے کہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے جو بنیادی احکام ہیں اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے عاملہ کے ممبران پورا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تقویٰ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق عبادت کا ہے اور اس کے لئے مردوں کو یہ حکم ہے کہ نماز کا قیام کرو اور نمازوں کا قیام باجماعت نماز کی ادائیگی ہے۔ پس **امراء، صدران، عہدیداران اپنی نمازوں کی حفاظت کر کے** اس کے قیام اور باجماعت ادائیگی کی بھرپور کوشش کریں تو اس سے جہاں ہماری مسجدیں آباد ہوں گی، نماز سینٹر آباد ہوں گے وہاں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی حاصل کرنے والے ہوں گے اور اپنے عملی نمونے سے افراد جماعت کی بھی تربیت کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بھی ہوں گے۔ ان کے کاموں میں آسانیاں بھی پیدا ہوں گی۔ صرف باتیں کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس کام کرنے والے پہلے اپنے جائزے لیں کہ کس حد تک ان کے قول و فعل ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف:3) یعنی اے مومنو! وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔" فرمایا کہ "تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

پھر فرمایا "یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔" اَور "محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 77)

عمل کے علاوہ اگر اور باتیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کھول کر بتایا کہ ہمارے عمل اور قول میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ پس اس بات کو سامنے رکھ کر اپنے جائزے لینے والے سب سے زیادہ ہمارے عہدیدار ہونے چاہئیں۔

جہاں فاصلے زیادہ ہیں یا چند گھر ہیں اور مسجد یا سینٹر کی سہولت موجود نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے اور عملاً یہ مشکل نہیں ہے۔ بہت سے احمدی ہیں جو اس کی پابندی کرتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی باقاعدہ خدمت بھی نہیں ہے۔ کسی عاملہ کے ممبر بھی نہیں ہیں لیکن اپنے گھروں میں ارد گرد کے احمدیوں کو جمع کر کے نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں۔ پس اگر احساس ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہمارے ہر عہدیدار میں نماز باجماعت کی ادائیگی کا احساس ہونا چاہئے ورنہ امانتوں کا حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے جس کی قرآن کریم میں بار بار تلقین کی گئی ہے۔

پس ہمیشہ عہدیداران کو یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی نشانی ہی یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ان کی نگرانی کرنے والے ہیں۔ یہ دیکھنے والے ہیں کہ کہیں ہمارے سپرد جو امانتیں کی گئی ہیں اور جو ہم نے خدمت کرنے کا عہد کیا ہے اس میں ہماری طرف سے کوئی کمی

اور کوتاہی تو نہیں ہو رہی؟ کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔ (بنی اسرائیل:35) کہ ہر عہد کے متعلق ایک نہ ایک دن جواب طلبی ہو گی۔ یہ عبادت تو ایک بنیادی چیز ہے اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور اس کا حق تو ہم نے ادا کرنا ہی ہے۔ اس میں سستی تو، خاص طور پر عہدیداروں کی طرف سے بالکل نہیں ہونی چاہئے بلکہ کسی بھی حقیقی مومن کی طرف سے نہیں ہونی چاہئے۔

اس کے علاوہ بھی بعض باتیں ہیں جن کا عہدیداروں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے اور یہ باتیں لوگوں کے حقوق اور افراد جماعت کے ساتھ عہدیداروں کے رویّوں سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی طرح یہ باتیں عہدیداروں کے عَہدوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔

کوئی عہدیدار افسر بننے کے تصور سے یا بنائے جانے کے تصور سے کسی خدمت پر مامور نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام میں تو عہدیدار کا تصور ہی بالکل مختلف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(کنز العمال کتاب السفر، الفصل الثانی فی آداب السفر، جزء6 صفحہ302 حدیث17513 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس ایک عہدیدار کا لوگوں کے معاملے میں اپنی امانت کا حق ادا کرنا اس کا قوم کا خادم بن کر رہنا ہے۔ اور یہ حالت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب انسان میں قربانی کا مادہ ہو۔ اس میں عاجزی اور انکساری ہو۔ اس کا صبر کا معیار دوسروں سے اونچا ہو۔ بعض دفعہ عہدیداروں کو بعض باتیں بھی سننی پڑتی ہیں۔ اگر سننی پڑیں تو سن لینی چاہئیں۔ اپنا یہ جائزہ تو عہدیدار خود ہی لے سکتے ہیں کہ ان کا برداشت کا یہ پیمانہ کتنا اونچا ہے، کس حد تک ہے اور عاجزی کی حالت ان کی کس حد تک ہے۔

بعض دفعہ ایسے عہدیداران کے معاملات بھی سامنے آ جاتے ہیں جن میں برداشت بالکل بھی نہیں ہوتی اور اگر کوئی دوسرا بدتمیزی کر رہا ہے تو یہ بھی تُو تکار شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی عام شخص بدتمیز ہے تو اس سے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے اخلاق تو یہی کہیں گے بڑا بداخلاق ہے۔ اس کے اخلاق گرے ہوئے ہیں۔ لیکن جب عہدیدار کے منہ سے غلط الفاظ لوگوں کے سامنے نکلتے ہیں تو عہدیدار کی اپنی عزت اور وقار پر حرف آتا ہے اور ساتھ ہی جماعت کے افراد پر بھی اثر پڑتا ہے۔ جماعت کا جو معیار ہونا چاہئے اور جس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں اس میں اگر کہیں بھی ایک بھی ایسی مثال ہو جائے تو جماعت کی بدنامی کا موجب بنتی ہے اور بن سکتی ہے اور یہ مثالیں بعض جگہوں پہ ملتی ہیں۔ مسجدوں میں بھی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ باتیں بچوں اور نوجوانوں پر انتہائی برا اثر ڈالتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ نے کس طرح ذکر

فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ۔ (الحشر:10) کہ مومن جو ہیں اپنے دینی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ مثال انصار نے مہاجرین کے لئے قائم کی۔ اور یہی ایک نمونہ ہے ہمارے لئے۔ یہ نفسوں کو ترجیح دینا تو بڑی دُور کی بات ہے اور بڑی بات ہے، بعض دفعہ تو کسی کا جو حق ہے وہ بھی پوری طرح ادا نہیں کیا جاتا۔ لوگوں کے بعض معاملات عہدیداروں کے پاس یا مرکز میں رپورٹ بھجوانے کے لئے آتے ہیں یا مرکز سے رپورٹ بھجوانے کے لئے بعض معاملات بھیجے جاتے ہیں تو بڑی بے احتیاطی سے معاملے کی رپورٹ دی جاتی ہے۔ صحیح رنگ میں تحقیق نہیں کی جاتی اور رپورٹ بھجوائی جاتی ہے یا معاملے کو اتنا لٹکا دیا جاتا ہے کہ اگر کسی ضرورتمند کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئی درخواست ہے تو وقت پر ضرورت پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس ضرورتمند کو نقصان ہو جاتا ہے یا تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بعض عہدیداران اپنی مصروفیت کا بھی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ بعض کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا صرف عدم توجہگی ہوتی ہے۔ اگر ان کے اپنے معاملے ہوں یا کسی قریبی کے معاملے ہوں تو ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔

پس حقیقی خدمت کا جذبہ، قربانی کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ ایک فکر کے ساتھ دوسرے کے کام آیا جائے اور جب یہ قربانی کا مادہ ہو اور دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر کام کیا جائے گا تو جماعت کے افراد کا بھی معیار قربانی بڑھے گا۔ ایک دوسرے کے حق مارنے کی بجائے حق دینے کی طرف توجہ ہو گی۔ ہم غیروں کے سامنے تو یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں امن تب قائم ہو سکتا ہے جب ہر سطح پر حق لینے اور حق غصب کرنے کی بجائے حق دینے اور قربانی کا جذبہ پیدا ہو لیکن ہمارے اندر اگر یہ معیار نہیں تو ہم ایک ایسا کام کر رہے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

پھر ایک وصف جو خاص طور پر عہدیداروں کے اندر ہونا چاہئے وہ عاجزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا۔ (الفرقان:64) کہ وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ پس اس کی بھی اعلیٰ مثال ہمارے عہدیداروں میں ہونی چاہئے۔ جتنا بڑا کسی کے پاس عہدہ ہے اتنی ہی زیادہ اسے خدمت کے جذبے سے لوگوں کے ملنے کے لحاظ سے عاجزی دکھانی چاہئے اور یہی بڑا پن ہے۔ لوگ دیکھتے بھی ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں کہ عہدیداروں کے رویّے کیا ہیں۔ بعض دفعہ لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ فلاں عہدیدار کا رویّہ ایسا تھا لیکن آج مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس عہدیدار نے مجھے نہ صرف سلام کیا بلکہ میرا حال بھی پوچھا اور بڑی خوش اخلاقی سے پیش آیا اور اس کے رویّے کو دیکھ کر خوشی ہوئی اور اس سے اس عہدیدار کا بڑا پن ظاہر ہوا۔

پس اکثریت افراد جماعت کی تو ایسی ہے کہ وہ عہدیداروں کے پیار، نرمی اور شفقت کے سلوک سے ہی خوش ہو کر ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی عہدیدار کے دل میں اپنے عہدے کی وجہ سے کسی بھی قسم کی

بڑائی پیدا ہوتی ہے یا تکبر پیدا ہوتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ سے دور کرتی ہے اور جب خدا تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے تو پھر کام میں برکت نہیں رہتی۔ اور دین کا کام تو ہے ہی خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور جب خدا تعالیٰ کی رضا ہی نہیں رہی تو پھر ایسا شخص جماعت کے لئے بجائے فائدے کے نقصان کا موجب بن جاتا ہے۔

پس ہمیشہ عہدیداروں کو خاص طور پر اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ان میں عاجزی ہے یا نہیں۔ اور ہے تو کس حد تک ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا زیادہ کوئی عاجزی اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب استحباب العفو والتواضع حدیث 6487)

پس ہر عہدیدار کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کو اگر اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقع دیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس احسان کی شکر گزاری اس میں مزید عاجزی اور انکساری کا پیدا ہونا ہے۔ اگر یہ عاجزی اور انکساری مزید پیدا نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا نہیں ہوتا۔

بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ عام حالات میں اگر ملیں تو بڑی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ لوگوں سے بھی صحیح طریق سے مل رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جب کسی کا اپنے ماتحت یا عام آدمی سے اختلاف رائے ہو جائے تو فوراً ان کی افسرانہ رَگ جاگ جاتی ہے اور بڑے عہدیدار ہونے کا زعم اپنے ماتحت کے ساتھ متکبرانہ رویے کا اظہار کروا دیتا ہے۔ پس عاجزی یہ نہیں کہ جب تک کوئی جی حضوری کرتا رہے، کسی نے اختلاف نہیں کیا تو اس وقت تک عاجزی کا اظہار ہو۔ یہ بناوٹی عاجزی ہے۔ اصل حقیقت اس وقت کھلتی ہے جب اختلاف رائے ہو یا ماتحت مرضی کے خلاف بات کر دے تو پھر انصاف پر قائم رہتے ہوئے اس رائے کا اچھی طرح جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے۔ پس اس عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی کا بھی اظہار ہو گا اور **جب یہ ہو گا تو یہ عاجزی حقیقی عاجزی کہلائے گی۔**

ہمیشہ عہدیدار کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سامنے رکھنا چاہئے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ (لقمان:19) اور اپنے گال لوگوں کے سامنے غصہ سے مت پھلاؤ۔ (اپنا منہ نہ پھلاؤ غصہ سے) اور زمین میں تکبر سے مت چلو۔

اختلاف رائے کی میں نے بات کی ہے تو اس بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ قواعد بیشک امیر جماعت کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ بعض دفعہ وہ عاملہ کی رائے کو رد کر کے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے لیکن ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ سب کو ساتھ لے کر چلا جائے اور مشورے سے، اکثریت رائے سے ہی فیصلے ہوں اور کام ہوں۔ بعض جگہ امراء اس حق کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس حق کا استعمال انتہائی صورت میں ہونا چاہئے۔ جہاں یہ پتا ہو کہ جماعت کا یہ مفاد ہے تو پھر وہاں عاملہ پہ واضح بھی کر دیا جائے۔ وسیع تر جماعتی مفاد کو سامنے

رکھتے ہوئے یہ ہونا چاہئے۔ اس کے لئے دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی لینی چاہئے۔ صرف اپنی عقل پر بھروسہ نہ کریں۔ واضح ہو کہ یہ حق صدرانِ جماعت کو نہیں۔ جہاں نیشنل صدر ہیں وہاں بھی ان کو نہیں کہ عاملہ کی رائے کو ردّ کرتے ہوئے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کریں۔ اپنے اپنے دائرہ کار کو سمجھنے کے لئے عہدیداران کے لئے ضروری ہے کہ قواعد و ضوابط کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اگر قواعد و ضوابط کے مطابق عمل کریں گے تو بعض چھوٹے چھوٹے مسائل جو عاملہ کے اندر یا افراد جماعت کے لئے بے چینی کا باعث بن جاتے ہیں وہ نہیں بنیں گے۔

پھر ایک خصوصیت عہدیداران کی یہ بھی ہونی چاہئے کہ **وہ ماتحتوں سے حسن سلوک کریں۔** جماعت کے اکثر کام تو رضاکارانہ ہوتے ہیں۔ افراد جماعت جماعتی کام کے لئے وقت دیتے ہیں۔ اس لئے وقت دیتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ اس لئے وقت دیتے ہیں کہ ان کو جماعت سے تعلق اور محبت ہے۔ پس عہدیداروں کو بھی اپنے کام کرنے والوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے اور یہی اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔

پھر اس **حسن سلوک کے ساتھ اپنے نائبین اور ماتحتوں کو کام سکھانے کی بھی کوشش** کرنی چاہئے تا کہ جماعتی کام بہتر طور پر چلانے کے لئے ہمیشہ کارکن مہیا ہوتے رہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ جماعت کے کاموں کو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے۔ لیکن اگر افسران عہدیداران جن کو کام کا تجربہ ہے کام کرنے والوں کی دوسری لائن تیار کرتے ہیں تو ان کو اس کام کا بھی ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ ہی مجھے، نہ پہلے خلفاء کو کبھی یہ فکر ہوئی کہ جماعتی کام کیسے چلیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ کام کرنے والے مخلصین مہیا کرتا رہے گا۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 267 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وقت میں ایک عہدیدار کا خیال تھا کہ میری حکمت عملی اور میری محنت کی وجہ سے مالی نظام بہت عمدہ طور پر چل رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو جب یہ پتا چلا تو آپ نے اس کو ہٹا کر ایک ایسے شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا جس کو مال کی الف ب بھی نہیں پتا تھی۔ لیکن کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور خلیفہ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہے اس وجہ سے نئے آنے والے افسر جس کو کچھ بھی نہیں پتا تھا اس کے کام میں اتنی برکت پڑی کہ اس سے پہلے کبھی تصور بھی نہیں تھا۔

پس عہدیداروں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے۔ جماعتی کارکنوں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے۔ واقفین زندگی کو تو خدا تعالیٰ موقع دیتا ہے کہ وہ جماعت کی اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں ورنہ کام تو خود اللہ تعالیٰ کر رہا ہے اور یہ اس کا وعدہ ہے۔ اس لئے کسی کے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ میرا تجربہ اور

میرا علم جماعت کے کاموں کو چلا رہا ہے یا میرا تجربہ اور علم جماعت کے کاموں کو چلا سکتا ہے۔ **جماعت کے کاموں کو خدا تعالیٰ کا فضل چلا رہا ہے۔** ہماری بہت ساری کمزوریاں، کمیاں ایسی ہیں کہ اگر دنیاوی کام ہو تو ان میں وہ برکت پڑ ہی نہیں سکتی۔ ان کے وہ اچھے نتیجے نکل ہی نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور خود فرشتوں کے ذریعہ سے مدد فرماتا ہے۔

تبلیغ کے مثلاً کام ہیں۔ اس میں ہی ان مغربی ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں پلے بڑھے ایسے نوجوان کارکن مہیا کر دیئے ہیں جنہوں نے اپنے طور پر دینی علم حاصل کیا ہے اور پھر مخالفین احمدیت کا منہ بند کرتے ہیں اور ایسے جواب دیتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور پھر بہت سارے ایسے نوجوان ہیں جن کے اس طرح کے جوابوں سے مخالفین کو راہِ فرار کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ پس عہدیدار خدمت دین کے موقع کو فضل الٰہی سمجھیں، نہ کہ اپنے کسی تجربے یا لیاقت اور قابلیت کی وجہ۔

پھر ایک وصف عہدیداران میں جو ہونا چاہئے وہ بشاشت ہے اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا**۔ (البقرۃ:84) یعنی اور لوگوں کے ساتھ نرمی سے بات کیا کرو۔ اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ پس یہ بھی ایک بنیادی خُلق ہے جو عہدیداروں میں بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ اپنے ماتحتوں سے، اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے بھی جب بات چیت کریں اور اسی طرح جب دوسرے لوگوں سے بھی بات کریں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ انتظامی معاملات کی وجہ سے سختی سے بات کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے لیکن یہ ضرورت انتہائی قدم ہے اور اگر پیار سے کسی کو سمجھایا جائے اور عہدیدار لوگوں کو یہ احساس دلا دیں کہ ہم تمہارے ہمدرد ہیں تو ننانوے فیصد ایسے لوگ ہیں جو سمجھ جاتے ہیں اور جماعت سے اس لئے تعاون کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں کہ جماعت سے ان کو ایک تعلق ہے۔ لیکن بڑی اور اہم شرط یہی ہے کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے یا لوگوں کو یہ احساس ہو جائے کہ عہدیدار ہمارے ہمدرد ہیں۔ نرمی سے لوگوں سے بات کریں۔

کسی کی غلطی پر شروع میں ہی اس طرح پکڑ نہ کر لیں کہ دوسرے کو اپنی صفائی کا صحیح طرح موقع ہی نہ ملے۔ ہاں جو عادی ہیں، بار بار کرنے والے ہیں، بات بات پر فتنہ اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ سختی بھی کرنی پڑتی ہے لیکن اس کے لئے پوری طرح تحقیق ہونی چاہئے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ سختی بھی ذاتی عناد کی شکل اختیار کرنے والی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اصلاح کے لئے ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے مقرر کردہ یمن کے والیوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ اور محبت اور خوشی پھیلانا۔ نفرت کو نہ پنپنے دینا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 638 حدیث 19935 مسند ابو موسیٰ الاشعری مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ ایسی نصیحت ہے جو عہدیداروں اور افراد جماعت کے درمیان بھی تعلقات میں خوبصورتی پیدا کرتی ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں آپس میں افراد جماعت میں بھی ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔

پس عہدیداروں کی اور خاص طور پر امراء، صدران اور تربیت کے شعبوں اور فیصلہ کرنے والے اداروں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے اندر رہتے ہوئے یہ طریق اختیار کرنے ہیں۔ دنیاداروں کی طرح نہیں کہ آسانیاں پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکموں کو بھول جائیں۔ ہم نے شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے بندوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں اور اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ قواعد و ضوابط کی کتاب کو ہر عہدیدار کو دیکھنا چاہئے اور اپنے شعبے کے کاموں کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ ہر ایک کو اپنی حدود کا علم ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ عہدیداروں کو اپنی حدود کا بھی پتا نہیں ہوتا۔ ایک شعبہ ایک کام کر رہا ہوتا ہے جبکہ قواعد و ضوابط میں دوسرے شعبہ میں وہ کام لکھا ہوتا ہے۔ یا بعض دفعہ ایسا باریک فرق کاموں کے بارے میں ہوتا ہے جس پر غور نہ کرتے ہوئے دو شعبے ایک دوسرے کی حد میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔

گزشتہ دنوں میں میری یہاں یوکے (UK) کی مجلس عاملہ سے بھی میٹنگ تھی وہاں بھی مجھے احساس ہوا کہ اس باریک فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بلاوجہ کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ اگر قواعد کو پڑھیں تو اس طرح وقت ضائع نہ ہو۔ مثلاً تبلیغ کے شعبہ نے تبلیغی مہم بھی چلانی ہے اور رابطے بھی کرنے ہیں۔ رابطوں سے ہی تبلیغ آگے پھیلے گی۔ اسی طرح شعبہ امور خارجہ ہے اس نے بھی رابطے کرنے ہیں اور جماعت کا تعارف بھی کروانا ہے۔ دونوں کا دائرہ علیحدہ ہے۔ ایک نے تبلیغی مقصد کے لئے کام کرنا ہے۔ دوسرے نے اپنی پبلک ریلیشن (Public Relation) کے لئے یہ کام کرنا ہے۔ تعلقات بڑھانے کے لئے یہ کام کرنا ہے۔ اصل مقصد تو جماعت کا تعارف اور دین کی طرف رہنمائی ہے تاکہ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف لا کر ہم ان کی دنیا و عاقبت بھی سنوارنے کی کوشش کریں اور دنیا کے امن کی صورتحال کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔ دنیاوی طور پر کوئی کریڈٹ لینا تو ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اگر شعبے آپس میں تعاون سے کام کریں تو نتیجہ کئی گنا بہتر نکل سکتا ہے۔

پھر اکثر جگہوں سے اس بات کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ شعبوں کے بجٹ صحیح طرح مختص نہیں کئے

جاتے۔ ہر شعبے کو بجٹ جو شوریٰ میں پاس ہوا ہوتا ہے وہ بجٹ دیا جانا چاہئے اور اس کے خرچ کا متعلقہ سیکرٹری کو اختیار ہونا چاہئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ سیکرٹری سال کے کام کا منصوبہ عاملہ میں پیش کرے اور اس منظور شدہ منصوبے کے مطابق خرچ ہو اور پھر کام کا جائزہ ہر عاملہ میٹنگ میں لیا جائے اور اگر منظور شدہ منصوبے میں یا کام کے طریق میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہو یا بہتری کی گنجائش کی طرف کسی کی توجہ ہو اور دلائی جائے تو اس پر دوبارہ غور کر لیا جائے۔

پھر امراء اور صدران اور جماعتی سیکرٹریان کا یہ بھی بہت **اہم کام ہے کہ مرکز سے جو ہدایات جاتی ہیں یا** سرکلر جاتے ہیں ان پر فوری اور پوری توجہ سے عملدرآمد کریں اور اپنی جماعتوں کے ذریعہ بھی کروایا جائے۔ بعض جماعتوں کے بارے میں یہ شکایات ملتی ہیں کہ مرکزی ہدایات پر پوری طرح عمل نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی ہدایت کے بارے میں کسی خاص ملک یا جماعت کو ملکی حالات کی وجہ سے کچھ تحفظات ہوں تو پھر بھی فوری طور پر مرکز سے رابطہ کر کے حالات کے مطابق اس میں تبدیلی کرنے کی درخواست کرنی چاہئے اور یہ کام امیر جماعت اور صدر کا ہے۔ لیکن یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں کہ اپنی عقل لڑاتے ہوئے اس ہدایت کو ایک طرف رکھ کر دبا دیا جائے اور اس پر عمل نہ کروایا جائے اور نہ ہی مرکز کو اطلاع کی جائے۔ کسی بھی امیر یا صدر جماعت کی جو یہ حرکت ہے یہ مرکز گریز رویّہ سمجھی جائے گی اور اس بارہ میں پھر مرکز کارروائی بھی کر سکتا ہے۔

موصیان کے بارہ میں بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو موصیان کو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اپنے چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور اس کا حساب رکھنا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ لیکن مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا بھی کام ہے کہ ہر موصی کا حساب مکمل رکھیں اور جب ضرورت ہو انہیں یاد دہانی بھی کروائیں کہ ان کے چندے کی کیا صورتحال ہے؟ ملکی جماعت کا کام ہے کہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کو فعّال کریں اور ہر موصی ان کے رابطے میں ہو۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی معاملے میں کسی شخص کے بارے میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور وہ شخص موصی ہوتا ہے۔ رپورٹ میں ذکر کر دیا جاتا ہے کہ اس نے اتنے عرصے سے وصیت کا چندہ نہیں دیا۔ جب پوچھا جائے کہ وصیت کا چندہ نہیں دیا تو وصیت کس طرح قائم ہے؟ تو پھر تحقیق کرنے پر پتا چلتا ہے کہ موصی کا قصور نہیں تھا۔ اس نے تو چندہ دیا تھا۔ لیکن ریکارڈ رکھنے والوں نے، دفتر نے صحیح ریکارڈ نہیں رکھا۔ ایک تو ایسی رپورٹ بلاوجہ موصی کو پریشان کرنے کا موجب بنتی ہے۔

دوسرے جماعتی نظام کی کمزوری کا بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اب تو ٹھوس حسابات کا انتظام ہو چکا ہے۔ بڑا systematic طریقہ ہے۔ کمپیوٹر ہیں، سب کچھ ہیں۔ ایسی غلطی ہونی نہیں چاہئے۔ ہر ملک کے سیکرٹریان وصایا اور سیکرٹریان مال اپنے ملک کی ہر جماعت کے متعلقہ سیکرٹریان کو فعّال کریں اور امرائے جماعت کا بھی یہ کام ہے کہ

اس کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہا کریں۔ صرف چندہ جمع کرنا اور اس کی رپورٹ کرنا ان کا کام نہیں ہے بلکہ اس نظام کو قابل اعتماد بنانا اور مرکز اور مقامی جماعتی نظام میں مضبوط ربط پیدا کرنا بھی امراء کا کام ہے۔

اسی طرح ایک بات مبلغین اور مربیان کے حوالے سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بعض جگہ مربیان مبلغین کی باقاعدہ ہر ماہ میٹنگز نہیں ہوتیں۔ مبلغ انچارج اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ یہ میٹنگز باقاعدہ ہوں۔ جماعتی تربیتی اور تبلیغی کاموں کا بھی جائزہ ہو۔ جو بہتر کام کسی نے کیا ہے اس کے بارہ میں تبادلہ خیال ہو اور کسی کی طرف سے اس بہتر کام کا جو طریقہ کار اپنایا گیا تھا اُس سے دوسرے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح جو جماعتی سیکرٹریان جماعتوں کو ہدایت دیتے ہیں یا مرکز کی ہدایت پر جماعتوں کو ہدایت بھجوائی جاتی ہے اس بارے میں بھی رپورٹ دیں۔ مربیان یہ بھی دیکھا کریں کہ ہر جماعت میں اس سلسلے میں کتنا کام ہوا ہے اور جہاں سیکرٹریان فعّال نہیں ہیں۔ خاص طور پر تبلیغ اور تربیت اور مالی قربانی کے معاملے میں وہاں مربیان اور مبلغین انہیں توجہ دلائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عہدیداروں کو توفیق دے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو آئندہ تین سال کے لئے خدمت کا موقع دیا ہے اس میں وہ زیادہ سے زیادہ کام اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ سرانجام دے سکیں اور اپنے ہر قول و فعل سے جماعت میں نمونہ بننے والے ہوں۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ یہ غائب جنازہ ہے جو محترمہ صاحبزادی طاہرہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کا ہے۔ 13/ جولائی 2016ء کو شام چھ بجے ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پوتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی تھیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی بہو تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

95 سال آپ نے عمر پائی۔ قادیان میں ابتدائی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا اور ان کے ساتھ بڑا خاص محبت اور شفقت کا سلوک تھا۔ جہلم میں مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کے ساتھ رہیں۔ جہاں ان کی (مرزا منیر احمد صاحب کی) چپ بورڈ فیکٹری تھی جو چند ماہ پہلے جلائی گئی تھی۔ وہاں یہ صدر لجنہ کی خدمات بھی بجالاتی رہیں۔ پھر 1974ء کے جو فساد ہوئے تو جہلم کی جماعت کا بہت بڑا حصہ یہاں چپ بورڈ فیکٹری میں جمع ہو گیا تھا اور ان دنوں میں وہاں پر مرحومہ نے افرادِ جماعت کی بڑے اچھے رنگ میں مہمان نوازی بھی کی۔

آپ کی ایک صاحبزادی ہیں امۃ الحسیب بیگم جو مکرم مرزا انس احمد صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بیٹے ہیں ان کی بیوی ہیں۔ اور ایک بیٹے مرزا نصیر احمد صاحب ہیں۔ یہ جہلم کے امیر جماعت رہے ہیں۔ ابھی تک

تھے لیکن جب ان کی فیکٹری گئی تو وہاں سے جہلم چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح مرزا سفیر احمد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے داماد ہیں یہ بھی ان کے بیٹے ہیں۔ مرحومہ بہت خوش اخلاق، ہنس مکھ اور ملنسار تھیں۔ صابر اور شاکر، دعا گو، تہجد گزار، عبادت میں شغف رکھنے والی خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ بھی بڑا گہرا تعلق تھا۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ مہمان نوازی بھی ان کا وصف تھا۔ یہ نظام جماعت اور سلسلہ کی بہت غیرت رکھنے والی خاتون تھیں۔ نظام خلافت کے خلاف کوئی بھی بات برداشت نہیں تھی۔ اگر کوئی نظام کے خلاف، خلافت کے خلاف بات کرتا تو فوراً روک دیتیں۔ حضرت اماں جانؓ نے جیسا کہ میں نے کہا ان کو بیٹی بنایا ہوا تھا۔ حضرت اماں جانؓ نے اپنا ذاتی بہت سارا جہیز کا سامان ان کو دے دیا تھا جس پہ حضرت اماں جانؓ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 05/ اگست 2016ء تا 11/ اگست 2016ء جلد 23 شمارہ 32 صفحہ 05 تا 08)

30

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 22/ جولائی 2016ء بمطابق 22 وفا 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محنت و مشقت کی عادت اور صحت کے قائم رکھنے اور جسم کو چست رکھنے کے لئے کیا آپ کا معمول تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سست ہرگز نہ تھے بلکہ نہایت محنت کش تھے اور خلوت کے دلدادہ ہونے کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے تھے اور بارہا ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو جب کسی سفر پر جانا پڑتا تو سواری کا گھوڑا نوکر کے ہاتھ آگے روانہ کر دیتے اور آپ پاپیادہ بیس پچیس میل کا سفر طے کر کے منزل مقصود پر پہنچ جاتے بلکہ اکثر اوقات آپ پیادہ ہی سفر کرتے۔ پیدل سفر کرتے تھے اور سواری پر کم چڑھتے اور یہ عادت پیادہ چلنے کی آپ کو آخر عمر تک تھی اور ستّر سال سے متجاوز عمر میں جبکہ بعض سخت بیماریاں آپ کو لاحق تھیں اکثر روزانہ ہوا خوری کے لئے جاتے اور چار پانچ میل روزانہ پھر آتے اور **بعض اوقات سات میل پیدل پھر لیتے تھے اور بڑھاپے سے پہلے کا حال** آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات **صبح کی نماز سے پہلے اٹھ کر سیر کے لئے چل پڑتے تھے اور وڈالہ تک پہنچ کر** جو بٹالہ کی سڑک پر قادیان سے تقریباً ساڑھے پانچ میل پر ایک گاؤں ہے وہاں جا کر صبح کی نماز کا وقت ہوتا۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز اردو نومبر 1916ء جلد 15 نمبر 11 صفحہ 402)

پس یہ نمونہ ہے ہمارے لئے، خاص طور پر واقفین زندگی کے لئے جن کے سپرد جماعت کی خدمت کا کام ہے جن میں مربیان پہلے نمبر پر ہیں کہ اپنی صحت کے قائم رکھنے اور سخت جانی پیدا کرنے کے لئے ورزش یا سیر کی باقاعدہ عادت ڈالیں۔ اگر وقت کی کمی کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے سیر نہیں کر سکتے تو کچھ وقت ورزش کے لئے ضرور نکالنا چاہئے۔ بعض **مربیان جو ابھی نوجوان ہیں ان کے جسم بتا رہے ہوتے ہیں کہ ورزش نہیں کرتے۔** جب پوچھو تو کہتے ہیں کہ ورزش کرتے تھے۔ کچھ عرصے سے چھوڑی ہوئی ہے۔ جتنے بڑے کام ہمارے مبلغین کے سپرد

ہیں، مربیان کے سپرد ہیں انہیں اپنے آپ کو چست اور صحتمند رکھنے کے لئے ورزش کی طرف باقاعدہ توجہ دینی چاہئے۔ **ہمارے باہر کے جامعات کے مربیان** اپنی تعلیم مکمل کر کے کچھ عرصہ ٹریننگ کے لئے ربوہ بھی جاتے ہیں وہاں ان کے طبی معائنے بھی ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر نوری صاحب جو وہاں دل کے سپیشلسٹ ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ ماشاء اللہ ہر لحاظ سے بڑے اچھے مربیان ہیں لیکن ان میں بہت سے ایسے تھے جو وزن کے لحاظ سے خطرناک حد تک زائد وزن رکھتے ہیں۔ ان کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ میدان عمل میں جا کر تو اور بھی زیادہ اس لحاظ سے عدم توجہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پس ایک تو ہمارے مربیان اور واقفین زندگی کو **کسی نہ کسی قسم کی ورزش ضرور کرنی چاہئے** اور دوسرے ان مغربی ممالک میں غیر صحت مند غذا بھی بڑی عام ہے جس کو یہ لوگ خود بھی **جنک فوڈ (junk food) کہتے ہیں۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔** پس اس کا بھی خیال رکھیں۔ اگر اکیلے ہیں اگر فیملیاں ساتھ نہیں بھی تو بعض دفعہ جہاں جہاں مشن ہاؤس میں ہیں وہاں اتنا وقت تو مل ہی جاتا ہے کہ تھوڑا بہت کھانا پکانا بھی مربی کو آنا چاہئے۔ بہرحال اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہ میں صرف آپ کو نصیحت نہیں کر رہا بلکہ مَیں خود بھی اللہ کے فضل سے باقاعدہ ورزش کرتا ہوں۔ سائیکل ایکسرسائز پہ یا دوسری مشینوں پہ۔ خدا تعالیٰ ابھی تک تو توفیق دے رہا ہے۔ بہرحال ہمیں صحتمند واقفین زندگی اور مربیان چاہئیں۔ اس لحاظ سے انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی صحت کے حوالے سے لاپرواہ اور سست نہ ہوں تا کہ اپنے کام کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکیں۔

ایک اور واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا ہے۔ آجکل تو لاؤڈ سپیکر وغیرہ کے ذریعہ سے ہم اپنی آواز ہر جگہ پہنچا لیتے ہیں اور اس وجہ سے ہم میں سے بہت سوں کو زیادہ اونچا بولنے کی عادت نہیں رہی یا ایک حد تک اونچا بول سکتے ہیں۔ خاص طور پر جو واعظین ہیں، مربیان ہیں جب میدان عمل میں جاتے ہیں تو بعض دفعہ تبلیغ کرنی پڑتی ہے ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کو اونچا بولنے کی پریکٹس کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ ساؤنڈ سسٹم مہیا نہیں ہوتے خاص طور پر غریب ممالک میں۔ پرانے زمانے میں آواز پہنچانے کا ذریعہ نہیں تھا۔ مجمع کو آواز پہنچانے کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑتی تھی۔ بڑا مشکل تھا۔ اور اس لئے لوگ پریکٹس بھی کرتے تھے تا کہ آواز اونچی کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عام حالات میں تو بڑا دھیمی آواز میں مخاطب ہوا کرتے تھے لیکن بوقت ضرورت جب دنیا کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرنا ہو اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہوتی تھی اس کا ایک نقشہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو لاہور کا سب سے وسیع ہال "جہاں لیکچر دینا تھا" آدمیوں سے بھرا ہوا تھا اور اس قدر اژدہام تھا کہ دروازے کھول دیئے بلکہ باہر قناتیں لگائی گئیں اور وہ بھی سامعین سے بھر

گئیں۔ "فرماتے ہیں کہ "شروع میں تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے آپ کی آواز ذرا مدھم تھی اور بعض لوگوں نے کچھ شور بھی کیا مگر بعد میں جب آپ بول رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان سے کوئی بگل بجایا جا رہا ہے اور لوگ مبہوت بنے بیٹھے تھے۔" تو فرماتے ہیں کہ "آواز کی بلندی دینی خدمات کے اہم حالات میں سے ہے۔"
(الفضل 2 مارچ 1960ء جلد 14 / 46 نمبر 49 صفحہ 2)

بعض دفعہ دینی خدمت کے لئے آواز کو بلند کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی جن کے سپرد یہ کام ہے ان کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

بعض دفعہ بعض لوگ بڑی فکر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہماری نیکی کی حالت ایک جیسی نہیں رہتی۔ بڑی فکر ہے یہ اس لحاظ سے بڑی اچھی بات ہے کہ انسان اپنا جائزہ لیتا رہے کہ یہ حالت جو مجھ میں نیکی کی کمی کی ہے یا نیکی میں جو شوق یا عبادات میں جو شوق پہلے تھا اس میں جو کمی ہے اس کا یہ جائزہ لیتا رہے کہ یہ کیوں ہوئی اور یہ فکر ہو کہ زیادہ دیر نہ رہے اور اس کے علاج کی فکر کرے۔ تو بہرحال یہ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ کوئی برائی نہیں ہوتی بلکہ زیادہ نیکی اور کم نیکی کی جو حالت ہے وہ آتی جاتی رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ایک شخص آیا۔ آپؐ کے ایک صحابیؓ آئے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! میں تو منافق ہوں۔ میں جب آپؐ کے پاس مجلس میں بیٹھتا ہوں تو میری حالت اور ہوتی ہے اور جب آپؐ کی مجلس سے اٹھ کر چلا جاتا ہوں تو میری حالت اور ہوتی ہے۔ یعنی نیکی کی اور دلی پاکیزگی کی حالت وہ نہیں رہتی جو آپؐ کی صحبت میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی تو مومن کی علامت ہے۔ تم منافق نہیں ہو۔
(ماخوذ از سنن الترمذی ابواب القیامة والرقائق باب منه حدیث 2514)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا جو اثر ہے ظاہر ہے آپ کی قوت قدسی اور آپ کی صحبت نے وہ اثر تو ڈالنا تھا اور ڈالا کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے جو پاک دل ہو کر آ کر بیٹھتے تھے، کچھ سیکھنے کے لئے بیٹھتے تھے، اللہ تعالیٰ سے تعلق کے درجے بلند کرنے کے لئے بیٹھتے تھے ان پر اثر ہوتا تھا۔ اور پھر باہر جا کر اس میں کمی بھی ہوتی تھی۔ لیکن بہرحال ان صحابیؓ کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف تھا۔ اخلاص تھا۔ اس لئے ان کو فکر پیدا ہوئی کہ نیکی میں کمی کی حالت کہیں لمبی نہ ہوتی چلی جائے اور ہوتے ہوتے مجھے دین سے دور نہ کر دے۔ میرے اندر کوئی منافقت نہ پیدا ہو جائے۔ یہ سوچ تھی صحابہؓ کی اور جب یہ احساس ہوتا ہے تو پھر انسان دعا اور استغفار سے اپنی حالت بہتر کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض بچوں کی صحت عموماً ماؤں کے وہم کی وجہ سے ٹھیک

رہتی ہے۔ (بچے کو) ذرا سے بھی تکلیف ہو تو ماں اسے انتہائی سمجھ لیتی ہے "کہ پتا نہیں کیا ہو گیا اور "اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کا توجہ سے علاج کرواتی ہے اور بچہ بیماری کے مزمن ہو جانے سے بچ جاتا ہے۔ "زیادہ بڑھنے سے اور خطرناک ہونے سے بچ جاتا ہے۔ "لیکن بعض مائیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں بچے کی بیماری کا اس وقت علم ہوتا ہے جب وہ مزمن شکل اختیار کر لیتی ہے اور علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "غرض ماں کا وہم بھی بچہ کی صحت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنی ذات میں اس قسم کا وہم کہ شاید یہ کوئی بیماری نہ ہو بہت مفید ہے۔ "مثلاً روحانیت کا جہاں تک تعلق ہے اگر روحانیت میں کوئی کمی پیدا ہوتی ہے، عبادات میں کمی پیدا ہوتی ہے، کسی نیکی کے کرنے میں کمی پیدا ہوتی ہے اور یہ وہم ہو جائے کہ مَیں خدا تعالیٰ سے بالکل دُور تو نہیں ہٹ رہا تو ایسا وہم بھی مفید ہوتا ہے۔ فرمایا کہ "اس طرح انسان خطرے کے مقابلے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے حملہ سے محفوظ کر لیتا ہے۔"

(الفضل 7 اگست 1949ء جلد 3 نمبر 180 صفحہ 4)

پس حقیقت میں نیکیوں میں بڑھنے والے اور اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق قائم رکھنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو ماں کی طرح فکر مند رہتے ہیں کہ ان کی نمازوں میں دعاؤں میں کمی کہیں ان کی کسی کمزوری اور معصیت کے نتیجہ میں نہ ہو۔ اس وجہ سے انہیں ایسا روحانی مریض نہ بنا دے جو ناقابل علاج ہو جس کی بیماری بہت پھیل چکی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تو وہ خوش قسمت تھے کہ جب اپنی حالت پر غور کر کے فکر مند ہوتے تو آپؐ کی صحبت میں چلے جاتے تھے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے اپنا علاج کر لیتے تھے۔ لیکن ہمیں تو اس فکر میں رہتے ہوئے اپنی عبادتوں، دعاؤں اور استغفار کے ذریعہ کو ہمیشہ اختیار کئے رکھنا چاہئے اور اس ذریعہ سے اپنا علاج کرتے رہنا چاہئے۔ اگر ہمارا وہم بھی ہو تو یہ وہم بھی لاپرواہی کی نسبت بہتر ہے کیونکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لاپرواہی خدا تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ دین سے بھی ہم دور ہٹ جاتے ہیں۔ پھر ناقابل علاج روحانی مریض بن جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بہت توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ خوشی اور غمی کا تعلق احساسات سے ہے۔ مثلاً اگر کسی گھر میں شادی ہے تو وہ شادی کی اس خوشی کے لئے اگر قرض بھی لینا ہو تو قرض لے کر وہ خوشی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے قریبی بھی اس خوشی میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن جن کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کے لئے اس شخص کا خوشی کرنا یا اس کے خاندان والوں کا خوشی کرنا یا اس کے قریبیوں کا خوشی کرنا اور اس کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا یا قرض لینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کو اس سے کیا غرض ہے کہ کوئی خوشی مناتا ہے یا نہیں یا قرض لے کے مناتا ہے یا نہیں مناتا۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے خاندان کا کفیل

ہو اگر وہ مر جائے تو گھر میں ایک ماتم ہوتا ہے لیکن دوسرے جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کے لئے اس کا فوت ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہزاروں لوگ روزانہ مرتے ہیں، وفاتیں ہوتی ہیں، اطلاعیں آتی ہیں لیکن جن کو ہم جانتے نہیں باوجود ان کے بارے میں علم میں آنے کے ان کا احساس نہیں ہوتا۔ جبکہ اپنا اگر کوئی قریبی فوت ہو تو بڑی شدت سے اس کا احساس ہوتا ہے۔ پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو لوگوں کے لئے بڑی تکلیف کا باعث بنے ہوتے ہیں۔ ظالم ڈاکو ہیں، دہشت گرد ہیں جن کے مرنے سے ایک طبقے کو افسوس کے بجائے خوشی ہو رہی ہوتی ہے لیکن ان کے قریبیوں کو اس کا غم بھی ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "یہ احساسات کا عجیب سلسلہ ہے اس پر غور کرنے سے عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ایک بات ایک کے لئے خوشی کی گھڑی اور راحت کی واحد ساعت ہوتی ہے مگر دوسرے کے لئے ماتم کا اثر رکھتی ہے اور بہت ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو نہ کسی کی خوشی میں حصہ ہوتا ہے نہ غم میں۔" فرماتے ہیں کہ "یہ مضمون مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک فقرے میں سکھایا تھا۔" فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ باقاعدہ اخبار پڑھا کرتے تھے۔" اس میں بھی ہمارے ان لوگوں کے لئے جن کے سپرد دین کے کاموں کی ذمہ داری ہے ایک سبق یہ بھی ہے کہ ان کو باقاعدہ اخبار بھی پڑھنے چاہئیں اور چھوٹی چھوٹی خبروں کو بھی دیکھ لینا چاہئے۔ بہرحال فرماتے ہیں آپ باقاعدہ اخبار پڑھا کرتے تھے۔ "ایک دن 1907ء کی بات ہے۔ اخبار پڑھتے ہوئے مجھے آواز دی۔" محمود" "محمود" یہ آواز اس طرح دی کہ جیسے کوئی جلدی کا کام ہوتا ہے۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مصلح موعودؓ کو آواز دی اور ایسی آواز تھی جیسے کوئی جلدی کا کام ہوتا ہے۔ کہتے ہیں "جب میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے خبر سنائی۔ ایک شخص (جس کا مجھ کو اس وقت نام یاد نہیں) مر گیا ہے۔ "حضرت مصلح موعود کہتے ہیں "اس پر میری ہنسی نکل گئی اور میں نے کہا مجھے اس سے کیا۔"

حضرت صاحبؑ نے فرمایا اس کے گھر میں تو ماتم پڑا ہو گا اور تم کہتے ہو مجھے کیا؟۔ "حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں "اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ کہ جس کے ساتھ تعلق نہ ہو اس کے رنج کا اثر نہیں ہوتا۔" اور اسی طرح اگر کوئی خوشی کی بات ہے تو اس خوشی کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ بات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیان فرمائی تو یہ اس موقع کی بات ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بیٹے میاں عبدالسلام صاحب کے نکاح کا موقع تھا اور پھر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرمایا کہ "حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ... اگر زندہ ہوتے تو کس طرح خوشی مناتے۔ "خود کس قدر دعائیں کرتے اور "اس وجہ سے "دوسروں کو بھی کس قدر دعائیں کرنے کی تحریک ہوتی۔ "فرمایا"... یہ موقع ہمارے قلوب کے باریک احساسات میں خاص حرکت پیدا کرتا ہے۔" کسی پیارے کے قریبی کی خوشی کا موقع ہو تو یہ خاص حرکت پیدا کرتی ہے۔ یہ سوچ خاص حرکت پیدا کرتی ہے۔ کس طرح وہ

ہمارا پیارا اپنے قریبیوں کے لئے دعا کرتا ہو گا اور فرماتے ہیں کہ یہ بات "اور خوشی کی لہر ہمارے جسم میں پیر سے لے کر سر تک پھیل جاتی ہے۔"

(الفضل 2 نومبر 1922ء جلد 10 نمبر 35 صفحہ 5)

پس اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ **اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ خوشی اور غمی کے موقع پر** ان کو محسوس کرنا چاہئے اور افراد جماعت کے لئے عمومی طور پر بھی ہمارے خوشی اور غمی کے اظہار ہونے چاہئیں کیونکہ جماعت بھی ایک وجود ہے اور اسی وقت احساس پیدا ہوتا ہے جب ہم ہر فرد جماعت کے درد کو اور اس کی خوشی کو محسوس بھی کریں اور یہ چیز ہے جو جماعت میں اکائی پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اطاعت کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مجھے یاد ہے" کہ "وہ عبدالحکیم مرتد پٹیالوی سے جب وہ احمدی تھا بہت محبت کیا کرتے تھے اور وہ بھی آپ سے بہت تعلق رکھتا تھا یہاں تک کہ جب اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی تو اس وقت بھی اس نے یہی لکھا کہ آپ کی جماعت میں "یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں" سوائے مولوی نورالدین صاحب کے اور کوئی نہیں جو صحابہؓ کا نمونہ ہو۔ یہ شخص بیشک ایسا ہے جو جماعت کے لئے قابل فخر ہے۔ "حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "عبدالحکیم پٹیالوی نے ایک تفسیر بھی لکھی تھی اور اس میں بہت کچھ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ کر لکھا تھا۔ جب عبدالحکیم نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا تو میں نے دیکھا آپ نے گھبرا کر اپنے شاگردوں کو بلایا" یعنی حضرت خلیفہ اول نے فوری طور پر اس کے ارتداد کے اعلان پہ اپنے شاگردوں کو بلایا" اور ان سے فرمایا کہ جاؤ اور جلدی میرے کتب خانے میں سے عبدالحکیم کی تفسیر نکال دو۔" جو تفسیر اس نے لکھی تھی وہ آپ کی لائبریری میں پڑی ہوئی تھی ان سے کہا وہاں سے فوراً نکال دو۔ فرمایا کہ "ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے مجھ پر خدا کی ناراضگی نازل ہو۔ "حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "حالانکہ وہ قرآن کریم کی تفسیر تھی اور اس کی بہت سی آیات کی تفسیر اس" شخص "نے خود آپؓ سے "یعنی حضرت خلیفہ اولؓ سے" پوچھ کر لکھی تھی مگر اس وجہ سے کہ اس پر خدا کا غضب نازل ہوا" اس نے ارتداد اختیار کیا" اس کی لکھی ہوئی تفسیر کو بھی آپؓ نے اپنے کتب خانے سے نکلوا دیا اور اپنے ذوق کے مطابق سمجھا کہ یہ کتاب دوسری کتب کے ساتھ مل کر ان کو پلید کر دے گی۔"

(الفضل 21 جون 1944ء جلد 22 نمبر 143 صفحہ 1)

پس یہ دینی غیرت اور خدا تعالیٰ کا خوف ہے جو ہمارے لئے ایک نمونہ ہے۔ پھر بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ جماعتی طور پر مثلاً کسی کو سزا ملی ہے یا کسی شخص کے خلاف کارروائی ہوئی ہے تو وہ اپنے متعلق کہتا ہے کہ میرے خلاف جو فلاں کارروائی ہوئی ہے غلط ہوئی ہے اور فلاں شخص کے خلاف نہیں ہوئی اور اس کی حمایت کی گئی ہے۔ اس قسم

کے اعتراض کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ہر زمانے میں ایسے اعتراض ملتے ہیں۔ آج بھی یہ لوگ کرتے ہیں۔ پہلے بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حقیقت یہ ہے کہ نظام کی درستی کے لئے اتحادِ خیالات کا ایک دائرہ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک اختلاف بڑا نظر آئے لیکن اگر وہ کسی فتنے کا موجب نہ ہو تو اس اختلاف رکھنے والے کو جماعت میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن ایک دوسرا شخص خواہ اس سے کم اختلاف رکھتا ہو لیکن اس کا اختلاف کسی فتنے کا موجب ہو تو اسے جماعت سے نکال دیا جائے۔" فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ ایک دوست نے پوچھا کہ میں ابھی شیعیت سے نکل کر "شیعہ تھا میں۔ اور شیعیت سے نکل کر "آیا ہوں اور حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل سمجھتا ہوں" کیونکہ میرے پہ شیعیت کا اثر زیادہ ہے۔" پس کیا اس عقیدے کے ہوتے ہوئے مَیں آپ کی بیعت کر سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں لکھا کہ آپ بیعت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ چند آدمیوں کو "سزا کے طور پر" قادیان سے باہر چلے جانے کا حکم دے دیا اور ان کے بارے میں اشتہار بھی شائع کیا مگر وجہ صرف یہ تھی کہ وہ پنجوقتہ نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔" حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ "اب بتاؤ حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے افضل سمجھنے اور حقہ پینے میں کونسی بات بڑی ہے۔ لازماً ہر شخص یہی کہے گا کہ حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے افضل سمجھنا بڑی بات ہے اور حقہ پینا چھوٹی بات ہے۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بڑا اختلاف رکھنے کے باوجود ایک شخص کو اپنی بیعت کی اجازت دے دی اور حقہ پینے اور ہنسی ٹھٹھا میں مشغول رہنے پر دوسروں کو مرکز سے چلے جانے کی ہدایت فرمائی۔ حالانکہ "آپ بیان فرماتے ہیں" ایک دعوت کے موقع پر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا انتظام کیا تھا۔ چنانچہ ترکوں کا سفیر حسین کامی جب قادیان میں آیا اور اس کے لئے دعوت کا انتظام کیا گیا۔" حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ "... میں اس وقت چھوٹا تھا مگر مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مجلس میں مولوی عبد الکریم صاحبؓ مرحوم نے ذکر کیا کہ یہ لوگ سگریٹ کے عادی ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے کوئی انتظام نہ کیا تو اسے تکلیف ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کوئی حرج نہیں... کیونکہ یہ ایسی حرام چیزوں میں سے نہیں جیسے شراب وغیرہ ہوتی ہے۔ پس آپ نے وہ چیز جو اس قسم کی حرمت نہیں رکھتی جیسی شراب اپنے اندر حرمت رکھتی ہے استعمال کرنے پر تو ایک شخص کو جماعت سے خارج کر دیا اور وہ جس نے یہ کہا تھا کہ میں حضرت ابو بکرؓ سے حضرت علیؓ کو افضل سمجھتا ہوں باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ سے

افضل ہیں اسے بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔ "آپؓ فرماتے ہیں کہ "در حقیقت بعض باتیں وقتی فتنے کے لحاظ سے بڑی ہوتی ہیں حالانکہ وہ اصل میں چھوٹی ہوتی ہیں اور بعض باتیں وقتی فتنے کے لحاظ سے چھوٹی ہوتی ہیں حالانکہ اصل میں وہ بڑی ہوتی ہیں۔

پس وقتی فتنے کے لحاظ سے کبھی بڑی بات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی بات پر ایکشن لے لیا جاتا ہے مگر ان لوگوں نے "جو اعتراض کرنے والے ہیں" کبھی عقل سے کام نہیں لیا۔ ان کا مقصد صرف اعتراض کرنا ہوتا ہے۔"
(الفضل 13 ستمبر 1961ء جلد 15/50 نمبر 211 صفحہ 4)

اور بہت سارے لوگ دوسرے کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ ان کے کچھ حمایتی پیدا ہو جاتے ہیں جن کو سزا ملتی ہے۔ ان کو پتا نہیں ہوتا کہ اصل بات کیا ہے کس وجہ سے سزا مل رہی ہے؟ تو اس لحاظ سے بلاوجہ دخل اندازیاں نہیں کرنی چاہئیں یا کسی کی سفارشیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ہاں جب نظام سمجھتا ہے جائزہ لیا جاتا ہے تو پھر ان کی معافی بھی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے معترضین جیسا کہ میں نے کہا آجکل بھی ہیں۔ غلط کام کرتے ہیں اور سزا ملے تو بجائے اصلاح کے مزید نظام کے خلاف بھی بولتے ہیں اور پھر یہ بھی مطالبہ ہوتا ہے کہ ہم جیسے بھی ہیں ویسے ہی رہیں گے اس کے باوجود نظام جماعت ہمیں اپنا حصہ بنائے، ہم نے اصلاح نہیں کرنی۔

یہاں دوبارہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیشک ترک سفیر کے لئے تو اس کی ضرورت کی چیز منگوا دی جو حرام تو نہیں جیسا کہ واقعہ میں بھی لکھا ہوا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقہ نوشی وغیرہ بڑی ناپسند تھی اور بعض دفعہ آپ نے اس سے بڑی نفرت کا اظہار کیا ہے۔

تبلیغ کے لئے کیا ذرائع استعمال کرنے چاہئیں اور کس طرح کرنی چاہئے اس بارے میں ایک موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "اس وقت نظارت دعوت و تبلیغ پمفلٹ کے ذریعہ تبلیغ کرتی ہے۔ "پمفلٹ تقسیم کئے جاتے ہیں، بروشر تقسیم کئے جاتے ہیں" لیکن پمفلٹ ایسی چیز ہے جس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہیں اٹھایا جا سکتا۔" آپؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تبلیغ اشتہارات کے ذریعہ ہوتی تھی۔ وہ اشتہارات دو چار صفحات پر مشتمل ہوتے تھے اور ان سے ملک میں تہلکہ مچا دیا جاتا تھا۔ ان کی کثرت سے اشاعت کی جاتی تھی۔ اس زمانہ کے لحاظ سے کثرت کے معنی ایک دو ہزار کی تعداد کے ہوتے تھے۔ بعض اوقات دس دس ہزار کی تعداد میں بھی اشتہارات شائع کئے جاتے تھے لیکن" فرماتے ہیں کہ "اب ہماری جماعت بیسیوں گنا زیادہ ہے۔ اب اشتہاری پروپیگنڈہ یہ ہو گا کہ اشتہارات پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں پھر دیکھو کہ یہ اشتہارات کس طرح لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اب تو بعض جگہ بعض خبریں کئی کئی لاکھ تک پہنچ جاتی ہیں، ملینئرز تک پہنچ جاتی ہیں اور

اس کا اثر دوسرے ملکوں پر بھی ہوتا ہے۔ اب امریکہ سے ہی ایک اطلاع تھی کہ سویڈن کی نیوز ایجنسی ہے یا ٹیلیویژن ہے انہوں نے وہاں ہمارے نمائندے سے رابطہ کیا کہ سویڈن میں اسلام کے بارے میں اب کافی توجہ پیدا ہو رہی ہے تو ہم نے بھی اس لحاظ سے آپ کا انٹرویو لینا ہے کہ سنیں یہ کیا چیز ہے۔ یہ کس وجہ سے ہے؟ یہ بھی اللہ جانتا ہے۔ تو اس طرح بھی توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ میرے دورے کے دوران بھی وہاں لاکھوں لوگوں تک پیغام پہنچا۔ تو بہر حال اشتہارات کے ذریعہ سے یا خبروں کے ذریعہ سے یا پریس کے ذریعہ سے بہت وسیع پیمانے پر پیغام پہنچتا ہے جو عام لٹریچر کے ذریعہ سے (انسان) نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "اگر اشتہارات پہلے سال میں بارہ دفعہ شائع ہوتے تھے تو اب خواہ انہیں سال میں تین دفعہ کر دیا جائے اور صفحات دو چار پر لے آئیں لیکن وہ لاکھ لاکھ دو دو لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں تو پتا لگ جائے گا کہ انہوں نے کس طرح حرکت پیدا کی ہے۔"

(الفضل 11 جنوری 1952 جلد 6/40 نمبر 10 صفحہ 4)

اور اب ہم دیکھتے بھی ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں تو حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے بعض لوگ جو بعض دفعہ کہہ دیتے ہیں کہ اخباروں میں اشتہار دینے کا کیا فائدہ؟۔ (انہیں بتا رہا ہوں کہ) اشتہار دینے کا فائدہ ہوتا ہے کیونکہ ان اخباروں کی سرکولیشن سے جماعت کا تعارف لوگوں میں پہنچتا ہے جبکہ لٹریچر آپ بڑی مشکل سے دو مہینے میں جتنا تقسیم کرتے ہیں ایک اخبار سے ایک دن میں وہ خبر بعض دفعہ اس سے زیادہ لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے **اخباروں کے ذریعہ جماعت کا تعارف ہوتا ہے** اور جیسا کہ میں نے کہا بہت جگہ یہ ہو رہا ہے۔

جماعت کا پریس اور میڈیا کا جو شعبہ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں بڑا کردار ادا کر رہا ہے اور یہ وسیع پیمانے پر دنیا میں ہر جگہ ہو رہا ہے۔ پس شعبہ تبلیغ کا بھی کام ہے کہ اس تعارف سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اسلام کے حقیقی پیغام کو اس ذریعہ سے پھر آگے پہنچاتے رہیں۔ یہ نہ ہو کہ ایک دفعہ اخبار میں آ گیا اور ختم ہو جائے بلکہ آگے پھر شعبہ تبلیغ کا بھی کام ہے کہ اس ذریعہ کو تبلیغ کے لئے بھی استعمال کریں۔ اس تعارف کو تبلیغ کے لئے بھی استعمال کریں اور اس کے لئے نئے نئے راستے ڈھونڈیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ بچوں کی تربیت کے لئے ایک مضمون لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک کہانی کا ذکر کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ "جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 5/ ستمبر 1898ء کو بعد نماز عصر میری درخواست پر مجھے مندرجہ ذیل کہانی سنائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا اور سچا تقویٰ انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود اس کا

کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طور اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت "یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" نے فرمایا کہ ایک بزرگ کہیں سفر پر جا رہے تھے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لُوٹ لیا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لُوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے اسے فرمایا کہ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات:23)" یعنی آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو بشرطیکہ نیکیوں پہ قائم رہو۔ فرمایا کہ "تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے۔ تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔ چور کے دل پر اثر ہوا۔ اس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور ان کی بات پر عمل کیا۔" آگے کہانی کا قصہ یہ ہے کہ "یہاں تک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں اسے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے ملنے لگے۔" کہاں تو وہ چوریاں کیا کرتا تھا اور کہاں چوری چھوڑ کے جب اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا تو کہانی یہ ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں میں اسے کھانا ملنے لگا۔ "وہ کھانے کھا کر برتنوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا تھا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اس چور نے جو اَب بڑا نیک بخت اور متقی ہو گیا تھا اس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے کوئی اور آیت بتلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ (الذاریات:24)" کہ یعنی آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم یقیناً یہ حق ہے۔ "یہ پاک الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا خیال کر کے تڑپ اٹھا اور اسی میں جان دے دی۔"

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھ دس سال کے ایک بچے کو یہ کہانی سنائی اور پھر وہ آگے مضمون میں بچوں کو ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ "... تقویٰ اختیار کرنے سے کیسی دولت نصیب ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ جو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے کیا اس کے ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ وہ پاک اور سچا خدا ہے جو ہم سب کو پالتا ہے پوستا ہے۔ پس اسی خدا سے ڈرو۔ اس پر بھروسہ کرو اور نیک بختی اختیار کرو۔"
(الحکم 13 ستمبر 1898ء جلد 2 نمبر 26-27 صفحہ 11)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بچوں کی یہ حالت تھی کہ ان کو یہ سبق دیئے جاتے تھے جو آجکل کے بڑوں کے لئے سمجھنے میں مشکل ہیں۔ پس ہمیشہ ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ پر چلنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اتنا یقین ہو اور اس پر قائم ہوں کہ وہی ہے جو ہماری پرورش کرنے والا ہے۔ وہی ہے جو ہمیں پالتا پوستا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہی پاک اور سچا خدا ہے اور اسی سے ہمیں ڈرنا چاہئے اور اسی سے ہر وقت ہمیں مانگنا چاہئے اور اسی کے آگے ہمیں جھکنا چاہئے اور اسی پر ہمیں ہمیشہ بھروسہ کرنا چاہئے اور یہی نیکی ہے جو ایک مسلمان کے لئے اختیار کرنا ضروری ہے اور جس پر ایمان لانا ضروری ہے اور جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پس بڑوں کے لئے بھی اس سبق کی بچوں سے زیادہ اہمیت ہے۔ آجکل کے دور میں جب ہم ان باتوں کو بھولتے جا رہے ہیں اور تقویٰ سے بعض دفعہ بعض لوگ جو دُور ہٹ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ کے بجائے لوگوں پہ بھروسہ زیادہ ہو جاتا ہے ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اصل بھروسہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سب میں یہ تقویٰ پیدا ہو۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ مکرم الحاج ڈاکٹر ادریس بنگورا صاحب نائب امیر اول سیرالیون کا ہے جو 3/ مئی 2016ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے بو(Bo) شہر کے سکول میں دوران تعلیم احمدیت قبول کی۔ 1966ء میں مجلس عاملہ کے ممبر بنے اور تاوفات کسی نہ کسی عہدے پر جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ بطور ڈپٹی امیر اول خدمات بجالا رہے تھے۔ کامیاب مبلغ تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ مسجد سے گھر دور ہونے کے باوجود فجر اور مغرب وعشاء کی نمازیں مسجد میں آکر ادا کیا کرتے تھے۔ چھٹی والے دن صبح سے عصر تک کا وقت مسجد میں گزارتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور نوافل میں وقت صرف کرتے۔ نماز جمعہ کے پابند اور ایم ٹی اے اور خلیفۂ وقت کا خطبہ بڑی باقاعدگی سے سنتے۔ ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نہ کوئی کتاب زیر مطالعہ رکھتے۔ مدد کے طالب ہر شخص کی مدد کرتے۔ پیشہ کے لحاظ سے میڈیکل ڈاکٹر تھے لیکن اس کے باوجود جماعت کے لئے انہوں نے ہمہ وقت زندگی ایک لحاظ سے وقف ہی کی ہوئی تھی۔ عقیل احمد صاحب ریجنل مشنری بو نے لکھا ہے کہ کسی بھی وقت احباب جماعت مدد کی درخواست لے کر آتے اور بجٹ میں گنجائش نظر نہ آتی تو آپ یعنی مشنری ایسے لوگوں کو ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جاتے اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی آپ کے پاس مدد کے لئے آیا ہو اور اس کی مدد نہ کی ہو۔ مرحوم نہایت شفیق و مہربان انسان تھے۔ واقفین زندگی کا بڑی توجہ سے علاج کرتے۔ جو دوائیں میسر ہوتیں اپنے پاس سے دے دیتے اور انہیں دعا کے لئے کہتے۔ غرباء کا مفت علاج کرتے بلکہ آنے جانے کا خرچ بھی خود ادا کیا کرتے تھے۔ بہت سے مریضوں کے ہرنیا کے آپریشن مفت کئے۔ جب صحت ٹھیک نہ رہی اور کوئی مریض آجاتا تو اسے ہسپتال بھیجتے اور فیس خود ادا کرتے تھے۔ آپ کے ذریعہ ایک مخلص احمدی ڈاکٹر الحاج شیخو تاموصاحب نے بیعت کی اور جماعت کو زمین کا ٹکڑا بطور تحفہ پیش کیا۔ جب ڈاکٹر بنگورا صاحب کو پتا چلا کہ یہ بعد میں آکر قربانی میں آگے بڑھ گئے ہیں تو شہر کے درمیان میں مسجد کے لئے ایک جگہ جماعت کو دی۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر کے لئے پینتیس ملین لیون کی خطیر رقم بھی دی۔ مرحوم احمدیت کے عاشق اور خلفاء احمدیت کے لئے نہایت اخلاص سے دعائیں کرنے والے بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور دیگر تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دور دراز ملکوں میں رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب ایمان لائے تو اس میں ترقی کرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ

مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی احمدیت کو قائم رکھے اور ہمیشہ وفا کا تعلق رکھے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ اہلیہ خالد سیف اللہ خان صاحب نائب امیر آسٹریلیا کا ہے جو 21/ جولائی 2016ء کو آسٹریلیا میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، دعا گو، تہجد گزار، احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والی، خلافت سے انتہائی پیار کا تعلق رکھنے والی، نیک بزرگ خاتون تھیں۔ ہسپتال میں بھی نماز کی فکر رہتی تھی۔ آخری بیماری کی وجہ سے نماز بھول جاتی تھیں تو اپنے خاوند کو کہا کہ میرے ساتھ دہرا دیا کریں (اور اس طرح نماز) پڑھ لیا کرتی تھیں۔ آپ کو بطور صدر لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا، صدر لجنہ اماء اللہ لیبیا، اسی طرح پاکستان میں تربیلا اور حلقہ سول لائن لاہور میں خدمت کی توفیق ملی۔ اپنی ٹیم بنا کے کام کیا کرتی تھیں۔ قرآن کریم سے پیار تھا۔ باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتی تھیں۔ اپنے بچوں کے علاوہ غیر احمدی بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بڑی فکر سے اپنا چندہ ادا کیا کرتی تھیں۔ حصہ جائیداد اور حصہ آمد جولائی 2016ء تک ادا شدہ تھا۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ سبھی مختلف رنگ میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ ان کے ایک بیٹے عمر خالد صاحب یہاں رہتے ہیں اور لندن کے ایک حلقے کے صدر جماعت بھی ہیں۔ ان کے ایک بیٹے آسٹریلیا میں نیشنل سیکرٹری وقف جدید ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی نسلوں میں بھی ہمیشہ اخلاص و وفا قائم رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 12/ اگست 2016ء تا 25/ اگست 2016ء جلد 23 شمارہ 33-34 صفحہ 05 تا 08)

31

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 29/ جولائی 2016ء بمطابق 29 وفا 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آجکل دنیا کے حالات بڑی تیزی سے خراب ہو رہے ہیں اور بدقسمتی سے اس کی وجہ مسلمانوں کے بعض گروہ بن رہے ہیں۔ مسلمان ممالک کے سربراہ، ان کے کرتے دھرتے بھی نہیں سمجھتے کہ ان کو اسلام مخالف طاقتیں گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ **اسلام کے نام پر اور جہاد کے نام پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کا اسلام کی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں** ہے۔ اسی طرح جو حکومتیں اپنے لوگوں پر ظلم ڈھا رہی ہیں ان کا بھی اسلامی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ اسلامی تعلیم کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ اسلام میں یہ کہاں لکھا ہے کہ معصوموں کو قتل کرو۔ اور پھر یہ نہ صرف اسلام کے نام پر غیر مسلموں کو قتل کر رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اس میں معصوم بھی شامل ہیں۔ بچے، بوڑھے، عورتیں سب شامل ہیں۔ مسلمان ممالک کی طاقت کمزور سے کمزور تر ہو رہی ہے اور یہی بات اسلام مخالف جو طاقتیں ہیں وہ چاہتی ہیں کہ اسلامی حکومتیں کبھی مضبوط نہ ہوں۔ اسلامی ممالک کبھی معاشی لحاظ سے یا امن اور سلامتی کے لحاظ سے مضبوط نہ ہوں۔

مسلمان ممالک کے سربراہ اور ان کے پروردہ علماء نہ ہی اسلامی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی سمجھنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس زمانے کے امام اور ہادی کی بات سننے سے انکاری ہیں جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں جاری کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ نتیجۃً ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کر دیا ہے کہ اسلام جو امن اور انصاف قائم کرنے کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ جو اسلامی حکومتوں کو کہتا ہے کہ امن اور انصاف قائم کرنا اسلامی حکومتوں کا سب سے بڑھ کر فرض ہے، وہی امن اور انصاف کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔

ہر مسلمان ملک میں جو فتنہ و فساد برپا ہے اور مفاد پرست جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ اس لئے ہے کہ

حکومتیں بجائے اس کے کہ عوام کی بھلائی اور بہتری کے لئے کام کریں اپنے مفادات کو مقدم رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ برداشت کا مادہ سربراہوں میں نہیں رہا۔

اب ترکی میں گزشتہ دنوں جو بغاوت ہوئی بیشک یہ بغاوت کسی طرح بھی اسلامی تعلیم کے مطابق justified نہیں ہے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں یا کر رہی ہے وہ بھی ظالمانہ ہیں کہ جتنے بھی حکومت کے سیاسی لحاظ سے مخالف ہیں چاہے وہ فساد میں شامل بھی نہیں ہیں ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ بھی چکے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں جلد یا کچھ عرصہ بعد ردّ عمل ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن بہرحال اگر ظلم جاری رہے تو ردّ عمل ضرور ہوتا ہے اور پھر اس ردّ عمل کو اسلام مخالف طاقتیں ہوا دیتی ہیں، اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ بڑی طاقتیں اپنا اسلحہ بیچتی ہیں اور دونوں طرف کی ہمدرد بن جاتی ہیں۔ عراق، لیبیا، شام وغیرہ میں یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود مسلمان حکمرانوں کو سمجھ نہیں آتی۔ اگر قرآن کریم کی تعلیم پر ہی غور نہیں کرنا، اگر مسلمان بن کر نہیں رہنا تو عقل کا تو تقاضا یہ ہے کہ سوچ سمجھ کے اپنے قدم اٹھائیں۔ یہ دیکھیں کہ مسلمانوں کے اختلاف کا یا ان کے ملکوں میں بے چینی اور بدامنی کا فائدہ کس کو پہنچ رہا ہے۔ لیکن انہیں سمجھ نہیں آتی۔ پس ان مسلمان ممالک کے لئے ان دنوں میں بہت دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔

پھر دہشت گرد تنظیموں نے ان مغربی ممالک میں معصوم جانوں کو قتل کرنے کے انتہائی بہیمانہ اور ظالمانہ عمل کر کے **اسلام کو بدنام کرنا شروع کیا ہوا ہے۔** یہ بھی بعید نہیں کہ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اسلام مخالف طاقتیں ہی غیر مسلم ممالک میں ایسی حرکتیں ان لوگوں سے کروا رہی ہوں جس سے اسلام بھی بدنام ہو اور ان کو مدد کے نام پر، دنیا کو دہشت گردی سے بچانے کے نام پر ان ممالک میں اپنے اڈّے قائم کرنے کے لئے ایک وجہ ہاتھ آ جائے۔

اگر صحیح اسلامی تعلیم سے یہ لوگ آگاہ ہوں علم ہو تو ان کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ کوئی اسلامی تعلیم نہیں ہے کہ معصوموں کی قتل و غارت کی جائے۔ ایئرپورٹوں پر، سٹیشنوں پر مسافروں کو اور بچوں کو، عورتوں کو، بوڑھوں کو، بیماروں کو قتل کر دیا جائے۔ چرچوں میں جا کر لوگوں اور پادریوں کو قتل کر دیا جائے۔ قتل تو دُور کی بات رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ میں جو فوج بھجواتے تھے اسے بھی ہدایت ہوتی تھی کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، راہبوں، پادریوں کو قتل نہیں کرنا۔ ہر شخص جو ہتھیار نہیں اٹھاتا یا کسی بھی شکل میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کا حصہ نہیں بنتا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔

(ماخوذ از المعجم الاوسط للطبرانی جزء3 صفحہ154، من اسمہ علیّ حدیث 4162، دار الفکر عمّان، اردن1999ء)

(ماخوذ از شرح معانی الآثار جزء2 صفحہ126 کتاب السیر باب الشیخ الکبیر ھل یقتل فی دار الحرب ام لا حدیث5067 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

پس یہ نہ ہی قرآن کریم کی تعلیم ہے، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم۔ اور نہ ہی آپؐ کے اور آپؐ

کے خلفاء راشدین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کسی عمل سے یہ ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کا نام اسلام رکھا ہے اور یہ نام ہی دہشتگردی اور جبر و تشدد کو رڈ کرتا ہے اور امن و صلح اور آشتی کا پیغام دیتا ہے۔ اسلام کے معنی ہی امن میں رہنا اور امن دینا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ (یونس:26) اور اللہ تعالیٰ سلامتی اور امن کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ پھر ایک حقیقی مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا رحم اور اس کا فضل مانگتا ہے لیکن یہ لوگ جو ظالم لوگ ہیں یہ نہ تو قرآن کریم کو مانتے ہیں، نہ اس پر عمل کرتے ہیں، نہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے تو اپنا ایک نیا دین اور نئی شریعت بنائی ہوئی ہے۔ بہر حال جب ایک حقیقی مسلمان سلامتی مانگتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو پھر شرارت شوخی اور فسق و فجور سے بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ پھر اسلام کہتا ہے سلام کو رواج دو اور سلامتی پھیلاؤ۔ سلام کہنا صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے۔ گو کہ آجکل پاکستان میں وہاں کے ملکی قانون نے علماء کے زیر اثر اس پر بھی اپنا قبضہ جمایا ہوا ہے یا monopolize کیا ہے کہ سوائے مسلمانوں کے کوئی سلام نہیں کہہ سکتا اور احمدی تو بالکل سلام نہیں کہہ سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو بلا تخصیص سب کو سلام کہا جاتا تھا۔

(ماخوذ از الصحیح البخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام حدیث12)

اسلام کی امن قائم کرنے کے لئے یہ چند خوبیاں جو میں نے بیان کی ہیں یہ مختصراً میں نے بعض باتیں بتائی ہیں۔ تفصیل میں جائیں اور کسی بھی رنگ میں دیکھ لیں، کسی بھی حکم کو لے لیں **تو اسلام امن صلح اور آشتی کا مذہب ہے نہ کہ دہشت گردی کا۔**

اگر دنیا کے دل جیتے جاسکتے ہیں، اگر اسلام کو دنیا میں پھیلایا جاسکتا ہے تو اس کی خوبصورت تعلیم سے، نہ کہ شدت پسند لوگوں اور علماء کی خود ساختہ تعلیم سے۔ لیکن یہ راستہ تو وہی دکھا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کا امام بنا کر بھیجا ہے۔ انصاف تو وہی قائم کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انصاف قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ حَکَم اور عدل بنا کر بھیجا ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو وہی لاگو کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر فائز کیا ہے۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مانا اور دنیا کے ان ظلموں میں شامل ہونے سے بچے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اسلام نے اپنی تعلیم کے دو حصہ کئے ہیں۔ اول حقوق اللہ اور دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے اور حق العباد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شئے۔

مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں انہوں نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر لینا بھی درست ہے۔"

فرماتے ہیں کہ بلکہ "خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ ان کا مال لُوٹ لو"۔ یہ فتویٰ غیر احمدی علماء کا جماعت احمدیہ کے لوگوں کے لئے آج بھی جاری ہے۔ آپ فرماتے ہیں لوگوں نے فتویٰ دیا ہے کہ ان کا مال لوٹ لو یعنی احمدیوں کا یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ فرماتے ہیں "بلکہ یہاں تک بھی کہ ان کی بیویاں نکال لو۔ حالانکہ اسلام میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ تھیں۔ وہ تو ایک صاف اور مصفّٰی مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دے سکتے ہیں کہ جیسے باپ اپنے حقوق ابوّت کو چاہتا ہے اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایک دوسرے کو مارے۔ اسلام بھی جہاں یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی شریک نہ ہو وہاں اس کا یہ بھی منشاء ہے کہ نوع انسان میں مودّت اور وحدت ہو۔"

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

پس یہ تعلیم ہے جس کو اپنا کر مسلمان دنیا میں دوبارہ اسلام کی شان و شوکت قائم کر سکتے ہیں کہ خدا کے حق کو بھی پہچانیں اور ایک دوسرے کے حق کو بھی پہچانیں۔ نوع انسان میں محبت اور پیار پیدا کرنے کی کوشش کریں قطع نظر اس کے کہ کون کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ ظلم سے کام لے کر معصوموں کو قتل کرنے کی بجائے اسلام کی امن صلح اور آشتی کی تلوار سے دلوں کو گھائل کر کے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے قدموں میں لا کر ڈالیں۔ خود کش حملے کر کے یا ظلم کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کی بجائے اس کا پیار اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اسلام کی آغوش کو باپ کی محبت اور رحمت کا سایہ بنائیں نہ کہ اپنی ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے اسلام پر اعتراض کرنے والوں اور حملہ کرنے والوں کو مزید مواقع فراہم کریں۔ اگر یہ باز نہیں آئیں گے تو یاد رکھیں کہ دنیاوی حیلوں اور حملوں سے کبھی بھی اسلام کو دنیا میں پھیلا نہیں سکتے۔

ہم احمدیوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر حملہ جو اسلام کے نام پر یہ بھٹکے ہوئے لوگ کرتے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر ہماری ذمہ داریاں پوری کرنے کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔ ہر ایسی حرکت جس سے اسلام کا نام بدنام ہوتا ہے اس کے بعد ہم نے دنیا کو بتانا ہے کہ میرے مذہب کی بنیاد امن اور سلامتی پر ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے یہ بتانا ہے۔ اگر اسلام کے پیروؤں میں سے کوئی ایسی حرکت کرتا ہے جو امن اور سلامتی کو برباد کرنے والی ہے تو یہ اس شخص یا گروہ کا ذاتی اور اپنے مفاد حاصل کرنے والا عمل ہے۔ اسلام کی تعلیم سے اس کا کوئی بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ یہ سراسر ناجائز چیزیں ہیں۔ اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو یہ عمل کرتے ہیں نہ کہ اسلامی تعلیم پر۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ اس بات کے لئے ہر ملک میں کوشش کرتی ہے اور اب اللہ تعالیٰ

کے فضل سے میڈیا کے ذریعہ سے اس کا اچھا اثر بھی ہو رہا ہے۔ ان کے کالم لکھنے والے خود لکھتے ہیں۔ اب فرانس میں جو پادری کا ظالمانہ قتل ہوا اس پر ہی یہاں ایک لکھنے والے نے یہ لکھا کہ یہ عمل اس بات کی طرف توجہ پھیرتا ہے کہ دنیا میں مذہبی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن وہ خود ہی لکھتا ہے۔ حقیقت یہ نہیں ہے۔ یہ مذہب کی آڑ میں مفاد پرستوں اور نفسیاتی مریضوں کی جنگ ہے۔

پوپ صاحب نے بھی بڑا اچھا بیان دیا کہ یہ بیشک بین الاقوامی جنگ بن گئی ہے لیکن یہ مذہبی جنگ نہیں ہے بلکہ مفادات کی جنگ ہے۔ ان لوگوں کی جنگ ہے جن کے اپنے مفادات ہیں کیونکہ کوئی مذہب بھی ظلم کی تعلیم نہیں دیتا۔ ابھی تک تو یہ غیر خود ہی اپنے لوگوں کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ ظلم جب بڑھتے جائیں گے تو پھر ردّ عمل بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں کہ ہم اپنا اسلام کا، امن کا پیغام دنیا میں ہر جگہ پہنچائیں۔

بہر حال ایک طرف تو یہ ہے لیکن ایسے بھی ہیں جن تک ہمارا پیغام پہنچا ہوا ہے لیکن وہ منفی معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی نے مجھے لکھا کہ ایک شخص نے جو غالباً اسلام سے مرتد ہوا ہوا ہے میرے حوالے سے ایک ٹویٹ (Tweet) کیا اور شاید اس میں اس نے میری تصویر بھی دی ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم و بربریت کی مناہی کی ہے۔ لیکن اس بیان کے بعد پھر آگے اپنی طرف سے اس نے استہزائیہ انداز میں یہ لکھ دیا کہ یہ حکم عورتوں کے لئے نہیں ہے، اسلام کو چھوڑنے والوں کے لئے نہیں ہے، جو ارتداد اختیار کرتے ہیں ان کے لئے نہیں ہے۔ فلاں چیز کے لئے نہیں ہے، فلاں چیز کے لئے نہیں ہے۔ تو ایسے بھی ہیں جب دیکھتے ہیں کہ اسلام کی امن پسندی کی جو تصویر جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے اس سے لوگ متاثر ہو رہے ہیں تو اس اثر کو زائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ ذریعہ جو آجکل ٹویٹ (Tweet) اور فیس بک (Facebook) اور دوسرے مختلف ذرائع سے اپنایا جاتا ہے اس میں کئی ہزار لوگوں تک بلکہ لاکھوں تک یہ پیغام پہنچ جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھنا ہمارا کام ہے اور ان کا جواب دینا ہمارا کام ہے۔

دنیا تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کا ابھی بہت کام ہے جو ہم نے کرنا ہے۔ گو کہ دنیا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام کا پہلے سے بہت زیادہ تعارف ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تسلی بخش کام ہو گیا۔ مخالفت کے اس دور میں جو غیر مسلموں کی طرف سے اسلام کی بھی مخالفت ہے اور مسلمانوں کی طرف سے جماعت کی بھی مخالفت ہے اس میں ہمیں بڑی حکمت اور محنت سے کام کرنا ہو گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے انشاء اللہ دنیا میں پھیلنا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اب احمدیت کے ذریعہ سے ہونی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا ہے لیکن ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ یہ ترقی کے نظارے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں اور ہماری کمزوریاں اور کوتاہیاں اس ترقی کو ہم سے دور کرنے

والی نہ ہوں۔ پس اپنی پردہ پوشی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ہمیں محنت اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہمارے تو اسلام مخالف طاقتیں بھی خلاف ہیں اور نام نہاد علماء کے پیچھے چلنے والے مسلمان بھی خلاف ہیں۔ لیکن ہم نے ہر خوف کو دُور کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے کوشش کرنی ہے۔

اب جو بعض جرنلسٹ ہیں، اخباری نمائندے ہیں وہ سوال بھی کرتے ہیں۔ یورپ میں بھی مجھ سے سوال کیا۔ اس دفعہ دورے پر سویڈن میں بھی ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ تمہاری تو شدت پسند گروہوں کی طرف سے مخالفت ہے اور تمہاری جانوں کو خطرہ ہے تو کس طرح تم اپنے کام کرو گے؟ میں نے کہا ہاں بیشک ٹھیک ہے کہ مجھے خطرہ ہے۔ جماعت کے افراد کو خطرہ ہے۔ لیکن یہ خطرے ہمیں اپنے کام سے نہیں روک سکتے۔ خطرہ تو اب ہر ایک کو ہر جگہ ہے۔ اسے میں نے کہا تمہیں بھی خطرہ ہے۔ اس میں احمدی یا غیر مسلم کا سوال نہیں ہے۔ جو بھی ان مفاد پرست لوگوں کے ایجنڈے پر عمل نہیں کرتا یا ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اس کی جان خطرے میں ہے۔ لیکن احمدیوں کے تو وہ لوگ بھی مخالف ہیں جو قومیت پرست ہیں یا اسلام مخالف ہیں تو ہمیں تو دونوں طرف سے خطرہ ہے۔ لیکن بہرحال ایک مومن ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا اور **ایمان پر قائم رہتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر احمدی رہے گا۔**

دنیا کے جو حالات ہیں اس کے لئے اور ہر احمدی کو ہر شر سے بچنے کے لئے اور جماعت کے من حیث الجماعت دنیا میں ہر جگہ شریروں کے شر سے بچنے کے لئے ہمیں دعاؤں اور صدقات پر توجہ دینی چاہئے۔ ان دنوں میں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا آجکل حالات خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شریروں کے شر ان پر الٹائے جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر ظلم و تعدی کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کو بدنام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے جلد سامان کرے اور تمام بلاؤں اور مشکلات کو دور فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ جس کے لئے باب دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے ان میں سے سب سے زیادہ اسے یعنی اللہ تعالیٰ کو عافیت طلب کرنا محبوب ہے۔ اس کی عافیت میں آنا اس کو محبوب ہے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا اس ابتلا کے موقع پر جو آچکا ہو اور اس ابتلا کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندو تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات حدیث 3548)

پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات ، باب ما جاء فی فضل الدعا حدیث 3370)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کے بارے میں فرمایا کہ ابتلاؤں اور آگ سے بچنے کے لئے صدقات دو۔

(ماخوذ از کنز العمّال جلد5 صفحہ148 کتاب الزکوۃ باب فی السخاء و الصدقۃ حدیث15975، 15978 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2004ء)

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ کرنا فرض ہے۔ صحابہ کے پوچھنے پر کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ کیا کرے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ معروف باتوں پر عمل کرے۔ اسلامی احکامات جو ہیں ان پر عمل کرے۔ نیکیوں پر عمل کرے اور بری باتوں سے روکے۔ یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(الصحیح البخاری کتاب الادب باب کل معروف صدقۃ حدیث 6022)

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی سمجھے کہ جس نے مال کا صدقہ دے دیا وہ بیشک معروف باتوں پر عمل نہ کرے اور بری باتوں سے نہ بھی رکے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس کے بدلے میں صدقہ دے دیا۔ نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت کی نظر ہے کہ اگر کوئی مجبور ہے، مال نہیں رکھتا تو نیکیاں کرنا اور برائیوں سے رکنا ہی اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے ورنہ اگر کوئی اس پر عمل نہیں کرتا یعنی نیکیوں پر عمل نہیں کرتا اور برائیوں سے رکتا نہیں ہے تو اس کے مال کا صدقہ بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جس طرح دکھاوے کی نمازیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اور نمازیوں کے منہ پر ماری جاتی ہیں اسی طرح صدقہ کی بھی کوئی اہمیت نہیں۔ ایک مومن سے تو یہی توقع کی جاتی ہے کہ جب وہ صدقہ کرتا ہے، دعائیں کرتا ہے تو پھر اپنے ہر عمل کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے اور جب ایسی حالت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اور مشکلات اور بلاؤں سے انسان کو بچاتی ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ

"صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 82-81)

پھر دعاؤں کے مقبول ہونے کے لئے کیا حالت ہونی چاہئے۔ اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ "دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے۔ اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 27)

پس اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی بہت زیادہ ہمیں کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنتے چلے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر دعاؤں کی طرف ہمیں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"مَیں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہئے کہ ہمیشہ دعا میں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہو گی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا..." فرمایا "جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی

طرف رجوع کرتا ہے اور آپ ان کی حفاظت فرماتا ہے...۔"

پھر آپؑ نے فرمایا کہ "خدا تعالیٰ کبھی کسی صادق سے بے وفائی نہیں کرتا۔ ساری دنیا بھی اگر اُس کی دشمن ہو اور اس سے عداوت کرے تو اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ خدا بڑی طاقت اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کے ساتھ اس کی حفاظت کے نیچے آتا ہے اور اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے۔ پھر اس پر کوئی ذلّت نہ آوے گی۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ زبردست پر بھی زبردست ہے۔" یعنی کوئی بہت زیادہ طاقتور ہے تو اس سے بھی طاقتور ہے فرمایا" بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے۔ سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتے داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو۔ پورے طور پر خدا کی طرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ نقصان کی اصل جڑ گناہ ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 67 تا 70)

پس ہمیں خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے اور اس سے مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ وہ تمام بلاؤں کو اور مشکلات کو دور فرمائے اور دشمن کو خائب و خاسر فرمائے۔ مخالفین کے جماعت کے خلاف ہر حربے اور ہر حملے کو ناکام و نامراد کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بھی بعض دعائیں سکھائی ہیں ان کو بھی پڑھنا چاہئے اور سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنی دعاؤں کے بارے میں ہماری یہ بھی رہنمائی فرمائی اور یہ نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو دعائیں سکھائی ہیں وہ بتائی ہی اس لئے گئی ہیں کہ ایک مومن خالص ہو کر جب یہ دعائیں مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ پس بلاؤں کے دُور ہونے اور شرور سے محفوظ رہنے کے لئے ہمیں ان قرآنی دعاؤں پر بھی زور دینا چاہئے۔ قرآن کریم نے ایک دعا ہمیں سکھائی جو ہم عموماً نماز میں بھی پڑھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس کو بہت زیادہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ دعا یہ ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) کہ اے اللہ ہمیں اس دنیا کی حسنات سے بھی نواز اور آخرت کی حسنات سے بھی نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: "انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب، شدائد، ابتلا وغیرہ اسے پیش آتے ہیں اُن سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اُسے خدا سے دُور کرتی ہیں ان سے نجات پاوے۔" فرمایا کہ "دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی دونو طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلّت سے محفوظ رہے۔" فرمایا"...اور فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً میں جو آخرت کا پہلو ہے وہ بھی دنیا کے حسنہ کا ثمرہ ہے" اس کا

پھل ہے۔ اس کے نتیجہ میں ملتا ہے "اگر دنیا کا حسنہ انسان کو مل جاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے۔"
(ملفوظات جلد 4 صفحہ 303-302)

پھر آگ کے عذاب سے بچانے کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہو گی... دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہے۔ اور اس کے بارے میں پھر آپ نے فرمایا کہ اس میں طرح طرح کی پریشانیاں ہیں۔ خوف ہیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ معاملات ہیں۔ امراض وغیرہ ہیں۔ سب یہ چیزیں شامل ہیں۔ فرمایا کہ مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 190)

پھر حالات خراب ہوں، ابتلا ہوں بعض دفعہ انسان ثابت قدم نہیں رہتا تو دشمن کے خلاف ثباتِ قدم کی یہ دعا ہمیں سکھائی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کی دعا سکھائی۔

ایک دعا یہ ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:148) کہ اے ہمارے رب! ہمارے قصور اور کوتاہیاں اور ہمارے اعمال میں ہماری زیادتیاں معاف فرما دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر اور کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: "پس ظاہر ہے کہ اگر خدا گناہ بخشنے والا نہ ہوتا تو ایسی دعا ہرگز نہ سکھاتا۔" (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 25)

پھر قرآن کریم کی ایک دعا ہے۔ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (القصص:25) کہ اے میرے ربّ اپنی خیر سے، اپنی بھلائی سے جو کچھ بھی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔ یہ دعا بھی کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں اور بھی بہت ساری دعائیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے پڑھتے رہنا چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ اس لئے فرمایا ہے کہ انسان خالص ہو کر اس سے مانگے تو اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہیں۔ ایک دعا کے بارے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ مجھ پر القاء ہوئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دعا سکھائی ہے اور وہ یہ ہے کہ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ فرمایا کہ "میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اُسے نجات ہو گی۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 264)

اللہ تعالیٰ جماعت کو مجموعی طور پر بھی اور افراد جماعت کو انفرادی طور پر بھی ہر شر سے بچائے اور مخالفین کے شر اُن پر الٹائے۔ مسلمانوں کو عقل اور سمجھ بھی دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنیں اور

اُمّتِ واحدہ بن کر اسلام کی پُر امن اور خوبصورت تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے والے اور پھیلانے والے ہوں۔

نماز کے بعد مَیں تین جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ مکرم ایون ورنان (Evan Vernon) صاحب کا ہے۔ Belize کے رہنے والے ہیں۔ گزشتہ دنوں 49 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ Belize جماعت کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور اس وقت سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ 2014ء میں جلسہ سالانہ یوکے میں بھی شامل ہوئے۔ بڑے فدائی اور مخلص احمدی اور ایک جوش رکھنے والے احمدی تھے اور باوجود اس کے کہ تھوڑا عرصہ پہلے ہی احمدی ہوئے تھے لیکن جماعت کے ساتھ ایسا اخلاص اور ایسی وفا اور ایسا تعلق تھا کہ بہت سے شاید پرانے احمدیوں میں بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ایسے اور بھی فدائی ہمیشہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے۔

دوسرا جنازہ سید نادر سیدین کا ہے جو ربوہ میں ہمارے ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کے انچارج تھے۔ سید غلام سیدین کے بیٹے تھے۔ ان کی 23/ جولائی 2016ء کو پمز ہسپتال اسلام آباد میں 55 سال کی عمر میں وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دل کو خون مہیا کرنے والی آرٹریوں میں clot کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔ ان کی دادی نے 1905ء میں کوہاٹ سے خط لکھ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی لیکن ان کے باقی لوگ احمدی نہیں ہوئے تھے۔ سید نادر سیدین نے 1982ء میں خود تحقیق کر کے بیعت کی۔ کراچی سے پھر انہوں نے بی۔ ایس۔ سی کی۔ اس کے بعد یہ وہیں کراچی میں ہی رہے اور 1989ء میں یہ کراچی سے اسلام آباد شفٹ ہو گئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کی سطح پر ان کو بہت سارے شعبہ جات میں خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ معتمد ضلع رہے۔ خدمت خلق کے شعبہ میں رہے۔ مختلف جگہوں پر ان کو میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ انچارج رائٹر فورم مجلس خدام الاحمدیہ ضلع اسلام آباد کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔ 1999ء میں اسلام آباد سے ربوہ شفٹ ہو گئے اور پھر انہوں نے 2000ء میں اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں جیسا کہ میں نے بتایا ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کا جو شعبہ ہے اس کے یہ انچارج رہے۔

اسی طرح سپورٹ کمپلیکس (Sport Complex) کے بھی انچارج رہے۔ جوڈو کراٹے کے اور مارشل آرٹ کے بڑے ماہر تھے اور بین الاقوامی سطح کے مشہور مارشل آرٹس کے ماہر تھے اور پاکستان کی نمائندگی دوسرے ملکوں میں کرتے رہے۔ انہوں نے ربوہ میں بھی خدام کو اور بچوں کو مارشل آرٹس کی ٹریننگ دی۔ خلافت سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ بڑے اخلاص و وفا سے خدمت کرنے والے تھے اور بڑے سادہ مزاج تھے۔ اور ہمیشہ یہ خوبی ان کی تھی کہ ان کا چہرہ مسکراتا رہتا تھا۔ کتنی بھی طبیعت خراب ہو، کیسی بھی مشکلات ہوں ہمیشہ یہ خوش رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے وہاں بھی ایسا سلوک کرے جو ان کے لئے بھی خوشی کا باعث ہو اور ان کی نسلوں کے لئے بھی۔ اللہ تعالیٰ کے

فضل سے موصی تھے اور وہاں ربوہ میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ اہلیہ کے علاوہ ان کے والدین بھی حیات ہیں اور تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ ان کا ایک بیٹا مدرسۃ الحفظ میں قرآن بھی حفظ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ مکرم نذیر احمد ایاز صاحب کا ہے جو صدر جماعت نیویارک امریکہ تھے۔ 3/ جولائی 2016ء کو 69 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 23/ مئی 1947ء میں یہ تنزانیہ میں پیدا ہوئے تھے۔ 1977ء میں نیویارک پہنچے اور جماعتی کاموں میں حصہ لینے لگے۔ پہلے بطور سیکرٹری مال، پھر 35 سال تک نیویارک جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ نیویارک کے مختلف نماز سینٹروں میں ہر مہینے ایک دفعہ مبلغ سلسلہ کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ مالی قربانی اور ہر تحریک میں حصہ لینے کی کوشش کرتے۔ افراد جماعت کو باقاعدگی کے ساتھ بذریعہ ای میل اور خطوط قربانیوں کی طرف توجہ دلاتے۔ جماعتی خدمات بڑی خوشی سے اور ذمہ داری سے ادا کرتے۔ نوجوانوں کو ٹریننگ بھی دیتے۔ عموماً بعض دفعہ ہوتا ہے کہ جو افسران ہیں وہ دوسری لائن تیار نہیں کرتے لیکن ان میں خوبی تھی کہ نوجوانوں کو ٹریننگ دے کر یہ ان کو بھی تیار کر رہے تھے تاکہ وہ جماعت کی خدمت میں آگے آنے والے ہوں اور وہاں مسجد میں یا سینٹر میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لانے کے لئے انہوں نے کھیلوں وغیرہ کا بھی انتظام کیا ہوا تھا یا پھر اور پروگرام ہوں جس سے آجکل کے نوجوانوں کی توجہ رہے تاکہ ضائع ہونے سے بچیں۔ تعلیمی کلاس مرد و خواتین کی ہر ہفتہ یا اتوار کو بلاناغہ منعقد کرتے تھے جو اَب طاہر اکیڈمی کے نام سے وہاں جاری ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ نیویارک کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ اس میں بھی انہوں نے بڑا کام کیا۔ اور ہر کام کر لیتے تھے۔ باوجود صدر ہونے کے اگر سینٹر میں صفائی کی ضرورت ہوتی تو خود ہی صفائی کرتے اور کوڑا اٹھا کر باہر پھینکتے۔ نمازوں کے پابند تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ وہیں مقبرہ موصیان میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ ان کی اہلیہ اور ایک اکلوتی بیٹی ہے اسماء ایاز۔ اللہ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ایک دفعہ ان کو کہا تھا کہ آپ امریکہ کی جماعتوں میں ایک مثالی صدر ہیں اور میری دعا ہے کہ ہمیشہ رہیں۔ اللہ کرے کہ اور بھی ایسے پیدا ہوتے رہیں۔ 35 سال تک ان کو جماعت کے صدر اور مخلص صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔

امیر صاحب امریکہ اور نائب امیر امریکہ نے بھی لکھا کہ بڑی انکساری سے خدمت کرنے والے تھے اور انتظامی کاموں میں دوسروں سے بڑھ کر شامل ہوتے اور صرف افسر بن کر نہیں رہے بلکہ دوسروں کے ساتھ مل کر ایک کارکن کی طرح بھی کام انجام دیتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ نماز کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی نماز جنازہ ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 12/ اگست 2016ء تا 25/ اگست 2016ء جلد 23 شمارہ 33-34 صفحہ 25 تا 28)

32

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 05/ اگست 2016ء بمطابق 05 ظہور 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے دنیا کے مختلف ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو، **جلسے پر آنے والے مہمانوں کی چاہے وہ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے ہیں یا** برطانیہ کے مختلف علاقوں سے آنے والے ہیں، احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی خدمت کے لئے برطانیہ کے طول و عرض سے بوڑھے، نوجوان، بچے، عورتیں اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں اور جوں جوں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، جلسے کے انتظامات بڑھ رہے ہیں، خدمتگاروں کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی دقّت کے اور خوشی سے بچے بھی، نوجوان بھی، عورتیں بھی، مرد بھی اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں اور اکثریت نوجوانوں اور بچوں کی بھی یہ خدمت سرانجام دے کر سمجھ رہی ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں یہ افراد جماعت کا مزاج بن چکا ہے کہ جماعت کے ہر طبقے اور **ہر عمر کے افراد نے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے۔**

گزشتہ ہفتے جمعہ سے اتوار تک جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ تھا وہاں پر بھی ان کے پروگرام جو انٹرنیٹ پر آتے تھے، یُوٹیوب پر تھے اس میں مَیں نے ایک انٹرویو دیکھا۔ انٹرویو لینے والے نے خدام الاحمدیہ کے عہدیدار سے انٹرویو لیا۔ وہ بتا رہے تھے کہ کس طرح جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے خدّام نے اور رضاکاروں نے کام کیا۔ اسی طرح اس میں ایک انیس بیس سال کے لڑکے کا بھی انٹرویو تھا جو وہیں کا پلا بڑھا، وہیں کا پیدا ہوا تھا۔ اس سے سوال

پوچھا گیا کہ یہ سارا کام تم نے کیا ہے اس کے بدلے میں تمہیں کیا ملتا ہے؟ کتنی رقم ملے گی؟ کتنے ڈالر ملیں گے؟ یہ اکثر سے سوال کیا گیا تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ امریکہ میں پلا بڑھا ہے اور اس ملک میں دنیاداری کی سوچ ہے تو انہوں نے یہی جواب دیا اور اس نوجوان کا بھی یہی جواب تھا کہ ہم تو رضاکارانہ طور پر کام کرتے ہیں جو مزدوری ہمیں ملتی ہے دنیاداروں کی سوچ سے وہ بالا ہے ہم تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کام کرتے ہیں۔ اور یہ وہ مزاج ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں رہنے والے احمدی کا ہے۔ چاہے وہ افریقن ہے یا انڈونیشین ہے یا جزائر کا رہنے والا ہے یا مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کا رہنے والا ہے۔ جب دنیا کی ترجیحات سکولوں کالجوں میں چھٹیوں کے دوران کھیلنا کودنا اور سیریں کرنا ہے، جب دنیاوی نوکریاں کرنے والوں کی ترجیحات نوکریوں سے رخصت ملنے پر آرام کرنا اور خاندان کے ساتھ رخصتیں گزارنا ہے، اس وقت ایک احمدی کی ترجیحات مختلف ہیں۔ اگر ان رخصتوں میں جلسہ سالانہ آرہا ہے تو ان دنوں میں پڑھے لکھے بھی اور اَن پڑھ بھی، افسر بھی اور ماتحت بھی، پیشہ ور ماہرین بھی اور عام مزدور بھی اور طالبعلم بھی اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں۔

باقی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں تو جلسے بڑے بڑے ہالوں میں یا ایسی جگہ پر ہوتے ہیں جہاں بہت سی سہولتیں میسر ہیں لیکن برطانیہ کا جلسہ تو ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں ہر انتظام عارضی طور پر کرنا ہے اور ہر ممکنہ سہولت جو کہیں بھی میسر آسکتی ہے یا جو بھی دی جاسکتی ہے اسے مہیا بھی کرنا ہے۔ اور پھر کونسل کی طرف سے یہ شرط بھی ہے کہ کام شروع کرنے کی ابتدا سے لے کر جلسہ کے بعد ہر چیز کو سمیٹنے اور اس جگہ کو پہلی جیسی زرعی زمین یا فارم لینڈ بھی بنانا ہے اور یہ سب کام اٹھائیس دن کے اندر اندر کرنا ہے۔ تو اس لحاظ سے ایک محدود وقت میں بہت بڑے وسیع کام کو کرنے کے لئے بہت زیادہ رضاکاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کام کو شروع کرنے سے ختم کرنے کا عرصہ ایک طرف تو کام کی نوعیت کے لحاظ سے بہت تھوڑا سا وقت ہے لیکن والنٹیئرز کے کام کرنے کے لحاظ سے اٹھائیس دن بلکہ بعض کام ایسے ہیں جو اس سے پہلے بھی شروع ہو جاتے ہیں جو براہ راست جلسہ گاہ میں نہیں ہو رہے ہوتے لیکن ان کی تیاری کے لئے اس سے بھی دو تین ہفتے پہلے رضاکار کام شروع کر دیتے ہیں۔ گویا یہاں کے کارکن کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے وقت اور مال کی قربانی تقریباً ڈیڑھ دو مہینے تک کرتے رہتے ہیں اور یہ عرصہ ایک انسان کے کام کرنے کے لئے، رضاکارانہ طور پر کام کرنے کیلئے بہت بڑا عرصہ ہے۔ پس اس لحاظ سے تو برطانیہ کے جلسہ کے رضاکاروں کو جلسہ کے کام کے لئے قربانی اور جلسے کی ڈیوٹی کی اہمیت کا پتا ہے۔ سالہا سال سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں لیکن پھر بھی ایسے بہت سے کارکنان ہوتے ہیں جو نئے شامل ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض کا جلسہ کے دنوں میں براہ راست مہمانوں کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے۔ ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ بعض کی جلسے کے دنوں میں شروع

ہو گی۔ بعض کی آج کل سے شروع ہو چکی ہے جبکہ مہمان آنا شروع ہو گئے ہیں۔ تو ان سب کو یاددہانی کے طور پر اس وقت مَیں حسب دستور مختصراً کچھ کہوں گا۔

بعض دفعہ بعض لوگوں کا جذبہ خدمت بیشک بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن مزاج ہر ایک کا اپنا ہے۔ بعض عدم حوصلہ کا شکار ہوتے ہیں۔ بعض عدم علم کی وجہ سے بعض ایسی باتیں کر جاتے ہیں یا ان سے ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جو مہمانوں کیلئے تکلیف کا باعث بن سکتی ہیں اور یاددہانی کروانے سے رضاکارانہ طور پر کام کرنے والے کارکن ہوشیار بھی ہو جاتے ہیں اور زیادہ توجہ سے اپنے فرائض سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ مجھے تو اس بات میں معمولی سا بھی تحفظ نہیں ہے کہ کارکن خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر عموماً کام نہیں کرتے۔ یقیناً یہ سب کارکن خدمت کے جذبہ سے کام کرنے والے ہیں۔ یاددہانی کروانا اور ہوشیار کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے میں ہر سال جلسہ سے ایک جمعہ پہلے اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مہمانوں کے ذکر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر کر کے مہمان نوازی کی اہمیت بتائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف موقعوں پر مہمان نوازی کی اہمیت اور اس وصف کو بیان فرمایا ہے۔ اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس طرف خاص توجہ دلائی ہے بلکہ اپنی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد دین کی خاطر سفر کر کے **آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کو بھی قرار دیا ہے۔** چنانچہ آپؑ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے یعنی بڑھ رہی ہے۔ پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ آرہے ہیں۔ (ماخوذ از فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 14)

قادیان کی چھوٹی سی بستی میں جہاں اس زمانہ میں کسی قسم کی سہولت بھی میسر نہیں تھی۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے بٹالہ سے یا امرتسر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سامان منگوایا کرتے تھے۔ ایسے حالات میں بعض دفعہ انسان پریشان بھی ہو جاتا ہے کہ ذرائع آمد و رفت بھی نہیں ہیں۔ بعض دفعہ پیدل جانا ہوتا تھا۔ عموماً ٹانگے پہ، یکّہ پہ، جاتے تھے۔ ایسے حالات میں ایک دور دراز علاقے میں مہمان نوازی کرنا بہت مشکل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے دل کو مضبوط کرنے کے لئے آپؑ کو پہلے سے ہی فرما دیا تھا۔ عربی کا الہام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تُو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت دیکھ کر تھک نہ جائے۔ (ماخوذ از لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 242)

آج دنیا کے کونے کونے میں جلسوں کے انعقاد یہ نظارہ دکھاتے ہیں کہ لوگ کثرت سے آتے ہیں اور

روحانی اور جسمانی مائدہ حاصل کرتے ہیں اور یہاں برطانیہ میں خلیفہ وقت کی موجودگی کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے سے مہمان آتے ہیں اور صرف اس لئے کہ علم دین حاصل کریں اور اپنی روحانی پیاس بجھائیں۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق بے لوث اور بے غرض اور بغیر تھکے اور بغیر ماتھے پر بل لائے ان مہمانوں کی خدمت کر رہے ہیں اور یہی ہمارا فرض ہے کہ ان مہمانوں کی خدمت کریں اور جلسہ کے انتظامات کو احسن رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔

جلسے پر غیر احمدی اور غیر مسلم بھی آتے ہیں اور ہمیشہ کارکنوں کے کام سے متاثر ہوتے ہیں اور اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ کس طرح چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ اپنے ذمہ لگائی گئی ڈیوٹی کو سرانجام دے رہے ہیں اور بڑی ذمہ داری سے سرانجام دے رہے ہیں۔

گزشتہ سال ایک مہمان یوگنڈا سے آئے ہوئے تھے۔ وہاں کے وزیر بھی ہیں۔ کہنے لگے کہ میں مہمان نوازی اور انتظامات کو دیکھ کر حیران ہوا کہ کس طرح لوگ رضاکارانہ طور پر اتنی قربانی کر رہے ہیں۔ کہنے لگے میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ میں ایک ایسے جلسے میں شامل ہونے جا رہا ہوں جہاں انسان نہیں بلکہ فرشتے کام کرتے نظر آئیں گے۔ کہتے ہیں کہ بیس دفعہ بھی کوئی چیز مانگو تو ہنستے ہوئے پیش کرتے تھے۔ بہت سے اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ بچے کھانے کی ڈیوٹی پر کھانا کھلا رہے ہوتے تو انتہائی بشاش چہرے کے ساتھ۔ اگر جلسے کی مارکی میں پانی پلا رہے ہوتے تو انتہائی کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ۔ بار بار ضرورت کا پوچھتے، پانی کا پوچھتے اور یہ صرف خاص مہمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مہمان کے لئے کارکنوں کا یہ سلوک تھا اور یہی وہ وصف ہے خدمت کے جذبے کا جو صرف جماعت احمدیہ کے ہر کارکن کا خاصّہ ہے اور ہونا چاہئے۔ پس اس خاص وصف کو ہر کارکن نے ہمیشہ زندہ رکھنا ہے چاہے وہ کسی بھی شعبہ میں کام کر رہا ہو۔

ہمارے جلسے کے مہمان جب آتے ہیں تو ان کا واسطہ مختلف شعبوں سے پڑتا ہے۔ آتے ہی ان کو شعبہ استقبال سے واسطہ پڑتا ہے۔ شعبہ استقبال عموماً مہمانوں کا بڑی اچھی طرح استقبال کرتا ہے۔ مہمان جب سفر کر کے آتا ہے تو اس کو تھکاوٹ بھی ہوتی ہے۔ سفر میں چاہے جتنی بھی سہولتیں میسر ہوں اِس زمانے میں بھی سفر کی کوفت اور تھکاوٹ ہوتی ہے۔ اس لئے شعبہ استقبال کو اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

ایئرپورٹ پر تو مہمانوں کے استقبال کا شعبہ کام کر رہا ہوتا ہے اور عموماً اچھا انتظام ہوتا ہے لیکن بعض ہمسایہ ممالک سے جو مہمان سفر کر کے آتے ہیں وہ بذریعہ کار آتے ہیں یا بذریعہ بس کئی گھنٹے کا سفر کر کے آ رہے ہوتے ہیں۔ تھکاوٹ بھی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ آنے والے جماعتی قیامگاہوں میں ٹھہر رہے ہوں تو وہاں کی انتظامیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے بھائی کو مسکرا کر ملو اور یہ صدقہ ہے۔

(سنن الترمذی، ابواب البر و الصلة، باب ما جاء فی طلاقة الوجه... حدیث 1970)

پھر ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ معمولی سی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة...، باب استحباب طلاقة الوجه ...حدیث 2626)

دیکھیں اسلام کی تعلیم کیسی خوبصورت تعلیم ہے۔ اکرام ضیف کا تو ویسے بھی حکم ہے۔ ایک ایسا حکم ہے جس کا ثواب ہے۔ پھر یہ مہمان نوازی کرنا کہ آنے والے سے صرف مسکرا کر بات کر لینا یہ صدقہ دیئے جانے جیسے فعل کے برابر ہے اور اس کو صدقے کے فعل کے برابر قرار دے کر دوہرے ثواب کا بھی مورد بنا دیا۔ ایک مہمان نوازی کا ثواب، ایک خوش اخلاقی سے پیش آ کر صدقہ کا ثواب۔ پیار سے بات کرنا، خوش خلقی سے بات کرنا نیکی شمار ہو جاتا ہے اور نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ نے کتنا دینا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

پھر راستہ دکھانا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجهاد و السیر، باب فضل من حمل متاع...حدیث 2891)

جو شعبہ اس کام کے لئے مقرر ہے اس کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ سفر کر کے آئے مسافر سے ایک تو خوش اخلاقی سے ملیں پھر معاونین کے ذریعہ انہیں ان کی رہائش کی جگہوں پر پہنچائیں۔ خاص طور پر جب عورتیں اور بچے ہوتے ہیں یعنی صرف عورتیں ہوں اور مرد اُن کے ساتھ نہ ہوں، بچے اُن کے ساتھ ہوں تو انہیں قیامگاہوں تک پہنچانا شعبہ استقبال کا یا جو بھی متعلقہ شعبہ ہے اس کا کام ہے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے۔ بعض دفعہ سامان وغیرہ اٹھانے کے لئے ضرورت پڑ جاتی ہے اس کی مدد کرنی چاہئے۔ اسی طرح مسکرا کر اور خوش اخلاقی سے بات کرنا صرف استقبال کا نہیں بلکہ ہر شعبہ میں کام کرنے والے کارکن کے لئے ضروری ہے۔

آجکل حالات کی وجہ سے ایمز (AIMS) کارڈ رکھنا ضروری ہے۔ بعض باہر سے آنے والے تعارفی خط اور معلومات لے کر آتے ہیں اور پھر ان کے جلسے کے کارڈز یہاں بنا دیئے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے بھی معاملات آ جاتے ہیں کہ تصدیقی خط نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں بیشک تسلی کرنا تو بہت ضروری ہے۔ جب تک تسلی نہ ہو کارڈ نہیں بنایا جا سکتا اور تصدیق کی کارروائی ہونی چاہئے۔ لیکن اس عرصہ میں آنے والے سے خوش خلقی سے پیش آنا، اس کے انتظار کے لئے بیٹھنے کا مناسب انتظام ہونا، یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ بعض دفعہ چھوٹے بچے ساتھ ہوتے ہیں جو لمبے انتظار کی وجہ سے بے چین ہو رہے ہوتے ہیں۔

اوّل تو تمام آنے والے مہمانوں کو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جب وہ جلسے پر آئیں تو جماعتی تصدیق کے ساتھ آنا چاہئے یا اپنے ایمز (AIMS) کارڈ لے کر آنا چاہئے اور اگر کسی وجہ سے یہ رہ گیا ہو تو جیسا کہ میں نے کہا متعلقہ شعبہ کارروائی کے دوران انہیں سہولت میسر کرے کہ وہ آرام سے بیٹھ سکیں۔

پھر کھانے کی مہمان نوازی کا تعلق ہے اس میں جو جماعتی رہائشگاہوں میں ٹھہرے ہوئے مہمان ہیں ان کو دو وقت یا تین وقت جو کھانا کھاتے ہیں اس کی مہمان نوازی ضروری ہے۔ لیکن جلسے کے تین دنوں میں ہر شامل ہونے والا مہمان جو ہے عموماً جو جلسہ سننے کے لئے آتا ہے کم از کم دوپہر کا کھانا جماعتی انتظام کے تحت کھاتا ہے۔ اس

میں کھانا کھلانے والے افسران اور معاونین اس بات کا خیال رکھیں کہ مہمان سے خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔ خوش اخلاقی سے پیش آنا مہمان کا حق ہے اور میزبان کا فرض ہے۔ بعض لوگ کھانے کے معاملے میں کارکنوں کو تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ مختلف قسم کے سوال کرتے ہیں یا مطالبات کر رہے ہوتے ہیں یہ چاہئے، وہ چاہئے۔ لیکن کارکنوں کو پھر بھی برداشت کرنا چاہئے۔ کھانا ایک ایسی چیز ہے جس میں کھانا کھلانے والے کا نامناسب رویہ یا معمولی سا بھی غیر ضروری تبصرہ یا کوئی بات کہہ دینا مہمان کے جذبات کو چوٹ لگاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے وقت ایسے نمونے دکھاتے تھے جو ہمیشہ سنہری حروف میں لکھے جائیں گے۔ جب ایک صحابی کو مہمان کو اپنے ساتھ لے جانے اور کھانا کھلانے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آپ کے حکم پر اس مہمان کو اپنے گھر تو لے گئے لیکن بیوی نے کہا کہ گھر میں تو تھوڑا سا کھانا ہے جو بچوں کے لئے ہے۔ دونوں میاں بیوی نے مشورہ کیا کہ بچوں کو کسی طرح سلا دو اور پھر جب مہمان کے سامنے کھانا پیش ہو تو دیوا یا روشنی جو ہے وہ بھی بجھا دو اور خود گھر والے اس طرح اندھیرے میں اظہار کریں جیسے وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں تا کہ مہمان آرام سے کھانا کھاتا رہے اور اسے یہ احساس نہ ہو کہ گھر والے کھانا نہیں کھا رہے۔

بہر حال اس ترکیب سے مہمان کو پتا نہ چلا اور گھر والوں نے اس طرح مہمان نوازی کی اور مہمان نے بڑے آرام سے کھانا کھایا۔ صبح جب وہ انصاری صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری رات والے عمل اور ترکیب سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار، باب قول اللہ تعالیٰ عز وجل...حدیث3798)

تو یہ قربانی اس خاندان نے خاص طور پر اس لئے دی کہ مہمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان تھا۔ عمومی طور پر تو صحابہ مہمانوں کی خاطر داری کیا کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ یہ خاص سلوک اس وجہ سے بھی ہوا۔

آج ہمارا ہر کارکن یہ قربانی اس لئے دیتا ہے اور اسے اس جذبے کے تحت یہ قربانی دینی چاہئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے مہمانوں کی خدمت کر رہا ہے گو کہ یہ بھوک کی قربانی اور اپنا کھانا مہمان کو کھلانے کی قربانی حتی کہ بچوں کو بھوکا سلا دینے کی قربانی بہت بڑی قربانی ہے اور آجکل تو یہ نہیں دینی پڑتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دنیا میں اب ہر جگہ جہاں جماعتیں مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں لنگر چل رہے ہیں اور خاص طور پر جلسے کے دنوں میں تو اس کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ ہم نے تو صرف اتنی خدمت کرنی ہے کہ لنگر سے کھانا لے کر مہمان کے سامنے پیش کر دینا ہے اور مہمان سے خوش خلقی سے پیش آنا ہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے کہ اس نے جلسے پر آنے والے، دین کے لئے سفر کر کے آنے والے مہمانوں کی خدمت کی۔ اور اگر صحیح طور پر مہمان نوازی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

ایک موقع پر بعض مہمانوں سے غیر معمولی سلوک کیا گیا اور بعضوں کو نظر انداز کیا گیا۔ یہ سب کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جو بھی انتظام تھا، ضیافت کے کارکن تھے انہوں نے کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات کو خبر دی کہ رات ریا کیا گیا ہے، بناوٹ کی گئی ہے اور صحیح طرح مہمانوں کی خدمت نہیں کی گئی۔ بعض مسکین کھانے سے محروم رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات پر بڑے ناراض ہوئے اور پھر انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ بلکہ یہ بھی روایت میں ہے کہ ان کارکنوں کو چھ مہینے کے لئے قادیان سے ہی نکال دیا۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 689۔ ایڈیشن چہارم 2004ء)

پس جب خدمت کے لئے اپنے آپ کو ہم پیش کرتے ہیں تو پھر **بغیر کسی تخصیص کے ہر ایک کی خدمت کرنی چاہئے۔ ہر جلسے پر آنے والا مہمان جلسے کا مہمان ہے۔** ہر ایک سے اچھا سلوک کرنا ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آنا یہ ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ فلاں امیر ہے یا فلاں خاص مہمان ہے اس کو فلاں جگہ کھانا کھلانا ہے اور فلاں کو نہیں۔ جہاں بھی کھانے کا انتظام ہے وہ کھلائیں۔ لیکن عمومی طور پر احمدیوں کو تو ایک جگہ ہی کھانا کھانا چاہئے۔ بعض علیحدہ جگہیں خاص مہمانوں کے لئے بنائی گئی ہیں اور وہ غیر از جماعت یا غیر مسلموں کے لئے بنائی گئی ہیں وہاں صرف انہی کو لے جانا چاہئے۔ اس بات کا بھی انتظامیہ کو خیال رکھنا چاہئے۔ میرے علم میں ہے کہ بعض کارکنان اپنے واقف کاروں کو اس جگہ پر کھانا کھلانے کے لئے لے جاتے ہیں جو صرف مہمانوں کی جگہ ہے۔ اس لئے عام طور پر چاہے وہ احمدی عہدیدار ہے یا کوئی بھی ہے اس کو عام مہمانوں کی جگہ جا کر ہی کھانا کھانا چاہئے۔ پھر ساتھ ہی یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس چھوٹی سی خدمت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی کر رہے ہیں اسے قبول بھی فرمائے اور ہمارے کام ہر قسم کی ریا سے خالی ہوں اور خالصۃً لِلّٰہ ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت مہمانوں کی بعض دنوں میں اتنی کثرت ہو جاتی تھی کہ رہنے کے لئے انتظام بھی مشکل لگتا تھا کیونکہ قادیان چھوٹی سی جگہ تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ پریشان نہیں ہونا اور تھکنا نہیں، بے تکلفی کے ماحول میں جو بھی سہولت مہمانوں کے لئے میسر ہو سکتی تھی فرمایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ ایسے موقعے بھی آئے کہ سردیوں میں مہمانوں کی زیادتی کی وجہ سے اپنے اور اپنے بچوں کے گرم بستر آپ نے مہمانوں کو مہیا کر دیئے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 91-92 روایت نمبر 1118)

ایک دفعہ اتنے مہمان آ گئے کہ حضرت اماں جان حضرت اُمّ المومنینؓ بڑی پریشان تھیں کہ مہمان ٹھہریں گے کہاں اور کس طرح ان کا انتظام ہو گا؟ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں ایک کہانی سنائی کہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی نہیں تھی، کوئی جگہ نہیں تھی،

کوئی شہر نہیں تھا جہاں جا کے وہ آرام کر سکے تو وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے لئے لیٹ گیا۔ اس درخت کے اوپر پرندوں کا ایک گھونسلا تھا جو نر اور مادہ تھے۔ ان پرندوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ شخص جو آج ہمارے درخت کے نیچے لیٹا ہے یہ آج ہمارا مہمان ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ اب مہمان نوازی کس طرح کی، انہوں نے فیصلہ کیا، پہلی بات تو یہ سوچی کہ رات ٹھنڈی ہے، ہمارے مہمان کو سردی لگے گی تو اسے آگ سینکنے کے لئے کوئی چیز مہیا کی جائے۔ پھر یہ سوچا کہ ہمارے پاس اور تو کچھ ہے نہیں۔ اپنا گھونسلا توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں جس کے گھاس پھوس اور لکڑیوں سے مہمان جو ہے آگ جلا کر کچھ آگ سینک لے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا گھونسلا پھینکا اور اس شخص نے اسے جلایا اور آگ سینکنے لگا۔ پھر پرندوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اور تو ہمارے پاس مہمان کو کھلانے کے لئے کچھ ہے نہیں، ہم خود ہی آگ میں گر جاتے ہیں اور جب آگ میں بُھن جائیں گے تو یہ مہمان ہمیں کھالے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان کی خوراک کا انتظام کر دیا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 130-131)

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ کہانی سنانے کا مقصد تھا کہ مہمان کے آنے پر پریشان ہونے کی بجائے جس حد تک انسان کے بس میں ہو قربانی دے کر بھی اس کی مہمان نوازی کرنی چاہئے۔

پس یہ ہم سب کے لئے سبق ہے۔ خاص طور پر وہ جو اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کرتے ہیں کہ اپنے ذمہ ڈیوٹیوں کے حق ادا کرنے کی پوری کوشش کریں۔

ڈیوٹیوں میں بہت ساری ڈیوٹیاں ہیں۔ مختلف شعبے ہیں۔ مثلاً کار پارکنگ کا بھی ایک شعبہ ہے۔ یہ بھی بہت اہم شعبہ ہے۔ بعض دفعہ مہمان یہاں غلط رویّے بھی دکھا جاتے ہیں اور کارکن کی ہدایت کے مطابق پارکنگ نہ کرنے پر اصرار کرتے ہیں، اپنی مرضی سے پارکنگ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں کارکن کو حتی الوسع یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اسے نرمی سے سمجھائے اور پھر اپنے بالا افسر کو اطلاع کرے۔ گزشتہ سال بھی ایسی شکایتیں آئی تھیں کہ کار پر آنے والی بعض خواتین یا چند عورتوں نے کہا کہ ہم کار آگے لے کر جائیں گے۔ وہاں ڈیوٹی والے سے تلخ کلامی ہو گئی۔ بیشک اپنے فرائض کو ادا کرنا ہر کارکن کا فرض ہے اور آجکل کے حالات میں تو بہت زیادہ احتیاط بھی کرنے کی ضرورت ہے خاص طور پر پارکنگ میں بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ میں نے کہا اخلاق کا مظاہرہ بھی ہونا چاہئے۔ اگر تو کوئی صحیح مطالبہ ہے، کسی کا کوئی بیمار ہے یا کوئی اور وجہ ہے تو اسے آرام سے سمجھائیں اور بتائیں کہ مَیں اپنے بالا افسر کو بلاتا ہوں تو وہ آپ کے لئے کوئی سہولت مہیا کر دیتا ہے۔ لیکن اتنے عرصے میں آرام سے یہ درخواست بھی کر دیں کہ آپ ایک طرف کھڑے ہو جائیں۔ اور مہمانوں کو اس سے تعاون بھی کرنا چاہئے تا کہ باقی ٹریفک متاثر نہ ہو۔ کیونکہ بعض دفعہ اس بحث میں اور جھگڑوں میں کاروں کی لمبی لائنیں لگ جاتی ہیں اور دوسرے

متاثر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر جلسے کی کارروائی شروع ہونے کے بعد لوگ جب جلسہ گاہ میں آتے ہیں تو پھر اس سے بیٹھے ہوئے لوگ ڈسٹرب ہوتے ہیں۔

ہر مسئلہ جو گزشتہ جلسوں میں سامنے آیا ہو انتظامیہ کو چاہئے کہ اس کے حل اور ممکنہ پہلوؤں کا جائزہ لیں اور ہر شعبہ جس کے سامنے یہ مسئلہ ہو اس کو بھی جائزہ لینا چاہئے اور پھر افسر جلسہ سالانہ کو بتانا چاہئے کہ کس طرح اس کا حل ہو سکتا ہے تا کہ اس دفعہ کم سے کم مسائل پیدا ہوں۔ چھوٹے موٹے مسائل تو پیدا ہوتے ہیں لیکن کوشش یہ کرنی چاہئے کم سے کم مسائل پیدا ہوں۔

سکیننگ اور چیکنگ کے لئے بھی تمام احتیاطوں کے ساتھ ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ لمبا عرصہ لوگوں کو انتظار بھی نہ کرنا پڑے اور کسی طرح ان کو تکلیف بھی نہ ہو۔ جو داخلی گیٹ اور جلسہ گاہ کی انٹرنس (entrance) ہے اس میں بار بار یہ اعلان بھی ہوتے رہیں کہ آنے والے اپنے کارڈ بھی سامنے رکھیں اور لائنوں کو بھی قائم رکھیں تا کہ جلد اور تیزی سے لوگ گزر سکیں۔

اس طرح غسل خانوں کی صفائی والے کارکن ہیں، دونوں جگہوں میں مردوں میں بھی عورتوں میں بھی، بعض دفعہ پریشان ہوتے ہیں کہ لوگ بڑا گند ڈال جاتے ہیں۔ اگر معاونین بار بار اعلان کر کے توجہ دلاتے رہیں کہ صفائی کی طرف بھی توجہ دیں کہ پاکیزگی اور نظافت بھی ایمان کا حصہ ہے تو اس لئے اگر مہمان اپنے ماحول کو بھی صاف رکھیں اور غسل خانوں کو بھی صاف کر دیا کریں تو کوئی حرج نہیں۔ عموماً لوگ تعاون کرتے ہیں۔ یہی پچھلے سال بھی رپورٹیں آتی رہی تھیں۔ لیکن اگر کوئی تعاون نہ بھی کرے تو کارکن خود صفائی کر دیں یہی ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ اور اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی طرف سے کسی طرح بھی بدخُلقی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے اور کبھی بھی انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔

اسی طرح جلسہ گاہ کی عمومی صفائی کارکنوں کا کام ہے کہ اگر کوئی گند جلسے کے علاقے میں دیکھیں، عورتوں کی طرف بھی، مَردوں کی طرف بھی، بچے بعض دفعہ گلاس، ریپر (wraper) وغیرہ پھینک دیتے ہیں ڈبے، وغیرہ پھینک دیتے ہیں بلکہ بعض دفعہ بڑے بھی ایسے ہوتے ہیں جو بے احتیاطی کرتے ہیں تو اگر کارکن بھی اس کی صفائی ساتھ ساتھ کرتے رہیں تو وائنڈ اَپ کرنے والے کارکنوں کو آسانی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں سے صرف مارکیاں اٹھانا اور باقی جو بڑا بڑا سامان ہے وہ اٹھانا ہی کام نہیں ہوتا بلکہ وہاں سے ہر طرح کے گند کو اٹھانا بھی، ہر کاغذ کو اٹھانا بھی ضروری ہوتا ہے تب کونسل کلیئرنس دیتی ہے۔ بہرحال اس طرف بھی مہمانوں کو آرام سے بار بار توجہ دلاتے رہنا چاہئے کہ ٹِن، ڈبے وغیرہ اِدھر اُدھر ڈالنے کے بجائے ڈسٹ بِن میں پھینکیں۔

جلسہ کا شعبہ تربیت کا شعبہ اس لحاظ سے بھی فعّال ہونا چاہئے کہ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جو لوگ آتے ہیں ان کو جلسے کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ بیشک کارکن جب اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ بے نفس ہو کر کام کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً کارکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اس جذبے سے کام کرتے ہیں لیکن بعض غلط رویہ بھی دکھا جاتے ہیں۔ انہیں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت یاد رکھنی چاہئے جو مَیں نے پہلے بھی بیان کی کہ ہر حالت میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔

اسی طرح ہر کارکن کو عموماً ہر وقت ہوشیار بھی رہنا چاہئے۔ سیکیورٹی صرف سیکیورٹی والوں کا کام نہیں ہے بلکہ ہر شعبے کا ہر کارکن اپنے اپنے ماحول میں نظر رکھنے والا ہونا چاہئے۔

کارکنوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جلسہ ختم ہونے کے بعد صرف وائنڈ اَپ کے کارکن ہی وہاں موجود نہ ہوں بلکہ ہر کارکن کو اس وقت تک جلسہ گاہ میں رہنا چاہئے، جس کی بھی وہاں ڈیوٹی ہے، جب تک کہ کوئی بھی مہمان وہاں موجود ہے یا جب تک ان کے متعلقہ افسر اُن کو رخصت نہیں دے دیتے کہ اب آپ فارغ ہیں چلے جائیں۔

سب سے بڑھ کر کارکنوں کو بھی اور عمومی طور پر تمام افراد جماعت کو بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو احسن رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام کارکن جو اِس وقت وہاں جلسہ گاہ میں کام کر رہے ہیں ان کو ہر طرح سے محفوظ رکھے۔ بعض دفعہ بڑے بھاری بھاری کام کرنے پڑتے ہیں اور بعض دفعہ چوٹ وغیرہ لگنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر ایک کو محفوظ بھی رکھے۔

اللہ تعالیٰ جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب بھی فرمائے۔ کسی بھی مخالف اور بد فطرت کے شر سے اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر طرح محفوظ رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر کارکن کو توفیق دے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ پر آئے ہوئے مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت سرانجام دیتے رہیں اور خوش خُلقی سے خدمت سرانجام دیتے رہیں۔

کارکنان جو خدمت کے اعلیٰ معیار حاصل کئے ہوئے ہیں، جن معیاروں پر وہ پہنچے ہوئے ہیں اس سے بلند معیار ہر دفعہ پیش کرنے والے ہوں اور اِس دفعہ بھی پہلے سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہوں۔ اس میں کبھی کمی نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا ہر قدم جو ہے آگے بڑھنے والا ہونا چاہئے اور جب ایسی خدمت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر پیار کی نظر بھی ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 26/ اگست 2016ء تا 01/ ستمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 35 صفحہ 05 تا 08)

33

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 / اگست 2016ء بمطابق 12 ظہور 1395 ہجری شمسی بر موقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2016ء۔ بمقام حدیقۃ المہدی۔ آلٹن (Alton)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ۔ باقاعدہ رسمی افتتاح شام کو ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سب شامل ہونے والوں کو ان توقعات پر پورا اترنے والا بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ سے رکھی ہیں اور تمام شامل ہونے والوں کو ان دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں۔ یہ تو ہر احمدی جانتا ہے اور اسے علم ہونا چاہئے اور اس بات کا خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے کہ جلسہ میں شمولیت کسی دنیاوی میلے میں شمولیت نہیں ہے۔ اس لئے ہر شامل ہونے والے کو ان دنوں میں اپنی توجہات کا مرکز دینی، علمی اور روحانی ترقی کو بنانا چاہئے۔ بلکہ آپ علیہ السلام نے ان لوگوں سے بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو اس سوچ کے ساتھ جلسہ میں شامل نہیں ہوتے۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

جلسے کے پروگرام اس سوچ کے ساتھ بنائے جاتے ہیں اور مقررین کی تقریریں اور ان کے عناوین پر اس سوچ کے ساتھ پہلے ایک کمیٹی غور کرتی ہے جس سے دینی، علمی اور روحانی ترقی میں مدد مل سکے۔ یہ ایک لمبی فہرست ہوتی ہے اور پھر ان عناوین میں سے خلیفہ وقت کے پاس وہ منظوری کے لئے آتے ہیں اور پھر ان میں سے کچھ مضامین، کچھ عناوین تجویز کئے جاتے ہیں جو یہاں مقررین پیش کرتے ہیں تا کہ شامل ہونے والوں کی دینی، علمی اور روحانی ترقی کے لئے بہتر سے بہتر مواد مہیا کیا جا سکے۔

پس جلسہ پر آنے والوں کو جلسہ کے پروگراموں کو جلسہ کے اوقات میں جلسہ کی مارکی میں یہ جلسہ گاہ جو ہے، اس میں خاموشی سے بیٹھ کر سننے کو یقینی بنانا چاہئے۔ بعض دفعہ مَردوں کی طرف سے اور عموماً عورتوں کی طرف

سے یہ شکایت آتی ہے کہ بجائے **خاموشی سے جلسہ گاہ میں بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی سنیں** بعض لوگ جلسہ کی مارکی کے باہر ٹولیوں میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں وقت گزار رہے ہوتے ہیں اور بچوں کو کھیل کود کا سامان دے کر جلسہ کی مارکی کے ساتھ ہی انہیں کھیلنے کا موقع دیا جارہا ہوتا ہے۔ اس سے تو بچوں کو بھی احساس نہیں ہو گا کہ دینی مجلس کا تقدّس کیا ہے؟ اگر بچے اتنے چھوٹے ہیں کہ کھیل کود کی عمر ہے اور ان کو بہلانے کے لئے ضروری ہے کچھ دیا جائے تو پھر بچوں کی مارکی میں بچوں کو لے جائیں وہاں بچے کھیلتے رہیں وہاں سامان مہیا ہے۔ لیکن جو مَین مارکیاں ہیں عورتوں کی بھی اور مردوں کی بھی اس کے ساتھ بچوں کا کھیل کود میں مصروف ہونا اور ماں باپ کا ان کے قریب ہی بیٹھ کر ٹولیاں بنا کر باتیں کرنا کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ اور جب کارکنان اس بات سے منع کرتے ہیں تو بعض برا بھی مناتے ہیں کہ کیوں ہمیں روکا گیا۔ حالانکہ یہ غلطی مہمانوں کی ہوتی ہے کام کرنے والوں کی نہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک کمیٹی تقاریر کے عناوین کے لئے غور کرتی ہے اور پھر مختلف عناوین تجویز کر کے مجھے بھیجتی ہے جن میں سے مَیں حالات کے مطابق سات آٹھ عناوین تجویز کرتا ہوں اور تجویز کے بعد یہ منتخب کئے گئے عناوین مقررین کو بھجوائے جاتے ہیں۔ وہ کئی کئی دن بلکہ بعض تو مہینے سے زیادہ وقت اپنی تقریر کی تیاری میں لگاتے ہیں اور مختصر وقت میں بڑی محنت سے ان عنوانوں پر جامع مضمون پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس ہر ایک کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ مقررین اور علماء اتنا وقت لگا کر محنت کر کے جو مواد تیار کرتے ہیں اسے غور سے سنیں اور پھر یاد بھی رکھیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر سننے والے مرد بھی اور عورتیں بھی ان تقاریر کا پچاس فیصد بھی یاد رکھیں تو اپنے علمی، دینی اور روحانی معیار کو کئی گنا بڑھا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک **موقع پر فرمایا کہ سب کو متوجہ ہو کر تقریروں کو سننا چاہئے۔** فرمایا کہ "پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے۔ اس میں غفلت، سستی اور عدم توجہ بہت بُرے نتیجے پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جاوے تو غور سے اس کو نہیں سنتے ہیں ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور موثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔" فرمایا ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے "کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑی غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 143-142)

پس ایک حصہ خاص طور پر جب بعض دفعہ عمومی شکایتیں آتی ہیں تو وہ جو مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی مارکی کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوتے ہیں انہیں اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ اگر وہ شکایتیں صحیح ہیں تو اس

دفعہ ان کو کارکنوں کو، ڈیوٹی والوں کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہئے۔ ان کو چاہئے کہ وہ جلسہ کی کارروائی کو نہایت سنجیدگی سے سنیں اور اس نیت سے سنیں کہ اس سے ہم نے صرف ذہنی حظّ نہیں اٹھانا یا کسی علمی نکتے کو سن کر وقتی علمی حظّ نہیں اٹھانا بلکہ اس لئے سننا ہے کہ ہمیں مستقلاً علمی اور روحانی فائدہ ہو۔

پھر بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں **جنہوں نے اپنے پسندیدہ مقرر چنے ہوتے ہیں** اور صرف انہی کی تقاریر کے لئے جلسہ گاہ میں آتے ہیں۔ ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"مَیں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھیر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔" فرمایا: "مَیں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ مَیں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ "تعالیٰ" کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔"

"... مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسّان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزّل ہی کی طرف جاتی ہے۔" فرمایا: "بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 398، 399، 401)

پس آپ نے ان لوگوں کا یہ نقشہ کھینچا ہے جو دنیا دار ہیں۔ جن کے لیکچر، جن کی تقریریں چاہے وہ دین کے نام پر ہوں دنیا کی نام و نمود کی خاطر ہوتی ہیں۔ بلکہ آپ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ یہ تقریریں کرنے والے اکثر بجائے یہ شوق رکھنے کے کہ ہماری تقریر لوگوں کے دلوں پر اثر کر کے ان کی علمی و روحانی بہتری کا باعث بنے، اپنی تقریر کے دوران صرف اس سوچ میں ہوتے ہیں کہ ان کی واہ واہ ہو۔ گویا کہ تقریر کے دوران ایسے مقررین نے اپنے معبود اُن سامعین کو بنایا ہوتا ہے جو اُن کی باتیں سن رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا شامل ہونے والے بھی اخلاص لے کر جلسوں میں شامل نہیں ہوتے، باتیں نہیں سنتے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 401)

اگر اخلاص کے ساتھ آئیں تو بالکل ایک اور اثر ہو رہا ہو، مثبت اثر ہو رہا ہو۔ لیکن بہر حال ہمارے جلسوں کے نہ تو مقررین کا یہ مقصد ہے اور نہ عموماً سامعین کا یہ مقصد ہے اور نہ ہی یہ ہونا چاہئے کہ بجائے ان باتوں کو سمجھ کر اپنی اصلاح اور بہتری کا ذریعہ بنائیں، عارضی طور پر حظّ اٹھایا جائے۔ اگر ہمارے اندر بھی کچھ لوگ ایسے ہیں تو انہیں

اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا۔ اس احسان کا حق ہم اسی صورت میں ادا کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اس بات پر ہی ہم حقیقی رنگ میں شکر ادا کر سکتے ہیں جب ہم خالصۃً لِلّٰہ ہر کام کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کام کرنے والے ہوں۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو اس لئے کہ چند ایک کی کمزوری کی حالت اکثریت کی سوچ نہ بن جائے۔ چند ایک کو دیکھ کر نئی آنے والی نسلیں یہ نہ سمجھ لیں کہ جلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا اور توجہ نہ دینا جائز ہے۔ اور اگر مَیں اس حوالے سے بات کرتا ہوں تو اس لئے کہ یاددہانی ہوتی رہے اور اگر کوئی کمزوری ہے تو ساتھ کے ساتھ دُور ہوتی چلی جائے تا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارے نئے آنے والے اور ہمارے بچے اور ہمارے نوجوان اس بات کو سامنے رکھیں کہ جلسے کی کیا اہمیت ہے۔ اگر جلسہ ہماری علمی اور روحانی ترقی پر مثبت طور پر اثر انداز نہیں ہو رہا اور بشری کمزوری کے تقاضے کے تحت ہم میں سے کچھ بعض تقریروں اور مقررین سے صحیح استفادہ نہیں کرتے تو یہ قابل فکر بات ہے۔ اللہ تعالیٰ مقررین کی زبان میں بھی برکت ڈالے کہ وہ اپنے ذمہ لگائے گئے مضمون کو سننے والوں کے ذہنوں میں اس طرح ڈال سکیں کہ وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی باتیں ہیں، جو عشق و وفا کی باتیں ہیں، جو تعلق باللہ کی باتیں ہیں، جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق مسیح موعود اور مہدی معہود سے تعلق اور اطاعت کی باتیں ہیں، لوگوں کے ذہنوں میں داخل ہو جائیں اور مثبت اثر ڈالنے والی ہوں۔

پس ہر وہ شخص جو جلسے میں آیا ہے اس بات کو یقینی بنائے کہ اس نے ان تین دنوں میں دنیا کے معاملات کو بھول جانا ہے اور بھول کر اپنے دینی اور روحانی معیاروں کو بڑھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مہمانوں کو، جلسے میں شامل ہونے والوں کو اس طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ مہمانوں کی خدمات کے لئے مَردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی جو کارکنان مقرر کئے گئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے بطور کارکن جنہوں نے جلسے کے دنوں میں اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ ان میں کالجوں سکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی ہیں اور ایسی تعداد بھی ہے، بہت بڑی تعداد ایسوں کی بھی ہے جو اپنے کاروبار کرتے ہیں یا نوکریاں کرتے ہیں۔ بعض بڑے معزز عہدوں پر بھی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کا جو جذبہ ہے اس نے ایک سکول کے طالبعلم کو، ایک مزدور کو، ایک کاروبار کرنے والے اور ایک معزز اور دنیاوی لحاظ سے اچھی پوزیشن پر کام کرنے والے کو ایک ہی سطح پر کھڑا کر دیا۔ اس لئے وہ مہمان جو بعض

دفعہ کارکنوں کے ساتھ غلط رویّہ دکھا جاتے ہیں انہیں اپنے جذبات پر کنٹرول رکھنا چاہئے اور کارکنوں کی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہئے۔ بیشک کارکنوں کو یہی تلقین کی جاتی ہے کہ انہوں نے ہر صورت میں صبر اور حوصلے سے کام لینا ہے لیکن بشری تقاضے کے تحت بعض حالات میں بعض کارکن سخت جواب بھی دے دیتے ہیں۔ پس مہمانوں کا بھی کام ہے کہ کارکنوں کی عزت اور احترام کریں اور کوئی ایسا رویہ نہ دکھائیں جس سے بدمزگی پیدا ہونے کا امکان ہو اور پھر جو بچے اور نوجوان ایک جذبے کے تحت کام کرنے آتے ہیں اور بعض دفعہ مہمانوں کے غلط رویے کی وجہ سے ان میں بددلی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ غیر از جماعت مہمان اگر کسی تکلیف کی وجہ سے کوئی اظہار کریں جو عموماً وہ نہیں کرتے تو ان کا اظہار تو بہرحال قابل قبول ہے اور ہمیں یہ پوری کوشش بھی کرنی چاہئے کہ ان کی اگر کوئی تکلیف ہے تو ان کو آرام اور سہولت مہیا کی جائے۔ لیکن **احمدی جو جلسہ میں شامل ہونے آتے ہیں بیشک وہ ایک لحاظ سے مہمان ہیں لیکن ان کا مقصد مہمان بن کر رہنا نہیں ہونا چاہئے۔** وہ تو اس لئے آتے ہیں کہ جلسہ کی برکات سے حصہ لیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ اس سوچ کے ساتھ آنا بھی چاہئے۔ اس لئے ان کی رہائش یا کھانے وغیرہ کے وقت اور اکثریت تو یہاں رہائش بھی نہیں رکھتی، ان کے آنے جانے میں، پارکنگ میں اگر بعض وجوہات کی وجہ سے دقّت بھی ہو تو کھلے دل سے اور حوصلے سے یہ تکلیف برداشت کرنی چاہئے۔ پچھلے جمعہ میں بھی مَیں نے ذکر کیا تھا کہ چند دنوں کے لئے ایک پورا شہر بسایا جاتا ہے اور پھر چند دنوں میں ختم بھی کرنا ہے اور کارکن یہ سارے کام کر رہے ہوتے ہیں تو بہرحال جہاں یہ عارضی سہولتیں مہیا کی جارہی ہو تو وہاں کچھ نہ کچھ تکلیفیں تو ہوتی ہیں۔ جتنا چاہے بہترین انتظام کرنے کی کوشش کریں پھر بھی بعض انتظامات نہیں ہو سکتے جو مستقل جگہوں پر ہو سکتے ہیں۔

مجھے بتایا گیا کہ پچھلے سال شامل ہونے والی ایک خاتون نے کہا کہ مارکیوں میں ایئر کنڈیشننگ کا انتظام ہونا چاہئے۔ موسم گرم ہوتا ہے۔ ہمیں علم ہے اور انتظامیہ کو بھی علم ہے لیکن ایئر کنڈیشننگ کا انتظام کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر ایسی صورت ہو تو دروازے کھول دینے چاہئیں تاکہ ہوا آتی رہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک معمولی چیز ہے یا اگر پنکھوں کا بھی انتظام ہے تو یہ معمولی چیز ہے۔ بعض تکنیکی روکیں اور مسائل بھی سامنے آجاتے ہیں جس کی وجہ سے انتظام نہیں ہو سکتے۔ پنکھوں کا انتظام بھی بعض دفعہ مشکل ہو جاتا ہے اور پھر اخراجات کو بھی مدّ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ربوہ میں جو جلسے ہوتے تھے یا قادیان میں ابھی بھی ہوتے ہیں تو سردیوں میں کھلے میں بیٹھ کر اور بعض دفعہ بارش میں بھی لوگ جلسہ سنتے ہیں اور سردی بھی برداشت کرتے ہیں۔ پس اگر شامل ہونے والوں کو ایسی چھوٹی موٹی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں، گرمی برداشت کرنی پڑے تو برداشت کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر ایسے ہی لوگوں کے بارے میں جو مختلف چیزوں کا مطالبہ کرتے ہیں فرمایا کہ: "دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اس لئے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا ٹھنڈے شربت ملیں گے

یا تکلّف کے کھانے ملیں گے تو وہ گویا ان اشیاء کے لئے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اس کو آرام پہنچاوے اور وہ پہنچاتا ہے۔ لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اس کے لئے نقصان کا موجب ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 372)

پس مہمان ان دنوں میں جیسی بھی سہولت ہو اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور ان کارکنوں کا شکر ادا کریں جو رات دن ایک کر کے ہر شعبہ میں مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جلسے کے تین دن مہمانوں کو اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے کس طرح سامان کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے یہ دن گزاریں۔ اس کی خیر مانگتے ہوئے گزاریں اور ہر شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے یہ دن گزاریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ رہائش اختیار کرتے ہوئے یا عارضی پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ "مَیں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور ہر شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں" تو فرمایا کہ "ایسے شخص کو اس رہائش کو چھوڑنے یا وہاں سے چلے جانے تک" اگر عارضی رہائش بھی ہے تو چلے جانے تک "کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

(مسلم کتاب الذکر و الدعاء... باب التعوذ من سوء القضاء... حدیث 2708)

پس ان دِنوں میں خاص طور پر یہ دعا مانگیں کہ دنیا کے جو حالات ہیں اور کوئی پتا نہیں کس وقت کوئی شریر کیا شرارت کرنے والا ہے، کس قسم کے نقصان پہنچانے کی بعض ظالم منصوبہ بندی کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ دے۔ پھر بیماری وغیرہ کی تکلیفیں ہیں۔ بچوں کے ساتھ لوگ آئے ہوئے ہیں اور بڑے جذبے سے اکثریت لوگوں کی آتی ہے تو یہ دن بچوں کے لئے بھی موسم کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے تکلیف کا باعث ہو جاتے ہیں اور آنے والے لوگ جو بچوں والے ہیں، وہ پرواہ بھی نہیں کرتے۔ بچے نازک ہوتے ہیں۔ کوئی بھی تکلیف ان کو پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے یہ ساری دعائیں جب کی جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تکلیفوں اور شرارتوں سے بچاتا ہے۔ پس ہر قسم کی تکلیف سے بچنے کے لئے ہمیں دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔

اور یہ بھی ہر ایک جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے عبادت کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ پس ان دنوں میں اس لحاظ سے بھی اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور صرف ان دنوں میں نہیں بلکہ پھر یہ جو عادت پڑے یہ ہر ایک کی زندگی کا مستقل حصہ بن جائے۔

میں نے بچوں کے ساتھ آنے والوں کی بات کی۔ مجھے پتا چلا ہے کہ رات کو بعض لوگ آئے اور انتظامیہ کے پاس بستروں یا میٹرسوں (mattresses) کی کمی ہو گئی تھی اور بعض چھوٹے بچوں والوں کو اس وجہ سے تکلیف

بھی ہوئی۔ بچوں کو تو بعضوں نے اپنے ساتھ لائے ہوئے کمبلوں میں لپیٹ کر سلا دیا۔ لوگ جوش اور جذبے کے تحت اپنے چھوٹے بچوں کو بھی لے آتے ہیں۔ نو دس ماہ کے بچے یا سال دو سال کے بچے ہیں وہ بھی ساتھ آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہیں ٹینٹوں میں یا مارکی میں رہائش رکھی ہے اور اگر انہیں کہا جائے کہ یہاں صحیح انتظام نہیں ہے، ٹھنڈ بہت زیادہ ہے اور کہیں اَور چلے جائیں تو یہی کہتے ہیں کہ نہیں، ہم برداشت کر لیں گے۔ اور ہمارے بچے بھی برداشت کر لیں گے۔ ہم نے یہیں راتیں گزارنی ہیں تا کہ جلسہ کے ماحول سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ تو اگر ایسے لوگ ہیں جو آرام اور سہولت کے لئے کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی اکثریت ایسی بھی ہے جو کہتی ہے کہ ہم جلسہ سننے آئے ہیں۔ کوئی بات نہیں اگر تھوڑی بہت تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی تو کر لیں گے۔ بڑے سخت جان ہیں اور بچوں کو بھی سخت جان بنانا چاہتے ہیں۔ بہر حال ایسے مہمان ہیں جو رحمتیں لے کر آنے والے ہیں اور ایسے مہمانوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میزبانوں کے کام بھی آسان کر دیتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعضوں کو رات کو تکلیف ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ گزشتہ رات جو تکلیف ہوئی اور میٹرسوں اور بستروں کی کمی ہوئی یا مہمانوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچی، آج رات انتظامیہ اس کو دُور کر لے گی اور مہمانوں کو کل جو تکلیف پہنچی تھی امید ہے انشاء اللہ آج نہیں ہو گی۔

جلسے میں شامل ہونے والے اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ نمازوں کے اوقات میں وقت پر آ کر بیٹھ جایا کریں تا کہ بعد میں آنے کی وجہ سے شور نہ ہو۔ اگر کھانے کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے تو کھانا کھلانے کی انتظامیہ، جلسہ گاہ کی انتظامیہ یا جس کے سپرد نماز کے اوقات کا انتظام ہے انہیں اطلاع کر دیں کہ ابھی مہمان کھانا کھا رہے ہیں، نماز میں دس پندرہ منٹ انتظار کر لیا جائے اور وہ مجھے اطلاع کر دیں تو اس کا انتظار کر لیا جائے گا۔ مجھے بھی باوجود کوشش کے مصروفیت کی وجہ سے چند منٹ دیر ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ زیادہ دیر بھی ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر جب باہر کے مہمان، غیر از جماعت مہمان آئے ہوں، ان کی ملاقاتیں ہو رہی ہوں تو دیر ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مَیں نے دیکھا ہے کہ میرے آنے کے بعد اور نماز شروع ہونے کے بعد بھی کافی تعداد میں لوگ اندر آتے ہیں اس لئے اس طرف مہمانوں کو بھی اور تربیت کے شعبہ کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ ان کے بعد میں آنے اور لکڑی کے فرشوں پر چلنے کی وجہ سے شور ہوتا ہے۔ باوجود اس کے کہ جس حد تک اس شور کو دور کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے، کی جا رہی ہے لیکن پھر بھی آوازیں آتی ہیں۔ اگر پہلے بھی آ گئے ہیں تو دعائیں اور ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ اس کا بھی ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا ثواب دیتا ہے۔ مسجد میں انتظار میں بیٹھے رہنے کا بھی ایک ثواب ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ حدیث 651)

پس اس ثواب کو بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے اور یہی ان تین دنوں کا صحیح استعمال بھی ہے۔ بجائے اس کے کہ باہر کھڑے اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہوں اور جب میں آجاؤں اور نماز شروع ہو جائے تو پھر اس کے بعد اندر آنا شروع ہوں تو جیسا کہ میں نے کہا اس وقت پھر لکڑی کے فرش کی وجہ سے جو نمازی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کی نماز ڈسٹرب ہوتی ہے۔

اسی طرح نمازوں کے اوقات میں اور جلسہ کے اوقات میں اپنے فون بند کر لیا کریں یا کم از کم گھنٹی کی آواز بند کر لیا کریں۔ اگر کسی کو یہ خیال ہے کہ میرے ہنگامی فون ہیں یا ہنگامی فون آسکتے ہیں تو گھنٹی کی آواز تو کم از کم بند کر لیں۔ اس سال کیونکہ انتظامیہ نے یہاں موبائل کے انتظام کو بہتر کیا ہے اور اس شعبہ کا دعویٰ ہے کہ یہاں بھی اس طرح فون کے سگنل آئیں گے جس طرح شہر میں آتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ بات سن کر بہت سے لوگوں نے ان کے سِم (SIM) ڈلوائے ہوں۔ اس لئے یہ نہ ہو کہ جو سہولت یہاں خاص موقع کے لئے مہیا کی گئی ہے وہ ہر فون کی گھنٹی بجنے کی وجہ سے جلسہ کے دوران بھی اور نمازوں کے دوران بھی لوگوں کو ڈسٹرب کر رہی ہو، ایک اور مسئلہ کھڑا ہو جائے۔

اسی طرح شامل ہونے والوں کو جو اپنی کاروں پر آرہے ہیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ٹرانسپورٹ کے شعبہ سے مکمل تعاون کریں تا کہ انتظامیہ کو کسی قسم کی دقّت نہ ہو۔ اس دفعہ انتظامیہ نے کوشش کی ہے کہ پارکنگ کے لئے جو انتظام ہے اس کو بہتر سے بہتر کیا جائے لیکن انتظام اسی وقت بہتر ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے جب لوگوں کا تعاون ہو۔ پس کسی بھی انتظام کی بہتری کے لئے جلسہ پر آنے والوں کا تعاون ضروری ہے۔ سکیننگ کے شعبہ میں مکمل تعاون کریں۔ یہ تمام انتظامات شامل ہونے والوں کی سہولت اور حفاظت کے لئے بھی کئے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی یہی ہے کہ ہر احمدی انتظام کا حصہ ہے، چاہے وہ کارکن ہے یا غیر کارکن جو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آتا ہے۔ پس خاص طور پر پارکنگ، سکیننگ، کھانے کی جگہیں اور جلسہ گاہ میں ہر وقت ہر ایک کو ہوشیار اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ ماحول پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ جہاں بھی کوئی غیر معمولی چیز دیکھیں یا کسی کی غیر معمولی حرکت دیکھیں فوری طور پر انتظامیہ کو بھی ہوشیار کریں اور خود بھی ہوشیار ہو جائیں۔ لیکن ہر حالت میں panic بالکل نہیں ہونا چاہئے۔

جو لوگ اپنے پرائیویٹ خیموں میں ہیں یا اجتماعی رہائش کی مارکی میں ہیں وہ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنی رقم اور قیمتی چیزیں اپنے ساتھ رکھیں۔ خاص طور پر عورتیں یاد رکھیں کہ اگر ان کے پاس کوئی زیور وغیرہ ہے تو اسے پہن کر رکھیں۔ اوّل تو جلسہ پہ زیور وغیرہ قسم کی چیزیں لانی ہی نہیں چاہئیں۔ دینی ماحول میں دن گزارنے کے لئے آتی ہیں، کوئی دنیاوی فنکشن کے لئے تو نہیں آتیں۔ اس لئے ایک تو آنے والی جو زیور لے کے آگئیں ان کو

احتیاط کرنی چاہئے۔ لیکن جو روزانہ آنے والی ہیں وہ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنے زیور اور کپڑوں کی طرف توجہ دینے کی بجائے جلسہ کے ان دنوں میں اپنی روحانی ترقی کا خیال رکھیں۔

جلسہ کے دنوں میں بعض شعبوں نے اپنی نمائشیں بھی لگائی ہوئی ہیں جس میں شعبہ تاریخ اور آرکائیو(archive) نے بھی نمائش کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اسی طرح ریویو آف ریلیجنز نے بھی قرآن کریم کے نسخوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کفن کے حوالے سے نمائش کا اہتمام کیا ہے جس طرح گزشتہ سال کیا تھا۔ اس سال شاید اس سے بہتر ہو۔ یہ دونوں اپنے دائرے میں بڑی معلوماتی نمائشیں ہیں۔ مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے وقت مقرر ہیں، اس سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔ اور پھر دوبارہ میں کہوں گا کہ خاص طور پر ان دنوں میں دعاؤں کی طرف توجہ رکھیں۔ اور نمازوں اور نوافل کے علاوہ ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھنے اور دوسری دعائیں کرنے میں وقت گزاریں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہم سب کی دعائیں قبول فرمائے اور ہر شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 02/ ستمبر 2016ء تا 08/ ستمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 36 صفحہ 05 تا 08)

34

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 19 / اگست 2016ء بمطابق 19 ظہور 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ہفتے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا اور باوجود کئی تحفظات کے جن میں سے سب سے زیادہ فکر دنیا کے حالات کی وجہ سے پُرامن طور پر جلسہ کے انعقاد کی تھی، نہایت احسن رنگ میں تین دن گزرے اور جلسے کا اختتام ہوا۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو آئندہ بھی ہر قسم کی پریشانیوں اور شرور سے محفوظ رکھے۔

جلسہ کا جو روحانی ماحول تھا جس کا اپنوں اور غیروں سب نے اظہار کیا، جو کیفیت سب نے اپنے اندر محسوس کی اللہ تعالیٰ کرے کہ اس کے اثرات ہمیشہ قائم رہیں اور ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے اِس عَہد کے ساتھ جھکے رہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہم نے کیا ہے اور جن باتوں نے ہم پر اثر کیا ہے ان کو ہمیشہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ! تیرے افضال کی جو بارش ہم پر ہو رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی خوشخبریوں کو جس طرح تُو پورا فرما رہا ہے وہ ہماری کسی غلطی، کسی نالائقی، کسی نااہلی کی وجہ سے ہماری زندگیوں کا حصہ بننے سے **ہمیں محروم نہ کر دے۔ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ!** نیکیوں کے کرنے کی طاقت بھی تجھ سے ملتی ہے اور ان پر قائم رہنے کی طاقت بھی تجھ سے ہی ملتی ہے۔ ہم اپنی کمزوریوں پر غلبہ بھی تیرے فضل سے ہی پاسکتے ہیں۔ ہماری معمولی کوششوں میں بھی ہمیشہ برکت ہی ڈالتا رہ اور ہمیں ہمیشہ اُن بندوں میں شمار رکھ جو تیرے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہنے والے اور تیرے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے مورد بنتے رہیں کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراھیم:8)۔ کہ اگر

تم شکر ادا کرو گے تو مَیں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا، تمہیں مزید دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسے کے کام جلسے سے پہلے شروع ہو جاتے ہیں اور ان کو کرنے کے لئے خدّام، اطفال، انصار، وقار عمل کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور جلسے سے دو تین ہفتے پہلے یہ کام شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی گزشتہ خطبوں میں ذکر کر چکا ہوں اور تقریباً دو ہفتہ بعد تک یہ سلسلہ سارے کام اور سامان کو سمیٹنے کی وجہ سے جاری رہتا ہے اور بڑی محنت اور اخلاص سے لوگ وقار عمل کرتے ہیں اور پھر جلسے کی ڈیوٹیاں بھی دیتے ہیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ خلیفہ وقت کی یہاں موجودگی کی وجہ سے ایک طرح سے انٹرنیشنل جلسہ ہی ہو گیا ہے۔ تمام دنیا کے نمائندے یہاں آتے ہیں لیکن اس دفعہ اس جلسہ کے انتظامات یا رضاکاروں کے لحاظ سے بھی اس کی بین الاقوامی حیثیت ہو گئی ہے۔ گزشتہ سال بھی کینیڈا سے خدّام وقار عمل کے لئے آئے تھے لیکن تھوڑی تعداد میں اور صحیح طرح اُن سے کام بھی نہیں لیا جا سکا یا وقت کے محدود ہونے کی وجہ سے وہ صحیح طرح خدمت سرانجام نہیں دے سکے۔ اس سال نہ صرف یہ کہ بہتر منصوبہ بندی ہے اور میری اطلاعات کے مطابق اس منصوبہ بندی کی وجہ سے بہت بہتر کام ہوا ہے بلکہ تعداد بھی اس سے بہت زیادہ ہے جو گزشتہ سال تھی۔ اور پھر اس سال امریکہ سے بھی خدام وقار عمل کے لئے آئے۔ تو اس لحاظ سے اب یہ کام، وقار عمل بھی بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ کارکن دنیا کے مختلف ممالک سے آتے ہیں۔ امریکہ کے اکثر خدام نے جلسہ سے پہلے کام کیا اور کینیڈا کے 150 سے زائد خدام نے جلسہ کے بعد کے وائنڈ اَپ میں کام کیا۔ یوکے (UK) کے صدر خدام الاحمدیہ نے مجھے بتایا کہ ان باہر سے آنے والے خدام نے نہ صرف بڑی محنت سے کام کیا ہے بلکہ بڑی منصوبہ بندی اور بڑے جذبہ سے کام کیا ہے اور بڑی جلدی اس کام کو نپٹا بھی دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ یوکے (UK) کے خدام و اطفال جو وقار عمل کرتے رہے اور ڈیوٹیاں دیتے رہے وہ بھی یقیناً ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بھی بہت محنت سے کام کیا اور ہمیشہ کرتے ہیں۔ یوکے کے اطفال اور خدام جو ڈیوٹیاں دیتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ انتظامیہ اور جلسہ میں شامل ہونے والوں کو چاہئے کہ جہاں وہ یوکے والوں کا شکریہ ادا کریں، ان کارکنوں کا، اطفال و خدام کا شکریہ ادا کریں وہاں کینیڈا سے اور امریکہ سے آنے والے خدام کا بھی ان کو شکر گزار ہونا چاہئے اور سب سے بڑھ کر تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں یورپ اور ان مغربی ممالک میں رہنے اور پلنے بڑھنے والے ایسے رضاکار عطا فرمائے جو بے نفس ہو کر کام کرتے ہیں۔

یوکے کے تقریباً چھ ہزار لڑکے لڑکیاں، مرد، عورتیں، بچے، جلسہ کے مہمانوں کی خدمت پر متعین تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اتنی تعداد میں کارکن مہیا فرمائے جو ٹائلٹ کی صفائی سے لے کر کھانا

پکانے، کھانا کھلانے اور پھر جلسہ گاہ کے مختلف کام، سیکیورٹی سے لے کر پارکنگ اور دوسری سہولیات مہیا کرنے اور پھر انہیں سمیٹنے تک انتہائی مہارت اور منصوبہ بندی سے کام کرتے رہے۔ یہ نظارے ہمیں دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آئیں گے۔ **پس یہ کارکن ہمارے انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں۔** اور اس طرح ان کارکنان کو بھی، ان کام کرنے والوں کو بھی، ان رضاکاروں کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کا موقع عطا فرمایا اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ انہیں پہلے سے بڑھ کر اس خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں نے اس بات پر بڑی حیرت کا اظہار کیا کہ کس طرح انہیں بچوں نوجوانوں بوڑھوں نے کام کرتے ہوئے متأثر کیا ہے۔ بعض مہمانوں کے تأثر بیان کر دیتا ہوں۔

جلسہ کے پروگرام بھی اور **کام کرنے والے بھی ایسی خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں** جو اس سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے جو ہم دوسرے لٹریچر تقسیم کر کے یا دوسرے ذرائع سے کرتے ہیں۔

بینن کے وزیر دفاع جلسہ میں شامل ہوئے۔ موصوف کہتے ہیں مجھے اس جلسہ میں شامل ہو کر امن اور محبت کے سفیروں سے ملنے کا موقع ملا ہے۔ ہر بچہ، جوان دوسروں سے خوش اخلاقی سے ملتا ہوا نظر آیا۔ اگر کسی کو دوسرے کی زبان سمجھ نہ بھی آتی تھی تو مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہتا اور مہمان کی زبان میں کچھ نہ کچھ کہنے کی کوشش کرتا۔ جلسہ سالانہ حقیقی بھائی چارے کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں اس جلسہ کو حقیقی سکون کی آماجگاہ کہوں گا۔ اس جلسہ میں شامل ہر بچہ، بڑا اور بوڑھا قربانی کر کے دوسروں کے آرام کا خیال رکھتا ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ کا جلسہ میرے لئے ایک اکیڈمی کی حیثیت رکھتا ہے جہاں سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ میں نے اتنے بڑے اجتماع میں کسی کو دھکم پیل کرتے نہیں دیکھا۔ ہر چیز ایک نظام اور طریق کے ساتھ چل رہی تھی۔ میرے لئے بڑا حیران کن تھا کہ ڈیوٹی پر موجود ہر چھوٹا بڑا مہمان کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہوا تھا۔ اگر کسی چیز کا اشارۃً بھی اظہار کیا جاتا اور وہ موجود نہ ہوتی تو اسے فوراً خرید کر ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی جاتی۔ سب سے بڑی بات تمام شاملین جلسہ کی سیکیورٹی کا موثر اور اعلیٰ انتظام کا ہونا تھا۔ سیکیورٹی کا ایک اعلیٰ اور عمدہ پلان تھا جس سے لگ رہا تھا کہ کسی پروفیشنل ٹیم نے اس کا انتظام کیا ہوا ہے حالانکہ وہاں مجھے نہ تو کوئی پولیس والا اور نہ ہی کوئی آرمی کے لوگ نظر آئے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ مَیں جاننے کی کوشش کرتا رہا کہ انتظامات کے پیچھے کیا راز ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ لوگ ایک خلافت کے ماننے والے ہیں اور اس وجہ سے ایک ایسی قوم تیار ہو گئی ہے جو ہر قربانی کے لئے تیار رہتی ہے۔ تو یہ تأثرات ہوتے ہیں غیروں کے۔

پھر بینن کے ہی ایک جرنلسٹ بھی آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس جلسہ کے اعلیٰ انتظامات کے بارے میں اگر کسی کو بتایا جائے تو وہ اس وقت تک یقین نہیں کرے گا جب تک خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے۔ آپ کے

جلسہ میں شامل ہو کر مجھے امید کا پیغام ملا ہے۔ دنیا میں ہر طرف ذاتی مفادات کی خاطر فسادات کئے جا رہے ہیں لیکن آپ کے جلسہ میں ان نوجوانوں اور بچوں کو دیکھ کر جو اپنی پرواہ اور فکر کئے بغیر دوسروں کی خدمت کے لئے حاضر اور تیار رہتے ہیں ان نوجوانوں اور بچوں کے ذریعہ ایک نئی دنیا جنم لے گی جس میں خود غرضی نہیں ہو گی بلکہ دوسروں کی خدمت اعلیٰ مقصود ہو گا اور اس اعلیٰ تعلیم کے ساتھ اسلام احمدیت دوسروں کے لئے آج ایک صیقل آئینہ کی طرح ہے جو اسلام کا حسین چہرہ دنیا کو دکھاتا ہے۔ کہتے ہیں مَیں صحافی ہونے کی حیثیت سے دنیا کے اکثر حصّوں میں گیا ہوں۔ مَیں نے سعودی عرب میں حج کے انتظامات دیکھے۔ ایران میں بھی بہت بڑے اجتماعات میں شرکت کی۔ میں نے یو این او (UNO) کے تحت بھی بڑی کانفرنسوں میں شرکت کی لیکن میں نے اس طرح کے اعلیٰ انتظامات کہیں اَور نہیں دیکھے۔ اس کی وجہ بے لوث اور محبت کرنے والے اور انسانیت کی قدر کرنے والے وہ نوجوان اور بچے اور بوڑھے ہیں جو اس جلسہ میں ہر وقت خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور جنہیں ان کے خلیفہ کی رہنمائی ہر وقت میسر رہتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں اپنے دل کی کیفیت صحیح طور اپنے الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ کہتے ہیں یہ میرے لئے بڑا حیران کن تجربہ ہے کہ ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ہنستے اور مسکراتے چہروں کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرتے دیکھے۔

مَیں یہ بات جاننے میں ناکام رہا کہ ان میں سے کون امیر ہے اور کون غریب۔ ایک ہی طرح ایک ہی جذبہ سے وہ دوسروں کے آرام کے لئے دن اور رات محنت کرتے نظر آئے۔ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے انتظامات نے بھی مجھے بڑا حیران کیا۔ مَیں بینن میں نیشنل ٹی وی کا ڈائریکٹر رہا ہوں۔ مَیں نے آج تک ٹی وی کے براہ راست پروگرام کے اتنے اعلیٰ انتظامات کہیں اور نہیں دیکھے۔ یو این او (UNO) میں بھی اتنی زبانوں میں براہ راست تراجم نہیں ہوتے جتنے آپ کے ہاں ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تقاریر کے تراجم کا انتظام تھا۔ اس جلسہ میں شامل ہر فرد اپنی زبان میں براہ راست تقاریر کا ترجمہ سن کر محسوس کرتا کہ جلسہ اس کے اپنے ملک میں ہو رہا ہے۔ اس کی زبان اور قوم میں ہو رہا ہے۔ مَیں نے احمدیت میں یہ بات سیکھی ہے کہ ایمان کو تمام باقی چیزوں سے افضل رکھو اور سچائی ہی کی جیت ہوتی ہے۔ طاقتور ہمیشہ طاقتور نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ جلسہ میں شامل ہو کر میں تو کہوں گا کہ خدا سے ملانے والا راستہ آج بھی موجود ہے اگر کوئی اس پہ عمل کرنا چاہے تو۔

کونگو کنشاسا کے ایک صوبہ کے اٹارنی جرنل بھی شامل تھے۔ وہ کہتے ہیں میں پچیس سال سے بطور مجسٹریٹ کام کر رہا ہوں۔ مَیں نے جلسہ کا گہرائی سے جائزہ لیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف دولت سے کچھ نہیں کیا جا سکتا جب تک اتفاق و اتحاد نہ ہو۔ جب آپ ایک جسم کی طرح ہو جائیں تو پھر سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے۔ جلسہ کے کارکن ایک جسم کی طرح ہو گئے تو انہوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ جنگل کو قابل رہائش بنا دیا

جہاں سب کچھ میسر تھا۔ صاف ستھرے ٹائلٹس، رہائش گاہیں، ریڈیو اور ٹی وی سٹیشنز جو مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کر رہے تھے۔ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے امیر، غریب، بڑے بڑے عہدوں والے سیاستدان، صاحب علم، دانشور سب ایک ہو کر کام کر رہے تھے۔ چالیس ہزار کے قریب مہمانوں کے کھانے پینے، لانے لے جانے اور دیگر ضروریات کا خیال رکھنا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن یہ کام چھ ہزار کے قریب رضاکار بغیر کسی شور، ہنگامے اور فساد کے خوشی خوشی کر رہے تھے۔ ان رضاکاروں میں تین سال سے لے کر اسّی سال کی عمر کے افراد شامل تھے۔ یعنی بچے بھی اور بوڑھے بھی۔ یہ رضاکار دوسروں کی خدمت کر کے خوشی محسوس کر رہے تھے۔ میں نے تو ہر طرف محبت اور اخوت ہی دیکھی۔ کہتے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بہت مؤثر رنگ میں کام کر رہی ہے اور یہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ۔ کہتے ہیں مَیں تو سب کو کہنا چاہتا ہوں کہ جماعت کو قریب سے دیکھو تو آپ کو خود بخود سمجھ آ جائے گی۔ کہتے ہیں کہ جب جلسہ میں آیا تو صرف پہلا آدھا گھنٹہ اجنبی محسوس کیا اس کے بعد لوگ خود بخود مجھ سے آ کر ملتے رہے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ہم سب ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں۔

یہ بھی جلسہ کی ایک خوبصورتی ہے کہ صرف جلسہ کے کام کرنے والے ہی غیروں کو متأثر نہیں کرتے بلکہ شاملین جلسہ بھی متاثر کر رہے ہوتے ہیں اور اس ذریعہ سے ایک خاموش تبلیغ ہو رہی ہوتی ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی جہاں ڈیوٹی دینے والے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنیں کہ وہ اپنے عمل سے اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور غیر مسلموں کو متاثر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن رہے ہیں، اس لحاظ سے وہاں شامل ہونے والے احمدی بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے ان سے خاموش تبلیغ کروا رہا ہے۔

نائیجر سے صدر مملکت کے مذہبی امور کے مشیر خاص بھی اس سال جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تقریباً سارا سال سفر میں رہتا ہوں اور مذہبی میٹنگز میں شامل ہوتا ہوں۔ لیکن مَیں نے آج تک کبھی ایسا روحانی منظر نہیں دیکھا۔ جلسہ میں شمولیت سے مجھے لگ رہا تھا کہ آسمان سے نور نازل ہو رہا ہے۔ بیعت کا نظارہ دیکھنے کے بعد کہتے ہیں گویا میں بیعت رضوان میں شامل ہوں۔

جاپان سے ایک دوست آاویاما (Aoyama) یوسف صاحب شامل ہوئے جو کہ مشہور سکالر اور جاپان اینگلیکن (Anglican) چرچ کے صدر ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدی نوجوانوں اور بچوں کا جذبہ خدمت قابل تحسین ہے۔ آج دنیا کی کسی بھی قوم میں ایسے نوجوان نہ ہونے کے برابر ہیں جو رضاکارانہ طور پر ایسی خدمات بجا لا رہے ہوں۔ یہ نظارہ صرف جلسہ سالانہ میں نظر آ رہا ہے۔ کہیں نوجوان بھاگ بھاگ کر کھانا کھلانے کے لئے فکر مند ہیں۔ کہیں کوئی مہمان کو لانے لے جانے کے لئے گاڑیوں کی فکر میں ہے۔ کہیں بچے پانی پلا رہے ہیں تو کہیں بڑی عمر کے افراد مختلف کاموں میں مصروف ہیں۔ خصوصاً بچوں کی پُرجوش شمولیت بتاتی ہے کہ احمدیت کا حال بھی اور مستقبل

بھی روشن ہے۔ اور انشاء اللہ ہے۔

پھر یوگنڈا کے وائس پریذیڈنٹ ایڈورٹ سیکاندی (Edward Ssekandi) تشریف لائے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب انہیں جلسہ گاہ کا ٹور (tour) کروایا گیا اور بتایا گیا کہ تمام کارکن رضاکار ہیں تو بہت حیران ہوئے۔ پھر سیکیورٹی والوں کو دیکھ کر پوچھنے لگے کہ ٹھیک ہے باقی تو رضاکار ہیں لیکن ان کو یقیناً پیسے دیئے جاتے ہوں گے۔ تو موصوف کو جب یہ بتایا گیا کہ یہاں کام کرنے والے تمام لوگ رضاکارانہ طور پر کام کر رہے ہیں تو بڑے متأثر ہوئے۔ کہنے لگے مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی مسلمانوں کا اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا جہاں تمام لوگ امن کے ساتھ اکٹھے رہ رہے ہوں اور میں نے مسلمانوں کے بارے میں یہی سن رکھا تھا کہ لوگوں کے گلے کاٹتے ہیں اور دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں۔ یوگنڈا میں بھی مسلمان آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور حکومت کو بسا اوقات Intervene کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اب مجھے پتا چلا کہ اصل اور حقیقی مسلمان کون ہیں اور اسلام کی تعلیم امن و سلامتی کی تعلیم ہے۔

رشیا سے ایک مہمان خاتون ڈاکٹر اِرینا سِرینکو (Dr Irina Sirinko) آئی ہوئی تھیں۔ موصوفہ روس میں انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل سٹڈیز میں پروفیسر ہیں۔ کہتی ہیں کہ جماعت کے اس جلسہ میں شرکت میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا جو ایک ناقابل فراموش تجربہ ثابت ہوا۔ اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ جلسہ کا انتظام اور منصوبہ بندی بہت اعلیٰ معیار کی تھی بلکہ بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ جلسہ کا ماحول بہت روحانی تھا۔ جماعت احمدیہ ہر نئے آنے والے کو **پیار محبت اور اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی کے ذریعہ اسلام کا حقیقی اور نیا چہرہ دکھاتی ہے۔**

آئس لینڈ سے ایک مہمان آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس جلسہ میں شامل ہونا میری زندگی کے نہایت خوبصورت ترین تجربات میں سے تھا۔ چالیس ہزار افراد کو ایک جگہ اکٹھا دیکھ کر میرا ایمان دوبارہ زندہ ہو گیا۔ دنیا کے ہر کنارے سے آئے ہوئے اتنے کثیر افراد کو انتہائی امن اور محبت سے مل جل کر رہتے دیکھ کر میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ میں آپ کی مہمان نوازی کا انتہائی شکر گزار ہوں اور میں کوشش کروں گا کہ اسلام کے حقیقی امن اور محبت کے پیغام کو پھیلاؤں۔

تو یہ جو ہمارا ماحول ہوتا ہے اس کو بھی دیکھ کر لوگ بڑے متأثر ہوتے ہیں۔

شاملین کی طرف سے بعض ایسے واقعات ہو جاتے ہیں جو بعض دفعہ برا اثر ڈال سکتے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور پردہ پوشی ہے کہ ان لوگوں کے سامنے ایسے واقعات نہیں ہوتے۔ اب اس سال بھی کچھ ایسے واقعات تھے جو نہیں ہونے چاہئیں تھے۔ بعض لوگوں نے آپس میں لڑائیاں بھی کیں اور ایسے لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ یہ نہ صرف جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں بلکہ باہر سے آنے والوں کو ایک ایسا پیغام دے رہے ہیں جو اسلام

سے بھی دور کر رہا ہے اور پھر جماعت احمدیہ کو بھی ان لوگوں میں شمار کر دیتے ہیں جن کے بارے میں لوگ اچھے تاثر نہیں رکھتے۔ ہر احمدی کو جلسہ کے دنوں میں تو خاص طور پر اور عموماً ویسے بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

یونان کے وفد سے ایک صاحب کہتے ہیں کہ جلسہ کے انتظامات بہت اعلیٰ تھے اور بہت منظم انداز میں رضاکاروں نے سارا کام کیا۔ جب مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگوں سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے لسٹ بنانی شروع کر دی کہ دیکھوں کتنے ملکوں سے یہاں لوگ آئے ہیں۔ میں حیران ہوا کہ میری لسٹ کی تعداد تیس ممالک تک پہنچ گئی۔ کہتے ہیں جلسہ کے تیسرے دن جب مارکی میں بیعت کی تقریب دیکھی تو یہ میرے لئے بہت روحانی تجربہ تھا۔ میں نے بہت سارے لوگوں کے چہروں کو جذبات سے بھرپور پایا۔ واقعی یہ ایک بہت خوبصورت نظارہ تھا۔

پھر مقدونیہ سے بھی ایک صاحبہ آئی ہوئی تھیں۔ مقدونیہ اور کروشیا کا بڑا وفد تھا۔ ایک صاحبہ کا تاثر بیان کر رہا ہوں۔ کہتی ہیں جلسہ سالانہ کے انتظامات نے مجھے بہت حیران کیا۔ ہر مہمان کے لئے ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ میں سب سے زیادہ چھوٹے چھوٹے بچوں سے متاثر ہوئی جو مہمانوں کی خدمت کر رہے تھے۔

گوائٹے مالا کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ خیوسیلیز صاحب کہتے ہیں کہ مہمانوں کی خدمت قابل رشک تھی۔ اس طرح بچوں کی ڈیوٹیاں لگا کر عملی طور پر مستقبل کے لئے انہیں تیار کرنا تاکہ اپنی ذمہ داریاں اس رنگ میں نبھا سکیں قابل تقلید ہے۔

پس جہاں عمومی طور پر جلسہ ہر احمدی شاملین کے لئے اعتقادی اور عملی بہتری کا ذریعہ بنتا ہے، جلسہ میں ہر ایک اپنی اپنی اصلاح کرتا ہے، اکثر کی عملی اصلاح کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے وہاں جلسہ غیروں کو بھی متاثر کرتا ہے اور صرف تربیت کی حد تک ہی نہیں ہے بلکہ اب تو اس کی وسعت اتنی ہو گئی ہے کہ جلسہ سالانہ احمدیت اور حقیقی اسلام کی تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھول رہا ہے۔

اصل مقصد، بہت بڑا مقصد تو جماعت کے افراد کی تربیت ہے لیکن **غیروں کے یہاں آنے سے تبلیغ کے بڑے نئے رستے کھل رہے ہیں۔** مہمان اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہم پر ظاہر نہیں تھی اور میڈیا اور بعض مسلم گروہ یا گروپ غلط رنگ میں اسلام کو پیش کرتے ہیں اور وہی ہمارے ذہنوں پر حاوی ہے۔ یہ اکثر نے اظہار کیا۔ مسلمان کا نام سنتے ہی دہشت گردی اور شدت پسندی اور ظلم کی تصویر ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ لیکن آج اسلام کی تعلیم کے عملی نمونے دیکھ کر ہم اب اپنے دائرۂ اثر میں، اپنے لوگوں میں، اپنے ماحول میں کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی خوبصورتی کی تعلیم جماعت احمدیہ مسلمہ کے پاس دیکھو۔

اس ضمن میں بعض اور تأثرات بھی بیان کرتا ہوں۔ گوائٹے مالا کی ایک ممبر آف پارلیمنٹ آلیانہ

(Aliana) صاحبہ کہتی ہیں کہ مسلم جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ شمولیت میرے لئے ایک حسین تجربہ تھا اور اسلام کے بارے میں حقیقی تعلیمات سے آگاہی ہوئی۔ جماعت کے نظام سے بہت متاثر ہوئی۔ اسی طرح خوش کن مہمان نوازی اور محبت و پیار کی فضا قابل رشک ہے خصوصاً مختلف خیال اور مختلف اقوام کے درمیان غیر معمولی محبت اور بھائی چارے کی بہترین مثال قابل احترام اور قابل تقلید ہے۔ اس جلسہ میں شمولیت میری زندگی کی بہترین یادیں ہیں۔ اس پر میں دلی خوشی اور مسرت محسوس کرتی ہوں۔ کہتی ہیں مَیں یہاں کی نہ بھولنے والی حسین یادیں لے کر اپنے ملک گوئٹے مالا واپس لَوٹ رہی ہوں اس تمنا کے ساتھ کہ آئندہ بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہو۔

ایک غیر از جماعت دوست زکریا سعدی صاحب پی ایچ ڈی کے طالبعلم ہیں۔ کہتے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ جلسہ سالانہ ایک نہایت خوبصورت تقریب تھی۔ میرے نزدیک اسلام کی خوبصورت تصویر دکھانے کے لئے یہ ذریعہ نہایت ہی موزوں ہے۔ نیز یہ بات بھی جلسہ کے ذریعہ سے نکھر کر سامنے آئی ہے کہ **جماعت احمدیہ دنیا بھر کے لوگوں کی خدمت میں ہمہ تن مشغول ہے۔** افریقی ممالک میں غرباء کے لئے میڈیکل کیئر (Medical Care) بہم پہنچانا، پینے کا پانی مہیا کرنا اور دوسری سہولیات مہیا کرنا۔

پھر ایک غیر از جماعت غیر مسلم دوست ٹونی وائٹنگ (Tony Whiting) ہیں۔ کہتے ہیں کہ جماعت کو دیکھ کر اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ برطانیہ کے لوگ آپ کی جماعت سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں مثلاً کمیونٹی کیا ہوتی ہے اور کس طرح یکجان ہو کر امن کے قیام کیلئے کوشش کی جاتی ہے اور کس طرح نوجوان نسل کو امن کے قیام کے لئے حرکت میں لا کر دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے معاشرے کا ایک قیمتی اور فعّال رکن بنایا جا سکتا ہے۔ آپ کی کمیونٹی کو دیکھ کر ہرگز تعجب نہیں ہوتا کہ کیوں دنیا بھر سے لوگ آپ کی جماعت میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔

نومبائعین کے بھی تأثرات ہیں اور یہ ان کی تربیت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ گوئٹے مالا کے ایک نومبائع لوئس الفریدو (Luis Alfredo) صاحب کہتے ہیں کہ میرے لئے ایک ایسی جماعت کا ممبر ہونا جو حقیقی اسلامی تعلیمات کو عملاً دنیا میں پیش کر رہی ہے ایک عظیم سعادت ہے جس کی ایک مثال جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ہے جس میں مختلف اقوام اور رنگ و نسل کے افراد باہمی محبت و اخوت کی عملی مثال بنے ہوتے ہیں اور اپنے ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کی عملی تصویر جلسہ سالانہ میں دیکھنے میں آتی ہے۔

پھر بیلجیم کی ایک خاتون ہیں فاطوماتا دیالو (Fatoumata Diallo) صاحبہ اپنے دو بچوں کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئیں اور بچوں کے ساتھ ہی انہوں نے بیعت بھی کر لی۔ کہتی ہیں مجھے میرے خاوند نے جماعت سے

متعارف کروایا تھا مگر میں جماعت کے حوالے سے ایک مخمصے کا شکار تھی۔ کوئی کہتا تھا کہ جماعت احمدیہ دوسرے فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے۔ کوئی کہتا تھا یہ لوگ تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ میں جلسہ میں شامل ہو کر سچائی معلوم کروں۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد مجھے پتا چلا کہ جماعت احمدیہ کے لوگ بہت اچھے، باتہذیب اور سب سے بڑھ کے سچے مسلمان ہیں۔ اور پھر میرے خطابات کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ذکر رہا۔ امن و سکون، سچائی اور حوصلہ اور بردباری کی تلقین تھی۔ کہتی ہیں خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں وہ راہ دکھلائی جو اس کی ذات کی طرف لے جانے والی ہے۔ پھر شکریہ بھی ادا کرتی ہیں کہ بہت سارے والنٹیئرز نے، کارکنان نے دن رات تھکاوٹ کے باوجود ہمارے سکون کا خیال رکھا اور ہمیں بہت عزت دی۔

جاپان کے پروفیسر صاحب جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جلسہ میں اسّی ممالک کے تیس ہزار سے زیادہ لوگ شریک ہیں۔ پہلے دن مجھے لگا کہ جلسہ سالانہ اور یہاں لگے ہوئے پرچم بالکل اقوام متحدہ کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ لیکن خلیفۂ وقت کا آخری خطاب جب میں نے سنا تو میری رائے بدل گئی کیونکہ اقوام متحدہ میں تو ہر ملک کا سفیر شریک ہوتا ہے اور ہر ایک اپنے مفادات کی بات کرتا ہے خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ لیکن **خلیفۂ وقت نے ساری دنیا کے لئے انصاف کی بات کی** ہے اور یہ بات جلسہ سالانہ کو اقوام متحدہ سے امتیاز بخشنے والی ہے۔

اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے **میڈیا میں بھی گزشتہ سالوں کی نسبت جلسہ کی بہت زیادہ کوریج ہوئی** ہے۔ مرکزی پریس اینڈ میڈیا کا جو ہمارا آفس ہے اس کی رپورٹ یہ ہے کہ یہ کوریج جلسے سے پہلے شروع ہو گئی تھی اور بی بی سی ریڈیو فور، دی اکانومسٹ، دی گارڈین، دی انڈیپنڈنٹ، چینل فور، ڈیلی ٹیلی گراف، ڈیلی ایکسپریس، ڈیلی میل۔ ڈیلی میل دنیا کی سب سے زیادہ آن لائن پڑھی جانے والی اخبار ہے۔ دی سن، یہ یو کے (UK) میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اخبار ہے۔ ریڈیو ایل بی سی، لندن لائیو ٹی وی، سکائی نیوز، چینل فائیو، سکاٹش ٹی وی، بلفاسٹ ٹیلی گراف، اور ناٹنگھم پوسٹ وغیرہ ان سب میں جلسہ کی کوریج ہوئی۔ اس کے علاوہ بی بی سی کے مختلف ریجنل سٹیشنوں پر خبریں نشر ہوئیں۔ اس طرح ان کا خیال یہ ہے کہ پرنٹ اور آن لائن میڈیا کے قارئین کی تعداد 41 ملین ہے اور ریڈیو کو سننے والوں کی تعداد 2.48 ملین ہے۔ تقریباً اڑہائی ملین۔ ٹیلی ویژن پر دیکھنے والوں کی تعداد ایک ملین ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ اکانوے (91) ملین لوگوں تک خبر پہنچی۔ اس طرح اگر سب کو ملایا جائے تو کل تعداد 135 ملین بنتی ہے۔ لیکن انہوں نے محتاط رپورٹ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر ہم یہ تصور کریں کہ سارے اخبار نہیں پڑھتے اور لوگ ہر خبر نہیں پڑھتے اور اگر اس ٹوٹل تعداد کا صرف بیس فیصد دیکھیں تو تب بھی اٹھارہ ملین سے اوپر افراد تک جلسہ کی خبر اور جماعت احمدیہ کا امن اور پیار و محبت کا پیغام پہنچا ہے۔

اگر یہ اصول یا فارمولا استعمال کیا جائے تو گزشتہ سال تو اس سے بہت کم تھا لیکن اگر ہم صرف بیس فیصد کو ہی گنیں تو تب بھی گزشتہ سال سے چھ ملین سے زائد لوگوں تک یہ پیغام پہنچا ہے۔ لیکن ویسے تو میرا خیال ہے سو ملین سے اوپر تک پہنچا ہے۔ گزشتہ سال یہ اس لحاظ سے کیلکولیٹ (calculate) نہیں کیا گیا تھا۔ اس کو ریچ پر ہمارا پریس اور میڈیا سیکشن خود بھی حیران ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو اس طرف توجہ ہوئی۔

شعبہ تبلیغ یوکے کی میڈیا ٹیم کے مطابق ساؤتھ ویسٹ لنڈنر (Southwest Londoner) اخبار میں تین آرٹیکل شائع ہوئے اور اس اخبار کو آن لائن پڑھنے والے ڈیڑھ لاکھ کے قریب لوگ ہیں۔ سکاٹ لینڈ میں ہیرلڈ میگزین میں جلسہ کے حوالے سے مضمون شائع ہوا۔ اس کے قارئین کی تعداد بھی پونے دو لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بیلجیم کے دو نیشنل اخبارات نے جلسہ کے حوالے سے مضامین شائع کئے۔ گیانا سے بھی ایک صحافی خاتون کیمرہ مین کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئیں۔ وہاں ٹی وی جی (TVG) پر جمعرات سے لے کر اتوار تک روزانہ شام کی خبروں میں جلسہ سالانہ کے حوالے سے خبریں دی گئیں۔ اس کے علاوہ گیانا کے مشہور اخبار گیانا ٹائمز میں بھی آرٹیکل چھپے۔ محتاط اندازے کے مطابق اس ٹیلی وژن چینل کو دیکھنے والوں کی تعداد دو لاکھ سے زائد ہے جبکہ اخبار گیانا ٹائمز کے قارئین کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے۔

ان اخبارات میں چھپنے والے آرٹیکلز کے حوالے سے مثبت اور منفی ہر دو طرح کے ردّ عمل دیکھنے کو ملے۔ لوگوں نے آرٹیکلز کے نیچے اپنے تاثرات بھی لکھے ہیں۔ بعض تاثرات یہ ہیں کہ جماعت احمدیہ کا فرقہ باقی تمام اسلامی فرقوں سے ممتاز ہے اور صحیح معنوں میں امن پسند لوگ ہیں جبکہ دوسرے مسلمان ان سے نفرت کرتے ہیں۔

پھر ایک صاحب نے لکھا کہ جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے لیکن دنیا بھر میں سنّی مسلمان ان پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں کافر کہتے ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے لوگ ہندوؤں کے خدا کرشنا کو ایک پیغمبر سمجھتے ہیں۔ یہ بہت امن پسند لوگ ہیں۔ ان کے نظریات دیگر مسلمانوں سے مختلف ہیں اسی وجہ سے دنیا بھر میں ان پر مظالم کئے جا رہے ہیں۔

پھر بعضوں نے اخباروں کو یہ بھی لکھا کہ جماعت احمدیہ کے متعلق خبر پڑھ کر اچھا لگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ان لوگوں پر بھی اثر انداز ہو جو اسلام کو شدت پسند سمجھتے ہیں۔

پھر ایک نے یہ لکھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان شدت پسندی کے خلاف کب آواز اٹھائیں گے۔ پھر لکھنے والا لکھتا ہے کہ جیسا کہ آپ نے اخبار میں پڑھا کہ احمدی مسلمان بڑے وسیع پیمانے پر شدت پسندی کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ احمدی تو ایک لمبے عرصے سے شدت پسندی کی سخت مذمت کر رہے ہیں لیکن لوگ ان کی باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور میڈیا کی دوسری خبروں کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کو judge کرتے ہیں۔

فرانس میں جو خبر چھپی اس پہ ایک نے یہ لکھا کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ فرانس میں بھی اس قسم کا ایک جلسہ منعقد ہو تا کہ وہاں شدت پسند دوسروں پر اپنی رائے ٹھونسنا بند کر دیں۔

لوگوں کے بعض تأثرات ایسے ہیں کہ بڑی دیر سے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی لیکن یہ اب کام ہوا۔ حالانکہ جماعت احمدیہ تو سو سال سے زائد عرصے سے یہ کام کر رہی ہے۔ یہ پریس اور میڈیا ہمیں کوریج نہیں دیتا اس لئے کہ ان کی دلچسپی کے سامان اس میں نہیں ہوتے۔ اب کیونکہ پریس نے کوریج دی تو لوگ سمجھ رہے ہیں شاید یہ پہلی دفعہ کام ہوا۔

ایم ٹی اے افریقہ اور دیگر چینلز کے ذریعہ افریقہ میں کوریج ہوئی۔ جلسہ سالانہ یوکے کی نشریات پہلی مرتبہ "ایم ٹی اے انٹرنیشنل افریقہ" کے ذریعہ سے دکھائی گئیں۔ مشرقی اور مغربی افریقہ سے سینکڑوں کی تعداد میں احباب نے مبارکباد کے پیغام بھیجے۔

ایم ٹی اے افریقہ کے علاوہ درج ذیل ٹی وی چینلز نے بھی جلسہ کی نشریات دکھائیں۔ گھانا نیشنل ٹیلیویژن، سائن پلس ٹی وی گھانا، ٹی وی افریقہ، سیرالیون نیشنل ٹی وی، ایم آئی ٹی وی نائیجیریا۔ بینن میں بھی ایک نجی چینل ای ٹیلی پر میرا خطاب پورا نشر کیا گیا۔ کانگو برازاویل کے محدود علاقہ میں بھی جلسہ کے پروگرام ٹی وی اور ریڈیو پر نشر ہوئے۔ یوگنڈا کی براڈکاسٹنگ کارپوریشن نے پہلے تو جلسہ سالانہ کی نشریات دکھانے سے معذرت کر لی تھی مگر عین آخری وقت انہوں نے جلسہ کی کوریج کی اجازت دے دی۔ اس طرح یوگنڈا کے علاوہ روانڈا میں بھی جلسہ کی نشریات دیکھی گئیں۔

میڈیا کوریج کی وجہ سے اور جلسہ کی وجہ سے بعض بیعتیں بھی ہوئیں۔ کانگو برازاویل میں ایک عیسائی دوست مسٹر ویلی (Willy) کو مشن ہاؤس میں جلسہ سالانہ یوکے (UK) دکھانے کی دعوت دی گئی۔ موصوف نے تینوں دن جلسہ سنا اور جلسہ کے بعد کہنے لگے مجھے پہلے مسلمانوں سے بہت ڈر لگتا تھا لیکن یہاں آکر مَیں نے دیکھا کہ ہر طرح پیار اور محبت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ خاص طور پر خلیفہ وقت کی تقاریر نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اب مجھے جماعت کے حق میں کوئی اور دلیل نہیں چاہئے۔ مَیں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔

پھر ایک مقامی جماعت کے صدر کی بیوی عیسائی تھیں۔ ان کو بہت تبلیغ کی گئی لیکن وہ بیعت کرنے کی طرف نہیں آتی تھیں۔ اس مرتبہ انہوں نے جلسہ کی کارروائی دیکھی اور جب میرا خطاب سنا تو اس کے بعد کہنے لگیں کہ اس تقریر نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں جماعت میں داخل ہو جاؤں کیونکہ یہاں سچائی ہی سچائی ہے اور زندگی گزارنے کے طور طریقے سکھائے جاتے ہیں۔

تو یہ چند نمونے میں نے دکھائے ہیں۔ بے شمار نمونے میرے پاس آئے ہوئے تھے اور مزید آتے جائیں

گے۔ **اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے** اور اس لحاظ سے ہمارا اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا دائرہ بھی وسیع تر ہوتا چلا جانا چاہئے تا کہ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے وارث ہم بنتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے انعاموں کو مزید وسیع کرتا چلا جائے۔

پس جلسہ میں شامل ہونے والا ہر احمدی بلکہ ہر احمدی جو یہاں تو شامل نہیں تھے لیکن دنیا میں دیکھ رہے تھے، ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نیز انتظامیہ سے بھی مَیں کہوں گا۔ وقت زیادہ ہو گیا اس لئے انتظامیہ کے بارے میں زیادہ باتیں نہیں کیں۔ بعض کمیاں ہوئی ہیں۔ بعض جگہ سے مجھے اطلاعات ملی ہیں۔ سکیننگ کے شعبہ میں، اَور جگہوں پر، پارکنگ کی جگہوں پر اور اسی طرح سیکیورٹی میں بھی بعض کمیاں نظر آئی ہیں اس لئے اس کی بہتر منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جس کے لئے ابھی سے انتظامیہ کو کام شروع کر دینا چاہئے۔ اور کیا منصوبہ بندی کرنی ہے اور کس طرح ان کمیوں کو دور کرنا ہے، کیا بہتر سے بہتر انتظامات کرنے ہیں اس کے بارے میں سوچیں اور پھر مجھے اس کی رپورٹ بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 09/ ستمبر 2016ء تا 15/ ستمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 37 صفحہ 05 تا 08)

35

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 26/ اگست 2016ء بمطابق 26 ظہور 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

برطانیہ کے جلسے کے دوسرے دن اللہ تعالیٰ کے افضال کی بارش کا ذکر ہوتا ہے جہاں مختلف شعبہ جات کے اعداد و شمار پیش ہوتے ہیں۔ جماعت کی ترقیات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان اعداد و شمار کے ساتھ میں ان سے متعلقہ واقعات بھی بیان کیا کرتا ہوں لیکن ڈیڑھ دو گھنٹے میں اعداد و شمار کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں اور جو نوٹس پڑھنے کے لئے میں لاتا ہوں وہ تقریباً اسی طرح واپس چلے جاتے ہیں۔ ہر سال کے اعداد و شمار تو تفصیل سے تحریک جدید نے شائع کرنے شروع کئے ہیں۔ کتابی شکل میں شائع ہو رہے ہیں۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے وہ میں مختلف وقتوں میں بیان کرتا رہتا ہوں۔ آج بھی میں ان میں سے کچھ واقعات بیان کروں گا جن سے **پتا چلتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والوں کے دلوں میں تحریک کرتا ہے۔**

بعض کو رؤیا کے ذریعہ سے احمدیت کی صداقت بتا رہا ہوتا ہے۔ کہیں کوئی لٹریچر یا کتاب تبلیغ کا باعث بن جاتی ہے۔ کہیں احمدیت کی مخالفت احمدیت پھیلانے میں کھاد کا کام دیتی ہے۔ کہیں احمدیوں کے اخلاق دوسروں کو احمدیوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ پھر ایسے واقعات بھی ہیں جو دور دراز کے ملکوں میں رہنے والوں کے احمدیت پر ایمان اور یقین کے حیرت انگیز نظارے بھی ہمیں دکھاتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کو دیکھیں تو احمدیت قبول کرنے یا احمدیوں کی صحبت میں رہنے سے بچوں میں بھی حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوتی ہے جس کو دوسرے بھی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مختصر یہ کہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیشک ہم ایک نظام کے تحت اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جو پھل اللہ تعالیٰ لگاتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہیں جو ہماری کوشش ہوتی ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں اور یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اسلام کا پیغام

پہنچانے اور لوگوں کے سینے اسے قبول کرنے کے لئے کھولنے کا کام خود اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(تذکرۃ ایڈیشن چہارم صفحہ 260)

تو بہت سارا کام خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یقیناً ہر صحیح العقل احمدی کو اس بات کا پورا اِدراک ہے اور وہ جانتا ہے کہ احمدیت کی ترقی ہماری کوششوں اور وسائل سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہو رہی ہے۔ اب مزید تمہید کے بجائے مَیں کچھ واقعات پیش کرتا ہوں۔

ایک واقعہ یہ ہے۔ **گنی کناکری کے مبلغ لکھتے ہیں** کہ جماعتی تعارف پر مشتمل دو صفحوں کا لیف لیٹ خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک کے طول و عرض میں پھیل چکا ہے اور ہمیں ملک کے دور دراز علاقوں سے فون کالز موصول ہو رہی ہیں کہ ہم اپنے بزرگوں سے امام مہدی اور مسیح کے بارے میں سنا کرتے تھے۔ اب آپ کا یہ لیف لیٹ دیکھ کر ہمیں اشتیاق ہے کہ ہم آپ سے ملیں کیونکہ ہمیں لگتا ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب امت مسلمہ کو ایک مصلح کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے لوگوں سے ہمارے رابطے ہوئے اور وہ لوگ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

اب لیف لیٹ تو صرف پتہ بتانے کے لئے ہے۔ ایک ذریعہ بنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پہلے تیار کیا ہوا تھا اور جو عقل والے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ زمانہ ہے جس میں ایک مصلح کی ضرورت ہے، مسیح و مہدی کی ضرورت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس دور دراز علاقے میں کسی کے زیر اثر احمدیت قبول کی گئی ہے یا احمدیت کی خبریں پہنچیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے کسی انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں۔

پھر تنزانیہ ایک اور ملک ہے۔ پہلے مغربی افریقہ تھا۔ اب یہ مشرقی افریقہ کا واقعہ ہے۔ ڈوڈوما ایک شہر ہے وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی ایک نمائش کے دوران ایک عورت ہمارے سٹال پر آئی اور بڑی حیرت سے پوچھنے لگی کیا یہ مسلمانوں کا سٹال ہے؟ پھر آہستہ آہستہ کتب سے تعارف حاصل کرتی رہیں۔ آخر پر ایک کتاب خریدی جس میں عیسائیت کے حوالے سے مواد تھا۔ چنانچہ ایک دن بعد وہی عورت اپنے خاوند کے ساتھ دوبارہ سٹال پر آئی اور اس دن وہ دونوں فوجی وردی میں ملبوس تھے۔ دونوں فوجی تھے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ یہ میرا خاوند ہے اور ہماری شادی کو کافی عرصہ ہو چکا ہے۔ مَیں مسلمان ہوں اور یہ عیسائی ہے۔ اور عورت کہتی ہے کہ میری کافی دیر سے کوشش تھی کہ میں اسلام کی تعلیم بتاؤں اور مسلمان کروں لیکن کہیں سے اسلام کی تعلیم کے بارے میں مجھے کوئی ایسا اچھا مواد نہیں مل رہا تھا۔ کل جب میں آپ کے سٹال پر آئی تو مجھے لگا کہ آج میں صحیح جگہ پر آئی ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ سے کل ایک کتاب خریدی اور اپنے خاوند کو دی جس سے ان کے کافی سوالات حل ہو گئے اور باقی جو کچھ

سوالات رہ گئے تھے وہ کہنے لگی کہ مجھے امید ہے آپ سے بات کر کے آج حل ہو جائیں گے۔ چنانچہ کافی دیر ان دونوں کی مبلغ کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی اور آخر کار اس کا خاوند بھی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور وہ دونوں بیعت کر کے حقیقی اسلام یعنی احمدیت میں داخل ہو گئے۔ خاوند کے اسلام قبول کروانے کی سچی تڑپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو اس طرح کھینچا کہ اتفاق سے وہ وہاں آ بھی گئی اور پھر دونوں کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی اسلام کی آغوش میں آنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر یہ صرف افریقہ کی ہی بات نہیں کہ **لیف لیٹ کے ذریعہ سے یا تبلیغ کے ذریعہ سے پیغام پہنچ رہے ہیں** یا لوگوں میں تجسّس صرف افریقہ میں اور تیسری دنیا کے لوگوں میں ہے۔ بلکہ ہمارے یہاں ہڈرز فیلڈ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں بھی ایسے بہت سارے لوگ ہیں جو اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بارنزلے (Barnsley) ٹاؤن میں تبلیغی لیف لیٹ تقسیم کئے گئے جس کی وجہ سے وہاں سے رابطہ قائم ہوا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد وہاں سے پچاس سے زائد افراد مرد اور خواتین کوچ کروا کر ہڈرز فیلڈ میں ہماری مسجد میں آئے اور ان کا مقصد اسلام کے بارے میں معلومات لینا تھا۔ اس وفد کے ساتھ مسجد میں اڑھائی گھنٹے کا پروگرام ہوا اور اسلام اور احمدیت کے بارے میں انہیں پریزینٹیشن (presentation) دی گئی جس کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے۔ تو یہاں بھی یہ لوگوں کا خود آنا اور خود توجہ کرنا یہ بھی ایک کڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ اب ہر جگہ دنیا میں لوگوں کے دلوں کی تاریں ہلا رہا ہے۔ ایک طرف اسلام کی مخالفت ہو رہی ہے۔ ایک طرف خود مسلمان اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں غیر مسلم انتہا سے آگے جانا شروع ہو گئے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ خود ہی ایک ہوا چلا رہا ہے جس سے لوگوں میں حقیقی اسلام کو سمجھنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہو رہی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دور دراز کے رہنے والوں کے دلوں کو ایمانی لحاظ سے کس طرح اللہ تعالیٰ نے مضبوط کیا اور ان میں قربانی کا جذبہ بھی پیدا کیا۔ بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ الاڈاریجن کی ایک جماعت سوکو (Soko) میں اس سال فروری میں نئی مسجد تعمیر ہوئی۔ مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت نے بہت اخلاص اور محبت کے ساتھ حصہ لیا اور بہت سے مراحل میں غیر معمولی طور پر وقت اور مال کی قربانی کرتے ہوئے مزدوروں کی مدد بھی کرتے رہے۔ خواتین بھی تعمیری کام کے لئے دور دور سے پانی لے کر آتی رہیں اور اس طرح مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتی رہیں۔ وہاں گاؤں کے اپنے جو مقامی روایتی صدر ہیں انہوں نے کہا کہ یہ مسجد اہل علاقہ کے لئے پر امن اسلام کی قیامگاہ ہے۔ اسی طرح وہاں کے جو چیف تھے انہوں نے کہا کہ مسجد الاڈاریجن کی اس کونسل کے لئے یقیناً روشنی کا مینار اور راستہ ہے۔ اس علاقے کے لوگ زیادہ تر بت پرستی کے مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ وہاں

ایک لوکل چیف جو اپنے چھوٹے چھوٹے علاقوں کے بادشاہ کہلاتے ہیں کہنے لگے میں بھی ایک وقت میں بت پرست ہوتا تھا لیکن آج احمدیت کی بدولت توحید پرست ہو گیا ہوں اور اس نے لوگوں کو کہا کہ میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ **یہ جماعت سچائی اور محبت کا مجسم نمونہ ہے** اور جماعت احمدیہ کی بدولت ہی مجھے یہ ادراک ہوا ہے کہ گو میں ایک بادشاہ ہوں مگر میرے اوپر ایک عظیم شہنشاہ ہے جس کی عبادت ہم سب پہ فرض ہے۔

اب اللہ تعالیٰ ہی ہے جو یہ سوچ ذہنوں میں پیدا کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا پیغام بھی سچا ہے اور اسلام کی تعلیم بھی سچی ہے اور یہی حقیقی تعلیم اور پیغام ہے جو جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلا رہی ہے اور یہی وہ تعلیم ہے جس سے جو مشرک لوگ ہیں وہ موحّد بن رہے ہیں۔ اس علاقہ کے ایک اور عہدیدار نے یہ بھی کہا کہ جب اس علاقہ میں اسلام کی تبلیغ ہوئی اور لوگوں کی توجہ اسلام اور احمدیہ جماعت کی طرف ہوئی تو میرے پاس بہت سے لوگ جو اسلام کے نام سے خائف تھے اور جماعت کے حق میں نہیں تھے آئے اور اس خوف کا اظہار کیا کہ یہ لوگ دوسری دہشتگرد تنظیموں کی طرح ہمارے لوگوں کو قتل اور بچوں کو اغوا کرنے کی کوشش سے آئے ہیں۔ چنانچہ اس علاقے کے جو افسر تھے کہتے ہیں ہم نے اپنے نوجوانوں کی ڈیوٹی لگائی جو رات کے وقت مختلف اوقات میں جا کر علاقہ کے احمدی لوگوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے تھے کہ جماعت کسی قسم کی کوئی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تو نہیں۔ لیکن بڑی تحقیق اور تجربے کے بعد اب ہم مطمئن ہیں کہ جماعت کا مقصد صرف امن کا قیام ہے۔

احمدیت کے مخالف بڑی لالچوں کے ذریعہ لوگوں کو احمدیت سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بظاہر ان دور دراز علاقوں میں رہنے والوں اور کم تعلیم یافتہ اور اَن پڑھ لوگوں کے ایمانوں کو بھی مضبوطی عطا فرما رہا ہے۔

بینن میں ایک جگہ بوزنپے (Bozinkpe) سے ہمارے مقامی معلم کہتے ہیں کہ چند افراد کو بیعت کی توفیق ملی اور نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ کہتے ہیں کہ بیعت کرنے سے قبل یہ لوگ مسلمان تھے اور ایک اور شہر کی ایک مسجد کے زیر اثر تھے۔ قریبی بڑا شہر تھا۔ بیعت کے بعد ان افراد سے مسلسل رابطہ رکھا گیا۔ وہاں کلاسز شروع کی گئیں۔ قرآن کریم، نماز اور دوسری اسلامی باتیں سکھائی گئیں۔ کچھ عرصے بعد جب اس علاقے کے امام کو علم ہوا تو اس نے جماعت کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دیں۔ کہنے لگا کہ احمدی تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ یہ کافر ہیں۔ آپ لوگ ان کو چھوڑ دیں۔ اس پر نومبائعین نے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے عرصے سے اس علاقے میں موجود ہیں۔ آپ لوگوں نے نہ تو کبھی یہاں آ کر ہماری خیریت پوچھی نہ ہمارے بچوں کی دینی تعلیم کے بارے میں کبھی پوچھا۔ اب احمدیوں نے آ کر ہمیں اور ہمارے بچوں کو نماز اور قرآن پڑھانا شروع کیا ہے تو آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ

مسلمان نہیں ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ جو لوگ ہمیں نماز اور قرآن سکھا رہے ہیں ان لوگوں کو کیسے کافر کہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ لوگ سب ثابت قدم ہیں اور اب یہاں اس علاقے میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پختہ مسجد بنانے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔

پھر بینن کے ایک اور معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ریڈیو تبلیغی پروگرام کے دوران ایک دن ایک دوست غاں ہونتوں ایرک (Gan Hounouto Eric) صاحب کی فون کال آئی۔ موصوف نے ہمیں اپنے گاؤں میں تبلیغ کے لئے آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں وہ ابھی اپنا پتہ بتا رہے تھے کہ فون کال کٹ گئی اور بات پوری نہیں ہو سکی۔ لکھتے ہیں کہ ایک دن ہم تبلیغ کی غرض سے ایک گاؤں سِنوے پوتا (Sinwe Kpota) پہنچے تو ایک آدمی ہمیں دیکھ کر کھڑا ہوا اور سب لوگوں سے کہا کہ جلدی ادھر آؤ۔ جن کو ہم روز ریڈیو پر سنتے تھے وہ آج خود ہمارے گاؤں آ گئے ہیں۔ چنانچہ وہاں تبلیغ کے نتیجہ میں 200 سے زائد افراد نے بیعت کی اور ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

اب چند دن ہوئے ہیں بیعت کئے لیکن ایمان کی مضبوطی کا حال بھی سن لیں۔ کہتے ہیں کہ بیعت کرنے کے دو دن بعد تیز بارش اور آندھی کے باعث ایرک صاحب جو احمدی تھے ان کے گھر کی دیوار گر گئی۔ جس کے نیچے آ کر ان کا آٹھ ماہ کا بچہ فوت ہو گیا۔ مشرکوں کا گاؤں تھا بعض مشرکین نے کہا کہ دیکھو تم اس جماعت پر ابھی ایمان لائے اور ابھی سے مشکلات آنی شروع ہو گئی ہیں۔ جس پر اس نے کہا کہ میں نے جو سچائی دیکھی اس پر ایمان لے آیا۔ باقی اولاد اور مال و دولت خدا ہی دیتا ہے اور وہی واپس بھی لے لیتا ہے۔ میں اس جماعت سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا چاہے کچھ بھی ہو۔ میں نے احمدیت قبول کی ہے۔ مَیں احمدی ہوں اور انشاء اللہ مرتے دم تک احمدی ہی رہوں گا۔ تو یہ ہے ایمان کی مضبوطی اور توحید پر قائم ہونا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں پیدا فرما رہا ہے۔ انہوں نے اپنی ذاتی زمین کا ایک حصہ نماز سینٹر بنانے کے لئے بھی دیا بلکہ اس میں خود ہی ایک معمولی سے چھپر وغیرہ کا فوری طور پر انتظام کر دیا تا کہ قرآن کریم کی کلاسیں شروع کی جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ کس طرح احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے راستے کھولتا ہے اس بارے میں تنزانیہ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ شیانگاریجن کے ایک گاؤں بوتیبو (Butibu) میں اس سال ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اسی ریجن کے ایک اور گاؤں میں تبلیغی پروگرام منعقد ہو رہا تھا۔ وہاں بوتیبو (Butibu) گاؤں کی ایک عورت اتفاقاً پہنچی اور اس نے جب جماعت احمدیہ کا پیغام سنا تو کہنے لگی آپ لوگ ہمارے گاؤں میں بھی اسلام کا پیغام لے کر آئیں

کیونکہ وہاں کچھ مسلمان ہیں اور ان کی ایک مسجد بھی ہے لیکن جو اسلام آپ لوگ پیش کر رہے ہیں وہ ان کے اسلام سے بالکل مختلف ہے۔ چنانچہ جب ہمارے معلمین نے وہاں جا کر اسلام احمدیت کی تبلیغ کی تو پہلے ہی دن امام مسجد سمیت کل 93 افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ جب اس علاقے کے سنّی مولوی کو پتا چلا کہ یہ لوگ احمدی ہو گئے ہیں تو اس گاؤں پہنچا اور کہنے لگا تم لوگ گمراہ ہو گئے ہو اور بھٹک گئے ہو۔ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اس پر نومبائعین نے جواب دیا کہ ہم نے سوچ سمجھ کر احمدیت قبول کی ہے اور یہی حقیقی اسلام ہے اس لئے ہم تمہاری کوئی بات نہیں سنیں گے۔ جب لوگوں نے مولوی کی بات نہیں سنی تو ان کا جو بڑا مولوی تھا وہاں کے مقامی امام کو کہنے لگا کہ تم مجھے دفتر آ کر ملو۔ اس پر وہاں کے مقامی امام نے انکار کر دیا کہ مَیں نہیں آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب نومبائع جماعت کے ساتھ تعلق میں مضبوط ہو رہے ہیں اور چندہ کے نظام میں بھی شامل ہیں۔ وہ غریب لوگ ہیں۔ بعض دفعہ سفر کے لئے کرایہ بھی جمع نہیں کر سکتے لیکن سب نے مرکز میں شوریٰ کا نمائندہ بھیجنے کے لئے چندہ اکٹھا کر کے اپنا نمائندہ بھجوایا۔ اور انہی نومبائعین کی وجہ سے قریب کے دو اور نئے گاؤں میں بھی جماعت کا پودا لگ چکا ہے اور نظام جماعت قائم ہو چکا ہے۔

اسی طرح شیانگا تنزانیہ میں شیانگا ریجن کے ایک اور گاؤں میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ پچھلے کئی سالوں سے مسلمان وہاں تھے۔ ایک کچی مسجد بھی تھی۔ جب ہمارے معلمین سلسلہ اس علاقے میں پہنچے اور تبلیغی پروگرام منعقد ہوئے تو گاؤں کے 130 افراد امام مسجد کے ہمراہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ احمدی ہونے کے بعد ان لوگوں کے بڑے بزرگ عیدی صاحب اپریل میں ہماری شوریٰ پر دارالسلام بھی آئے اور جماعت کا مضبوط نظام دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ کہنے لگے کہ میں 1993ء سے مسلمان تھا لیکن ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

برکینا فاسو ایک اور افریقہ کا ملک ہے جہاں فرنچ بولی جاتی ہے۔ وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ دوران سال جماعت کو تینکوڈوگو ریجن میں ایک بہت خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس گاؤں میں **جب احمدیت کا نفوذ ہوا تو اس وقت گاؤں کے لوگوں نے امام سمیت بیعت کی تھی۔** مخالف مولوی اس گاؤں میں گئے اور انہوں نے کہا کہ آپ احمدیت چھوڑ دیں تو ہم آپ کو اپنی بہت خوبصورت مسجد دے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی امام نے جماعت احمدیہ کا دامن تھامے رکھا اور جو کویت کے پیسے یا عرب ملکوں کے پیسے سے بنائی جانے والی مسجد تھی اس پر جماعت کی اس کچی مسجد کو ترجیح دی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو وہاں ایک پختہ مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے جو مین ہائی وے کے اوپر بنی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے ہماری مسجد کی خبر پورے شہر اور تمام ملحقہ علاقوں میں پہنچ چکی

ہے۔اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر آس پاس کے گاؤں کے تمام امام اور بعض اہم شخصیات بھی آئی تھیں اور ریجن کے بادشاہ بھی شامل تھے۔ایک مخالف امام نے تین مرتبہ پوچھا جو مخالفت کیا کرتے تھے کہ جو میں نے یہاں دیکھا ہے کیا یہی احمدیت ہے؟ کہنے لگے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں جو کچھ سن رکھا تھا وہ سب جھوٹ تھا۔لیکن آج میں کہہ سکتا ہوں کہ احمدیت سے بڑھ کر اور کوئی اسلام ہو ہی نہیں سکتا۔پس جو حقیقی مسلمان ہے، جس کو اسلام کا درد ہے اور جو اسلام کو دنیا میں پھیلتا دیکھنا چاہتا ہے وہ جماعت احمدیہ سے باہر ہو کر کبھی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اور یقیناً آج سوائے جماعت احمدیہ کے، سوائے اس پیغام کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اسلام کا پھیل رہا ہے اور جس نے پھیلنا تھا، اَور کہیں یہ صحیح اسلام نظر آ ہی نہیں سکتا۔

بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بوہیکوں (Bohicon) ریجن کی ایک جماعت میں ہماری مسجد تعمیر ہوئی۔اس گاؤں میں مارچ 2015ء میں احمدیت کا پودا لگا تھا اور 245 افراد احمدیت کی آغوش میں آئے۔جب سے اس جماعت نے احمدیت قبول کی ہے ان کو مسلسل مخالفت کا سامنا ہے۔رشتہ داروں کی طرف سے بھی مخالفت ہوئی۔گاؤں کے امام کی طرف سے بھی شدید مخالفت ہوئی۔گاؤں کے امام نے مختلف اماموں کو گاؤں میں بلا کر جماعت کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کے افراد اپنے عہد بیعت پر مضبوطی سے قائم ہیں۔دوران سال جب یہاں مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو غیر از جماعت مولوی کھل کر مخالفت کرنے لگے۔لوگوں کو کہنے لگے کہ احمدیوں کی مسجد سے بہتر ہے کہ تم لوگ کسی چرچ میں جا کر نماز پڑھ لو۔جو مستری مسجد تعمیر کر رہا تھا اس کے گھر جا کر اس کو بھی دھمکیاں دیں کہ وہ مسجد تعمیر نہ کرے۔لیکن ان تمام دھمکیوں اور حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو یہاں مسجد بنانے کی توفیق ملی اور اس مسجد کے تیرہ میٹر بلند دو مینارے بھی ہیں اور بڑی خوبصورت مسجد ہے اور 375 افراد اس میں نماز بھی ادا کر سکتے ہیں۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوابوں کے ذریعہ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے۔ سان پیدرو (San Pedro) آئیوری کوسٹ کی ایک ریجن ہے۔اس کے ایک شہر میں رؤیا کے ذریعہ سے ایک دوست زولغم احمد صاحب نے بیعت کی۔موصوف کا تعلق عیسائیت سے تھا لیکن بعد میں اسلام قبول کر کے وہابی فرقے میں شامل ہو گئے۔وہ بتاتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے نماز سیکھی اور باقاعدہ مسجد میں جا کر نمازوں کی ادائیگی شروع کر دی۔اسی دوران میں نے خواب میں دو مرتبہ ایک بزرگ کو دیکھا۔پہلی مرتبہ خواب میں ہی مجھے علم ہوا کہ یہ شخص خدا کا نبی ہے۔مَیں سمجھا کہ شاید یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ انہی بزرگ کی تصویر ٹی وی پر آ رہی ہے اور کوئی ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تلاوت

بھی کر رہا ہے اور ٹی وی کے نیچے فرنچ میں لکھا ہوا ہے کہ مشن اسلامک احمدیہ۔ اس خواب کے بعد میں نے مسجد کے امام صاحب سے جماعت احمدیہ کے بارے میں پوچھا۔ پہلے تو امام صاحب نے ٹال مٹول سے کام لیا مگر اصرار کرنے پر کہنے لگے کہ یہ لوگ جو احمدی ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کس نے تمہیں ورغلایا ہے۔ کیوں تم اپنا اسلام برباد کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ اس شہر میں تو احمدیت نہیں ہے۔ (جس شہر میں وہ شخص تھا وہاں احمدیت نہیں تھی۔) اس پر انہوں نے مولوی صاحب کو جواب دیا کہ مجھے کسی نے نہیں ورغلایا کیونکہ میں تو ابھی تک کسی احمدی سے ملا ہی نہیں۔ مجھے تو خدا تعالیٰ نے احمدیت کا رستہ دکھلایا ہے۔ کہتے ہیں کہ گھر آ کر مجھے اور زیادہ تشویش ہونی شروع ہو گئی کہ آخر یہ احمدی کون لوگ ہیں اور امام صاحب ان کو کافر کیوں کہہ رہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس پر میں نے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ اے خدا! تُو ہی مجھے سیدھا راستہ دکھلا۔ میں اپنے حلقہ احباب سے جماعت کے بارے میں پوچھتا رہا لیکن کوئی بھی رابطہ کا ذریعہ نہیں مل رہا تھا۔ آخر ایک دن ایک دوست نے بتایا کہ ایک دوسرے شہر دلوا (Dalwa) میں احمدیت موجود ہے۔ چنانچہ میں لوگوں سے پوچھتے پوچھاتے مشن ہاؤس تک پہنچ گیا جہاں مشنری صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا۔ وہاں مشن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر مَیں حیران ہوا۔ پوچھنے پر مشنری صاحب نے بتایا کہ یہی امام مہدی اور مسیح زمان ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت وہاں احمدیت قبول کر لی اور مشنری کو بتایا کہ یہی بزرگ مجھے دو مرتبہ خواب میں نظر آئے تھے۔ موصوف ہمارے مبلغ کو کہنے لگے کہ بیعت فارم تو میں نے اب ہی پُر کیا ہے لیکن احمدی میں اُس دن سے ہوں جب خدا تعالیٰ نے مجھے خواب میں رہنمائی کر دی تھی۔ اب موصوف بیعت کے بعد باقاعدہ چندے کے نظام میں شامل ہو گئے ہیں۔ گھر میں باقاعدہ نماز اور تہجد بھی ادا کرتے ہیں۔ اپنے علاقہ میں امام سمیت دوسرے لوگوں کو تبلیغ بھی کر رہے ہیں۔

اب یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کام کہ کس طرح رہنمائی کر رہا ہے اور دوسری طرف بعض لوگ ہیں جو شکوک میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ ان کی نیتیں صاف نہیں ہیں۔

پھر بیلجیم سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ **بیلجیم جماعت میں نومبائع ادریس صاحب نے خواب میں ایک بزرگ** کو دیکھا۔ اب ایک افریقہ کی بات ہو رہی ہے اور ایک یورپ کی بات ہو رہی ہے۔ ہر جگہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا ہی تصرف ہے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت وہ جماعت احمدیہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ ایک دوست جنہوں نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا۔ پھر دو سال قبل ایک دن ٹی وی پر مختلف چینلز بدل رہے تھے کہ اچانک ایم ٹی اے العربیۃ پر نظر پڑی۔ موصوف نے ایم ٹی اے پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو انہیں فوراً اپنا خواب یاد آ گیا۔ انہوں نے خواب میں اسی بزرگ کو دیکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے باقاعدگی کے ساتھ

ایم ٹی اے دیکھنا شروع کر دیا۔ اس طرح ان کا دل احمدیت کی طرف مائل ہونا شروع ہو گیا۔ اس کے بعد موصوف نے خود کوشش کر کے بیلجیم جماعت کا ایڈریس تلاش کیا اور مشن ہاؤس پہنچے اور کہنے لگے کہ میں بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مربی صاحب نے انہیں کہا کہ پہلے جماعت کے بارے میں کچھ پڑھ تو لیں، مزید معلومات بھی حاصل کر لیں پھر فیصلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے تمام سوالات کے جوابات مل چکے ہیں اور جب انہیں مزید تعارف کروایا گیا، اختلافی مسائل کے حوالہ سے بھی باتیں کی گئیں تو خود ہی دلائل دے کر جواب دیتے تھے۔ کہنے لگے میرا دل پہلے ہی مطمئن تھا۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ اب دیکھیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر افریقہ کے دور دراز ممالک میں اللہ تعالیٰ دل کھول رہا ہے تو یورپ میں بھی کھول رہا ہے۔

پھر افریقہ کا ایک ملک مالی ہے۔ وہاں کے مبلغ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ مشن ہاؤس آئے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب ان سے بیعت کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ میں کل رات آپ لوگوں کا ریڈیو پر لائیو پروگرام سن رہا تھا جس میں بعض لوگ لائیو کالز (live calls) کر کے جماعت احمدیہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ مَیں نے پروگرام کے دوران ہی خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ یا اللہ ان لوگوں میں سے جو بھی حق پر ہے اس کی طرف میری رہنمائی فرما اور کہتے ہیں دعا کرتے کرتے ہی میری آنکھ لگ گئی۔ **رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک** طرف جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے مخالفین ہیں اور ان کے درمیان مناظرہ ہو رہا ہے۔ مگر جب مخالفین احمدیت مبلغ کو جواب نہیں دے پاتے تو مبلغ کو ایک گڑھے میں پھینک دیتے ہیں اور مٹی ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی دوران آسمان سے ایک بزرگ ظاہر ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ مَیں مہدی ہوں اور ہاتھ بڑھا کر احمدی مبلغ کی جان بچاتے ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اب احمدیت کی سچائی سے متعلق میرے دل میں کوئی وسوسہ نہیں ہے اس لئے مَیں بیعت کرنے کے لئے آ گیا ہوں۔

پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کس طرح راستے کھولتا ہے۔ فرانس کے ایک دوست مرتضیٰ صاحب پہلے مسلمان تھے، احمدی نہیں تھے۔ اس علاقے میں رہتے تھے جہاں کوئی احمدی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے اس سال بیعت کی۔ کہتے ہیں مَیں نے بچپن میں آٹھ یا نو سال کی عمر میں ایک کتاب پڑھی جس کا نام مسیح الدجال تھا۔ اس کتاب میں تین گروہوں کا ذکر تھا۔ ایک فلاح پانے والے۔ دوسرے بزدل۔ اور تیسرے شہداء۔ اس وقت میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے فلاح پانے والے گروہ میں شامل کرنا۔ کچھ عرصے بعد ہم ہجرت کر کے فرانس آ گئے۔ یہاں ایک دن مجھے ٹی وی پر ایم ٹی اے کا چینل نظر آیا اور اس طرح مَیں جماعت سے متعارف ہوا اور باقاعدہ ایم ٹی اے دیکھنے لگا یہاں تک کہ جماعت کی صداقت کا مَیں دل سے قائل ہو گیا مگر بیعت نہ کی۔ کسی بیماری کی وجہ سے عرصے سے میرے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو دعائیں

آتی ہیں وہ مَیں نے پڑھنی شروع کیں اور ان دعاؤں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے کچھ ہی عرصہ میں مجھے اولاد سے نواز دیا حالانکہ اس سے قبل ڈاکٹرز کہہ چکے تھے کہ میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس سال 2016ء میں مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان دیکھ کر مَیں نے بیعت کر لی۔

بچوں کے پروگراموں کا اور بچوں کی نیک تربیت کا بھی لوگوں پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ آتیسے (Atesse) میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر بچوں نے تلاوت قرآن کریم اور عربی قصیدہ پیش کیا۔ اس موقع پر ہمسایہ گاؤں کے غیر احمدی امام اسحاق صاحب کہنے لگے کہ بچوں نے جو تلاوت قرآن اور عربی قصیدہ پیش کیا ہے اس سے میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ اگر وہ بچپن سے اتنی اچھی چیزیں نہ سیکھ رہے ہوتے تو کبھی بھی اتنے اچھے طریقے سے پیش نہ کر سکتے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ بچوں کی اچھی تربیت کر رہی ہے۔ وہاں اپنی تقریر میں کہا کہ میں والدین سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کو ضرور مسجد بھیجا کریں۔ اگر ایک طرف اسلام سکھانے والے بچوں سے خود کش حملے کروا رہے ہیں تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تربیت کے زیر اثر غیر بھی اس طرف توجہ دلوا رہے ہیں کہ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے جماعت کی مسجدوں میں بھیجو۔

پھر بچوں کی تربیت کر کے انہیں اسلامی تعلیمات سکھانا اور معاشرے کا کارآمد وجود بنانا، یہ ہمارا کام ہے اس لئے تربیت کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بھی لوگوں پر جماعت کا اثر ہوتا ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی مثال دی۔

اب سیرالیون ایک اور ملک ہے۔ وہاں بو (Bo) ریجن کی جماعت "سان" میں ہمارے ایک معلم بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعت میں احمدی اور غیر احمدی بچوں کی کلاس لینا شروع کی جس میں وہ ان کو بنیادی مذہبی تعلیم سکھاتے تھے۔ ان کی کلاس میں غیر احمدی بچہ بھی حصہ لینے لگا۔ اس کا نام احمد کونٹے تھا۔ کافی کچھ سیکھ گیا۔ ایک دن اس بچے کا والد عبدل جو کہ ایک غیر احمدی تھا وضو کر رہا تھا اس پر بچہ جس کی عمر گیارہ بارہ سال ہو گی اس کے پاس گیا اور اپنے والد کو بتایا کہ آپ درست طریقے سے وضو نہیں کر رہے۔ اس کے بعد بچہ لوٹے میں پانی بھر کر لایا اور اپنے والد کو وضو کرنے کا درست طریق سمجھایا اور ساتھ ہی اس کو وضو کرنے کی دعا اور مسجد جانے کی دعا بھی سکھائی۔ اس کا والد یہ سب کچھ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ یہ سب تم نے کہاں سے سیکھا ہے اس نے بتایا کہ احمدیہ مسجد میں ہونے والی کلاس میں یہ سب کچھ سکھایا جاتا ہے۔ جس پر اس کے والد نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور ہمارے معلم صاحب کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آج کے بعد میرا بیٹا آپ کے حوالے ہے۔ آپ جو چاہیں اس سے کام لیں اور اس کی اچھی تربیت جاری رکھیں۔ تو یہ لوگ جو ابھی احمدی نہیں ہوئے ان پر بھی بچوں کی

جس رنگ میں جماعت تربیت کرتی ہے اس کا بڑا اثر ہے۔ اور یہ بات تمام احمدی والدین کو یاد رکھنی چاہئے اور جماعتی نظام کو بھی یاد رکھنی چاہئے۔ مربیان اور معلمین کو بھی یاد رکھنی چاہئے کہ بچوں کی تربیت کی طرف خاص طور پر بہت توجہ دیں۔ ایک تو آئندہ نسل کو سنبھالنے کی ذمہ داری ہے اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہمارے سپرد ہے۔ دوسرے بچوں کے ذریعہ سے ہی تبلیغ کے بھی اور تربیت کے بھی مزید راستے کھلتے ہیں۔

ہمسایوں کا حق ادا کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم ہے اور قرآن شریف میں بھی اس کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر بہت زور دیا ہے۔ آئیوری کوسٹ سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع آدما (Adama) صاحب اس سال بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قبول احمدیت سے قبل میں دیگر غیر از جماعت مساجد میں نماز پڑھتا تھا اور میں نے احمدیت کے بارے میں اس قدر منفی باتیں سن رکھی تھیں کہ احمدیہ مسجد کے قریب ہونے کے باوجود مَیں دوسری مسجد جا کر نماز ادا کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ جب میں سخت بیمار ہوا تو احمدیہ مسجد کے امام میری عیادت کے لئے آئے۔ اس بات کا میرے دل پر غیر معمولی اثر ہوا۔ صحتمند ہونے کے بعد میں نے احمدیہ مسجد جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور مسجد میں ہونے والے درسوں اور خطبات کے ذریعہ احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں تو دل اس یقین پر قائم ہو گیا کہ اگر آج کوئی جماعت قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ چنانچہ مَیں نے بیعت کر لی اور بیعت کرنے کی وجہ سے میرے بچوں نے بھی جماعت میں دلچسپی لینا شروع کر دی۔ اب کہتے ہیں میرا بیٹا جو سیکنڈری سکول میں پڑھ رہا ہے اس کی خواہش ہے کہ وہ سیکنڈری کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرے اور بطور واقف زندگی خدمت دین بجالائے۔

جس طرح مخالفین ہمارے راستے میں روکیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ اسی طرح ان کے منہ بند کرنے کے سامان بھی کر رہا ہے اور جو نئے احمدی شامل ہوتے ہیں ان کے ایمان میں اضافے کا بھی سامان کر رہا ہے۔

یادگیر کرناٹک انڈیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال یہاں غیر از جماعت کی طرف سے سخت مخالفت شروع ہوئی اور مخالفین باہر سے اپنے علماء کو بلا کر جماعت کے خلاف تقاریر کراتے رہے۔ ہندوستان پاکستان میں تو جماعت کی مخالفت انتہا پہ پہنچی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت گندے اور جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ جماعت کے خلاف عوام کو بھڑکایا گیا جس پر بعض بد عقل لوگوں نے احباب جماعت کے ساتھ نہایت بدتمیزی کا سلوک کیا۔ جماعت کے خلاف پمفلٹ شائع کئے۔ انہی ایام میں ایک احمدی شخص جو جماعت سے بالکل کٹا ہوا تھا اور کسی طرح بھی جماعت سے تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا بد قسمتی سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کو ان مخالفین

نے ڈرا دھمکا کر پیسے وغیرہ کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملایا اور اس کو ہار وغیرہ پہنا کر سارے شہر میں ہنگامہ کر دیا کہ ہم نے ایک قادیانی کافر کو مسلمان بنالیا۔ اخبارات وغیرہ میں بہت غلط بیانی کی گئی اور اس شخص کے ذریعہ سے جماعت کی بہت مخالفت کی گئی۔ اس شخص نے بھی جماعت کے خلاف بدزبانی کی جب اس معاملے کے بارے میں اس سے جماعت کی طرف سے بات کی گئی۔ اس شخص سے جماعت نے رابطہ کیا کہ تمہیں تکلیف کیا ہے تو اس نے کہا یہ جو باتیں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں وہ ہرگز مَیں نے نہیں کہیں۔ میری بعض مجبوریاں ہیں جو مَیں آپ کو بتا نہیں سکتا اس کی وجہ سے مَیں ان کے ساتھ ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابھی اس بات کو ایک سال ہی گزرا تھا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پکڑا گیا۔ بالکل تندرست صحتمند شخص تھا۔ اچانک چکر کھا کر گر گیا۔ ایک طرف کے ہاتھ پیر سے مفلوج ہو گیا۔ غیر احمدیوں نے اس کا کوئی ساتھ نہ دیا۔ ہمارے خدّام ہی اس وقت میں بھی اس کے کام آئے اور ہسپتال لے کر اس کو جاتے رہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا اب زندہ رہنا مشکل ہے۔ آخر اپنے انجام کو پہنچا۔ اس کا بیٹا بڑا مخلص احمدی ہے۔ اس کے بیٹے پر بھی غیر احمدیوں نے بڑا دباؤ ڈالا لیکن وہ ثابت قدم ہے اور یہاں تک کہ اس نے اس مخالفت کی وجہ سے جو اس کے باپ نے کی تھی اپنے باپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بھی ایمان میں بھی مضبوطی دے۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے یہ چند واقعات جو مَیں نے پیش کئے ہیں، بیشمار ایسے واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس کے فضلوں کو ہمیشہ جذب کرنے والے بنتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ ہم پر جو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں شامل ہونے کا یہ احسان فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ ہمیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور ایمان اور ایقان میں بڑھاتا بھی چلا جائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 16/ ستمبر 2016ء تا 22/ ستمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 38 صفحہ 05 تا 08)

36

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 02 ستمبر 2016ء بمطابق 02 تبوک 1395 ہجری شمسی
بمقام کالسروئے جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج سے تین دن کے لئے **جماعت احمدیہ جرمنی کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد** کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور اس جمعہ کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ افراد جماعت کی اصلاح کے لئے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی بنیاد جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈالی تھی اُس پہلے جلسہ کو اِس سال 125 سال پورے ہونے والے ہیں۔ وہ جلسہ جو قادیان کی چھوٹی سی بستی میں ہوا تھا اور مسجد کے ایک حصہ میں بچھتّر (75) افراد نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور دنیا کی اصلاح اور اسلام کے پیغام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار بنتے ہوئے دنیا میں پھیلانے کا جو عہد کیا تھا۔

(ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 629)

اس کا نتیجہ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کام اور ان کی نیّتوں میں ایسی برکت ڈالی کہ آج یہاں جرمنی میں جماعت احمدیہ یہاں کے بڑے بڑے میسر ہالوں اور کمپلیکس میں سے ایک مکمل کمپلیکس جو وسیع رقبہ پر پھیلا ہوا ہے اس میں اپنا جلسہ منعقد کر رہی ہے اور اس وسیع و عریض عمارت کے باوجود بعض ضروریات کے لئے باہر کھلے میدان میں مارکیاں اور خیمے لگائے گئے ہیں۔ اگر دنیاوی وسائل کے لحاظ سے ہم دیکھیں تو ہمارے لئے آج بھی ممکن نہیں کہ اتنے وسیع اخراجات کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ جماعت کے پیسے میں برکت ڈالتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ [ہال میں آواز کی گونج پیدا ہو رہی تھی اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ echo واپس آتی ہے۔ انتظامیہ جلسہ گاہ دیکھیں کہ آخر تک آواز بھی صحیح جا رہی ہے یا نہیں۔] جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر ان جلسوں کا انعقاد شروع کیا تھا۔

(ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 611)

اور اس کا مقصد افراد جماعت کی اصلاح تھی۔ اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی طرف کھینچے جانے کی کوشش کرنا تھا۔ علم و معرفت میں ترقی کرنا تھا۔ پاک تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا تھا۔ دنیا کی چاہتوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچانا تھا۔ اسلام اور احمدیت کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد و پیمان کرنا اور اسے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پورا کرنا تھا۔ آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کے رشتے کو بڑھانا تھا۔
(ماخوذ از شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پس پہلوں نے اس کام کو خوب نبھایا۔ قادیان کی چھوٹی سی بستی کے جلسوں میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ آج اس نہج پر دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور ان جلسوں کا بھی وہی مقصد ہے جو قادیان کے جلسہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا اور جس کا میں نے مختصراً ابھی ذکر کیا ہے۔

پس اگر تو ہم اس مقصد کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں تو ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ اگر کسی میلے کے تصور کے ساتھ یہاں آئے ہیں یا ہم میں سے کوئی بھی آیا ہے تو یہ بدقسمتی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نیک مقصد کے لئے جمع ہونے کے لئے کہا اور ہم جمع بھی ہوئے لیکن نیک مقاصد کے حصول کے بجائے دنیاوی باتوں میں پڑ جائیں۔ پس یہاں آنے والا ہر احمدی یہ بات مدنظر رکھے کہ ان تین دنوں میں دنیا سے بالکل قطع تعلقی کر لے اور اس کے بعد بھی دنیا میں رہنے کے باوجود، دنیاوی کاموں میں پڑنے کے باوجود کہ یہ بھی ضروری چیز ہے، دنیاوی کام، روزگار ہے، کاروبار ہے، ضروری ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی کوشش کرنے کا عہد کر کے جائیں جو یہاں آپ میں پیدا ہوئیں تا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنتے رہیں۔ ان دنوں میں فرض اور نفل عبادتوں کے علاوہ ذکر الٰہی بھی کرتے رہیں۔ ذکر الٰہی سے خیالات پاک رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے اور انسان برائیوں سے بچا رہتا ہے۔ یہی مقصد عبادات کا ہے۔ اور ذکرِ الٰہی لازمی عبادات کی طرف بھی توجہ دلاتی رہتی ہے۔ اور پھر اگر انسان حقیقی عبادت، صحیح عبادت کر رہا ہے تو پھر اس کی وجہ سے ذکر الٰہی کی طرف توجہ رہتی ہے۔ پس اس بات کو ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عبادت کا ایک رکن رکھا ہے جو ہر حالت میں ہر مسلمان پر تو فرض نہیں لیکن اس کے باوجود لاکھوں مسلمان ہر سال اس فریضے کو سرانجام دیتے ہیں یعنی حج بیت اللہ کا فریضہ۔ چند دن تک انشاء اللہ تعالیٰ یہ فریضہ انجام دیا جائے گا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حج کی عبادت کی طرف توجہ دلا کر مسلمانوں کو یہ کہا کہ اپنی تمام تر توجہات ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو کہ اس کے بغیر حج کا مقصد پورا نہیں ہوتا، وہاں اس طرف بھی توجہ دلائی کہ مجمع کی وجہ سے، ایک جگہ جمع ہونے کی وجہ سے بعض برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ حج کے

ماحول کی وجہ سے ہر حج کرنے والے سے یہی توقع رکھی جاتی ہے کہ اس کو اس پاکیزہ ماحول کی وجہ سے کسی اور بات کا خیال نہیں آسکتا سوائے ذکرِ الٰہی کے، تسبیح کے اور تحمید کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کو جانتا ہے اس نے تین برائیوں کی طرف بھی اس موقع پر توجہ دلا دی کہ تم نے ان چیزوں سے بچ کر رہنا ہے۔ پس ماحول جیسا بھی پاکیزہ ہو انسان کو ہر وقت شیطان کے حملوں سے بچنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور ہوشیار ہو کر اس طرف توجہ رکھنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو جن تین برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے پہلی فرمایا رَفَث ہے۔ شہوانی باتیں تو اس کا ترجمہ کیا ہی جاتا ہے لیکن اس کا مطلب بدکلامی کرنا، گالیاں دینا، گندی اور بیہودہ باتیں کرنا، گندے قصے سنانا، فضول اور لغو باتیں کرنا، گپیں وغیرہ مارنا، بیٹھ کے مجلسیں جمانا، یہ سب بھی اس میں شامل ہیں۔ پس یہاں وضاحت سے ہر قسم کی لغویات، فضولیات اور گپیں لگانے کی مجالس سے منع فرما دیا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حج پر جا کر یہ باتیں کون کرتا ہو گا۔ وہاں تو خالص ہو کر ہر ایک جو بھی حج پر جاتا ہے اس سے یہی توقع رکھی جاتی ہے کہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ پر نثار کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں جب حج پر گیا تو ایک نوجوان میرے ساتھ طواف کر رہا تھا تو طواف کرتے ہوئے بجائے دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے وہ فلمی گانے گا رہا تھا۔ ہندوستان سے گیا ہوا تھا۔ تو میں نے اس سے کہا یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تو کہنے لگا مجھے تو دعائیں وغیرہ آتی کوئی نہیں کہ حج پہ کیا کی جاتی ہیں۔ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ کلکتے میں ہماری کپڑے کی بڑی دکان ہے۔ ہمارے مقابلے پہ ایک اور بڑی کپڑے کی دکان ہے۔ بڑے کاروباری لوگ ہیں۔ ان مالکوں میں سے ایک حج کر کے آیا۔ اس نے اپنی دکان کے بورڈ پر حاجی بھی اپنے نام کے ساتھ لکھ لیا ہے۔ لوگوں کی اس طرف اس وجہ سے زیادہ توجہ ہو گئی کہ حاجی صاحب کی دوکان ہے اچھا مال دیتے ہوں گے۔ تو میرے باپ نے مجھے کہا کہ مَیں تو حج پر جا نہیں سکتا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے (جو بھی وجہ ہو)، تم حج پر جاؤ تا کہ ہم بھی اپنا بورڈ لگا لیں۔ تو میرا تو یہ مقصد ہے کہ کاروبار کو بڑھانے کی نیت سے مَیں حج کر رہا ہوں۔ پس جب حج پر اس مقصد کے لئے لوگ جا سکتے ہیں تو پھر کسی اور عبادت یا جلسے پر کیا سوچ نہیں ہو سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حج کے دنوں میں **فسوق** نہیں کرنا۔ یعنی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نہیں نکلنا۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا ہے۔ جو نیکی کا راستہ تم نے اختیار کیا ہے اس کو اختیار کئے رکھنا ہے اور برائی کی طرف نہیں جھکنا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج کے دنوں میں جِدال یعنی ہر قسم کے جھگڑے سے، لڑائی سے مکمل طور پر بچنا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ہمارے جلسوں پر بھی اگر اس سوچ کے ساتھ لوگ آئیں جو اصول اللہ تعالیٰ نے حج کے دوران برائیوں سے رکنے کا بیان کیا ہے تو غیر معمولی اصلاح ہو سکتی ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 23 صفحہ 567-566)

یقیناً آپ نے اصلاح کے لئے یہ بڑی حقیقی اصولی بات بیان فرمادی۔ یہ نہیں ہم کہتے کہ جلسہ کا مقام خدانخواستہ حج کا مقام ہے یا اب جیسے بعض غیر احمدیوں نے ہم پر الزام لگانا شروع کیا ہوا ہے کہ ہم قادیان جاتے ہیں اس لئے اسے حج کا مقام دیتے ہیں، یہ غلط ہے۔ لیکن دینی ترقی کے حصول کے لئے اور اپنی اصلاح کے لئے یہ بنیاد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک بنیاد فرمادی کہ جہاں بڑے اکٹھ ہوں، مجمعے ہوں ان باتوں کا بھی خیال رکھو۔ اور اگر ہم دینی ترقی کے لئے، اپنی اصلاح کے لئے جمع ہونے والے جلسہ میں ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو ہماری اصلاح کے معیار بڑھیں گے۔ جلسہ ایک عبادت تو نہیں لیکن ٹریننگ کیمپ ضرور ہے جو روحانیت میں ترقی کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس میں ہم اگر بدکلامی، گالیاں دینے، گندی اور بیہودہ باتیں کرنے، قصے سنانے کے کام کریں گے تو مقصد نہیں پورا ہو سکتا۔ تو اس میں ہمیں ان سب چیزوں سے بچنا ہے۔ اگر ہم لغو باتوں سے بچیں گے اور لغو گفتگو سے بچیں گے تو یقیناً ایک پرسکون اور پر امن اور نیکیاں بکھیرنے والا ماحول پیدا ہو گا اور جلسے کا مقصد پورا ہو گا۔ پھر فسوق جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکلنے کا گناہ ہے اس سے بچنا ہے۔ یہ ضروری چیز ہے کہ ہم کامل طور پر جب دینی مقصد کے لئے آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ہمیشہ ڈالے رکھیں۔

پس خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق بھی ادا کرنا ہے اور باقی احکامات پر عمل بھی کرنا ہے۔ پھر ایک انتہائی عمل جو تعلقات کو توڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور پھر یہ تعلقات سالوں ٹوٹے رہتے ہیں، جھگڑے چلتے رہتے ہیں، ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کی جو اغراض بیان فرمائی ہیں وہ حقیقتاً انہی تین باتوں کے گرد گھومتی ہیں کہ ہمیں اپنی اصلاح کا موقع ملے۔ اپنے نفس کی اصلاح ہو۔ فضولیات سے پرہیز ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اور اس کے حکموں پر کامل اطاعت سے چلنے کی طرف خاص توجہ پیدا ہو۔ اور اپنے بھائیوں سے خاص رشتہ محبت اور بھائی چارے کا قائم ہو۔ اور ہر قسم کی خود غرضی اور جھگڑے کو ختم کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ایک سال یہ دیکھا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے اور خود غرضی بعض لوگوں پر غالب آگئی ہے اور بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر بحث مباحثہ اور جھگڑے کی صورت بنی ہے تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے ایک سال جلسہ ہی منعقد نہیں فرمایا تھا۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پس جلسہ میں شامل ہونے والے ہر شخص کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے جہاں ان دنوں میں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں اپنے نفس کی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے، اپنا وقت اِدھر اُدھر ضائع کرنے کی بجائے جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے جلسہ کا تمام پروگرام سننا ہے۔ ہر مقرر کی تقریر میں اصلاح اور نیکی کی

باتیں مل جاتی ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں کچھ نہیں ملا یا ہم بہت بڑے عالم ہیں۔ جتنے مرضی بڑے عالم ہوں کوئی نہ کوئی بات مل جاتی ہے یا کم از کم یاد دہانی ہو جاتی ہے۔ اس لئے انہیں غور سے سننا چاہئے۔ اپنی روحانیت کو بڑھانے کے لئے اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں اور پھر حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہنی چاہئے۔ یہاں جھگڑے اور جدال کا سوال نہیں کہ جھگڑا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ جلسہ سے حقیقی فیض پانے کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننے کے لئے یہ نہیں کہ جن کے پرانے جھگڑے چل رہے ہیں وہ یہاں آ کے جھگڑے کریں بلکہ ان کو بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر **صلح کر کے ان کو ختم کرنا چاہئے۔ اپنی اَنانیت کو ختم کریں۔** مجھے علم ہے کہ ہر سال جلسے پر بعض خاندانوں میں، بعض لوگوں میں بعض پرانی باتوں کی وجہ سے بدمزگیاں لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض لوگ آپس میں لڑ بھی پڑتے ہیں۔ جلسہ پر تو ہر ایک یہاں آیا ہوتا ہے۔ دو ناراض گروہوں کا یا لوگوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ یہاں تو ہر احمدی نے آنا ہے۔ اس لئے یہ نہیں ہم کہہ سکتے کہ وہ کیوں جلسہ پر آیا اور وہ کیوں نہیں آیا۔ ناراض لوگوں میں، عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی جب اس طرح ان کی پرانی ناراضگیاں چل رہی ہوں تو جب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو تیوریاں چڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ماتھے پر بل پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پھر بعض دفعہ بعض لوگ دُور سے ہی یا چلتے چلتے کوئی نہ کوئی طنزیہ فقرہ کہہ جاتے ہیں اور اظہاریہ ہوتا ہے کہ جس طرح ہم نے ان کو نہیں کہا بلکہ ویسے ہی بات کہی حالانکہ حقیقت میں وہ چڑانے کے لئے یا جان بوجھ کر کہا جاتا ہے۔ اور دوسرا فریق جو پہلے ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا ہوتا ہے وہ بھی غصہ میں کچھ کہہ دیتا ہے۔ گویا ایک لغو حرکت سے پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکلتے ہیں اور پھر بعض دفعہ لڑائی تک نوبت آ جاتی ہے۔ **اگر کسی کو اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں ہے تو بہتر ہے کہ جلسہ کے ماحول سے پہلے ہی خود ہی باہر چلے جائیں۔** جلسہ میں شامل نہ ہوں۔ دو چار لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں جو جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور جلسہ پر آ کر بجائے جلسہ کی برکات سے حصہ لینے کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ کیا کبھی اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہ ایک نیک مقصد کے لئے جمع ہونے والے مومن اپنی روحانی ترقی اور نیک مقاصد حاصل کرنے کی بجائے فتنہ و فساد کو بڑھانے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جب کامیابیاں حاصل کرنے والوں کے بارے میں فرمایا تو عاجزانہ نمازوں کے بعد **لغویات سے پرہیز کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:2-4) یقیناً کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں اور لغویات سے بچنے والے ہیں۔

پس یہاں ایک نیک مقصد کے لئے آئے ہیں۔ نمازوں میں تو تقریباً ہر ایک شامل ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ عاجزانہ نمازیں پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کے کامل فرمانبردار بنتے ہوئے نمازیں پڑھو۔ ظاہری نمازیں نہ ہوں۔

باجماعت نمازوں کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جہاں ایک وحدت پیدا ہو، ایک جسم بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں اور اسی طرح ایک دوسرے کی روحانیت اور نیکی بھی ایک دوسرے میں سرایت کرے اور جذب ہو۔ پس جو عاجزانہ نمازیں پڑھ رہے ہوں گے، خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک رہے ہوں گے ان کا اثر کم درجے والوں پر بھی پڑے گا جو ساتھ کھڑے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کرتے ہوئے یہ نمازیں پڑھی جا رہی ہوں گی، عاجزی ہو گی تب یہ باتیں ہوں گی۔ کئی لوگ مجھے لکھتے بھی ہیں کہ جلسہ کے دنوں میں خشوع و خضوع کی نمازوں کا انہیں بہت مزا ملتا ہے تو اس مزے کو حاصل کرنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے تا کہ ان مومنین میں شامل ہونے والے بن جائیں جو فلاح پانے والے ہیں، جو کامیاب ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فلاح پانے والوں اور کامیاب ہونے والوں کے لئے مختلف ذریعے بنائے ہیں۔ ان ذریعوں کے اپنانے سے حقیقی اور مکمل کامیابی ملتی ہے۔ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ دوسرا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لغو سے اعراض کا فرمایا ہے۔ پس اس طرف بھی ہر احمدی کو جلسہ کے دنوں میں بھی اور بعد میں بھی خاص توجہ دینی چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اللَّغْو کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں تمام چیزیں آجاتی ہیں۔ یعنی ہر قسم کا جھوٹ، ہر قسم کے گناہ، تاش، جوا، گپیں مارنا، نکتہ چینیاں کرنا۔ یہ سب چیزیں اس میں شامل ہیں۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 171)

تاش جُوئے کی مثال آپ نے دی ہے اس سے مجھے "WhatsApp" پر بھیجی ہوئی ایک تصویر یاد آگئی۔ بعض لوگوں پر تو نیک ماحول اور نیک اور مقدس مقامات کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایک حج پر جانے والے کا تو مَیں نے ذکر کیا ہے، اس کی مثال دی ہے۔ جس تصویر کا مَیں ذکر کر رہا ہوں وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھنے والوں کی تصویر تھی جس میں ایسے لوگ بھی تھے۔ کچھ لوگ قرآن کریم یا کچھ کتابیں پڑھ رہے ہوں گے یا حدیث وغیرہ جو بھی پڑھ رہے تھے۔ لیکن کچھ ایسے بھی تھے جو مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مسجد کا ماحول صاف نظر آ رہا ہے اور وہاں تاش کھیل رہے تھے۔ لکھنے والے نے اس پہ comment اپنا یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو یہ حال ہے بعض لوگوں کا کہ عبادتوں میں بھی لغویات کرنے سے باز نہیں آتے لیکن پھر بھی یہ لوگ پکے مسلمان ہیں اور احمدی کافر! یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ سے بھی عملاً استہزاء کر رہے ہیں۔ ان سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ پس یہ نمونے جو ہم غیروں کے دیکھتے ہیں تو ہمیں ان سے سبق لینا چاہئے کہ کبھی ہمارے اندر ایسی باتیں پیدا نہ ہوں اور ساتھ ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہمیں بار بار ان لغویات سے بچنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ لغویات کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "رہائی یافتہ مومن وہ لوگ ہیں جو لغو کاموں

اور لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں سے اور لغو تعلقات سے اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 198)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام لغویات کی نشاندہی فرمادی۔ اب جتنی باتوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے یہ سب ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ ایک لغو کام دوسرے لغو کام کی طرف لے کر جاتا ہے اور اگر غور کریں تو لغو کام لغو باتیں اور لغو حرکتیں جن سے سرزد ہوتی ہیں وہ لغو مجلسوں میں بیٹھنے والے ہوتے ہیں۔ لغو لوگوں کی صحبت سے اور میل ملاپ سے، تعلقات سے اور لغو قسم کے جوشوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر جوش میں آجانا اور غصہ میں آجانا ان سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اب اعتکاف پر بیٹھ کر تاش کھیلنے والوں کی مَیں نے مثال دی ہے۔ کہنے کو تو مسجد میں بیٹھے ہیں، اعتکاف میں بیٹھے ہیں، لیکن عبادت کے مقصد کو پورا کرنے کی بجائے لغویات میں مبتلا ہیں۔ اب ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی ویسے ہی لوگ ہوں گے جیسے یہ ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت بھی خراب کرتی ہے چاہے وہ مسجد میں بیٹھے ہوں۔ لیکن ہم جلسہ پر آنے والوں میں ان دنوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہونی چاہئے کہ صرف جلسہ کے دنوں میں نہیں بلکہ بعد میں بھی ہماری صحبت میں بیٹھنے والے ہمیشہ لغویات سے پرہیز کرنے والے ہوں۔ ایسی مجلسیں ہوں جن کے ساتھ بیٹھنے والے کبھی ردّ نہیں کئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے والے لوگ ہوتے ہیں۔ ہمارے اخلاق اعلیٰ ہوں۔ ہماری سچائی کے معیار اعلیٰ ہوں جو دوسروں کو بھی ہمارے عملی نمونوں کو دیکھ کر نیک تبدیلیاں پیدا کرنے والا بنا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "ایک اَور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔" فرمایا "زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 246-245)

ڈیوڑھی کیا ہے؟ ڈیوڑھی کہتے ہیں کسی گھر کے مَین (main) دروازے کو، مین گیٹ (main gate) کو۔ جب خدا تعالیٰ آپ کے گھر کے قریب آگیا، دروازے پر آگیا تو پھر آپ فرماتے ہیں کہ اس کا اندر آنا کوئی بعید نہیں۔ کوئی تعجب نہیں کر سکتا کہ وہ اندر نہیں آئے گا۔ پس اللہ تعالیٰ لغویات سے بچنے والوں اور حسن اخلاق دکھانے والوں، نرم زبان استعمال کرنے والوں کے قریب ہو جاتا ہے اور اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اگر نیکیوں میں باقاعدگی رہے تو خدا تعالیٰ پھر ایسے لوگوں پر اپنا فضل فرماتے ہوئے انہیں اپنا بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا گھر میں آنا یہی ہے کہ اس بندے کو اپنا بنالے اور جب اللہ تعالیٰ اپنا بنالیتا ہے تو عبادات میں بڑھنے اور نیکیوں میں بڑھنے کی انسان کو توفیق ملتی چلی جاتی ہے۔ پس نیکیوں سے نیکیاں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اپنے اندر پاک

تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جب یہ مقصد ہے تو پھر صرف تقریریں سن کر علمی حظ اٹھانے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا نہ کریں۔ اور عملی تبدیلیوں کے لئے جہاں عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے وہاں اعلیٰ اخلاق اور لغویات سے بچ کر ایک دوسرے کا بھی حق ادا کرنا ہے۔ پس اس کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری پردہ پوشی فرمائی ہوئی ہے اور ہماری غلطیاں ابھر کر غیروں کے سامنے نہیں آتیں ورنہ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو ہمیں پتا لگے گا کہ کتنی کتنی غلطیاں ہیں اور ہم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیار کے مطابق کتنی کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور یہ کمزوریاں جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بدنام کرنے کا باعث بن سکتی ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری طرف منسوب ہو کر ہمیں بدنام نہ کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 146)

اگر ہماری عبادتوں کے معیار اچھے نہیں تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہوں گے۔ اگر ہمارے اخلاق اچھے نہیں تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہوں گے۔ اگر ہم لغویات میں گرفتار ہیں تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہوں گے۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم احمدیوں پر ہے اور ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جو شخص ایمان کو قائم رکھنا چاہتا ہے وہ اعمال صالحہ میں ترقی کرے۔" فرمایا کہ "یہ روحانی امور ہیں اور اعمال کا اثر عقائد پر پڑتا ہے۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 366)

پس صرف یہ کہنا کہ مَیں عقیدے کے لحاظ سے نہایت پختہ احمدی ہوں کافی نہیں ہے اگر نیک اعمال نہیں ہیں، اگر اعلیٰ اخلاق نہیں ہیں۔ کیونکہ اعمال صالحہ میں کمزوریاں آہستہ آہستہ ایمان میں کمزوری کا بھی باعث بن جاتی ہیں۔

پھر نمازوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "نماز سوز و گداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 367)

پس ان دنوں میں اور ہمیشہ اپنی نمازوں میں سوز و گداز پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ خدا تعالیٰ سے ہمارا تعلق مضبوط ہو۔ اور ان جلسوں میں شامل ہونے کا حقیقی مقصد تو یہی ہے کہ ہم روحانی طور پر ترقی کریں۔

آپس میں اچھے تعلقات اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ

نے فرمایا کہ: "جیسے رفق، حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو۔" فرمایا "جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔"
(ملفوظات جلد 6 صفحہ 369)

آپؑ فرماتے ہیں کہ: "متکبر دوسرے کا حقیقی ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ ہر ایک کے ساتھ کرو۔" چاہے وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرو۔ فرمایا: "خدا سب کا ربّ ہے۔" صرف مسلمانوں کا ربّ نہیں ہے۔ خدا تو ہر ایک کا ربّ ہے چاہے وہ کوئی ہو۔ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ہاں مسلمانوں کی خصوصیت سے ہمدردی کرو۔" انسانیت کے ناطے ہر ایک سے ہمدردی کرنی چاہئے اور مسلمانوں کی خاص طور پر کرو۔ "اور پھر متقی اور صالحین کی اس سے زیادہ خصوصیت سے۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 371)

اور جو لوگ متقی ہوں، صالحین میں شمار ہوتے ہوں ان کے ساتھ تو پھر مزید تعلق بڑھ جاتا ہے اور بڑھنا چاہئے۔

پس یہ وہ نصائح ہیں جو ہمیں اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے والا بنا سکتی ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے ہمدردی کے جذبات ہمارے اندر ہوں گے، تکبر کو ہم دل سے نکالنے والے ہوں گے، اپنی اولاد کی طرح ایک دوسرے سے نرمی اور ملائمت سے اور پیار سے بات کرنے والے ہوں گے۔ اگر یہ چیزیں ہوں گی تو ان تمام جھگڑوں اور فسادوں سے بچنے والے ہوں گے جو ہمیں بسا اوقات ابتلا میں ڈال جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں جلسے پر بھی ایسے اظہار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مَیں کہوں گا کہ ہمارا یہاں جمع ہونے کا مقصد اپنی روحانی اور عملی حالت کو ترقی دینا ہے اور یہ مقصد ہم اس وقت پورا کر سکتے ہیں کہ ایک کوشش سے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ پس ان دنوں میں بہت توجہ سے اس بات کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ جلسہ کی انتظامیہ کے ساتھ بھی بھرپور تعاون کریں۔ حالات کی وجہ سے اگر بعض دفعہ داخلی راستوں پر چیکنگ وغیرہ میں وقت لگ جائے تو وہاں بھی برداشت کریں۔ حوصلے اور صبر سے کام لیں اور بیشمار یہ جو کام کرنے والے کارکنان اور کارکنات ہیں، مرد اور عورتیں ہیں، بچے بچیاں ہیں ان سے بھرپور تعاون کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ کون کس عمر کا ہے۔ یہ دیکھیں کہ جو اس کے ذمہ کام دیا گیا ہے وہ اس کو سرانجام دینے کے لئے آپ کو کوئی باتیں کہہ رہا ہے جس پر آپ نے عمل کرنا ہے۔ ان کے لئے دعائیں بھی بہت کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحیح رنگ میں کام کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم جلسہ سے حقیقی فیض پانے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 23 ستمبر 2016ء تا 29 ستمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 39 صفحہ 05 تا 08)

37

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 09 ستمبر 2016ء بمطابق 09 تبوک 1395 ہجری شمسی
بمقام بیت السبوح فرینکفرٹ، جرمنی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ گزشتہ اتوار اپنے تین دن کے بھرپور پروگراموں کے بعد اپنے اختتام کو پہنچا۔ جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں سارا سال کوششیں اور کام ہوتا ہے۔ سینکڑوں رضاکار کچھ دن پہلے اپنا کام شروع کر دیتے ہیں اور جب جلسہ شروع ہو تو پھر لگتا ہے کہ ایک دم میں اختتام بھی ہو گیا۔ تین دن پلک جھپکنے میں گزر جاتے ہیں۔ شاید باہر رہنے والوں، دوسرے ملکوں کے لوگوں کا خیال ہو کہ جرمنی کا جلسہ تو بڑے بڑے تعمیر شدہ ہالوں میں ہوتا ہے یہاں ان کو سب کچھ بنا بنایا مل گیا۔ یہاں رضاکاروں کا کیا کام ہوتا ہو گا یا کرتے ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود کہ بڑے بڑے ہال ہیں بعض کام ہیں جو کرنے پڑتے ہیں اور بڑی محنت چاہتے ہیں۔ وسیع ہال ہونے کے باوجود رہائش کے لئے، کھانا پکانے کے لئے، کھانا کھلانے کے لئے اور متفرق کاموں کے لئے عارضی انتظام کرنا پڑتا ہے جو اس مین بلڈنگ سے باہر ہوتا ہے۔ مارکیز وغیرہ بھی لگانی پڑتی ہیں۔ پھر ہال کے اندر بیٹھنے کا انتظام کرنا، آواز پہنچانے کا صحیح انتظام کرنا اس قسم کے بہت سے کام ہیں جو وقار عمل کے ذریعہ زیادہ تر خدّام اور لجنہ اور انصار بھی کرتے ہیں۔

پھر جلسہ کے دنوں میں کھانا پکانا، کھانا کھلانا، صفائی کا انتظام کرنا، پارکنگ کا انتظام، سیکیورٹی کا انتظام، چیکنگ وغیرہ، مختلف قسم کی ساؤنڈ سسٹم جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، ایم ٹی اے جو علاوہ جلسہ گاہ سے کارروائی دکھانے کے سٹوڈیوز سے مختلف دلچسپی کے پروگرام بھی دے دیتے ہیں۔ یہ سب کارکن ہیں جن میں مرد بھی ہیں، عورتیں بھی ہیں، نوجوان لڑکیاں بھی ہیں، نوجوان لڑکے بھی ہیں، بچے بھی ہیں یہ سب شامل ہیں اور یہ سب لوگ جو ہیں یہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کے شکریہ کے مستحق ہیں، خاص طور پر جو یہاں شامل ہو رہے ہیں اور عام طور پر دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کو ان کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خدمت کرنے والوں کے ذریعہ جلسہ

کی کارروائی کے سننے اور دیکھنے کا انتظام فرمایا ہوا ہے۔

پس یہ تمام کارکنان ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔ میں بھی ان سب کام کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بھرپور خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آئندہ پہلے سے بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ جلسہ جہاں ہماری تربیت کے سامان کرتا ہے، جلسہ پر شامل ہونے والوں کی خاص طور پر، اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا میں یہ پروگرام دیکھنے والوں کے لئے عام طور پر۔ وہاں غیر احمدی اور غیر مسلم مہمان جو جلسہ پر آتے ہیں اور یا پھر احمدیوں سے رابطے رکھنے والے ہیں اور اس وجہ سے ایم ٹی اے پر ہمارے پروگرام دیکھتے ہیں، بعض مخالفین بھی دیکھتے ہیں۔ اکثر اوقات پھر یہ جلسہ ان لوگوں کے لئے تبلیغ کا ذریعہ بن جاتا ہے، شامل ہونے والوں کے لئے بھی اور دنیا میں پھیلے ہوئے لوگوں کے لئے بھی۔ کئی احمدی اس کا اظہار کرتے ہیں کہ جلسہ کی وجہ سے ان کا تعلق ہمارے ساتھ مزید مضبوط ہوا ہے اور جماعت کو جاننے کی طرف ان کی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ بعض غیر مسلم، غیر احمدی لوگ ایسے ہیں جو یہاں جلسے پر آتے ہیں اور یہاں کا ماحول دیکھ کر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پس بیشمار برکتیں ہیں جو جلسہ سالانہ کی ہیں اور اس کا اظہار اب ہر ملک کے جلسہ کے حوالے سے ہوتا ہے۔ جرمنی میں جو جلسے کے دوران غیروں پر اثر ہوا ان میں سے کچھ واقعات مَیں اس وقت پیش کرتا ہوں۔

جلسہ جرمنی پر بھی گزشتہ دو تین سال سے بیعت کرنے کا پروگرام رکھا جاتا ہے۔ اس سال چودہ ممالک سے تعلق رکھنے والے 83 عورتوں اور مردوں نے بیعت میں حصہ لیا اور بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ بعض بیعت کرنے والوں کے دل جلسہ کی کارروائی اور احمدیوں کے رویّے اور **حسن سلوک دیکھ کر احمدیت کی طرف پھر گئے اور اس وجہ سے انہوں نے بیعت کر لی۔**

بوسنیا سے آنے والے ایک مہمان ابراہیموو (Ibrahimov) صاحب کہتے ہیں کہ احمدیت ہی حقیقی سچائی ہے جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہے۔ **میرے خطبات کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ مجھ پر سب سے زیادہ اثر ان کے خطبات اور تقریروں کا ہوا۔** کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیئے۔ میرا دل ہر لحاظ سے مطمئن ہوا اور مَیں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اب میں خلیفۃ المسیح کا ہی بن کر رہنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ مجھے ان کا قرب حاصل ہو۔ مجھے آپ لوگوں کی تنظیم، محبت اور امن نے اپنا دیوانہ بنا لیا ہے۔

پھر ایک دوست ریاض صاحب یہاں رہتے ہیں جن کا تعلق عراق سے ہے کہتے ہیں کہ میرا جماعت سے

تعارف ایک احمدی کے ذریعہ ہوا۔ اس کے بعد جامعہ احمدیہ میں دو عرب میٹنگز میں فیملی کے ساتھ شامل ہونے کا موقع ملا جن میں آپ کے امام کے ذریعہ، یہاں جو مقامی امام تھے ان کے ذریعہ، جماعتی عقائد کا علم ہوا جو میرے لئے بالکل نئے اور حقائق پر مبنی اور دل میں اثر کر جانے والے تھے۔ پھر مجھے جلسہ سالانہ پر جانے کا موقع ملا۔ میرے لئے یہ منظر انتہائی حیران کن تھا کہ انتہائی تنظیم، خدمت کا جذبہ، انسانی اقدار، مختلف قومیتوں کے لوگ مگر اخوت اور بھائی چارے کی یہ فضا میرے خیال سے دنیا میں احمدیت کے سوا کہیں نظر نہیں آتی۔ کہتے ہیں مجھے ہر طرف محبت ہی محبت نظر آئی اور خلیفہ کے خطابات دلی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ دنیا میں اسلام کی یہ انتہائی خوبصورت تصویر کسی اور فرقے کے پاس نہیں ہے اس لئے سب کچھ آنکھوں سے دیکھنے کے بعد مجھے اور میرے خاندان کو احمدیت قبول کرنے میں ذرا بھی تردّد نہیں ہوا اور واپس آکر جب ہم نے اپنے رشتہ داروں کو یہ سب کچھ بتایا کہ ہم نے احمدیت قبول کر لی ہے تو وہ کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے ہمیں کیوں نہیں بتایا، ہمیں کیوں نہیں ساتھ لے کر گئے۔ ہم بھی یہ تمام باتیں سن کر جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔

پھر ایک اور دوست سلمان صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میرا جماعت سے تعارف ایک احمدی کے ذریعہ سے ہوا۔ ان کے اخلاق سے مَیں بیحد متاثر ہوا ہوں۔ چنانچہ مَیں نے جماعت کے بارے میں جاننے کی کوشش کی۔ اسی سلسلہ میں جلسہ میں آیا۔ **یہاں سب کچھ دیکھ کر میری دنیا بدل گئی۔ جلسہ کے ماحول نے مجھے بے حد متاثر کیا۔** ایسا منظم اجتماع مَیں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ لوگوں کے اخلاق، ان کا حسن سلوک اور پیار محبت کی فضا یہ تمام چیزیں آجکل دنیا میں سوائے احمدیت کے اور کہیں نظر نہیں آتی اور انہی چیزوں کو دیکھ کر میں آج جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ پس یہ حُسن اخلاق جو ہے اس کا بھی ایک احمدی کو ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ یہ تبلیغ کا ذریعہ بنتا ہے۔

پھر بوسنیا کے ایک مہمان تھے بائیرم (Bajram) صاحب انہوں نے بھی بیعت کی۔ کہتے ہیں پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوا ہوں۔ جلسہ کے موقع پر مجھے احمدیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور جماعت کا زیادہ سے زیادہ تعارف حاصل ہوا۔ یہ جماعت سچی جماعت ہے جو صراط مستقیم پر قائم ہے۔ **جلسہ پر جب میں نے خلیفۂ وقت کی باتیں سنیں تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کا فیصلہ کر لیا اور بیعت کر کے** جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ خلیفہ وقت نے مجھے اپنے الفاظ سے اپنے قریب کر لیا۔ اب میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ اس جماعت کا حصہ ہوں۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اس پیغام کو آگے پھیلاؤں گا۔

پھر بیلجیم سے آنے والے ایک مہمان گربو صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان روحانی اجتماع ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو لمبے عرصے سے جانتے ہیں۔ پہلے میں نے خط کے ذریعہ بیعت کی تھی مگر

آج شوق اور ڈر کی وجہ سے میرا دل سینہ میں بڑی تیزی سے دھڑک رہا ہے۔ میں تمام مسلمانوں سے کہوں گا کہ یہی دین اسلام ہے اور اس اسلام احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ میرے لئے ناقابل یقین بات ہے کہ آج خلیفہ کے سامنے بیعت کے لئے حاضر ہوں۔ چودہ سال کی عمر سے مجھے یاد ہے کہ میں مولویوں سے احادیث سنتا تھا کہ مہدی منتظر آئیں گے۔ آج میری وہ خواہش پوری ہوگئی۔ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

پس جلسہ خاموش تبلیغ کا ذریعہ بن جاتا ہے یا ماحول جو ہے وہ تبلیغ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ تقریریں جو ہیں وہ تبلیغ کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور لوگوں کے دلوں پہ اثر ڈالتی ہیں۔ اس لئے ہمارا ہر عمل جو ہے، صرف تقریریں نہیں بلکہ ہر احمدی کا ہر عمل جو ہے اس کو اپنے عمل کو اس طرح بنانا چاہئے کہ غیروں پر بہترین اثر کرے۔ صرف دکھانے کے لئے نہیں بلکہ حقیقت میں ہمارا ہر عمل ہمارے دل کی آواز ہو، ہمارے عقیدے کی آواز ہو۔

جلسہ سالانہ پر یورپ کے مختلف ممالک سے غیر مہمان جو آتے ہیں وہ بھی بڑے متاثر ہو کر جاتے ہیں احمدی اگر نہیں بھی ہوتے تو متاثر ضرور ہوتے ہیں بلکہ بعض جماعت احمدیہ کے سفیر بن کر تبلیغ کا بھی کہتے ہیں۔ اس سال جرمنی کے جلسہ پہ جو وفود باہر سے آئے ان میں لتھوینیا، لاٹویہ، میسیڈونیا، بوسنیا، البانیا، رومانیہ، کوسووو، بلغاریہ، قازقستان، مالٹا، بیلجیم، کروشیا اور ہنگری سے لوگ آئے تھے۔ ان وفود کی میرے سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔

لتھوینیا سے آنے والی ایک مہمان خاتون ماریہ صاحبہ جو لیگل اکاؤنٹنسی سروس میں پراجیکٹ مینیجر ہیں، کہتی ہیں کہ جلسہ میں شامل ہونا میری زندگی کا ایک بہت اچھا تجربہ ہے۔ کام کے حوالے سے اکثر پاکستان، ایران، عراق اور دبئی کے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اسلام کو ماننے والے ہیں۔ مجھے میرے دوست اکثر یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے ماننے والے ہیں اور اسلام دہشتگردی کا مذہب ہے۔ لیکن جلسہ میں شمولیت کے بعد مَیں یہ ماننے پر مجبور ہوں کہ مسلمان لوگ بہت اچھے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں۔ مجھے ان دنوں کے دوران یوں محسوس ہوا جیسے مَیں اپنے ہی گھر میں رہ رہی ہوں۔ اس لئے میں واپس جا کر اپنے دوستوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے کو تبدیل کروں گی۔

پھر لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان تومس چیپائتس (Thomas Cepaitis) کہتے ہیں یہ مرد ہیں جو لتھوینیا میں ایک علاقہ اوزوپس (Uzhupis) کے **وزیر خارجہ ہیں کہتے ہیں۔ یہ ایک عظیم جلسہ ہے اور اس جلسہ نے** اسلام کے بارے میں میرے تصورات کو ہمیشہ کے لئے بدل کر رکھ دیا ہے۔ مجھے اس سے قبل جماعت کا زیادہ تعارف نہیں تھا۔ جماعت کے لوگ بہت ہی مہمان نواز ہیں اور محبت کرنے والے ہیں۔ نمائش میں مختلف لوگوں کے

ہاتھوں سے قرآن مجید لکھنے کا idea مجھے بہت اچھا لگا۔ مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کو اکٹھا ہوتے دیکھ کر بھی بڑا اچھا لگا۔

پھر مراکش کے ایک نوجوان جلیل صاحب ہیں۔ یہ بیلجیم میں رہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے والد عبدالقادر نے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر بیعت کی تھی اور وہی انہیں یہاں جرمنی لے کے آئے تھے۔ کہتے ہیں میں پہلی بار کسی بھی جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ ایک نوجوان ہونے کے طور پر میں اپنے نوجوان بھائیوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسے موقعوں پر شامل ہوا کریں کیونکہ اس جلسہ سے میری روحانیت میں اضافہ ہوا ہے اور مجھے اچھا محسوس ہو رہا ہے۔ جب ہم نوجوان باہر سڑک پر چلتے ہیں تو سڑک پر چلتے لوگ شاذ ہی آپ کو سلام کرتے ہیں مگر یہاں اس جلسہ میں ہر کوئی ایک دوسرے کو سلام کرتا نظر آ رہا تھا اور یہ بات بڑی متاثر کن تھی۔ مَیں خدا تعالیٰ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے ایسا موقع عطا فرمایا اور مجھے اس مبارک جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ کہتے ہیں کہ میں شروع میں جب یہاں آیا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں یہاں تین دن کیا کروں گا۔ مگر میں نے اس جلسہ کی تقریبات میں حصہ لیا اور یہاں کا بھائی چارہ اور پیار و محبت دیکھی تو مجھے پتا بھی نہیں لگا کہ یہ تین دن کہاں گئے۔ جلسہ کے تیسرے دن مَیں نے بیعت میں شمولیت کی۔

پھر جیسا کہ مَیں نے بتایا میسیڈونیا وغیرہ سے آئے تھے۔ ایک عیسائی دوست ٹونی (Toni) آئے۔ کہتے ہیں کہ میرا تعلق صحافت سے ہے۔ مَیں قبل ازیں جلسہ سالانہ جرمنی اور یوکے میں شامل ہو چکا ہوں۔ پچھلے سال جب پہلی بار میں جلسہ میں شامل ہوا تو بہت متاثر ہوا تھا کہ اتنی تعداد میں لوگ ایک بڑے اجتماع میں شامل ہیں اور سب انتظامات احسن طریق پر ہیں۔ سب لوگ ڈسپلن کے ساتھ تھے۔ ایک دوسرے کے احترام کر رہے تھے۔ پہلے میں یہ سمجھا کہ یہ سب کچھ by chance ہے یا حقیقت میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے مجھے کوئی **سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کہتے ہیں مجھے لگا جیسے یہ کوئی خواب ہے۔ یہ جلسہ انسانوں کا عظیم اجتماع ہے۔** پھر میں اگست میں انگلینڈ میں یوکے کے جلسہ میں شامل ہوا، اب دوبارہ جرمنی میں ہوں تو مجھے یقین ہوا کہ جلسہ کے انتظامات بڑے پرفیکٹ (perfect) ہیں۔ میری عمر باون سال ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں اس طرح منظم اجتماع نہیں دیکھا۔ میں نے جلسہ کے انتظامات میں کوئی کمی نہیں دیکھی، نہ یوکے میں نہ یہاں۔ صحافی بڑی تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن یہ احمدیت کی خوبصورتی ہے کہ ہر جگہ ان کو ایک سی چیز نظر آئی۔

پھر ایک غیر احمدی مسلمان صحافی سیناد (Senad) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے انتظامات سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ جب میں نے جلسہ میں شامل ہونے کی حامی بھری تو میرا اندازہ نہیں تھا کہ اس طرح کا جلسہ ہو گا اور اتنا کامیاب ہو گا۔ جلسہ کے دوران بہت سی باتیں ہیں جنہوں نے مجھ پر بہت مثبت اثر چھوڑا۔ زندگی

میں پہلی بار میں نے دیکھا کہ ایک جگہ اتنی زیادہ تعداد میں لوگ موجود ہیں، سب تہذیب یافتہ ہیں، کسی کے چہرہ پر غصہ یا نفرت کے آثار نہیں تھے کہ دوسروں کو کمتر سمجھیں۔ تمام لوگوں کا رویّہ میرے ساتھ بہت اچھا تھا۔ پھر کہتے ہیں خلیفہ کی تقاریر سے متاثر ہوا۔ بہت طاقتور تھیں جو سب پر اثر ڈال رہی تھیں۔ ان کی تقاریر لوگوں کے دلوں تک پہنچ رہی تھیں۔ میں صفائی کے معیار سے بھی حیران ہوا۔ ٹائلٹ ہر وقت صاف تھے جبکہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ تھے۔ اس بات نے خاص اثر مجھ پر چھوڑا۔ میرے ساتھ ایک دوست بھی آئے ہوئے تھے جو عیسائی ہیں۔ جلسہ کے آغاز سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ کہتے ہیں مَیں بہت متاثر ہوا۔ اب جبکہ میں اپنے تاثرات قلمبند کر رہا ہوں، میرا وہ ساتھی اسلام کے بارے میں کتب کا مطالعہ کر رہا ہے۔ اسی طرح وہ جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی پڑھ رہا ہے اور میسیڈونیا کی جماعت نے جلسہ پر جو نظم پڑھی تھی وہ سن رہا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جلسہ کا ماحول بھی ایک خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔

بوسنیا سے ایک دوست ڈاکٹر عادل تھے۔ کہتے ہیں کہ جلسہ کے تمام انتظامات اور پروگرام اپنی نوعیت میں منفرد تھے۔ کہتے ہیں مَیں بحیثیت ایک ڈاکٹر گزشتہ پچیس سال سے مختلف پروگراموں میں شمولیت اختیار کرتا رہا لیکن اس قسم کے انتظامات اور نظم وضبط مجھے کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ کہتے ہیں **اسلام کی بنیاد اطاعت اور نظم وضبط پر ہے اور یہی بات مجھے یہاں جلسہ میں نظر آئی۔**

ایک مہمان دانیال صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ جلسہ ہزاروں روحانی مردوں کو زندگی بخشنے والا جلسہ تھا اور ان روحانی مُردوں میں سے ایک مَیں بھی ہوں جسے جلسہ میں شامل ہو کر از سر نو روحانی زندگی عطا ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگرچہ مَیں کئی سالوں سے جماعت میں شامل ہوں مگر اس سے قبل دل نے اس روحانی تپش کو محسوس نہیں کیا تھا جو اس جلسہ نے دی ہے اور اب مجھے اَز سَر نَو روحانی زندگی عطا ہوئی ہے۔

پھر بوسنیا سے ایک غیر از جماعت نوریا صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں سے جلسہ کا ذکر سنا کرتا تھا لیکن مجھے خود شامل ہونے کی توفیق نہیں ملی۔ اس سال جلسہ میں شامل ہونے کے بعد میرے دل میں ایک عجیب کیفیت طاری ہے جو کہ خارج از بیان ہے۔ **مَیں اندر سے بدل چکا ہوں۔**

پھر لوگ کس طرح آزماتے ہیں یہ بھی دیکھیں۔ یہ نہیں کہ لوگ صرف آتے ہیں بلکہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہم آزما کے تو دیکھیں احمدی ہیں کیسے؟ کہاں کہاں ان میں نقص ہیں تا کہ اس نقص کو تلاش کیا جائے۔ تو عمار صاحب جو سیرین ہیں اور جرمنی میں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں حقیقت میں مَیں جماعت کا مخالف ہوں۔ مَیں اس لئے آیا تھا کہ میں خامیاں دیکھوں گا اور پھر ان کو مشہور کروں گا۔ میں نے تین دن اپنا موبائل میز پر رکھے رکھا لیکن چوری نہیں ہوا۔ مَیں نے ہر لحاظ سے انتظامات اور لوگوں کے رویّوں کا بغور جائزہ لیا مگر مجھے ایک بھی خامی نظر نہیں

آئی اور اب میں اس جماعت کے بارے میں اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہوں۔

گو کہ یہ آزمانا جو ہے یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کو temptetion ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ پتا لگ گیا کہ کس نیت سے بعض لوگ آتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو جلسوں میں خاص طور پر بہت زیادہ محتاط ہونا چاہئے۔

ایک مہمان علی صاحب جن کا تعلق شام سے ہے، کہتے ہیں مجھے جماعت کا تعارف ایک عرب احمدی کے ذریعہ ہوا اور ایک جماعتی تبلیغی میٹنگ میں شامل ہونے کا موقع ملا جس میں جماعت کے تفصیلی عقائد پر بات چیت ہوئی اور کافی حد تک میری تسلی ہو گئی۔ اس کے بعد فیملی کے ساتھ جلسہ جرمنی پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جماعت کی تنظیم اور روحانی ماحول دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ میرے لئے یہ بہت ہی خوبصورت موقع ہے کہ میں آپ کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں۔ میں آپ کی حسن ضیافت اور بھائی چارے اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنے اور مہمانوں کے لئے اپنی راتیں قربان کرنے پر شکر گزار ہوں۔ **یقیناً جماعت احمدیہ ایک مسلم جماعت ہے** اور اسلام کی ایک خوبصورت تعلیم پیش کرتی ہے اور اس کا جمال دوسروں پر ظاہر کرتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس چھپی ہوئی خوبصورتی کو غور و فکر اور research کے ذریعہ سے دوسروں پر ظاہر کریں۔

رومانیہ سے ایک نو مبائع فلوریان (Florian) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں جلسہ کے جملہ انتظامات سے بیحد متاثر ہوا ہوں۔ ہر انتظام بہت مکمل اور نپا تُلا اور بہترین ہے۔ کسی انتظام کے متعلق یہ کہنا مشکل ہے کہ اس میں کوئی کمی ہے یا نقص ہے۔ اتنے بڑے اجتماع کے لئے ایسا وسیع انتظام جو مکمل بھی ہو بیحد محنت اور جانفشانی اور سالوں کی پلاننگ اور تجربے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مسکراتے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچے پانی پلا کر ایسی خوشی میں جھوم جاتے ہیں جیسے انہوں نے اپنی کوئی گمشدہ چیز کو حاصل کر لیا ہو۔ غرض ہر کارکن اپنی ڈیوٹی میں پورا مگن، محو اور مہمانوں کی محبت سے سرشار ہے۔ مَیں نو احمدی ہوں۔ پہلی بار جلسہ میں آیا ہوں اور میں نے پہلا سبق ایئر پورٹ سے جلسہ کے اختتام تک یہی سیکھا ہے کہ عملاً خدمت، محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ہے۔ پھر یہ بیعت کی تقریب میں بھی شامل ہوئے اور اس کا تاثر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بیعت کے وقت ایک خوشی کی لہر اور ایک عجیب سا احساس تھا، الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ایک خاص کیفیت کو میرے دل نے محسوس کیا۔ بیعت کے وقت میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ یوں لگتا تھا کہ ایک مقناطیسی فیلڈ بن گیا ہے اور سب ایک جذب اور کشش کے گھیرے میں ہیں۔ کہتے ہیں یہ جلسہ میرے لئے ایک خواب سے کم نہ تھا۔

کوسووو کے ایک بائیرم (Bajram) صاحب کہتے ہیں میں نے بہت سے لوگوں سے جلسہ کے بارے میں

سنا تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں اب خود شامل ہو کر ان سب باتوں کا عینی شاہد ہوں۔ میں نے یہاں نظم و ضبط اور حسن اخلاق اور جماعت کا ایک مضبوط نظام دیکھا ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ جماعتی قوت کا راز کیا ہے؟ مجھ سے انہوں نے سوال کیا تھا کہ کیا راز ہے۔ ان کو میں نے یہی جواب دیا تھا کہ یہ جماعت کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق جس میں کہا گیا تھا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب مسیح موعود کا ظہور ہو گا اور وہ جماعت بنائے گا۔ پس یہ خدا کی بنائی ہوئی جماعت ہے اس وجہ سے تمہیں یہ چیزیں نظر آتی ہیں۔ یہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنایا۔ اس نے افراد جماعت اور خلافت احمدیہ کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور ایک ایسا نظام قائم کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سائے میں پل رہا ہے، بڑھ رہا ہے۔ اگر انسانی نظام ہوتا تو گزشتہ سوا سو سال سے جس طرح مختلف طریقوں سے اس میں رخنے ڈالنے کی کوششیں کی گئی ہیں، کب کا یہ نظام درہم برہم ہو چکا ہوتا۔

بلغاریہ سے بھی کافی بڑی تعداد میں لوگ آئے تھے۔ 76 افراد کا وفد تھا۔ 25 احمدی احباب تھے باقی سب غیر از جماعت تھے۔ ڈاکٹر، بزنس مین، فوج کے اعلیٰ ریٹائرڈ افسران بھی تھے۔ ٹیچر بھی تھے۔ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ ایک مہمان خاتون میگڈا (Magda) صاحبہ کہنے لگیں کہ یورپ کے ممالک میں بیشمار غیر ملکی مہاجرین آ رہے ہیں اور مقامی لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ ایک بے چینی کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔ اس بارے میں انہوں نے میرا کہا کہ **آپ نے جو رہنمائی کی ہے وہ دلوں کو سکون عطا کرنے والی ہے اور تمام بے چینیوں کا حل ہے۔** اسی طرح آپ نے جو عورتوں اور مردوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے مَیں اس سے بڑی متاثر ہوئی ہوں۔ پس غیروں کا متاثر ہونا ہم سے کچھ مطالبہ بھی کرتا ہے اور وہ یہ کہ ہم مزید اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہمارے ہر عمل سے اس کا اظہار ہو۔

ایک مہمان رستویانوف (Rustoyanov) صاحب کہتے ہیں کہ مَیں پہلی مرتبہ اس جلسہ میں شامل ہوا ہوں اور تمام تقاریر سے کچھ نہ کچھ میں نے نیا سیکھا ہے۔ خاص طور پر خلیفہ وقت کی عورتوں کی طرف تقریر نے مجھے بہت متاثر کیا اور انہوں نے اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کی جس کی آج بہت ضرورت ہے۔

پھر مالٹا سے بھی ایک وفد آیا ہوا تھا۔ اس میں ایک ڈاکٹر بھی تھے۔ نائیجیرین اور یچن کے ہیں لیکن مالٹا میں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال قبل اسلام کو سمجھنے کے لئے چھ ماہ کا کورس کیا تھا۔ اس کورس کے بعد یہ محسوس ہوا کہ اسلام ہی وہ جگہ ہے جہاں میں جا سکتا ہوں مگر بعض مسلمانوں کی غلط حرکات اس خوبصورت امیج کو داغدار کر رہی ہیں اور پھر تشویش بھی ہوئی۔ مگر جماعت احمدیہ وہ واحد مسلمان تنظیم ہے جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بیان کرتی ہے اور اس پر عمل پیرا ہے۔ جہاد کی جو تعریف احمدیہ جماعت کرتی ہے اگر تمام مسلمان اس جہاد کو

ماننے لگ جائیں تو دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے اور ہر طرف محبت اور بھائی چارے کا بول بالا ہو۔ پھر کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کو رب العالمین مانتی ہے اور یہ نہیں کہتی کہ اللہ تعالیٰ پر صرف مسلمانوں کا حق ہے اور اس بات نے مجھے جماعت احمدیہ کے اور زیادہ قریب کر دیا ہے۔ کہنے لگے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پہلے وحی کرتا تھا، بولتا تھا مگر آج نہیں بولتا وہ غلطی پر ہیں اور احمدیت حق ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ مَیں اسلام کے بارے میں سوالات کے جوابات کی تلاش میں جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے آیا تھا اور اس جلسہ میں شرکت اور خلیفہ وقت کے خطابات اور خصوصاً دوسرے روز غیر مسلموں سے خطاب کے بعد مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اپنے سوالوں کے جوابات مل گئے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جہاد کی جو تفسیر جماعت احمدیہ کرتی ہے اس سے متعلق ایک کتاب شائع کر کے مسلمانوں کو پڑھانی چاہئے۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی جہاد کی حقیقت بتانی چاہئے اور غیر مسلموں کو بھی جہاد کی حقیقت بتانی چاہئے۔ کہتے ہیں کہ اب مالٹا کے لوگوں کو احمدیت کی خوب تبلیغ کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو احمدیت پیش کر رہی ہے اور یہ اسلام امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ اب ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر احمدیت کا پیغام اپنے ملک میں پھیلائیں گے۔

تین عیسائی خواتین بھی مالٹا سے شامل ہوئیں۔ دوسرا دن انہوں نے لجنہ کی مارکی میں گزارا۔ اس کے بعد انہوں نے مبلغ سلسلہ کو کہا کہ آج آپ نے جو ہمیں خواتین کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع فراہم کیا ہے تو ہمیں وہاں زیادہ مزا آیا ہے اور ہم وہاں پر زیادہ آسانی اور آرام محسوس کرتی رہیں۔ خواتین کے ساتھ رہ کر ہمیں زیادہ آزادی اور خود اعتمادی کا احساس ہوا ہے اور ہماری خواہش ہے کہ جلسہ کا باقی وقت بھی ہم خواتین کے ساتھ ہی گزاریں۔

پس ان احمدی بچیوں کے لئے بھی اس میں سبق ہے جو سمجھتی ہیں یا ان لوگوں کے زیر اثر آجاتی ہیں جو کہتے ہیں کہ مرد اور عورت میں تفریق نہیں ہونی چاہئے، علیحدہ علیحدہ نہیں بیٹھنا چاہئے اور اس وجہ سے کئی نوجوانوں کے دماغ زہر آلود کر دیئے ہیں۔

لاٹویا سے آنے والے ایک وکیل آرِوڈز (Arvids) صاحب کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا۔ جلسہ میں شمولیت سے قبل جماعت احمدیہ کے متعلق زیادہ معلومات نہیں تھیں لیکن ان دنوں میں اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ میں نے اپنی زندگی میں آپ سے زیادہ محبت کرنے والے، مدد کرنے والے اور خدمت کرنے والے لوگ نہیں دیکھے۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت میرے لئے فخر کا باعث ہے اور واپس جا کر میں اپنی زندگی کے متعلق دوبارہ غور کروں گا۔

ایک مہمان خاتون ٹینا (Tina) صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ جرمنی میں خواتین کی تقریر میں خواتین

کے حقوق اور ان پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بارے میں **جو خطاب تھا اس نے مجھ پر اسلام میں عورت کے بارے میں بہت عمدہ اثر پیدا کیا** اور اب میں کہہ سکتی ہوں کہ عورت کی اسلام میں کس قدر اہمیت ہے۔ کہتی ہیں کہ خواتین کے جلسہ پر خطاب پر میں بہت خوش ہوئی اور حیران تھی کہ اسلام نے کتنی عمدگی سے عورت کے ساتھ مساوات قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور عورت اور مرد کے حقوق کی وضاحت کی ہے۔ اس خطاب کے سننے کے بعد اس موضوع کے بارے میں میرے علم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

بیلجیم سے آنے والے ایک غیر احمدی مہمان جو سینیگال کے باشندے ہیں۔ (یہ مسلمان ہیں) کہتے ہیں کہ مجھے بہت سے غیر احمدی اجلاسات اور دیگر اجلاسات اور تقریبات میں شامل ہونے کا موقع ملا لیکن جو نظام یہاں دیکھا اور کہیں نظر نہیں آیا۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جلسہ گاہ میں ایک شخص کرسی سے گر گیا تو تمام کارکنان جو اس وقت موجود تھے وہ اس شخص کی مدد کے لئے آگے بڑھے جیسے وہ سب سے اہم شخص ہو۔ میں نے اس نظارے کو دیکھ کر سوچا کہ یہاں پر سب کو اتنی عزت اور احترام دیا جاتا ہے اور سب سے برابری کا سلوک کیا جاتا ہے۔ میرے لئے اس محبت اور بھائی چارے کا آج کے دَور میں نظارہ کرنا اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ یہی تجدید دین اسلام ہے۔ جماعت احمدیہ ہی آج کے دَور میں اسلام کی تعلیمات پر حقیقی عمل کرتی نظر آتی ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ میں ایک دوسری بات کی بھی گواہی دینا چاہتا ہوں کہ آجکل یورپ کے اکثر ممالک میں پولیس کا پہرہ ہے اور دیگر اجتماعوں میں پولیس اور پہریدار نمایاں ہوتے ہیں مگر ان تین دنوں کے دوران باوجود اس کے کہ اس جگہ پر چالیس ہزار کے قریب لوگ جمع تھے کسی قسم کی بدمزگی اور حادثہ پیش نہیں آیا اور نہ ہی اس ملک کی پولیس نظر آئی۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہاں کی پولیس کی وردی کا رنگ کیا ہے۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ احمدیت نے اسلام کی تعلیمات کو صحیح سمجھا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے جس کی وجہ سے جلسہ کا ماحول پُرامن ہے۔

لتھوینیا سے آنے والی ایک مہمان خاتون کہتی ہیں کہ میرے ملک لتھوینیا میں ایک کہاوت ہے کہ ہمیشہ سیکھو، سیکھو اور ایک مرتبہ اَور سیکھو۔ کہتی ہیں کہ میں نے ان دنوں میں اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ اندازہ ہوا ہے کہ اسلام حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیتا ہے۔ میں واپس جا کر بھی اسلام احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچاؤں گی۔ نیز میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اس جلسہ کے بعد سب سے بڑھ کر یہ کہ میں اپنے اندر بہت بڑی تبدیلی محسوس کر رہی ہوں۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ مَیں امید کرتی ہوں دوبارہ بھی جلسہ پر آؤں گی۔

پھر ایک مہمان مسٹر ارالڈو (Mr. Eraldo) جو اکاؤنٹنٹ ہیں کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ نے مسلمانوں کی محبت میرے دل میں پیدا کی ہے۔ مسلمان امن چاہتے ہیں جنگ نہیں۔ ISIS اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کرتی۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ اس کے ذاتی مفادات ہیں۔

یہ حسن اخلاق کی بات ہے اور میں نے بتایا ہے کہ ہمارے اخلاق جو ہیں وہ ہر احمدی کے اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ صرف غیروں سے یا نومبائعین سے نہیں بلکہ آپس میں بھی ہمیں ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت اور رحم کا سلوک کرنا چاہئے اور رنجشوں کو ختم کرنا چاہئے۔ میں نے جلسہ پر بھی یہ کہا تھا۔ ایک نومبائع دوست ندیم صاحب کہتے ہیں کہ یہ میرا تیسرا جلسہ ہے۔ موصوف نے کہا کہ دو ماہ قبل خاکسار روزگار کی تلاش میں جرمنی آیا ہے۔ ایک روز میں نماز کے لئے بیت السبوح آنا چاہتا تھا۔ ایک ٹیکسی کے ذریعہ وہاں آنے کا موقع ملا اور اتفاقاً وہ ٹیکسی ایک احمدی بھائی کی تھی۔ اس احمدی بھائی نے جس محبت اور پیار سے مجھے گلے لگایا وہ محبت بے نظیر اور بے مثال تھی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبعین میں جو محبت اور پیار دیکھنا چاہتے ہیں یہ اس کی ایک جھلک ہے۔

یہ تأثرات جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے اَور لوگوں کے بھی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے اور عمومی طور پر لوگوں پر جلسہ کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے بعض کمیوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور ان کی نشاندہی کی ہے۔ بعض مہمانوں نے بتایا کہ اس دفعہ ٹرانسلیشن سننے والی ڈیوائسز (devices) جو تھیں، ان میں بہتری پیدا کی جا سکتی ہے۔ پہلے تو نہیں شکایت آئی، شاید اس دفعہ ہو، بعض اوقات ٹرانسلیشن کے دوران کافی شور ہوتا تھا اور دوسری زبانیں بھی اس میں مکس (mix) ہو جاتی تھیں۔ اس کا تجربہ تو مَیں نے خود بھی کیا ہے۔ میں وہاں جرمن تقریب میں جرمنوں کی تقاریر سن رہا تھا تو اس میں اردو ترجمہ کے اوپر دوسری زبانوں کے ترجمے شروع ہو گئے تھے اور بار بار انٹرفیئرنس (interference) ہوتی تھی۔ پس انتظامیہ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ پیسے نہ بچائیں بلکہ اچھا انتظام کریں اور اچھی ڈیوائسز (devices) لے کر آئیں۔

میسیڈونیا کی ایک غیر احمدی خاتون نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بات تو ایسی اہم نہیں ہے کہ میں ذکر کروں لیکن ذکر کر دیتی ہوں۔ ہمیں ایسا کھانا ملا جس کی ہمیں عادت نہیں تھی جس کی وجہ سے بعض کو بعض تکلیفیں بھی ہو گئیں۔ پھر ایک خاتون نے یہ بھی ذکر کیا کہ ہمارے کھانوں میں ایسے مصالحے تھے جس کی وجہ سے ہم کھانا نہیں کھا سکیں۔ ہمارے لئے بڑا مشکل تھا۔

تو غیر ملکیوں کے کھانے کا انتظام تو ہو سکتا ہے۔ یہ انتظامیہ کا کام ہے۔ ابھی اتنی تھوڑی تعداد میں یہ لوگ آتے ہیں کہ یہ انتظام کوئی مشکل نہیں ہے یہ۔ پھر سمجھتے ہیں ہم لوگ کہ پاستا (Pasta) بنا دیا تو سب کھا لیں گے۔ ہر ایک پاستا (Pasta) پسند نہیں کرتا۔ بعض علاقوں کے لوگوں کو شوربا یا اس قسم کے کھانے کی عادت ہے جو پتلا ہو۔ تو وہاں کے احمدی لوگ جو آتے ہیں اور مربیان و مبلغین کے ذریعہ سے ان کی خوراک کے بارے میں پتا کرایا جا سکتا

ہے اور ایسا مشکل کام نہیں ہے کہ نہ بنائی جا سکے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ پھر ایک بات مجھے یہ بھی پتا چلی ہے کہ عورتوں میں مہمانوں کی مار کی میں احمدی عورتوں کا بھی رَش ہو جاتا تھا۔ اس طرف ہماری عورتوں کو بھی توجہ دینی چاہئے اور لجنہ کی انتظامیہ کو خاص طور پر کہ ہماری لڑکیاں اور عورتیں تین دن پرہیزی کھانا نہ کھائیں اور عام لنگر کا کھانا کھائیں تو مہمانوں کو کھانا کھانے اور کھلانے میں زیادہ سہولت ہو گی۔

پھر ایک خاتون نے مجھے براہ راست سوال کے رنگ میں پوچھا لیکن مقصد واضح تھا۔ یہ بتانا چاہتی تھی کہ بعض احمدی عورتوں کا حلیہ نماز کے وقت بھی صحیح نہیں ہوتا۔ عورتوں کے بال نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ سر ننگے ہوتے ہیں۔ پوری طرح ڈھکے نہیں ہوتے۔ اور اس کا اعتراض بالکل ٹھیک تھا۔ سامنے سے اور پیچھے سے بالوں کو ڈھانک کے رکھنا چاہئے۔ اس کی احتیاط کریں۔

بچوں کی ماؤں نے بھی بعضوں نے شکایت کی ہے یا شکوہ کے رنگ میں خط لکھا یا دعائیہ رنگ میں بھی لکھا کہ آئندہ سال یہ انتظام بہتر ہو جائیں کہ زیادہ چھوٹے بچوں اور جو بہت زیادہ شور مچانے والے ہیں اور بہ نسبت بڑے بچوں کی ماؤں کی جگہ علیحدہ ہونی چاہئے کیونکہ بہت زیادہ شور کی وجہ سے تقاریر سنی نہیں جا سکتیں۔ بٹھانے کا تو کوئی مقصد نہیں ہے۔

پھر اس طرف بھی بعض لوگوں نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ لڑکیوں کو جب سندات مل رہی تھیں تو اس وقت ایم ٹی اے نے زیادہ قریب سے لڑکیوں کے کلوز اَپ دکھانے شروع کر دیئے حالانکہ میری یہ **ہدایت ہے کہ دُور سے دکھایا کریں اور چہرے نظر نہ آئیں۔** اول تو ہر لڑکی کا پردہ بھی صحیح ہونا چاہئے لیکن اگر نہیں بھی ہے تو ایم ٹی اے کو احتیاط کرنی چاہئے۔ نئی کارکنات کو اگر صحیح اندازہ نہیں ہے یا ان کو بریف نہیں کیا گیا تو اس بارے میں آئندہ پابندی کی جائے۔ ایم ٹی اے یا جو بھی انتظامیہ ہے اس کا انتظام کرے۔ اور پردے کے بارے میں بعض باتیں ہیں تو انشاء اللہ میں صدرات لجنہ کو بعد میں بھیج دوں گا۔ اس کا یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جلسہ کے دنوں میں جہاں ہم جلسہ کی برکات سے فیض پاتے ہیں اور اپنی تربیت اور غیروں کو تبلیغ کا باعث بھی بنتے ہیں **وہاں ہمیں اپنی خامیوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔** مجھے یہ ضرورت نہیں ہے کہ ہر دفعہ بہت ساری کمزوریوں کا مَیں ذکر کروں یا ان کی نشاندہی کروں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ خامیاں اور کمزوریاں ہوتی ہیں۔ کوئی نظام بھی کامل کبھی نہیں ہو سکتا۔ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائی ہے وہاں ہمیں، انتظامیہ کو اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں۔ خامیوں اور کمیوں کو تنقیدی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ ان کو تلاش کریں کہ کہاں کہاں ہماری کمزوریاں تھیں اور پھر جو کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں کہ لال کتاب بنائیں جس میں غلطیوں کا اندراج ہو۔ اس میں درج کریں اور آئندہ انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح ہمارے نظام میں

بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔ افسر جلسہ سالانہ کا کام ہے کہ اپنے تمام شعبہ جات کی بعد میں میٹنگ کریں اور انہیں کہیں کہ اپنے اپنے شعبہ کی کمیاں نوٹ کر کے لائیں۔ جہاں جہاں ان کو کوئی سقم نظر آئے وہ نوٹ کر کے لائیں تا کہ آپس کے مشورے سے ان کا بہتر حل نکالا جائے۔ آئندہ سال بہتر انتظام ہو۔ اور اگر لوگوں کی طرف سے کوئی اصلاح طلب یا قابل توجہ امر سامنے آئے تو فوراً کھلے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس شکایت کو دور کرنے کے لئے آئندہ مضبوط پلاننگ ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بھی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اس دورے کے دوران مجھے کچھ مسجدوں کے سنگ بنیاد اور افتتاح کرنے کا بھی موقع ملا۔ یہ بھی تبلیغ کا ذریعہ بنتا ہے۔ غیر مہمان آ کر اسلام کے بارے میں جب معلومات لیتے ہیں تو ان کے لئے بڑی حیران کن بات ہوتی ہے کہ اسلام کی تعلیم کا یہ پہلو تو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، نہ ہمیں دکھایا گیا۔ اس وقت اس بارے میں بھی بعض تأثرات پیش کر دیتا ہوں۔

ایک مسجد کے افتتاح میں ایک ہسپانوی عیسائی کہتے ہیں کہ میرا بیٹا کچھ سال قبل احمدی ہو گیا جس سے مجھے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ میں ایک کیتھولک عیسائی ہوں اور اپنے مذہب کا بہت پابند ہوں۔ مجھے افسوس تھا کہ میرا بیٹا کس جگہ پر آ پہنچا ہے اور اسلام کو میں مضر جانتا ہوں، نقصان دہ سمجھتا تھا۔ بہر حال آج آپ کے خلیفہ کو میں نے دیکھا اور ان کی باتیں سنیں اور مجھے ایک حقیقی امن کا احساس ہوا۔ اب مجھے اس بات کی تسلی ہے کہ میرا بیٹا اچھی جگہ پر ہے۔

پھر ایک خاتون مہمان تھیں کورالا (Kurala) صاحبہ کہتی ہیں مجھے کچھ برا بھی لگا اور افسوس بھی ہوا۔ کس بات پر؟ کہ آپ کے خلیفہ کو بار بار کہنا پڑا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ لیکن میں سمجھ سکتی ہوں کہ دنیا میں آجکل جو اسلام کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اور اتنی غلط باتیں اسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے بار بار اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے۔ کہتی ہیں کہ بہت باریک بینی سے انہوں نے اس امر کو بیان کیا کہ اسلام امن کا پرچار کرنے والا ہے۔ جس طرح بیان کیا ہے کوئی اس کے مخالف دلیل نہیں دے سکتا۔ کہتی ہیں پیغام بڑا سادہ ہے کہ ہر ایک کو آپس میں گلے لگانا چاہئے اور باہم محبت اور پیار سے رہنا چاہئے۔ پھر کہتی ہیں مجھے احمدیہ مسجد سے کسی قسم کا شکوہ نہیں مگر ایک افسوس ضرور ہے اور اس بات کا افسوس ہے کہ جبکہ مسجد اور گرجے کا مقام ایک ہی ہے۔ مسجد مسلمانوں کی عبادتگاہ ہے، گرجا عیسائیوں کی عبادتگاہ ہے۔ ایک ہی مقام ہے تو پھر بھی گرجوں کو شہر کے مرکز میں بنانے کی اجازت ملتی ہے اور مسجدوں کو شہر سے باہر۔ اور نمازیوں کو دور آنا پڑتا ہے۔ یہ کونسل جو ہے کیوں شہر میں مسجد بنانے کی اجازت نہیں دیتی۔

اب ان میں سے خود ایسے لوگ کھڑے ہونے شروع ہو گئے ہیں جو پہلے مسجدوں کے مخالف تھے لیکن

اب انہی تقریبات کی وجہ سے اور مسجدوں کے افتتاحوں کی وجہ سے مسجدوں کی حمایت کرنے لگ گئے ہیں کہ ہماری مسجدیں بھی شہروں کے اندر بننی چاہئیں۔

ایک جگہ میئر صاحب نے کہا کہ مجھے بڑا گھمنڈ تھا کہ میں آپ کی جماعت کو جانتا ہوں۔ مگر آج مجھے اسلام کے بارے میں اور خاص طور پر آپ کی اسلامی ہمدردی کے جذبات سے بھری دنیا بھر میں امداد کے بارے میں مزید سیکھنے کو ملا۔ اس بارے میں جو مَیں نے کچھ بتایا تھا، **کہتے ہیں کہ مجھے بہت خوشی ہوئی جب خلیفہ نے کہا کہ اسلام گرجوں کی حفاظت کی بھی اور دیگر تمام مذاہب کے مقتدیوں کی حفاظت کی بھی تعلیم دیتا ہے۔**

پھر ایک مہمان مسٹر سٹیفن (Mr. Stefan) ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو میں نے سوچا تھا اس سے یہ ایک انوکھا اور مختلف واقعہ تھا۔ مجھے نہیں معلوم میں نے کیا امید کی تھی لیکن یہ بالکل بھی ویسا نہیں تھا بلکہ اس کے برعکس بہت ہی پُرامن ماحول تھا جس میں خلیفہ وقت نے دوسروں کے حقوق ادا کرنے، ان کی حفاظت اور ایک دوسرے سے پیار کرنے کی بات کی۔ کہتے ہیں آج مَیں نے اسلام کے بنیادی اصول سیکھے ہیں اور یہ سننا بہت ہی پسندیدہ بات تھی کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمیں اپنی اچھی خوبیوں پر مرکوز رہنا چاہئے اور ایک دوسرے کی کمزوریوں اور خامیوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے یہ بھی پسند آیا جب انہوں نے اسلامی تاریخ بیان کی اور یہ کہا کہ کس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر سے ہجرت کرنی پڑی مگر پھر بھی ان پر ظلم ہوتا رہا۔ کہتے ہیں مجھے ایسا لگا جیسے انہوں نے اسلام کے بارے میں رازوں کی ایک کتاب کھول دی ہو جسے اس سے پہلے کوئی نہ جانتا ہو۔

پھر ایک مہمان خاتون کہتی ہیں کہ خلیفہ کا خطاب سنا۔ مَیں نے ہمسایوں کے حوالے سے ایسی اعلیٰ تعلیم پہلے کبھی نہیں سنی۔ اگر ہر ایک اپنے ہمسائے کے حقوق ادا کرنا شروع کر دے جیسا کہ آپ کے خلیفہ نے کہا ہے تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ کہتی ہیں کہ خلیفہ نے کہا کہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کے بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرو۔ یقیناً یہی امن کی مکمل تعلیم ہو سکتی ہے۔

اس مسجد کی افتتاح کی تقریب پر جو اس علاقے کے ضلع کے سربراہ تھے انہوں نے اپنی تقریر میں ایک یہ بات کہی کہ احمدی جو عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کی بات کرتے ہیں اس سے integration نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ ہم میں جذب نہیں ہو سکتے جب تک ہماری عورتیں آپ کے مردوں سے مصافحہ نہ کریں اور آپ کی عورتیں ہمارے مردوں سے مصافحہ نہ کریں۔ تو میں نے ان کا خطاب ختم ہونے کے بعد جو اپنی مختصر سی تقریر کی اس میں ان کا جواب دیا۔ اس پر انہی خاتون نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خلیفہ نے ہاتھ ملانے کے حوالے سے بھی بات کی۔ ضروری نہیں کہ اس کمرے میں موجود ہر شخص نے خلیفہ کی باتوں سے اتفاق کیا ہو لیکن مَیں مکمل طور پر ان کی باتوں سے اتفاق کرتی ہوں۔ ہمیں دوسروں کی خوبیوں کو سراہنا چاہئے۔ یہی

بات مَیں نے آج آپ کے خلیفہ سے سیکھی ہے کہ integration کے لئے دونوں طرف سے مفاہمت کا ہونا ضروری امر ہے۔ مجھے پتا ہے کہ مسلمان سؤر کا گوشت نہیں کھاتے اس لئے اگر مَیں مسلمانوں کو اپنے گھر مدعو کروں گی تو ان کے لئے کوئی اور گوشت بناؤں گی۔ یہ تو بنیادی سی بات ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان مرد میرے ساتھ ہاتھ ملانا نہیں چاہتے تو میں کیوں زبردستی انہیں ہاتھ ملانے پر مجبور کروں۔

پھر ایک جرمن مرد نے کہا کہ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ کے خلیفہ نے عورت اور مرد کے ہاتھ ملانے والے معاملے کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کا خطاب سننا میرے لئے باعث عزت تھا۔ ان کے دلائل کو ردّ نہیں کیا جاسکتا جو انہوں نے دیئے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کے لئے کوئی عام بات نہیں کہ مسلمان مرد عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے لیکن خلیفہ نے بالکل درست کہا ہے کہ ایک امن پسند اور tolerant معاشرے میں ہمیں ایک دوسرے کے عقائد کا خیال رکھنا چاہئے۔

پھر وہ خاتون جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کے ساتھ آئی تھیں اور اس وجہ سے ڈسٹرکٹ ہیڈ کو کہنا پڑا کہ عورتوں کے ساتھ ہاتھ ملانا چاہئے۔ یہ خاتون ایک سال پہلے مسجد کی بنیاد پر بھی اور پھر افتتاح پر بھی آئی ہوئی تھیں۔ یہ کہتی ہیں ان کو پہلے بڑا غصہ تھا کہ مرد عورت کا کیوں ہاتھ نہیں ملایا جاتا۔ کیونکہ ان کو پہلے بتا دیا گیا تھا کہ مَیں ہاتھ نہیں ملاؤں گا۔ بہرحال یہ کہتی ہیں کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ خلیفہ نے مسٹر گیمکے (Mr. Gemke) جو ڈسٹرکٹ ہیڈ تھے ان کی طرف سے اٹھائے گئے تمام سوالات کا جواب دیا۔ گزشتہ سال مجھے جب دعوت نامہ دیا گیا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ احمدی مرد عورتوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملائیں گے۔ یہ پڑھ کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا لیکن آج جس طرح خلیفہ نے ہاتھ ملانے کے حوالے سے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے یہ مجھے خط بھجوانے سے پہلے بتا دیتے تو مجھے اسی وقت سمجھ آجاتی۔ گو کہ میرا ماننا ہے کہ عورت مرد ہاتھ ملا سکتے ہیں لیکن آپ کے خلیفہ کے خطاب نے میرا نظریہ تبدیل کر دیا ہے کہ ہمیں اپنے رسوم و رواج دوسروں پر زبردستی نہیں ٹھونسنے چاہئیں اور دوسروں کے عقائد اور نظریات کا خیال رکھنا چاہئے۔

پس ایک بات تو ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ دوسروں کے ساتھ بات چیت میں جب اپنے دین اور مذہب اور **روایات کی بات کر رہے ہوں تو حکمت سے بات کرنی چاہئے** تا کہ آپ کی بات ان کو پہنچ بھی جائے اور دوسروں کے جذبات کو تکلیف بھی نہ ہو۔ اب اس عورت نے جو چرچ کی نمائندہ تھی جس کا مَیں نے ذکر کیا ہے یہ بالکل ٹھیک کہا ہے کہ مجھے خط میں لکھ کر دینے کی کیا ضرورت تھی کہ ہم مصافحہ نہیں کرتے۔ تم آؤ گی تو مصافحہ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ہم تمہیں سنگ بنیاد پر بلا تو رہے ہیں لیکن یاد رکھنا مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ نہ بڑھانا۔ اس کی جرأت نہ کرنا۔ یہ کوئی لکھنے والی بات ہے ہی نہیں۔ اگر ایسا ہی شک ہے کہ وہ اس طرح کرے گی تو پھر نہ بلائیں۔ اور پھر مسجد کے افتتاح پر بھی اس کو بلا لیا۔ لیکن اس لحاظ سے یہ اچھا ہوا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ نے اس معاملے کو دوبارہ اٹھایا اور مجھے کچھ حد

تک ان کو تفصیلی جواب دینے کا موقع مل گیا۔ میں نے بھی کوئی ڈر کے بات نہیں کی تھی۔ ان کے سامنے دوٹوک بات کی تھی۔ لیکن حکمت سے بات کی تھی۔ اور ضلعی ہیڈ کو بھی شاید اس طرح واضح جواب کی امید نہیں تھی کیونکہ اس کا بھی انہوں نے اظہار کیا لیکن ساتھ خوش بھی تھے کہ میری باتوں کا جواب بھی دے دیا اور یہ بھی کہا کہ بڑے اچھے طریقے سے میری دلیلوں کو انہوں نے ردّ کر دیا۔ پس یاد رکھیں کہ ہم نے زبردستی کسی کو منوانا نہیں ہے لیکن اپنی تعلیم سے پیچھے بھی نہیں ہٹنا۔ ہمیں دین کے کسی معاملے میں شرمانے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کی تعلیم ایسی اعلیٰ تعلیم ہے کہ کسی احمدی لڑکے کو، لڑکی کو، عورت اور مرد کو احساس کمتری کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم نے دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لانا ہے تو ہمیں ہر معاملے میں اپنے عملی نمونے پیش کرنے ہوں گے اور جرأت بھی دکھانی ہو گی۔ اس خاتون نے جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ مجھے سنگ بنیاد کے دعوت نامے پر یہ پیغام لکھا ہوا ملا، میری باتیں سننے کے بعد اس اظہار کے علاوہ جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اس نے یہ بھی بتایا کہ ایک سال سے میں اس حوالے سے بڑی تکلیف میں تھی۔ لگتا تھا کہ میری بے عزتی کر دی گئی ہے اور سنگ بنیاد کے بعد میں بڑے بھاری دل کے ساتھ گئی تھی اور آج بھی یہاں آ تو گئی تھی لیکن بے چین تھی۔ لیکن آج میں آپ کی باتیں سننے کے بعد مسکراتے چہرے کے ساتھ جا رہی ہوں اور آپ کا حق ہے کہ ہاتھ ملائیں یا نہ ملائیں۔ بہت سے لوگوں نے اس بارے میں اپنے تاثرات بیان کئے کہ اب حقیقی integration کی ہمیں سمجھ آئی ہے اور ہمیں اب حقیقی خلافت کی سمجھ آئی ہے۔

ایک شخص نے یہ بھی کہا اور یہ ایسی بات ہے جو آپ سب مردوں اور عورتوں کے لئے بڑی اہم ہے۔ (نوجوان مرد تھا) کہنے لگا کہ آپ کے خلیفہ تو بڑی عمر کے ہیں اور خلیفہ بھی ہیں۔ وہ اس حوالے سے شاید اپنی تعلیم پر عمل کرتے ہوں گے۔ اصل تو آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کا جو اسلام کی تعلیم ہے اب پتا لگے گا کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اور عورتیں مرد اس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اور اس پر عمل کرتے ہوئے عورتیں مردوں سے اور مرد عورتوں سے ہاتھ ملانے میں اپنے آپ کو بچاتے ہیں یا نہیں بچاتے۔ اب یہ بات کھل کے سامنے آئے گی۔ کہنے لگا کہ اگر دوسرے احمدی نوجوان بھی، لڑکیاں لڑکے بھی اس پر عمل کریں تو پھر میں سمجھوں گا کہ واقعی آپ اپنی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔

پس یہ بہت بڑا چیلنج ہے یہاں رہنے والے ہر احمدی مرد اور عورت کے لئے جو اس شخص نے احمدی مردوں اور عورتوں کو دیا ہے۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ کسی بھی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر اپنی تعلیم کے چھوٹے سے چھوٹے حصہ پر بھی عمل کریں اور ان لوگوں کو بتائیں کہ یورپ میں آ کر بھی ہمیں اسلامی تعلیم کی برتری کے بارے میں ہلکا سا بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اسی طرح لڑکیاں اپنے لباس اور اپنے پردے کا بھی خیال رکھیں اور اپنی حیا اور اپنی تقدس پر کوئی حرف نہ آنے دیں۔ لجنہ کی تنظیم اس طرف خاص توجہ دے۔ اسی

طرح خدام الاحمدیہ کی تنظیم بھی خدام کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ انصار اللہ کو بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ تمام تنظیمیں اور جماعتی نظام افراد جماعت کی عملی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اپنے تربیتی پروگرام بنائیں اور اس کے بہترین نتائج حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ دوسرے اب آپ کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے ہیں اور دیکھیں گے کہ آپ کے عمل کس طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بھی بتادوں کہ جلسہ اور مساجد کے فنکشنز کی مجموعی طور پر میڈیا میں 80 سے زائد خبریں شائع ہوئی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ دیکھنے سننے والوں کی ممکنہ تعداد 72 ملین لوگوں تک ہے۔ جلسہ جرمنی پر پانچ ٹی وی چینل نے خبریں دیں۔ جن میں سے ایک ریڈیو چینل نے، تین اخبارات نے، دو نیوز ایجنسیوں نے، اس کے علاوہ بہت سے دوسرے اخبارات بھی ہیں۔ ٹی وی چینل ہیں۔ SWR ٹی وی، Baden ٹی وی، RTL ٹی وی، ZDF ٹی وی اور Albania ٹی وی اور بیشمار اور اخباروں کی خبریں بھی ہیں۔

{حضور نے مقامی انتظامیہ سے استفسار فرمایا: ابھی نماز تو دوسرے ہال میں ہو گی ناں؟}

خطبہ یہاں مَیں نے دیا ہے اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے میں باہر دوسرے ہال میں ریسپشن میں جا کر نماز پڑھاؤں گا۔ آپ لوگ یہیں انتظار کریں۔ جب تک میں وہاں جاتا نہیں اور نماز شروع نہیں ہوتی آرام سے بیٹھیں اور پھر نماز میں شامل ہوں۔

پچھلی دفعہ جب میں یہاں آیا تھا تو جو لجنہ اور انصار اللہ نے جگہ خریدی ہے اور بیت العافیت اس کا نام رکھا ہے وہاں کھلا ہال تھا، جگہ مل گئی تھی لیکن اس دفعہ کونسل کی طرف سے بعض اعتراضات کی وجہ سے جو ابھی تک حل نہیں کئے گئے وہاں نماز پڑھنے کی جگہ ابھی نہیں ملی جس کی وجہ سے آج عورتوں کو بھی یہاں جمعہ پڑھنے آنے کے لئے روکا گیا ہے اور صرف مرد حضرات آئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ لجنہ کا اور انصار اللہ کا کام تھا کہ اگر عمارت خریدی تھی تو اس کے جو قانونی تقاضے تھے ان کو بھی پورا کرتے اور جلد سے جلد اس عمارت کو قابل استعمال بناتے۔ پتا نہیں لجنہ اور انصار بھی شاید اسی معاملے میں بیٹھے رہے کہ کونسل ہمارے پاس آئے گی۔ خود ہاتھ جوڑ کر کہے گی کہ اپنے کام کر لو۔ یہ نہیں ہو گا۔ آپ لوگوں کو اپنے کاموں کے لئے فوری طور پر قدم اٹھانا چاہئے۔ اسی طرح اگر امیر صاحب اور جائیداد کا محکمہ اس میں involve ہیں تو ان کو بھی چاہئے کہ فوراً ان کی مدد کریں۔ یہ نہ ہو کہ آئندہ کئی سال اسی بات پہ بیٹھے رہیں کہ خود کونسل ہمیں درخواست کرے کہ ہم اپنی جگہ کو استعمال کر لیں۔ اب ان سستیوں کو چھوڑیں اور جو آپ کے کام کرنے کے تقاضے ہیں ان کو پورا کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 30/ ستمبر 2016ء تا 06/ اکتوبر 2016ء جلد 23 شمارہ 40 صفحہ 05 تا 10)

38

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 16/ ستمبر 2016ء بمطابق 16/ تبوک 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے ایک دن اس نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے بلکہ کسی چیز کو بھی ہمیشگی نہیں ہے۔ بعض انتہائی بچپن میں اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ بعض جوانی میں، بعض بڑی عمر میں ہو کر اور بعض لوگ اپنی عمر کے انتہائی حصہ کو پہنچتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَرْذَلِ الْعُمُر کہا ہے، جس عمر میں پہنچ کر پھر دوبارہ ان کے بچنے کی، محتاجی کی اور بے علمی کی حالت ہو جاتی ہے۔ آخر وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک کے قریبی رشتہ دار کو اپنے قریبیوں کے دنیا سے رخصت ہونے کا صدمہ ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی عمر میں رخصت ہوا ہو۔ لیکن بعض وجود ایسے ہوتے ہیں جن کے اس دنیا سے رخصت ہونے پر، وفات پانے پر، افسوس کرنے والوں کا دائرہ بڑا وسیع ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسی پسندیدہ شخصیت نوجوانی میں اور اچانک اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو دکھ اور افسوس بہت بڑھ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر تکلیف اور مشکل اور افسوس اور صدمہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی دعا سکھائی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور جب اس دنیا سے رخصت ہونے والے قریبی کے انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہ دعا پڑھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جہاں مرحوم کے درجات بلند کرتا ہے وہاں پیچھے رہنے والوں کے تسکین کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے۔

پچھلے دنوں ہمارے ایک **بہت ہی پیارے عزیز، جامعہ احمدیہ کے طالبعلم رضا سلیم کی ایک حادثے** کے نتیجہ میں تئیس (23) سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک عزیز نے مجھے بتایا کہ ان کے دوست اپنی اہلیہ کے ساتھ اطلاع ملنے کے دو گھنٹے کے اندر ہی مرحوم کے والدین کے پاس افسوس کے لیے گئے تو

کہتے ہیں کہ میری بیوی کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب عزیز مرحوم کی والدہ نے کہا کہ وہ میرا بہت ہی پیارا بیٹا تھا لیکن اس کو بلانے والا اس سے بھی پیارا ہے۔ یہ مومنانہ شان کا وہ جواب ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والوں میں نظر آتا ہے۔ کوئی چیخنا چلانا نہیں، ہاں افسوس ہوتا ہے۔ اس میں انسان روتا بھی ہے۔ صدمہ کی انتہائی حالت بھی ہوتی ہے۔ اور ماں سے زیادہ کس کو جوان بچے کی وفات کا احساس ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کس کو تکلیف ہو سکتی ہے۔ یا باپ سے زیادہ کس کو اپنے جوان بچے کے رخصت ہونے کا احساس ہو سکتا ہے۔ باپ کے متعلق مجھے یہی بتایا گیا کہ حادثہ کی اطلاع ملتے ہی انتہائی صدمہ کی حالت میں تھے۔ روئے بھی اور دعا بھی کر رہے ہوں گے لیکن جب صورتحال واضح ہو گئی، اور تھوڑی دیر بعد ہی جب یہ اطلاع ملی کہ وفات ہو گئی ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر پُرسکون ہو گئے۔ پس یہی حقیقی مومنانہ شان ہے۔ جوان بچے کی اچانک موت کو اتنی جلدی بھلایا تو نہیں جا سکتا لیکن ایک مومن اپنے درد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر بیان کرتا ہے۔ روتا بھی ہے اور تسکین قلب اور مرحوم کے درجات کی بلندی کے لیے دعا بھی کرتا ہے۔

میں جرمنی کے سفر پر تھا۔ واپسی کا سفر اس دن شروع ہوا تھا۔ سفر شروع کرنے سے پہلے ہی مجھے اطلاع ملی کہ حادثہ ہو گیا ہے اور پھر راستے میں وفات کی اطلاع بھی ملی۔ عزیز بچے کا چہرہ بار بار میرے سامنے آتا رہا۔ دعا کی توفیق بھی ملتی رہی۔ بڑا ہی پیارا بچہ تھا۔ جامعہ یو کے (UK) کے بچے باقاعدگی سے کیونکہ مجھے ملتے رہتے ہیں اس لیے ہر ایک سے ایک ذاتی تعلق بھی ہے اور ان سے واقفیت بھی ہے۔ ملاقات کے دوران اگر میرے پاس کچھ وقت ہو تو سوال و جواب بھی کر لیتے ہیں۔ اس بچے کی آخری ملاقات جب میرے ساتھ ہوئی تو کچھ سوال اس کے ذہن میں تھے۔ اس کے جواب میں کچھ وقت لگا۔ کافی تفصیل سے میں نے اس کو بتایا۔ مجھے تو یہ اس کے والد کے کہنے پر یاد آیا کہ اس ملاقات کے بعد عزیزم رضا بڑا خوش تھا کہ آج کم و بیش پندرہ سولہ منٹ کی ملاقات میں میرے سوال کا تفصیلی جواب مجھے ملا۔ ہمیشہ اس کی آنکھوں میں خلافت کے لیے ایک خاص پیار اور چمک ہوتی تھی۔ جب عزیز جامعہ میں داخل ہوا ہے تو میرا خیال تھا کہ شاید اس کو کھیل کود میں زیادہ دلچسپی ہو اور اخلاص و وفا بھی جیسا ہر احمدی کا ہوتا ہے ویسا ہی ہو گا اور اتنی بچپن کی عمر میں تو جو بچوں کا ہوتا ہے وہی ہو گا۔ لیکن اس بچے نے میرے اندازے کو بالکل غلط ثابت کر دیا۔ پڑھائی میں بھی ہوشیار نکلا۔ بیشک کھیلوں میں دلچسپی تھی۔ اور اخلاص و وفا میں بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ ایک جذبہ تھا کہ خلافت اور دین کی حفاظت کے لیے میں ننگی تلوار بن جاؤں اور جیسا کہ بعض حالات اس کے دوستوں نے لکھے ہیں اس نے یہ کر کے بھی دکھایا۔ بیشمار لکھنے والے اس کے دوستوں نے، اس کے کلاس فیلوز نے، جامعہ کے طلباء نے، بہن بھائی اور والدین نے مجھ سے اس کی خوبیوں کا ذکر کیا۔ ایک بات تو تقریباً ہر ایک نے لکھی کہ عاجزی، خوش خلقی، دین کی غیرت، خلافت سے تعلق اور محبت، مہمان نوازی، جذبات کا احترام یہ اس کے خاص

وصف تھے۔ ایسے لوگ جن کی ہر ایک تعریف کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں شامل ہوتے ہیں جن پر جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ اور یہ بچہ تو دین کی خدمت کا ایک خاص جذبہ رکھتا تھا اور شاید کھیلوں اور ہائیکنگ وغیرہ میں بھی اس لیے حصہ لیتا تھا کہ صحت مند جسم دین کی خدمت کے لیے ضروری ہے۔ اس کے کوائف لکھنے والوں نے اس پیارے بچے کے بارے میں جو اظہار کیے ہیں وہ ہر ایک اظہار ایسا ہے جو اس کی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

عزیم رضا سلیم جو ہمارے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن سلیم ظفر صاحب کے بیٹے تھے 27/ ستمبر 2016ء کو اٹلی میں ہائیکنگ کے دوران ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ 10/ ستمبر 1993ء کو گلفورڈ، یوکے (UK) میں پیدا ہوئے تھے۔ وقفِ نَو کی تحریک میں شامل تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے پڑدادا محترم الٰہ دین صاحب کے ذریعہ آئی جن کا تعلق قادیان کے قریب ایک گاؤں سے تھا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ عزیز نے 2012ء میں جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ لیا۔ وہ اپنے خاندان میں پہلے مربی بن رہے تھے اور درجہ ثالثہ پاس کر چکے تھے اور رابعہ میں جانے والے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ وصیت کا فارم انہوں نے فل کر دیا ہوا تھا اور کارروائی ہو رہی تھی جس پر میں نے کارپرداز کو لکھا کہ وصیت منظور ہے۔ والدین کے علاوہ ان کے دو بہنیں اور دو بھائی بھی ہیں۔

حافظ اعجاز احمد صاحب جو جامعہ یوکے (UK) کے استاد ہیں اور ہائیکنگ کے انچارج بھی ہیں وہ ساتھ گئے ہوئے تھے۔ وہ اس واقعہ کی کچھ تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک روز قبل پہاڑ کی چوٹی مکمل کی اور رات تقریباً پانچ سو میٹر نیچے ایک hut میں گزاری۔ اوپر سے نیچے آگئے تھے۔ جو مشکل راستہ تھا وہ طے کر چکے تھے۔ جہاں ہمارے ساتھ تقریباً دس کے قریب دیگر ہائیکرز بھی تھے۔ صبح تقریباً 8 بجے ہم hut سے واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ اس وقت موسم بھی بالکل صاف تھا۔ ہم سب قطار میں اکٹھے جا رہے تھے کہ یکدم عزیزم رضا سلیم کا پاؤں پھسلا یا کسی پتھر سے ٹکرایا جس کی وجہ سے وہ سنبھل نہ سکے اور تیز رفتاری سے ڈھلوان ہونے کی وجہ سے آگے کی طرف بھاگے مگر قابو نہ رکھ سکے اور سر کے بل نیچے گرے۔ انہوں نے سر پر ہیلمٹ پہن رکھا تھا مگر اس کے باوجود نیچے گرنے کی وجہ سے سر پہ چوٹ آئی۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ گرنے کے دوران میں یا پہلے ہی بیہوشی کی کیفیت تھی یا چوٹ لگنے سے پہلے ہی سانس رک گیا تھا کیونکہ سیدھے گرے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ اتنے میں خاکسار نے ان کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر ایک اور طالبعلم عزیزم ہمایوں جو آگے جا رہے تھے ان کو آواز دی انہوں نے بھی پکڑنے کی کوشش کی۔ عزیزم ہمایوں کا ہاتھ ان کو لگا بھی مگر وہ پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ عزیزم رضا سلیم گہرائی کی طرف گر گئے۔ حادثہ دیکھ کر بعض دوسرے طالبعلموں نے بھی ان کو بچانے کے لیے نیچے

جانے کی کوشش کی مگر کہتے ہیں میں نے ان کو منع کر دیا کیونکہ اس وقت شاک (shock) کی وجہ سے کسی میں بھی چلنے کی ہمت نہیں تھی۔ دوسرے اس سے بڑے نقصان کا خطرہ تھا۔ بعد ازاں اس وقت راستہ پر چلنے والے دوسرے افراد کی مدد سے باقی تمام طلباء کو اوپر لے کے آیا۔ جو باقی طلباء ساتھ تھے یہ لوگ بھی کافی نیچے اتر گئے تھے۔ حادثہ کے فوراً بعد ایمرجنسی سروس کو فون پر اطلاع دی گئی اور بیس منٹ کے اندر ہیلی کاپٹر آ گیا۔

عزیزم رضا سلیم ہماری نظر کے سامنے تھا۔ ہم نے ہیلی کاپٹر کو جگہ کا بتایا جہاں انہوں نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے اپنا آدمی اتار دیا۔ جب تک سارا گروپ ہیلی پیڈ تک نہیں پہنچ گیا اس وقت تک انہوں نے عزیزم رضا سلیم کی وفات کے متعلق کوئی اطلاع نہ دی۔ جب تمام طلباء ہیلی پیڈ کے پاس بخیریت پہنچ گئے تو ایمرجنسی سروس والوں نے عزیزم رضا سلیم کی وفات کنفرم کی۔ اس کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر قریبی شہر میں تمام طلباء کو ہیلی کاپٹر کے ذریعہ پہنچا دیا گیا۔ اس حادثے کے وقت موسم بالکل صاف تھا اور جس ٹریک پر ہم چل رہے تھے اس کا نام ہی نارمل ٹریک ٹُو پیک ہے۔ رضا سلیم کے والد سلیم صاحب بھی وہاں گئے تھے۔ انہوں نے بھی مجھے بتایا کہ وہاں کے لوگ ملے اور لوگ تو کہتے تھے کہ بالکل نارمل ٹریک تھا کوئی مشکل نہیں تھا ہمارے بچے بھی یہاں سے گزرتے تھے اور ایک بوڑھا آیا اس نے بھی بتایا کہ میں روزانہ یہاں سیر کرتا تھا۔ کہتے ہیں عمومی طور پر بچے بڑے سب اس ٹریک پر چلتے ہیں۔ وہاں پر موجود لوکل لوگوں میں سے جس کو بھی اس حادثے کی خبر ملی انہوں نے کہا بظاہر اس ٹریک میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال یہ ساری تفصیل تو اس لیے بھی میں نے بتائی ہے کہ بعض لوگ فونوں پر، پیغامات اور واٹس ایپ یا دوسرے ذریعوں سے بعض غلط قسم کے تبصرے بھی کر رہے ہیں کہ شاید اکیلا باہر چلا گیا تھا۔ موسم خراب تھا۔ پورے انتظامات نہیں تھے۔ لباس نہیں پہنا ہوا تھا۔ حالانکہ وہاں کے لوکل اخبار نے جو خبر لکھی ہے اس نے بھی بتایا کہ پورے طور پر جو ضروری سامان ہوتا ہے، لباس ہوتا ہے وہ ان لوگوں نے پہنا ہوا تھا۔ ایسے تبصرے کرنے والے لوگوں کو بھی عقل سے کام لینا چاہیے۔ ایسے **موقعوں پر فضول تبصروں کی بجائے ہمدردی کے جذبات کا اظہار ہونا** چاہیے۔ اس میں نہ انتظامیہ کا قصور ہے اور نہ ہی کسی کا قصور ہے۔

بس اللہ تعالیٰ نے وقت رکھا ہوتا ہے۔ آئی تھی، پتھر پھسلا ہے یا کیا ہوا، کس طرح گرا، چکر آیا یا جو بھی وجہ ہوئی لیکن بہر حال ایک تقدیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی اتنی ہی رکھی تھی۔ جو باقی بچے ساتھ تھے وہ بھی صدمہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہمت اور حوصلہ دے اور اپنی عام زندگی میں وہ جلد واپس آ جائیں۔ یادیں تو بھلائی نہیں جا سکتیں جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا۔ دوستوں میں ذکر چلتے بھی رہیں گے لیکن جامعہ کے طلباء کو بھی اس سے کسی بھی قسم کی مایوسی پیدا نہیں ہونی چاہیے، خوف پیدا نہیں ہونا چاہیے۔

سلیم ظفر صاحب لکھتے ہیں کہ میرا بہت ہی پیارا بیٹا تھا۔ بہت سی خوبیوں کا مالک تھا۔ کہتے ہیں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ ہمیشہ سچ بولتا تھا۔ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو چھپاتا نہیں تھا۔ اگر ڈانٹ بھی پڑے تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اپنی غلطی کو تسلیم کرنا اور سچ پر قائم رہنا اس کی عادت میں شامل تھا۔ بچوں سے بڑا پیار کرنے والا تھا۔ اپنی بہن کے بچوں سے بہت پیار کرتا۔ اگر وہ بہن اپنے بچوں کو ڈانٹتی تو یہ اتنا حساس تھا کہ خود رو پڑتا اور یہ کہا کرتا تھا کہ بچوں کی اصلاح مارنے سے نہیں ہو جاتی۔ میرے سے ملاقات کا پہلے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ جب بھی ملاقات ہوتی بڑا خوش ہو کے فون پہ بتایا کرتا تھا کہ آج میری ملاقات ہوئی ہے اور کہتے ہیں ہمیں بھی ان خوشیوں میں شامل کرتا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ملاقات سے پہلے دفتر میں نیل کٹر (Nail Cutter) ضرور مانگتا تھا کہ میں اندر جا رہا ہوں، مصافحہ کرتے ہوئے کہیں میرا ناخن نہ لگ جائے۔ کتنے ہیں جو اس باریکی سے احساس کرنے والے ہیں۔ دوسروں کو چیزیں دے کر خوشی محسوس کرتا تھا۔ کہتے ہیں بچپن سے ہی ہم اس کے لیے چاکلیٹ یا دوسری چیزیں وغیرہ لے کر آتے تھے تو ہفتہ کا سامان لاتے تھے اور وہ اگر پہلے دن ہی اس کے ہاتھ لگ گئیں ہیں تو لے جا کے اپنے سٹوڈنٹ میں بانٹ دیا کرتا تھا۔ جامعہ میں تعلیم کے دوران بھی جو لڑکے لندن سے باہر سے آئے ہوتے تھے، weekend پہ اپنے گھروں کو نہیں جا سکتے تھے تو اپنی امی کو یا بہن کو بتا دیا کرتا تھا کہ میرے ساتھ اتنے دوست آ رہے ہیں اس لیے وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے کھانا تیار رکھیں۔ اگر کوئی چیز کھانے کے لیے اس کو دیتے کہ ہوسٹل میں جا رہے ہو یہ رکھ لو تو اگر تو وہ وافر ہو تو لے کر جاتا کہ میرے رُوم میٹ (Room mate) جو ہیں ان کو پوری آ جائے ورنہ چھوڑ جاتا کہ میں چھپ چھپ کے کھانے نہیں کھا سکتا۔ کہتے ہیں اپنے دوستوں کے کپڑے بھی بعض دفعہ گھر لے آتا تھا کہ میرے دوست کے کپڑے ہیں ان کو دھو کر استری کر دیں۔ بہن بھائیوں سے بھی بہت پیار کا تعلق تھا۔ پوری ذمہ داری سے ہر ایک کے کام کرنا، خدمت کرنا۔ اپنی ذات کے لیے تو بے شک ہاتھ روکتا تھا، اسے کنجوسی تو نہیں کہنی چاہیے، لیکن اسراف نہیں تھا۔ دوسروں کے لیے بہت کھلا ہاتھ تھا اور وصیت بھی جیسا کہ میں نے کہا اس کی اللہ کے فضل سے منظور ہو گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے بے پناہ محبت تھی اور اس کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں سنتا تھا اور بات سن کے کبھی خاموش نہیں رہتا تھا۔ اگر کوئی ایسی بات سنے چاہے کوئی بھی ہو، کہتے ہیں ہمیشہ چہرہ سرخ ہو جایا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ بہت صابر تھا، کبھی مانگتا نہیں تھا اس لیے ہمیں اس کی ضروریات کا خود ہی خیال رکھنا پڑتا تھا۔ پڑھائی کے دوران ہمیشہ ان لڑکوں کی انگلش میں بڑی مدد کیا کرتا تھا جو یوکے (UK) سے باہر کے، خاص طور پر یورپ سے آنے والے تھے۔ بعض لڑکوں نے مجھے بھی لکھا، بڑے سینئر لڑکوں نے بھی لکھا کہ انگلش کے پرچے کے دوران پڑھانے کی ہماری بڑی مدد کیا کرتا تھا۔ غصہ نام کی تو کوئی چیز اس میں نہیں تھی۔ ہمیشہ اس کو

ہنستے مسکراتے دیکھا اور یہ ہر ایک نے یہی لکھا ہے۔ پاکیزہ مذاق خود بھی کرتا تھا اور اس سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ نماز کا انتہائی پابند۔ وقف نو میں تو تھا ہی۔ والد کہتے ہیں اس کے واقف زندگی ہونے کا اعزاز بھی اللہ تعالیٰ نے دیا۔ ہمیشہ سچ بول کر صفت صدیقی کو اپنایا اور اپنی توفیق کے مطابق اس میں حصہ پایا۔ کہتے ہیں میری دیرینہ خواہش تھی کہ یہ مربی بن کر سلسلہ کی خدمت کی توفیق پائے۔ انہوں نے مجھے بھی کہا تو میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ یہ بچہ تو جامعہ کی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے ہی مربی بن چکا تھا۔ اور بعض واقعات بتاؤں گا کس طرح اس کو تربیت کا بھی، تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ اور یہ جو سفر تھا یہ بھی جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اس نے صحت مند جسم کے لیے یقیناً یہ سفر کیا اس نے اور اس لحاظ سے اس کو بھی ایک دینی سفر ہی کہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اس کے درجات بھی بلند فرماتا رہے اور قریبیوں میں جگہ بھی دے۔ ان کے والد صاحب لکھتے ہیں مانچسٹر وقف عارضی پر گیا ہوا تھا جس دن واپس آنا تھا وہاں سے کسی نے ایک لفافہ اس کی جیب میں ڈال دیا۔ اس نے کھول کر دیکھا تو اس میں کچھ رقم تھی۔ رضا نے شکریہ کے ساتھ واپس کی اور کہا کہ انکل ہمیں لینا منع ہے۔ اسی شخص نے چند دن بعد مجھے بھی خط لکھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ جو مربی بن رہا ہے وہ یہاں آیا تھا اور ہمیں حیران کر گیا۔ اگر ایسے بچے مربی بنیں گے تو یقیناً جماعت میں روحانی تبدیلی آئے گی۔ کیونکہ مجھے لکھا کہ اس طرح اسے دیا گیا اور اس نے لینے سے انکار کر دیا اور انتہائی محنت سے اپنے کام کو سرانجام دیا۔

ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ میرا بیٹا اپنے والدین اور جماعت کی اطاعت کرنے والا تھا۔ میرے ساتھ اس کا محبت کا تعلق تھا۔ ویسے تو ہر بچے کا والدین سے محبت کا تعلق ہوتا ہے لیکن اس کا پیار کا انداز بہت نرالا تھا۔ خیال رکھنے والا، بات ماننے والا، ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں بڑے ہی اچھے انداز سے بات کرتا۔ چھوٹوں اور بڑوں سے بڑے پیار سے پیش آتا۔ جب بھی گھر میں ہوتا میرے گھر کے کاموں میں مدد کرتا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد پوچھتا کہ آپ تھک گئی ہیں، کوئی مدد کر دوں۔ کبھی مجھے پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو نظر نہ آئیں۔ جامعہ سے واپس آتے ہی گھر میں سب لوگوں کا پوچھتا کہ پورے ہفتہ سب کیسے رہے؟ بڑی فکر سے سب کا پوچھتا۔ چھوٹا تھا تو اس وقت جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اسلام آباد جایا کرتے تھے تو سکول سے آتے ہی بھاگ جاتا کہ میں حضور کو ملنے جا رہا ہوں اور ساتھ سیر بھی کرنی ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ جو ربوہ کی ہیں اور آج کل یہاں کافی بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحت دے، ان کا ان کے گھر سے کافی تعلق تھا، کہا کرتا تھا کہ میں ان کے لیے بڑی دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں بھی ان کے لیے قبول کرے۔ یہ لکھتی ہیں کہ میں نے جمعہ کی رات خواب میں دیکھا کہ میرے گھر بڑے لوگ آ رہے ہیں اور بڑی تصویریں بن رہی ہیں۔ میں ڈر کر اٹھی اور اپنے شوہر کو کہا کہ مجھے خواب آئی ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں۔ اس خواب کا مجھے اچھا تاثر

نہیں ہے تو صبح ہوتے ہی صدقہ دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ دفتر جاؤں گا تو صدقہ دے دوں گا۔ لیکن اس سے پہلے ہی یہ افسوسناک اطلاع آگئی۔ والدہ کہتی ہیں کہ جب بھی کوئی کپڑا لا کر میں دیتی تو آرام سے پہن لیتا اور بڑی تعریف کرتا۔ مہمان نوازی میں تو بہت ہی بڑھا ہوا تھا۔ اگر کوئی ایک دفعہ اس کی دعوت کر لیتا تو پھر بھولتا نہیں تھا۔ اور جب کبھی وہ کہیں ملتے یا اسلام آباد آتے تو فوراً گھر آ کر کہتا کہ فلاں فلاں لوگ آئے ہوئے ہیں کھانا بنائیں۔ ان کو کھانے پہ بلائیں۔

پھر یہ کہتی ہیں کہ اپنے ٹرپ پر جانے سے پہلے مجھے فون پر اردو میں لکھنا سکھاتا رہا کہ آپ کو دوسرے بہن بھائیوں سے حال پوچھنا پڑتا ہے تو آپ مجھے اردو میں لکھیں اور خود میں آپ کو جواب دیا کروں گا۔ کہتی ہیں جو بھی میں نے نصیحت کی اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتا اور یہی اس نے دوستوں کو بھی بتایا۔ خلافت کے ساتھ تعلق قائم رکھا۔ نظام جماعت کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا۔ اس کی والدہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ مجھے کہا کہ امی میرا دل کرتا ہے کہ میں اتنا اچھا مربی بنوں کہ جماعت کی بہت تبلیغ کروں اور اتنے احمدی بناؤں کہ آپ کو مجھ پر فخر ہو۔

ان کی بہن رفیعہ صاحبہ کہتی ہیں بڑا ہی پیارا بھائی تھا۔ چھوٹا تھا مگر اس کی سوچ بڑی گہری تھی۔ چھوٹا ہو کر سب کا خیال رکھنے والا اور ہر عمر کے لوگوں کے ساتھ ان کی عمر کے مطابق ہو کر بات کرتا اور آج تک کبھی اس نے کسی کا دل نہیں دکھایا۔ ہر بات کو بڑے آرام سے سنتا اور بڑی عزت کے ساتھ جواب دیتا۔

اسلام آباد میں کام کرنے کے لیے جو ور کر لوگ جاتے تھے، پہلے بعض مرمتیں وغیرہ ہوتی تھیں یا لجنہ ہال بن رہا تھا تو وہاں بھی ان کا خیال رکھنا۔ چائے پہنچانا یا دوسری کھانے پینے کی چیزیں دینا، ہر وقت ان کی خدمت کرتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ صرف یہ لڑکا ہی ہے جو ہمیں پوچھتا ہے۔

اس کے بھائی اسد سلیم کہتے ہیں کہ بہت سادہ مزاج کا حامل تھا۔ صاف اور سیدھی بات کرتا۔ ہم نے حال ہی میں عزیزم کے لیے ایک نئی گاڑی خرید کر دی اور اسے سرپرائز دیا۔ دونوں بھائی اچھے کام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو گاڑی خرید کر دی۔ کہتے ہیں سب سے پہلی بات جو عزیزم نے اس گاڑی کے متعلق پوچھی وہ اس کی قیمت تھی اور کہا کہ بطور مربی مجھے سادہ زندگی گزارنی چاہیے اور بیش قیمت چیزیں نہیں لینی چاہئیں۔

ان کی ہمشیرہ امۃ الحفیظ صاحبہ لکھتی ہیں۔ ایک خوبی اس میں یہ تھی کہ کسی شخص کی برائی سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور اس میں یہ صلاحیت تھی کہ لوگوں کے منفی خیالات کو اچھے رنگ میں بدل دیتا تھا۔ اس کا کہنا یہی ہوتا تھا کہ ہمیں لوگوں کی اچھائیوں پر نظر رکھنی چاہیے اور ان کی برائیوں کے متعلق باتیں کرنے کی بجائے ان کے متعلق دعا کرنی چاہیے۔ طبیعت میں سادگی کی ایک مثال یہ ہے کہ والدہ صاحب اس کو عید پر نئے کپڑے خرید کر دیتیں تو وہ کپڑے پہن کر بہت فکرمند رہتا، کہیں ان کپڑوں میں ضرورت سے زیادہ تکلف اور دکھاوا نہ ہو جائے۔ اس لیے اپنی کوئی پرانی چیز، کوئی جیکٹ وغیرہ اوپر پہن لیتا۔

قدوس صاحب استاد جامعہ احمدیہ ہیں وہ بھی ساتھ تھے کہتے ہیں کہ میں بچپن سے رضا سلیم کو جانتا ہوں۔ جامعہ میں داخلہ لیا تو اس وقت میں شاہد کلاس میں تھا اس لحاظ سے کہتے ہیں خاکسار نے جامعہ میں ایک ہی سال ان کے ساتھ گزارا ہے۔ لیکن خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاسز، اجتماعات اور جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں اکٹھے دینے کا موقع ملتا رہا۔ صدر خدام الاحمدیہ نے بھی مجھے بتایا کہ وہاں خدام الاحمدیہ کے اجتماعات پہ لڑکوں کے ساتھ سوال جواب میں یہ بڑا اچھا کام کرتا رہا ہے۔ قدوس صاحب لکھتے ہیں عزیزم رضا سلیم کی ڈیوٹی hygiene کے شعبہ میں لگتی تھی۔ یہاں hygiene کہتے ہیں۔ لفظ بڑا چنا ہوا ہے لیکن اصل چیز یہی ہے کہ صفائی وغیرہ کا خیال رکھنا تو کبھی بھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اس شعبہ میں ان کی ڈیوٹی کیوں لگائی گئی ہے بلکہ وہ یہ ڈیوٹی بہت محنت، لگن اور مستقل مزاجی سے سرانجام دیا کرتا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے جامعہ میں پڑھانے کا بھی موقع ملا۔ بہت لائق طالبعلم تھا۔ کلاس میں سب سے آگے attentively بیٹھتا اور ہمیشہ مسکرا کر بات کرتا۔ مجھے یاد نہیں ہے کبھی اس نے کسی قسم کے غصہ کا اظہار کیا ہو بلکہ دوسروں کی مدد کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا۔ کرکٹ کا بھی شوق تھا لیکن اگر سکور وغیرہ دیکھنا ہوتا تو ہمیشہ ٹیچر سے پوچھ کے جاتا۔ کہتے ہیں کہ اس ہائیک (Hike) کے دوران ہم نے ایک رات hut میں گزاری جس کے غسل خانے کے دروازے کا (lock) نہیں تھا۔ سب نے اسے کہا کہ وہ دروازے پر کھڑا رہے تو بڑی خوشی سے اس نے یہ کام کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر رات کو کسی کو جانا پڑے تو اس وقت مجھے بے شک اٹھا دینا۔ اپنے ہائیک کے دوران اپنے کلاس میٹ عزیزم ظافر کے ساتھ ہائیکنگ کے بعد کروشیا جانا تھا۔ وہاں ظافر کی آنکھ پہ چوٹ لگ گئی تو بار بار فکر کا اظہار کیا کہ فارغ ہو کر ہائیک سے نیچے جا کر انشاء اللہ تمہیں ہسپتال سے چیک اپ کروائیں گے۔ یہ لکھتے ہیں کہ رضا سلیم بہت ہی مخلص واقف زندگی تھے۔ محنت، مستقل مزاجی اور ہر ایک سے اخلاق سے پیش آنا اس کے نمایاں اوصاف تھے۔

اسی طرح ظہیر خاں صاحب ایک ٹیچر ہیں۔ جامعہ احمدیہ کے استاد ہیں۔ وہ بھی لکھتے ہیں کہ گزشتہ دو سالوں سے عزیزم رضا کی کلاس کو پڑھانے کی توفیق پا رہا تھا۔ خاکسار نے اس بچہ میں ایک منفرد خوبی یہ دیکھی تھی کہ جو کام اس کے سپرد کیا جاتا اسے وہ نہایت محنت، لگن اور ذمہ داری کے احساس کے ساتھ کرتا۔ بعض اوقات میں نے دیکھا کہ اس کام پر مامور باقی بچے اگر ادھر ادھر چلے گئے ہیں تو یہ اکیلا اس کام کو سرانجام دے رہا ہوتا تھا اور جب تک کام مکمل نہ ہو جاتا اپنی بساط کے مطابق اس پر جُتا رہتا۔ رضا سلیم کی ایک بہت پیاری عادت یہ تھی کہ کبھی غیر ضروری سوال نہیں پوچھتا تھا اور جب کبھی سوال پوچھتا تو وہ عموماً مغربی دنیا میں اسلام اور احمدیت کے بارے میں ہونے والے اعتراضات پر مبنی ہوتے اور بعض اوقات بتاتا کہ اس کی کسی غیر مسلم یا غیر احمدی دوست سے بات ہوئی اور اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام اور احمدیت کے دفاع اور ان پر ہونے

والے اعتراضات کے جواب دینے کی ایک جوت جلا رکھی تھی۔ کہتے ہیں عزیزم رضا ایک دو مرتبہ میرے ساتھ گاڑی پر بیٹھا۔ لفٹ لی اور دو مرتبہ اس کی یو ایس بی سٹک (USB Stick) جیب سے گاڑی میں گر گئی اور وہ سٹک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آڈیو ریکارڈنگ پر مشتمل ہوتی تھی۔ کوئی اُوٹ پٹانگ چیز نہیں ہوتی تھی۔

اسی طرح وہاں کے استاد سید مشہود احمد لکھتے ہیں کہ ٹیوٹوریل گروپ میں شامل تھا۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں بھی غیر معمولی دلچسپی لیا کرتا تھا۔ عزیزم کا جنرل نالج دیگر طلباء کے مقابلہ پر بہت اچھا تھا۔ اور اسی طرح کہتے ہیں گزشتہ سال مقابلہ بیت بازی میں حصہ لینے کے لیے عزیز نے تقریباً پانچ سو سے زائد اشعار یاد کیے تھے اور یہ خوبی بڑی نمایاں تھی کہ اشعار کو یاد کرنے سے پہلے یہ صرف رٹا نہیں مار لیتا تھا بلکہ ان کا مضمون سمجھا کرتا تھا اور جس کے لیے سینئر طلباء اور اساتذہ سے رہنمائی لیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں رضا سلیم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ گزشتہ سال عزیزم کو وقف عارضی کے لیے وولور ہیمپٹن کی جماعت میں بھجوایا گیا جہاں عزیزم نے لیف لیٹس کی تقسیم کے علاوہ مقامی احباب جماعت کے ساتھ مل کر متعدد تبلیغی سٹال بھی لگائے اور اس دوران ان کی ملاقات ایک انگریز سے ہوئی جو مذہباً ایک فعال عیسائی تھا۔

عزیزم نے جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تحقیق کی روشنی میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب سے نجات پانے اور کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بارے میں بتایا تو وہ بہت حیران ہوا۔ بعد ازاں اس کے ساتھ اس کو مسجد کا وزٹ بھی کروایا۔ اس کو دعوت دی اور اس کے بعد بھی اس سے مستقل تبلیغی رابطہ رکھا۔ اسی طرح مقامی جماعت اسلام آباد اور جامعہ احمدیہ کے ساتھ لیف لیٹس کی تقسیم اور تبلیغی سٹال کے لیے ہمیشہ تیار رہتا۔ گزشتہ سال یہاں سے ان کی کلاس کے کچھ طلباء یا جامعہ احمدیہ کے طلباء گرمیوں میں سپین گئے تھے اور وہاں انہیں میں نے کہا تھا کہ کم از کم پچاس ہزار لیف لیٹس، پمفلٹس تقسیم کر کے آنے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گروپ نے وہاں پچاس ہزار پانچ سو لیف لیٹ تقسیم کیے۔

اسی طرح منصور ضیاء صاحب جامعہ کے استاد ہیں، لکھتے ہیں کہ بڑے ہی دھیمے مزاج کے طالبعلم تھے۔ کبھی میں نے ان کے چہرے پر تیوری یا غصہ کے آثار نہیں دیکھے۔ خلافت اور جماعتی عقائد پر ناحق اعتراض جب کسی نے کیے تو اس موقع پر کہتے ہیں کہ میں نے عزیز کے چہرے پر شدید غصہ دیکھا اور کہتے ہیں یہ باتیں یہ بین ثبوت تھیں کہ عزیزم کے رگ و ریشہ میں خلافت سے محبت اور اس کے لیے غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کہتے ہیں خلافت سے وابستگی کی ایک مثال یہ بھی ہے اور اسی طرح دینی علم سیکھنے کی بھی کہ جب بھی میں نے کلاس میں میرے خطبات کے بارے میں ذکر کیا اور خطبہ کے حوالہ سے کوئی جائزہ لیا تو عزیزم کو بہت سی باتیں یاد ہوتی تھیں۔ بڑے غور سے سننے والا تھا۔ پھر یہ بھی وہی کہتے ہیں جو سارے لکھ رہے ہیں کہ مشاہدہ کیا کہ عزیزم کو تبلیغ کا بہت شوق

تھا۔ سوشل میڈیا پر غیر احمدیوں کو تبلیغ کرنا عزیزم کا معمول تھا اور اساتذہ کرام کی رہنمائی میں بڑی محنت کے ساتھ غیر احمدی احباب کے اعتراضات کے مدلل جواب تیار کیا کرتا تھا۔

پھر ان کے ایک ہم مکتب عزیزم سفیر احمد لکھتے ہیں کہ میرا تعلق بیلجیم سے ہے اور ان کو پتہ تھا کہ میں وہاں سے ہوں اور weekend پہ گھر نہیں جاتا تو ہمیشہ weekend پہ مجھے اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا کھلانے کے لیے ضرور لے کر جاتا۔ اسی طرح انگریزی ہماری کمزور ہے تو ہمیشہ انگریزی کو سمجھا کر پھر امتحان کی تیاری کرواتا۔

اسی طرح شاہ زیب اطہر ہے وہ بھی کہتا ہے عزیز بڑا نرم مزاج اور خوشی سے دوسروں کو ملنے والا شخص تھا۔ ہر وقت دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہنا۔ کہتے ہیں جب ہمیں وقف عارضی کے لیے بھیجا گیا اور بازار میں ہم نے تبلیغی سٹال لگایا تو دو عیسائی لوگ آئے۔ رضا نے بہت احسن رنگ میں جماعت کا پیغام پہنچایا۔ مرحوم کا علم بہت وسیع تھا اور تبلیغ کرنے کا بہت جذبہ تھا۔ کبھی غصہ سے بات نہیں کرتا تھا۔ لڑکوں کو اکٹھا کرتا اور پھر دوسری تفریحات کا پروگرام بھی بناتا۔ کہتے ہیں ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے۔ 2014ء کے اگست کی وقف عارضی کے دوران خاکسار اور رضا سلیم مرحوم نے تبلیغی سٹال لگایا ہوا تھا۔ جانے سے تھوڑی دیر پہلے بریٹن فرسٹ (Britain First) والے آ گئے۔ یہ لوگ اسلام کے خلاف ہیں، لیف لیٹنگ کر رہے تھے۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو رضا سلیم سے غصہ کے انداز میں سوالات پوچھتے رہے لیکن انہوں نے حلم اور نرمی سے تمام سوالات کے جواب دیئے تو آخر پر ان کو پتہ لگ گیا کہ یہ ان مسلمانوں میں سے نہیں ہیں جو شدت پسند ہیں۔

اسی طرح جامعہ میں ان کے ایک پڑھنے والے ظافر کہتے ہیں کہ کلاس روم میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو ایک دم بورڈ مارکر ہاتھ میں لیا اور کہا ظافر ہم جامعہ میں بہت وقت ضائع کر رہے ہیں اور ٹائم ٹیبل لکھنے لگا۔ فارغ وقت کو ہائی لائٹ کر کے کہتا تھا کہ ہمیں اس وقت بھی کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے اور اس وقت کو بھی بجائے وقت ضائع کرنے کے پروڈکٹو (Productive) بنانا چاہیے۔

اسی طرح انہوں نے فارغ وقت میں اساتذہ کے ساتھ بیٹھ کے مختلف subjects کے پڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر یہی لڑکا ہے جس کی آنکھ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ہلکی سی زخمی ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں مجھے چوٹ لگی تھی اور بار بار آخر وقت تک مجھے کہتا تھا کہ ظافر جیسے ہی ہم نیچے پہنچیں گے تو ہسپتال جائیں گے تا تمہارا صحیح علاج ہو سکے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ حادثہ سے پہلے پہاڑ سے نیچے آتے ہوئے اگر کبھی میرا پاؤں پھسلا۔ (ظافر کا پاؤں پھسلا کرتا تھا) تو مرحوم کو بڑی فکر ہوتی تھی اور کہا کرتا تھا دھیان سے چلو۔ اسی طرح کہتے ہیں گزشتہ سال ہائیکنگ کے دوران مجھے اونچائی کی وجہ سے تکلیف ہو گئی جسے altitude sickness کہتے ہیں تو بار بار مجھے تسلی دیا کرتا، حال پوچھا کرتا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ تقدیر کو کچھ اور منظور ہے۔ پھر weekend سے واپس آ کر ہمیشہ جماعت پر ہونے والے اعتراضات یاد کر کے آتا اور اپنے اساتذہ سے ان کے جواب طلب کرتا۔

اسی طرح ایک اور طالبعلم جامعہ حافظ لطا ہیں۔ کہتے ہیں کہ خلافت کا فدائی تھا۔ خلیفہ وقت سے بے انتہا محبت رکھنے والا تھا۔ کسی سے خلیفہ وقت کے، نظام خلافت کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ کسی ایسے شخص نے جو جماعت سے دور ہو گیا تھا خلافت کے متعلق کوئی غلط بات منہ سے نکالی تو رضا نے اسے کہا کہ میں تمہاری ساری باتیں تو سن سکتا ہوں مگر خلافت کے متعلق یا خلافت کے خلاف کوئی بات میں برداشت نہیں کر سکتا۔

پھر ایک طالبعلم دانیال لکھتے ہیں کہ پچھلے سال کی جو ہائیکنگ تھی اس کے بعد ہم سب حافظ اعجاز صاحب سے اگلی ہائیک پہ جانے کے لیے ہائیکنگ کا lesson لے رہے تھے تو یہ بہت خوش تھا اور سب ہم مل کر فون پر ویڈیو بنا کر بھیج رہے تھے۔ ہمیشہ ہمیں خوش رکھنے کی کوشش کرتا۔ یہ کوشش ہوتی کہ وقت ضائع نہ ہو۔ ہر ہفتہ کسی نئی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہوتا۔ مرحوم کی کوشش یہی رہتی کہ تہجد کا پابند رہے اور اپنے دوستوں کو بھی کہتا کہ تہجد کے وقت اگر وہ سویا ہو تو اسے سختی سے جگا دیا جائے۔ جامعہ کی پڑھائی کے علاوہ دنیاوی علوم حاصل کرنے کا بھی شوق رکھتا تھا۔ جنرل نالج اور شعر و شاعری کا بھی بڑا شوق تھا اس میں حصہ لیتا تھا۔

غرض کہ بیشمار واقعات لوگوں نے مجھے لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ وہ بچہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ جامعہ پاس کرنے سے پہلے ہی **بہترین مربی اور بہترین مبلغ تھا اور خلافت کے لیے بے انتہا غیرت رکھنے والا تھا۔** اللہ تعالیٰ دنیا کے جامعات کے تمام طلباء کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ بھی **اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور فرائض کو ادا کرنے والے ہوں۔** عزیزم کے دوست صرف اس کی خوبیاں بیان کرنے والے نہ ہوں بلکہ دوستی کا حق تو یہ ہے کہ اسے اب اس طرح ادا کریں کہ اس کی خوبیاں اپنا کر اپنی تمام تر صلاحیتیں دین کی خدمت کے لیے استعمال کریں اور مجھے بھی اور آئندہ آنے والے خلفاء کو بھی ہمیشہ بہترین مددگار اور سلطان نصیر ملتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کو بھی اور بہن بھائیوں کو بھی سکونِ قلب عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ان لوگوں نے جس صبر کا اظہار کیا ہے اس پر ہمیشہ یہ قائم بھی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں اور آئندہ ہر ابتلا اور مشکل سے اللہ تعالیٰ ان سب کو بچائے۔ نماز کے بعد انشاء اللہ نماز جنازہ ہو گی۔ جنازہ حاضر ہے۔ میں باہر جا کر نماز جنازہ پڑھاؤں گا احباب یہیں صفیں درست کر لیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 07/ اکتوبر 2017ء تا 13/ اکتوبر 2017ء جلد 23 شمارہ 41 صفحہ 05 تا 08)

39

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 23/ ستمبر 2016ء بمطابق 23 تبوک 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حقیقی مومن کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی مومن وہی ہے جو جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے، دوسرے کے لئے چاہتا ہے۔

(سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب الورع والتقوىٰ حديث 4217)

یہ ایک ایسا رہنما اصول ہے جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے۔ جھگڑوں کو ختم کرتا ہے۔ دلوں میں نرمی پیدا کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

مَیں نے کئی موقعوں پر غیروں کے سامنے یہ بات رکھی تو بڑے متأثر ہوتے ہیں لیکن ہمارا مقصد صرف اچھی بات بتا کر لوگوں کو متأثر کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے عمل سے اس بات کی اور ہر اسلامی حکم کی خوبصورتی ثابت کرنا بھی ہے۔ ہمیں غیر سوال کر سکتے ہیں کہ بہت اچھی بات ہے لیکن بتاؤ تم میں سے کتنے لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب موقع آئے تو خود غرضی نہیں دکھاتے۔ بات کی خوبصورتی تو اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب بات کہنے والا خود بھی اس پر عمل کر رہا ہو۔ لوگوں کو ہماری امتیازی خصوصیت تو تبھی پتا چلے گی جب ہمارے قول و فعل ایک جیسے ہوں گے۔ لوگ صرف بات سننے تک نہیں رہتے بلکہ ہمیں دیکھتے بھی ہیں۔ مَیں نے جرمنی کے سفر کے دوران وہاں جو آخری جمعہ پڑھایا غالباً اس میں ذکر کیا تھا کہ جب جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر اس علاقے کے ڈسٹرکٹ کمشنر نے یہ اعتراض کیا کہ تم لوگ عورتوں سے ہاتھ نہ ملا کر ان کے ساتھ غلط رویّہ دکھاتے ہو۔ تو جب میں نے اس کا کچھ تفصیلی جواب دیا تو ایک شخص نے بعد میں اپنے تأثرات دیتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ بالکل ٹھیک بات ہے ہر ایک کو آزادی ہے اور جو اس کا مذہب کہتا ہے یا روایات کہتی ہیں اس پر عمل کرنا اس کا حق ہے جبکہ

ملک کا یا عوام کا اس سے نقصان بھی نہ ہو رہا ہو۔ کہنے لگا لیکن یہ بات تو تمہارے خلیفہ نے کہی ہے۔ اس کی حقیقت تو تب پتا چلے گی جب ہم دیکھیں گے کہ احمدی نوجوان بھی اس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں، یا ان کی اکثریت اس پر عمل کرتی ہے یا نہیں۔

پس جب ہم مذہب کے حوالے سے کسی حکم کی اور اس حوالے سے اعلیٰ اخلاق کی بات کرتے ہیں تو غیر ہمیں دیکھتے بھی ہیں کہ ان کا اپنا عمل کیا ہے۔ اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے اعلیٰ اخلاق قائم کرنے کے لئے بتائی کہ تمہارے حقیقی مومن ہونے کا تب پتا چلے گا جب تمہارے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں گے۔ تمہارے ایک دوسرے کے لئے جذبات اور احساسات کے معیار بلند ہوں گے۔ اور وہ معیار کیا ہیں؟ یہ کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔ یہ نہیں کہ اپنے حقوق لینے کے لئے انصاف انصاف کی آوازیں بلند کرتے رہو اور دوسروں کے حقوق دیتے وقت منفی رویّہ دکھاؤ۔

پس ہم جس طرح اپنے حقوق لینے کے لئے بے چین ہوتے ہیں دوسرے کو **حقوق دینے کے لئے بھی وہی معیار قائم کرنے چاہئیں۔** ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو ہم جب اپنے لئے یہ چاہتے ہیں کہ ہماری غلطی معاف ہو اور ہم سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو، ہمیں سزا نہ ملے تو پھر جب کوئی دوسرا کوئی غلطی کرتا ہے جس سے ہم متأثر ہو رہے ہوں تو اس کے لئے پھر ہمیں بھی اگر وہ کوئی عادی مجرم نہیں ہے، وہ بار بار غلطیاں نہیں دہرا رہا، یہی رویّہ اپنانا چاہئے کہ معاف کر دیں۔ ہاں اگر کسی غلطی سے جماعت یا قومی مفادات کو نقصان پہنچ رہا ہو تو پھر یہ فردی غلطی نہیں ہوتی اور اس کا جرم پھر قومی جرم بن جاتا ہے اور پھر ایسے لوگوں کا فیصلہ بھی ادارے کرتے ہیں، کوئی شخص نہیں کرتا۔

بہر حال میں یہ بات کر رہا ہوں کہ معاشرے کے روزمرہ کے آپس کے معاملات میں جو حق ہم اپنے لئے سمجھتے ہیں وہ حق دوسرے کو بھی دیتے ہیں یا نہیں یا دینے کی ہماری سوچ ہے یا نہیں۔ اور اس میں بنیادی اِکائی گھر ہے، دوست احباب ہیں، بہن بھائی ہیں، دوسرے رشتہ دار ہیں۔ جب چھوٹے پیمانے پر، اپنے چھوٹے سے حلقے میں یہ سوچ ہو گی تو پھر معاشرے میں وسیع طور پر بھی یہی سوچ پھیلے گی۔ خود غرضیاں ختم ہوں گی۔ حق دینے کی باتیں زیادہ ہوں گی۔ معاف کرنے کے رجحان بڑھیں گے۔ سزا دینے یا دلوانے کے رجحان میں کمی ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ظاہری حقوق اور ضروریات کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ معاف کرنے کے رجحان کو بھی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:135)۔ یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصّہ دبا جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کے حق کی ادائیگی کے لئے خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو ضرورتمند ہیں۔ محسن تو ہے ہی وہ جو دوسروں کے کام آنے والا ہو۔ ان کو فائدہ پہنچانے والا ہو۔ نیکیوں پر قائم رہنے والا ہو۔ تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ پس جو نیکیوں پر قائم رہنے والا اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر اور تقویٰ پر چلتے ہوئے فائدہ پہنچانے والا ہو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں بے نفس ہوتا ہے۔ چُھپ کر اور ظاہراً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کرتا ہے۔ اور جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر وہ خود غرضیاں نہیں دکھاتا۔ اپنے بھائی کے لئے برائی نہیں چاہتا۔ اور ایسے لوگ روحانی طور پر بھی ترقی کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ پھر ان لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محسنین کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ اپنے جذبات پر بھی کنٹرول رکھنے والے ہیں، قابو رکھنے والے ہیں۔ اور ایسا کنٹرول جو نہ صرف ایسی حالت میں جبکہ غصّہ آنا قدرتی بات ہے غصّہ کو دبانے والے ہیں بلکہ اس طرح جذبات میں قابو رکھتے ہیں اور اس کا امتحان اس وقت ہو گا جب غصہ دبانے کے بعد دوسروں کو معاف کرنے کی بھی حالت پیدا ہو۔ یہ بات کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ہر قسم کے غصہ اور بدلے کے جذبات کو دل سے نکال دیا جائے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ جب غصہ بھی نہ آئے اور بدلہ لینے کے جذبات بھی دل سے نکل جائیں اور نہ صرف یہ کہ غصہ کے جذبات کو نکال دیا جائے بلکہ غلطی کرنے والے پر کچھ احسان بھی کر دیا جائے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومن میں یہ باتیں پیدا ہوں۔

روایات میں حضرت حسنؓ کا ایک واقعہ آتا ہے کہ آپ کے ایک غلام نے کوئی غلطی کی۔ اس پر آپؓ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور سزا دینا ہی چاہتے تھے کہ اس پر اس غلام نے آیت کا یہ حصہ پڑھا کہ **وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ**۔ اور وہ جو غصہ دباتے ہیں۔ اس پر حضرت حسنؓ نے سزا دینے کے لئے جو ہاتھ اٹھایا تھا اسے نیچے گرا لیا یا ہاتھ ہی نہیں اٹھایا۔ اس پر غلام کو اور جرأت پیدا ہوئی تو اس نے کہا۔ **وَالْعَافِيْنَ**۔ یعنی ایسے لوگ لوگوں کو معاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت حسنؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کہا کہ جاؤ مَیں نے تمہیں معاف کیا۔ اس بات پر غلام کو مزید جرأت پیدا ہوئی تو اس نے کہا کہ **وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ**۔ کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اس پر انہوں نے اس غلام کو کہا کہ جاؤ مَیں نے تمہیں آزاد کیا۔ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 179-180)

پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی خواہش رکھنے والوں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کے یہ رویّے ہوتے ہیں کہ نہ صرف **قصوروار کا قصور معاف کر دیں بلکہ اس پر احسان بھی کر دیں۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز

نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔" جو گالیاں نکالنے والا ہے، بے لگام بولنے والا ہے وہ پھر ایسی باتیں جو حکمت کی باتیں ہیں، جو گہری باتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں ہیں ان سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا "غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے۔ اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126-127)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "**یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔**" عقل مند آدمی میں بلاوجہ کا جوش پیدا نہیں ہوتا جو غصہ کا جوش ہو۔ فرمایا کہ "جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 180)

پس اسلام کی تعلیم بڑی حکمت والی ہے کہ جو غلطی کر دی جائے تو فیصلہ کرتے وقت اگر انسان کسی چیز کے خلاف بھی ہو، کسی شخص کے خلاف بھی ہو، کوئی سزا ایسا معاملہ ہو تو تب بھی سوچ سمجھ کر اس کا فیصلہ کرنا چاہئے نہ کہ مغلوب الغضب ہو کر۔ بعض جگہ سختی کرنی پڑتی ہے لیکن غضب میں آکر غصہ میں آکر سختی کرنا جائز نہیں۔ اسلام میں سزاؤں کا تصور ہے لیکن اس کے لئے اصول و قواعد ہیں۔ غضب میں آکر سزا حکمت سے دُور لے جاتی ہے، انصاف سے دور لے جاتی ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ غضب میں آکر اگر سزا دو گے تو یہ دل کی سختی بن جائے گی اور جب دل سخت ہو جائیں تو پھر معارف اور حکمت کی باتیں منہ سے نہیں نکلتیں بلکہ عقل ماری جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غصّہ کو دباؤ۔ دماغ کو ٹھنڈا کرو۔ پھر سزا دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرو بشرطیکہ اس کا اختیار بھی رکھتے ہو۔ یہ نہیں کہ ہر ایک کو اٹھ کے سزا دینے کا اختیار مل گیا۔ غصہ کو دبانے کے لئے صبر کا مادہ ہونا ضروری ہے۔ پس صبر کے معیاروں کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ صبر کرنے والوں کی عقل و فکر کی قوتوں کو روشنی ملتی ہے۔ ان کی سوچیں بالغ ہوتی ہیں۔ ان کو روشنی ملتی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی رہنمائی ملتی ہے۔ اگر ایک مومن کسی بھی بات کا عقل سے کوئی فیصلہ کرنے والا ہو چاہے وہ ناپسندیدہ بات ہو تو ان کے فیصلہ میں جلد بازی نہیں ہوتی بلکہ صبر سے، سوچ سمجھ کے فیصلہ کرتے ہیں بلکہ مثبت اور منفی پہلو دیکھ کر تفصیل میں جا کر پھر فیصلے ہوتے ہیں۔

یہ بھی واضح ہو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سزا دینے کا اختیار بھی ہر ایک کو نہیں ہے۔ یہ کہہ دیں کہ میں نے سوچا اور میری عقل سزا دینے کا کہتی ہے اس لئے سزا دیتا ہوں۔ سزا دینا تو اب اس زمانے میں متعلقہ اداروں کا کام ہے۔ معاف تو انسان بے شک اپنے قصوروار کو خود کر سکتا ہے لیکن سزا دینے کے لئے بہر حال قانون کی مدد چاہئے یا متعلقہ ادارے کی مدد چاہئے۔ اس بات کو انسان اگر ہر وقت سامنے رکھے تو آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو لڑائیاں ہو رہی ہوتی ہیں وہ نہ ہوں۔ ایک دوسرے پر مقدمے بازی کر کے جو وقت اور رقم کا ضیاع ہو رہا ہوتا ہے وہ نہ ہو۔ مقدمہ عدالت میں لے جانے پر اگر ایک عدالت کسی قصوروار کو معاف کرتی ہے تو دوسرے فریق کا غیظ و غضب مزید بھڑکتا ہے کہ اس کو معاف کیوں کر دیا یا اس کو کم سزا کیوں دی گئی۔

اور وہ اگلی عدالت میں مقدمہ لے جاتا ہے۔ اور معاملات بھی ایسے نہیں ہوتے کہ کوئی بڑے خوفناک ہوں۔ بڑے چھوٹے چھوٹے معاملات ہوتے ہیں۔ قضا میں بھی اس طرح کے معاملات آتے ہیں۔ اور بعض احمدی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے قضا سے فیصلہ نہیں کروانا۔ عدالت میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی کہ جس پہ مقدمے بازیاں کی جائیں اور اس وجہ سے وہ اپنا نقصان بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غصہ دبانے کے بعد جو معاف کرنے کا کہا ہے تو بغیر کسی حکمت کے نہیں کہا کہ معاف کرتے چلے جاؤ۔ بلکہ معافی اور سزا کی حکمت بتا کر فیصلہ کرنے کا کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ** (الشوریٰ:41)

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اور بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

پس اصل چیز مجرم کو **اس کے جرم کا احساس دلا کر اصلاح کرنا ہے نہ کہ بدلہ لینا**، مقدمہ بازیوں میں پھنسانا، اپنا بھی مال ضائع کرنا اور دوسرے کا بھی مال ضائع کروانا۔ اپنا بھی وقت ضائع کرنا اور دوسرے کا وقت ضائع کروانا اور اگر جماعتی اداروں میں بات ہے تو ان پہ بدظنیاں کرنا۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو جاتی ہے تو معاف کرنا بہتر ہے۔ اگر سزا دینا اصلاح کے لئے ضروری ہے تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ سزا دی جائے اور پھر بیشک متعلقہ اداروں تک معاملہ لے جایا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پُر حکمت حکم کے بارے میں کئی جگہ تحریر فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپؑ تریاق القلوب میں فرماتے ہیں کہ:

"قانون انصاف کی رو سے ہر ایک بدی کی سزا اُسی قدر بدی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے گناہگار کو معاف کرے بشرطیکہ اس معاف کرنے میں شخصِ مجرم کی اصلاح ہو نہ یہ کہ معاف کرنے سے اور بھی زیادہ دلیر اور

بیباک ہو جائے تو ایسا شخص خدا تعالیٰ سے بڑا اجر پائے گا۔ "یعنی معاف کرنے والا اجر پائے گا۔
(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 163)

پھر براہین احمدیہ میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"بدی کی پاداش میں اصول انصاف تو یہی ہے کہ بدکن آدمی اسی قدر بدی کا سزاوار ہے جس قدر اس نے بدی کی ہے۔ پر جو شخص عفو کر کے کوئی اصلاح کا کام بجالائے یعنے ایسا عفو نہ ہو جس کا نتیجہ کوئی خرابی ہو سو اس کا اجر خدا پر ہے۔" (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 433-434 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

یعنی معاف کرنا اصلاح کے لئے ہو جائے تو بڑی اچھی بات ہے اور وضاحت اس کی یہ ہے کہ خرابی نہ پیدا ہو ایسی معافی سے۔ اگر کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا معاف کرنے والے کو جو اجر ملے گا وہ خدا تعالیٰ کے پاس ہے جتنا چاہے وہ دے دے۔

پس عفو اور معاف کرنا اس وقت ہے جب قصوروار کا رویّہ نظر آتا ہو کہ وہ آئندہ یہ غلط کام نہیں کرے گا۔ بعض عادی مجرم ہوتے ہیں اور ہر مرتبہ جرم کر کے معافی مانگتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے سزا ضروری ہوتی ہے اور سزا پھر اس طرح ہو کہ اس سے اس کی اصلاح کا پہلو نکلتا ہو۔

پھر ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ: "بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی۔ لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے "یعنی نہ انتقام لینا ہر جگہ ضروری ہے اور تعریف کے قابل ہے" اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے۔ "نہ معاف کرنا قابل تعریف ہے۔" بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے۔" یہ دیکھنا چاہئے کہ موقع کیسا ہے؟ فائدہ کس میں ہے؟ سزا میں یا معافی میں۔" اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو۔ نہ بے قیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے۔"
(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)

یہ کوئی نہیں ہے کہ کسی اصول کے بغیر، کسی ضابطے کے بغیر سزا دی جائے یا بلاوجہ معاف کر دیا جائے۔ اس کے لئے کوئی حدود ہیں۔ ان حدود کے اندر رہنا چاہئے اور یہ چیز دیکھنی چاہئے کہ فائدہ کس میں ہے۔ پس یہ ہے اسلامی سزا اور معافی کی حکمت کہ اصلاح مدِّ نظر ہو۔

آجکل دنیاوی قانون میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جرم کی سزا دی جاتی ہے اور پھر جیلوں میں اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اصلاح ہو لیکن خود یہاں کے ترقی یافتہ ملکوں کے بھی تجزیہ نگار اب لکھنے لگ گئے ہیں کہ جیلوں میں جب مجرم سزا کاٹ کے نکلتے ہیں تو جرموں میں اور بھی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ سزا دینے والے بھی اور مجرم بھی صرف قانون کی پابندی کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ان میں نہیں ہوتا۔ بہرحال مومنوں کو عام ہدایت یہی

ہے کہ ان میں قصوروں کو معاف کرنے کی عادت ہونی چاہئے اور قصور کی نوعیت اور مجرم کی حالت اور سابقہ رویّے کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔ نہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے ہر ایک کو معاف کرتے چلے جاؤ، نہ یہ کہ غضبناک ہو کر سزائیں دینے کی طرف ہی رجحان ہو۔ معاف کرتے چلے جانے سے بھی معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور سزا دیتے چلے جانے سے بھی رنجشیں اور کینے بڑھتے ہیں اور معاشرے میں نفرتوں کی دیواریں کھڑی ہوتی ہیں اور بدامنی پھیلتی چلی جاتی ہے۔

اگر ہم جائزہ لیں، اپنے ماحول پر نظر ڈالیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ لوگ جن کا قصور کیا گیا ہو وہ اس بات کا شدت سے اظہار اور مطالبہ کرتے ہیں کہ مجرم کو سزا دینی ضروری ہے تا کہ دوسروں کے لئے یہ سزا عبرت کا ذریعہ بنے اور کسی کو کسی قسم کی غلطیاں کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور مجرم جس نے قصور کیا ہو وہ یہ کہتا ہے کہ معاف کرنا چاہئے۔ آجکل ہیومن رائٹس کی تنظیمیں بھی بہت سی بن گئی ہیں وہ جہاں بعض اچھے کام کر رہی ہیں وہاں معاف کروانے میں بھی بہت زیادہ افراط سے کام لیتے ہوئے ہر مجرم کو معاف کروانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح جو مجرم دین کے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کچھ شدھ بدھ رکھتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاف کرو اس لئے معاف کرنا چاہئے کیونکہ خدا خود بھی بندوں کو معاف کرتا ہے۔ اس لئے تم بھی بندوں کا حق ادا کرتے ہوئے معاف کرو۔ انفرادی طور پر بھی ہر ایک اپنے قصوروار کو معاف کرے اور جماعتی طور پر بھی ہر ایک کو معاف کیا جائے قطع نظر اس کے کہ اس سے جماعت کو فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان تا کہ بندوں کے حق ادا ہوں۔ دونوں طرف سے یہ باتیں کرنے والے جو بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں یا تو عادی مجرم ہوتے ہیں یا انصاف سے ہٹ کر اپنے حق میں فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ ایک تو جرم کرتے ہیں پھر جرم کی سزا سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کا ناجائز حوالہ دیتے ہیں یہ لوگ خود غرض ہوتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی قصور کرے تو کبھی معاف نہیں کرتے بلکہ بڑھ بڑھ کر مجرم کو سزا دلوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا ان کا اصول یہاں بدل جاتا ہے۔ اس وقت اس حکم کو بھول جاتے ہیں کہ دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

اسی طرح جو معاف نہیں کرنا چاہتے اور چاہتے ہیں کہ ضرور میرے قصوروار کو سزا ملے وہ بھی اگر اپنا معاملہ ہو تو معافیاں مانگ کر کہیں گے کہ معاف کرنا اچھا ہے۔ اسلام ایسے خود غرضوں کی باتوں کو ردّ کرتا ہے اور انتہائی انصاف پر مبنی فیصلہ دیتا ہے کہ اگر یہ یقین ہے کہ معاف کرنے سے اصلاح ہو گی تو بہتر ہے کہ معاف کر دو۔ اگر یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ سزا کے بغیر گزارہ نہیں تو سزا ضروری ہے۔ بہرحال یہ تو اسلام کی ایک اصولی تعلیم ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک معاف فرمایا کرتے تھے اور آپؐ نے صحابہؓ

کو اس بارے میں کیا نصائح فرمائی ہیں۔ حضرت امام حسنؓ کی مثال میں نے دی تھی کہ انہوں نے اپنے ملازم کی ایک غلطی پر معاف کر دیا لیکن وہ ایک چھوٹی سی غلطی تھی۔ معاف کرنے کی معراج تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتی ہے کہ جن لوگوں کی سزا کے فیصلہ بھی ہو گئے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی معاف فرما دیا۔ کسی دوسرے کے قصوروار کو معاف نہیں کیا بلکہ اپنے قصورواروں کو، اپنی اولاد کے قاتلوں کو معاف کر دیا کیونکہ ان کی اصلاح ہو گئی تھی۔

روایات میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص ھبار بن اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپؓ اس وقت حاملہ تھیں۔ حملہ کی وجہ سے آپؓ کا حمل بھی ضائع ہو گیا۔ زخمی بھی ہوئیں، چوٹ لگی اور اس چوٹ کی وجہ سے آپ کی وفات بھی ہو گئی۔ اس جرم کی وجہ سے ھبار کے لئے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ پہلے میں آپؐ سے ڈر کر فرار ہو گیا تھا لیکن مجھے آپؐ کا عفو اور رحم واپس لے آیا ہے۔ اے خدا کے نبیؐ! ہم جاہل تھے، مشرک تھے، خدا نے ہمیں آپؐ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ مَیں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس میری جہالت سے صَرف نظر فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو معاف فرما دیا اور فرمایا کہ جا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جب آپؐ نے دیکھا کہ اصلاح ہو گئی ہے تو اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیا۔

(تاریخ الخمیس جلد دوم باب ذکر الرجال الاحد عشر الذین اھدر دمھم یوم فتح مکۃ صفحہ 93 مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا کبھی انتقام نہیں لیا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ للآثام ... الخ حدیث 5944)

تبھی تو آپؐ نے کھانے میں زہر ملا کر کھانا کھلانے والی یہودیہ کو بھی معاف فرما دیا تھا حالانکہ بعض صحابہؓ کو زہر کا اثر بھی ہو گیا تھا۔

(سیرت ابنِ ھشام باب بقیۃ امر خیبر جلد اول صفحہ 626-627 مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ بیروت)

پھر ہند جس نے جنگ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا مُثلہ کیا تھا۔ ان کے جسم کے اعضاء کاٹے تھے۔ کان ناک وغیرہ کاٹے تھے اور کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر عورتوں کے ساتھ مل

کر اس نے بیعت کر لی۔ اس کے بعض سوالوں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟۔ اس نے کہا ہاں یارسول اللہ! اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ جو پہلے ہو چکا اس سے درگذر فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو معاف فرما دیا۔ ہند پر آپؐ کے عفو کا ایسا اثر ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ بہت مخلص ہو گئی۔ بلکہ اسی دن شام کو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور دو بکرے بھون کر کھانے کے لئے بھجوائے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ آجکل جانور کم ہیں اس لئے حقیر سا تحفہ پیش ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہند کے ریوڑوں میں بہت برکت ڈال۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے نتیجہ میں ایسی برکت پڑی کہ اس کے ریوڑ سنبھالے نہیں جاتے تھے۔

(سیرت الحلبیۃ جلد3 صفحہ 137 تا139 باب فتح مکۃ شرفھا اللہ تعالیٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو ہر ایک جانتا ہے۔ اس کی تمام تر گستاخیوں کے باوجود اس کو معاف فرمایا اور اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا۔ باوجود اس کے کہ حضرت عمرؓ بار بار عرض کرتے تھے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من الصلاۃ علی المنافقین ... الخ حدیث1366)

کعب بن زہیر ایک مشہور شاعر تھا بعض باتوں کی وجہ سے اس کے لئے بھی سزا کا حکم ہو چکا تھا۔ فتح مکہ کے بعد ان کے بھائی نے اسے لکھا کہ اب آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ مدینہ آکر اپنے ایک جاننے والے کے پاس ٹھہر گئے اور فجر کی نماز مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے شکل سے پہچانتے نہیں تھے۔ اس لئے اس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو اسے پیش کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں آجائے سامنے۔ اس پر اس نے کہا کہ یارسول اللہ! میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ اس پر ایک انصاری اسے قتل کرنے کے لئے اٹھے کیونکہ اس کے متعلق حدّ لگنے کی وجہ سے قتل کا فیصلہ ہو چکا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا جس پر آپؐ نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی چادر بھی اسے اوڑھا دی۔

(تاریخ الخمیس جلد دوم باب اسلام کعب بن زھیر صفحہ 121 مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت)

پس یہ تھا آپؐ کی معافی کا معیار کہ نہ صرف معاف فرماتے تھے بلکہ انعام دے کر، دعائیں دے کر رخصت فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کی بے شمار مثالیں ہیں۔ ایسے معراج پر پہنچا ہوا عفو ہے کہ

انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں۔ اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خُلقِ مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 103)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو عفو اور درگزر کے کن معیاروں کو حاصل کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اس بارے میں روایات میں بہت سے واقعات ملتے ہیں ایک آدھ مَیں پیش کرتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا ایک غلام ہے جو غلط کام کرتا ہے کیا میں اسے بدنی سزا دے سکتا ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے ہر روز ستّر مرتبہ درگزر کر لیا کرو۔

(مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 309 کتاب العتق حدیث 7231 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی بہت زیادہ درگذر کیا کرو۔ پس ملازموں اور ماتحتوں سے حسن سلوک کا یہ وہ معیار ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ آجکل غلامی نہیں ہے اور **ایک مومن ملازم سے بھی یہ توقع کی جاتی ہے** کہ وہ بھی اس کے ذمہ جو فرائض ہیں ان کا بھی حق ادا کرنے والا ہو۔ صرف اس لئے کہ درگزر کا حکم ہے اس لئے ہر کام خراب کرتا جائے یہ بھی غلط چیز ہے۔ جس طرح اور جگہوں پر یہ بھی حکم ہے کہ جو کام کسی کے ذمہ کیا گیا ہے اس کو ادا کرنے کا بھی پورا حق ادا کرنا چاہئے۔ پس دونوں طرف یہ حکم ہے۔ جہاں مالک کو ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہ ہو، درگزر کرے وہاں ملازم کے لئے بھی یہی ہے کہ اپنے ذمہ جو ذمہ داری ہے ان کا بھی پورا حق ادا کرے۔

عفو اور **درگذر کے بارے میں ہمیں نصیحت کرتے ہوئے** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔" فرمایا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے تھوڑی تھوڑی سی

بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔" فرمایا "اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔

چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے۔ "صبر سے پہلے اپنی تربیت کرو اور دوسرے کی تربیت بھی کرو اور اس کے لئے ذریعہ یہ ہے کہ دعا کرو" کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔" فرمایا "خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔" فرمایا "یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے۔" طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ فرمایا "اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل:85)۔ "یعنی ہر ایک اپنی جبلّت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ "بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا۔" فرمایا "لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 127-128)

طبیعتیں ہر ایک کی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ بعضوں کے بعض اخلاق بہت اچھے ہیں۔ اس میں ترقی ہے لیکن دوسرے میں کمزوری ہے لیکن فرمایا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اصلاح ناممکن ہو جائے اور تمام اخلاق نہ اپنائے جائیں۔ پس بیشک انسان کی طبیعتیں مختلف ہیں۔ جن میں کمزوریاں ہیں ان میں کچھ اچھائیاں بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر کسی میں صرف کمزوریاں ہی کمزوریاں ہیں اور اچھائی کوئی نہیں۔ اچھائیاں بھی ہیں کمزوریاں بھی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ہمیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور وہ اعلیٰ اخلاق اپنانے چاہئیں جو ایک حقیقی مومن کا معیار ہیں۔ کمزوریاں دور کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے اور اس بات کی کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنے ماحول کو پر امن بنانے کی کوشش کریں اور اس کے لئے جو اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو یا اپنے لئے چاہتے ہو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی چاہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 14 / اکتوبر 2016ء تا 20 / اکتوبر 2016ء جلد 23 شمارہ 42 صفحہ 05 تا 08)

40

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 30 ستمبر 2016ء بمطابق 30 تبوک 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج سے مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ یوکے (UK) کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ ہمارے اجتماعات کی اصل روح تو یہ ہے جس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آپس میں محبت و اخوت میں بڑھا جائے۔ علمی پروگرام اور مقابلے اس روح کے ساتھ ہونے چاہئیں کہ ہم نے ان باتوں سے کچھ سیکھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ بعض کھیلوں کے بھی پروگرام ہوتے ہیں تو اس لئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے صحتمند جسم بھی ضروری ہے ورنہ نہ ہی انصار اللہ کی کھیل کود کی عمر ہے اور نہ ہی بائیس تیئس سال کی عمر کے بعد عموماً عورتیں کھیلوں میں کوئی زیادہ شوق رکھتی ہیں۔ پس ورزشی مقابلوں کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنی جسمانی صحت کی طرف توجہ رہے اور صرف مقابلوں میں حصہ لینے والے نہیں بلکہ دوسرے بھی کم از کم سیر یا پھر ہلکی پھلکی ورزش سے اپنے جسموں کو چست رکھیں۔ تو بہرحال ان اجتماعوں کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی دینی اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی طرف توجہ ہو۔

صدر صاحب انصار اللہ نے مجھے کہا کہ خطبہ میں انصار کو مخاطب کر کے کچھ کہہ دیں۔ انصار اللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے جس میں انسان کی سوچ mature ہوتی ہے، پختہ ہوتی ہے اور خود انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے اور ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ایک تو پختہ عمر ہونا اور دوسرے ان بڑی عمر کے لوگوں کی مجلس کا نام انصار اللہ ہونا ہر ممبر کو، ہر احمدی مرد کو جو چالیس سال سے اوپر ہے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کا احساس دلانے کے لئے کافی ہے۔ یہ ذمہ داری یا ذمہ داریاں کیا ہیں جن کو ایک ناصر کو ادا کرنا چاہئے؟ ان کا خلاصہ انصار اللہ کے عہد میں بیان ہو گیا۔

پہلی بات یہ کہ ہر ناصر، ہر شخص جو مجلس انصار اللہ کا ممبر ہے اسلام کی مضبوطی اور احمدیت پر سچے دل

سے قائم ہونے کی کوشش کرے۔ اور اسلام کی مضبوطی کے لئے کوشش اپنے علم اور طاقت سے نہیں ہو سکتی۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے اور تعلیم کے لحاظ سے کامل اور مکمل دین ہے۔ اس میں کسی انسان نے تو کوئی اور مضبوطی پیدا نہیں کرنی ہے۔ ہاں اپنے آپ کو اس سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کے لئے کوشش کی ضرورت ہے تا کہ اس کامل اور مکمل دین کا ہم مضبوط حصہ بن سکیں۔ اور یہ بات خدا تعالیٰ سے تعلق کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور انصار اللہ کے معیار سب سے اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق نہ ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں حکم دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو، اس کی طرف توجہ دو۔ پس یہ بہت ضروری چیز ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنا ہے۔ جب یہ حق قائم ہو گا تو تبھی احمدیت پر ہم سچے دل سے قائم ہوں گے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور احمدیت پر سچے دل سے قائم ہونا تبھی ثابت ہو گا جب ہم اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے اپنے آپ کو انصار اللہ ثابت کریں گے۔ پس ایک تو یہ ذمہ داری ہے۔

پھر آپ نے، انصار نے اپنے عہد میں ایک عہد یہ بھی کیا یا دوسرے لفظوں میں اس ذمہ داری کو نبھانے کا، اٹھانے کا وعدہ اور **اعلان کیا کہ خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کریں گے**۔ یہ کوشش کس طرح ہو گی؟ یہ کوشش تبھی ہو گی جب انصار خلافت کے کاموں اور پروگراموں کو آگے بڑھانے کے لئے اس کے مددگار بنیں گے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب انصار اپنے آپ کو خلیفہ وقت کی باتوں کے سننے کی طرف متوجہ رکھیں گے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں ایم ٹی اے کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے جس کے ذریعہ کہیں دُور بیٹھے ہوئے ان باتوں کو سنا جا سکتا ہے۔ پس انصار اللہ کو اپنے آپ کو اس کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی عہد کیا کہ اولادوں کو بھی خلافت سے جوڑیں گے تو علاوہ اَور باقی تربیتی باتوں کے اپنی اولادوں کو بھی اس ذریعہ سے خلافت کے ساتھ جوڑ دیں تا کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ وفاؤں کے سلسلے چلتے رہیں اور قائم رہیں تا کہ خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کا کام ہمیشہ جاری رہے۔ کیونکہ اشاعت اسلام کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے ہی اعلان کے مطابق قدرت ثانیہ کے ذریعہ سے ہونا ہے جو نظام خلافت ہے۔ پس اس کے لئے ہر قربانی کے عہد پر نظر رکھیں۔ یہ عہد آپ نے کیا کہ ہر قربانی آپ کریں گے تو اس پر نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع بھی ہو رہا ہے۔ **لجنہ اماء اللہ کا بھی ایک عہد ہے جس کو انہیں ہمیشہ** اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس کے فضل سے لجنہ اماء اللہ کی اکثریت

ماشاء اللہ دین پر وفا کے ساتھ قائم ہے۔ اعتقادی لحاظ سے اکثر مضبوط ہیں۔ لیکن ہر لجنہ ممبر کو، ہر احمدی عورت کو اپنی عملی حالتوں کو بھی اس معیار پر لانا ہو گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لجنہ اماء اللہ کا بھی ایک عہد ہے اور اپنے فنکشنز اور اجتماعوں پر یہ عہد دہراتی بھی ہیں کہ ہم اپنے مذہب کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گی۔ تو پہلی قربانی جو مذہب مانگتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنی تمام دنیاوی خواہشات کو پیچھے کر کے اپنی عملی حالت کو مذہب کی تعلیم کے مطابق ڈھالیں۔ ایک احمدی عورت میں سچائی کے اعلیٰ معیار قائم ہونے چاہئیں۔ پھر عورت سے متعلق جو احکامات ہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش ہے۔ عورت کو اپنے تقدس اور اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو باتیں بتائی ہیں ان میں پردہ کو بہت اہم قرار دیا ہے۔ اگر اس میں کسی احمدی عورت میں کمزوری ہے تو وہ عملاً اپنے عہد کو پورا نہیں کر رہی۔ پس نہ معاشرے کا خوف، نہ ہی اپنی دنیاوی خواہشات ایک احمدی کو مذہب کی تعلیم سے دور کرنے والی ہو۔ بلکہ ہر احمدی عورت کو اپنی عملی حالت کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق گزارنے والا ہونا چاہئے۔

پھر ایک عہد سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے۔ اس میں ہر ایک کو اپنے معیاروں کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم سچائی کی حقیقی روح کے ساتھ اس پر قائم ہیں کہ نہیں۔ اسی طرح اولاد کی تربیت کا عہد ہے اس کو بھی بھرپور طور پر پورا کرنے کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ دین سے وابستہ ہیں کہ نہیں۔ بچہ کی سب سے اعلیٰ تربیت گاہ اس کی ماں ہے۔ پس اس کے لئے ماؤں کو بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہماری ساری عورتیں یہ ذمہ داری ادا کرنے والی ہو جائیں بلکہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ پچاس فیصد بھی ہو جائیں تو نسلوں کی حفاظت کی وہ ضمانت بن جائیں گی۔ (ماخوذ از لجنہ اماء اللہ سنجیدگی سے عورتوں کی اصلاح کرے۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 296)

ان کے دین کو سنوارنے والی بن جائیں گی۔ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی بن جائیں گی۔ اسی طرح اپنی اولاد میں اپنی قوم اور ملک کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ماؤں کا کام ہے اور یہ بھی عہد ہے۔ آپ کے عہد میں شامل ہے۔ ان کے ذہنوں کو مکمل طور پر قوانین کی پابندی کے لئے تیار کرنا ماؤں کا کام ہے۔ برائی اور اچھائی میں تمیز پیدا کروانا ماؤں کا کام ہے۔ ملک کی ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کرنا، اس کی طرف توجہ دلانا ماؤں کا کام ہے۔ خلافت سے بچوں کو جوڑنا اور اس کے لئے کوشش کرنا جیسا باپوں کا کام ہے ویسا ہی ماؤں کا بھی کام ہے۔ پس اس اہم ذمہ داری کو ہر ماں کو سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع بھی لجنہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ناصرات بھی عہد کرتی ہیں۔ ان کو بھی اپنے عہدوں کو نبھانا چاہئے۔ چودہ پندرہ سال کی عمر ہوش کی عمر ہوتی ہے اور اچھا برا سمجھنے کی عمر ہوتی ہے اور یہ آخری عمر ہے ناصرات کی اور اس عمر میں ہی بہت ساری خواہشات بھی ہوتی ہیں۔ اگر دنیا کی طرف نظر ہو تو دنیاوی

خواہشات دین پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی بچی کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور اپنے عہد کو بار بار دہراتے رہنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی بچی بجائے فضول دنیاوی خواہشات کے پیچھے چلنے کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے والی ہو۔ اور وہ اعلیٰ مقاصد ناصرات کے عہد میں یہ بیان کئے گئے ہیں کہ مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے تیار رہنا، ہمیشہ سچائی پر قائم رہنا، خلافت احمدیہ کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا۔ پس اگر ہماری بچیاں اس عہد کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں تو جہاں اپنی زندگیاں محفوظ کر لیں گی وہاں آئندہ نسلوں کی زندگیوں کو بھی محفوظ کرنے والی ہوں گی اور انہیں خلافت سے جوڑنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے اور یہ اجتماع جو ہو رہے ہیں ان کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

اجتماع کے حوالے سے اس مختصر بات کے بعد اب میں ایک پیارے عزیز کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں جو گزشتہ دنوں ہم سے جدا ہوا۔ چند ہفتے پہلے ایک حادثہ کے نتیجہ میں ایک عزیز ہم سے جدا ہوا تھا اور چند دن پہلے جامعہ احمدیہ یوکے کا ایک اور بہت پیارا طالبعلم اور نوجوان جو جامعہ کی تعلیم تقریباً مکمل کر چکا تھا کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ہم سے جدا ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جس بچہ کا مَیں ذکر کر رہا ہوں اس کا نام مظہر احسن تھا۔ بیماری کی وجہ سے آخری سال کا امتحان نہیں دیا تھا لیکن جیسی اس عزیز نوجوان نے زندگی گزاری ہے وہ مربی اور مبلغ ہی تھا، امتحان پاس کرتا یا نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کے اندر ایک جوش پیدا کیا ہوا تھا کہ اس نے کس طرح دین کی خدمت کرنی ہے۔ کس طرح اپنے اخلاق اور اپنی حالت کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق ڈھالنا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ ہر انسان جو دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے جانا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جو اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

اس پیارے عزیز کے بارے میں جامعہ احمدیہ کے طلباء، اس کے دوست، اس کے اساتذہ مجھے لکھ رہے ہیں۔ اور یہ صرف رسمی باتیں نہیں ہیں کہ کوئی شخص فوت ہو گیا تو اس کا ذکر خیر کرو بلکہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ اخلاص و وفا اور عمل کا ایک نمونہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ عزیز مرحوم والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی دو بہنوں اور والدین نے بھی، خاص طور پر والدہ نے صبر کا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے کا بہترین نمونہ دکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے اور ان کو صبر میں بڑھاتا رہے۔ ان سب کو اپنی جناب سے تسکین اور صبر کے سامان مہیا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ:

"یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر

بھروسہ کرنا ہے۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 45)

پس اللہ تعالیٰ پر ہی ہمیشہ بھروسہ ہونا چاہئے۔ عزیز مرحوم بھی صبر اور حوصلہ کی تلقین کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ غم اور دکھ تو ہوتا ہے جو قدرتی بات ہے اور ماں باپ، بہن بھائیوں کو سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس غم اور دکھ کو دعاؤں میں ڈھال کر ہم مرحوم کے درجات کی بلندی اور اپنے لئے صبر اور تسکین کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان قریبیوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا کچھ ذکر مَیں کرتا ہوں۔

اس بچے کو کینسر ہوا تھا اور اللہ کے فضل سے علاج سے اس کی شفا بھی ہو گئی تھی لیکن بعد میں کوئی ایسی سینہ کی انفیکشن ہوئی جس کا ڈاکٹروں کو پتا نہیں چل سکا اور جس کی وجہ سے وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت مستری نظام الدین صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ان کے نانا محترم چوہدری منور علی خان صاحب اور دادا حاجی منظور احمد صاحب دونوں درویشان قادیان میں سے تھے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ جامعہ احمدیہ کے طالبعلم تھے۔ موصی بھی تھے۔

بعض مختصر باتیں کروں گا کیونکہ لمبی تفصیل میں بعض ایسی جذباتی باتیں ہیں جن کو شاید بیان کرنا مشکل ہو لیکن بہرحال مختصراً میں ذکر کرتا ہوں۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ مجھے مشورہ دینے والا، میرا رازدان اور ایک استاد کی طرح میری تربیت کرنے والا تھا۔ ہم میں ماں اور بیٹے کے رشتے کے ساتھ ساتھ ایک انوکھی قسم کی understanding بھی تھی۔ وہ مجھے اچھی طرح سمجھتا تھا اور میں اس کو۔ اس کو یہ بھی پتا تھا کہ میری ماں کن چیزوں سے خوش ہوتی ہے اور کن سے نفرت کرتی ہے۔ کہتی ہیں کہ اکثر وہ مجھ سے خلافت کے نظام، خلیفہ وقت اور جماعت اور سب سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں کیا کرتا تھا اور یہی topic اسے پسند تھے۔ اگر کوئی دنیاوی باتیں بیچ میں آجاتیں تو تھوڑی دیر بعد وہ کہتا ان کو چھوڑیں، ہمارا ان سے کیا مطلب۔ اس کی خواہش تھی کہ اس سال جلسہ پر آئے لیکن اس کو احساس ہو گیا کہ ذرا مشکل ہو گا۔ اس لئے ایم ٹی اے پر سننا ہی اس نے مناسب سمجھا اور باقی گھر والوں کو بھیج دیا کہ آپ لوگ جائیں مَیں اکیلا یہاں سن لوں گا اور manage کر لوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ (گلاسگو میں تھا) اس طرح بیماری کے باوجود گھر والوں کو اس نے بھیج دیا کہ آپ جا کے جلسہ سنیں۔ اپنے سارے کام خود کرنے کی عادت تھی۔ اور کہتی ہیں کہ بیماری کے دوران اس کے مزاج میں مزید ٹھہراؤ اور نرمی آگئی تھی اور کبھی بھی کوئی چڑچڑاپن اور غصہ اس کی طبیعت میں نہیں دیکھا گیا۔ جیسا کہ میں نے کہا اسے خون کا کینسر تھا۔ پہلی بیماری سے جب ٹھیک ہو گیا تو کمزوری تھی لیکن امیر صاحب سکاٹ لینڈ سے اس نے کہا کہ مجھ سے کچھ جماعتی کام لیں اور پھر اس نے وہاں نیوز لیٹر بنانا شروع کیا اور پھر باقی بھی جو کام کرنے والے تھے ان سے اِن ٹچ (in touch) رہتا تھا۔

ان کو بتاتا رہتا تھا کس طرح کام کرنا ہے۔

اسی طرح سکاٹ لینڈ میں ناصرات اور لجنہ کا اجتماع تھا تو وہاں اس نے ان کے لئے سندات ڈیزائن کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کرنے والا تھا۔ 12 ستمبر کو دوبارہ جب اس کو دوسرے انفیکشن کا حملہ ہوا ہے (غالباً یہی دن تھے) تو کہتی ہیں مجھے بلایا اور کہا کہ میرے پاس آکر بیٹھیں اور پھر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنی انگلیوں پر گنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننا شروع کیا۔ اور پھر کہتا ہے اَور فضل گنائیں۔ تو کہتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے فضل ہیں کہ میں گن نہیں سکتی۔ اس پر مظہر نے کہا کہ بس آپ کو یہی بتانا چاہ رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے احسانوں کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس کا ہر حال میں شکر ادا کرتی رہیں۔ کہتی ہیں اس وقت مجھے سمجھ نہیں آئی کہ مظہر یہ کیا کہہ رہا ہے لیکن بہر حال ذہنی طور پہ تیار بھی کر رہا تھا۔

کہتی ہیں کہ تبشیر کے مہمان سکاٹ لینڈ آئے تو آخری قافلے کے انچارج راجہ برہان صاحب تھے۔ وہ مظہر کو ملے اور بہت خوش ہوئے کہ اس کی صحت اچھی ہے۔ کہتی ہیں میں نے مربی صاحب کو کہا کہ مظہر کو جماعت کا کام کرنے کا بہت جنون ہے۔ ہر وقت پلان بناتا رہتا ہے کہ آئندہ میں اس طرح کام کروں گا، اس طرح کام کروں گا۔ مربی بنوں گا تو یہ کروں گا۔

جب اس کو 2015ء کے اکتوبر میں یہ کینسر کی بیماری diagnose ہوئی تو اپنی بہن کو کہنے لگا کہ امی کو بہت احتیاط سے بتانا۔ ان کو میں روتا نہیں دیکھ سکتا۔

ہسپتال میں نماز، تلاوت اور ایم ٹی اے پر خطبات ضرور سنتا تھا۔ آن لائن پروگرامز میں نظمیں، تصویریں وغیرہ سب دیکھتا۔ کلاس فیلوز کے ساتھ باتیں بھی اس کی ہوتیں۔ اساتذہ کے ساتھ باتیں ہوتیں۔ ڈاکٹرز اور نرسز سے جماعت کی تبلیغ کی باتیں ہوتیں۔ آخر وقت تک ہسپتال میں اپنی treatment ہمیشہ بیٹھ کر کروائی اور ڈاکٹروں کو پیس کانفرنس کے حوالے سے، جلسہ کے حوالے سے، جماعت کی مختلف ایکٹویٹیز (activities) کے حوالے سے ہمیشہ تبلیغ کرتا رہتا تھا۔ یہاں جلسہ کے بعد جو مربیان کی میٹنگ ہوتی ہے اس میں اس کی کلاس بھی جو جامعہ سے پاس ہو کر فارغ ہو گئی تھی شامل ہوئی تو ان کو اس نے لکھ کے بھیجا پیغام دیا کہ جو بھی میٹنگ کے پوائنٹس ہیں وہ مجھے بھی لکھ کر بھیجیں تا کہ میں بھی انہیں اپنی زندگی کا حصہ بناؤں کیونکہ میٹنگ میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے خلافت سے انتہائی پیار تھا اور جب عزیزم رضا کی اچانک وفات کا پتا لگا تو اس کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے پہلی دفعہ اسے اس طرح روتے دیکھا ہے۔ میں پہلے گھبرا بھی گئی۔ لیکن بہر حال اس کو یہ بھی فکر تھی کہ اچانک وفات ہوئی ہے اور والدین کو بھی اور خلیفۂ وقت کو بھی بڑا صدمہ ہو گا۔

کہتی ہیں ہم اپنے رب سے راضی ہیں کہ اللہ ہی کے ہیں اور اللہ کی باتیں اللہ جانے، ہمارا کام دعا کرنا تھا۔ خدا کا کام قبول کرنا ہے، کرے یا نہ کرے۔ کہتی ہیں مظہر جاتے جاتے بھی ہماری اصلاح کر گیا۔ 13/ ستمبر عید کے دن صبح مظہر کو شدید کھانسی تھی۔ اس نے مجھے قہوہ بنانے کا کہا۔ بستر پر جا کے لیٹ گیا۔ جب جا کے دیکھا تو بہت سخت تیز بخار تھا۔ ایمبیولینس کو بلایا اور اس نے جاتے جاتے پھر کہا کہ آج عید ہے آپ لوگ عید پڑھنے جائیں اور ہسپتال میرے ساتھ آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں وہاں سے فون کر کے آپ کو بلالوں گا۔ اور میں بھی وہاں جا کر اپنے فون پر عید کا خطبہ سن لوں گا۔ اس بیماری میں بھی اس نے ان چیزوں کو یاد رکھا۔

صبح اس کی وفات ہوئی۔ مظہر کی آواز اچھی تھی۔ اس نے اپنے فون میں صبح نماز یا تہجد کے لئے الارم ریکارڈ کیا ہوا تھا۔ ان کی بہن کہتی ہیں کہ جب اس کا آخری سانس تھا، وفات کا وقت ہو رہا تھا تو اس وقت اسی کی آواز میں ایک دم فون پر اذان کی آواز شروع ہو گئی جس نے ان لوگوں کو اَور زیادہ جذباتی کر دیا۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کی یہ رضا تھی۔

بیشمار واقعات انہوں نے لکھے ہیں۔ جب اس کو کینسر کی بیماری کا پتا لگا تو ان کی بہن عروبہ کہتی ہیں کہ کہنے لگا کہ میں ہر چیز برداشت کر سکتا ہوں لیکن اپنی ماں کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا اس لئے ان کو بڑی احتیاط سے بتانا اور اس کا bone marrow ہوا اور ان کی بہن کا ہی میچ کر گیا تو اس کو دیا گیا اور ڈاکٹر بھی حیران تھے۔ پہلے کہتے تھے نہیں ہو سکتا لیکن بہر حال میچ کر گیا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا بھی دے دی تھی لیکن بہر حال آخری تقدیر یہی تھی۔ chemotherapy کے دوران بھی ڈاکٹروں کو تبلیغ کرتا رہا۔ اللہ پہ بڑا توکل تھا اور کسی بات کی فکر نہیں تھی۔ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اب یہاں سے لے کے گیا ہے تو انشاء اللہ اگلے جہان میں امید ہے اس کی خواہشات پوری ہو رہی ہوں گی۔

ڈاکٹر حفیظ صاحب کہتے ہیں کہ میں مظہر کو کینسر کی diagnosis کے بعد گلاسگو ملنے گیا تو اسے بہت متوکل انسان پایا اور وہاں ان کی والدہ نے کہا کہ یہ ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کو ہمیشہ یاد کرتے رہیں۔ گلاسگو سے مکرمہ بینظیر عبدالرافع صاحبہ کہتی ہیں میرا سسرالی رشتہ سے تعلق ہے اور مظہر کی والدہ اور ان کی بیٹیاں ہماری بڑی قریبی دوست ہیں۔ جب کینسر diagnose ہوا تو ان کی فیملی سے مزید تعارف ہوا۔ ان کی عیادت کے لئے ہسپتال گئے تو بڑی تسلی اور تحمل سے اپنی بیماری کے متعلق بتایا۔ پھر جب کچھ عرصہ بیچ میں اس بیماری سے ٹھیک رہا تو گلاسگو میں ایک پانچ کلومیٹر کی چیریٹی واک تھی اس میں بھی شامل ہوا اور کہتا ہے یہ تو بڑی آسان تھی۔ میں نے بڑی آسانی سے کر لی۔ حالانکہ ایک لمبی بیماری میں سے گزرا تھا۔ Chemotherapy وغیرہ خود ایک تکلیف دہ procedure ہے۔

حافظ فضل ربی صاحب کہتے ہیں کہ قرآن کریم سیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ بڑی پیاری اور پر سوز آواز میں تلاوت کیا کرتے تھے اور جامعہ آنے سے پہلے بھی نیشنل تعلیم القرآن کلاس میں شامل ہونے کے لئے اپنی فیملی کے ہمراہ گلاسگو سے لندن آیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض امیگریشن کے ان کے مسائل تھے۔ کیس پاس نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے جامعہ میں پڑھنے کے باوجود یہاں لندن سے ہر دو ہفتے بعد گلاسگو جانا پڑتا تھا اور پھر واپس آنا پڑتا تھا۔ تو کہتے ہیں مَیں نے اس کو کہا کہ تمہیں بڑی تکلیف ہوتی ہو گی۔ تو کہنے لگا کہ کسی عظیم مقصد کے لئے چھوٹی چھوٹی تکلیفیں کوئی تکلیف نہیں ہوتیں۔

جامعہ کے ایک استاد ہیں وسیم فضل صاحب وہ کہتے ہیں کہ مظہر احسن بہت باہمت، سنجیدہ، باادب، مستقل مزاج طالبعلم تھا۔ عزیزم کا شمار ان چند طلباء میں سے ہوتا تھا جو اپنی ذمہ داری کو نہایت خلوص و وفا اور محبت اور جانفشانی سے سرانجام دیتے تھے۔ انتظامی امور میں بہت اچھے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہماری ہوسٹل کی انتظامیہ میں کئی سال سے بطور prefect خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ایک موقع پر جب ایک اہم کام عزیز کے سپرد کیا جا رہا تھا تو کسی نے دریافت کیا کہ کیا عزیزم یہ کام کر لیں گے۔ اس پر ایک استاد نے عزیزم کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ کام سپرد کرنے کے بعد تو ہمیں مظہر سے چھپنا پڑتا ہے کیونکہ وہ تو پھر ہم سے زیادہ فکر مندی، سنجیدگی اور مستقل مزاجی کے ساتھ کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ کہتے ہیں عزیزم کی انتظامی صلاحیتیں اور بے لوث خدمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ چند سال قبل جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کے موقع پر عزیزم کی ڈیوٹی شعبہ ضیافت میں لگائی گئی۔ کھیلوں کے آخری دن بہت سے مہمان تشریف لاتے ہیں اور دوپہر کو ظہرانہ کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ عزیزم نے اس موقع پر ساری رات جاگ کر تمام انتظامی کاموں میں بھرپور حصہ لیا اور ایک لمحے کے لئے بھی آرام نہ کیا۔ اگلے روز بھی اسی بشاشت کے ساتھ خدمت میں مصروف رہا۔ پروگرام کے بعد عزیزم نے اس شعبہ سے متعلق ایک مفصل اور جامع رپورٹ بھی تیار کی جو اب بھی انتظامیہ کے پاس موجود ہے اور اس رپورٹ کے ذریعہ اس شعبہ کے کاموں میں بہت مدد مل رہی ہے۔

حافظ مشہود صاحب کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل جب عزیزم سے فون پہ بات ہوئی تو عزیزم نے اظہار کیا کہ میں جلد از جلد صحت یاب ہو کر بطور مبلغ دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ نیز کہا کہ اب جبکہ میرا علاج ہو رہا ہے تو میں نے اپنی مقامی جماعت میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر عزیزم نے ذکر کیا کہ وہ گلاسگو میں ہونے والی پانچ کلومیٹر چیریٹی واک میں حصہ لے رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا۔

ملک اکرم صاحب وہاں کے مربی سلسلہ تھے۔ انہوں نے لکھا کہ مظہر احسن صاحب کی فیملی جب دبئی سے گلاسگو شفٹ ہوئی تو خاکسار سکاٹ لینڈ میں بطور مربی خدمت بجالا رہا تھا۔ جس روز یہ فیملی گلاسگو میں آئی اسی روز

مسجد میں کوئی فنکشن ہو رہا تھا جس میں یہ فیملی بھی شریک ہوئی اور ہم نے دیکھا کہ مظہر احسن صاحب سلام دعا کے بعد سیدھے کچن میں چلے گئے اور کچن ٹیم کے ساتھ تمام کام محنت اور جانفشانی سے کرتے رہے۔ پہلے دن سے لے کر جب تک وہ جامعہ احمدیہ میں گئے ہمیشہ مسجد اور جماعت کی بھرپور خدمت کرتے رہے۔ نہایت کم گو، نفیس طبیعت کے مالک، ظاہر بھی صاف اور باطن بھی صاف۔ نہ کبھی گپ شپ میں شامل ہوئے، نہ کبھی وقت ضائع کیا۔ انہیں وقت کے صحیح استعمال کا سلیقہ آتا تھا۔ مربی سلسلہ ہونے کی وجہ سے وہ خاکسار کے بہت قریب رہتے اور انہیں خاکسار نے بہت قریب سے دیکھا۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک، بڑے ہی دھیرے لہجے میں گفتگو کرنے والے، ہر ایک کی عزت و احترام کرنے والے نوجوان تھے۔ ان کی یہ دلی خواہش اور تڑپ تھی کہ ان کا وقف قبول ہو جائے اور جامعہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کر کے مبلغ بنیں اور خدمت دین کریں اور جس دن ان کو جامعہ میں داخلہ ملا اس دن وہ اتنے خوش تھے کہ گویا دنیا جہان کی نعمتیں مل گئی ہیں۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا۔

ارشد محمود صاحب قائد گلاسگو لکھتے ہیں کہ خاکسار شارجہ کا قائد خدام الاحمدیہ منتخب ہوا۔ پہلے یہ مظہر احسن بھی وہیں شارجہ میں تھے۔ شارجہ قیام کے دوران جماعتی پروگراموں اور اجتماعات کے موقعوں پر ہونے والے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے دیکھا۔ کہتے ہیں چونکہ شہر سے باہر دور ایک جگہ ہم اجتماع منعقد کیا کرتے تھے لہٰذا ہمیں کافی پہلے جا کر وقار عمل اور دوسری تیاری کرنی پڑتی تھی۔ مرحوم باوجود چھوٹی عمر کے ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ ان میں بڑی جرأت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اجتماع میں فی البدیہہ تقریر کا مقابلہ ہوا۔ یہ مقابلہ مشکل تھا اور عنوان بھی مشکل تھا۔ مظہر نے بھی حصہ لیا اور کیونکہ تیاری بھی ان کی نہیں تھی تو خدام ان کی تقریر سن کے ہنسنے لگے مگر مظہر احسن نے اپنی تقریر جس طرح بھی کی اس کو پورا کیا اور کوئی پرواہ نہیں کی اور پھر کہنے لگا کہ اگر اسی طرح میں جھجک گیا تو فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ جھجک تو اسی طرح اترتی ہے۔ اور پھر کہتا ہے کہ ہمیں خدام کو مقابلہ جات میں سنجیدہ ہونا چاہئے۔ اس نے کوئی پرواہ نہیں کی کہ لوگ ہنس رہے ہیں کہ نہیں ہنس رہے۔ اس نے کہا جھجک دور کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں بولتا چلا جاؤں جس طرح بھی مجھے آتا ہے۔

ایک ہمارے گیمبین مربی سلسلہ عبدالرحمٰن چام ہیں جنہوں نے پچھلے سال جامعہ پاس کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جامعہ کے دوران برادرم کے ساتھ کافی وقت گزارا۔ جامعہ کے بعد ہم وَاٹس اَیپ (WhatsApp) کے ذریعہ رابطہ میں رہے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار وہ میسیجز پیش کرتا ہے جو برادرم مظہر صاحب نے خاکسار کو بیماری کے بعد ارسال کئے۔ ایک یہ تھا کہ میں اس بیماری سے گذر رہا ہوں لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت زیادہ احسانات کئے

ہیں۔ اس لحاظ سے مجھے خدا تعالیٰ کا مزید شکر ادا کرنا چاہئے اس لئے میں اس درد سے گزرنا مشکل نہیں سمجھتا۔ پھر یہ ایک ہے کہ میں بیماری کے متعلق نہیں سوچ رہا بلکہ میں اپنے مطمح نظر کو دیکھ رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جماعت کی کس رنگ میں بہترین خدمت کر سکتا ہوں۔

ان کے ایک دوست اور کلاس فیلو شیخ ثمر جو مربی بنے کہتے ہیں ہمیشہ مسکراتے اور لوگوں کو خوش رکھتے۔ مظہر احسن ہر ایک سے ایک سلوک کرتا جیسے صرف وہی بندہ اس کا دوست ہے۔ کسی کو کسی بھی قسم کی دوری کا یا غیریت کا احساس نہیں ہونے دیتا تھا اور کبھی کسی کے ساتھ لڑائی نہیں کی۔ اس کا دل بہت بڑا تھا۔ ہر موقع پر تبلیغ کرتا اور کوئی بھی تبلیغ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ ہسپتال میں تھا تو ادھر بھی بہت مشہور تھا کہ یہ مسلمان ہے جو ہر ایک کو تبلیغ کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا۔ دوسروں کی جتنی مدد کر سکتا تھا اس سے بڑھ کر کرتا۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا خیال رکھتا۔ ہر ایک سے پیار اور محبت کے ساتھ رہتا۔

ساحل محمود ان کے کلاس فیلو، مربی ہیں۔ کہتے ہیں ایسی عمدہ شخصیت کے ساتھ سات سال گزارنے کا موقع ملا ہے۔ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اعلیٰ مہمان نوازی، عاجزی اور انکساری میں اعلیٰ نمونہ۔ ہمیشہ حسن ظنی کا مظاہرہ کرنے والے۔ ہر کام میں نیک نیت۔ جامعہ کے شروع سالوں میں prefect تھے۔ prefect کا کام ہوتا ہے کہ وقت پر لائٹ آف کر کے لڑکوں کو کہنا کہ سو جاؤ۔ نمازوں کے لئے جگانا، کمرے کی صفائی کی طرف توجہ دلانا۔ کبھی کوئی جھگڑا ہو جاتا تو اسے روکنا۔ یہ سب ان کے کام تھے۔ تو طلباء ان کو تنگ بھی کرتے تھے۔ کہتے ہیں ہمیں ان کو تنگ کرنے کا بڑا مزہ آتا تھا۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ خاکسار نے کوئی غلطی کر دی جس پر انہوں نے مجھے ڈانٹا اور پھر چند منٹ کے بعد میرے پاس آ کر معافی مانگنے لگ پڑے اور رو پڑے۔ بڑے نرم دل کے انسان تھے۔ کہتے ہیں کبھی میں بیمار ہوتا یا کسی وجہ سے طبیعت ٹھیک نہیں ہوتی اور چھٹی والے دن لیٹا ہوتا تو میرے اٹھنے سے پہلے میرے بستر کے پاس ناشتہ لا کر رکھ دیا کرتا اور کبھی نزلہ ہوا تو بغیر مجھے پوچھے فوری طور پر گرم پانی شہد میں ڈال کر میرے لئے لے آتا۔ اور کہتے ہیں جو میرے سے ملاقاتیں ہوتیں ان کا بڑے شوق سے ذکر کیا کرتا تھا۔ مختصر یہ کہ زندہ دل، مخلص، عاجز، نیک، دین کا سچا مجاہد، تقویٰ شعار محنتی یہ تمام الفاظ مظہر کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا وہی اپنے دوستوں کے لئے بھی پسند کرتا اور کھانے پینے کے لئے جو کوئی چیزیں لاتا تو دوستوں کے لئے بھی لے کر آتا۔ سادگی سے زندگی بسر کرتا اور اس کو فضول خرچی کرتے بالکل نہیں دیکھا جو جوانی کی عمر میں بعض لڑکے کرتے ہیں۔ صفائی کا بہت خیال رکھنے والا اور نماز کا اور نماز تہجد کا باقاعدگی سے اہتمام کرتا۔ اس کے ایک کلاس فیلو کہتے ہیں کہ مجھے بھی اٹھاتا۔ انہوں نے کمرے میں ایک جائے نماز رکھی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر نفل ادا کیا کرتا تھا۔ بلاناغہ ہفتہ وار نفلی روزے بھی رکھتا اور

چندے دینے کا بڑا اہتمام کرتا۔ ہر چیز میں ترتیب تھی۔ اپنے وقت کو بڑی عقل مندی سے تقسیم کرنے والا تھا۔ جامعہ کی روزانہ کی تدریس کے علاوہ ان کی یہ روٹین تھی کہ قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرے۔ پھر جماعتی کتب کا کچھ مطالعہ کرے۔ پھر خواہ کیسا ہی موسم ہو ہر روز ورزش کرے۔ باقاعدگی سے اخبار کا مطالعہ کرے اور پھر دوپہر کو کچھ آرام بھی کرے جو صرف چند منٹ کا ہو اور پھر سونے سے پہلے باقاعدگی سے ڈائری لکھنا۔ یہ تھیں اس کی خصوصیات۔ اور خطبہ جمعہ کے باقاعدہ نوٹس لیتا اور پھر خطبہ کے پوائنٹس کو اپنے دوستوں میں ڈِسکس (discuss) کرتا۔ یہ کہتے ہیں کہ خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے سچے فدائی تھے اور کبھی خلیفہ وقت یا نظام جماعت کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرتے۔ ہر تحریک پر لبیک کہتے اور دوسروں کو بھی یاددہانی کراتے۔ اپنے آپ کو خلیفہ وقت کے سپاہی سمجھتے اور یقیناً تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ خلافت کے لئے میں جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں اور پھر وہ صرف الفاظ نہیں ہوتے تھے بلکہ جذبات ظاہر کر رہے ہوتے تھے کہ یہ حقیقت میں وہی کچھ کرنے والا ہے جو کہہ رہا ہے۔ کینسر تشخیص ہوا تو ان کے دوست کہتے ہیں کہ ہمیں حوصلہ دلایا کہ پریشان مت ہو۔ بس خدا کے آگے جھکو۔ خدا تعالیٰ پر ایمان اور توکل بہت پختہ تھا۔ اپنی بیماری کو اپنے اوپر ایک آزمائش سمجھ کر قبول کیا۔ کسی کے آگے پریشانی یا تکلیف کا اظہار انہوں نے کبھی نہیں کیا۔

ان کے ایک دوست مربی شرجیل لکھتے ہیں۔ نہایت اعلیٰ اخلاق والے اور پیارے دوست تھے۔ بہت سی خوبیوں کے مالک، خیال رکھنے والے، خلافت کے مقام کا حقیقی طور پر ادراک رکھنے والے، توکل علی اللہ بہت مضبوط تھا۔ جماعت کے لئے سب کچھ قربان کرنے والے تھے۔ ایک فدائی تھے۔ کبھی کسی کو تکلیف یا نقصان نہ پہنچاتے۔ ہر وقت مسکراتے رہتے۔ کوئی انہیں کتنا ہی تنگ کرتا کبھی غصہ نہیں دکھاتے، کبھی جوش میں نہیں آتے۔ کبھی فضول باتیں نہیں کیں۔ لغو باتوں سے اجتناب کرتے۔ آج تک کبھی انہیں برے الفاظ یا بدگوئی کرتے نہیں دیکھا۔ ہر وقت ہر کام کو بڑے صبر اور حوصلہ سے اور بڑی لگن اور محنت سے اور بڑی ذمہ داری سے کرتے۔ کبھی کسی کام کو چھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔ ہر ایک کی مدد کرتے۔ سستی کا ان میں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ جامعہ سے بہت محبت تھی۔ قوت ارادی بہت مضبوط تھی۔ تکلیف کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور آخر وقت تک بڑی ہمت سے اپنی بیماری کو بھی برداشت کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ کبھی کسی کا مذاق نہیں اڑایا بلکہ لوگوں کو اس سے روکتے۔ ان میں وہ اوصاف تھے جو ایک مربی میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے دوست لڑکے تو یہ کہتے ہیں کہ معہدہ سے ہی کامل مربی تھے۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنے والے تھے کہ میری trimmer کی آواز بھی اونچی ہے اس لئے جب لوگ سوئے ہوتے ہیں تو مَیں trim نہیں کرتا۔

کسی قسم کا تصنع نہیں تھا۔ جیسے اندر سے تھے ویسے ہی باہر تھے۔ قول و فعل میں مطابقت تھی۔ قرآنی

احکامات کے پابند تھے۔ نوٹس تو ان کے اچھے تھے ہی لیکن ترجمۃ القرآن کے پابندی سے نوٹس بناتے تھے اسی وجہ سے ان کا ترجمہ بہت اچھا تھا۔

ایک جامعہ کے طالبعلم آفاق، مربی بن گئے ہیں۔ پاکستان سے آ کے یہاں داخل ہوئے تھے۔ پہلے وہ کچھ عرصہ جامعہ پاکستان میں پڑھے پھر یہاں ان کے والدین آ گئے تو وہ بھی یہیں آ گئے۔ کہتے ہیں کہ لوگ مجھے ملنے آئے تو مظہر بھی ملنے آیا اور دو منٹ کے بعد چلا گیا اور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بستر اور تکیہ وغیرہ تھے کہ تم یہ چیزیں لے کر نہیں آئے اس لئے میں نے لا کے تمہیں دے دی ہیں کیونکہ ان چیزوں کی ضرورت ہو گی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہماری کلاس تین ماہ پہلے برادرم کی تیمار داری کے لئے سکاٹ لینڈ گئی تو بہت ہی خوش لگ رہے تھے۔ جب گھر ملنے گئے تو وہاں پر باقاعدہ بھرپور دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا اور ہمیں زور دے کر کہہ رہے تھے کچھ نہ کچھ ضرور کھائیں۔

بہر حال انتہائی شریف اور وقف کی روح کو سمجھنے والا انسان تھا اور گو اس کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ موقع نہ دیا اور چھبیس سال کی عمر میں وفات ہو گئی لیکن جہاں بھی اپنے دوستوں کی تربیت کا موقع ملا تربیت کی۔ جہاں تبلیغ کا موقع ملا تبلیغ کی اور بڑی کھل کے تبلیغ کی بلکہ آخری وقت میں بھی اپنے سامنے کچھ لکھ کے لگایا ہوتا تا کہ آنے والے ہر ڈاکٹر اور نرس اس کو پڑھیں۔ جب بھی دو تین دفعہ ہسپتال میں اور گھر میں بیماری کے دوران فون پہ میری ان سے بات ہوئی تو بڑے حوصلے سے جواب دیا کرتے تھے بلکہ ایک دفعہ تو ان کی والدہ نے کہا کہ دوائیوں کی وجہ سے ان کے منہ میں کچھ چھالے پڑے ہوئے ہیں اور بولا نہیں جاتا۔ لیکن جب میرے سے بات کی تو صحیح طرح بول رہا تھا۔ میں نے اسے کہا بھی کہ تم آرام کرو۔ لیکن انتہائی خلوص اور وفا سے کہنے لگا نہیں، اب میرے چھالے اب مجھے کوئی تکلیف نہیں دے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فضل بھی کیا اور اس کے بعد پھر وہ چھالے ٹھیک بھی ہو گئے۔ تو انتہائی وفادار اور اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھنے والا احمدی بچہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس پر رحمتیں برساتا رہے۔ اس کے درجات بلند کرتا رہے۔ ہمیشہ اس کو ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے اور اس جیسے ہزاروں واقفین بھی پیدا ہوں جو اس باریکی سے اپنے مقصد کو سمجھنے والے ہوں۔ اور خاص طور پر ان کے والدین کے لئے، بہنوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر اور حوصلے میں بڑھاتا چلا جائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا: ابھی نماز جمعہ کے بعد میں ان کا نماز جنازہ حاضر بھی پڑھاؤں گا، میں نیچے جاؤں گا احباب یہیں صفیں درست کر لیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 21/ اکتوبر 2016ء تا 27/ اکتوبر 2016ء جلد 23 شمارہ 43 صفحہ 05 تا 08)

41

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 07/ اکتوبر 2016ء بمطابق 07/ اخاء 1395 ہجری شمسی
بمقام انٹرنیشنل سینٹر Mississauga

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے **جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے**۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال دنیا کی جماعتیں اپنے اپنے ملک کا جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر اس کا اجراء فرمایا تھا۔

(ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 611)

اور فرمایا کہ سال میں تین دن قادیان میں جمع ہوں۔ اس لئے جمع نہ ہوں کہ ہم نے کوئی میلہ کرنا ہے، کوئی لہو و لعب کرنی ہے، کھیل کود کرنا ہے، دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنا ہے۔ نہیں، بلکہ اس لئے جمع ہوں کہ دینی علم میں اضافہ ہو اور معلومات وسیع ہوں۔ اس لئے جمع ہوں کہ معرفت ترقی پذیر ہو۔

(ماخوذ از آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

معرفت کیا ہے؟ کسی چیز کا علم ہونا، اس کی گہرائی کو جاننا یہ معرفت ہے۔ آپ کس معرفت میں ترقی کروانا چاہتے تھے؟ آپ چاہتے تھے کہ صرف سطحی طور پر ہی اس بات کا اظہار نہ ہو کہ ہم مسلمان ہیں یا ہم کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھنے والے ہیں بلکہ اسلام لانے کے بعد اپنے ایمان میں ترقی کرنی ہے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے ہو تو اس بات کی تلاش کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کیا ہیں اور ہم نے کس طرح ادا کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو کس طرح سمجھنا ہے اور ان پر کس طرح عمل کرنا ہے۔ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانا ہے، خاتم الانبیاء مانا ہے تو پھر آپ کے احکامات اور آپ کی سنت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کے راستے تلاش کرنے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 83)

اور آپؐ کی زندگی کیا تھی؟ اس کی معرفت کس طرح حاصل ہو؟ اس کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب ہر تفصیل پر حاوی ہے جو آپ نے ایک سوال کرنے والے کو دیا تھا۔ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور سیرت کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ پس جو قرآن کہتا ہے وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اور ہر عمل کی تفصیل ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144-145 مسند حضرت عائشہؓ حدیث 25108 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ وہ معرفت ہے جو ایک مومن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کے لئے قرآن کریم کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جلسہ کا یہ مقصد ہے کہ روحانیت میں ترقی ہو۔ جب معرفت حاصل ہو جائے تو صرف علمی حظّ تک ہی یہ معرفت نہ رہے بلکہ اس کو روحانیت میں اور عمل میں ترقی کا ذریعہ بننا چاہئے۔ اگر روحانیت میں ترقی نہیں تو جلسہ میں شمولیت بے فائدہ ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ جلسہ کا ایک فائدہ یہ ہے اور اس کے لئے ہر آنے والے کو کوشش کرنی چاہئے کہ آپس کا تعارف بڑھے اور صرف تعارف حاصل کر کے دنیا داروں کی طرح وقتی تعلق نہ ہو بلکہ ہر احمدی کو دوسرے احمدی کے ساتھ محبت اور بھائی چارے کے تعلق میں ترقی کرنی چاہئے اور یہ تعلق اتنا مضبوط اور مستحکم ہو جائے کہ کوئی بات اس تعلق میں رخنہ نہ ڈال سکے، اس کو توڑ نہ سکے۔

(ماخوذ از آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ تقویٰ میں ترقی کرو۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

یہ جلسہ کے مقاصد میں سے بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر ایک مومن حقیقی مومن نہیں بن سکتا اور تقویٰ یہی ہے کہ جو علم حاصل کیا، جو روحانیت کا معیار حاصل کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جو محبت کا تعلق قائم کیا ہے، آپس کے تعلقات میں جو خوبصورتی پیدا کی ہے اس میں اب دوام پیدا کرو۔ اسے باقاعدہ رکھو۔ اسے باقاعدہ اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔

پس یہ وہ باتیں تھیں جس کے لئے آپ علیہ السلام نے جلسہ کا انعقاد فرمایا اور فرمایا کہ ہر سال لوگ اس مقصد کے لئے قادیان آیا کریں۔ کتنے بابرکت جلسے ہوتے تھے وہ جن میں خود حضرت مسیح پاک علیہ السلام شامل ہو کر براہ راست جماعت کو نصائح فرمایا کرتے تھے۔ افراد جماعت کی تربیت فرمایا کرتے تھے۔ ان کی روحانی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے بعد وہ باتیں تو نہیں ہو سکتیں۔ نبی کا مقام تو اسی کے لئے خاص ہوتا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا، جو خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آیا، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں احیائے دین کے لئے بھیجا یقیناً وہ اپنا ایک مقام رکھتا تھا۔ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا

فضل ہے کہ اس سے خبر پا کر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے بعد قدرت ثانیہ کا نظام جاری ہوا جو خلافت کا نظام ہے۔ پس وہ جاری ہوا اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کا کام جاری و ساری ہے۔ جلسوں کا سلسلہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت کا نظام جب جاری ہوا تو خلافت کی موجودگی میں تقریباً چالیس سال تک جلسے منعقد ہوتے رہے۔ پھر خلافت کے پاکستان ہجرت کر جانے کے بعد ربوہ میں جلسے منعقد ہوتے رہے اور ساتھ ہی جماعت کی وسعت ملکوں ملکوں میں ہونے لگی۔ گو کہ بیرونی مشن قادیان سے ہجرت سے پہلے بھی قائم ہونے شروع ہو گئے تھے۔ خاص طور پر افریقہ میں بڑی مضبوط جماعتیں قائم ہونے لگ گئی تھیں لیکن مزید مضبوطی اور وسعت ہر آنے والے دن اور مہینے اور سال میں بیرون پاکستان جماعتوں میں ہوتی رہی یہاں تک کہ دشمن نے اس ترقی کو دیکھ کر احمدیوں کے خلاف نہایت ظالمانہ قانون حکومت کے ذریعہ سے جاری کروایا جس کی وجہ سے خلیفہ وقت کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی اور ساتھ ہی وہاں سے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد نے بھی ہجرت کی۔ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لندن ہجرت کر جانے کے بعد جہاں لندن کے جلسوں نے ایک نیا موڑ لیا اور وسعت اختیار کی وہاں دوسرے ممالک میں بھی جلسوں میں ایک نیا رنگ پیدا ہوا اور پھر جس میں روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی اور آج ہر جگہ جلسوں کے ایک نئے رنگ ہیں۔ یہ تو اب ممکن نہیں کہ احمدیوں کی ایک بڑی تعداد جلسے کے لئے قادیان جائے، نہ ہی یہ ممکن ہے کہ جہاں خلیفہ وقت موجود ہے وہاں احمدیوں کی بڑی تعداد جلسہ میں شامل ہو سکے۔ دنیا میں جس طرح جماعتیں پھیل رہی ہیں اور ترقی کر رہی ہیں ضروری تھا کہ ہر ملک میں جہاں بھی جماعت ہے اس نہج پر جلسے منعقد کئے جائیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہوتے تھے۔ سال میں کم از کم ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے ہمیں اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے تربیتی مقصد کے لئے جمع ہونے کا فرمایا تھا۔

پس آپ بھی آج یہاں اس لئے جمع ہیں کہ اس مقصد کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا۔ ہر سال آپ اس مقصد کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اس سال خاص طور پر آپ اس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ جماعت کے قیام کے پچاس سال پورے ہو گئے ہیں۔ بعضوں کو شاید اس سے اختلاف بھی ہو گا لیکن کوئی نہ کوئی معیار مقرر کرنا پڑتا ہے۔ تو جب سے جماعت کی رجسٹریشن ہوئی ہے اس کو معیار مقرر کر کے پچاس سال گنے جاتے ہیں ورنہ کہا جاتا ہے کہ پہلے احمدی تو شاید یہاں 1919ء میں ہی آ گئے تھے۔ تو بہرحال جماعت اس سال اس ملک میں اپنے قیام کے پچاس سال منا رہی ہے اور اسی وجہ سے امیر صاحب نے خاص طور پر زور دے کر مجھے بھی بلایا کہ جماعت کینیڈا اس سال پچاس سال کے حوالے سے مختلف فنکشنز بھی کر رہی ہے اور اس لحاظ سے امید ہے کہ یہ جلسہ بھی بڑا ہو گا اس لئے آئیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ جب خلیفہ وقت کی موجودگی ہو تو لوگ بھی زیادہ

آتے ہیں۔ اس سال اس وجہ سے، میرے آنے کی وجہ سے بیرونی ممالک سے بھی کافی لوگ آئے ہوں گے اور آرہے ہوں گے۔

بہرحال اس سال کو آپ لوگ یہاں کے رہنے والے احمدی خاص اہمیت دے رہے ہیں۔ لیکن ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کی اہمیت تو تبھی ہو گی جب ہر احمدی جو کینیڈا میں رہتا ہے اس بات کی کوشش کرے کہ ہم نے احمدی ہونے کے بعد جو عہد بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باندھا ہے اسے ہم نے پورا کرنا ہے۔ جو توقعات **آپ علیہ السلام نے ہم سے رکھی ہیں ان پر پورا اترنا ہے۔ ورنہ پچاس سال ہوں یا اس سے زیادہ سال** ہوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پاکستان کے حالات کی وجہ سے بہت سے احمدی بھی پاکستان سے ہجرت کر کے دوسرے ممالک میں گئے اور آپ میں سے اکثریت اس ہجرت کے نتیجہ میں یہاں آئی ہے۔ آپ نے دینی آزادی کے حصول کے لئے ہجرت کی ہے اور یہاں کی حکومت نے آپ کو اس لئے یہاں کی شہریت دی تا کہ آپ آزادی سے اپنی مذہبی تعلیمات پر عمل کر سکیں۔ پس یہاں کے رہنے والے ہر احمدی کی علاوہ اس عہد کے جو وہ کرتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 70)

ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس مقصد کے لئے ہجرت کی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی نسلوں کو بتائیں کہ ہم پاکستان میں ایسے حالات سے آئے اور یہاں جو حالات بہتر ہوئے ہیں وہ اس بات کا **تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل** کرنے والے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کے وقت بھی ہم نے جو عہد کیا ہے اسے پورا کریں جس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں قرآن کریم کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر لاگو کروں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

اس زمانہ میں جس جامع رنگ میں یہ تمام باتیں اور جو احکامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھے ہیں اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ آپ علیہ السلام سے بہتر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور باتوں کو اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ آپ علیہ السلام نے جس نہج پر رہنمائی فرمائی ہے اسی کو اختیار کر کے ہم دینی احکامات اور اللہ تعالیٰ کے کلام پر مزید غور کر کے اپنے ذہنوں کو روشن اور اپنے ایمانوں کو پختہ کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بے شمار نصائح فرمائیں جو علم و عمل میں پختہ کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ آپ علیہ السلام ہم سے بیعت لینے کے بعد ہمارا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں۔ جلسوں کا مقصد بھی یہی معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اس وقت

شاید بعض لوگ صرف جلسہ پر تو آ گئے لیکن پوری توجہ سے نہ سن رہے ہوں۔ بعض سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے ہوں گے شاید اونگھ بھی رہے ہوں ان سب کو میں کہتا ہوں کہ یہ باتیں میں جو بیان کرنے لگا ہوں ان کو غور سے سنیں اور اس وقت توجہ سے اپنے ہوش و حواس کو قائم رکھتے ہوئے بیٹھنے کی کوشش کریں۔ آدھا گھنٹہ یا چالیس منٹ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو آدمی برداشت نہ کر سکے۔ اور جلسہ پر آنے کا مقصد تبھی پورا ہو گا جب آپ یہ باتیں بھی سنیں جو میں کہہ رہا ہوں اور وہ تمام باتیں بھی غور سے سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں جو باقی مقررین اپنی تقریروں میں بیان کریں گے۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ایمان کو بڑھانے والی بھی ہیں، روحانیت میں ترقی دینے والی بھی ہیں۔ اور وقتی طور پر صرف نعرے لگا کر ان سے حظّ نہ اٹھائیں بلکہ پھر انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بھی بنائیں۔

جیسا کہ میں نے کہا میں چند باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں بیان کروں گا تا کہ آپ علیہ السلام کا کلام براہ راست کانوں میں پڑے اور دل و دماغ میں اترے اور وہ روحانی تبدیلی پیدا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔" فرمایا "قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے۔" یعنی اگر تم صرف اس بات پر خوش ہو جاؤ کہ مجھے پھل کا چھلکا یا خول مل گیا ہے تو یہ چیز بے فائدہ چیز ہے۔ اصل پھل سے تو تم محروم رہ جاؤ گے۔ عقلمند وہی ہے جو پھل حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے نہ کہ صرف چھلکا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ "اگر مُرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔" یعنی اگر بیعت میں آئے ہو اور اپنی عملی حالت درست نہیں کرتے۔ صرف اس بات پر خوش ہو کہ میں نے جس کو مانا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی بزرگی اپنی جگہ بیشک حق ہے، ٹھیک ہے لیکن ماننے والے کو فائدہ اس بزرگی سے تبھی ہو گا جب اس کا عمل بھی اس بزرگی سے مطابقت رکھتا ہو گا، اس کے کہنے کے مطابق ہو گا۔ آپ نے فرمایا "جب کوئی طبیب کسی کو نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دے تو اسے ہرگز فائدہ نہ ہو گا کیونکہ فائدہ تو اس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا۔ "جو نسخہ دیا گیا ہے اس کے مطابق دوائی بناؤ یا وہ دوائی خرید و پھر استعمال کرو تبھی تو فائدہ ہو گا۔ فرمایا کہ "جس سے وہ خود محروم ہے۔" یعنی خود ہی نسخہ تو لے لیا لیکن عمل نہ کر کے، اس کا استعمال نہ کر کے اپنے آپ کو محروم کر دیا۔ فرمایا "کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔" اور پھر آپ فرماتے ہیں "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا" (الشمس:10)۔ یعنی یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے تقویٰ کو پروان چڑھایا۔ فرمایا "یوں تو ہزاروں چور، زانی، بدکار، شرابی، بدمعاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں؟ ہرگز نہیں امتی وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 232-233)

پھر ایک موقع پر بیعت کے معیار کے بارے میں مزید کھول کر فرمایا کہ:

"اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدّعی سچا مدّعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 167)

یہ موتیں کیا ہیں؟ یہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ دنیا کی چکاچوند سامنے ہے۔ قدم قدم پر یہاں ان ملکوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹانے کی کوشش میں دنیاوی سامان کئے گئے ہیں ان سے بچنا۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یا اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔ کسی سے کہا جاوے کہ کیا تُو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے الحمدللہ۔ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اس کی زندگی کا اصول تو خدا کے لئے تھا مگر یہ دنیا کے لئے جیتا اور دنیا ہی کے لئے مرتا ہے اس وقت تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے۔" آخری وقت پہنچ جاوے، سانس نکلنے لگے۔ فرمایا کہ "...نام اور چھلکے پر خوش ہو جانا دانشمند کا کام نہیں ہے۔ کسی یہودی کو ایک مسلمان نے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا تُو صرف نام ہی پر خوش نہ ہو جا" کہ تو مسلمان ہے۔ یہودی نے اسے کہا کہ "مَیں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا اور شام سے پہلے ہی اُسے دفن کر آیا۔" خالد نام رکھنے سے ہمیشگی تو نہیں مل گئی۔ اس کی عمر لمبی تو نہیں ہو گئی۔ کہتا ہے شام کو بیچارہ بچہ فوت ہو گیا اور میں دفن کر آیا۔

فرماتے ہیں کہ "پس حقیقت کو طلب کرو۔ نرے ناموں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ انسان عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی کہلا کر کافروں کی سی زندگی بسر کرے۔ تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ۔ وہی حالت پیدا کرو۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 187)

ایک دفعہ چند اشخاص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر بیعت بھی کر لی۔ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں کچھ نصائح فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

"آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی

ہے۔" فرمایا کہ "...نیک بنو۔ متقی بنو۔... یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔" پھر مزید نصیحت فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا کہ "قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرّہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے۔) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے)" کہ میں نے بڑا نیکی کا کام کر دیا" اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔"

فرمایا کہ "جیسے آخرت میں انسان عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو، صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر اسے پیوے۔ اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہو گا۔" فرماتے ہیں کہ اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔" جو کچھ انسان اگر بعض نقصانات اٹھاتا ہے تو اپنے نفس کی وجہ سے اٹھاتا ہے۔ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ تو بڑا رحیم اور کریم ہے۔ فرمایا کہ "بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔" وہ اتنے عادی ہو جاتے ہیں۔" اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے۔"

پس استغفار بہت زیادہ کرنی چاہئے اور خاص طور پر ان دنوں میں جب آپ دعائیں کر رہے ہوں۔ جلسہ کا ماحول ہی دعاؤں کا ہے تو جہاں درود پڑھ رہے ہیں وہاں استغفار بھی بہت زیادہ کریں۔ فرمایا" کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف:24)" کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ فرماتے ہیں "یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔" جب سے یہ دعا اللہ تعالیٰ نے سکھائی اس وقت سے یہ قبول ہو گئی۔ "غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔" یہ دعا سکھائی ہی اس لئے ہے کہ قبول کی جائے۔ پس سنجیدگی سے یہ دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ "غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت

بلا میں مبتلا ہو۔" اگر غفلت سے زندگی نہیں گزر رہی تو کسی بلا میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔" کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔" فرمایا کہ "جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی کہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔" یہ بھی دعا بہت پڑھنی چاہئے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 274 تا 276)

ایک موقع پر ایک مجلس میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کی کہ حضور باہمی اتفاق اور اتحاد پر بھی کچھ فرمائیں۔ اس پر آپؑ نے کچھ نصائح فرمائیں جن کا کچھ حصہ میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ فرمایا کہ "مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ (آل عمران:104)۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" فرمایا کہ "...یاد رکھو بُغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہو گی؟" یعنی مہدی کے آنے پر آپس میں کینے اور بغض دور ہوں گے تو فرمایا کہ کیا وہ علامت پوری نہ ہو گی؟" وہ ضرور ہو گی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبّی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے، مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے۔" یہ صالح جماعت تو انشاء اللہ بنے گی اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مخلصین پیدا ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ "..... جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ مَیں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 48-49)

پس وہ لوگ جو آپس میں رنجشوں کو بڑھاتے ہیں ان کے لئے بڑے خوف کا مقام ہے۔ جب ہم نے اس زمانے میں اس شخص کو مانا ہے جو ہماری اصلاح کے لئے آیا ہے تو پھر ہمیں اس کے لئے کوشش بھی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی باتوں کو بھی ماننے کی ضرورت ہے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

انسانیت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہ **انسانیت کیا ہے اور انسانیت کے معیار کیا ہیں** اور ایک

مومن کو کیسا ہونا چاہئے۔ اس بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ "انسان اصل میں اُنسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں" تعلق ہوں۔ "ایک اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جاویں اُس وقت اِنسان کہلاتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے۔" یہی چیز ہے جو نچوڑ ہے انسانیت کا کہ دو تعلق پیدا کرو۔ ایک خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ ایک آپس کے حقوق ادا کرو۔ فرمایا "اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ جب تک یہ نہیں، کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کر دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس کے نبی اور فرشتوں کے نزدیک "یہ سب" ہیچ ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 168)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ **اللہ تعالیٰ دنیا کے کام کاج اور کاروباروں سے منع تو نہیں کرتا** بلکہ حکم دیتا ہے کہ سست نہ بیٹھو اور کام کرو لیکن مقصد دنیا نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ یہ ہمیشہ سامنے رہنا چاہئے۔ جہاں دنیا کی نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش ہو وہاں آخرت کی حسنات کے حاصل کرنے کے لئے بھی پوری کوشش کی ضرورت ہے۔

اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً (البقرۃ:202)۔ اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے۔ لیکن کس دنیا کو؟ حَسَنَۃُ الدُّنْیَا کو جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حَسَنَاتُ الْاٰخِرَۃ کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حَسَنَۃُ الدُّنْیَا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصولِ دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہئے۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔" پس دنیا کو حاصل کرنا منع نہیں لیکن اس لئے حاصل کرو اور اس طریق سے حاصل کرو کہ اس میں بھلائی ہو خوبی ہو، نہ کہ دوسروں کو نقصان پہنچا کر، دوسروں کے حقوق غصب کر کے، دوسروں کے مالوں پر قبضہ کر کے۔ فرمایا "نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو۔ نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث۔ ایسی دنیا بیشک حَسَنَۃُ الْاٰخِرَۃ کا موجب ہو گی۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 91-92)

ایسی دنیا جو تم کماؤ گے تو یہ دنیا آخرت کے لئے بھی حسنات کا باعث بنے گی کیونکہ ایسی دنیا کمانے والے پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کی مخلوق کی خاطر، اس کے دین کی خاطر خرچ کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا

ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔" مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں اگر جماعت کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہا اور ان سب باتوں پر عمل نہیں کرتا تو فرمایا کہ "محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کر وجودی جاتی ہے۔ اعمال پَروں کی طرح ہیں۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لئے پرواز نہیں کر سکتا۔" جس طرح پرندے پروں سے اڑتے ہیں، انسان کے اپنے اعمال جو ہیں وہ اس کو روحانی طور پر اڑاتے ہیں۔ "اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام اُن سے ہوتے ہیں نہ ہو سکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں۔" کبوتروں کی تربیت کرتے ہیں جو خط ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کے جاتے ہیں "ان کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے۔ کس قدر دُور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں۔" پرانے زمانے میں اسی کو استعمال کیا جاتا تھا۔ "اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح پر پرندوں سے عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لئے ہے یا نہیں۔" پس ہر کام سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں اس کام کرنے کی مجھے دین اجازت دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دیتا ہے؟ جائز ہے کہ نہیں ہے؟ یہ نہیں کہ دنیا کمانے کے لئے انسان ہر ناجائز طریقے کو اختیار کرنا شروع کر دے۔ فرمایا کہ "جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے۔ اسی لئے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 439-440)

تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہئے، نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے

میدان میں ترقی کریں یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز موثر نہیں ہو سکتی۔ اس وقت کُل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکل نہیں ہو سکتے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 357-358)

فرمایا کہ "شدید عذاب آنے والا ہے۔" بڑا انذار فرمایا آپؑ نے۔ "اور وہ خبیث اور طیب میں ایک امتیاز کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں فرقان عطا کرے گا جب دیکھے گا کہ تمہارے دلوں میں کسی قسم کا فرق باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفاءِ عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔ اگر اس طرح پر ایک نہیں سَو بھی مر جائیں تو ہم یہی کہیں گے کہ اس نے اپنے اندر تبدیلی نہیں کی اور وہ سچائی اور معرفت کے نور سے جو تاریکی کو دور کرتا اور دل میں یقین اور لذت بخشتا ہے دُور رہا اور اس لئے ہلاک ہوا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 71 حاشیہ)

پس دنیا کی آج بھی جو حالت ہے وہ اس فکر میں ڈالنے والی ہے کہ دنیا کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ گزشتہ دنوں ایک صاحب کہنے لگے کہ دنیا بڑی تیزی سے تباہی کی طرف جا رہی ہے تو ہمارا کیا ہو گا۔ تو اس کا جواب تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں بھی دے دیا ہے۔ یہاں بھی تفصیل بیان کی کہ

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

(درثمین اردو صفحہ 154)

پس یہ اصل ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کریں اور جہاں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کریں، اس کے بندوں کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ ان حسنات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے تحت حسنات ہیں اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں۔ ان برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک برائیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کھول کر ہمیں قرآن کریم میں بیان فرما دیا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بعد اعتقادی اور عملی لحاظ سے مضبوط سے مضبوط تر ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہی چیزیں ہیں جو ہماری نجات کا باعث ہیں اور یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہیں۔ ورنہ یہ پچاس سال یا پچھتّر سال یا سو سال جو بھی جماعتوں پر آتے ہیں اس انقلاب کے بغیر کوئی چیز نہیں ہیں۔ دنیا والے تو بیشک ان باتوں پر خوش ہوتے ہیں لیکن دینی جماعتیں نہیں۔ اگر خوشی کے اظہار اس لئے ہیں کہ ہم نے

خدا تعالیٰ کے احکامات پر چلنے میں ترقی کی ہے اور آئندہ مزید کوشش کریں گے تو یہ اظہار بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور جائز ہے لیکن اگر ہمارے قدم ہر قسم کی نیکیوں میں بڑھنے کے بجائے رک گئے ہیں یا پیچھے جانے شروع ہو گئے ہیں تو یہ قابل فکر بات ہے۔ پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور یہ ہمیشہ جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ جب یہاں جماعت کے پچہتّر سال پورے ہوں انشاء اللہ، تو ہم کہہ سکیں کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد کیا تھا اس پر نہ صرف ہم قائم ہیں بلکہ اس میں ترقی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جلسہ کے دنوں میں یہ تین دن خاص طور پر دعاؤں میں گزاریں اور جلسہ کا جو مقصد ہے، یہاں کے پروگراموں کو سننے کا اس میں بھرپور حاضر ہو کر اس کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء تا 03/ نومبر 2016ء جلد 23 شمارہ 44 صفحہ 05 تا 08)

42

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 14/ اکتوبر 2016ء بمطابق 14/ اخاء 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ گذشتہ ہفتہ منعقد ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ظاہر کرتے ہوئے اختتام کو پہنچا۔ اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہمیں توفیق دیتا ہے کہ ہم باوجود محدود وسائل کے دنیا میں ہر جگہ جلسے منعقد کرتے ہیں اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے عمومی طور پر انتظامات بھی اچھے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس ہر شعبہ کی پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے لوگ نہیں ہیں جو مختلف شعبہ جات میں کام کر کے اس کے بہتر معیار پیدا کر سکیں۔ رضاکار ہیں، والنٹیئرز ہیں، خدام میں سے بھی، اطفال میں سے بھی، انصار میں سے بھی، لجنہ اور ناصرات میں سے بھی۔ افسر بھی ان میں سے مقرر ہوتے ہیں، ماتحت بھی مقرر ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے کم پڑھا لکھا افسر مقرر کر دیا جاتا ہے تو چاہے کوئی ڈاکٹر ہو، انجنیئر ہو، پی۔ ایچ۔ ڈی ہو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ کوئی یہ فرق نہیں ہوتا کہ میری تعلیم اعلیٰ یا میرا رتبہ اعلیٰ ہے۔ یہ اطاعت کا معیار جماعت احمدیہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ اور ہر طرح سے پھر تعاون بھی کرتے ہیں۔ نہ صرف تعاون بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا پوری اطاعت کرتے ہیں اور اطاعت کرتے ہوئے اپنے جو بھی فرائض ہیں، ڈیوٹی ہے، خدمت ہے اس کو سرانجام دیتے ہیں۔

ان تین دنوں میں خاص طور پر لگتا ہے ہر ڈیوٹی دینے والے کے دماغ سے دنیاداری کی سوچ بالکل غائب ہو گئی ہے۔ صرف جلسہ اور بے نفس ہو کر کام کرنا اکثریت کی سوچ ہوتی ہے یا ان سب کارکنان کی سوچ ہوتی ہے جو اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ پس یہ کوئی انسانی کام نہیں ہے جو سوچوں کو ایسے دھارے میں ڈالتا ہو، جو عمل کو بے نفس اور عاجزی عطا کرتا ہو۔ یہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو جس جذبے سے تمام بچے،

جوان، بوڑھے، عورتیں، مرد کام کر رہے ہوتے ہیں یہ کبھی پیدا نہ ہو سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان سب کارکنان کے دل میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے ہر سوچ سے بالا ہو کر، ہر خواہش سے بالا ہو کر اپنے آپ کو پیش کرنا ہے اور کام کرنا ہے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کو پیش نظر رکھنا ہے۔

پس ہمیں سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے جماعت کو خدمت کرنے والے ایسے کارکن مہیا فرمائے ہیں جو باوجود پڑھے لکھے ہونے کے بے نفس ہو کر، اگر انہیں کہا جائے کہ ٹائلٹس کی صفائی کرو تو وہ بھی کرتے ہیں، کھانا پکانے کا کام کرو تو وہ بھی کرتے ہیں، کھانا کھلانے کا کام کرو تو وہ بھی کرتے ہیں۔ سکیورٹی کی ڈیوٹیاں دیتے ہیں، پارکنگ کی ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور اس طرح مختلف شعبہ جات میں ڈیوٹی دے رہے ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا بے نفس ہو کر کام کرتے ہیں۔ بچے شوق سے اپنی ڈیوٹیاں دیتے ہیں۔ بچے جب جلسہ گاہ میں مہمانوں کو خاموشی اور ایک شوق سے پانی پلا رہے ہوتے ہیں تو غیر مہمان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ کیسے تم لوگ ان بچوں میں یہ خدمت کا جذبہ پیدا کر دیتے ہو۔ دنیا کے ان حالات میں جب مسلمان دینی گروپ مدرسوں میں جانے والے بچوں اور نوجوانوں کو جہاد کے نام پر غلط کاموں اور ظلموں کی تربیت دے رہے ہیں، ظالمانہ طور پر انسانی جانوں کے خاتمہ کی کوشش کی جا رہی ہے، زندگیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جماعت احمدیہ کے بچے اور نوجوان زندگی بخش کام کر رہے ہیں۔ جب روحانی پانی پلانے اور روحانی مائدہ کھلانے کی مجلسیں لگی ہوتی ہیں تو ساتھ ساتھ بچے، نوجوان لڑکیاں، لڑکے مادی پانی پلانے اور کھانا کھلانے کے فرض کو بھی سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور اس حقیقی جہاد میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں جو زندگیاں لینے کے لئے نہیں بلکہ زندگیاں دینے کے لئے کیا جاتا ہے۔

چنانچہ اس بات کا اظہار بھی بعض لوگ کر دیتے ہیں کہ جب چھوٹے بچے بڑی خوشی اور ذمہ داری سے پانی پلا رہے ہوتے ہیں تو بے اختیار ان پر پیار آتا ہے۔ پس جہاں ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہاں تمام شامل ہونے والوں کو، جلسہ میں بیٹھ کر سننے والوں کو ان کارکنوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے جن میں سے کئی ایسے ہیں جو جلسہ کے انتظامات کے لئے جلسہ سے پہلے بھی کام کر رہے ہیں اور بعد میں بھی وائنڈ اپ کے کام کے لئے وقت دیتے ہیں۔ نہ ان کو اپنے ذاتی کاموں کے حرجوں کی پرواہ ہے، نہ مالی نقصان کی پرواہ کرتے ہیں۔ بعض مجھے ملے جنہوں نے بتایا کہ انہوں نے جلسہ کی وجہ سے، ڈیوٹی کی وجہ سے اگر چھٹی نہیں ملی تو اپنی نوکریاں چھوڑ دیں۔ نہ ہی یہ لوگ اپنی نیند اور آرام کو دیکھتے ہیں اور ایک فکر کے ساتھ یہ لوگ کام کرتے ہیں کہ ہم نے خدمت کرنی ہے اور جلسہ کے انتظامات کو جس حد تک ہو سکے بہترین کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس جہاں میں جلسہ میں شامل ہونے والوں سے

کہتا ہوں، اس سے پہلے تو میں خود تمام کارکنوں، بچوں، مہمانوں، لڑکیوں، لڑکوں، عورتوں، مردوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کیا اور ایک خدمت کے جذبہ سے ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی خوشی سے اور بڑی ذمہ داری سے سرانجام دیا۔ یہ کام حقیقت میں ایک خاموش تبلیغ ہوتی ہے۔ بظاہر تو یہ کارکن کام کر رہے ہوتے ہیں لیکن جو غیر آتے ہیں ان کے لئے بھی یہ تبلیغ کا ذریعہ بن جاتی ہے، کئی لوگوں کی ہدایت کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ امریکہ سے آئے ہوئے ایک غیر از جماعت دوست جو بنگالی ہیں اور بنگالی احمدیوں کے ساتھ آئے تھے، شہید الرحمن ان کا نام ہے کہتے ہیں کہ تمام زندگی ملاؤں سے جھگڑتے رہے اور جو اسلام ان کو پیش کیا گیا اس نے ان کو سنی مسجدوں سے دور رکھا۔ شدت پسندی سے انہیں نفرت تھی۔ ان کی بیوی ایک نیک عورت ہے۔ بیوی نے انہیں تاکید کی کہ آپ جماعت احمدیہ کے جلسہ پر جائیں۔

تقریباً 91 بنگالی امریکہ سے آئے تھے، چنانچہ اپنے بنگالی دوستوں کے ساتھ اس جلسہ پر آکر انہوں نے جماعت احمدیہ کی افراد کی تربیت، محبت اور عزت دیکھی تو وہ کہتے ہیں کہ جلسہ دیکھنے کے ساتھ مَیں اسلام کی طرف دوبارہ لوٹ آیا ہوں۔ جلسہ کے آخری دن وہ لوگوں سے الگ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہجوم کی وجہ سے انہوں نے کھانے پر جانا پسند نہیں کیا۔ رَش تھا۔ اتنے میں ایک خادم ان کے پاس آیا اور انہیں کھانا اور پانی دیا اور پھر اس بات کا بھی انتظار کیا کہ وہ کھانا ختم کریں تا کہ وہ خادم ان کے کھانے کا ڈبہ بھی پھینک دے۔ اس واقعہ نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ انہوں نے مجھے ملاقات میں بتایا کہ جلسہ نے ان پر بہت گہرا اثر کیا ہے اور انشاء اللہ وہ جلد جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ تو اس طرح جلسہ سے تبلیغ بھی ہوتی ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ صرف ایک خادم کے اعلیٰ اخلاق اور اس کی معمولی سی خدمت کرنا ان کی سوچوں کو بدلنے والا بن گیا۔ اس خادم کو تو شاید یہ بھی پتا نہیں تھا کہ وہ احمدی ہیں یا غیر احمدی۔ اس نے تو ایک جذبے کے تحت خدمت کی تھی لیکن یہ خدمت اس غیر میں روحانی تبدیلی کا ذریعہ بن گئی۔ اسی طرح بعض سیاسی لوگ بھی ہیں، اس علاقے کے رہنے والے لوگ بھی ہیں جو عمومی طور پر جماعت کی خدمات کو جانتے ہیں اور اس کا اعتراف بھی کرتے رہتے ہیں ان پر بھی ہر دفعہ جلسہ کے انتظامات کا ایک نیا اثر ہوتا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اور پر سکون طریق پر لوگ عموماً بیٹھے ہوتے ہیں اور کارکنان بھی خاموشی سے کام کر رہے ہوتے ہیں۔

ڈیب شولٹے (Deb Schulte) یہاں وان (Vaughan) پارلیمنٹ کے ممبر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ جلسہ پر اتنے سارے رضاکار نظر آتے ہیں جو اس جلسہ کو نہایت منظم طریق سے چلا رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق آج یہاں پچیس ہزار سے زائد لوگ جمع ہیں اور اس لحاظ سے جلسہ کا منظم طریق پر چلنا رضاکاروں کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ پس یہ رضاکار کارکن بڑا اثر ڈال

رہے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سب کارکنوں کا ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جہاں وہ مہمانوں کی خدمت بے نفس ہو کر کرتے ہیں وہاں ایک خاموش مبلغ بن کر احمدیت کا پیغام بھی پہنچا رہے ہیں اور ہر شامل ہونے والے کو بھی جتنے لوگ شامل ہوئے جیسا کہ پہلے میں نے کہا انہیں بھی ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کارکنوں کی خدمت کے جذبہ کو ہمیشہ بڑھاتا رہے اور ان کو اس خدمت کی بہترین جزا بھی دے اور ان سب کی صرف یہ ظاہری خدمت نہ ہو بلکہ ایمان اور یقین میں بھی بڑھاتا چلا جائے اور ان کے عمل بھی بہترین ہوں جو اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں۔

اسی طرح ایم ٹی اے کے کارکنان ہیں، ان کا جہاں جلسہ میں شامل ہونے والوں یا کینیڈا میں رہنے والوں **کو جو جلسہ میں شامل نہیں ہوئے شکریہ ادا کرنا چاہئے وہاں دنیا میں رہنے والے** احمدیوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے۔ بہت سے کارکن یہاں کینیڈا کے لوکل والنٹیئرز (volunteers) ہیں۔ کچھ یہاں کام کرنے والے ہیں، کچھ لندن سے مرکز سے آئے تھے۔ ان سب نے ایک کوشش سے جلسہ کے تینوں دن بڑی محنت سے جلسہ کا لائیو پروگرام دکھانے کا انتظام کیا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ لندن سے بھی ٹیم تو آتی ہے جب بھی میں جہاں جاؤں۔ ایم ٹی اے کی مرکزی ٹیم اَپ لِنک کے لئے اس دفعہ اپنا ایک ڈش بھی ساتھ لے کر آئی تھی بجائے یہاں ہائر کرنے کے۔ اس سے بڑا فائدہ بھی ہوا اور ہم وقت کے لحاظ سے آزاد بھی رہے کیونکہ جب کرائے پر لو تو وقت کی پابندی بھی کرنی پڑتی ہے۔ کچھ وقت زائد ہو جائے تو زائد پیسے دینے پڑتے ہیں اور مجموعی طور پر اس لحاظ سے دس پندرہ ہزار ڈالر کی ہماری بچت بھی ہو گئی۔

پس ہر شعبہ کے کارکنان نے اپنے اپنے شعبہ میں جو کام کئے ہیں ان کا افراد جماعت کو شکر گزار ہونا چاہئے۔ **اسی طرح کارکنان کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے** کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم شکر گزار بنو میں تمہاری استعدادوں اور تمہاری صلاحیتوں کو بھی بڑھاؤں گا اور اپنی باقی نعمتیں بھی عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جب لَأَزِيدَنَّكُمْ کہتا ہے تو کسی بات کو محدود نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نوازتا ہے تو بیشمار نوازتا ہے اور ہر لحاظ سے نوازتا ہے۔ پس مومنین کا یہی طریق ہے کہ ہر کامیابی پر، ہر اچھی بات پر خدا تعالیٰ کے شکر گزار بنیں اور جہاں کمزوریاں دیکھیں وہاں اللہ تعالیٰ سے رحم مانگیں اور استغفار کریں۔

بڑے انتظامات میں کمزوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن مہمانوں نے جو کمزوریاں نظر انداز کر کے عمومی طور پر ہر کام کی تعریف کی ہے اس کے لئے تمام کارکنان کو اپنے اور غیر سب مہمانوں کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ مثلاً کمزوریوں کا ذکر ہے تو جلسہ کے پہلے دن شعبہ مہمان نوازی نے حاضری کا صحیح اندازہ نہیں لگایا حالانکہ ایک دن پہلے مجھے بتایا تھا کہ ہم بائیس ہزار کا کھانا پکائیں گے۔ اتنے لوگ ہم expect کر رہے ہیں۔ جبکہ بیس ہزار کا کھانا پکا جس کی

وجہ سے شعبہ کے اپنے اندازے کے مطابق دو ہزار لوگوں کو کھانا نہیں ملا اور اس کی انہوں نے معذرت بھی کی لیکن مہمان بھی جلسہ سننے کے مقصد کو آئے ہوئے تھے۔ اس دن یا اگلے دن بھی اگر کوئی کھانے میں کمی ہوئی تو بعض نے خوش دلی سے اسے برداشت کیا اور کوئی شکوہ نہیں کیا بلکہ بعض دوسروں کی اصلاح کا بھی باعث بن گئے۔ ایک صاحب نے مجھے لکھا کہ ایک لمبا کیو (queue) کھانے کا لگا ہوا تھا، پہلے یہ کہا گیا کہ کھانا آرہا ہے ختم ہو گیا ہے لیکن کافی انتظار کے بعد انہیں پھر کہا گیا کہ کھانا ختم ہو گیا ہے اب نہیں آئے گا۔ کہتے ہیں کہ میں تو اس بات پر انتظامیہ پر بڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا، بڑے غصہ میں تھا اتنے میں ان کے آگے کھڑے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ الحمدللہ کھانا ختم ہو گیا۔ میں نے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ سوکھی روٹی کے کچھ ٹکڑے میرے پاس ہیں۔ آئیں اب ہم انہیں پانی میں ڈبو کے کھالیں۔ اگر کھانا مل جاتا تو یہ سنت جو تھی ہم پوری نہ کر سکتے تھے تو آج اس سنت کو بھی پورا کر لیں۔ تو یہ کہنے والے مجھے لکھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر نہ صرف میرا غصہ دور ہو گیا بلکہ مجھے شرمندگی بھی ہوئی کہ کیوں مجھے غصہ آیا اور اس بات پر میں بڑا جذباتی ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو عطا فرمائے ہوئے ہیں۔

پس انتظامیہ بھی مہمانوں کی شکر گزار ہو جو ایسے اخلاق، اعلیٰ اخلاق دکھانے والے ہیں۔ اس دفعہ انتظامیہ کی طرف سے یہ خوش کن پہلو بھی سامنے آیا ہے کہ بجائے اپنی باتیں چھپانے کے، اپنی کمزوریاں چھپانے کے انہوں نے اپنی کمزوریوں پر نظر رکھ کر ان کا اظہار بھی کر دیا۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اب اپنی لال کتاب جو جلسہ کی انتظامیہ کے پاس ہے یہ سب کچھ اس میں لکھیں اور آئندہ بہتر منصوبہ بندی بھی کریں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی بتا دوں کہ یہ جگہ بظاہر اب لگ رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اٹھارہ انیس ہزار، بیس ہزار تک لوگوں کو سنبھال سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اور اب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہی ہے تو بڑی جگہ کا بھی انتظامیہ کو سوچنا چاہئے یا جماعت کو سوچنا چاہئے یا کم از کم اگر کبھی مجھے جلسہ پر بلانا ہو تو بہر حال یہ جگہ اب ناکافی ہے اس لئے اس بارے میں ضرور سوچیں۔

انتظامیہ نے جو اپنی کمزوریوں کا خود اظہار کیا ہے وہ بھی بتا دیتا ہوں اور اس میں بعض شکایتیں مجھے پہلے پہنچ چکی تھیں اس لئے وہ صحیح بھی ہیں۔ اگر اس کے علاوہ بھی کچھ ہو تو لوگ خود بھی انتظامیہ کو لکھ کر دے سکتے ہیں تا کہ بہتر انتظام ہو سکے۔

پہلی بات انہوں نے یہ لکھی کہ عرب مہمانوں کے کھانے کے معیار میں شکایت ملی ہے کہ کھانے میں مرچیں زیادہ تھیں، عربوں کے مطابق نہیں تھا اس کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ پھر کھانے کی کمی کا اظہار انہوں نے کیا جو میں پہلے بتا چکا ہوں۔ پھر مردوں میں کھانا ایک گھنٹہ تاخیر سے پہنچا۔ ایک تو یہ ہے کہ فاصلہ زیادہ ہے۔ کھانا یہاں پکتا

ہے اور پھر تیس کلو میٹر لے جانا پڑتا ہے۔ پھر یہ کھانے کے ٹرک غلطی سے مردوں کے بجائے عورتوں کے حصہ میں چلے گئے جس کی وجہ سے مردوں کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ خیر مرد اگر تکلیف اٹھالیں تو کوئی حرج نہیں۔ عورتوں اور بچوں کو بھوکا نہیں رکھنا چاہئے تھا۔ یہ اچھا ہوا کہ وہاں چلا گیا۔

پھر انتظامیہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ کھانا تیار کرنے والے کارکنان کی کمی تھی۔ اس کو پورا کرنا تو جماعت کا کام ہے۔ کام کرنے والوں کی جماعت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ صرف انتظامیہ کو یہ سوچ رکھنی ہوگی کہ ہم نے خدمت کا جذبہ رکھنے والے لوگ لینے ہیں، اپنی پسند کے لوگ نہیں لینے۔ اس سوچ کو بھی بدلیں اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں بہت ہیں۔ جلسہ گاہ کے واش رومز میں لوگوں کو بڑا لمبا انتظار کرنا پڑا اور لوگوں کی شکایتیں بھی ہیں۔ انتظامیہ نے خود بھی محسوس کیا۔ بلکہ مجھے تو بعض شکایتیں پہنچی ہیں کہ صرف انتظار ہی نہیں کرنا پڑا بلکہ بعض لوگوں کو تو جن میں مریض بھی ہوتے ہیں، دوسرے بھی، بڑی تکلیف دہ صورتحال کا سامنا کرنا پڑا اور میں نے خاص طور پر ایک دن پہلے ان کو اس بارے میں پوچھا بھی تھا کہ اس کا صحیح انتظام ہے کہ نہیں۔ جو مجھے بتایا گیا تھا اس کے مطابق تو مجھے لگتا ہے کہ صحیح انتظام نہیں تھا۔ اب آئندہ اگر وہاں مستقل انتظام نہیں ہے تو عارضی انتظام کرنا چاہئے۔

لنگر خانے میں آڈیو ویڈیو کا انتظام نہیں تھا۔ یہ تو انتظامی غلطی ہے اور حالانکہ بڑی ضروری چیز ہے کہ جو کارکن جلسہ سننے نہیں جاسکتے ان کے جلسہ سننے کا انتظام ہونا چاہئے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ مردوں کے پچھلے حصہ میں آواز صاف نہیں تھی۔ لیکن جب میرا خطبہ یا خطاب تھا تو مجھے یہ بتایا گیا کہ اس وقت میری تقریر کی آواز تو سننے میں بہتر تھی۔ اگر میری اطلاع غلط ہے تو جو لوگ پیچھے بیٹھے تھے وہ مجھے بتادیں کیونکہ میرے مطابق تو پہلے آواز اچھی نہیں تھی اور پھر ہمارے بعض کارکنوں نے اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی۔

اسی طرح عربوں کے لئے ترجمہ کا انتظام تھا لیکن ان کو اطلاع نہیں کی گئی۔ بعض عرب مجھے ملے اور انہوں نے کہا کہ ہم پہلے دن خطبہ سے محروم رہے۔ اگلے دن ان کو پتا لگا۔ حالانکہ یہ تو انتظامیہ کو اتنا تجربہ ہو جانا چاہئے کہ ترجمانی کے لئے بار بار مختلف زبانوں میں، جن جن زبانوں کی ترجمانی ہو رہی ہے وہاں اعلان ہونا چاہئے کہ فلاں جگہ سے اپنی ترجمانی کی ایڈ (aid) جو ہے وہ لے لیں اور بورڈ پر بھی لکھا ہونا چاہئے، انٹرنس (enterance) پر بھی لکھا ہونا چاہئے۔

اب مَیں بعض تاثرات مہمانوں اور اخبارات کے بیان کرتا ہوں جو پھر ہماری توجہ شکر گزاری کے مضمون کی طرف پھیرتے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ اکثر لوگوں کے دلوں میں خود ڈالتا ہے۔ ہماری کوشش تو ان نتائج کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

پہلے بعض اپنے سیرین عرب احمدی دوستوں کے تاثرات بیان کرتا ہوں۔ پہلی دفعہ ان کو اتنے بڑے جلسہ میں شامل ہونے کا اور آزادی سے عبادت کرنے کا موقع ملا کیونکہ وہاں تو پابندیاں تھیں۔ جب حالات خراب نہیں تھے تب بھی وہ آزادی نہیں تھی اور حالات خراب ہونے کے بعد تو کئی سالوں سے بیچارے پِس رہے تھے۔

ایک احمدی دوست احمد درویش صاحب کہتے ہیں کہ یہ میرا پہلا جلسہ تھا۔ کہتے ہیں جب میں جلسہ میں داخل ہوا اور خلیفہ وقت کی موجودگی دیکھی تو مجھے لگا کہ میں اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ کہتے ہیں میری زندگی میں سب سے بڑی تبدیلی آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ میری نماز خشوع و خضوع اور تضرع سے معمور ہو گئی ہے۔ پس یہ وہ تبدیلی ہے جو جلسہ میں شامل ہو کے ہر احمدی میں آنی چاہئے۔ صرف چند دن کے لئے نہیں بلکہ مستقل۔ یہ کہتے ہیں کہ میں کینیڈین مہمان کو بھی لے کر آیا تھا، سمپسن (Simpson) نامی شخص اپنی بیوی کے ساتھ آیا تھا۔ یہ شخص پہلے عیسائی تھا لیکن اب دہریہ ہو گیا ہے۔ **جلسہ میں شرکت کے بعد اس نے کہا کہ میں نے محبت بھائی چارہ اور امن** اور سلامتی کے بارے میں اس طرح کا مخلصانہ اور سچا کلام زندگی میں کبھی نہیں سنا اور مجھے اس طرح کے اسلام کے بارے میں جان کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ کرے کہ یہ خوشی اس کے دل کو کھولنے کا ذریعہ بھی بن جائے۔

اسی طرح ایک سیرین احمدی الحاج عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے تین دن ایسے تھے جن کو زندگی بھر نہیں بھلایا جا سکتا۔ دنیا کی سب سے اعلیٰ جماعت کے ہزاروں افراد کینیڈا میں اس دور میں بہترین انتظام کے ساتھ اکٹھے ہوئے تھے۔ پھر کہتے ہیں جلسہ کے انتظامات، استقبال، ہر ضروری چیز کی فراوانی حتیٰ کہ بچوں کے اچھل کود کو بھی مدّ نظر رکھ کر مختلف انتظامات کرنا غیر معمولی تھا۔ جلسہ کا ماحول محبت اور اخوت کے جذبات سے پُر تھا۔ ہزاروں افراد کو بلانا اور ان کے نقل و حمل اور کھانے کا انتظام کرنا بذات خود ایک غیر معمولی امر ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں خطابات اور ان کی ترجمانی کا شعبہ بھی بہت اچھا تھا۔ کہتے ہیں میں نے ایک صحافی ٹیم اور ایک مسلمان فیملی کو دعوت دی تھی۔ وہ سب جلسہ کے حسن انتظام کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور انہوں نے خصوصی طور پر جو میرا آخری دن کا خطاب تھا اس کو بڑا پسند کیا اور احمدیوں کی اپنے امام کے لئے محبت ان مہمانوں کے لئے حیران کن امر تھا۔

اسی طرح عبدالقادر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پہلی بار دیکھا کہ جلسہ کا کتنا بڑا کام ہوتا ہے اور کیسے ہر کارکن اپنے شعبہ میں شہد کی مکھی کی طرح بغیر کسی شور اور مشکلات پیدا کئے کام کرتا جاتا ہے۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ اسے خدمت کا موقع دیا جائے خصوصاً جب انہیں پتا چلتا کہ میں عربی ہوں تو میرے ساتھ غیر معمولی اہتمام کے ساتھ پیش آتے تھے۔

پھر ایک ریم مصطفی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ جلسہ اتنی بڑی تعداد کے باوجود بہت زیادہ باترتیب اور منظم تھا۔ مجھے سب سے زیادہ اس روحانیت کا احساس ہوا جو لوگوں کے چہروں پر نظر آ رہی تھی۔ اللہ کرے کہ یہ

روحانیت ہمیشہ نظر آتی رہے۔ ہم ان تمام لوگوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس جلسہ کے کامیاب انعقاد، تقاریر کے ترجمہ اور دیگر کاموں میں حصہ ڈالا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری روحانیت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

پھر سلمیٰ جبولی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ جلسہ کے نظم وضبط اور انتظام کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جماعت ایک جسم کی طرح متحد اور ایک دوسرے کے تعاون سے عبارت ہے۔ ہم ٹرانسپورٹ کے شعبہ کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمیں جلسہ پر لانے اور گھر واپس چھوڑنے کا احسن رنگ میں انتظام کیا۔ جلسہ میں مختلف ممالک، مختلف اقوام اور مختلف رنگوں کے افراد مل کر صرف ایک ہدف کے لئے کام کر رہے تھے اور وہ یہ کہ اسلام اور امن کا پیغام دنیا تک پہنچایا جائے۔

حسین عابدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ میں **گزارے ہوئے لمحات میری زندگی کے خوبصورت ترین لمحات ہیں**۔ میں ٹی وی پر مختلف جلسہ سالانہ دیکھا کرتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ خدایا کبھی مجھے بھی خلیفہ وقت کے ساتھ جلسہ میں شرکت کی توفیق ملے لیکن میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ میری دعا اتنی جلدی قبول ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ مجھے اس سے بھی زیادہ عطا کرے گا جتنا میں نے مانگا تھا۔ میں جلسہ سالانہ کے سٹیج کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور ایسے میں ان مشکل ایام کی، ان اذیت ناک لمحوں کی داستان میری آنکھوں کے سامنے آرہی تھی جو کہ میں نے سخت حالات میں شام اور ترکی میں گزارے اور اس وقت میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا اور میں نے کہا کہ ایک وہ اذیت ناک دن تھے اور ایک یہ دن ہیں کہ میں خلیفہ وقت کے سامنے بیٹھا ہوں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔

ایک سیرین دوست ہیں فراز صاحب، کہتے ہیں میں نے پہلی بار جماعت کے کسی جلسہ میں شرکت کی ہے۔ اتنے لوگوں کو دیکھ کر مجھ پر تو دہشت طاری ہو گئی۔ (شاید ترجمہ کرنے والے نے دہشت لفظ لکھ دیا ہے یا انہوں نے واقعی کہا تھا۔ میرا یہ خیال ہے کہ اصل میں محبت کے الفاظ میں انہوں نے ذکر کیا ہے) پھر یہ لوگ صرف کینیڈا سے ہی نہیں بلکہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔ نیز یہ کسی ایک قوم سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ مختلف رنگوں اور قوموں سے ان کا تعلق تھا۔ اسی طرح جلسہ میں نئی ٹیکنالوجی کا استعمال اور اس کے اعلیٰ انتظام اور حاضرین کا مختلف امور میں انتظامیہ کی ہدایات کا پاس کرنا اور اطاعت کا مظاہرہ کرنا نہایت ایمان افروز تھا اور جو چیز میرے لئے سب سے بڑی خوشی کا باعث ٹھہری وہ خلیفۃ المسیح کی موجودگی اور ان کے خطابات تھے جن سے میں تینوں دن مستفیض ہوا۔ بہر حال یہ چند احمدی لوگوں کے تاثرات تھے جو میں نے بیان کئے۔ نئے احمدی بھی اور پرانے بھی جو شام سے وہاں کے حالات کی وجہ سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں۔

غیروں کے بھی بعض تاثرات ہیں جو بیان کرتا ہوں۔ جماعت کے تعارف اور تبلیغ کے راستے ان ذریعوں سے کھلتے ہیں۔

جرمن قونصلیٹ یہاں آئے تھے جو مجھے ملے۔ انہوں نے بتایا کہ میں چار ہفتے پہلے یہاں آیا ہوں۔ جماعت سے زیادہ تعارف نہیں تھا۔ مختلف ملکوں میں یہ رہتے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے آج تک اسلامی تعلیمات کے متعلق **ایسا جامع خطاب نہیں سنا (انہوں نے میری آخری تقریر سنی تھی)۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی بڑی مثبت ویژن (Vision) ہے۔** پھر میرے متعلق کہتے ہیں کہ حقیقی اسلام کو بیان کیا جو امن اور عدل اور محبت کی تعلیم دیتا ہے اور ہر لفظ میں ایک حقیقت نظر آ رہی تھی۔ کاش کہ دنیا کا میڈیا جتنا وقت عراق کے بغدادی اور ISIS کے پروپیگنڈے کو دیتا ہے اگر امن کے اس سفیر کو دے تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہر فقرہ ان کا سچائی پر مبنی تھا اور دنیا کے امن کے قیام کے لئے ایک درد تھا۔ کہتے ہیں میں بھی اس پیغام کو جہاں تک میرے لئے ممکن ہوا آگے پھیلاؤں گا۔ تو غیر لوگ بھی اس طرح اللہ کے فضل سے ہمارے سفیر بن جاتے ہیں۔

ممبر آف پارلیمنٹ ہیں جوڈی (Judi) صاحبہ جنہیں یہاں رہنے والے لوگ جانتے ہیں وہ بھی کہتی ہیں کہ تمہارے خلیفہ نے حالات کے مطابق تمہارے سپرد ایک کام کیا ہے کہ وہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا پیغام ساری دنیا میں پھیلائیں گے اور اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ مسلمان اور غیر مسلم اپنے تعلقات محبت کے ساتھ استوار کریں اور سب عدل اور انصاف سے کام لیں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو تیسری جنگ عظیم ہو گی اور یہ بات بہت واضح نظر آ رہی ہے۔ عوام الناس اور سیاست دان دونوں کو مل کر کام کرنا ہو گا جس سے دنیا میں امن اور سلامتی قائم ہو گی۔ کہتی ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک مسلمان اور غیر مسلم کو دوسروں تک یہ پیغام پہنچانا چاہئے تا کہ لوگوں کو پتا چلے کہ انتہا پسند گروپوں کے اعمال کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور یہ انتہا پسند لوگ ہی ہیں جو اپنے مقصد کے لئے دوسروں کو بدنام کر رہے ہیں۔

ایک چرچ سیونتھ ڈے اونجلسٹ (Seventh-Day Evangelist) سے تعلق رکھنے والے مہمان آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ آج میرا دل بہت خوش ہے کہ **خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں امن و سلامتی کے بارے میں بتایا ہے۔ اب ضروری ہے کہ لوگ جماعت احمدیہ کو پہچانیں۔** جو جماعت احمدیہ کام کر رہی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو۔ مسلمان وہ نہیں ہیں جو میڈیا لوگوں کو بتاتا ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم تو بڑی پر امن ہے۔

بیلیز (Belize) سے وہاں کے ایک میئر آئے ہوئے تھے۔ یوکے میں بھی آ چکے ہیں۔ مجھے کہتے ہیں کہ آپ کے **اس خطاب کا مجھے بڑا گہرا اثر ہوا ہے کہ جس طرح بین الاقوامی معاملات پر روشنی ڈالی ہے۔** اس سے مجھے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسیح نہ صرف احمدیوں کے لئے ہدایت کا باعث ہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح نے جو باتیں اپنے خطاب میں بیان کی ہیں میں انہیں کبھی بھول نہیں پاؤں گا۔

ایک مہمان یہاں کے میئر ہیں وہ جماعت کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ہمارے لئے یہ پیغام خاص موقع ہے۔ ہمیں اپنی روحانیت میں ترقی کرنی چاہئے اور سب انسانوں سے حسن سلوک کریں، یہ ہمیں پیغام ملا ہے قطع نظر اس کے کہ مذہب کیا ہے۔ یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ جو آپ کے خلیفہ نے سکھایا ہے کہ امن کو دنیا میں قائم کرو۔ ہم سب کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داری کو ادا کریں اور اپنا کردار ادا کریں۔

برامپٹن (Brampton) سے آئے ہوئے ایک مہمان کہتے ہیں کہ جلسہ میں مجھے صرف ایک پیغام ملا کہ امن قائم کرو۔ پھر ایک مہمان نے میری آخری تقریر سنی اور کہتے ہیں کہ یہ حیران کن تھی۔ میرے پاس اپنے جذبات کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ ایک خاتون ایم پی (MP) یاسمین اتنسی صاحبہ کہتی ہیں کہ خلیفہ کا پیغام، عورتوں سے خطاب بہت اچھا لگا۔ خاص طور پر ایک بات کہ ایک ماں پورے خاندان کے لئے بطور بنیاد ہوتی ہے اور تمام معاشرے کو مضبوط بناتی ہے۔

ایک خاتون میری لین صاحبہ کہتی ہیں کہ یہ میرا نواں جلسہ ہے۔ آپ کے خلیفہ کا خطاب سننے کے لئے میں بیتاب تھی۔ بڑا انتظار تھا۔ پھر کہتی ہیں کہ یہاں میں نے ہر ایک کو دوسرے سے ادب سے پیش آتے ہوئے دیکھا اور اس جلسہ کی اہمیت کا بھی سب کو احساس تھا۔ سیکیورٹی کا انتظام بھی بہت اعلیٰ تھا، ساؤنڈ سسٹم بھی بہت اچھا کام کر رہا تھا اور ویڈیو مانیٹر بھی اعلیٰ قسم کے تھے۔ ترجمہ کے لئے ہیڈ سیٹ کے استعمال کو دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کیونکہ اس کے بغیر ہمارے جلسہ میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہونا تھا کیونکہ جماعت احمدیہ کے امام کی پھر میں باتیں نہ سن سکتی۔ کہتی ہیں ہمیشہ کی طرح آپ لوگ مہمانوں سے بڑے ادب سے پیش آتے ہیں، احترام سے پیش آتے ہیں اگرچہ ہم سب اس کے حقدار نہیں ہیں۔ ہم اس بات پر آپ سب کے شکر گزار ہیں۔ ہزاروں احمدیوں کو امن اور محبت میں سرشار دیکھ کر بہت اثر ہوا اور یہ منظر یورپ اور عرب میں نیگیٹیوٹی (negativity) کے برعکس تھا حاضرین جلسہ کے اتحاد کو دیکھ کر مجھے اطمینان محسوس ہوا۔

جلسہ سالانہ پر جو بھی مہمان آتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا تاثر لے کر جاتے ہیں۔ بیرونی ممالک سے بھی کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔ ایک آدھ کا میں نے ذکر کیا اور بڑے اچھے تاثر لے کر گئے ہیں۔ خاص طور پر یہاں سینٹرل امریکہ کے اور ساؤتھ امریکہ کے لوگ ہمارے جلسوں پہ آتے ہیں اور جب جلسہ کا ماحول دیکھتے ہیں تو اسلام کے بارے میں جو ان کے غلط تصورات ہیں وہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور ان ممالک میں ہمارے مشن کیونکہ ابھی نئے نئے شروع ہوئے ہیں۔ ابھی چند احمدی ہیں جنہوں نے چند سال پہلے، ایک دو تین سال پہلے بیعتیں کی ہیں اور جماعتیں بنی ہیں۔ بعض مشکلات اور دقتیں بھی سامنے آتی ہیں تو بعض اعلیٰ افسران کے جلسوں پر آنے کی وجہ سے، حقیقت دیکھنے کی وجہ سے ہمیں پھر وہاں کام کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے اور ان کا تعاون حاصل ہو جاتا ہے۔

زیادہ تر لوگ تو ان ممالک سے یو کے (UK) کے جلسہ پر آتے ہیں لیکن کچھ لوگ یہاں بھی آئے ہوئے تھے۔ پس جلسہ اس لحاظ سے بھی تبلیغ کے راستے کھولتا ہے۔ بہر حال جلسہ سالانہ جہاں اپنوں کے لئے روحانی بہتری کے سامان پیدا کرتا ہے وہاں غیروں کے لئے بھی جماعتی تعارف اور تعلقات کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو پتا چلتی ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے مسلمان ممالک کے حالات اور اس کی وجہ سے دنیا کے حالات جو سامنے آرہے ہیں اس نے میڈیا کی نظر بھی جماعت احمدیہ کی طرف پھیری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ان لوگوں کی اس طرف توجہ دلوائی کیونکہ پہلے تو باوجود کہنے کے یہ لوگ نہیں آتے تھے۔ لیکن اس کے بعد ہمارے نوجوان جو ہیں ان کا بھی بڑا کردار ہے جنہوں نے میڈیا کے ساتھ تعلقات بنائے اور رابطے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وسیع پیمانے پر کئے۔ کینیڈا کی میڈیا ٹیم میں بھی جس میں اکثریت نوجوانوں کی ہے بڑی محنت سے پریس اور میڈیا سے رابطوں میں اضافہ کیا ہے۔ مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہاں کینیڈا میں بھی ہمارے نوجوان اس حد تک اس میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ تو یہاں آکر دیکھ کر مجھے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماشاء اللہ نوجوان بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اکثر لوگوں کو میں نے یہاں کام کرتے دیکھا۔ تو یہ بھی ایک تبلیغ ہے جو پریس کے ذریعہ سے ہمارے نوجوان کر رہے ہیں۔ ان میں بڑا جوش ہے۔ بعض بڑے بڑے اخبارات اور چینل سے رابطے کرتے رہے۔ بعض چینل تو بڑی اچھی رسپانس دیتے رہے۔ بعض کہہ دیتے تھے کہ ہمیں مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں اس لئے ہم تمہارے جلسے کی خبریں نہیں شائع کر سکتے یا تمہارا خلیفہ اگر آئے ہیں تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہم کوریج کے لئے نہیں آسکتے۔ بعض نوجوان اس بات سے بے چین بھی ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے نظارے دکھا دیتا ہے، سامان پیدا کر دیتا ہے۔

مثلاً ایک اخبار یا چینل سے انہوں نے رابطہ کیا تو اس نے عدم دلچسپی کا اظہار کیا۔ ایک سیرین نے بھی ذکر کیا کہ میں (صحافی) لے کے آیا۔ غالباً یہ وہی صحافی ٹیم تھی۔ ہمارے نوجوان چاہتے تھے کہ یہ (چینل والے) اپنا نمائندہ ضرور جلسہ پر لے کر آئیں تا کہ احمدیت کا صحیح پیغام، اسلام کا صحیح پیغام قوم کو پہنچے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کام کرتا ہے۔ اس چینل نے سیرین ریفیوجیز پر شاید کوئی ڈاکیومنٹری بنانی تھی۔ جب وہ اس کے لئے سیرین ریفیوجیز کی تلاش میں نکلے تو اتفاق سے بلکہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا، تقدیر ہی یہی تھی، ان کا رابطہ جن سیرین سے بھی ہوا وہ احمدی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا جلسہ ہو رہا ہے وہاں آجاؤ اور وہیں سب کچھ پتا چل جائے گا۔ وہیں ہم بات کریں گے۔ تو اس طرح اس میڈیا کو بھی جو پہلے انکار کر چکا تھا وہاں آنا پڑا۔ تو بہر حال اللہ تعالیٰ بھی جماعت کا تعارف وسیع پیمانے پر کسی نہ کسی ذریعہ سے کروا رہا ہے اور میڈیا کا بھی دنیا میں آجکل جو کردار ہے اس

سے بڑے وسیع پیمانے پر جماعت احمدیہ کا تعارف ہو رہا ہے اور جو احمدی اس کے لئے والنٹیئر کرتے ہیں ان کو بھی میں کہتا ہوں کہ مزید محنت اور عاجزی سے اس کام کو بڑھاتے چلے جائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اصل اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہمیشہ شامل حال ہوتا ہے اور اسی فضل کو ہمیشہ تلاش کرنا چاہئے۔

اخبار، ریڈیو اور ٹی وی چینلز کے میڈیا کے کچھ لوگ پہلے دن جمعہ کو آئے ہوئے تھے جو جلسہ کا پہلا دن تھا۔ ایک چھوٹی سی پریس کانفرنس بھی تھی یا انٹرویو لیا انہوں نے اس کی بھی اچھی کوریج ہوئی ہے اور جماعت کا تعارف ہوا ہے اسلام کی حقیقی تعلیم بتائی گئی۔ ان کو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ میری تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ حالات حاضرہ پر بات ہو یا جماعت احمدیہ پر جس طرح بھی ہو اس کو کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے جوڑوں تا کہ اسلام کی حقیقت ان لوگوں کو پتا چلے۔

بہرحال میڈیا نے جو جلسہ کی کوریج دی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کینیڈا کے سب سے بڑے تین اخبارات Toronto Star، The Globe and Mail اور National Post نے وسیع پیمانے پر جلسہ کی خبر کی اشاعت کی۔ ان کے خیال میں 3.9 ملین سے زائد افراد تک یہ پیغام پہنچا۔ تین بڑے اخبارات کے علاوہ پچیس سے زائد دوسرے بڑے اخبارات کے ذریعہ پانچ لاکھ سے زائد لوگوں تک یہ پیغام پہنچا۔ اردو کے آٹھ، پنجابی کے دس ہسپانوی عربی اور بنگالی کے تین تین اخبارات کے ذریعہ تین لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ کینیڈا کا سب سے بڑا ریڈیو سٹیشن News 680 جس کے سامعین کی تعداد کہتے ہیں اڑھائی ملین ہے اس کے ذریعہ جلسہ کی خبر پہنچی۔ سماجی روابط کے ذریعے جن میں ٹوئٹر، انسٹاگرام، فیس بک اور periscope شامل ہے اس کے ذریعہ ان کا خیال ہے بیس لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا۔ پھر سی ٹی وی، گلوبل ٹی وی، سٹی ٹی وی، راجرز ٹی وی اور سی بی سی سمیت سولہ سے زائد مین سٹریم ٹی وی چینلز نے جلسہ کے حوالہ سے خبر نشر کی جس کے ذریعہ سے ان کے خیال میں پچیس لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔ اردو، پنجابی، بنگالی، عربی، گھانین اور دیگر زبانوں میں ٹی وی نشریات کے ذریعہ جلسہ سالانہ کی خبر ایک لاکھ لوگوں تک پہنچی۔ بہرحال یہ کہتے ہیں مجموعی طور پر ٹی وی کے ذریعہ سے 6.6 ملین افراد تک، اخبارات کے ذریعہ سے 2.8 ملین افراد تک، ریڈیوز کے ذریعہ سے 3.5 ملین افراد تک، سوشل میڈیا کے ذریعہ سے 2.8 ملین افراد تک اور مجموعی طور پر ان کے خیال میں یہ جو رپورٹ ہے اس کے مطابق سولہ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔ اگر بہت محتاط اندازہ بھی لگائیں تو کم از کم بھی دس ملین تک تو جلسہ کے حوالے سے جماعت کا تعارف اور پیغام پہنچا ہو گا۔ جو خبریں میں نے میڈیا پر دیکھی ہیں یا سنی ہیں اس پر انہوں نے بڑے ایمانداری سے خبر دی ہے۔ جماعت کی خبر دی ہے، جلسہ کی خبر دی ہے، ہماری تعلیم کی خبر دی ہے۔

پس یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو وہ کر رہا ہے اور جماعت کا تعارف پھیل رہا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بات ہماری توجہ بھی اس طرف پھیرتی ہے کہ ہم انہی باتوں پر خوش نہ ہو جائیں بلکہ اپنی روحانی حالت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو بڑھائیں۔ ہر اس بات کو برا سمجھیں جسے اللہ تعالیٰ نے برا کہا ہے اور ہر اس بات پر عمل کریں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ خدمت کا موقع دے رہا ہے تو اسے فضل الٰہی جانیں اور تمام عہدیداران بھی اور خدمت کرنے والے بھی اپنے فرائض کو تقویٰ پر چلتے ہوئے انجام دینے کی کوشش کریں اور تمام شاملین جلسہ اور سننے والے بھی اپنے جائزے لیں کہ کیا ہم نے جلسہ پر جو سنا ہے اسے ابھی تک اپنایا ہوا ہے؟ زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اور یہ بھی جائزے لیں کہ کس طرح ہم نے نیک باتوں کو ہمیشہ اپنائے رکھنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی شکر گزاری عارضی اور وقتی شکر گزاری نہیں۔

پس اس چیز کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور یہی بات ہے جس سے پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کو مزید بڑھاتا چلا جاتا ہے اور ان سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل کرنے کی ہر احمدی کو توفیق دے جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کو پہنچاننے والے اور اس سے تعلق جوڑنے والے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 04/ نومبر 2016ء تا 10/ نومبر 2016ء جلد 23 شمارہ 45 صفحہ 05 تا 08)

43

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 21/ اکتوبر 2016ء بمطابق 21/ اخاء 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج میں جماعت کے دو خادموں کا ذکر کروں گا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے جن میں سے ایک مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب ہیں۔ اور دوسری فضل عمر ہسپتال کی شعبہ گائنی کی ڈاکٹر نصرت جہاں ہیں۔ جو انسان بھی دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے اور انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

بشیر رفیق خان صاحب پرانے، دیرینہ خادم سلسلہ مبلغ سلسلہ تھے۔ پھر مختلف انتظامی کاموں میں بھی ان کو مقرر کیا گیا۔ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کا 11/ اکتوبر 2016ء کو تقریباً 85 سال کی عمر میں لندن میں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے (BA) کیا۔ پھر شاہد کی ڈگری جامعۃ المبشرین سے 1958ء میں حاصل کی۔ یہ خاندان پرانا احمدی خاندان ہے۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بی بی تھا جو حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بیٹی تھیں۔ ان کے والد کا نام دانشمند خان تھا۔ وہ 1890ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور صاحب رؤیا و کشوف آدمی تھے۔

بشیر رفیق خان صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے والد نے 1921ء میں احمدیت قبول کی تھی جس پر گاؤں والوں نے ان کا بائیکاٹ بھی کر دیا۔ ان کے والد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خط بشیر خان صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کا خط ہمیشہ آپ کے بزرگ باپ کی یاد دلا کر ان کے لئے دعا کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ قول اور فعل میں تضاد سے پاک، خلوص اور سچائی کا مجسمہ تھے۔ یہ ہے وہ خصوصیت جو ایک احمدی کی، ایک مومن کی شان ہے۔ لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے گہرا تعلق تھا اور ہے اور اس کا اظہار ہمیشہ دعا کی صورت میں ہوتا

رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کی ساری اولاد کو ان کا حقیقی وارث بنائے۔ ان کی شادی 1956ء میں سلیمہ ناہید صاحبہ سے ہوئی جو عبدالرحمٰن خان صاحب کی بیٹی تھیں جو خان امیر اللہ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

1945ء میں خان صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوئے اور اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی۔ انہی دنوں ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوجوانانِ احمدیت کو زندگی وقف کرنے کی تحریک کی چنانچہ نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی کئی نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اور ان خوش نصیب نوجوانوں میں یہ بھی شامل تھے۔ اور اس زمانے میں باقاعدہ انتظام اس طرح نہیں تھا تو اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذاتی خط ان کو ملا کہ آپ کا وقف قبول کیا جاتا ہے۔ 1947ء تک جب تک پارٹیشن نہیں ہوئی انہوں نے قادیان میں تعلیم جاری رکھی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد یا شاید پارٹیشن سے کچھ عرصہ پہلے اپنے علاقے میں چلے گئے تھے۔ کالج میں جب داخلہ لے لیا تو یہ کہتے ہیں اچانک ایک دن مجھے پرائیویٹ سیکرٹری کا خط ملا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ قادیان میں ایک پٹھان طالبعلم تھا جس نے زندگی وقف کی تھی لیکن اس کا نام نہیں پتا کون تھا اور پارٹیشن کی وجہ سے ریکارڈ بھی گم ہو گیا یا ربوہ میں موجود نہیں۔ اس کا پتا کریں۔ 1945ء میں پڑھنے والے طلباء میں سے کون تھا وہ جس نے وقف کیا تھا۔ اتفاق سے ان کے گھر خط آیا۔ انہوں نے لکھا کہ وہ مَیں ہی تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں حکم دیا کہ فوراً ربوہ حاضر ہو جائیں اور تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لو اور بی اے کرو۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ وہاں کے پرنسپل تھے۔ کہتے ہیں کہ 1953ء میں جب امتحان کی تیاری میں مصروف تھا تو اچانک اینٹی احمدیہ فسادات پھوٹ پڑے اور اسی حالت میں ہم نے امتحان بھی دیا اور کہتے ہیں اس امتحان کا جو نتیجہ نکلا اس سے مجھے بڑا سخت صدمہ پہنچا کیونکہ مَیں فیل ہو گیا۔ لیکن کہتے ہیں کہ ساتھ مجھے یہ بھی پریشانی تھی کہ اگر مجھے فیل ہی ہونا تھا تو اللہ تعالیٰ نے تو امتحان سے پہلے مجھے پرچہ بھی دکھا دیا تھا کہ یہ پرچہ آئے گا اور وہ آیا بھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی بڑے وثوق سے کہا تھا کہ تم پاس ہو جاؤ گے۔ کہتے ہیں میرا ایمان اس بات پر بعض دفعہ متزلزل ہونے لگ جاتا تھا۔

اخبارات میں نتیجہ آیا۔ میں بڑا افسردہ بیٹھا تھا۔ میرے والد صاحب نے پوچھا کیا وجہ ہوئی؟ تو میں نے وجہ بتائی تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ دوبارہ امتحان دے دینا کیونکہ فسادات کی وجہ سے پنجاب میں تیاری نہیں کر سکے ہو گے۔ چند دن گزرے تو ان کے والد صاحب نے کہا کہ مَیں جب بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں تو مجھے تو یہی آواز آتی ہے کہ بشیر احمد تو پاس ہو چکا ہے۔ اور جو میں نے کالج کا نتیجہ دکھایا تو خیر خاموش ہو جاتے تھے۔ پھر چند

دن بعد کہتے مجھے تو یہی جواب آ رہا ہے کہ تم پاس ہو چکے ہو۔ کہتے ہیں ایک دن اتفاق سے ڈاک میں بہت سارے خطوط آ گئے۔ اس میں ایک خط یونیورسٹی کی طرف سے بھی تھا جو میں نے کھولا تو میں حیران رہ گیا۔ یونیورسٹی نے کہا کہ غلطی سے تمہیں فیل قرار دے دیا گیا تھا۔ اب پرچوں کی دوبارہ پڑتال ہونے کے بعد تم پاس قرار دیئے گئے ہو۔ کچھ دنوں کے بعد یہ کہتے ہیں کہ مَیں خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؓ سے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ مَیں نے تمہیں بتایا تھا کہ مجھے دعاؤں کے بعد تمہارے پاس ہونے کی خبر دی گئی ہے جس کی اطلاع مَیں نے تمہیں کر دی تھی کہ تم پاس ہو جاؤ گے۔ پس یہ جو رزلٹ آیا ہے واضح ہے۔ خدائی بات کو کون ٹال سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا تو بتایا تھا۔ یہ تو پھر مذاق بن جاتا کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی اور ان کے والد کو بھی یہ بتا رہا ہے اور رزلٹ اَور ہے۔ آخر وہی بات صحیح ثابت ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے بتائی تھی۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ جامعہ میں داخل ہو جاؤ اور شاہد کی ڈگری حاصل کرو۔ میری خواہش ہے کہ تمہیں میدان تبلیغ میں بھجوایا جائے۔ کہتے ہیں کہ جامعہ کی ہماری کلاس کو یہ خاص اعزاز بھی حاصل تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی چند مرتبہ وہاں تشریف لائے اور مختلف علوم میں مہارت حاصل کرنے کے طریقے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ ہر طالبعلم کو اپنی **لائبریری بنانی چاہئے اور کتابیں خریدنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور یہ بات ایسی ہے جو ہر جامعہ کے طالبعلم کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔** اب دنیا میں بے شمار جامعات ہیں، واقفین زندگی ہیں ان کو اپنی لائبریریاں بنانی چاہئیں۔ گزشتہ دنوں لندن میں مربیان کی میٹنگ تھی وہاں بھی مَیں نے ان کو کہا تھا کہ مربیان کی اپنی لائبریریاں بھی ہونی چاہئیں، صرف جماعتی لائبریری پہ انحصار نہ کریں۔ کہتے ہیں جامعۃ المبشرین کی درسگاہ سے شاہد کی ڈگری لے کر مَیں وکالت تبشیر میں حاضر ہو گیا۔ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تھے۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو انگلستان بھجوا دیا جائے۔ پھر کہتے ہیں انگلستان جانے کے لئے بھی وکیل التبشیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفصیلی ہدایات لکھوائیں، دعائیں دیں، رخصت کیا، معانقہ کیا اور انگلستان 1959ء میں آپ کی تقرری ہوئی۔ وہاں پہنچ گئے اور مسجد فضل لندن میں نائب امام کے طور پر خدمات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہتے ہیں کہ 1959ء میں جب انگلستان کے لئے روانہ ہوئے تو ایک دن مولانا جلال الدین صاحب شمس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کچھ نصائح کرنے کی درخواست کی۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس بھی بڑا لمبا عرصہ امام مسجد لندن رہے تھے تو انہوں نے مختلف نصائح کیں اور فرمایا کہ ایک نصیحت میں تمہیں کرتا ہوں وہ یہ ہے اور میں نے اپنی زندگی میں اس نصیحت سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے کہتے ہیں

شمس صاحب نے فرمایا کہ مَیں ملک شام میں مبلغ تھا تو میرے ذریعہ سے ایک متموّل گھرانے کے ایک فرد جناب منیر الحصنی صاحب نے احمدیت قبول کر لی۔ پرانے احمدی تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ اس کے بعد ہی شام میں پھر جماعت پھیلی ہے۔ کہتے ہیں اور اس کے بعد دن بدن ان کا خدمت دین کا جذبہ اور جوش ترقی کرتا گیا۔ منیر الحصنی صاحب روزانہ عصر کے بعد مشن ہاؤس آ جاتے تھے۔ شام میں اس زمانے میں مشن ہاؤس ہوتا تھا۔ اس زمانے میں پابندیاں نہیں تھیں۔ شمس صاحب کہتے ہیں اور بڑے شوق سے میرے لئے وہ کھانا تیار کیا کرتے تھے اور اس پہ بڑا اصرار کرتے تھے اور پھر شام کو ہم دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

ایک دن جب ہم کھانے پہ بیٹھے تو میں نے منیر الحصنی صاحب سے کہا کہ آج سالن میں نمک زیادہ ہے آئندہ احتیاط کریں۔ منیر الحصنی صاحب کچھ دیر خاموش رہے پھر کہنے لگے مولانا صاحب آپ تو جانتے ہیں کہ میرے گھر پر خدمت کے لئے کئی ملازم موجود ہیں۔ بڑے امیر آدمی تھے۔ حتیٰ کہ جب میں شام کو گھر جاتا ہوں تو میرے بوٹ کے تسمے بھی میرا نوکر آ کر کھولتا ہے۔ میں نے اپنے گھر میں کبھی ایک پیالی چائے بھی خود نہیں بنائی۔ میں یہاں آ کر آپ کے لئے جو کھانا بناتا ہوں وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہوں ورنہ کہاں مَیں اور کہاں سالن کی تیاری۔ اس لئے اگر مجھ سے مصالحہ کم یا زیادہ ڈالنے میں کوئی کوتاہی ہو جایا کرے تو معاف کر دیا کریں کہ کھانا بنانا میرا کام نہیں ہے۔ یہ واقعہ سنا کر حضرت مولوی شمس صاحب فرمانے لگے کہ اس واقعہ سے مَیں نے یہ سبق سیکھا کہ ہماری خدمت یعنی مبلغین کی خدمت جو احباب بہت خوشی سے کرتے ہیں وہ ہماری ذات کی وجہ سے ہرگز نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور سلسلہ احمدیہ کی محبت میں کرتے ہیں اس لئے ہمیں ہمیشہ یہ بات مدّ نظر رکھنی چاہئے کہ جتنی بھی کوئی خدمت ہماری کرتا ہے یہ اس کا ہم پر احسان ہے۔ اگر ان سے کوتاہی ہو جائے تو ہمارا کوئی حق نہیں کہ ان سے باز پرس کریں یا انہیں ٹوکیں۔ بہرحال عجیب عجیب وفا سے بھرے ہوئے، اخلاص سے بھرے ہوئے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو عطا فرمائے اور ابتدا سے اب تک عطا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ 1964ء میں مکرم چوہدری رحمت خان صاحب جو وہاں لندن مسجد کے امام تھے بیماری کی وجہ سے واپس گئے تو ان کو مسجد فضل کا امام مقرر کر دیا گیا۔ 1960ء میں بشیر رفیق صاحب نے انگریزی رسالہ مسلم ہیرلڈ بھی جاری کیا اور شروع میں دس صفحات پر مشتمل تھا۔ ایڈیٹر بھی خود تھے اور باقی کام بھی خود کرتے تھے۔ 1962ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کی تحریک پر اخبار احمدیہ کے نام سے پندرہ روزہ اخبار شائع کرنا شروع کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس اخبار کا بانی بھی میں تھا اور ایک لمبے عرصے تک ایڈیٹر بھی ہونے کا شرف حاصل رہا اور باقاعدگی سے اس کے لئے مضمون بھی لکھتے رہنے کی توفیق ملی۔ بڑے علمی آدمی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

جاری کردہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کا بھی شرف انہیں حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1967ء سے لے کر اپنے دور خلافت میں یورپ کے آٹھ دورے کئے ان میں سے سات دوروں میں مولانا بشیر رفیق صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے قافلہ میں شامل رہے۔ دو دفعہ دوروں میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی شامل ہونے کی توفیق ملی۔ 1970ء میں واپس پاکستان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر تقرر ہوا۔ 1971ء میں پھر لندن واپس آئے اور امام کے طور پر اپنی سابقہ ذمہ داریاں دوبارہ سنبھالیں۔ 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ بطور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کے امریکہ اور کینیڈا کے دورے پر جانے کی بھی ان کو سعادت ملی۔ مئی 1978ء میں جو بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس لندن میں ہوئی تھی اس میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لائے تھے اور اس کے انتظامات کو پایہ تکمیل کو پہنچانے کے لئے احباب جماعت برطانیہ، مجلس عاملہ انگلستان اور کانفرنس کمیٹی نے دن رات ایک کر کے کام کیا اور ٹیم ورک کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ ان کی سرکردگی میں یہ کام ہوا۔

1964ء تا 70ء اور پھر 71ء تا 79ء امام مسجد فضل لندن رہے۔ مسلم ہیرلڈ میگزین کے بانی ایڈیٹر 61ء تا 79ء، پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 70ء تا 71ء۔ پھر نومبر 85ء میں آپ وکیل الدیوان تحریک جدید مقرر ہوئے، 87ء تک رہے۔ وکیل التصنیف ربوہ 82ء تا 85ء۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر ربوہ 83ء تا 84ء۔ ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن 1987ء تا 1997ء۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز 1983ء تا 1985ء۔ چیئرمین بورڈ آف ایڈیٹرز ریویو آف ریلیجنز 1988ء تا 95ء، ممبر صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1971ء تا 1985ء۔ ممبر افتاء کمیٹی 1971ء تا 1973ء۔ ممبر بورڈ قضاء 1984ء تا 1987ء۔ اور اسی طرح بعض دنیاوی پوسٹوں پر کام کی بھی ان کو توفیق ملی۔ روٹری کلب وانڈزورتھ کے ممبر تھے اور وائس پریذیڈنٹ تھے۔ پھر پریذیڈنٹ روٹری کلب بھی مقرر ہوئے۔ 1968ء میں لائبیریا کے صدر مملکت جناب ٹب مَین کی دعوت پر بطور مہمان خصوصی انہیں بلایا گیا اور لائبیریا کا اعزازی چیف مقرر کیا گیا۔

اور ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ بڑی باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے اور بڑے التزام سے دعا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نام لکھ کر دعا کرتے تاکہ کسی کا نام بھول نہ جائیں۔ کثرت سے درود بھیجنے والے، چندے کی اہمیت کو ہم پہ بڑا واضح کیا۔ ان کے بھائی کرنل نذیر ان کا واقعہ لکھتے ہیں جو مختصر میں نے بیان کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ ثانیؓ نے جب بلایا تو اس وقت انہوں نے لاء کالج میں داخلہ لے لیا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا جو خط آیا ان کے والد کو کہ ان کو بھیجیں تو انہوں نے کہا کہ میں وکالت کر کے جماعت کی زیادہ بہتر خدمت کر سکتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ہمیں دینی وکیل چاہئیں، دنیاوی نہیں۔ جو رتبہ، عزت، دولت اور شہرت وہ دنیا میں دیکھنا چاہتا

ہے اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ اسے وقف کی برکت سے دے دے گا۔ کہتے ہیں والد صاحب نے جب یہ خط بھائی کو دیا تو خط پڑھ کر بغیر کسی سوال کے اپنا سامان اٹھایا اور ربوہ کو چلے گئے۔ اور پھر یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے الفاظ بھی کیسے پورے کئے۔ وکیل بنتے تو دنیاوی وکیل تھے۔ دنیاوی اعزازات بھی ملے اور دینی خدمت کا بھی موقع ملا اور ان کے یہ بھائی لکھتے ہیں کہ جو خلیفۃ ثانیؓ نے لکھا تھا وہ سب کچھ وقف کی برکت سے ملا۔ مرتبہ بھی ملا، عزت بھی ملی، شہرت بھی ملی اور سب کچھ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی بھرپور زندگی انہوں نے گزاری ہے۔ خلافت سے بھی ان کا بڑا وفا کا تعلق تھا۔ بڑا عرصہ ان کو دل کی بڑی تکلیف تھی۔ ان کا دل کا آپریشن بھی ہوا۔ ایک وقت میں تو بالکل ناامیدی کی کیفیت تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی دی۔ اس بیماری کی وجہ سے ان کو کمزوری بھی بہت ہوتی تھی لیکن بڑی باقاعدگی سے یہ نہ صرف مجھے خط لکھتے تھے اور وفا کا اور اخلاص کا اظہار کیا کرتے تھے بلکہ جہاں بھی ان کو پتا لگتا کہ میں جس فنکشن میں شامل ہو رہا ہوں یہ ضرور وہاں آیا کرتے تھے اور پھر واکر کے ذریعہ سے یا جس طرح بھی بعض دفعہ کمزوری میں ان کو میں نے دیکھا ہے جمعوں پہ ضرور شامل ہوا کرتے تھے۔ چل کے آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی اخلاص و وفا سے جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا ذکر جیسا کہ مَیں نے کہا محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مالک صاحبہ کا ہے جو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ 11/ اکتوبر 2016ء کو لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تھیں تو یہ ربوہ میں لیکن برٹش نیشنل تھیں۔ ہر سال آیا کرتی تھیں۔ کچھ تو اپنی جو پیشہ وارانہ مہارت کو بڑھانے کے لئے بھی مختلف ہسپتالوں میں جاتی تھیں اور کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ کچھ علاج بھی کروا رہی تھیں اس لئے یہاں تھیں اور یوکے (UK) کے جلسہ کے بعد ایک دم ان کو انفیکشن ہوا۔ چیسٹ (chest) انفیکشن ہوا۔ بڑھتا چلا گیا۔ پھر پھیپھڑوں نے کام کرنا بند کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کافی ریکوری (recovery) ہو گئی تھی اور ڈاکٹر کچھ پُرامید بھی تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر دوبارہ انفیکشن کا حملہ ہوا تو بچنا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی دوبارہ ایک دن اچانک حملہ ہوا اور اس بیماری کے بعد چند گھنٹوں میں ان کی وفات ہو گئی۔

ان کی پیدائش 15/ اکتوبر 1951ء کی ہے۔ کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے والد محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب بھی پرانے خادم سلسلہ تھے۔ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن نجیب آباد ضلع بجنور تھا جو یُوپی (UP) میں واقعہ ہے۔ انہوں نے یعنی ڈاکٹر نصرت جہاں کے دادا نے 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی اور پھر 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملاقات کی سعادت پائی۔ حضرت مولانا خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق کہ اپنے بیٹے کو دین کے لئے وقف کرنا مولانا عبد المالک خان صاحب کو بچپن سے ہی وقف کر دیا تھا گو ان کی پیدائش بعد کی ہے۔ 1911ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ مولانا نے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد 1932ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کیا۔ اس کے بعد ان کو ایک بڑی اچھی ملازمت مل گئی لیکن مولوی عبد المالک خان صاحب کے والد نے انہیں لکھا کہ مَیں نے تمہیں اس لئے نہیں پڑھایا کہ تم دنیا کماؤ۔ کسی ایک کو دین بھی کمانا چاہئے۔ یہ خط ملتے ہی مولانا عبد المالک خان صاحب نے استعفیٰ دیا اور قادیان واپس آ کر مبلغین کلاس میں شمولیت اختیار کر لی اور یہی اخلاص اور وفا کا جذبہ تھا جو ڈاکٹر نصرت جہاں میں بھی تھا۔

یو کے (UK) سے انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ پہلے ایم۔بی۔بی۔ایس پاکستان سے کیا پھر یُو کے (UK) سے سپیشلائز کیا۔ اَور کہیں بھی وہ جاتیں تو لاکھوں روپیہ روزانہ کما سکتی تھیں۔ لیکن دین کی خدمت کے لئے، انسانیت کی خدمت کے لئے چھوٹے سے شہر میں، ربوہ میں آ کر آباد ہو گئیں اور ہسپتال کی اُس وقت جو بھی ضرورت تھی اُس ضرورت کو پورا کیا اور پھر تمام عمر بے نفس ہو کر ایسی خدمت کی جو انتہائی معیار پر پہنچی ہوئی تھی۔ ان کے بارے میں بہت سے لوگوں نے مجھے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے، سب بیان کرنے مشکل ہیں۔ بعض مَیں آگے جا کے بیان کروں گا۔ ان کی ایک ہی بیٹی ہیں عائشہ نزہت وہ اس وقت یو کے میں ہی اپنے خاوند کے ساتھ مقیم ہے۔ ان کے تین بچے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے پاکستان میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے ایم۔بی۔بی۔ایس کیا پھر انگلستان سے آر۔سی۔او۔جی یعنی گائنی سپیشلسٹ کا کورس کیا Royal College of Obstetricians and Gynaecologists 1985ء میں فضل عمر ہسپتال میں اپنی خدمات کا آغاز کیا اور 20/اپریل 1985ء سے اب تک یہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا بیمار بھی تھیں۔ ان کو کچھ جگر کی بیماری تھی اس کے علاج کے سلسلہ میں یہ رخصت لے کر 5/اپریل کو لندن آئی تھیں۔ علاج ہو رہا تھا اور علاج اللہ کے فضل سے کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر ان کو جلسہ کے بعد چیسٹ انفیکشن ہوا اس سے بھی کچھ حد تک لگ رہا تھا کہ واپسی ہے لیکن پھر اچانک حملہ ہوا اور وفات ہوئی۔

ان کے داماد مقبول مبشر صاحب کہتے ہیں خدا پر نہایت درجہ توکل تھا۔ عبادت کا ذوق تھا۔ قرآن سے محبت تھی۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ پوری طرح شرح صدر سے خلافت کی اطاعت، خدمت خلق، مریض کی شفا اور آرام ان کی پہلی ترجیح تھی۔ اور جو باتیں یہ بیان کر رہے ہیں مَیں ذاتی طور پر بھی گواہ ہوں یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہ باتیں ہیں جو اُن میں تھیں۔ ہر سرجری سے پہلے اور علاج سے پہلے دعا کرتیں۔ روزانہ صدقہ دیتیں۔ ربوہ میں موجود بزرگوں کو اپنے مریضوں کی شفایابی کے لئے کہتیں۔ بہت سے نادار مریضان کا اپنی جیب سے

یا قریبی دوستوں کے خرچ سے علاج کرواتیں۔ جماعت کے پیسے کا بھی بہت درد رکھتی تھیں۔ ہر وقت کوشش کرتیں کہ کم سے کم خرچ ہو۔ جماعت کا ایک روپیہ بھی ضائع نہ ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ مَیں لاہور میں پرائیویٹ ہسپتال میں کام کرتا تھا تو مجھ سے پوچھتیں کہ فلاں چیز تم نے کس کمپنی سے کس قیمت پہ خریدی ہے اور فلاں دوائی تم کس کمپنی سے کس قیمت پہ خریدتے ہو۔ پھر اگر موزوں ہوتی تو وہی چیز فضل عمر ہسپتال کے لئے ان اداروں سے کم قیمت پر خرید وادیتیں۔ والدین سے بھی محبت تھی ان کی خدمت بھی بہت کی۔ ان کی والدہ کی لمبی بیماری کے باوجود ان کی انہوں نے بہت خدمت کی۔ اپنے فرائض بھی پورے کئے اور والدہ کی خدمت بھی کی۔ اور اپنی بیماری بھی آخری ایام میں بڑی ہمت سے گزاری۔ آخری بیماری کے دوران تقریباً دو مہینے ہسپتال رہی ہیں۔ ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ تلاوت سناؤ۔ گھر میں بھی بچوں کو نماز اور تلاوت کی تاکید کرتیں۔ کوئی نیکی کی بات بچوں میں دیکھتی تھیں، تلاوت کرتے دیکھتیں تو خوش ہوتیں اور انعام دیتیں اور دعا دیتیں۔

مبشر صاحب کہتے ہیں ہماری بیٹی جب بارہ سال کی ہوئی تو اس کو سر ڈھانپنے اور پردے کا خیال رکھنے کی تلقین کرتیں اور حضرت اماں جان اور دیگر بزرگوں کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی مگر اہم باتیں بچوں کو مثال یا واقعہ کی صورت میں سناتیں۔ خود بھی پردے کی بہت پابند تھیں۔ پس اگر والدین اور ان کے بڑے بچوں کو یہ نصیحت کرتے رہیں تو پھر لڑکیوں میں جو حجاب نہ لینے کا حجاب ہے وہ ختم ہو جاتا ہے بلکہ جرأت پیدا ہوتی ہے۔

ڈاکٹر نصرت مجوکہ صاحبہ فضل عمر ہسپتال میں ہیں۔ کہتی ہیں ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ میرا تقریباً اٹھارہ سال سے تعلق تھا اور مَیں ہاؤس جاب کرتے ہی شعبہ گائنی فضل عمر ہسپتال کا حصہ بن گئی۔ میری ساری پروفیشنل ٹریننگ ڈاکٹر صاحبہ نے کی۔ وہ ایک قابل استاد تھیں۔ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں ان سے رہنمائی ملتی تھی۔ مضبوط اور مکمل تھیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ ایک اطاعت گزار اور ایک ہمدرد بیٹی بھی تھیں اور ایک شفیق ماں بھی۔ ایک disciplined استاد بھی تھیں اور غمگسار بہن بھی اور دوست بھی۔ کہتی ہیں کہ ان کی ساری زندگی قربانی سے عبارت ہے۔ انہوں نے جماعت کی خدمت کے لئے اپنی ذاتی زندگی کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ ان کی ترجیحات عام انسانوں سے بہت مختلف تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ میرے دو بچے ہیں ایک تو میری بیٹی ہے اور دوسرا میرا شعبہ ہے۔ ہر وقت شعبہ گائنی کی ترقی کے لئے کوشاں رہتیں۔ مریضوں کے لئے مستعد اور کمربستہ رہتیں اور خاص طور پر جو جماعت کے کارکنان ہیں، غریب کارکنان ان کا بہت خیال رکھتیں۔ اگر کسی کی بیوی بیمار ہوتی تو بار بار فون کر کے بھی ان کی بیماریوں کا پوچھتیں۔

اپنے عملہ سے بڑی محبت کرتیں۔ اگر ان سے زیادہ کام کرواتیں، اگر کہیں کسی وقت کسی مریض کی وجہ سے زیادہ کام کرنا پڑ جاتا تو گھر سے ان کے لئے کھانا بھجواتیں۔ کسی مشکل وقت میں ان کی مدد کرنے کی کوشش

کرتیں۔ اور یہ تو ہر ایک نے لکھا ہے کہ خلافت سے بڑا گہرا تعلق تھا اور یہی حقیقت ہے غیر معمولی تعلق تھا۔ کہتی ہیں پچھلے سال سے ہر اہم بات میں مجھے شامل کرتیں۔ نیز مجھے ہر طرح کی گائنی سرجری بھی سکھائی اور یہ بھی اظہار کرتیں کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ کہتی ہیں اُس وقت تو مَیں نے دھیان نہیں دیا تھا کہ ان کا کیا مطلب ہے کیونکہ بڑی ایکٹو (active) تھیں۔ لیکن ان کی وفات کے بعد اب سمجھ آئی کہ ان کو اپنی بیماری کی وجہ سے بھی کچھ اندازہ تھا۔ یہ کہتی ہیں کہ وہ ہمیں چھوڑ کے چلی گئیں۔ ربوہ کے رہنے والوں پر ان کے بیشمار احسانات ہیں اور آج ہر آنکھ اشکبار ہے اور ہر دل دکھی ہے۔ بہت سارے خطوط مجھے آئے ہیں۔ انہوں نے بڑی حقیقت لکھی ہے۔

ڈاکٹر امۃ الحئی صاحبہ جو گھانا میں ہسپتال میں ہماری گائنی ڈاکٹر ہیں وہ لکھتی ہیں کہ میری بھی جو ابتدائی ٹریننگ ہے وہ ڈاکٹر نصرت جہاں نے کی تھی اور پھر جب میں گھانا گئی تو مستقل میرے سے واٹس ایپ اور ای میل وغیرہ پہ رابطہ تھا۔ کوئی بھی گائنی کا مسئلہ ہوتا تو بڑی خوشی سے مجھے اس کا جواب دیتیں اور رہنمائی کرتیں اور ہر مشکل وقت میں یہی کہا کرتی تھیں کہ خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھو۔ پھر یہ کہتی ہیں جب مَیں ڈاکٹر صاحبہ کے ساتھ کام کرتی تھی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ان کا دھیان رہتا تھا۔ کہتی ہیں مجھے یاد ہے کہ جب بھی وہ کوئی زائد بتی، لائٹ جلتی دیکھتیں تو فوراً بند کر دیتیں کہ جماعت کا پیسہ بلاوجہ ضائع کیوں ہو رہا ہے۔ پھر شادی شدہ کو شادی قائم رکھنے کی طرف توجہ دلاتیں۔ کہتیں کہ جو خون کے رشتہ ہوتے ہیں وہ کبھی نہیں ٹوٹتے لیکن میاں بیوی کا رشتہ پیار محبت کا ہوتا ہے وہ نہ رہے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور یہ بڑا اچھا نسخہ ہے جو انہوں نے بتایا۔ اس پہ ہر جوڑے کو عمل کرنا چاہئے۔ کہتی ہیں جب گزشتہ دنوں بیماری سے پہلے، لندن میں ہسپتال میں داخل ہونے سے چند دن پہلے مجھے فون کیا کہ نیا گائنی تھیٹر ربوہ میں بنا ہے اور پتا نہیں مَیں جا کے دیکھ سکتی ہوں یا نہیں۔ مجھے بھی انہوں نے کہا تھا۔ یا انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے دیر ہو جائے اس لئے ناظر اعلیٰ سے اس کا افتتاح کروا دیں۔ مَیں نے ان کو ہدایت بھیجی ہے کیونکہ افراد سے جماعت کے کام نہیں رکتے۔

ڈاکٹر نوری صاحب جو ربوہ میں طاہر ہارٹ کے انچارج ہیں وہ کہتے ہیں کہ گزشتہ نو سال سے زائد عرصہ سے محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ فضل عمر ہسپتال کے زبیدہ بانی وِنگ اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ ان میں بعض ایسی صفات تھیں جو آجکل بہت کم ڈاکٹروں میں پائی جاتی ہیں۔ بہت ہی نیک، دعا گو، اعلیٰ اخلاق کی حامل، خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والی، اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والی، پردہ کی باریکی سے پابندی کرنے والی، قرآن کریم کا وسیع علم رکھنے والی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسوہ پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔ اور انہوں نے یہاں یوکے (UK) میں بھی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد یہاں مختلف ہسپتالوں میں اپنے علم میں اضافے کے لئے بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ انہوں نے نقاب کا پردہ کیا ہے اور

پورا برقع پہنا ہے اور کبھی کوئی کمپلیکس نہیں تھا اور پردے کے اندر رہتے ہوئے سارے کام بھی کئے۔ اس لئے وہ لڑکیاں جن کو یہ بہانہ ہوتا ہے کہ ہم پردے میں کام نہیں کر سکتیں ان کے لئے یہ ایک نمونہ تھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اپنے فن میں بہت ماہر تھیں۔ جدید تکنیکی علم سے واقف تھیں اور اپنے علم کو نئے تقاضوں کے مطابق بڑھا کر کام کرتی تھیں۔ کبھی اپنے کام کے دوران وقت کی پرواہ نہیں کی اور حاصل سہولیات سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ تشویشناک حالات کے مریضوں کی خاطر اپنی چھٹیوں کو قربان کر کے بارہ بارہ گھنٹے کام کرتی رہتیں۔ کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے ایک ڈیلوری کے پیچیدہ کیس پر ساری رات جاگ کر کام کیا۔ انہیں ممکنہ آپشنز کے بارے میں تسلی سے آگاہ کرتیں جس کی وجہ سے مریضوں کو اُن پر بڑا اعتماد تھا۔ قواعد وضوابط اور اصولوں کی بھرپور پابند تھیں۔ اپنے فرائض دیانتداری سے سرانجام دیتی تھیں۔

بعض لوگ ان کے زمانے میں کہتے تھے مجھے بھی لکھتے تھے کہ بڑی سخت ہیں۔ اگر سخت تھیں تو اصولوں کی وجہ سے۔ لیکن ان کا دل بہت نرم تھا۔ سخاوت اور ہمدردی بھی ان کا ایک اہم وصف تھا۔ ڈاکٹر نوری صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ضعیف خاتون جو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں داخل رہی تھیں انہوں نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحبہ اپنا کام ختم کر کے گاڑی میں واپس گھر جارہی تھیں کہ انہوں نے مجھے ہسپتال کے پاس اقصیٰ روڈ پر دیکھا تو گاڑی روکی اور میری گردن پر ہاتھ رکھ کر نہایت اطمینان سے میری بیماری کا پوچھا اور وہیں لکھ کر دوا تجویز کی اور پھر چلی گئیں۔ ان کی قوت بیان بھی بہت عمدہ تھی۔ ان کے والد صاحب مولانا عبد المالک خان صاحب بھی بڑے اعلیٰ پائے کے مقرر تھے۔ فوزیہ شمیم صاحبہ صدر لجنہ لاہور نے نوری صاحب کو بتایا کہ لاہور میں لجنات سے خطاب کے لئے بلایا جاتا تو آپ کی شخصیت اور بیان کا سب پر یکساں اثر پڑتا۔ آپ کی باتوں کا محور احمدیت، خلافت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر تھا۔ آپ کے انداز بیان میں آپ کے والد مرحوم مولانا عبد المالک خان صاحب کی جھلک نظر آتی تھی۔ خلافت سے بہت وفا اور خلوص کا تعلق تھا۔ میٹنگز، سیمیناروں میں اور یہاں تک کہ وارڈ کے راؤنڈ کے دوران بھی خلیفہ وقت کے ارشادات کا تذکرہ کرتی رہتی تھیں۔ خلافت سے عقیدت صرف زبان تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کے عمل سے بھی اس کا اظہار ہوتا تھا۔ صحیح معنوں میں ایک رول ماڈل خاتون تھیں۔

ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں بڑی فراست اور دوراندیشی دے رکھی تھی۔ بعض اوقات مریض کے علاج کے سلسلہ میں کسی پروسیجر کو کچھ وقت کے لئے مؤخر کر دیتیں اور بعد میں ان کا یہ فیصلہ درست نکلتا۔ نہایت اچھی منتظمہ تھیں۔ اپنے شعبہ کے کام پر مکمل گرفت رکھتیں۔ اصولوں کی پابندی کرتیں۔ اپنے مؤقف کا ڈٹ کر اظہار کرتیں۔ معاملات کی گہری چھان بین کرنا اور ان سے آئندہ کے لئے رہنمائی لینا ان کی عادت تھی۔ انتظامی معاملات میں رعب اپنی جگہ لیکن عملہ سے ہر درجہ پیار اور محبت کرنے والی تھیں اور

ان کی خوشی غمی میں شرکت کیا کرتی تھیں۔ آپ کی ہمدردی اور شفقت کا دائرہ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور عملہ اور ہسپتال ہی تک محدود نہ تھا بلکہ عملہ کے افراد خاندان، مریضوں اور ان کے لواحقین سبھی کو اس سے مستفیذ ہوتے ہوئے بارہا ہم نے دیکھا۔ ضرورتمندوں کی نہایت کھلے دل سے اور ان کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے خاموشی سے مدد کرتیں۔ یہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اہم امور کا ریکارڈ محفوظ رکھتیں اور یہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے علم کے مطابق آپ کی قیادت میں شعبہ گائنی کا ریکارڈ جو ہے اس وقت سب سے بہتر اور محفوظ حالت میں ہے۔

ایک مربی صاحب فضیل عیاض صاحب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ بے حد ہمدرد اور غمگسار تھیں۔ 1989ء میں جب عاجز جامعہ احمدیہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہا تھا تو اپنے خاندان کے، اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ ربوہ منتقل ہوا۔ جب ہمارا علاج ڈاکٹر صاحبہ نے شروع کیا، بچے کی پیدائش کا علاج تھا یا کوئی اور مسئلہ تھا۔ بہرحال علاج کے دوران بڑی مہربان شفیق اور ہمدرد تھیں۔ ایک واقف زندگی مربی کی بیوی ہونے کی وجہ سے میری اہلیہ اور ہمارے بچے ہمیشہ ان کی خاص شفقت اور محبت کا مورد رہے۔ کہتے ہیں ہماری چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں ہی ان کی پیدائش ہوئی۔ کہتے ہیں ہمیشہ ہی ہم نے ان کو بچوں کی اور ان کی والدہ کی صحت کے بارے میں اپنے سے زیادہ متفکر پایا۔ جب ہمارے گھر چار بیٹیاں ہو گئیں تو ایک مرتبہ میری تیسری بیٹی نے جس کی عمر اس وقت صرف چار سال تھی ان کے گھر جا کر ان سے کہا کہ ہمیں بھی بھائی لا کر دیں تو ڈاکٹر صاحبہ نے اس کو بہت پیار کیا اور کہا کہ اللہ سے دعا کرو اللہ تمہیں بھائی دے۔ اور پھر جب دوبارہ ان کے گھر میں امید ہوئی تو ڈاکٹر صاحبہ نے خود بھی دعا کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دعا کے لئے لکھا اور ہر ملنے والے کو ان کی بیوی کے لئے دعا کے لئے کہتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو خود آ کر ہمارے گھر سے میری بیٹی کو لے گئیں کہ لو تمہیں اللہ تعالیٰ نے بھائی دے دیا ہے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں میری بیوی کو گھر چھوڑ کے گئیں۔

غیر احمدی مریض بھی ان کے پاس بہت آتے تھے۔ انہوں نے خود سنایا کہ ایک دفعہ چنیوٹ کے غیر احمدی مولوی صاحب آ گئے۔ ان کی بیوی کی اولاد نہیں ہوتی تھی تو ان کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور امید بندھی تو کہتی ہیں اب یہ مولوی صاحب نو مہینہ تو میرے قابو میں ہیں اور انہوں نے خوب ان کو تبلیغ کی۔ کوئی ڈر اور خوف نہیں تھا۔

پھر طاہر ندیم صاحب ہمارے عربی ڈیسک کے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ کا دواؤں سے زیادہ دعا پر بھروسہ تھا۔ کہتے ہیں مَیں لندن آ گیا جب میری بیوی وہیں تھی اور اہلیہ کا کوئی آپریشن کرنا تھا اس میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ہمیں خود بتایا کہ اس وقت مَیں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اے خدا! واقف زندگی کی بیوی ہے۔ اس کا خاوند تیرے دین کی خدمت کے لئے گیا ہوا ہے تُو اپنا فضل فرما دے، چنانچہ کچھ دیر کے بعد خدا تعالیٰ

نے ایسا فضل فرمایا کہ جو بلیڈنگ ہو رہی تھی وہ مکمل طور پر رک گئی اور آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔ مہمان نوازی کے بارے میں ندیم صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے پروگرام الحوار المباشر کے لئے جو عرب لوگ آتے ہیں وہ 53 گیسٹ ہاؤس لندن میں بیٹھتے ہیں۔ وہاں یہ خود بھی ٹھہری ہوئی تھیں اور یہ عرب بھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں ایک دن اپنی بیٹی کے ساتھ کچن میں پراٹھے پکا رہی تھیں تو کہنے لگیں کہ آپ عرب لوگ حوار میں شامل ہو رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپ لوگ جو دین کی خدمت کر رہے ہیں ان کو اپنے ہاتھ سے پراٹھے بنا کر کھلاؤں اور اس طرح مَیں بھی اس جہاد کے ثواب میں شامل ہو جاؤں۔

مبشر ایاز صاحب جو ہمارے جامعہ ربوہ کے پرنسپل ہیں ان کے چاق و چوبند ہونے اور پردے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہماری یہ ڈاکٹر صاحبہ بھی برقع میں ملبوس عین پردے کی بہترین شکل کو اختیار کئے ہوئے فوجی جوانوں کی طرح بھاگ دوڑ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ جو خواتین پردے کو روک سمجھتی ہیں ان کے لئے یہ بہترین رول ماڈل تھیں۔ سارا سارا دن کام کرتی رہتیں اور بڑی ایکٹو (active) رہتیں پھر بھی کبھی تھکاوٹ کا اظہار نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب کہتے ہیں کہ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ میں ہم بھی رہتے تھے یہ بھی رہتی تھیں۔ وہاں اس زمانے میں ربوہ کا ایک ماحول تھا، آپس میں بے تکلفی تھی، آنا جانا تھا۔ دوست محمد شاہد صاحب کے یہ بیٹے ہیں۔ اُن کی اور مولانا عبد المالک خان صاحب کی آپس میں دوستی بھی تھی اور چونکہ مولانا عبد المالک خان صاحب کے کوئی بیٹے وہاں نہیں تھے اس لئے دوست محمد شاہد صاحب نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ ان کے گھر سے پتا کرتے رہا کرو کہ کوئی ضرورت ہو کسی چیز کی، بازار سے کوئی چیز لانی وانی ہو تو کام کر دیا کرو۔ تو یہ جاتے رہتے تھے۔ اس لحاظ سے بڑی بے تکلفی تھی اور کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ سے بھی پوچھتا رہتا تھا۔ پھر ہسپتال میں اکٹھے کولیگ بھی رہے اور ہلکا سا بھی اگر ان کا کام کیا تو اتنی شکر گزار ہوتی تھیں کہ بے شمار شکریہ ادا کر کے اور پھر بچوں کو تحفے اور بیوی کو تحفے اور ان کو تحفے وغیرہ دیا کرتی تھیں۔

یہ لکھتے ہیں کہ ان کا گائنی کا شعبہ جو تھا اس کو نئی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے قریباً ہر سال وہ انگلستان جا کر نئے پروسیجر سیکھ کر آتی تھیں۔ اور اپنے طور پہ آتی تھیں۔ یہ نہیں کہ جماعتی خرچ پہ آئیں۔ نیز مختلف احباب کے تعاون سے نئی مشینیں بھی لاتیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ حال ہی میں زبیدہ بانی ونگ میں نئے آپریشن تھیٹر کی تعمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا لیکن اس کو استعمال کرنے کا ان کو موقع نہیں ملا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ جو موجود ڈاکٹر ہیں ان کو توفیق دے کہ اس کو صحیح استعمال کر سکیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ الغرض شعبہ کی موجودہ ہیئت جو ایک کمرے سے شروع ہوئی تھی، فضل عمر ہسپتال میں شعبہ گائنی صرف ایک کمرے میں ہوتا تھا اب ایک پورے ونگ میں تبدیل

ہو چکا ہے اور اس میں ڈاکٹر نصرت جہاں کی قابلیت اور شبانہ روز محنت اور بھرپور جذبہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔

ایک ان کی سٹاف نرس جمیلہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ کی وفات کا بڑا افسوس ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ ایک بہت ہی اچھی اور خوش اخلاق ڈاکٹر تھیں۔ ہم سب کا بہت خیال رکھنے والی ڈاکٹر تھیں۔ بچوں کی طرح ہمیں پیار کرتی تھیں اور بہت خیال رکھتی تھیں۔ جو بھی غریب مریض آتا اس کو پرچی کے پیسے بھی واپس کر دیتیں اور دوائی بھی اپنے پاس سے دیتیں۔

پھر ایک اور سٹاف نرس مسرت صاحبہ لکھتی ہیں کہ بہترین شفیق استاد اور بلند پایہ قابل ڈاکٹر تھیں۔ میں نے تقریباً اکتیس سال کا عرصہ ان کے زیر نگرانی گزارا ہے۔ بہت محبت کرنے والی، نہایت حساس، ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دینے والی، بڑوں کی غمگسار، بچوں سے شفقت کا سلوک کرنے والی، مریضوں کے ساتھ انتہائی محبت سے پیش آنا، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا، تمام سٹاف کو ہمیشہ خدمت خلق اور خوش خُلقی کا درس دینا، خلیفۂ وقت کے حکم پر لبّیک کہنے والی ہستی تھیں۔

پھر ان کی ایک مریضہ لکھتی ہیں کہ ایک دفعہ میرا علاج کر رہی تھیں اور واقف زندگی کی بیوی ہونے کی حیثیت سے کافی توجہ دیتی تھیں۔ الٹراساؤنڈ کروانا تھا تو اپنی مددگار کو کہا کہ ان کا الٹراساؤنڈ کروالاؤ۔ اس وقت کافی رَش تھا۔ ایک کرسی تھی وہاں جس پر ایک غریب سی عورت بیٹھی ہوئی تھی تو اس عورت نے جو اسسٹنٹ مددگار تھی اس نے اس عورت کو اٹھا کے اس مریضہ کو وہاں بٹھانا چاہا کیونکہ ڈاکٹر صاحبہ نے بھیجا تھا تو دیکھا کہ اچانک پیچھے سے آواز آئی کہ نہیں تم اس کرسی پہ نہیں، اس پہ بیٹھو۔ دیکھا تو ڈاکٹر صاحبہ خود ایک کرسی اٹھا کے لا رہی تھیں تا کہ جو دوسری غریب مریضہ ہے اس کو یہ احساس نہ ہو کہ مجھے اٹھایا گیا ہے کیونکہ مریض سارے ایک ہی طرح ہوتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف اس کی حالت دیکھ کے یہ بھی تھا کہ بیٹھنے کی جگہ مل جائے اس لئے خود ہی کرسی اٹھا کے لے آئیں اور اپنی مریضہ کو اس پہ بٹھا دیا۔

ایک اور ڈاکٹر صاحبہ ہیں وہ لکھتی ہیں کہ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔ اپنے ساتھ کام کرنے والی ڈاکٹرز کو بھی ابھارتی رہتی تھیں کہ خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق پیدا کریں اور دعا کے لئے کثرت سے لکھا کریں۔ ہر کام کے لئے جب بھی دعا کے لئے خلیفۂ وقت کو لکھتیں تو کہتی ہیں ہمارے لئے بھی دعا کے لئے کہتیں۔ پھر مجھے لکھا ہے کہ آپ کی طرف سے جواب آتا تو اس کو پڑھ کر سب کو سناتیں اور آنکھوں میں جو خوشی ہوتی تھی وہ ان کے لہجہ سے بھی عیاں ہو رہی ہوتی تھی اور آنکھوں سے بھی۔ کہتی ہیں کہ وہ ہم سب کے ایمان میں اضافے کا باعث ہوتی تھیں۔ اپنی زندگی جماعت کے لئے وقف کر کے نہ صرف اپنی دنیاوی آسائشوں اور مال کی قربانی کی تھی بلکہ وہ ہم سب ڈاکٹرز کو بھی اپنی زندگی کی مثالیں دے کر وقف اور جماعت کی خدمت کے لئے

motivate کرتی تھیں۔ ان کے ساتھ کام کرنے سے روز انسان کا ایمان تازہ ہوتا تھا اور دل میں وقف کی روح کا جذبہ ابھرتا تھا۔

خلافت سے تعلق اور اطاعت کا ایک واقعہ مجھے عابد خان صاحب جو ہمارے پریس کے ہیں انہوں نے لکھا کہ انہوں نے انہیں کہا کہ میں تو خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی بات سرسری طور پر بھی سن لوں، کوئی حکم نہ ہو بلکہ سرسری بات ہی ہو تو اس کو بھی میں حکم سمجھتی ہوں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ پس یہ ہے وہ وفا اور اطاعت کا معیار جو اُن میں تھا۔

بہت سارے لکھنے والے ہیں اس وقت سب تو بیان کرنے مشکل ہیں۔ ایک خاتون نے لکھا کہ ایک دفعہ میں اپنے گھر سے جو ہسپتال کے پیچھے ہے لجنہ کے دفتر جارہی تھی تو یہ جماعتی گاڑی میں باہر آرہی تھیں۔ جماعتی کام سے کہیں جارہی تھیں۔ مجھے پوچھا کہاں جارہی ہو تو میں نے بتایا لجنہ کے دفتر میں فلاں ڈیوٹی ہے تو انہوں نے ڈرائیور کو کہا کہ پہلے اس کو لجنہ کے دفتر میں چھوڑ آؤ کیونکہ یہ جماعتی کام سے جارہی ہے اور پھر کہا کہ جماعتی گاڑی کو مَیں صرف جماعتی کام کے لئے استعمال کرتی ہوں۔

آپ کی بیٹی ندرت عائشہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میری امّی ایک مثالی ماں اور نہایت محبت کرنے والا وجود تھیں۔ میرے اور میرے بچوں کے لئے بے حد دعائیں کیا کرتی تھیں۔ جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو فوراً امّی کو فون کر دیتی اور بے فکر ہو جاتی اور اللہ کے فضل سے بعد میں وہ کام آسان بھی ہو جاتا۔ پھر مجھے کہتیں کہ تم سجدہ شکر کرو۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود میری پرورش اور تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ اتنی بلند حوصلہ اور باہمت تھیں کہ مجھے ماں اور باپ دونوں بن کر پالا۔ کبھی اگر ان کو احساس ہوتا کہ بیٹی کی صحیح طرح خدمت نہیں کر سکی تو کہتیں کہ میں اپنی بیٹی کو مصروفیات کی وجہ سے اتنا وقت نہیں دے سکتی لیکن پھر فوراً کہتیں کہ جو وقت انسانیت کی خدمت میں صرف ہوا اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد کے کام خود بنا دے گا۔ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے نانا جان نے دو چیزیں اپنی اولاد کو نصیحت فرمائی تھیں۔ ایک توکّل علی اللہ اور دوسرا خلافت سے وابستگی۔ اور وہی نصیحت مَیں تمہیں کرتی ہوں کہ ہمیشہ اللہ پر توکل کرنا اور خلافت سے خود کو اور اپنی اولاد کو جوڑے رکھنا۔ یہ لکھتی ہیں کہ خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔ جب بیمار ہوئیں اور وینٹی لیٹر (ventilator) لگانے لگے تو نماز پڑھی اور میرے موبائل فون سے قرآن پاک پڑھا۔

پھر ایک پیپر اور قلم مانگا جس پر لکھ دیا کہ خلیفہ وقت کو بار بار دعا کا پیغام بھیجتی رہنا۔ کہتی ہیں کہ میں نے اپنی امی کو بے انتہا پر خلوص اور جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار پایا۔ فضل عمر ہسپتال میں امی کی خدمات کا آغاز ایک چھوٹے سے کنسلٹیشن رُوم (consultation room) سے ہوا جس کے ایک طرف کاؤچ اور دوسری

طرف سادہ سی میز کرسی پڑی ہوئی تھی۔ ان کی خدمت کے جذبے اور دعاؤں نے پہلے انہیں لیبر وارڈ اور پھر شعبہ گائنی کی independent بلڈنگ عطا فرمائی جس کو انہوں نے اور ان کی ٹیم نے بڑے شوق اور لگن سے ایک کامیاب یونٹ بنا دیا۔ میڈیکل equipment خریدنے خود لاہور اور فیصل آباد جایا کرتی تھیں اور میں بھی کچھ سفروں میں ان کے ساتھ تھی۔ ہر دکاندار سے کوٹیشن لیتیں اور کوشش کرتیں کہ جماعت کے پیسے کو بچایا جائے۔

ایک دفعہ کہتی ہیں میری بیٹی عالیہ پندرہ دن کے لئے ربوہ آئی ہوئی تھی اسے بھی اپنے شعبہ کے کام میں شامل کیا کہ ٹائپنگ میں مدد کرو کیونکہ تمہاری ٹائپنگ سپیڈ اچھی ہے اور جماعت کی خدمت کرنا ایک سعادت ہے اور تم اس سعادت سے حصہ پاؤ۔ اپنے کام کی ایسی دھن تھی کہ بیماری کے آخری ایام میں بھی ہسپتال کا نام سن کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آتی اور غنودگی کی حالت میں بھی ہسپتال کے آپریشن تھیٹر اور مشین بنانے والی کمپنیوں کے نام لیتیں جسے سن کر انگریز نرسز بھی حیران ہوتیں اور مجھ سے پوچھنے لگتیں کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اللہ کی ذات پر بے حد توکل تھا۔ شدید بیماری کے عالم میں چند دن تک بات نہیں کر سکتیں تھیں۔ جب سپیکنگ والو (speaking valve) لگایا گیا تو جو پہلا فقرہ امّی نے ادا کیا وہ یہ تھا کہ میری بیٹی اللہ پر چھوڑ دو۔ اور اگر میں رونے لگتی تو آنکھ کے اشارے سے اللہ کی طرف اشارہ کرتیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس اکلوتی بیٹی کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور جو اس کی ماں نے اس کو نصیحتیں کی ہیں اور اس سے توقعات رکھی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اسے پورا اترنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ مرحومہ کے بھی درجات بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ فضل عمر ہسپتال کو خدمت کرنے والی اور وفا کے ساتھ اپنے کام کو پورا کرنے والی، وفا کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہنے والی اور خلافت کی اطاعت گزار مزید ڈاکٹریں بھی عطا فرماتا رہے اور جو موجود ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اس کام میں بڑھاتا چلا جائے۔

نماز جمعہ کے بعد ان دونوں کا مَیں نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 11 / نومبر 2016ء تا 17 / نومبر 2016ء جلد 23 شمارہ 46 صفحہ 05 تا 09)

44

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء بمطابق 28/ اخاء 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بچوں کو وقف کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ روزانہ مجھے والدین کے خط ملتے ہیں۔ بعض دنوں میں ان کی تعداد بیس پچیس ہو جاتی ہے جس میں ماں باپ اپنے ہونے والے بچوں کو وقف نَو میں شامل کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جب یہ تحریک فرمائی تھی، پہلے مستقل نہیں تھی پھر آپ نے اسے مستقل کر دیا اور جماعت نے بھی خاص طور پر ماؤں نے اس پر ہر ملک میں لبیک کہا۔ آج سے بارہ تیرہ سال پہلے جماعت کی جو اس طرف توجہ ہوئی تھی اس کی وجہ سے جو تعداد واقفین نَو کی 28000 سے اوپر تھی اب یہ تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 61000 کے قریب پہنچ چکی ہے جس میں سے چھتیس ہزار سے اوپر لڑکے ہیں اور باقی لڑکیاں۔ گویا وقت کے ساتھ ساتھ یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے وقف کرنا ہے۔

لیکن صرف بچوں کو وقف کے لئے پیش کرنے سے ماں باپ کی ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ بیشک ایک احمدی بچے کی تربیت والدین پر ہے اور والدین اپنے بچے کی بہتری ہی چاہتے ہیں۔ اس کی دنیاوی تعلیم بھی چاہتے ہیں۔ تربیت بھی چاہتے ہیں۔ دینی تعلیم بھی چاہتے ہیں اگر وہ دینی رجحان رکھنے والے والدین ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بچہ اور خاص طور پر وقف نَو بچہ ان کے پاس جماعت کی امانت ہے جس کی تربیت اور اسے جماعت اور معاشرے کا بہترین حصہ بنانا والدین کا فرض ہے لیکن واقفین نَو بچوں کی تربیت ان کی دینی اور دنیاوی تعلیم پر خاص توجہ اور انہیں بہتر طور پر تیار کر کے جماعت کو دینا اس لحاظ سے بھی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ پیدائش سے پہلے ماں باپ یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی ہمارے ہاں پیدا ہونے والا ہے، لڑکا ہے یا لڑکی اسے خدا کے لئے، اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے مشن کی تکمیل کے

لئے جو تکمیل اشاعت ہدایت کا مشن ہے، جو اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا مشن ہے، جو خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف دنیا کو توجہ دلانے کا مشن ہے، جو ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی اسلامی تعلیم دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کا مشن ہے، اس کے لئے پیش کرتے ہیں۔

پس یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جو وقف نَو بچوں کے والدین خاص طور پر ماں اپنے ہونے والے بچے کی پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد کرتے ہوئے پیش کرتی ہے اور خلیفہ وقت کو لکھتے ہیں کہ ہم حضرت مریم کی ماں کی طرح اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہوئے اپنے بچے کو وقف نَو سکیم میں پیش کر رہے ہیں کہ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (آل عمران:36) کہ اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ یہ تو مجھے نہیں پتا کہ کیا ہے، لڑکا ہے یا لڑکی لیکن جو بھی ہے میری خواہش ہے میری دعا ہے کہ یہ دین کا خادم بنے۔ فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ۔ میری اس خواہش اور دعا کو قبول فرما اور اسے قبول فرمالے۔ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۔ تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پس میری عاجزانہ دعا بھی سن لے۔ تجھے علم ہے کہ یہ دعا میرے دل کی آواز ہے۔ یہ بچے کی ماؤں کی خواہش ہوتی ہے وقف سے پہلے اور ہونی چاہئے ایک احمدی ماں کی جب وہ اپنے بچے کو وقف نَو کے لئے پیش کرتی ہے اور اس میں باپ بھی شامل ہے۔

پس جب یہ دعا وقف نَو میں شامل کرنے والے بچے کی ماں کرتی ہے تو ان ذمہ داریوں کا بھی احساس رہنا چاہئے جو اس عہد کے نبھانے اور اس دعا کے قبول ہونے کے لئے ماؤں پر بھی اور باپوں پر بھی عائد ہوتی ہیں۔ وقف نَو میں بچہ ماں اور باپ دونوں کی رضامندی سے پیش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قرآن کریم میں محفوظ اس لئے نہیں فرمائی کہ پرانے زمانے کا ایک قصہ سنانا مقصود تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کو یہ دعا اس قدر پسند آئی اور اسے اس لئے محفوظ فرمایا کہ آئندہ آنے والی مائیں بھی یہ دعا کر کے اپنے بچوں کو دین کی خاطر غیر معمولی قربانیاں کرنے والا بنائیں۔ گو کہ ہر مومن دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا ہے لیکن وقف کرنے والے ان معیاروں کی انتہاؤں کو چھونے والے ہونے چاہئیں۔ پس جب ابتدا سے مائیں اور باپ اپنے بچوں کے ذہنوں میں ڈالیں گے کہ تم وقف ہو اور ہم نے تمہیں خالصۃً دین کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا اور یہی تمہاری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے اور ساتھ ہی دعائیں بھی کر رہے ہوں گے تو پھر بچے اس سوچ کے ساتھ پروان چڑھیں گے کہ انہوں نے دین کی خدمت کرنی ہے۔ اس سوچ کے ساتھ پروان نہیں چڑھیں گے کہ ہم نے بزنس مین بننا ہے، ہم نے کھلاڑی بننا ہے، ہم نے فلاں شعبہ میں جانا ہے، ہم نے فلاں شعبہ میں جانا ہے، بلکہ ان کی طرف سے یہ سوال کیا جائے گا کہ میں وقف نَو ہوں مجھے جماعت بتائے، مجھے خلیفۂ وقت بتائے کہ میں کس شعبہ میں جاؤں۔ مجھے اب دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ جو عہد میری ماں نے

پیدائش سے پہلے کیا تھا اور جو دعائیں اس نے میری پیدائش سے پہلے مانگی تھیں اور پھر میری تربیت ایسے رنگ میں کی کہ میں دنیا کی بجائے دین کو تلاش کروں میری یہ خوش قسمتی ہے کہ میری ماں کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور میری ماں کی کوششوں کو جو اس نے میری تربیت کے لئے کیں اللہ تعالیٰ نے پھل لگایا۔ اب میں بغیر کسی دنیاوی لالچ اور خواہش کے صرف اور صرف دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہوں۔

اس سوچ کا اظہار پہلے تو واقفین نَو کو اپنے وقف کی تجدید کرتے ہوئے پندرہ سال کی عمر میں کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے میں نے متعلقہ انتظامیہ جو ہے ان کو ہدایت بھی کی ہوئی ہے کہ پندرہ سال کی عمر میں باقاعدہ تحریری طور پر ان سے لیں کہ وہ وقف کو جاری رکھیں گے یا جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر بیس اکیس سال کی عمر میں جب پڑھائی سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ان سب کے لئے ضروری ہے جو جامعہ میں داخل نہیں ہوئے کہ وہ اس بونڈ (Bond) کو دوبارہ لکھیں۔ پھر اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ کسی شعبہ میں کچھ تربیت لے لو تو پھر دوبارہ تحریر کریں۔ گویا کہ ہر مرحلے پر وقف نَو کو خود اپنی دلی خواہش کے مطابق اپنے وقف کو قائم رکھنے کا اظہار کرنا چاہئے۔

اس بارے میں جیسا کہ میں نے کہا میں پہلے تفصیلاً کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔ کسی وقف نَو بچے کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے **اگر وقف کیا تو ہم دنیاوی طور پر کس طرح گزارہ کریں گے** یا یہ وسوسہ دل میں پیدا ہو جائے کہ ہم ماں باپ کی مالی خدمت کس طرح کریں گے یا جسمانی طور پر خدمت کس طرح کریں گے۔ گزشتہ دنوں میری یہاں واقفین نَو کے ساتھ کلاس تھی تو ایک لڑکے نے یہ سوال کیا کہ اگر ہم وقف کر کے جماعت کو ہمہ وقت اپنی خدمات پیش کر دیں تو ہم اپنے والدین کی مالی یا جسمانی یا عمومی خدمت کس طرح کر سکیں گے۔ یہ سوال پیدا ہونا اس بات کا اظہار ہے کہ ماں باپ نے بچپن سے اپنے واقفین نَو بچوں کے دل میں یہ بات بٹھائی ہی نہیں کہ تمہیں ہم نے وقف کر دیا ہے اور اب تم ہمارے پاس صرف اور صرف جماعت کی امانت ہو۔ دوسرے بہن بھائی ہماری خدمت کر لیں گے۔ تم نے صرف اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کو پیش کر دینا ہے اور اس کے حکموں کے مطابق چلانا ہے۔

حضرت مریم کی والدہ کی دعا میں جو لفظ مُحَرَّرًا استعمال ہوا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ میں نے اس بچہ کو دنیاوی ذمہ داریوں سے بالکل علیحدہ کیا اور میری دعا ہے کہ خالصۃً دین کی ذمہ داری ہی اس کی ترجیح ہو جائے۔

پس ان ماؤں اور باپوں سے سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وقف نَو کا صرف نام ہونا ہی کافی نہیں ہے **بلکہ وقف تو ایک اہم ذمہ داری ہے**۔ ایک وقف نَو کے جوانی تک پہنچنے تک ماں باپ کی اور اس کے بعد خود اس کی اپنی یہ ذمہ داری بن جاتی ہے۔ بعض لڑکے لڑکیاں جنہوں نے دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے بظاہر بڑا جوش دکھاتے ہیں، اپنی خدمات پیش کر دیتے ہیں لیکن بعد میں ایسی مثالیں بھی سامنے آئیں کہ اس لئے چھوڑ جاتے ہیں کہ جماعت جو الاؤنس دیتی ہے اس میں ان کا گزارہ نہیں ہوتا۔ جب ایک بڑا مقصد حاصل کرنا ہے تو تنگی اور قربانی تو کرنی پڑتی

ہے۔ پس اگر بچپن سے یہ بات واقفین کے دماغوں میں بٹھا دی جائے کہ وقف زندگی سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ دنیاوی طور پر دوسرے کی طرف دیکھنے کی بجائے، یہ سوچنے کی بجائے کہ میرا فلاں کلاس فیلو میری جتنی تعلیم حاصل کر کے لاکھوں کما رہا ہے اور میں ایک مہینہ بھی اس کے ایک دن کی آمد کے جتنا نہیں کما رہا، یہ سوچ ہونی چاہئے کہ جو مقام مجھے خدا تعالیٰ نے دیا ہے وہ دنیاوی مال سے بہت بڑھ کر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ دنیاوی مال و اسباب کے لحاظ سے اپنے سے کمتر کو دیکھو اور روحانی لحاظ سے اپنے سے بڑھے ہوئے کو دیکھو تا کہ مادی دوڑ میں بڑھنے کی بجائے روحانی دوڑ میں بڑھنے کی کوشش کرو۔

(بخاری کتاب الرقاق باب لینظر الی من ھو اسفلہ منہ...الخ حدیث6490)(فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب الرقاق باب لینظر الی من ھو اسفلمنہ...الخ حدیث6490 جلد11 صفحہ392 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

پس جو واقفین نَو لڑکے خاص طور پر اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں خود بھی اپنی **ظاہری اور مالی حالت کی بہتری کی بجائے روحانی حالت میں بہتری کی کوشش کریں۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر احمدی سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ اس کا معیار انتہائی بلند ہو تو ایک شخص جس کے ماں باپ نے پیدائش سے پہلے اس کو دین کے لئے وقف کر دیا اور اس کے لئے دعائیں بھی کی ہوں اس کو کس قدر ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے۔ اور حیات طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی رُوح بول اٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (البقرۃ:132) "کہ میں تو اپنے ربّ کا فرمانبردار ہو چکا ہوں۔ فرمایا "جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تُم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف مَیں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ "یہی بنیاد ہے اور یہی مقصد ہے" پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اِس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 100)

پس واقفین نَو کو عام احمدی سے بلند ہو کر یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دین کی خاطر دوسرے بھی وقف کرتے ہیں اور ہر ایک وقف کر بھی نہیں سکتا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہئے جو دین کا علم حاصل کرے اور پھر جا کے اپنے لوگوں کو بتائے۔ دنیاوی کاموں میں بھی الجھے ہوئے

ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا کہ دنیاوی کام کرتے ہوئے بھی خدا کا خوف اور دین مقدم ہونا چاہئے۔
(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 91)

واقفین نَو کو تو اپنے قناعت کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔ اپنی قربانی کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔ یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہوں گے تو ہمیں شاید ہمارے بہن بھائی کمتر سمجھیں یا والدین ہمیں اس طرح توجہ نہ دیں جس طرح باقیوں کو دے رہے ہیں۔ اول تو والدین کو ہی یہ خیال کبھی دل میں نہیں لانا چاہئے کہ واقفین زندگی کمتر ہیں۔ واقفین زندگی کا معیار اور مقام ان کی نظر میں بہت بلند ہونا چاہئے۔ لیکن واقفین زندگی کو خود اپنے آپ کو ہمیشہ دنیا کا عاجز ترین بندہ سمجھنا چاہئے۔

واقفین نَو کو **جہاں قربانی کا معیار بڑھانا ہے وہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہئے، اپنی وفا کے معیار کو بھی بڑھانا چاہئے۔** اپنے اور اپنے والدین کے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دین کی خاطر، دین کی سربلندی کی خاطر کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تب اللہ تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور کسی کو بغیر جزا کے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک موقع پر اپنے عہدوں کو وفا کے ساتھ پورا کرنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے: وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (النجم:38) کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 234)

پس عہدوں کو پورا کرنا کوئی معمولی چیز نہیں ہے اور **وہ عہد جو وقف زندگی کا عہد ہے** جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درد بھرے الفاظ ہم سن چکے ہیں یہ کیسا عظیم عہد ہے۔ اگر ہر وقف نَو لڑکا اور لڑکی اپنے اس عہد کو وفا کے ساتھ پورا کرنے والا ہو تو ہم دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ بعض نوجوان جوڑے میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں بھی وقف نَو ہوں، میری بیوی بھی وقف نَو ہے، میرا بچہ بھی وقف ہے۔ یا ماں کہے گی کہ میں وقف نَو ہوں، باپ کہے گا میں وقف نَو ہوں اور میرا بچہ وقف نَو ہے تو یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔ لیکن اس کا حقیقی فائدہ تو جماعت کو تبھی ہو گا جب وفا کے ساتھ اپنے وقف کے عہد کو پورا کریں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے وفا کے مضمون کو ایک جگہ مزید کھولا ہے اور اس طرح کھولا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔" سچائی پر قائم ہو۔ وفا تمہاری سچی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے "حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وَاِبْرٰهِيْمَ

الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم:38) ابراہیمؑ وہ ابراہیمؑ ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذّتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔ بُت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی اور اس پر مقدم ہوتی ہے وہ بُت ہے اور اس قدر بُت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتا بھی نہیں لگتا کہ میں بُت پرستی کر رہا ہوں۔" کہیں آجکل کے زمانے میں ڈرامے بت بن گئے ہیں۔ کہیں انٹرنیٹ بت بن گیا ہے۔ کہیں دنیا کمانا بت بن گیا ہے۔ کہیں اور خواہشات بت بن گئی ہیں۔ پر آپ نے فرمایا کہ انسان کو پتا ہی نہیں لگتا کہ میں بت پرستی کر رہا ہوں اور وہ اندر ہی اندر کر رہا ہوتا ہے۔ پس فرمایا کہ "پس جب تک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لئے نہیں ہو جاتا اور اس کی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا صدق اور اخلاص کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔" فرمایا کہ "ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ خطاب ملا یہ یونہی مل گیا تھا؟ نہیں۔ اِبۡرٰهِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی کی آواز اُس وقت آئی جب وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا ہے اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے اور عمل دکھ سے آتا ہے۔" عمل دکھ سے آتا ہے یعنی انسان کو جو نیک اعمال ہیں ان کے بجالانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے اعمال کے لئے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اپنے آپ کو تکلیف اور دکھ میں ڈالنا پڑتا ہے۔ لیکن دکھ میں ہمیشہ نہیں رہتا انسان۔ عمل کرنے میں بیشک دکھ ہے لیکن دکھ میں ہمیشہ نہیں رہتا انسان۔ فرمایا "لیکن جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہا اور پوری تیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو بچا لیا۔" بیٹے کی جان بھی بچ گئی اور باپ کو بیٹے کی قربانی کی وجہ سے جو دکھ ہونا تھا اس دکھ سے بھی نجات ہو گئی۔ فرمایا کہ "وہ آگ میں ڈالے گئے" حضرت ابراہیم علیہ السلام "لیکن آگ ان پر کوئی اثر نہ کر سکی۔" فرماتے ہیں کہ اگر انسان "اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ تکالیف سے بچا لیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 429-430)

پس یہ وہ معیار ہے اللہ تعالیٰ کا پیار جذب کرنے کے لئے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے اور ہم سے اس کے حصول کی توقع رکھی ہے۔ یہ معیار نہ صرف ہر واقف نَو کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ ہر واقف زندگی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک قربانیوں کے معیار نہیں بڑھیں گے ہمارے وقف زندگی کے دعوے سطحی دعوے ہوں گے۔

بعض مائیں کہہ دیتی ہیں ہم کینیڈا آ گئے ہیں ہمارا بیٹا پاکستان میں مربی ہے یا وقف زندگی ہے اسے بھی یہاں بلا لیں اور یہیں اس کی ڈیوٹی لگا دیں یا ہمارے پاس آ جائے۔ **جب وقف کر دیا تو پھر مطالبے کیسے؟** پھر یہ

خواہشیں کیسی؟ خواہشیں تو ختم ہو گئیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ واقفین نَو میں شامل کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے یہ بڑی اچھی بات ہے تو اس رجحان کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرتے ہوئے بڑھائیں نہ کہ حالات کے بدلنے سے اپنے عہدوں کو کمزور کرنے والے یا توڑنے والے بن جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بغیر دکھ کے، بغیر تکلیف کے قربانی نہیں ہو سکتی۔ حالات اگر بدلے ہیں تو ہم نے اس کو برداشت کرنا ہے خاص طور پر انہوں نے جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا یا جن کے ماں باپ نے اپنے بچوں کو پیش کیا اور پھر انہوں نے اس کی تجدید کی کہ ہم اپنے عہد جاری رکھیں گے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب انسان خدا کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نوازتا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا اور بے انتہا نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ تمام واقفین نَو بھی اور ان کے ماں باپ بھی وقف کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں اور اپنی وفاؤں کے معیاروں کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانے والے ہوں۔

مختصراً بعض انتظامی باتوں اور واقفین کے لئے لائحہ عمل کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ بعض لوگ سوال اٹھاتے ہیں۔ بعض واقفین نَو کے ذہنوں میں غلط فہمیاں ہیں کہ وقف نَو ہو کر ان کی کوئی علیحدہ ایک شناخت بن گئی ہے۔ شناخت تو بیشک بن گئی ہے لیکن اس شناخت کے ساتھ ان سے غیر معمولی طور پر امتیازی سلوک نہیں ہو گا بلکہ اس شناخت کے ساتھ ان کو اپنی قربانیوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ بعض لوگ اپنے واقفین نَو بچوں کے دماغوں میں یہ بات ڈال دیتے ہیں کہ تم بڑے سپیشل بچے ہو جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑے ہو کر بھی ان کے دماغوں میں سپیشل ہونا رہ جاتا ہے۔ اور یہاں بھی اس قسم کی باتیں مجھے پہنچی ہیں۔ وہ وقف کی حقیقت کو پیچھے کر دیتے ہیں اور وقف نَو کے ٹائٹل کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیتے ہیں کہ ہم سپیشل ہو گئے۔

بعض کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ کیونکہ ہم وقف نَو میں ہیں اس لئے ہمیں اگر لڑکیاں ہیں تو ناصرات اور لجنہ اور لڑکے ہیں تو اطفال اور خدام کے پروگراموں میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری تنظیم ایک علیحدہ تنظیم بن گئی۔ یہ بالکل غلط تصور ہے اگر کسی کے دل میں ہے۔ **جماعت کا تو کوئی عہدیدار بھی حتی کہ امیر جماعت بھی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہوتا ہے۔**

پس ہر واقف نَو لڑکی اور لڑکے کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ عمر کے لحاظ سے اپنی تنظیموں کے ممبر ہیں جس جس عمر میں ہیں اور ان کے لئے ان کے پروگراموں میں حصہ لینا ضروری ہے اور جو حصہ نہیں لیتا ان کے بارے میں متعلقہ تنظیم کا صدر جو ہے وہ رپورٹ کرے اور اگر اس وقف نَو کی اصلاح نہیں ہوتی تو پھر ایسے بچے کو یا لڑکے کو یا نوجوان کو وقف نَو سکیم سے نکال دیا جائے گا۔ ہاں اگر بعض جماعتی پروگرام ہیں، وقف نَو کا پروگرام ہے،

ذیلی تنظیموں کے پروگرام ہیں تو آپس میں مل جل کر ایک ایسے وقت رکھے جاسکتے ہیں جس میں ذیلی تنظیمیں اپنے پروگرام کریں اور وقف نَو والے اپنے۔ اور کوئی clash نہ ہو۔ پس اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

وقف نَو جیسا کہ میں نے کہا بڑے سپیشل ہیں لیکن سپیشل ہونے کے لئے ان کو ثابت کرنا ہو گا۔ کیا ثابت کرنا ہو گا؟ کہ وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں دوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان میں خوف خدا دوسروں سے زیادہ ہے تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان کی عبادتوں کے معیار دوسروں سے بہت بلند ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ وہ فرض نمازوں کے ساتھ نوافل بھی ادا کرنے والے ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان کے عمومی اخلاق کا معیار انتہائی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ یہ ایک نشانی ہے سپیشل ہونے کی۔ ان کی بول چال، بات چیت میں دوسروں کے مقابلے میں بہت فرق ہے۔ واضح پتا لگتا ہے کہ خالص تربیت یافتہ اور دین کو دنیا پر ہر حالت میں مقدم کرنے والا شخص ہے تب سپیشل ہوں گے۔ لڑکیاں ہیں تو ان کا لباس اور پردہ صحیح اسلامی تعلیم کا نمونہ ہے جسے دوسرے لوگ بھی دیکھ کر رشک کرنے والے ہوں اور یہ کہنے والے ہوں کہ واقعی اس ماحول میں رہتے ہوئے بھی ان کے لباس اور پردہ ایک غیر معمولی نمونہ ہے تب سپیشل ہوں گی۔ لڑکے ہیں تو ان کی نظریں حیا کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی ہوں نہ کہ ادھر ادھر غلط کاموں کی طرف دیکھنے والی تب سپیشل ہوں گے۔ انٹرنیٹ اور دوسری چیزوں پر لغویات دیکھنے کی بجائے وہ وقت دین کا علم حاصل کرنے کے لئے صرف کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔ لڑکوں کے حلیے دوسروں سے انہیں ممتاز کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔

وقف نَو لڑکے اور لڑکیاں روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور اس کے احکامات کی تلاش کر کے اس پر عمل کرنے والے ہوں تو پھر سپیشل کہلا سکتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی پروگراموں میں دوسروں سے بڑھ کر اور باقاعدہ حصہ لینے والے ہیں تو پھر سپیشل ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے لئے دعاؤں میں اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں تو یہ ایک خصوصیت ہے۔ رشتوں کے وقت لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی دنیا دیکھنے کی بجائے دین دیکھنے والے ہیں اور پھر وہ رشتے نبھانے والے بھی ہیں تو تب کہہ سکتے ہیں کہ ہم خالصۃً دینی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے رشتے نبھانے والے ہیں تو سپیشل کہلائیں گے۔ ان میں برداشت کا مادہ دوسروں سے زیادہ ہے، لڑائی جھگڑا اور فتنہ وفساد کی صورت میں اس سے بچنے والے ہیں بلکہ صلح کروانے والے ہیں تو سپیشل ہیں۔ تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے آکر اس فریضہ کو سرانجام دینے والے ہیں تب سپیشل ہیں۔ خلافت کی اطاعت اور اس کے فیصلوں پر عمل میں صف اول میں ہیں تو سپیشل ہیں۔ دوسروں سے زیادہ سخت جان اور قربانیاں کرنے والے ہیں تو بالکل سپیشل ہیں۔ عاجزی اور بے نفسی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں، تکبر سے نفرت اور اس کے خلاف جہاد کرنے والے ہیں تو بڑے سپیشل ہیں۔ ایم ٹی اے پر میرے خطبے سننے والے اور میرے ہر

پروگرام کو دیکھنے والے ہیں تا کہ ان کو رہنمائی ملتی رہے تو بڑے سپیشل ہیں۔

اگر تو یہ باتیں اور تمام وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں یہ سب کرنے والے ہیں اور وہ تمام باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان سے اس نے روکا ہے اس سے رکنے والے ہیں تو یقیناً سپیشل بلکہ بہت سپیشل ہیں ورنہ آپ میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ ماں باپ کو بھی یاد رکھنا چاہئے اور اپنے بچوں کی اس نہج سے تربیت کرنی چاہئے کیونکہ اگر یہ چیزیں ہیں تو اس وقت دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اگر یہ نہیں اور اس وجہ سے دنیا آپ کے نمونے کو دیکھنے والی نہیں تو سپیشل کیا اپنے عہدوں کو پورا نہ کرنے اور اپنی وفا کے معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے وفاؤں اور بدعہدوں میں شمار ہوں گے۔

پس تربیت کے دور میں سے گزارتے وقت ماں باپ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اس لحاظ سے انہیں سپیشل بنائیں اور بڑے ہو کر یہ واقفین نَو خود اس سپیشل ہونے کے معیار کو حاصل کریں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اپنی دنیاوی تعلیم کے دوران مختلف دوروں سے **گزرتے وقت بجائے خود فیصلے کرنے کے جماعت سے پوچھیں کہ ہمیں کس لائن میں جانا ہے۔** لائن منتخب کرنے کے بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ واقفین نَو لڑکے جامعات میں جا کر مربی اور مبلغ بننے کو پہلی ترجیح دیں۔ اس وقت اس کی ضرورت ہے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہی ہے۔ نہ صرف ان ملکوں میں نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں جہاں جماعت کے قیام کو لمبا عرصہ گزر گیا ہے بلکہ نئے نئے ممالک بھی اللہ تعالیٰ جماعت کو عطا فرما رہا ہے اور وہاں جماعتیں قائم ہو رہی ہیں اور ہمیں ہر ملک میں بے شمار مربیان اور مبلغین چاہئیں۔ پھر ہمارے ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں ربوہ میں بہت سے ڈاکٹروں کی جو مختلف شعبوں کے ماہر ہوں ان کی ضرورت ہے۔ قادیان میں ہسپتال میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ دنیا والے میرا خطبہ سن رہے ہیں اگر یہاں سے نہیں بھی جا سکتے تو اپنے اپنے ملکوں میں واقفین نَو اس طرف توجہ دیں اور ماہرین ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ بہت بڑا اخلاء ہے کہ ہمارے پاس ماہرین ڈاکٹر کم ہیں۔ افریقہ میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور ہر شعبہ کے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ پھر اب گوئٹے مالا میں بڑا ہسپتال بن رہا ہے۔ وہاں تو کینیڈا سے بھی جا سکتے ہیں۔ یہاں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت آئندہ بڑھے گی۔ انڈونیشیا میں ضرورت ہے اور جوں جوں جماعت پھیلے گی یہ ضرورت بڑھتی جائے گی۔ اس لئے سپیشلائز کر کے ان ممالک سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اور تجربہ لے کر واقفین نَو بچوں کو جو ڈاکٹر بن رہے ہیں ان کو آگے آنا چاہئے اور جن ملکوں میں جانا آسان ہے وہاں جانا چاہئے۔ اپنے آپ کو پیش کریں پھر جماعت بھیج دے گی۔ اسی طرح سکولوں کے لئے ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹرز اور ٹیچرز کے لئے تو لڑکیاں اور لڑکے دونوں ہی کام آ سکتے ہیں اس لئے اس طرف توجہ کریں۔ کچھ آرکیٹکٹ اور انجنیئرز بھی چاہئیں جو تعمیرات کے شعبہ کے ماہر

ہوں تا کہ مساجد مشن ہاؤسز سکول ہسپتال وغیرہ کی تعمیر کے کاموں میں صحیح نگرانی کر کے اور پلاننگ کر کے جماعتی اموال کو بچایا جا سکے۔ کم پیسے میں زیادہ بہتر سہولت مہیا کی جا سکے۔ پھر پیرا میڈیکل سٹاف بھی چاہئے اس میں بھی آنا چاہئے تو یہ تو وہ چند بعض اہم شعبے ہیں جن کی جماعت کو فی الحال ضرورت ہے۔ آئندہ ضروریات حالات کے مطابق بدلتی بھی رہیں گی۔

بعض واقفین نَو کی اپنی دلچسپی بھی بعض مضامین میں زیادہ ہوتی ہے اور جب میرے سے پوچھتے ہیں تو میں ان کی دلچسپی دیکھتے ہوئے ان کو اجازت بھی دے دیتا ہوں کہ وہ پڑھیں لیکن یہاں میں طلباء کو یہ بھی کہوں گا کہ وہ سائنس کے مختلف شعبوں میں ریسرچ میں بھی جائیں اور اس میں عمومی طور پر واقفین نَو بھی اور دوسرے سٹوڈنٹس بھی شامل ہیں۔ سائنس کے مختلف شعبہ جات کی ریسرچ میں ہمارے بہترین سائنس دان پیدا ہو جائیں تو آئندہ جہاں دین کا علم دینے والے احمدی ہوں گے اور دنیا دین سیکھنے کے لئے آپ کی محتاج ہو گی وہاں دنیاوی علم دینے والے بھی احمدی مسلمان ہوں گے اور دنیا آپ کی محتاج ہو گی۔ ایسی صورت میں واقفین نَو بیشک دنیا کا کام کر رہے ہوں گے لیکن ان کا مقصد اس علم اور کام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا پر ثابت کرنا ہو گا، اس کے دین کو پھیلانا ہو گا۔

اسی طرح دوسرے شعبہ جات میں واقفین نَو جا سکتے ہیں لیکن بنیادی مقصد یہ ہے اور جس کو ہر ایک کو جاننا چاہئے کہ میں واقف زندگی ہوں اور کسی وقت بھی مجھے دنیاوی کام چھوڑ کر دین کی ضرورت کے لئے پیش ہونے کا کہا جائے تو بغیر کسی عذر کے، بغیر کسی حیل وحجت کے آجاؤں گا۔

ایک اہم بات جو ہر واقف نَو کو یاد رکھنی چاہئے کہ دنیا کے کام کرنے کی اجازت انہیں دی جاتی ہے لیکن یہ دنیا کے کام انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دین کا علم اور دین کی خدمت سے محروم کرنے والا نہ ہو بلکہ اس کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش ان کی اولین ترجیح ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ہر وقف نَو کے لئے ضروری ہے۔ وقف نَو شعبہ نے غالباً اکیس سال کی عمر تک سلیبس بنایا ہوا ہے وہ موجود ہے اس کے بعد خود اپنے دینی مطالعہ کو بڑھائیں یہ ضروری ہے۔

ماں باپ کو بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ جتنی چاہے اپنے بچوں کی زبانی تربیت کر لیں اس کا اثر اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک اپنے قول و فعل کو اس کے مطابق نہیں کریں گے۔ ماں باپ کو اپنی نمازوں کی حالتوں کو نمونہ بنانا ہو گا۔ قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کے لئے اپنے نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ اعلیٰ اخلاق کے لئے نمونہ بننا ہو گا۔ دینی علم سیکھنے کی طرف خود بھی توجہ کرنی ہو گی۔ جھوٹ سے نفرت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ باوجود اس کے کہ بعض کو کسی عہدیدار سے تکلیف پہنچی ہو گھروں میں نظام کے خلاف یا عہدیداروں کے خلاف

بولنے سے پرہیز کرنا ہو گا۔ ایم ٹی اے پر کم از کم میرے خطبات جو ہیں وہ باقاعدگی سے سننے ہوں گے اور یہ باتیں صرف واقفین نَو کے والدین کے لئے ضروری نہیں بلکہ ہر وہ احمدی جو چاہتا ہے کہ ان کی نسلیں نظام جماعت سے وابستہ رہیں انہیں چاہئے کہ اپنے گھروں کو احمدی گھر بنائیں، دنیاداروں کے گھر نہ بنائیں ورنہ اگلی نسلیں دنیا میں پڑ کر نہ صرف احمدیت سے دور چلی جائیں گی بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی دور ہو جائیں گی اور اپنی دنیا و عاقبت دونوں برباد کریں گی۔

خدا کرے کہ نہ صرف تمام واقفین نَو بچے خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے والے اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں بلکہ ان کے عزیزوں کے عمل بھی ان کو ہر قسم کی بدنامی سے بچانے والے ہوں۔ بلکہ ہر احمدی وہ حقیقی احمدی بن جائے جس کی بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تلقین فرمائی ہے تا کہ دنیا میں جلد تر ہم احمدیت اور حقیقی اسلام کا جھنڈا اٹھتا ہوا دیکھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"انسان ایک دو کاموں سے سمجھ لیتا ہے کہ میں نے خدا کو راضی کر لیا حالانکہ یہ بات نہیں ہوتی۔" فرمایا کہ "اطاعت ایک بڑا مشکل امر ہے۔ صحابہ کرامؓ کی اطاعت، اطاعت تھی۔" وہ حقیقی اطاعت تھی جس کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ فرماتے ہیں کہ "... کیا اطاعت ایک سہل امر ہے جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 73-74)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔... صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو ہو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔... زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی نیکی اور تقویٰ پر قائم ہونے والی ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے والی ہوں۔

45

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 04/ نومبر 2016ء بمطابق 04/ نبوت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد محمود، ریجائنا، کینیڈا

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (التوبۃ: 18)

الحمد للہ جماعت احمدیہ ریجائنا (Regina) کو بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ماشاء اللہ بڑی خوبصورت مسجد ہے۔ اس وقت جو یہاں جماعت کی تعداد ہے وہ ارد گرد کے قریبی علاقوں سمیت تقریباً 160 لوگ ہیں اور مسجد کی گنجائش جو بتائی گئی ہے اس کے مطابق مسجد کے ہالوں سمیت اس میں چار سو افراد نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو کامن ایریا (common area) میں بھی مزید سو (100) افراد کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ گویا کہ اس وقت جو جماعت کی تعداد ہے اس کے لحاظ سے یہ مسجد موجودہ ضرورت سے تین گنا بڑی ہے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کے اخراجات بھی مقامی جماعت نے ہی ادا کئے ہیں یا ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے بلکہ نقد رقم کے لحاظ سے جو کُل خرچ ہوا ہے اس کا بھی تقریباً تیسرا حصہ دو افراد نے ادا کرنے کی ذمہ داری لی ہے جن میں سے ایک ہمارے ڈاکٹر شمس الحق شہید کی بیوہ ہیں۔ یہ جو میں نے کہا کہ 'نقد رقم کے لحاظ سے' یہ اس لئے کہ جب مسجد کی تعمیر کا کام شروع کرنے کا مرحلہ آیا اور کنٹریکٹرز سے رابطے کئے گئے تو کم سے کم ٹینڈر بھی یہ کہتے ہیں کہ 2.8 ملین کا تھا جس میں باقی اخراجات ملا کر 3.5 ملین ڈالر تک بات پہنچتی ہے۔ لیکن جو کُل خرچ ہوا ہے مسجد کی تعمیر میں اور اس کو مکمل کرنے میں وہ 1.6 ملین ڈالر کا ہوا ہے۔

اب ایک دنیادار اس بات کو سن کر حیران ہو گا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ٹھیکیداروں کے کم سے کم

ٹینڈر کے مقابلے میں نصف سے بھی کم رقم میں مسجد کی تکمیل ہو گئی۔ یقیناً ایک دنیا دار اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا کیونکہ اسے نہیں پتا کہ قربانی کیا ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے قربانیوں کے کیا معیار قائم کئے ہیں۔

جان، مال، وقت کو قربان کرنے کی جو مثالیں ملتی ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہی ملتی ہیں۔ یہ مزاج جماعت احمدیہ کا ہر جگہ ہے چاہے وہ پاکستان کے احمدی ہوں، جانی و مالی قربانی پیش کرنے والے ہیں۔ چاہے وہ افریقہ کے رہنے والے احمدی ہیں جن کے پاس اگر مال نہیں ہے تو وقت کی قربانی کر کے اور جو کچھ بھی ہے اس کو دے کر مساجد اور جماعتی کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ چاہے انڈونیشیا کے رہنے والے احمدی ہیں یا یورپ کے رہنے والے احمدی ہیں یا یہاں کینیڈا کے رہنے والے احمدی ہیں یا دنیا کے کسی بھی خطے کے رہنے والے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ قربانی کی توفیق دیتا ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کو اپنا مقصود بنایا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر میں جماعت کے اموال کی جو نصف سے زائد رقم بچائی گئی وہ مجھے بتایا گیا کہ سسکاٹون کے تین بھائیوں نے جو تعمیر کے کام میں ہیں رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کیں اور اس طرح یہ رقم بچائی۔ اسی طرح دیگر رضاکار بھی کام میں شامل ہوئے۔ ان بھائیوں کی جو کنٹریکٹر ہیں ان کی مدد ایک چوتھے کنٹریکٹر کی طرف سے بھی ہوئی جس کو اللہ تعالیٰ نے شاید اسی کام کے لئے ٹورانٹو سے یہاں بھیجا تھا جہاں ان کا کام ختم ہو گیا اور یہاں آئے۔ تو بہر حال ان سب نے مل کر یہ کام کیا اور پھر باقی رضاکار بھی جن میں سے جو یہاں رجائنا (Regina) کے مقامی لوگ بھی ہیں، سسکاٹون سے بھی آئے، کیلگری سے بھی آئے، ایڈمنٹن سے بھی آئے اور پھر ٹورانٹو سے بھی آئے جن میں خدام بھی شامل ہیں، انصار بھی شامل ہیں اور سوائے اس کام کے جس کے لئے جماعت میں پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے نہ تھے سب کام ان کنٹریکٹرز اور رضاکاروں نے کئے۔ اب دنیا دار کنٹریکٹر تو یہ سوچ نہیں سکتے لیکن ان لوگوں نے اپنے روپے اور وقت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

اسی طرح لجنہ نے بھی علاوہ مالی قربانی کے ان رضاکاروں کے کھانے کا انتظام کر کے اس خدمت کی وجہ سے اس تعمیر میں حصہ لیا اور وہ بھی حصہ دار بن گئیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تقریباً ساڑھے اکتالیس ہزار گھنٹے اس مسجد پر رضاکاروں نے رضاکارانہ کام کیا۔ بعض نے تو یہاں یہ بھی نہیں دیکھا ہو گا کہ کام کا وقت آٹھ گھنٹے ہے اور پانچ دن کام کرنا ہے۔ میرے خیال میں بعضوں نے کئی کئی گھنٹے دن رات ایک کر کے کام کیا ہو گا۔ اور سات دن تک کام کیا ہو گا۔ کوئی وقت کی پابندی نہیں ہو گی۔ یہ جذبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ احمدیوں میں نظر آتا ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ ایک طرف بعض مسلمان دنیا میں بدامنی پھیلانے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف دنیا کے ایسے حصہ میں

رہنے والے احمدی مسلمان جو ترقی یافتہ اور دنیاوی ترجیحات میں بڑھا ہوا ملک ہے اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرنے کے لئے اپنا مال اور وقت پیش کر رہے ہیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرتا ہے وہ جنت میں اپنے لئے گھر تعمیر کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب من بنی مسجداً حدیث450)

اس لئے کہ اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا کہ تم اسلام کے خوبصورت پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے، اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تصویر پیش کرنے کے لئے مسجد بناؤ۔

پس ان مسجدوں کی تعمیر میں یہ قربانی اس لئے ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں وہاں اسلام کے بارے میں غلط تصور کو، غلط فہمیوں کو دنیا کے ذہنوں سے نکالیں اور دنیا کو بتائیں کہ مسلمانوں کی مساجد اور اسلام کی تعلیم دنیا میں فساد اور تباہی کا ذریعہ نہیں بلکہ دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں قائم کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت اور اس کا حق ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس مسجد کی تعمیر سے کینیڈا کی جماعت کو یہ اعزاز بھی پہلی دفعہ حاصل ہوا کہ احمدی رضاکاروں نے اکثر کام کر کے جماعت کی رقم بچائی۔ دنیا میں اور جگہ تو اس طرح کام ہوتا ہے لیکن یہاں اس طرح پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والے، چاہے وہ مالی قربانی کرنے والے ہیں، وقت کی قربانی کرنے والے ہیں، مرد ہیں، عورتیں ہیں جنہوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں یا وعدے کئے ہیں ان سب کو جزا دے اور ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکتیں ڈالے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسجد ہماری تربیت کے لئے بھی اور تبلیغ کے لئے بھی انتہائی اہم ہے۔ اس لئے میں نے امیر صاحب کو کہا تھا کہ وہ چھوٹی مسجدیں بنائیں لیکن ہر جماعت میں مسجد بنانے کی کوشش کریں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اب ہم نے یہی پروگرام بنایا ہے اور ہماری یہی کوشش ہے کہ چھوٹی مسجدیں بنائی جائیں اور زیادہ سے زیادہ بنائی جائیں۔ لیکن مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ چھوٹی مسجدیں بنانے کا پروگرام ہم نے بنایا ہے، ہمارے وسائل ایسے نہیں کہ ہر جگہ جلد سے جلد مسجد بنا سکیں اس لئے مسجد بنانے میں، تعمیر کرنے میں یہ جو رضاکارانہ کام، والنٹیئرز کا کام شروع کیا ہے یہ ایک اچھی روایت قائم کی ہے اسے اب جاری بھی رکھنا چاہئے اور جہاں تک ہو سکے رقم بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ایک جگہ مسجد کی تعمیر کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں

ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا لیکن شرط یہ ہے" جو شرط آپ نے بیان فرمائی اس کو سامنے رکھنا ہو گا۔ فرمایا کہ شرط یہ ہے "کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ "مسجد بنانے میں نیک نیتی ہو" محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 119)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی اس شرط کو بھی مدّ نظر رکھنا ضروری ہو گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے کہ اخلاص ہو۔ صرف وقتی جذبہ اور جوش نہ ہو کہ صرف اچھی مسجد کی تعمیر ہی مدّ نظر ہو بلکہ اس کے مقاصد کو پورا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ صرف نام و نمود کے لئے مسجد نہ بنائی جائے۔ صرف اس لئے نہیں کہ اتنی مالی قربانی کی ہے یا اتنے گھنٹے اپنا وقت دیا ہے یا کسی مقابلے کی وجہ سے نہیں ہونا چاہئے۔ خالصۃً للہ مسجد کی تعمیر ہو۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ان تینوں بھائیوں اور جو چوتھے کنٹریکٹر بھی شامل ہو گئے جنہوں نے تعمیر میں زیادہ حصہ لیا مجھ سے کل ملاقات بھی کی اور اس بات پر خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ اس ثواب میں حصہ لیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے انہیں بعض بڑے ٹھیکے بھی دلوا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بغیر نوازے نہیں چھوڑتا۔ کبھی جلدی عطا فرماتا ہے، کبھی دیر سے۔ بلکہ ان بھائیوں میں سے ایک منصور صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ ایک لڑکے نے جسے یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا تھا، پہلے وہ کام بھی کر رہا تھا، کام سے انکار کیا پھر اس کو خواب آئی کہ مسجد تعمیر کرنے کے لئے ٹھیکیداروں کو تمہاری ضرورت ہے چنانچہ انہوں نے رابطہ کیا اور یہاں کام کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران میں مالی حالات بھی ان کے خراب ہوتے گئے۔ ایک دن بیوی نے کہا کہ گھر کا خرچ چلانے کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح نوازا کہ اسی دن یا اگلے دن غالباً ٹیکس کریڈٹ والوں نے کچھ رقم دے دی کہ تمہاری زائد رقم تھی۔ وہ رقم واپس آئی۔ پھر child benefit کی طرف سے رقم آ گئی اور اس طرح ان کو تیرہ چودہ ہزار ڈالر مل گئے۔ پس نیت کی نیکی شرط ہے اللہ تعالیٰ پھر نوازتا بھی ہے۔

افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی لوگ ہیں جو بڑی بڑی مساجد بنا کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب مَیں غانا میں تھا تو ایک شہر جس میں کچھ عرصہ مَیں رہا ہوں اس کا نام ٹمالے (Tamale) ہے۔ اس میں ہماری ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ کچے بلاکس کی بنی ہوئی مسجد تھی جس پر اندر باہر پلستر کر کے اس کو مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جب میں خلافت کے بعد پہلے دورے پر غانا گیا ہوں تو ٹمالے بھی گیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں ایک بہت بڑی دو منزلہ مسجد ہے، جو یہ آپ کی مسجد ہے اس سے قریباً تین گنا بڑی ہو گی۔ ساتھ اس کے دفاتر وغیرہ بھی ہیں۔ اور

مجھے بتایا گیا کہ ہمارے ایک احمدی نے اس کا سارا خرچ برداشت کیا۔ اور یہ بھی مجھے پتا ہے کہ ان کے لئے اتنا آسان نہیں تھا۔ تین چار سال میں انہوں نے اس کی payment کی۔ لیکن بہر حال انہوں نے کہا کہ سب کچھ مَیں کروں گا اور کیا۔ تو یہ مزاج جیسا کہ میں نے کہا احمدیوں کا ہر جگہ ہے۔ افریقن لوگوں کے متعلق ہم عموماً سمجھتے ہیں کہ شاید غربت کی وجہ سے ان میں لالچ ہو لیکن جب ان کے پاس پیسے آتے ہیں تو جو قربانی کے معیار وہ قائم کرتے ہیں وہ بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہر جگہ یہ مزاج ہے کہ خدا تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا جائے اور اس کے لئے قربانی کی جائے۔

پاکستان میں ہم مساجد تعمیر نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ مجھے لوگ بڑی بے چینی سے لکھتے ہیں کہ دعا کریں ہم مسجد بنالیں۔ قانون کی وجہ سے مسجد تو بنا نہیں سکتے، کم از کم ایک ہال میسر آ جائے جہاں اکٹھے ہو کر نمازیں پڑھ سکیں۔ منارہ اور گنبد تو دُور کی بات ہے، مسجد بنانے کے لئے سادہ محراب بھی نہیں بنا سکتے کہ کمرے کی شکل میں آگے محراب نکال دیں۔ بلکہ بعض جگہ تو ایسی سختی ہے کہ قبلہ رخ کوئی عمارت بھی ہم نہیں بنا سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں باہر دنیا کے ممالک میں ایسا نواز رہا ہے کہ ہمارے تصور اور کوشش سے بھی بڑھ کر یہ اللہ تعالیٰ کی نوازشات ہیں اور مساجد بنانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کو دیکھ کر شکر کے جذبات سے پُر ہیں اور آج یہاں کے رہنے والوں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر میں بڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مسجد عطا فرمائی ہے۔ ایک ایسا گھر عطا فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور خدائے واحد کی عبادت کے لئے ہے۔ بیشک یہ گھر ہے تو خدا تعالیٰ کا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فائدے کے لئے یہ گھر نہیں بنایا۔ اس کا فائدہ بھی ان لوگوں کو ہو رہا ہے اور ہوتا ہے جو اس میں آتے ہیں۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جس کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور مسجدوں کی تعمیر پر شکر ادا کرنے کا طریق جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے وہ اس آیت میں بیان ہوا ہے جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ 'اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔'

پس اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان جو ایک مومن ہونے کی اور مسلمان ہونے کی بنیادی شرط ہے یہ تو ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیام نماز بھی ضروری ہے۔ اور قیام نماز کیا ہے؟ یہ پانچ وقت مقررہ وقت پر نماز باجماعت کے لئے آنا ہے۔ قیام نماز کا مطلب ہی یا نماز کے قائم کرنے کا مطلب ہی باجماعت نماز ادا کرنا ہے۔ پھر زکوۃ دینا ہے۔ زکوۃ کیا ہے؟ یہ اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی اس قربانی میں بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن نمازوں میں آنا اور باجماعت ادا کرنا اس میں سستی ہر جگہ پائی جاتی ہے

جبکہ یہ بنیادی چیز ہے۔ اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

زکوٰۃ کے بارے میں مَیں یہ بھی بتادوں ایک تو اس میں عمومی زکوٰۃ شامل ہے جو ہر اس شخص پر فرض ہے جو دولتمند ہے جس کا روپیہ بینکوں میں موجود ہے یا اس کے پاس موجود ہے۔ بڑی رقم ہے، سارا سال پڑی رہتی ہے۔ جس کے پاس سونا ہے، جس کے پاس چاندی ہے۔ بعض زمینداروں کے اوپر زکوٰۃ فرض ہے۔ پھر جن کے بڑے بڑے ڈیری فارم (Dairy Farm) ہیں ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس زکوٰۃ میں سب عورتیں اور مرد شامل ہیں اور اس کا ایک مقررہ نصاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آپ نے مقرر فرمایا۔ اسی طرح خاص طور پر زکوٰۃ کے معاملے میں یہ بھی بتادوں کہ اس طرف عورتوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ یہاں آکر بہتر حالات ہو کر ان کے پاس کافی سونے کے زیور ہوتے ہیں۔ بڑی عمر کی بھی، چھوٹی عمر کی عورتوں کو اکثر میں نے دیکھا ہے کہ کافی بھاری بھاری سونے کے کڑے اور چوڑیاں پہنی ہوتی ہیں۔ بیشک پہنیں۔ زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن اس پر زکوٰۃ دینا بھی فرض ہے۔

پھر زکوٰۃ میں، تزکیۂ اموال میں، اپنے مال کو پاک کرنے میں، ہر وہ چندہ بھی شامل ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت اور اس سے متعلقہ کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ حقوق العباد ادا کرنے کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جو اشاعت دین کے کاموں میں خرچ کرتی ہے۔ مساجد کی تعمیر ہے، مشن ہاؤسز کی تعمیر ہے، مبلغین کا نظام ہے، سکول ہیں، ہسپتال ہیں۔

پھر اس زکوٰۃ کے بعد اگلا جو حکم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے کسی سے خوف نہ کھاؤ۔ اگر خدا تعالیٰ کا خوف رہے تو پھر ہی انسان بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ ان ملکوں میں جو آزادی کے نام پر بہت سی برائیاں ہیں ان سے بچ سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہونا بڑا ضروری ہے اور خدا تعالیٰ کا خوف ہی تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ کے بارے میں قرآن کریم میں بیشمار آیات ہیں جن میں مختلف احکامات ہمیں دیئے گئے ہیں۔ پس اگر ان باتوں پر عمل ہے تو سمجھیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہدایت یافتہ شمار ہو سکتے ہیں اور مسجد کی آبادی کے مقصد کو پورا کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ اور یہی عمل ہیں اور یہی ایمان پر قائم ہونا اور پختہ ہونا ہے جو مسجد کی تعمیر کا مقصد پورا کرتا ہے اور یہی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کا شکر گزار بناتی ہے ورنہ صرف اس بات پر خوش ہو جانا کہ ہم نے مسجد بنادی اور نمازوں پر کبھی کبھار آ گئے، خدا تعالیٰ سے زیادہ بندوں کا خوف ہونے لگے۔ دنیا کے لالچ اور ترجیحات ہوں، دین اور اس کے فرائض کو بھلا دیں تو پھر ایک عارضی ثواب تو شاید ایسے شخص نے کما لیا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے مستقل فضلوں سے دُور چلے جانے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسجدوں کی حقیقی آبادی انہی لوگوں سے ہے جو ایمانی اور اعتقادی لحاظ سے بھی مضبوط اور عملی لحاظ سے بھی بڑھتے چلے جانے

والے ہیں۔ سب سے پہلے یہ فرض جماعت کے عہدیداروں اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا ہے کہ مسجدوں کی آبادی کو اپنی حاضری سے لازمی بنائیں۔ جماعت نے جو مال اور وقت کی قربانی دی ہے اس کا مستقل ثواب حاصل کرنے کے لئے عہدیداروں کو بھی اور ہر احمدی کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ اس وقت جو مسجد آپ کی تعداد سے تین گنا بڑی ہے اس کو چھوٹا کر دیں۔ اور مسجدیں چھوٹی اس وقت ہوتی ہیں جب نمازیوں کی تعداد بڑھتی ہے اور جماعت کی تعداد بڑھتی ہے۔ جماعت کی تعداد بڑھانے کے لئے تبلیغ بہت ضروری ہے بلکہ انتہائی ضروری ہے۔

مسجد کی تعمیر پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اس رنگ میں کریں کہ حقیقی اسلام اور احمدیت کا پیغام یہاں کے رہنے والے ہر شخص تک پہنچائیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے ساتھ لوگوں کا حق ادا کرنا بھی ہے۔ یہ ان لوگوں کا حق ہے کہ ہم ان تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچائیں۔ انہیں گند اور غلاظتوں سے باہر لائیں۔ دنیا کو اس کے خالق حقیقی کا پتا دینا ہمارا کام ہے۔ اس وقت دنیا کی اکثریت دنیاوی ترقی اور اس کی چمک دمک اور اس میں گم ہو جانے کو سب کچھ سمجھتی ہے لیکن ان کو یہ نہیں پتا کہ ان عارضی روشنیوں کے آخر پر ایک گھپ اندھیرا ہے جس میں یہ ڈوبنے والے ہیں۔ ایسے وقت میں یہ افراد جماعت کا کام ہے کہ دنیا کو روشن انجام کے راستے دکھائیں۔ ان کو یہ بتائیں کہ یہ عارضی روشنی ہے۔ اصل روشنی وہ ہے جس کا آخر روشن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے سے ملتا ہے، اس کی عبادت کرنے سے ہوتا ہے اور بے نفس ہو کر عبادت کرنے سے ہوتا ہے اور یہ اُس وقت ہو گا جب ہمیں خود دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر ہو گی۔ دنیا کو ہم اسی وقت بتا سکتے ہیں جب ہم خود اپنے آپ کو بھی دیکھ رہے ہوں۔ اپنی آخرت کی بھی ہمیں فکر ہو تبھی ہم آگے روشنی دکھا سکتے ہیں۔

پھر ہم محبت اور پیار کے صرف نعرے لگانے والے نہیں ہوں گے بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے حق بھی ادا کر رہے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے بلکہ ہمارے ہر قول و فعل سے جہاں اللہ تعالیٰ کے لئے پیار اور محبت کے چشمے ابل رہے ہوں گے وہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے بھی پیار اور محبت کے چشمے ابل رہے ہوں گے۔ جو لوگ ہمیں دُور سے دیکھ کر اور ہمارے نعرے کو سن کر ہمارے قریب آتے ہیں، جو اسلام کی خوبصورت تعلیم ہمارے سے سن کے متاثر ہوتے ہیں وہ قریب آ کر کبھی یہ نہ کہیں کہ تم جو دُور سے نظر آتے تھے اس طرح قریب سے دیکھنے پر نہیں ہو۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اُخروی جنت کو حاصل کرنے کے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنائیں۔ اپنی عبادتوں سے بھی اور اپنے عمل سے بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو وہاں کچھ کھا اور پی لیا کرو۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں بیٹھے تھے اور اکثر انہی سے روایات ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس پر پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے باغ کیا ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مساجد جنت کے باغ ہیں۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح، تحمید، سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ، یہ سب کہنا اور پڑھنا جنت کے کھانے ہیں اور پینے ہیں۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب منه حدیث 3509)

پس نمازوں کے ساتھ مساجد میں بیٹھ کر تسبیح اور تحمید کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، اس دنیا میں جنت کے پھل کھانا ہے اور جو اس طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کی طرف توجہ دینے والا ہو وہ صرف اخروی جنت کو نہیں دیکھ رہا ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی کوشش کرتا ہے۔ اپنے عملوں کو اس طرح ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں بھی جنت کے پھل کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں میں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے "یعنی مضبوط قلعہ ہے جس میں انسان شیطان سے بچتا ہے اگر تقویٰ پر چلے۔ فرمایا کہ "ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔"

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

ہر ایک کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ جو قربانیوں کے نمونے آپ نے دکھائے ہیں ان کو تقویٰ سے قائم رکھنا ضروری ہے۔ نہیں تو یہ عارضی قربانیاں ہوں گی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شکر گزاری تبلیغ کا حق ادا کرنا بھی ہے لیکن مسجد کے بننے سے بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی خود بخود مسجد کی طرف نظر اٹھے گی اور مسجد دیکھ کر آپ کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ یہاں کے رہنے والے احمدیوں کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ اور اس وقت ہر احمدی کا عمل اور تقویٰ ہے جو دوسروں کی ہدایت کا باعث بنے گا۔ پس یہ مسجد یہاں رہنے والے ہر احمدی پر ذمہ داری ڈال رہی ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ہر احمدی کو نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔" فرمایا کہ "...جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا

نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔"

آج بھی بہت سے لوگ مجھے لکھتے بھی ہیں اور بعض لوگ ملنے پر کہتے بھی ہیں کہ جماعت کے لوگوں کو دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ آپ کی تعلیم امن اور سلامتی اور پیار اور محبت کی تعلیم ہے۔ پس اس کردار کو جاری رکھنا، اس تعلیم کو مزید پھیلانا، اس کو مستقلاً اپنے عملوں میں ڈھالنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"..... خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔" روزانہ کی ایک ڈائری بن رہی ہوتی ہے جس پہ اعمال لکھے جاتے ہیں "پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے۔" اللہ تعالیٰ تو بناتا ہی ہے لیکن خود ہر شخص کو بھی چاہئے، ایک مومن کو بھی چاہئے کہ اپنے حالات کا ایک جائزہ لے۔ روزانہ اپنی ڈائری لکھے۔ دیکھے کیا میں نے اچھے کام کئے۔ کیا میں نے برے کام کئے۔ فرمایا کہ انسان کو بھی حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے "اور اس میں غور کرنا چاہئے۔" صرف لکھ نہیں لینا بلکہ اس پہ غور کرنا چاہئے "کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔" انسان کا غور کرنا یہ ہے کہ ہم نیکی میں کس حد تک بڑھے ہیں۔ کل جہاں تھے اس سے آگے قدم رکھا ہے کہ نہیں رکھا۔ فرمایا کہ "انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔" اسی بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ ہماری نیکی جو کل تھی وہ آج بھی قائم ہے بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ تمہارا قدم کل کی نسبت آج نیکی میں بڑھے۔ اگر نہیں تو سمجھو تم فائدہ نہیں اٹھا رہے، نقصان اٹھا رہے ہو، گھاٹے میں جا رہے ہو۔ فرمایا کہ "انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137-138)

پس آج دنیا کو ہلاکت سے بچانا احمدیوں کا کام ہے لیکن اس کے لئے شرط وہی ہے کہ ہمارے قدم آگے بڑھیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی خاطر بھی لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔ پس ہر احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو بچائے۔ جو دنیا خدا کو بھول رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کو بچائیں۔ بعض اخلاقی لحاظ سے اگر بہتر لوگ بھی ہیں، بعض کہہ دیتے ہیں مذہب کو ہم نے کیا ماننا ہے ہمارے اخلاق بہتر ہیں۔ بعض بنیادی اخلاق تو بہتر ہیں،

روزمرہ کے اخلاق ہیں، ملنا جلنا تو بہتر ہے، کسی کا حق بھی بعض نہیں مارتے لیکن بعض لحاظ سے آزادی کے نام پر اخلاقی طور پر یہ لوگ دیوالیہ ہو چکے ہیں اور پھر قانون بھی ان کو تحفظ دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو دنیا بالکل بھول چکی ہے۔ ایسے میں ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آئے ہیں ہم بھی اگر اپنی قدروں کو بھول کر، خدا تعالیٰ کو بھول کر، اسلامی اخلاق کو بھول کر دنیا کے پیچھے چل پڑے تو دنیا کی اصلاح کون کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیشک اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں اور وہ تو پورے ہوں گے اور لوگ مل جائیں گے لیکن یہ نہ ہو کہ ہم اس سے محروم رہ جائیں۔ پس آج بھی ہر احمدی کا فرض ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اپنا جائزہ ہر احمدی کو لینے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں ادا کر سکیں۔ صرف اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ مسجد بنا دی۔ ہمارا ٹارگٹ تو یہ ہونا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آنے والوں کی تعداد کو بڑھانا ہے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہمارا ہر قدم آگے بڑھنے والا نہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک اپنوں کے لئے بھی اور غیروں کے لئے بھی نمونہ نہ بن جائے۔ ہم میں سے کوئی کسی کو دکھ دینے والا نہ ہو بلکہ اپنوں، غیروں کا حق ادا کرنے والا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد بیوی بچوں خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہر گز ہر گز نہ دینا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 138)

پس ہم میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو محسوس کرنا چاہئے اور اپنے وہ نمونے قائم کرنے چاہئیں جو جماعت کی نیک نامی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیک نامی کا باعث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا کل، ہمارے آج سے بہتر ہو۔ ہمارے بچے اور ہماری نسلیں اس بات کو سمجھنے والی ہوں کہ ان کے ماں باپ نے جو قربانیاں دیں، جو مسجدیں بنائیں، جو تبلیغ کے کام کئے اور بچوں کو دین کو دنیا پر قائم رہنے کی جو تلقین کی وہی حقیقی دولت ہے جو اُن کے لئے چھوڑی ہے۔ اور پھر آئندہ نسلیں اپنی نسلوں کے دلوں میں یہ سوچ پیدا کرتی چلی جانے والی ہوں اور اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہماری آئندہ نسلیں بھی سمیٹتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 25/ نومبر 2016ء تا 01/ دسمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 48 صفحہ 05 تا 08)

46

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 11/ نومبر 2016ء بمطابق 11/ نبوت 1395 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت النور، کیلگری، کینیڈا

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر مالی قربانیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:

"دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دے دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔" فرماتے ہیں "یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتّقاء اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:93) حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے۔" فرماتے ہیں "کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بِدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔" فرمایا کہ "جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لیے ایثار ضروری شئے ہے اور اس آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 95-96)

ایک اور اقتباس ہے وہ بھی پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔" پھر فرمایا "مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 76)

آج کل دنیا سمجھتی ہے کہ مال کو جمع کرنا اور اسے صرف اپنے آرام و آسائش کے لیے خرچ کرنا ہی ان کے لیے خوشی اور سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن ایک مومن جس کو دین کا حقیقی ادراک اور شعور ہو سمجھتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں اور سہولتیں انسان کے لیے پیدا فرمائی ہیں لیکن زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، تقویٰ پر چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ اصل سکون تو نیکیاں کرنے سے ملتا ہے، مال جمع کرنے سے نہیں ملتا اور نیکی اس وقت تک اپنے معیار کو حاصل نہیں کر سکتی جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے کے لیے وہ چیز خرچ نہ کرو جس سے تمہیں محبت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مال و دولت ایسی چیز ہے جس سے انسان بہت محبت کرتا ہے۔ آج اگر ہم جائزہ لیں تو دنیا کے فساد اور فتنوں اور افراتفری کی وجہ دولت کی محبت اور ہوس ہے۔ پھر دنیادار کو تو یہ بھی نہیں پتا کہ اگر اس کے پاس بہت سی دولت آگئی ہے تو اسے خرچ کس طرح کرنا ہے۔ مغربی ممالک میں جو ترقی یافتہ ممالک کہلاتے ہیں بیشک ان میں بہت بڑے بڑے امیر لوگ بھی ہیں لیکن ان کے اخراجات کیا ہیں۔ یہاں خرچ کرنے کے لیے ان کے پاس جو چیزیں ہیں casino **ہیں وہاں جا کر یہ عیاشیوں میں خرچ کرتے** ہیں۔ جوؤں پہ رقم خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمان ممالک کا بھی یہ حال ہے، مسلمانوں کا بھی کہ وہ لوگ بھی یہاں آکر یہ عیاشیاں کرتے اور خرچ کرتے ہیں بلکہ ان کے اپنے ممالک میں ایسی جگہیں ہیں جہاں کھلے خرچ کیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک رسالے میں ایک آئس کریم کا اشتہار دیکھا جو دبئی کے ہوٹل کا اشتہار تھا جس کے ایک کپ کی، جس میں دو یا تین سکوپ تھے، اس کی قیمت ساڑھے آٹھ سو ڈالر تھی کہ اس میں فلاں جگہ کا زعفران استعمال ہوا ہے اور فلاں جگہ کی فلاں چیز استعمال ہوئی ہے اور اس پہ سونے کا ورق چڑھایا گیا ہے۔ ساڑھے آٹھ سو ڈالر میں ایک غریب ملک کے ایک پورے خاندان کا بہت اعلیٰ رنگ میں گزارہ ہو سکتا ہے لیکن یہ لوگ ایک کپ آئس کریم کھانے میں لگا دیتے ہیں۔ تو جن کے پاس پیسہ بے انتہا ہو ان کو پتا ہی نہیں کہ خرچ کس طرح کرنا ہے اور کس طرح اس سے سکون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ خرچ تو بیشک یہ لوگ کرتے ہیں لیکن اپنی عیاشیوں کی تسکین کے لیے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور نیکیوں کے لیے۔

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لیے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایمان میں بڑھنے کے لیے ان لغویات اور عیاشیوں پر خرچ کرنے کی بجائے مخلوق الٰہی سے ہمدردی اور اس سے حسن سلوک پر خرچ کرو۔ اگر یہ نہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں حاصل کر سکتے۔ مخلوق کی ہمدردی میں جہاں ضرورت مندوں کی ضرورت کا خیال رکھنا ہے

وہاں ان کے دین و ایمان اور انہیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا خیال رکھنا بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بے چین رہتے تھے جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ لوگوں کی حالت دیکھ کر تُو اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا۔ وہ کیا حالت تھی جس کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے چین ہوتے تھے۔ وہ حالت ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے دوری تھی، ایمان سے دوری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو تکلیف میں اس لیے ڈالتے تھے کہ یہ لوگ ایمان نہ لا کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آجائیں گے۔

پس اس زمانے میں بھی علاوہ مادی ضروریات کے پورا کرنے کے جس کے لیے مال خرچ کرنا ضروری ہے، غریبوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ ہم احمدیوں کے لیے **روحانی ضروریات پورا کرنے کے لیے مال خرچ کرنا بھی** ضروری ہے کیونکہ تکمیل اشاعت ہدایت کا کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ ہدایت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کُل انسانیت کے لیے لائے تھے اور جس کے پھیلانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین تھے اس کی تکمیل کا یہ زمانہ ہے جب سب ذرائع میسر ہیں۔ جس طرح یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا تھا اسی طرح اب یہ کام آپ کے ماننے والوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ ان کے سپرد ہے جو یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ امیر لوگ تو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اس کثرت سے ان کے پاس دولت ہے کہ ان کو پتا نہیں چلتا کہ وہ خرچ کیا کریں، کس طرح کریں۔ ساری ضروریات پوری کرنے کے بعد انہیں سمجھ نہیں آتی کہ اس دولت کا کیا کرنا ہے کیونکہ ان کا دین اور انسانی ہمدردی کا خانہ تو عموماً خالی ہوتا ہے تو پھر عیاشیوں اور بیہودگیوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن مومن وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زائد مال ہی نہیں بلکہ حقیقی نیکی حاصل کرنے کے لیے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اس مال سے خرچ کرو جس سے تمہیں محبت ہے۔ بیشک بعض امراء بھی بعض چیریٹیز (charities) میں خرچ کرتے ہیں، صدقہ و خیرات بھی دیا کرتے ہیں لیکن ان کے خرچ ان کی آمد کے مقابلے میں بہت کم ہوتے ہیں اور پھر ان میں کوئی باقاعدگی نہیں ہوتی۔ پس باقاعدگی سے اور نیک مقاصد کے پورا کرنے کے لیے نیکیاں کمانے کے لیے صرف مومن خرچ کرتا ہے اور اس زمانے میں جماعت احمدیہ ہی مومنین کی وہ جماعت ہے جو ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لیے خرچ کرتی ہے جس میں مختلف ذرائع سے تبلیغ کے کام ہیں اور مخلوق سے ہمدردی کی وجہ سے ان کے حق ادا کرتے ہوئے ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو تکلیف اٹھا کر یہ خرچ کرتے ہیں اور اس یقین سے خرچ کرتے ہیں کہ جہاں یہ خرچ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا وہاں یہ بھی تسلی ہے کہ صحیح طریق سے خرچ ہو گا۔ اس بات کا اعتراف تو بعض غیر لوگ بھی کیے بغیر نہیں رہتے کہ جماعت کا مالی نظام اور خرچ بہترین ہے۔

ہمارے کبابیر کے مبلغ نے ایک واقعہ لکھا کہ یروشلم یونیورسٹی کے دو ریٹائرڈ پروفیسر اپنے دو بیرونی مہمان دوستوں کے ساتھ ہمارے مشن کبابیر میں آئے۔ ان کے ساتھ جماعت کے متعلق گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ نظام جماعت کا بتایا گیا۔ ان مہمانوں میں ایک آسٹریا سے تعلق رکھنے والے پروفیسر تھے۔ وہ آخر پر کہنے لگے کہ مجھے جماعت احمدیہ کی جو سب سے اچھی بات لگی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی جماعت کا مالی نظام نہایت پاک اور صاف ہے۔ کہنے لگے کہ دنیا میں صرف پاکیزہ مال سے انقلاب لے کر آنا شاید آپ لوگوں کے مقدر میں ہی لکھا ہوا ہے اور اس کے لیے آپ کو مبارک ہو۔

اور چندوں کے لیے پاکیزہ مال بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اپنے اس مال سے دو جو پاک مال ہو، جو جائز طریقے سے کمایا ہوا مال ہو۔ دھوکہ دے کر کمایا ہوا مال نہ ہو۔ ٹیکس بچا کر کمایا ہوا مال نہ ہو۔ یا کسی بھی غلط طریقے سے غلط رنگ میں کمایا ہوا مال نہ ہو۔ پس چندے بھی ان لوگوں سے وصول کیے جاتے ہیں جن کے بارہ میں کم از کم یہ پتا ہو کہ یہ غلط قسم سے کمایا ہوا مال نہیں ہے اور اگر ہے تو نظام جماعت چندہ نہیں لیتی۔ اور اگر پھر بھی لیا جاتا ہے تو وہ اگر مجھے پتا لگے تو بہر حال یا تو چندہ واپس کیا جاتا ہے یا ان عہدیداروں کو معطل کیا جاتا ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ قربانی کر کے دینا اور پاک مال میں سے دینا، تبھی اس میں برکت پڑتی ہے۔ اور جب یہ غیروں کو بتایا جائے تو وہ بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں جیسا کہ اس پروفیسر نے کہا۔ پھر یہ بات اس دنیادار کو بھی نظر آگئی کہ انقلاب لانے والے یہی لوگ ہیں۔

پس جب تک ہماری نیتیں نیک رہیں گی جب تک ہم پاکیزہ مال کمانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں گے یقیناً تب ہم انقلاب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے اور یہ انقلاب ہمارے سے مقدر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ ہے۔ کوئی دنیاوی انقلاب ہم نے نہیں لانا بلکہ روحانی انقلاب لانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے۔ توحید کا قیام کرنا ہے اور مخلوق کے حق ادا کرنے ہیں۔ اور یہ کوئی انسانی باتیں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھانے کا وعدہ کیا ہوا ہے جو یہ کام سرانجام دیں گے، جو آپ کے کام کی تکمیل کے لیے ہر قربانی کرنے والے ہوں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **اپنی جماعت کی وفا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:**

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا۔ اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے۔" فرماتے ہیں: "اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری

جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق "یعنی جتنا جتنا جماعت کا ایمان ہے اور جو ان کی حالت ہے۔ صحابہ کا مقام تو بہت اونچا تھا لیکن اس زمانے میں ان صحابہ کا مقام بھی بلند تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تھے۔ فرماتے ہیں "اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 336-337)

پھر جماعت کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے "میری دینی اغراض و مقاصد کے میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں۔" فرمایا کہ "ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔" فرمایا کہ "میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق و وفا دکھایا ہے جو صحابہؓ ساعت العُسر میں دکھاتے تھے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 338)

یعنی تنگی کے موقع پہ دکھاتے تھے۔ ایک موقع پر آپؑ نے افراد جماعت کے معیار قربانی کو دیکھ کر اس حیرت کا بھی اظہار فرمایا تھا کہ کس طرح یہ لوگ اتنی قربانی دیتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں میں وہ انقلاب پیدا کیا جو دنیاوی خواہشات کو پس پشت ڈال کر، پیچھے کر کے دین کو مقدم کرنے والا تھا۔ لیکن کیا قربانی کی جو روح آپ نے اپنے ان ماننے والوں میں پیدا کی تھی جو براہ راست آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تھے وہ ختم ہو گئی؟ اس وقت تک تھی؟ اگر ایسا ہوتا اور اگر ایسا ہے تو پھر جماعت کے قدم ترقی کرنے والے کبھی نہیں ہو سکتے اور نہ کبھی ترقی کی طرف اٹھتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور اس کے لیے مخلص اور فدائی اور قربانیاں کرنے والی جماعت کی بھی ضرورت تھی۔ اسی طرح آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ آپؑ کے بعد یہ نظام خلافت جاری ہو گا جو آپؑ کے کام کی تکمیل کرے گا اور جس کے ساتھ جڑ کر مخلصین اس کام کو سرانجام دیں گے۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کس طرح پورے فرماتا چلا جا رہا ہے۔ مخلصین کی ایک جماعت ہے اور خلافت کے ساتھ جڑ کر جان، مال اور وقت کی قربانی دے رہی ہے۔

کیونکہ آج میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اس لیے میں ان چند قربانی کرنے والوں کے کچھ **واقعات پیش کرتا ہوں جو مالی قربانی سے تعلق رکھتے ہیں۔** صرف امیر ممالک میں نہیں بلکہ غریب ممالک اور بالکل نئے شامل ہونے والے احمدی جو ہیں ان کے دل بھی اللہ تعالیٰ احمدیت قبول کرنے کے بعد کس طرح پھیرتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ باوجود تنگی کے وہ قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔

چنانچہ مبلغ انچارج گنی کناکری لکھتے ہیں کہ یہاں ایک جماعت ہے سُومبُویادی (Soumbouyady) اس کی مسجد کے امام اپنی مسجد سمیت اس سال جماعت میں شامل ہوئے۔ جب انہیں جماعت کے مالی نظام اور تحریک جدید کی اہمیت کے بارہ میں بتایا گیا تو کہنے لگے کہ میں نے خود بھی چندہ اور زکوٰۃ پر بہت زیادہ لیکچر دیئے ہیں لیکن اتنا مضبوط اور جامع مالی نظام میں نے کہیں اور نہیں دیکھا اور نہ کبھی ایسے نظام کے بارہ میں سنا تھا۔ چنانچہ موصوف نے اسی وقت چندہ کی ادائیگی کی اور کہا کہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ہر ماہ ہماری ساری جماعت چندہ ادا کرے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غریب علاقے کے ہیں اور غربت کا جو معیار یورپ میں یا مغرب میں ہے اس کے انتہائی نچلے درجے کے غریب ہیں۔ لیکن قربانیوں میں یہ سب سے اعلیٰ درجہ پر پہنچنے والے لوگ ہیں۔

پھر یہ صرف ایک ملک کا قصہ نہیں بلکہ یہ ہوا دنیا کے بہت سے ممالک میں چل رہی ہے۔ پہلے گنی کناکری کا ذکر ہوا تھا تو اب آئیوری کوسٹ کے مبلغ صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ہم تبلیغ کے لیے ایک گاؤں کوپنگے (Kopingue) میں گئے اور انہیں جماعت کا پیغام پہنچایا۔ تمام مرد و زن نے بہت غور سے ہماری تبلیغ سنی۔ ایک دوست کہنے لگے کہ پہلے بھی یہاں کافی لوگ تبلیغ کے لیے آچکے ہیں لیکن اس طرح کا خوبصورت پیغام ہم نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ چنانچہ اس کے بعد تین سو کے قریب لوگوں نے اسی وقت جماعت میں شمولیت اختیار کرلی۔ اس کے بعد انہیں جماعت کے مالی نظام اور تحریک جدید کے بارے میں بتایا گیا اور باتوں باتوں میں یہ ذکر بھی ہو گیا کہ تحریک جدید کا جو سال ہے آج اس کا یہ آخری دن ہے۔ اس پر گاؤں کے چیف اور امام نے گاؤں والوں سے کہا کہ بیشک ہم آج احمدی ہوئے ہیں اور احمدیت میں آج شامل ہوئے ہیں لیکن ہر صورت میں اس مبارک تحریک میں شامل ہوں گے۔ چنانچہ گاؤں والوں نے فوری طور پر دس ہزار فرانک جمع کر کے تحریک جدید میں ادا کیے۔

پھر قربانی کا ایک واقعہ افریقہ کے ایک اور ملک تنزانیہ کے موانزہ ریجن کا ہے۔ وہاں کے ایک دوست کا تحریک جدید کا وعدہ دو لاکھ شلنگ کا تھا جس میں سے انہوں نے ایک لاکھ شلنگ کی ادائیگی کر دی تھی جبکہ ایک لاکھ بقایا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اکتوبر میں امیر صاحب نے انہیں توجہ دلائی کہ ابھی آپ کے ذمہ ایک لاکھ شلنگ بقایا ہے اور تحریک جدید کا سال ختم ہو رہا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں اس وقت سفر پہ ہوں لیکن میں کوئی انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک بس ڈرائیور کے ہاتھ یہ رقم بھجوادی اور اسے یہ کہا کہ یہ میرا چندہ ہے جس کی ادائیگی بہت ضروری ہے اور وہاں پہنچتے ہی یہ ساری رقم معلم کو دے دینا۔ اس کا نام بتایا، پتہ دیا۔ چنانچہ وہ بس ڈرائیور جونہی بس اسٹینڈ پر پہنچا اس نے معلم صاحب کو فون کر کے کہا کہ آپ کی امانت میرے پاس ہے آ کے لے جائیں۔ جب معلم صاحب چندہ لینے گئے تو ڈرائیور نے معلم سے کہا کہ وہ بھی احمدی ہونا چاہتا ہے۔ اس بس ڈرائیور کے بیوی بچے پہلے احمدی ہو چکے تھے لیکن وہ خود نہیں ہو رہا تھا کہ تسلی نہیں ہے۔ کہنے لگا مجھے اس بات نے بہت متاثر کیا ہے کہ اس

مادی دور میں جہاں انسان مال سے بہت محبت کرتا ہے اور ہم تو غریب علاقے کے لوگ ہیں، کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جو اللہ کی راہ میں مال دے کر حقیقی خوشیاں اور سکون پاتے ہیں۔ اس طرح احمدی دوست جنہوں نے بس ڈرائیور کے ذریعہ اپنا چندہ بھجوایا تھا ان کا یہ چندہ بھجوانا اس غیر احمدی کو بھی احمدیت میں شامل کرنے کا باعث بن گیا۔ پس یہ ہیں وہ نیک نیتی سے دیئے ہوئے چندے جن کے نتائج فوری طور پر نکلتے ہیں۔ مالی قربانی جو محبوب مال میں سے دی گئی ہے وہ ایک سعید روح کی اصلاح کا باعث بن گئی۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ پھل دینے کے مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے۔

اسی طرح سینیگال کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک ممبر عمر صاحب کے والد جو کہ غیر احمدی تھے گنی کناکری سے انتہائی بیماری کی حالت میں آئے۔ ابتدائی ادویات اور چیک اپ کے بعد ڈاکٹروں نے پراسٹیٹ کا آپریشن تجویز کیا لیکن عمر دیالو صاحب کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ اپنے والد صاحب کا آپریشن کروا سکتے اور اتنا بڑا قرضہ لینا بھی ان کے لیے مشکل نظر آرہا تھا۔ بے حد پریشان تھے۔ کہتے ہیں کہ اکتوبر کا پہلا ہفتہ شروع ہوا تو جمعہ کے خطبہ میں جب میں نے تحریک جدید کے بارے میں توجہ دلائی تو اگلے روز عمر صاحب مشن ہاؤس آئے اور کہنے لگے میری تحریک جدید کے چندے کی رسید کاٹ دیں۔ امیر صاحب کہتے ہیں کہ مجھے ان کے حالات کا پتہ تھا میں نے انہیں کہا کہ آپ کے پہلے حالات ایسے ہیں، والد بیمار ہیں آپ یہ قربانی کس طرح کریں گے۔ انہوں نے کہا کل جو آپ نے خطبہ دیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے سودا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سودا کرنے آیا ہوں اس لیے آپ میری رسید کاٹیں۔ یہ کہتے ہیں میں دو دن کے بعد جب ان کے گھر ان کے والد کی عیادت کرنے کے لیے گیا تو ان کے والد باہر کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور عمر صاحب کچھ دیر بعد آئے اور کہنے لگے کہ آج میری تجارت کامیاب ہو گئی کہ اللہ کے فضل سے والد بالکل ٹھیک ہیں اور درد وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ کچھ دن کے بعد ڈاکٹر نے بھی دوبارہ چیک اَپ کیا تو اس نے کہا آپریشن کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد ان کے والد نے بھی بیعت کر لی۔ تو یہ بعض دفعہ نقد سودے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ گزشتہ ہفتے میں میں نے مسجد کے افتتاح پر بھی یہاں کے ایک شخص کا ذکر کیا تھا کہ کس طرح اس نے مسجد کی خدمت کو ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر اس کے لیے بہت بڑی رقم کا انتظام کر دیا۔ ایک دنیادار تو شاید اس کو اتفاق سمجھے لیکن خدا پر یقین رکھنے والا اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہوا۔

اسی طرح کانگو کنشاسا کی ایک جماعت Vunda Mulunde کے ایک احمدی دوست ایوب Kukondolo صاحب کہتے ہیں کہ میں پہلے جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ میرا بیٹا ہمیشہ بیمار رہتا تھا اور اسکے علاج معالجہ پر بہت خرچ ہوتا تھا۔ کہتے ہیں پھر مجھے لوکل عاملہ میں سیکرٹری مال کی ذمہ داری دی گئی۔ اس پر میں نے

سوچا کہ جب مجھے سیکرٹری مال بنایا گیا ہے تو میری مالی قربانی جماعت کے لیے نمونہ ہونا چاہیے۔ اب ایک دور دراز رہنے والے ایک ملک میں چھوٹی سی جگہ پر ایک غریب آدمی کو یہ خیال آتا ہے کہ جب مجھے سیکرٹری مال بنایا گیا تو میری قربانی کا معیار بھی دوسروں سے زیادہ بہتر ہونا چاہیے۔ کہتے ہیں میں نے باقاعدگی سے چندہ دینا شروع کر دیا اور چندے کی برکت سے میرے حالات میں بھی تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ زندگی پُر سکون اور خوشحال ہونے لگی۔ میرا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماریوں سے محفوظ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب جماعت کی خدمت اور مالی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

پیٹ کاٹ کر قربانی کرنے کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ سنا تو تھا لیکن اس کی حقیقت تک انسان نہیں پہنچ سکتا جب تک بعض ایسے واقعات سامنے نہ آئیں۔ غریبوں کی قربانیوں کے معیار دیکھ کر یہ چیزیں سامنے آتی ہیں۔

گمبیا میں yeeda گاؤں کی ایک خاتون نے احمدیت قبول کی۔ تحریک جدید کے بارے میں جب انہیں بتایا گیا تو اس خاتون نے جواب دیا کہ میرے گھر میں صرف چاول خریدنے کے لیے سوڈلاسی پڑے ہوئے ہیں۔ چاول بالکل ختم ہو چکے ہیں۔ اس خاتون نے یہ بھی بتایا کہ اس کا اکلوتا بیٹا جو اس کے خاندان کو سپورٹ کرتا تھا وہ دو سال سے غائب ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ فوت ہو چکا ہو گا۔ اب اس کا کوئی اَتا پتہ نہیں لیکن ساتھ ہی اس خاتون نے کہا کہ ٹھیک ہے میں گزارہ کر لوں گی، کھانے کے لیے کہیں سے ادھار لے لوں گی۔ یہ رقم جو ہے یہ تحریک جدید کے چندے میں دے دیں۔ اللہ تعالیٰ خود میرا کوئی بندوبست کر دے گا۔ اس وقعہ کے تین دن بعد ہی اس کا وہ لڑکا جو دو سال سے غائب تھا واپس آ گیا اور اپنے ساتھ چاول کی دس بوریاں بھی لے کر آیا اور بہت بڑی رقم لے کر آیا۔ تو اس لڑکے نے بتایا کہ جب وہ غائب تھا تو اس عرصے میں وہ تعمیرات کا کام سیکھتا رہا اور اب اسے شہر میں رہتے ہوئے بہت بڑے اور اچھے ٹھیکے ملنے لگ گئے ہیں۔ تو یہ خاتون خود کہنے لگیں کہ یہ میری اس وقت کی مالی قربانی کی برکت ہے اور میں آئندہ ہمیشہ حصہ لوں گی۔

کیا یہ انقلاب نہیں ہے جو دور بیٹھے ہوئے لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے پیدا کر دیا ہے؟ یقیناً ہے۔ اس عورت کی ایمانی حالت دیکھیں کس درجے پر پہنچی ہوئی ہے کہ اس نے اپنی بھوک کی کوئی پرواہ نہیں کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی جو اس سے سلوک فرمایا وہ بھی حیران کن ہے۔

مالی سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی خاتون جن کی عمر اسّی سال کے قریب ہے بڑا باقاعدہ چندہ دیتی ہیں۔ ایک دن گھر سے پیدل چل کر جو ایک کلو میٹر کے فاصلے پر تھا مشن ہاؤس آئیں اور گرمی میں ان کا برا حال تھا۔ ان ممالک میں گرمی بھی بڑی پڑتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ مجھے بتا دیتیں میں آ کے چندہ لے لیتا۔ کہنے لگیں کہ مجھے مالی قربانی کا جب سے پتا لگا ہے کہ اس کی کیا اہمیت ہے تو میں نہیں چاہتی کہ اس کا ثواب ضائع کروں۔ ایک تو

پیدل چل کے آئیں اس لیے کہ رکشہ پہ جو پیسے لگنے تھے وہ بھی میں چندے میں دے دوں۔ تو یہ ہیں لوگوں کے معیار جو دور دراز کے علاقوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس طرح احمدیوں کے ایمانوں کو ذاتی تجربات میں سے گزار کر تقویت بخشتا ہے وہ بھی ہر واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

بینن کے معلم زکریا صاحب ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک جماعت سنوے پوتا(Sinwe Kpota) کے صدر کی نوکری چلی گئی جس کی وجہ سے وہ بڑے پریشان تھے۔ انہی دنوں میں انہیں تحریک جدید کی یاددہانی کروائی گئی۔ کچھ دن کے بعد انہوں نے مجھے بتایا کہ جب مجھے چندے کی یاددہانی کروائی گئی تو سخت فکر ہوئی۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ کوئی ذریعہ پیدا فرمادے کہ میں اپنا تحریک جدید کا چندہ ادا کر دوں اور کہتے ہیں کہ میں نے رات بھی بہت بے چینی سے گزاری۔ صبح فجر کی نماز سے فارغ ہوا تو کام کی تلاش میں ایک قریبی گاؤں میں چلا گیا۔ وہاں مجھے کوئی کام نہیں ملا لیکن ایک آدمی اپنے جانور بیچنے کے لیے کہیں جارہا تھا میں نے اس کی کچھ مدد کر دی۔ اس شخص نے مجھے پانچ سو فرانک دیئے۔ کہتے ہیں میں نے ان پیسوں میں سے دو سو فرانک سے کچھ کھانے کا سامان لیا۔ سو فرانک اپنے بچے کو دیئے سکول جاتا ہے اور دو سو فرانک چندہ میں ادا کر دیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیر سی قربانی کے بدلے ایسا فضل فرمایا کہ چندہ دینے کے ٹھیک چار دن کے بعد ان کو کام مل گیا اور اتنی جلدی اور ایسا مناسب کام مل جانا محض اتفاق نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ افریقہ سے واقعات ہیں۔

پھر اب انڈیا سے بھی ان کے انسپکٹر تحریک جدید لکھتے ہیں۔ صوبہ جات آندھرا اور تلنگانہ کے انسپکٹر شہاب الدین صاحب کہتے ہیں کہ حیدرآباد کے ایک دوست ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تجارت میں بیس ہزار روپے سے کام شروع کیا۔ ایک چھوٹی سی دکان چلاتے ہیں۔ نمازوں کے اوقات جب ہوتے ہیں تو دوکان بند کر دیتے ہیں۔ یہ ہے حقیقی مومن کی شان کہ پھر کاروبار بند کرے۔ اور کہتے ہیں کہ سال میں ایک ماہ کی مکمل آمد تحریک جدید میں ادا کرتے ہیں۔ اس سال بھی انہوں نے ساٹھ ہزار روپے تحریک جدید میں دیئے۔ کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک دن میں نے انہیں کہا کہ آپ اپنا ذاتی گھر خرید لیں۔ اس پر کہنے لگے کہ جیسا چل رہا ہے چلنے دیں۔ دنیا ویسے بھی اس طرح ہلاکت کی طرف بڑھ رہی ہے کہ مال جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا رہوں۔

اسی طرح پاکستان سے نائب وکیل المال لکھتے ہیں کہ سیالکوٹ کے ایک خادم کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ پندرہ ہزار روپیہ ان کا وعدہ تھا جو میں نے انہیں کہا کہ پندرہ ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ کر دیں تو انہوں نے ایک لاکھ روپیہ کر دیا۔ انہوں نے جوتے ایکسپورٹ کرنے کا کاروبار شروع کیا اور کہتے ہیں شروع میں پانچ ہزار چندہ دیتے تھے۔ پھر دس ہزار دیا۔ پھر آگے بڑھایا۔ پندرہ ہزار سے بڑھایا، لاکھ کیا۔ اب وہ کہتے ہیں چندوں کی برکت سے جس

فیکٹری کو انہوں نے کرائے پر لیا ہوا تھا وہ فیکٹری انہوں نے خرید لی اور کاروبار بھی اچھا ہو گیا۔

اسی طرح انڈونیشیا سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ وہاں کے ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے پاس موٹر سائیکل ہو تو مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لیے آسانی ہو جائے گی تو ہمارے مبلغ نے انہیں کہا کہ دعا کریں اور چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اور فیملی کا تحریک جدید کا چندہ دینا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں تھوڑے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور موٹر سائیکل خریدنے کی توفیق مل گئی۔ اب اس گھر میں ایک کی بجائے تین موٹر سائیکل ہیں۔ وصیت انہوں نے کر لی ہے اور آمدنی ان کی بڑھ گئی ہے۔

یہاں کینیڈا میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہزار ڈالر چندہ تھا جو بڑھا کے پانچ ہزار کا وعدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا بھی کر دیا۔ اس لیے شروع میں ہی ادا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹا جائے اور مسجد کے لیے بھی انہوں نے بیس ہزار ڈالر کی ادائیگی کی۔ اسی طرح بعض یہاں بھی ایمان افروز واقعات ہیں۔ کینیڈا کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ میرا وعدہ ایک ہزار ڈالر کا تھا۔ پیسے نہیں تھے۔ شام کو خاوند کا فون آیا کہ فلاں شخص نے پیسے دیئے ہیں، چیک دیا ہے۔ تو میں نے کہا کہ ایک ہزار ڈالر کا چیک ہو گا۔ اس نے کہا تمہیں کس طرح پتا ہے؟ میں نے کہا اس لیے کہ مجھے فکر تھی کہ میں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنا تھا اور ایک ہزار ڈالرز ادا کرنا تھا اور مجھے خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے تو اتنی ہی رقم ہو گی۔

اسی طرح یورپ کے ممالک کے واقعات ہیں۔ یہاں نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ کروشیا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ غربت کی وجہ سے نوکریوں کے مواقع بہت کم ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جس کے پاس کوئی انکم کا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ لوگ یا تو اپنے رشتہ داروں کی طرف سے اگر کوئی رقم مل جائے یا اگر کوئی ایسا کام مل جائے جو ایک یا دو دن کا ہے اس سے عموماً گزارہ کرتے ہیں۔ ایک بڑی عمر کے احمدی دوست ہیں جن کو جماعتی کام کرنے کا بہت شوق ہے اور تقریباً اپنا سارا وقت جماعت کے کاموں میں صرف کرتے ہیں لیکن جب جماعت کا کام نہیں بھی کر رہے ہوتے تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی کام جس سے جماعت کو فائدہ ہو وہ کرتے رہیں۔ تقریباً ایک سال سے وہ خالی کین (can) جمع کرتے تھے تاکہ اس کو ری سائیکلنگ والوں کو دے کے کچھ رقم مل جائے۔ سال بھر انہوں نے یہ کین (can) جمع کیے اور ری سائیکلنگ والوں کو دیئے۔ سارے سال میں اس کام کے انہیں صرف تیس ڈالر ملے اور ان کو لے کے وہ سیدھے مشن ہاؤس آئے اور اس میں سے دس ڈالر چندے میں ادا کر دیئے کہ میرا تحریک جدید کے چندہ کا وعدہ تھا وہ میں نے پورا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس حساب سے سارے سال میں جو محنت انہوں نے کی اس کا ایک بٹا تین (1/3) جماعت کو دے دیا۔

جرمنی کے سیکرٹری تحریک جدید نے لکھا کہ ایک خاتون ہیں جنہوں نے اپنا نام نہیں ظاہر کیا۔ تحریک

جدید کے دفتر آئیں اور اپنا سارا زیور تحریک جدید میں پیش کر دیا اور زیور اتنا زیادہ تھا کہ سارا میز زیور سے بھر گیا۔ سونے کے ہار، انگوٹھیاں، چوڑیاں، کافی تعداد میں یہ چیزیں تھیں۔ لیکن انہوں نے کہا میرا نام نہیں ظاہر کرنا تا کہ میری قربانی صرف خدا تعالیٰ کی خاطر ہو۔ زیور عورت کی کمزوری ہے لیکن احمدی عورتیں ہیں جو یہ قربانیاں کرتی ہیں۔

یہاں بھی مجھے ایک احمدی عورت ملیں کہ میں نے اپنا تمام زیور چندے میں مسجد فنڈ میں یا کسی چیز میں دے دیا تھا لیکن میرے سسرال والوں کو یہ بات بہت ناپسند آئی اور مجھے کہہ رہے ہیں کہ کیوں تم نے دیا اور مختلف قسم کے طعنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی خاطر قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے اور ان خاتون کو بھی جنہوں نے اللہ کی خاطر قربانی کی انشاء اللہ تعالیٰ نوازے گا اور بہت دے گا لیکن ان لوگوں کو فکر کرنی چاہیئے جو انہیں یا کسی کو بھی مالی قربانی سے روکتے ہیں۔ مال دینے والا بھی خدا ہے اور ناشکری کرنے والے سے لے بھی سکتا ہے اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اس لیے ایسے لوگوں کو جن کے دل میں اس قسم کے خیالات آتے ہیں استغفار بہت زیادہ کرنی چاہیے۔

رشیا میں بھی کئی واقعات ہیں۔ ایک دوست لینار صاحب کہتے ہیں ان کے حالات کافی خراب تھے کرائے کے فلیٹ میں رہتے تھے۔ کئی مالی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے لیکن اپنے لازمی چندے اور تحریک جدید کا چندہ اپنی توفیق کے مطابق ادا کرتے رہے۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ چندے کی برکت سے میری بیوی کو میڈیکل کالج ختم ہونے کے بعد حکومت کی نوکری مل گئی اور حکومت نے بچوں کی رہائش کے لیے قرض بھی فراہم کر دیا۔ اب مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہو گئے ہیں اور اللہ کے فضل سے ہمارے پاس دو گاڑیاں بھی آ گئی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور چندہ ادا کرنے کا نتیجہ ہے۔ پہلے بہت مشکل حالات میں بھی ہم چندہ دیتے رہے اور اب تو اللہ تعالیٰ نے بہت کشائش دی ہے۔ اب رشیا میں بیٹھا ہوا ایک شخص ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ نواز رہا ہے۔ افریقہ والے کو بھی نواز رہا ہے۔ انڈونیشیا والے کو بھی نواز رہا ہے۔ دوسرے ممالک میں بھی، یورپ میں بھی، تو یہ سب اللہ تعالیٰ کا سلوک ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ فرمایا تھا محبوں کی جماعت عطا کرنے کا اور ان کو ایمان میں بڑھانے کا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھتے ہیں ان کو ایمان میں بڑھاتا بھی ہے۔

مالی قربانیوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بیشمار واقعات ہیں جو میرے پاس آئے لیکن میرے لیے مشکل ہو گیا تھا کہ ان میں سے کون سے نکالوں۔ چند ایک میں نے پیش کیے۔ جیسا کہ میں نے کہا تقریباً ہر ملک میں رہنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا نوازتا ہے۔ ایک عقل رکھنے والے انسان کے لیے احمدیت کی سچائی کا یہی ثبوت کافی ہے کہ کس طرح قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے اس لیے کہ یہ چندے خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں خرچ ہوتے ہیں۔

غریب ممالک والے بیشک چندے دیتے ہیں لیکن ان کے اخراجات ان کے چندوں سے بہت بڑھ کر ہیں اس لیے امیر ممالک سے دیئے گئے جو چندے ہوتے ہیں وہ مرکز ان ممالک پر خرچ کرتا ہے جن کے اپنے بجٹ پورے نہیں ہوتے۔ سینکڑوں سکول، درجنوں ہسپتال، سینکڑوں مشن ہاؤسز، سینکڑوں مساجد ہر سال تعمیر ہوتی ہیں اور ان کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی ہے جو تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں سے پوری کی جاتی ہے۔ اسی طرح ایم ٹی اے کے اوپر بھی کئی ملین ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ گو مدّ تربیت اور ایم ٹی اے کی بھی ایک مدّ ہے جس میں لوگ چندے دیتے ہیں لیکن اخراجات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

ایم ٹی اے کے بارہ میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جائزے کے مطابق یہاں ایم ٹی اے سننے کا رواج جتنا ہونا چاہیے وہ نہیں ہے یا کم از کم میرے خطبات براہ راست نہیں سنتے۔ جماعت اتنا بے شمار جو خرچ کرتی ہے یہ جماعت کی تربیت کے لیے ہے۔ اگر وقت کا فرق بھی ہے تو جو repeat خطبہ آتا ہے تو اس کو سننا چاہیئے۔ بیشمار غیر لوگ سنتے ہیں اور پھر مجھے لکھتے ہیں کہ ہم غیر از جماعت ہیں لیکن آپ کے خطبات سن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے وعدے ضرور پورے کرے گا انشاء اللہ۔ مخلصین بھی آئیں گے اور آپ نے دیکھا کہ نئے شامل ہونے والوں میں اخلاص کتنا بڑھا ہوا ہے۔ لیکن یہ نہ ہو کہ نئے آنے والے تو سب کچھ لے جائیں اور پرانے اس بات پر فخر کرتے رہیں کہ ہمارے باپ دادا صحابی تھے یا ہم پرانے احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کسی کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ اگر پرانے اپنے آپ کو دور کریں گے تو پھر باپ دادا کے صحابی ہونے سے یا ان کے رشتہ دار ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پس اس سے پہلے کہ پچھتاوا شروع ہو جائے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں اور اس کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے دیا ہوا ہے اسے استعمال کریں۔ دوسرے بھی بے شمار اچھے پروگرام ایم ٹی اے پر آتے ہیں لیکن کم از کم خطبات تو ضرور سنا کریں۔ یہ نہیں کہ مربی صاحب نے ہمیں خلاصہ سنا دیا تھا اس لیے ہمیں پتہ ہے کیا کہا گیا۔ خلاصہ سننے میں اور پورا سننے میں بڑا فرق ہے۔

اب جیسا کہ میں نے کہا کہ تحریک جدید کا نیا سال شروع ہو رہا ہے اور پرانا سال ختم ہو رہا ہے اس نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ میرے خیال میں کینیڈا سے پہلی دفعہ یہ اعلان ہو رہا ہے۔

یہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس کی وسعت اتنی ہو چکی ہے کہ 1934ء میں احرار جماعت کو ختم کرنے کی باتیں کرتے تھے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی باتیں کرتے تھے۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کا اعلان کر کے دنیا میں مشنری بھیجنے کا منصوبہ بنایا۔

تبلیغ کا ایک جامع منصوبہ بنایا گیا۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کو جانا جاتا ہے اور 209 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ آج بحیثیت جماعت، جماعت احمدیہ ہی ہے جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ کہاں تو احراری قادیان سے احمدیت کی آواز ختم کرنے کی بات کرتے تھے اور کہاں آج دنیا کے اس مغربی کونے سے ساری دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آپ کا ایک غلام اور ادنیٰ خادم پہنچا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا وہ بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ پس یہ بھی ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ باتیں ان پر ذمہ داریاں ڈالتی ہیں اور اس ذمہ داری کو ادا کرنا آپ سب کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا بھی اعلان کرتا ہوں اور حسب روایت کوائف بھی کچھ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تحریک جدید کا جو سال گزرا ہے 31/ اکتوبر کو ختم ہوا۔ یہ بیاسیواں (82) سال تھا اور یکم نومبر سے تراسیواں (83) سال شروع ہو چکا ہے جس کا میں نے اعلان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو رپورٹس آئی ہیں ان کے مطابق تحریک جدید کی مالی نظام میں اس سال عالمگیر جماعت احمدیہ کو کُل ایک کروڑ نو لاکھ تینتیس ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ کی قربانی کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ۔ یہ وصولی گزشتہ سال سے سترہ لاکھ سترہ ہزار پاؤنڈ زائد ہے۔

جماعتوں کی پوزیشن کے لحاظ سے پاکستان تو ہمیشہ ہوتا ہے ہی پہلے نمبر پہ ہے۔ اس کو چھوڑ کر نمبر ایک جرمنی ہے۔ نمبر دو برطانیہ ہے۔ نمبر تین امریکہ ہے۔ نمبر چار کینیڈا ہے۔ نمبر پانچ بھارت ہے۔ چھ آسٹریلیا ہے۔ سات مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ آٹھواں انڈونیشیا ہے۔ پھر نویں پر مڈل ایسٹ میں جماعت ہے۔ دسواں غانا ہے اور گیارھواں سوئٹزرلینڈ ہے۔ سوئٹزرلینڈ کا کیونکہ فی کس چندہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے نام لکھا لیا، نہیں تو دس تک ہی اصل لسٹ ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ پہلے نمبر پر ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ۔ پھر یوکے۔ پھر فن لینڈ۔ پھر سنگاپور۔ پھر جرمنی۔ سویڈن۔ ناروے۔ جاپان۔ کینیڈا۔ اور ان سے پہلے اصل میں تو مڈل ایسٹ کی جماعتوں کا ہم نام نہیں لیتے وہ پانچ جماعتیں ان سے اوپر ہیں۔

افریقن ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں ماریشس نمبر ایک ہے۔ پھر غانا ہے۔ پھر نائیجیریا۔ پھر گیمبیا۔ پھر ساؤتھ افریقہ۔ پھر برکینا فاسو۔ پھر کیمرون۔ سیرالیون۔ لائبیریا۔ تنزانیہ اور مالی۔

شامل ہونے والوں کی تعداد میں بھی اللہ کے فضل سے اس سال توّے ہزار کا اضافہ ہوا ہے اور چودہ لاکھ چار ہزار سے زائد لوگ شامل ہوئے ہیں اور اس میں بھی زیادہ کوشش جو کی گئی ہے وہ بینن نے کی ہے۔ نائیجیریا نے

کی ہے۔ مالی نے کی ہے۔ برکینا فاسو نے۔ غانا نے۔ لائبیریا نے۔ سینیگال نے اور کیمرون نے۔ دنیا کو ہر جگہ اس طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

دفتر اول کے جو کھاتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب جاری ہیں اور اس میں چندے آ رہے ہیں ان کے رشتے داروں کی طرف سے یا بعض خود زندہ ہیں تو ان کی طرف سے۔

پاکستان میں جو تین بڑی جماعتیں ہیں ان میں اول لاہور ہے۔ دوم ربوہ ہے۔ سوم کراچی ہے۔ اس کے بعد وصولی کے اعتبار سے دس شہری جماعتیں جو ہیں اس میں نمبر ایک اسلام آباد۔ پھر ملتان۔ پھر کوئٹہ۔ پشاور۔ گوجرانوالہ۔ حیدرآباد۔ حافظ آباد۔ میانوالی۔ کوٹلی۔ خانیوال اور بہاولپور۔

زیادہ قربانی کرنے والے پاکستان کے دس اضلاع۔ باوجود غربت کے پاکستان کے چندے بہت اعلیٰ معیار کے ہوتے ہیں۔ سیالکوٹ نمبر ایک۔ پھر فیصل آباد۔ پھر سرگودھا۔ گجرات۔ عمرکوٹ۔ اوکاڑہ۔ نارووال۔ میرپور خاص۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ منڈی بہاؤالدین اور میرپور آزاد کشمیر۔

جرمنی کی پہلی دس جماعتیں۔ روئیڈر مارک Rodermark، نوئیس، وائن گارڈن Weingarten، راؤں ہیم ساؤتھ rainham south، فلورزہائم Florsheim، لمبرگ Limburg، کولون Cologne، کوبلنز Koblenz، نیدا Neida، مہدی آباد۔

اور ان کی پہلی دس لوکل امارتیں جو ہیں ہیمبرگ۔ پھر فرینکفرٹ۔ پھر گراس گراؤ۔ مورفیلڈن والڈروف۔ ویزبادن۔ پھر ڈٹسن باخ۔ پھر آفن باخ۔ پھر من ہائم۔ پھر ڈامسٹڈ۔ پھر ریڈ شٹڈ۔

مجموعی ادائیگی کے لحاظ سے برطانیہ کی پہلی پانچ ریجنز ہیں۔ لندن بی۔ پھر لندن اے۔ پھر مڈلینڈز۔ پھر نارتھ ایسٹ۔ پھر ساؤتھ ریجن۔ اور ادائیگی کے لحاظ سے دس بڑی جماعتیں جو ہیں وہ مسجد فضل نمبر ایک پہ۔ پھر ووسٹر پارک۔ پھر گلاسگو۔ برمنگھم ساؤتھ۔ پھر نیو مولڈن۔ پھر بریڈفورڈ۔ پھر اسلام آباد۔ پھر جلنگھم۔ پھر موسک (Mosque) ویسٹ پھر ومبلڈن پارک۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے وہاں کی پہلی پانچ ریجنز ہیں۔ ساؤتھ ویسٹ۔ پھر اسلام آباد۔ پھر سکاٹ لینڈ۔ پھر مڈلینڈرز۔ نارتھ ایسٹ۔ اور بڑی جماعتیں جو ہیں بروملے اینڈ لیوئیشم۔ Leamington Spa۔ اسلام آباد۔ Scunthorpe۔ برمنگھم ساؤتھ۔ ووسٹر پارک۔ جلنگھم۔ بورن متھ اینڈ ساؤتھ ہیمپٹن۔ مسجد فضل۔ موسک (Mosque) ویسٹ۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی لوکل امارات۔ پیس ویلج نمبر ایک پہ ہے۔ نمبر دو وان ہے۔ پھر کیلگری۔ پھر برامٹن۔ پھر وینکوور۔ پھر مسی ساگا۔ اور کینیڈا کی جماعتوں میں وصولی کے لحاظ سے ایڈمنٹن ویسٹ پہلے۔ پھر ڈرہم۔

پھر سسکاٹون ساؤتھ۔ سسکاٹون نارتھ۔ ملٹن ایسٹ۔ آٹوا ویسٹ۔ پھر آٹوا ایسٹ۔ پھر ریجائنا۔ میرا خیال تھا کہ لائیڈ منسٹر کی جماعت بھی اچھی ایکٹو جماعت ہے۔ صدر صاحب بھی بڑے فعال کام کرنے والے لگتے تھے۔ وہاں کے لوگوں کے مالی حالات بھی مجھے بتایا گیا کہ اچھے ہیں۔ ان کی کوئی پوزیشن نہیں آئی۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی جماعتیں۔ سلیکون ویلی۔ پھر اوش کوش نمبر دو۔ پھر ڈیٹرائٹ۔ پھر سیئٹل۔ پھر یارک۔ پھر سینٹرل ورجینیا۔ لاس اینجلس۔ پھر سلور سپرنگ۔ پھر سنٹرل جرسی۔ شکاگو ساؤتھ ویسٹ۔ پھر لاس اینجلس ویسٹ۔

انڈیا کی پہلی دس جماعتیں۔ کیرولائی (کیرالہ)۔ کالی کاٹ (کیرالہ)۔ پھر حیدرآباد۔ آندرا پردیش۔ پھر پتھاپریم (کیرالہ)۔ پھر قادیان۔ پھر کنانور ٹاؤن (کیرالہ) پھر پینگاڈی (کیرالہ) پھر دہلی۔ پھر کلکتہ (بنگال)۔ پھر سلور (تامل ناڈو) انڈیا کے پہلے دس صوبہ جات جو ہیں ان میں پہلے نمبر پہ کیرالہ پھر کرناٹک۔ پھر آندھرا پردیش۔ پھر تامل ناڈو۔ پھر جموں کشمیر۔ پھر اڑیسہ۔ پھر پنجاب۔ بنگال۔ دہلی اور مہاراشٹرا۔ انڈیا میں گزشتہ چند سالوں سے بڑی ترقی ہے۔ پہلے یہاں بہت پیچھے تھے۔

آسٹریلیا کی پہلی دس جماعتیں۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ملبرن بیروک۔ پھر کاسل ہل۔ پھر ACT کینبرا۔ پھر مازڈن پارک۔ پھر برزبن۔ لوگن۔ پیز تھ۔ ملبرن لانگ وارن۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ۔ پلمپٹن۔ ملبرن ایسٹ۔ اور اسی طرح فی کس ادائیگی کے لحاظ سے دس جماعتیں۔ تسمانیہ۔ برزبن نارتھ۔ ACT کینبرا۔ سڈنی میٹرو۔ ڈارون پیرامیٹا۔ ملبرن بیروک۔ پرتھ۔ مازڈن پارک۔ کاسل ہل۔

اللہ تعالیٰ ان سب شامل ہونے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر قربانی کی توفیق دے اور خلافت سے ہمیشہ ان کا مضبوط تعلق قائم کرتا رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 02/ دسمبر 2016ء تا 08/ دسمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 49 صفحہ 05 تا 09)

47

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 18 نومبر 2016ء بمطابق 18 نبوت 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جیسا کہ سب جانتے ہیں گزشتہ دنوں مَیں کینیڈا کے دورے پر تھا۔ تقریباً چھ ہفتے کا پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورہ ہر لحاظ سے، جماعتی پروگراموں کے لحاظ سے بھی اور غیروں کے ساتھ پروگراموں کے لحاظ سے بھی بابرکت رہا۔ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے بعد وہاں کے جلسہ کے تعلق سے لوگوں کے تأثرات اور انتظامی باتیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر شکر کا ذکر تو میں نے وہیں جلسہ سے اگلے خطبہ میں کر دیا تھا۔ آج جو باقی مصروفیات اور پروگرام رہے ان کا کچھ ذکر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کی جماعت بھی دنیا کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح اخلاص و وفا میں آگے قدم بڑھانے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوجوان لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی جماعتی کاموں کے لئے آگے بڑھنے کی روح لئے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر پریس اور میڈیا کے حوالے سے نوجوانوں نے بہت کام کیا ہے۔ وسیع پیمانے پر تعارف کی کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ان کوششوں کو پھل بھی لگایا۔ سیاستدانوں اور حکومتی اہلکاروں سے تو پہلے بھی وہاں تعارف تھا اور اچھے تعلقات بھی تھے۔ ان میں بھی انہوں نے اضافہ کیا۔ لیکن اس دفعہ میڈیا سے تعلق میں واضح فرق نظر آیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے۔ ان لوگوں نے تو انگلی لگائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بے انتہا برکت ڈالی۔ بلکہ یہ کام کرنے والے لڑکے خود اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر ہمیں رسپانس ملی ہے۔ یا تو یہ کوشش ہوتی تھی کہ پریس میں ہماری کوئی خبر آ جائے، کوئی ذکر آ جائے تاکہ جماعت کا تعارف بھی ہو، اسلام کا تعارف بھی ہو لیکن پریس اور میڈیا بڑے نخرے کیا کرتا تھا۔ یا اس دفعہ یہ حالت تھی کہ میڈیا والے پیچھے پھرتے تھے کہ ہمیں وقت دو۔ ہم نے امام جماعت احمدیہ کا انٹرویو لینا ہے۔ ان سے بات کرنی ہے۔ لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے مجبوری تھی اس وجہ سے

میڈیا کے ساتھ جتنا رابطہ یا انٹرویو ہو سکا اتنا ہی ہو سکا۔ باقیوں سے معذرت کرنی پڑی۔ ہماری وہاں جو میڈیا ٹیم ہے ان کو بھی چاہئے کہ جن لوگوں سے معذرت کی گئی تھی اب ان سے تعلق بھی رکھیں اور مل کر بھی معذرت کریں یا تحریری معذرت کریں۔ یہ اگلے رابطوں کے لئے ضروری چیز ہے۔

بہر حال اب میں خلاصۃً مختلف فنکشنز کے بعض تاثرات پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں تین نئی مساجد بنائی ہیں لیکن دو کا ایسا فنکشن تھا جس میں غیروں کو بلایا گیا تھا۔ پارلیمنٹ میں بھی ایک فنکشن ہوا۔ York یونیورسٹی میں بھی خطاب ہوا۔ ٹورانٹو میں پیس سمپوزیم ہوا۔ کیلگری میں پیس سمپوزیم ہوا جن میں غیروں کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ لوگوں نے اسلامی تعلیمات کی خوبصورتی کا اعتراف کیا۔

پہلے مَیں مختصر اً ٹورانٹو میں میڈیا کوریج کا ذکر کر دیتا ہوں۔

ٹورانٹو میں تین انٹرویوز کے علاوہ جو خصوصی مصروفیت تھی، وہ یونیورسٹی کا ایڈریس ہے۔ اس کا ذکر تو آگے آجائے گا۔ جو تین انٹرویو ہوئے ان میں ایک گلوبل نیوز ٹورانٹو کا تھا۔ یہ کینیڈا کا ایک مشہور نیوز نیٹ ورک ہے اور یہ **انٹرویو نشر کیا گیا اور تقریباً تین لاکھ افراد نے دیکھا۔** اور جب تک یہ رپورٹ آئی ایک لاکھ افراد اس کو آن لائن بھی دیکھ چکے ہیں۔

اسی طرح دوسرا انٹرویو سی۔بی۔سی (CBC) کا تھا جو وہاں کا نیشنل نیوز چینل ہے اس کا ایک بہت مشہور جرنلسٹ، چیف کارسپانڈنٹ پیٹرزمین برج ہیں۔ انہوں نے انٹرویو لیا۔ لیا تو یہ پہلے گیا تھا لیکن دو ہفتے بعد انہوں نے اپنے پروگرام میں دیا اور تقریباً آدھے گھنٹے کا یہ پروگرام تھا جو نیشنل ٹیلیویژن پر دکھایا گیا۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ وہاں کے سب سے سینئر جرنلسٹ ہیں اور بڑے اہم سمجھے جاتے ہیں۔ **اسلام کے بارے میں، دنیا کے حالات** کے بارے میں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **بعثت کے بارے میں اور آجکل جو شدت پسندوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے اس کے بارے میں بہت ساری باتیں ہوئیں** جس کا کچھ حصہ انہوں نے دیا اور کچھ نہیں۔ لیکن بہر حال ایک اچھی کوریج ہو گئی تھی۔

اسی طرح گلوب اینڈ میل ایک نیشنل اخبار ہے۔ یہ جو پہلے میں نے انٹرویو کا ذکر کیا ہے جو سی۔بی۔سی (CBC) کا تھا اس سے ان کا اندازہ ہے کہ دس ملین کینیڈین افراد تک پیغام پہنچا۔ اور یُوٹیوب چینل پر بھی آیا اس کے ذریعہ سے بھی ایک ملین افراد تک خبر پہنچی۔ اور پھر اخبار کے ذریعہ سے جس میں بڑی تفصیلی خبریں شائع ہوئیں۔ پھر یونیورسٹی میں لیکچر تھا۔ اس لیکچر کے حوالے سے اخبارات اور رسائل نے خبر دی۔ اور اس کی کوریج بھی تقریباً پانچ لاکھ افراد تک ہوئی۔

اب میں اگلے پروگرام کا ذکر کرتا ہوں۔ جلسے کے بعد پہلا پروگرام آٹوا میں ہوا جو اُن کا کیپیٹل ہے وہاں پارلیمنٹ میں تقریباً سارا دن پروگرام رہا۔ مختلف مصروفیات رہیں۔ لوگوں سے ملنا جلنا رہا۔ وزیر اعظم سے علیحدہ ملاقات بھی ہوئی۔ پھر ان کے کچھ وزراء کے ساتھ بڑے اچھے ماحول میں بیٹھ کے ملاقات ہوئی۔ اور ان کا جو تعاون ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہا ہے اس کا شکریہ بھی میں نے ادا کیا۔

پھر وہاں پارلیمنٹ ہاؤس کے ایک ہال میں جو تقریب تھی اُس میں وہاں کینیڈین گورنمنٹ کے چھ وزیر شامل ہوئے۔ ستاون (57) نیشنل ممبران پارلیمنٹ شامل ہوئے۔ گیارہ مختلف ممالک کے ایمبیسیڈرز شامل ہوئے اور امریکہ کی ایمبیسی کے فرسٹ سیکرٹری اور لیبیا کی ایمبیسی کے نمائندگان شامل ہوئے۔ صوبہ اونٹاریو کے منسٹر بھی موجود تھے۔ تیس سے زائد اہم شخصیات پروگرام میں شامل ہوئیں جس میں چیف آف سٹاف اور منسٹرز شامل تھے۔ پھر evangelical fellowship کے ڈائریکٹر تھے۔ کینیڈین ریڈ کراس کے چیف کمیونیکیشن آفیسر شامل تھے۔ آر۔سی۔ایم۔پی کے اسسٹنٹ کمشنر شامل تھے۔ یونیورسٹی آف آٹوا کے اور کارلٹن یونیورسٹی (carleton university) کے پروفیسر شامل تھے۔ بعض dean اور وائس پریذیڈنٹ بھی تھے۔ کینیڈین کونسل فار مسلم کے ڈائریکٹر شامل تھے۔ یُو ایس گورنمنٹ کے نمائندگان اور بعض think tank کے ممبر شامل تھے۔ گویا وہاں ان لوگوں کی ایک بڑی اچھی gathering تھی جو اپنے آپ کو دنیا کے معاملات چلانے والا سمجھتے ہیں۔ وہاں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں بیان کرنے کا موقع ملا اور اسی طرح جو اِن کا کردار ہے اور یہ لوگ جو دوعملی دکھاتے ہیں اس کو بھی میں نے واضح کیا کہ صرف مسلمانوں پہ الزام نہ دو بلکہ تمہارے اپنے جو کام ہیں ان کی طرف بھی دیکھو اور تم لوگوں کی وجہ سے بعض دفعہ دنیا میں بعض فساد پیدا ہوئے ہیں۔

بہر حال بعد میں اس کے جو تاثرات تھے وہ پیش کرتا ہوں۔

ممبر پارلیمنٹ ہیں جوڈی سیگرو (Judi Sgro)۔ **انہوں نے کہا کہ امام جماعت کا یہ خطاب ان نصائح سے** پُر تھا کہ ہم کس طرح تیسری جنگ عظیم سے بچ سکتے ہیں۔ یہ بالکل واضح تھا کہ ہمیں اس تباہی سے بچنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون اور محنت کی ضرورت ہے۔ یہ کہتی ہیں کہ یہ پیغام جو اس وقت دیا گیا یہ ساری دنیا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک ممبر پارلیمنٹ کیون وا (Kevin Waug) ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مختصر الفاظ میں بہت سے عناوین پر روشنی ڈالی۔ میں خاص طور پر اس بات سے متاثر ہوں کہ امام جماعت نے اپنے خطاب میں قرآن کریم کے بہت سے حوالہ جات پیش کئے۔ یہ امر خاص طور پر مجھ جیسے شخص کے لئے جس کا دینی علم بہت کم ہے نہایت خوش کن تھا۔ اس سے میرے علم میں بھی اضافہ ہوا۔

ہر ایک نے اپنی اپنی سوچ کے مطابق پیچ میں سے پوائنٹ نکالے اور تبصرے بھی کئے۔

اسی طرح اسرائیلی سفیر بھی وہاں موجود تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ امن کے لئے اہم پیغام تھا اور یہ کہ تمام مذاہب کو کس طرح ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے۔ کہتے ہیں کہ آج اسلام کے بارے میں میری سوچ بدل گئی ہے اور اس کی قدردانی بھی بڑھ گئی ہے۔ اس خطاب کو شائع کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہئے۔ اور اگر لوگ اس پیغام کی پیروی کریں تو دنیا کے گھمبیر سے گھمبیر مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔ مجھے اس خطاب میں برداشت کا پہلو بہت پسند آیا اور یہ کہ تمام لوگوں کے حقوق ادا کئے جانے چاہئیں، چاہے وہ مسلمان ہوں یا یہودی ہوں، سب کے حقوق ادا ہونے چاہئیں۔

پھر سینیئر امیگریشن جج اور وہاں جو 'سر ظفر اللہ خان ایوارڈ' دیا جاتا ہے، اس سال اس کے حاصل کرنے والی لوئس آربر (Louise Arbour) نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ نہایت صاف زبان میں امام جماعت نے ہماری کمیوں اور کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور ساتھ ساتھ مغربی معاشرے کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی اور یہ کہ بعض دفعہ ان کے عملوں میں منافقت نظر آتی ہے اور اقلیتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔

پھر ممبر پارلیمنٹ راج سینی (Raj Saini) نے کہا کہ اسلام کے بارے میں بتایا کہ امن پسند مذہب ہے اور جو مسلمان اس امن کے پیغام کی پیروی نہیں کرتے وہ سچے مسلمان نہیں۔

اس طرح پارلیمنٹ کے ایک ممبر ماجد جواہری ہیں۔ غالباً کسی عرب ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آج پیغام میں سنا کہ دنیا میں قیام امن کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور اس کو ہم نے مل جل کر حل کرنا ہے۔ اور بھی بہت سے چیلنج ہیں جیسے معاشی بحران، دہشتگردی۔ ان سب کے لئے ہمیں سخت محنت اور مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

کرسٹی ڈنکن (Kirsty Duncan) صاحبہ ممبر پارلیمنٹ ہیں اور سائنس کی وزیر بھی ہیں۔ یہ کہتی ہیں کہ ایک بات جو خاص طور پر میرے دل کو لگی وہ یہ ان سے ویسے بھی باتیں ہوتی رہی تھیں۔ یہ ذاتی تبصرہ انہوں نے کیا کہ ایک بار جو دوست بن جائے وہ ہمیشہ کے لئے دوست ہو جاتا ہے۔ خطاب میں کئی پہلو بیان کئے مثلاً عدل و انصاف، امن، نوجوان، اقوام متحدہ اور ہم سب کو مل کر انسانیت کی بہتری کے لئے کوشش کرنا۔ کہتی ہیں کہ احمدیہ **جماعت میرے لئے ایک مہربان فیملی کی طرح** ہے۔

اسی طرح ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اوریو (Nicola Di Iorio) نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بڑی اچھی تقریر تھی جس میں تمام دنیاوی مسائل کو اختصار کے ساتھ پیش کیا۔ آپ نے مذہب کے پس منظر میں دنیا کے مسائل پر روشنی بھی ڈالی۔ جماعت احمدیہ ایک زبردست جماعت ہے اور مذہبی تنظیموں کے لئے ایک مثال

ہے۔ آپ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ مذہبی معاملات میں برداشت ہونی چاہئے اور یہ کہ جارحیت کا نتیجہ مزید جارحیت ہی ہوتا ہے۔ اگر ہم برداشت جیسی ایک صفت کو ہی اختیار کر لیں تو ہم ایک بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ امام جماعت احمدیہ یہاں آئیں گے اور رسمی قسم کی باتیں کر کے چند الفاظ شکر گزاری کے ادا کر کے بیٹھ جائیں گے۔ لیکن جو خطاب ہوا تو کہتے ہیں کہ شاید ہی میں نے اس سے بہتر کوئی ایڈریس سنا ہو۔ انہوں نے تمام مسائل پر روشنی ڈالی جن کا تمام دنیا کو سامنا ہے۔ جیسے آب وہوا میں تبدیلی، اقتصادی مسائل، خانہ جنگی۔ بنیادی وجہ ناانصافی بھی بیان کیا۔ دور حاضر کے مسائل کے حل بھی بیان کئے۔ اور یہ بھی کہا کہ مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بھی کہا کہ اسلحے کی خرید و فروخت نہیں ہونی چاہئے جو مغربی ممالک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے اس پروگرام میں شامل ہو کر بے حد خوشی ہوئی کہ کسی امن پہ بات کرنے والے کو سنا۔ کہتے ہیں یہ جس طرح تمام دنیا کو اسلام سے متعارف کرا رہے ہیں یہی اصل طریقہ ہے۔

جرمن سفیر ورنر وینٹ (Werner Wnendt) نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ نے مستقبل کی تصویر کشی کی ہے۔ ہم سب بھی ایسا ہی پُرامن مستقبل چاہتے ہیں۔ ان کے خطاب سے ہمیں پتا چلا کہ اسلام پُرامن مذہب ہے اور ہم سب یورپ میں آنے والوں کے ساتھ مل کر رہ سکتے ہیں۔ اس تقریر کا سب سے اہم پیغام یہ تھا کہ ہم سب کو دنیا کی بہتری کے لئے کوشش کرنی ہو گی اور اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ عوام الناس کو انفرادی طور پر اپنی زندگیاں گزارنے کی اجازت ہو۔

یہ بھی مَیں نے کہا تھا کہ حکومتوں کو مذہب کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے اور بھی بعض مسائل ہیں حجاب ہے یا مسجدیں ہیں تو اس قسم کی چیزوں کے بارہ میں یورپ میں سوال اٹھتے رہتے ہیں۔ یہ ایسے سوال ہیں جو فتنہ پیدا کریں گے۔

اسی طرح ایک چیف امام اور سکالر محمد جبار جو غالباً کسی عرب ملک سے ہیں۔ وہاں ایک مسجد کے امام ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سنی امام ہوں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اس تقریر نے دنیا میں قیام امن کی بنیاد رکھی ہے۔ اس تقریر کی آج دنیا کو اشد ضرورت ہے۔ **امام جماعت کی تقریر حکمت سے پُر تھی** کیونکہ آپ نے کسی ایک فریق پہ الزام نہیں لگایا بلکہ یہ کہا کہ دنیا کی بے چینی تمام گروہوں کی کمزوریوں کی وجہ سے ہے۔ ہمیں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو قبول کرنا چاہئے اور پھر بہتری کی طرف قدم اٹھانا چاہئے۔ اس میں آپ نے اس اسلامی تعلیم کی طرف توجہ دلائی کہ کوئی انسان غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ کہتے ہیں بڑا اچھا خطاب تھا اور وہ سب مضمون بیان ہوئے جن کی ضرورت تھی اور قانون ساز لوگوں کو متبادل حل بھی بتائے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اسلامی نظریے کو نہایت خوبصورت رنگ میں پیش کیا اور بہت سے مشکل پہلوؤں کو اس خوبصورت انداز میں بیان کیا کہ لوگوں کے

جذبات کو بھی ٹھیس نہ پہنچے۔

پھر ایک مہمان گارنیٹ جینس (Garnett Genuis) کہتے ہیں کہ پیغام بہت اچھا تھا کہ کس طرح مذہب اور مذہبی رہنما معاشرے میں قیام امن اور عصر حاضر کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ یہ بات بھی اجاگر کی کہ کس طرح اسلحہ کی خرید و فروخت کو کنٹرول کر کے ہم ایک دوسرے کے ساتھ امن سے رہ سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عموماً ہم ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے رہتے ہیں لیکن امام جماعت نے وضاحت کی کہ کس طرح مغرب اور دوسرے ممالک اپنے اپنے کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کی حالت بہتر بنا سکتے ہیں۔

ایک سکھ مہمان نے کہا کہ ایک مغربی پارلیمنٹ میں آکر کہا کہ دنیا کی بے چینی میں مغربی ممالک کا بھی ہاتھ ہے۔ مثلاً انہوں نے اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ جو اسلحہ مغربی ممالک بیچتے ہیں وہ دہشت گردوں کے ہاتھ میں کیسے پہنچ جاتا ہے۔ اس بات کو بھی واضح کیا کہ جو کینیڈین لوگ دہشتگردی کے لئے جاتے ہیں ان میں سے بیس فیصد خواتین ہوتی ہیں اور وہ آنے والی نسلوں کو بھی اس رنگ میں رنگین کر دیں گی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ کہتے ہیں یہ بات بھی مجھے اچھی لگی کہ انہوں نے قرآن کے حوالے سے بھی بات کی کہ ہمیں اپنے عہد اور امانتیں پوری کرنے کی ضرورت ہے اور بڑے خوبصورت انداز میں یہ کہا کہ حکومت بھی ایک امانت ہے اور حکومتی عہدیداران کو اپنے ان عہدوں کو کما حقہٗ ادا کرنا چاہئے۔ پھر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام جماعت نے یہ بھی کہا کہ مسلمان علماء نے عوام کو گمراہ کیا ہے اور اس وجہ سے فساد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مغربی ممالک کو بھی چیلنج کیا کہ وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ آزادئ ضمیر اور آزادئ حقوق کو قائم کرتے ہیں۔ اس لئے اب ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ان دعووں پر عمل کر کے دکھائیں اور مذہبی امور میں مداخلت نہ کریں جیسے حجاب پر پابندی یا عبادتگاہوں پر پابندی۔ کہتے ہیں بڑے عمدہ طریقے سے مغرب کو توجہ دلائی۔

یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں۔ اس طرح کے بیشمار تبصرے منسٹروں کے بھی اور دوسروں کے بھی تھے۔

اسی طرح پارلیمنٹ ہل میں جو فنکشن تھا اس کی جو میڈیا کوریج ہوئی۔ ایک تو پہلے خود وزیر اعظم صاحب نے اپنے ٹویٹ اکاؤنٹ پر لکھا کہ **مجھے آج آٹوا میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا مسرور احمد سے مل کر خوشی ہوئی** اور ساتھ انہوں نے تصویر بھی دی اور پھر یہ ٹویٹ چلتی رہی۔ اسی طرح اس سارے فنکشن کی خبر کی اخباروں کے ذریعے سے جو کوریج تھی یہ مختلف ذریعوں سے تقریباً ساڑھے چار ملین افراد تک پہنچی ہے۔

اسی طرح ٹورانٹو میں ایوان طاہر میں ایک پیس سمپوزیم تھا جس میں 614 غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمان شامل ہوئے جن میں مختلف علاقوں کے میئرز، کونسلرز، اخبارات کے صحافی، ڈاکٹرز، پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

presbyterian church کے پادری پیس سمپوزیم سن کے کہتے ہیں کہ آج امام جماعت کے خطاب سے مجھے بڑا اثر ہوا کیونکہ یہ پیغام امن، محبت اور امید کا پیغام تھا جس کا رنگ و نسل، شرق و غرب یا کسی خاص وقت یا جگہ سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے تھا۔ اس خطاب کی اہمیت یہ بھی ہے کہ دنیا میں بہت سی غلط فہمیاں اور خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ لیکن آج کے پیغام میں یہ بات واضح تھی کہ ہمارے درمیان مشترک چیزیں زیادہ ہیں اور اختلاف کی باتیں کم۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے جسے لوگوں کو سننے کی ضرورت ہے۔

ایک مہمان گریگ کینیڈی (Greg Kennedy) جن کی بہن نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں آج اپنی بہن کے ساتھ آیا ہوں کیونکہ اس نے ماضی قریب میں اسلام قبول کیا ہے اور ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کی کیا تعلیمات ہیں **اور امام جماعت کا پیغام سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میری بہن اتنی** محبت کرنے والے اور ساتھ دینے والے اور لوگوں کی خدمت کرنے والے لوگوں میں شامل ہوئی ہے۔ جو باتیں میں نے آج سیکھی ہیں میں ان سے بہت خوش ہوں۔ اس پیس سمپوزیم میں بھی میں نے امن کے ساتھ جماعت کی دنیا میں جو خدمات ہیں ان کا بھی ذکر کیا تھا۔

اسی طرح ایک محمد الحلاواجی (Muhammad al halawaji) صاحب جو پارلیمنٹ میں تھے اور نائل ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ آج کا پیغام نہایت واضح تھا کہ ہم سب کو محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور ہمیں کسی سے نفرت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں گے تو امن قائم نہیں ہو سکتا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے پارلیمنٹ میں **امام جماعت کا خطاب سنا تو مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ پارلیمنٹ میں اس** طریق پر کوئی مسلمان رہنما اس طرح خطاب کر سکتا ہے۔ خوف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور نہایت نڈر طریق پر اپنی تقریر کی اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی اسلام کا صحیح اور سچا پیغام ہے۔ جو جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے کچھ لوگ ہیں جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں آج کے خطاب میں بھی "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کے حوالے سے بات کی اور یہی ہمارا لائحہ عمل ہونا چاہئے اور یہی سچ ہے۔

پھر زمیتا (Zumita) کمیٹی کے ممبر ابو یوسف صاحب ہیں۔ کہتے ہیں آج جو میں نے سنا اور دیکھا اس سے میں بہت متاثر ہوا۔ امام جماعت نے اپنے خطاب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مثالیں پیش کیں اور ہمیں توجہ دلائی کہ ہمیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ امام جماعت احمدیہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے یہ بھی ثابت کیا کہ انہوں نے جبراً کبھی بھی کسی کو اسلام میں داخل نہیں کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح تمام انسانیت کی خدمت کی۔ قرآن کریم کے حوالے سے بھی اسلامی تعلیم پر روشنی ڈالی جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی، یہودی، ہندو یا کسی بھی

مذہب کے ماننے والے کو ان کے حقوق دیئے اور توجہ دلائی کہ بحیثیت انسان ہم سب ایک ہیں۔

پھر تیسرا فنکشن یارک یونیورسٹی میں ہوا۔ اور اس یارک یونیورسٹی کا شمار کینیڈا کی بڑی یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ اس میں گیارہ فیکلٹیز ہیں اور اس کا جو مین کیمپس ہے اس میں ترپّن (53) ہزار سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس یونیورسٹی میں اساتذہ کی تعداد سات ہزار کے قریب ہے۔ اس یونیورسٹی سے اب تک تین لاکھ کے قریب طلباء تعلیم سے فارغ ہو چکے ہیں۔ مَیں نے چانسلر سے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کینیڈا کی تیسری بڑی یونیورسٹی ہے۔

اس تقریب میں ایک دوست شامل ہوئے کیٹ کوریئر (Cat Courier) صاحب جو یونیورسٹی آف ٹورانٹو کے Indigenous ایلڈر ممبر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کا دن ایک تحفہ تھا۔ ایسی باتیں سن کر بہت لطف آیا کہ ہم سب مل کر دنیا کے امن کے لئے کام کر رہے ہیں جو پرانے مقامی لوگ ہیں ان لوگوں کے بھی حقوق مارے گئے ہیں۔ کم از کم یہ ان کا خیال ہے کہ حکومت کو جو ہمارے ساتھ کرنا چاہئے تھا، ان کا وہ حق ادا نہیں ہو رہا۔ تو کہتے ہیں کہ جو بات مجھے خاص طور پر پسند آئی وہ یہ تھی کہ امام جماعت احمدیہ نے جو کچھ بھی کہا وہ دل کی گہرائی سے کہا۔ جب کوئی سچائی کی باتیں دل سے کرتا ہے تو ہمیشہ یاد گار رہتی ہیں۔ وہ دنیا کی دوسری طرف سے آکر وہی پیغام پیش کر رہے ہیں جسے ہم پسند کرتے ہیں۔

اور پھر اسی طرح ایک طالبہ شیرل کریس (Sheryl Cress) جو تھیں۔ یہ کہتی ہے کہ بہت اچھا موقع تھا جس میں ہم سب کو اسلام کی بعض حقیقی تعلیمات کا پتا لگا۔ اب مجھے اسلام کا کچھ علم حاصل ہو گیا ہے۔ اب میں صرف گمان پر نہیں چل رہی بلکہ امام جماعت نے امن کے حوالے سے خوب اچھی باتیں کی ہیں۔ یہ باتیں خاص طور پر تعریف کے لائق ہیں کہ امام جماعت نے سمجھایا کہ ہم میں بہت ساری باتیں تعلیمات کے حوالے سے ملتی جلتی ہیں اور یہ مجھے بہت اچھا لگا کہ ہماری اور آپ کی یعنی جماعت کی بنیادی اقدار ایک ہی ہیں۔

ایک دوسری یونیورسٹی کے جرنلزم ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر نے اپنے سارے سٹوڈنٹ وہاں لیکچر سننے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ ایک خاتون صحافی یوسر البارانی (Yousar Albrani) کہتی ہیں کہ یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ امام جماعت نے آپس میں صلح کے ساتھ رہنے کے بارے میں بتایا۔ ایک جرنلسٹ ہونے کے لحاظ سے میں اکثر امن اور عورتوں کے حقوق کے بارے میں لکھتی ہوں۔ لیکن جب ایک مذہبی لیڈر اس بارے میں بات کرے تو وہ ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ امام جماعت نے بڑی وضاحت سے اسلامی دنیا کے مسائل کو بیان کیا کہ ان کے پیچھے دوسری حکومتوں کا ہاتھ ہے۔ یہ سن کر بہت اچھا لگا کہ امام جماعت جب دنیا کے حالات کے بارے میں پڑھتے ہیں تو انہیں دکھ ہوتا ہے۔

پھر ایک پادری صاحب کہتے ہیں کہ جو باتیں قرآن کریم سے پیش کیں وہ نہایت آسان زبان میں سمجھ آگئیں اور یہ بات خاص طور پر مجھے پسند آئی کہ دنیا میں جو مختلف جنگیں ہو رہی ہیں وہ کسی خاص طاقت کی مدد یا اس کی سرپرستی میں ہو رہی ہیں اور اگر بڑی حکومتیں امداد کرنا چھوڑ دیں تو یہ سب کچھ ختم ہو سکتا ہے۔

پھر ہم سسکاٹون (Saskatchewan) گئے تھے۔ وہاں بھی کچھ پریس کانفرنسیں ہوئیں۔ جماعتی پروگرام بھی تھے۔ غیروں کے ساتھ پروگرام تو نہیں تھا لیکن وہاں بھی مختلف ریڈیو اور پریس کے ذریعہ سے مجموعی طور پر تقریباً 1.78 ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔

پھر مسجد محمود رجائنا کا افتتاح تھا۔ وہاں بھی جمعہ کے بعد شام کو مسجد کے حوالے سے ہی ایک ہوٹل میں ریسیپشن تھی جس میں دو سو مہمان شامل ہوئے۔ اس میں سسکاٹون (Saskatchewan) صوبہ کے وزیر اعلیٰ، نائب وزیر اعلیٰ، رجائنا سٹی کے میئر، منسٹر برائے پبلک سیفٹی، اپوزیشن کے ڈپٹی ہاؤس لیڈر، قریبی شہروں کے موجودہ اور سابق میئرز، یونیورسٹی آف سسکاٹون کے صدر اور نائب صدر، یونیورسٹی آف رجائنا کے ریلیجس سٹڈیز کے ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ، پروفیسرز، پادری، پولیس چیف اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل ہوئے۔

مذاہب عالم کے ایک پروفیسر صاحب رجائنا کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایڈریس سننے کے بعد کہتے ہیں کہ **نہایت پُر معارف اور دلکش خطاب تھا**۔ ان تمام خطابات میں سے نمایاں تھا جو میں نے مذاہب عالم کے پروفیسر کے طور پر سنے ہیں۔ امام جماعت کی جو بات مجھے بہت اچھی لگی وہ آپ کا واضح اور قابل عمل پیغام تھا کہ اگر دنیا میں سب امن چاہتے ہیں تو یہ ان غریبوں کو نظر انداز کر کے نہیں حاصل ہو سکتا جو تکالیف میں مبتلا ہیں۔ میرے خیال میں یہ پیغام بہت ہی واضح تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں موجودہ حالات کے پیش نظر جبکہ دنیا کے مسائل کے اسلامی حل پر لوگ کچھ غلط فہمیوں میں الجھے ہوئے ہیں، ان کا پیغام بہت ضروری ہے یعنی جو مَیں نے کہا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان خدشات کو دور کرنے کا ذمہ لیا اور ان کا پیغام ہمارے اس ملٹی کلچرل اور ملٹی ریلیجس سوسائٹی میں باہمی تعاون، اتفاق اور احترام کو ترویج دینے کے لئے بہت اہم تھا۔

پھر لیجسلیٹو اسمبلی سسکاٹون (Saskatchewan) کے ممبر پال میری مین (Paul Merryman) ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سیاسی اور دنیاوی فنکشنز مختلف ہوتے ہیں۔ وہاں پر لوگ زور لگا کر اپنے خیالات کو ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن امام جماعت احمدیہ میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی۔ مجھے لگا کہ وہ بہت ہی محبت سے اپنی طرف بلا رہے ہیں اور سب سے محبت کرنے کے لئے تیار اور مستعد ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذہب اور روحانیت اصل میں اسی بات کا نام ہے یعنی اپنے ہمسایوں سے محبت کرنا اور دوسروں کی مدد کرنا۔ ہمسایوں

سے سلوک کی جو اسلامی تعلیم ہے اس کا بھی مَیں نے وہاں ذکر کیا تھا اس کی طرف ان کا اشارہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ نہایت ضروری ہے کہ ایک ایسی جماعت مسجد بنائے جو اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے والی ہو کیونکہ سسکاٹون (Saskatchewan) کے تمام لوگ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ہیں اور سب کو ایک دوسرے سے احترام اور رواداری کا سلوک اختیار کرنا چاہئے۔

پھر سسکاٹون (Saskatchewan) کے لیڈر آف اپوزیشن Trent Weatherspoon کہتے ہیں کہ آج ایک خوبصورت اجتماع تھا۔ امام جماعت احمدیہ کا پیغام طاقتور اور ضروری پیغام تھا جس نے ہمارے مذاہب میں قدر مشترک باتوں کی نشاندہی کی۔ ہمیں بتایا کہ کینیڈا کے احمدی انسانیت کو ترجیح دینے کے عقیدے کو فوقیت دیتے ہیں۔ امام جماعت احمدیہ کا پیغام کہ ہم دوسروں کے لئے وہی پسند کریں جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں ہم سب کے لئے اہم ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ پیغام یہ تھا کہ باہمی رواداری اور امن قائم ہو۔ امام جماعت نے ان اقدار کی نشاندہی کی جس پر ہم سب کو چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اقدار نہ صرف ہمارے شہر رجائنا یا ہمارے صوبے سسکاٹون (Saskatchewan) کو مضبوط کرنے کے لئے بلکہ ہمارے ملک اور ہماری دنیا کو مضبوط کرنے کے لئے ہیں۔

پھر رجائنا میں رجائنا کی مسجد کے افتتاح کے بعد جو میڈیا کوریج ہوئی، اس میں مختلف ٹی وی اور اخباروں کے ساتھ پریس کانفرنس بھی ہوئی اور انفرادی انٹرویو بھی ہوئے اور ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور پریس کے، مختلف میڈیا کے تقریباً چھ سات لوگ تھے۔ اس طرح رجائنا کی اس مسجد کے افتتاح کی وجہ سے اور پریس کانفرنس کے نتیجہ میں جو خبریں آئیں ان سے تقریباً 1.97 ملین لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

اسی طرح وہاں رجائنا کے بعد لائڈ منسٹر "مسجد بیت الامان" کا افتتاح ہوا۔ وہ چھوٹی سی جگہ ہے اور زیادہ تر تیل کا کاروبار کرنے والے لوگ وہاں جاتے ہیں۔ 49 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی جس میں سسکاٹون (Saskatchewan) کی legislative assembly کے ممبر اور سابق ممبران پارلیمنٹ، نئے منتخب شدہ میئر، قریبی علاقوں کے میئرز، ڈپٹی میئرز، کونسلر، پروفیسرز، ٹیچرز، صحافی اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

سابق منسٹر برائے امیگریشن اینڈ ڈیفینس Jason Kenney ان کے ہمارے پرانے تعلقات ہیں۔ جماعت سے اور مجھ سے بھی ذاتی طور پر ان کا کافی تعلق ہے۔ وہ بھی وہاں آئے ہوئے تھے اور کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی جماعت ہے لیکن بہت بڑھ چڑھ کر کام کرتی ہے اور اسلام کا روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس وقت جو دنیا کے حالات ہیں اور انتہا پسندی کے بارے میں غلط تصورات ہیں کہ اسلام انتہا پسندی کی اجازت دیتا ہے ایسی صورتحال میں جماعت احمدیہ ایک اکسیر کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہ اسلام ہے جو کینیڈا کی تہذیب

کے عین مطابق ہے اور امن کا ضامن ہے۔ اور کہتے ہیں میرے خیال میں مسجد کا افتتاح اور امام جماعت احمدیہ کا دورہ اس پورے علاقے کے لئے علم میں اضافے کا باعث ہو گا اور لوگوں کے سامنے اسلام کا خوبصورت چہرہ پیش کیا جائے گا۔ پھر کہتے ہیں کہ آج کے خطاب میں امام جماعت احمدیہ نے ان تمام منفی تصورات کا جواب دیا جو لوگوں کے دلوں میں اسلام اور مسجد کے بارے میں آسکتے ہیں۔ مسجد کا افتتاح ایک نہایت مثبت قدم ہے اور ہماری مذہبی آزادی کی اقدار کے عین مطابق ہے۔

میں نے یہ بتایا ہے کہ ان کا تعلق ہے۔ لاہور میں دارالذکر اور ماڈل ٹاؤن کی جو شہادتیں ہوئی تھیں اس وقت یہ منسٹر تھے۔ سب سے پہلے ان کا مجھے تعزیت کا فون آیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ہم شہداء کی فیملیوں کو کینیڈا میں آباد کرنے کی کوشش کریں گے اور اس لحاظ سے انہوں نے وعدہ پورا بھی کر دیا۔ اللہ کے فضل سے تقریباً تمام شہداء کی فیملیاں وہاں جا چکی ہیں۔

تقریب میں شامل ایک مہمان جان گورملے (John Gormley) جو ریڈیو پر ایک پروگرام کے میزبان بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسجد کے کردار کے حوالے سے بہت سے اہم نکات پیش کئے ہیں۔ پھر میرے حوالے سے بات کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مسجد صرف عبادت ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ ہیومینٹی کے جمع ہونے کی بھی جگہ ہے اور جماعت احمدیہ اس حوالے سے بہت کام کر رہی ہے۔ جب بھی کوئی دہشتگردی کا واقعہ ہوتا ہے تو جماعت احمدیہ ہی سب سے پہلے آپس کے تعلقات بڑھانے اور مختلف مذاہب کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ پیغام بھی دیا کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ جماعت احمدیہ کے لوگ پوری طرح معاشرے کا حصہ ہیں اور جہاں کہیں بھی آباد ہیں وہاں بھرپور طور پر لوگوں میں گھل مل گئے ہیں۔ جہاں بھی جماعت کے لوگ ہیں وہ وہاں کی کمیونٹی کو مضبوط کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد کیلگری بڑا شہر ہے وہاں جماعت بھی بڑی ہے اور ہماری مسجد بھی بہت بڑی اور خوبصورت ہے۔ وہاں 11 نومبر کو جمعہ کے بعد پیس سمپوزیم تھا۔ اس میں تقریباً 644 مہمانوں نے شرکت کی اور ان مہمانوں میں کینیڈا کے سابق وزیر اعظم بھی شامل ہوئے جو ابھی چند مہینے پہلے وزارت عظمیٰ سے ہٹے ہیں اور نئے وزیر اعظم آئے ہیں۔ البرٹا کے منسٹر برائے ہیومن سروسز شامل ہوئے۔ کیلگری کے سابق اور موجودہ میئر شامل ہوئے۔ سابق وزیر Jason Kenney جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ بھی وہاں آئے۔ یونیورسٹی آف کیلگری کے ڈین اور وائس چانسلر بھی آئے۔ بعض قریبی علاقوں کے میئرز اور ڈپٹی میئرز بھی آئے۔ ریڈ ڈیئر (Red Dear) کالج کے پریذیڈنٹ، legislative assembly کے ممبران اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے اور چھ سو سے اوپر کی حاضری تھی۔ پڑھے لکھے لوگوں کی اچھی gathering تھی۔

کینیڈا کے سابق وزیر اعظم سٹیفن ہارپر (Stephen Harper) نے یہاں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام جماعت احمدیہ کو متعدد مقامات پر خطاب کرتے ہوئے سنا ہے اور انہوں نے ہمیشہ اسلام کا پُرامن پیغام دنیا تک پہنچایا ہے اور پھر خطاب کے بعد اپنا تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج شام بھی یہی کیا۔

یہ ایک عظیم الشان پیغام ہے جو اُن کی جماعت کے تمام ممبران کا عکس بھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں امام جماعت کے ریمارکس بہت ہی ضروری اور اہم ہیں اور ہر ایک کو ان کو سننے کی ضرورت ہے کیونکہ آج کے دور میں انتہا پسند عناصر اسلام کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہی اصل اسلام ہے۔ اور پھر کہتے ہیں خلیفۃ المسیح نے یہ کہا کہ اسلام کا مطلب ہی امن ہے۔ اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے محبت ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ امام جماعت نے تمام مسائل پر اور دنیا کے دیگر مسائل، خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے موضوع پر نہایت پر حکمت روشنی ڈالی۔ پھر یہ کہتے ہیں یہ بہت ہی مشکل امر تھا لیکن انہوں نے بڑی دانشمندی کے ساتھ اس پر بحث کی۔ مَیں تمام لوگوں کو اس بات کی تلقین کروں گا کہ اگر انہوں نے امام جماعت کا خطاب نہیں سنا تو وہ ضرور اسے سنیں۔

اسی طرح ناہید نینشی (Naheed Nenshi) صاحب جو کیلگری کے میئر ہیں، کہتے ہیں کہ بڑا اچھا خطاب تھا۔ بڑی جرأت کے ساتھ اسلام کی پرامن تعلیم کو پیش کیا اور کہا کہ اسلام میں کسی بھی قسم کی شدت پسندی کی گنجائش نہیں۔ مسلمانوں کی نمائندگی میں ایسی بات سننا خوش آئند ہے۔ وہاں کے یہ میئر آغا خانی ہیں۔

پھر یونیورسٹی آف کیلگری کے ایک پروفیسر اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ پیغام امن کا پیغام تھا جو بہت ضروری ہے۔ ہم بنیادی طور پر ڈرے ہیں اور ہمارے ہاں کہاوت ہے کہ unknown is unloved یعنی جس چیز کا علم ہی نہیں اس سے محبت کیسے ہو سکتی ہے؟ یہی حال اسلام کا ہے جب اسلام کی حقیقت کا پتا چلتا ہے تو اچھا لگنے لگتا ہے۔ ہمیں آج امام جماعت کو سننے کا موقع ملا ہے۔ آج سے اسلام کو ہم بہتر سمجھیں گے اور اسلام سے پہلے سے زیادہ محبت کریں گے۔

پھر لیڈر آف دی البرٹا پارٹی اور کیلگری ایلبو (Elbow) کی legislative assembly کے ممبر گرین کلارک (Gren Clark) نے کہا کہ بڑا متاثر کرنے والا پیغام تھا۔ بروقت اور دنیا کے موجودہ حالات کے مطابق تھا۔ کیلگری اور کینیڈا کے لوگوں کو پتا چلا ہے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے۔ یہ بات ہمیں دوسروں تک بھی پہنچانی چاہئے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے اور حقیقت یہی ہے۔

پھر برائن لٹل شیف (Bryan Little Chief) اپنے تأثر کا اظہار کرتے ہیں کہ امام جماعت نے امن کے قیام پر اپنے خطاب کو مرکوز رکھا۔ یہ بہت ہی اچھا انداز تھا۔ میں اسلام کے بارے میں بہت کم جانتا تھا۔ ڈرتا تھا

اور میڈیا میں منفی کوریج کی وجہ سے مخمصے کا شکار تھا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ کیا قرآن واقعی فساد کی تعلیم دیتا ہے۔ آج بالآخر مجھے اپنے سوالات کا جواب مل گیا ہے۔ امام جماعت نے قرآن کریم کے حوالے پیش کئے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ پہلے میں جب بھی سفر کے دوران کسی مشرق وسطی سے تعلق رکھنے والے فرد سے ملتا تو ڈرتا تھا کہ وہ دہشتگرد حملہ نہ کر دے لیکن آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسلامی تعلیم سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ امام جماعت نے جو پیغام دیا ہے ہمیں اس پیغام کی بہت ضرورت ہے کیونکہ دنیا میں بہت فساد پیدا ہو چکا ہے اور امام جماعت احمدیہ نے سب کو بتایا کہ ہمیں نفرت کا مقابلہ ہمدردی اور پیار سے کرنا ہے۔

پھر کیلے (Kelly) صاحبہ ایک خاتون ہیں کہتی ہیں کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کس قدر اہم پروگرام میں شرکت کرنے جا رہی ہوں۔ کہتی ہیں میں تو صرف اپنے ایک دوست کو خوش کرنے آئی تھی جس نے مجھے دعوت دی تھی کہ ضرور شامل ہونا۔ یہ بھی بڑی پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ لیکن میں بہت ہی خوش ہوں کہ میں آگئی۔ میں نے کبھی ایسا پروگرام نہیں دیکھا جس میں ہر طرف مثبت سوچ ہو۔ جماعت احمدیہ کے **امام کا پیغام بہت ہی اعلیٰ ہے۔ مجھ جیسے کم علم کو بھی** یہ بات اچھی طرح سمجھ آگئی کہ اسلام ایسا مذہب ہے کہ ہر قوم، نسل اور مذہب کو خوش آمدید کہتا ہے۔ چنانچہ ہمیں ہرگز اسلام سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم مسلمانوں کو بہتر طور پر جاننے کی کوشش کریں۔ پھر کہتی ہیں کہ غیر مسلم سکالرز کے جو حوالہ جات پیش کئے گئے۔ یہاں میں نے کچھ اورئینٹلسٹس (Orientlists) کے، سٹینلے پول (Stanley Pool) وغیرہ کے حوالے پیش کئے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھے کہ آپ نے کس طرح امن قائم کیا اور کس طرح اس وقت برداشت تھی۔ اس کے حوالے سے یہ بات کر رہی ہیں کہ غیر مسلم سکالرز کے جو حوالے پیش کئے گئے وہ مجھے بہت اچھے لگے ہیں۔ کس طرح انہوں نے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے اسلام کے پیغمبر کو امن پسند ثابت کیا ہے۔

صرف واقفیت کی وجہ سے ایک فنکشن پر تو یہ لے آئے لیکن احمدیوں کو بھی چاہئے کہ جن سے واقفیت ہے ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بھی بتایا کریں اور اسی طرح پھر آہستہ آہستہ باتوں سے ہی تبلیغ کے راستے کھلتے ہیں۔ یہ نہیں کہ عام دنیاوی باتیں ہوتی جائیں اور اسلام کے بارے میں کچھ پتا نہ ہو۔ اب یہ پرانی دوست تھی جس کو یہ خیال تو آیا کہ اپنے دوست کی خاطر فنکشن میں شامل ہوں لیکن جو احمدی دوست تھی اس نے اس کو اسلام کے بارے میں کبھی بتایا نہیں ہوا تھا۔ اس بارے میں ہمارے نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کو توجہ دینی چاہئے۔

کیلگری پولیس کے ایک آفیسر باب رچی (Bob Richie) کہتے ہیں کہ نہایت دلچسپ خطاب تھا۔ امام

جماعت نے بتایا کہ اسلام کس طرح ملٹی کلچر ازم کو فروغ دیتا ہے۔ کہتے ہیں ہماری سوسائٹی میں اس چیز کی بہت ضرورت ہے اور امام جماعت تمام لوگوں کو یکجا کر رہے ہیں اور بین المذاہب ڈائیلاگ کو فروغ دے رہے ہیں۔ امام جماعت کی باتیں میرے دل کو جا کر لگی ہیں۔ بالخصوص جب انہوں نے عالمی تعلقات کے حوالے سے بات کی اور بتایا کہ ان مسائل کا کیسے حل نکل سکتا ہے اور انہوں نے قرآن کریم کے حوالے دے کر ثابت کیا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور مسلمانوں کو ہر حال میں صلح کی طرف ہاتھ بڑھانے کی تعلیم دی گئی ہے خواہ دوسرے فریق کی نیت خراب کیوں نہ ہو۔

ایک مہمان انیلہ لی یوان (Anila Lee Yeun) صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے بہت اچھا لگا کہ امام جماعت نے کینیڈا کے سابق وزیر اعظم کے سامنے مغربی دنیا کو بتایا کہ انہیں انصاف کرنا چاہئے اور دنیا کے مسائل میں اپنے کردار پر غور کرنا چاہئے۔ امام جماعت نے بالکل درست کہا کہ دنیا کے مسائل کا ذمہ دار کسی ایک فریق کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

کینیڈا کی Indigenous community جو ہے۔ وہاں کے جو پرانے مقامی لوگ ہیں اپنے اپنے قبیلوں میں رہتے ہیں، اکثر شہروں میں بھی آتے ہیں لیکن بہر حال یہ فرسٹ نیشن کہلاتی ہے اور مقامی ہیں۔ ان میں ایک لی کرو شیلڈ (Lee Crowchild) کہتے ہیں مجھے بہت اچھا لگا کہ امام جماعت نے نہایت ایمانداری اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام پر لگائے جانے والے اعتراض کہ اسلام دہشتگردی کی تعلیم دیتا ہے کا مقابلہ کیا۔ مجھے یہ بھی بہت اچھا لگا کہ امام جماعت نے اسلامی صحیفے سے یعنی قرآن شریف سے حوالہ جات دے کر ثابت کیا کہ ایسے اعتراضات غلط ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ امام جماعت نے جس طرح مغربی ممالک کو کہا کہ وہ مشرق وسطیٰ میں ہتھیار مہیا کر رہے ہیں وہ بھی بالکل سچ ہے۔ امام جماعت نے اسلامی جنگوں کی حکمت بیان کرتے ہوئے ایک فقرہ کہا کہ to stop hand of oppressor۔ کہتے ہیں یہ فقرہ مجھے بہت پسند آیا۔ مَیں اسے ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ یعنی اسلامی جنگیں اس لئے لڑی گئیں کہ to stop hand of oppressor۔ کہتے ہیں میں جانتا ہوں کہ آپ کے خلیفہ ظلم اور تشدد کا مطلب بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے میں نے محسوس کیا کہ خلیفہ ہماری تکلیف کو بڑی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ ان کے مختلف قبیلے ہیں۔ ان کے بھی دس لیڈر وہاں آئے ہوئے تھے ان سے بھی ملاقات ہوئی اور یہاں بھی ہم تبلیغ کے پروگرام بنائیں گے۔ انشاء اللہ۔ رستے بھی کھلیں گے۔

کیلگری میں ٹی وی، ریڈیو کے مختلف نیوز چینل اور میڈیا کے ذریعہ سے جو کوریج ہوئی ہے اس میں آٹھ دس چینلز نے اور اخباروں نے خبریں دیں جن میں نیشنل لیول کے بڑے بڑے اخبار بھی تھے۔ اس طرح کیلگری میں جو انٹرویو اور پریس کانفرنس وغیرہ ہوئی ہیں اس کے ذریعہ سے مجموعی طور پر پانچ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔

کینیڈا کے دورے کے دوران جو مجموعی طور پر میڈیا کی کوریج ہوئی ہے اس میں 32 ٹی وی چینلز نے پانچ زبانوں میں خبریں نشر کیں جن کے ذریعہ چالیس ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ مجموعی طور پر چھ زبانوں میں مختلف ریڈیو سٹیشنز پر تیس خبریں نشر ہوئیں اور ان کے ذریعہ سے آٹھ لاکھ لوگوں تک پیغام پہنچا۔

مجموعی طور پر 227 اخبارات میں بارہ مختلف زبانوں میں خبریں اور انٹرویو شائع ہوئے جن کے ذریعہ سے 4.8 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔

سوشل میڈیا جو دوسرا میڈیا ہے اس میں الیکٹرانک میڈیا وغیرہ کے ذریعہ 14.6 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ اس طرح وہاں لوگوں کا اندازہ ہے کہ تمام ذرائع اگر ملا لئے جائیں تو مجموعی طور پر ساٹھ ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ الحمد للہ۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس فضل کی ہمیں قدر بھی کرنی چاہئے اور اسے سنبھالنا بھی چاہئے اور خاص طور پر کینیڈا کے احمدیوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل مزید بڑھیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے ہر کام میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی نیت ہونی چاہئے۔ توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی نیت ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کی نیت ہونی چاہئے۔ اگر یہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں برکت بھی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

اب میں پیس ویلیج (Peace Village) والے اور ابوڈ آف پیس (Abode of Peace) کے رہنے والے جو احمدی ہیں، وہاں کی زیادہ تر اکثریت تقریباً ننانوے فیصد آبادیاں، شاید زیادہ ہی ہوں، احمدی ہیں۔ ان **احمدیوں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ وہاں اپنا احمدی ماحول پیدا کریں اور قائم کریں اور زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ** صحیح اسلام کا نمونہ آپ قائم کرنے والے ہوں اور خلافت کے ساتھ جس طرح محبت اور اخلاص کا اظہار وہاں میری موجودگی میں کرتے رہے بعد میں بھی اس میں اضافہ کرنے والے ہوں اور بڑھتے چلے جائیں اور اپنے اصل مقصد کو نہ بھولیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور اس کی عبادت میں ہمیں کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی، آپ کو بھی، مجھے بھی، سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 09/ دسمبر 2016ء تا 15/ دسمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 50 صفحہ 05 تا 09)

48

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 25 نومبر 2016ء بمطابق 25 نبوت 1395 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا۔ (النساء:136)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلو تہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

ہم دنیا کو کہتے ہیں کہ دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم میں ہے اس کے لئے ہم قرآنی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ میرے کینیڈا کے دورے کے دوران ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آجکل کے مسائل کا تم کیا حل پیش کرتے ہو؟ مَیں نے اسے کہا کہ تم دنیا والے اور دنیا کی بڑی طاقتیں اپنے زعم میں مسائل حل کرنے اور دنیا میں امن قائم کرنے اور شدت پسندی کو روکنے کے لئے اپنی تمام کوششیں کر بیٹھے ہو لیکن مسائل وہیں کے وہیں ہیں۔ ایک جگہ کچھ کمی ہوتی ہے تو دوسری جگہ شعلہ بھڑک اٹھتا ہے۔ وہاں سے قابو پانے کی کوشش کرتے ہو تو پہلی جگہ فساد برپا ہو جاتا ہے۔ تمام دنیاوی کوششیں تو ان فسادات کو ختم کرنے کے لئے بروئے کار لائی جا چکی ہیں، استعمال ہو چکی ہیں، صرف ایک کوشش ابھی نہیں ہوئی اور وہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں اس کا حل ہے۔ اس پہ وہ خاموش تو ہو جاتے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ بدقسمتی سے مسلمان ممالک نے بھی اسلام کا نعرہ تو لگایا ہے لیکن جو خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اور جو اسلام چاہتا ہے اور جس کا اُسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اس پر عمل نہیں کیا، نہ

کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں سب سے زیادہ اس وقت دنیا میں فساد کی لپیٹ میں مسلمان ممالک ہی ہیں۔ اس سے زیادہ بڑا المیہ اَور کیا ہو سکتا ہے۔

اس وقت تک تو کسی صحافی نے مجھے براہ راست یہ نہیں کہا کہ ان احکامات کی اگر کوئی عملی حقیقت ہے تو پہلے مسلمان ممالک اپنی اصلاح کریں۔ لیکن ان کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھ سکتے ہیں اور اٹھتے ہوں گے اس لئے مَیں عموماً غیروں کے سامنے اپنی جو تقریریں ہوتی ہیں ان میں پہلے مسلمانوں کی حالت کا ذکر کر کے پھر ان طاقتوں کو ان کا اپنا چہرہ دکھاتا ہوں اور صحافیوں کے سامنے اور مختلف انٹرویوز میں یہ بتاتا ہوں کہ مسلمانوں کا اس پر عمل نہ کرنا بھی اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا تھا کہ مسلمانوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ وہ اسلامی تعلیم کی حقیقت بھلا دیں گے اور اپنی نفسانی خواہشات اور اپنے ذاتی مفادات ان کی ترجیح بن جائیں گے۔

(ماخوذ از الجامع لشعب الایمان جلد3صفحہ317-318 حدیث1763 مطبوعہ مکتبۃالرشد بیروت2004ء)

جب ایسی صورت ہو گی تو اُس وقت آپ کے غلام صادق کا ظہور ہو گا جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور جس کے ظہور کے زمانے کی نشانیاں قرآن کریم نے بھی بیان فرمائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے واضح طور پر کھول کر بیان فرمائیں۔ اس لئے ایک احمدی مسلمان کے لئے ان حالات میں پریشان ہونے کی بجائے ایک لحاظ سے خوشی کا مقام ہے، یہ تسلی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جو حالت بیان کی تھی اور خاص طور پر علماء کی حالت کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوئی اور ہم اس کے گواہ بنے اور یہ بات تو اب غیر احمدی مسلمان بھی کہنے لگ گئے ہیں اور خاص طور پر اپنے علماء کے بارے میں بھی آوازیں اٹھانے لگ گئے ہیں گو دبی دبی زبان میں ہی یہ آوازیں اٹھ رہی ہوں۔ لیکن ہم احمدی مسلمان اس لحاظ سے بھی خوش ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کو بھی پورا کرنے والوں میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والوں میں بھی شامل ہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا ہے۔ لیکن کیا اتنی بات ہمیں ہمارا مقصد حاصل کرنے والا بنا دے گی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہئے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ آیت میں اپنی بہت سی تقریروں میں، خطابات میں بیان کر چکا ہوں جو غیروں کے سامنے کرتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ اسلام جب انصاف اور عدل قائم کرنے کا کہتا ہے تو اس کے لئے جو معیار قائم کرتا ہے وہ اس آیت میں درج ہیں۔ اور اکثر لوگ اس سے بڑے متاثر ہوتے ہیں، اپنے تبصروں میں اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا کام صرف علمی طور پر دوسروں کو متاثر کرنا نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ہمیں قرآنی احکامات کی عملی مثالیں اپنے عمل سے دکھانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس کوئی حکومت نہیں ہے جہاں ہم حکومتی سطح پر ان احکامات کے نمونے قائم کر کے دکھا سکیں۔ جب وہ وقت انشاء اللہ آئے گا تو اعلیٰ سطح پر بھی یہ نمونے ہمیں دکھانے ہوں گے لیکن اس وقت جماعتی اور معاشرتی سطح پر یہ نمونے ہمیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیا ہم سے پوچھ سکتی ہے کہ ٹھیک ہے تمہارے پاس حکومتی اختیارات تو نہیں ہیں لیکن تمہارا ایک جماعتی نظام ہے۔ تم ایک جماعت ہو۔ تم ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تمہارا ایک دوسرے سے معاشی اور معاشرتی معاملات میں واسطہ پڑتا ہے **کیا تم انصاف اور ایمانداری کے اس معیار پر اپنے معاملات** طے کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک جگہ شروع میں قسط کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور دوسری جگہ عدل کا جس کے معنی ہیں برابری، مکمل انصاف اور اعلیٰ اخلاقی معیار، کسی بھی قسم کی طرفداری سے مکمل طور پر پاک ہونا اور بغیر کسی جھکاؤ اور اثر کے کام کرنا۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے معاملات طے کرتے ہیں؟ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنے والدین کے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنے قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہیں؟ یہاں قریبی رشتہ داروں سے مراد سب سے پہلے تو بچے ہیں۔ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنی خواہشات کو دبانے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور عملاً ثابت کر کے اس کو دکھا بھی سکتے ہیں؟ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو معمولی چیز نہیں۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے یہ نمونے قائم کر کے ہمیں دکھائے۔

چنانچہ ایک واقعہ آتا ہے۔ آپؑ کے والد قادیان کے اس علاقے کے رئیس تھے۔ زمیندارہ تھا۔ ایک موقع پر جب وہاں مزارعوں کے ساتھ ایک خاندانی مقدمہ چل پڑا تو اس مقدمے میں مزارعوں کے حق میں سچائی بیان کر کے آپ نے اپنے خاندان کے مالی نقصان کی کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ ان غریب مزارعوں نے باوجود یہ علم ہونے کے کہ آپ مالک ہیں، اس میں حصہ دار ہیں عدالت میں آپؑ کی گواہی پر فیصلہ کرنے کا کہا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ہمیشہ حق اور انصاف پر قائم ہوتے ہوئے گواہی دیں گے۔ چنانچہ آپؑ نے ان کے حق میں گواہی دی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 542-543)

پس آپؑ یہ معیار اپنے ماننے والوں میں بھی قائم فرمانا چاہتے ہیں اس لئے کہ آپؑ وہ جماعت بنانا چاہتے ہیں

اور پیدا فرمانا چاہتے ہیں جو قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو، جس کے نیکیوں کے معیار بلند ہوں۔ اس لئے آپؑ نے عہد بیعت میں قرآن کریم کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرنے کا عہد ہم سے لیا ہے۔

قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ:9)۔ یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جواں مردوں کا کام ہے۔" فرماتے ہیں کہ "اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے۔"
(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 409-410)

آپ علیہ السلام اپنی جماعت کے افراد سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے معیار بہت بلند ہوں اور وہ عمل ہوں جو قرآنی تعلیم کے مطابق ہوں۔ حقوق غصب کرنے والوں اور ناانصافی کرنے والوں میں شامل نہ ہوں۔ اگر فیصلے کرنے کا اختیار ملے تو ہر رشتہ سے بالا ہو کر فیصلہ ہو، چاہے اس فیصلہ سے اپنے آپ کو نقصان پہنچ رہا ہو یا اپنے والدین کو نقصان پہنچ رہا ہو یا قریبی رشتہ داروں، اپنے بچوں کو نقصان پہنچ رہا ہو۔ لیکن انصاف کے اعلیٰ معیار بہر حال قائم ہونے چاہئیں۔ پس یہ نمونے جب ہم آپس میں قائم کریں گے تو دنیا کو بھی کہہ سکیں گے کہ آج ہم ہیں جو اپنے اندر یہ تبدیلی لا کر اور اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دشمن سے بھی انصاف کا حوصلہ رکھتے ہیں اور کرتے ہیں۔ سچی گواہی دیتے ہیں چاہے اپنے خلاف ہو۔ اپنے والدین کے خلاف ہو یا اپنے بچوں اور دوسرے قریبیوں کے خلاف دینی پڑے۔ یہ نمونے ہم اس لئے قائم کر رہے ہیں کہ آئندہ دنیا کی رہنمائی ہم نے کرنی ہے۔ اگر یہ نمونے نہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دور جا کر اپنے عہدوں سے خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔

پس ہر احمدی کو اور خاص طور پر یہاں مَیں کہوں گا عہدیداروں کو یہ دیکھنے کی **ضرورت ہے کہ وہ کس حد تک اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اس معیار پر قائم ہیں کہ ان کا ہر فیصلہ** جو ہے وہ انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔

مَیں کینیڈا گیا ہوں تو وہاں بھی بعض عہدیداروں یا ان لوگوں کے بارے میں جن کے پاس باقاعدہ عہدہ تو نہیں لیکن بعض خدمات سپرد کی گئی ہیں لوگوں کو شکایت ہے کہ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ بعض اپنے قریبیوں کے حق میں فیصلہ کا رجحان رکھتے ہیں یا فیصلے کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی نہ کسی کے حق میں فیصلہ ہونا ہوتا ہے اور

دوسرے فریق کے خلاف فیصلہ ہونا ہے لیکن دونوں فریقین کو یہ تسلی ہونی چاہئے کہ ہماری بات سنی گئی ہے اور سننے کے بعد فیصلہ کرنے والے نے اپنی عقل کے مطابق نتیجہ اخذ کیا ہے۔ جن معاملات میں پبلک ڈیلنگ (Public Dealing) ہوتی ہے ان میں ایک تو قضاء کا شعبہ ہے جو لوگوں کے آپس کے اختلافات میں فیصلہ کرتا ہے۔ پھر امور عامہ کا شعبہ ہے اس کا بھی کچھ نہ کچھ تعلق ہے۔ پھر تربیت کا شعبہ ہے اور اصلاحی کمیٹی کا بھی کام ہے۔ پھر بعض معاملات میں تحقیق کے لئے کمیشن بنائے جاتے ہیں ان کا بھی بعض دفعہ یہ کام ہو جاتا ہے اور کمیشن بھی فریقین کی باتیں سنتا ہے۔ پس ہر شعبہ کا کام ہے کہ فیصلہ کرتے وقت اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ غور اور تدبر اور ہر چیز کی باریکی کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس باریکی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرے۔ دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ صحیح فیصلہ کی توفیق دے۔ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے دعا ضرور کرنی چاہئے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم فیصلہ کرنے سے پہلے جب تک کچھ نفل نہ پڑھ لیں فیصلہ نہیں کرتے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو بعض دفعہ لاپرواہی سے فیصلے کر جاتے ہیں یا کسی ذاتی رجحان کی وجہ سے فیصلے کر جاتے ہیں۔

اسی طرح لوگوں سے معاملات اور ڈیلنگ (Dealing) میں جنرل سیکرٹری کا شعبہ ہے۔ جنرل سیکرٹری اور اس کے دفتر میں کام کرنے والے ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آئے۔ یہ نہیں کہ جو پسندیدہ لوگ ہیں اور دوست ہیں ان کے لئے اور رویّے ہوں اور جو ناواقف ہیں یا جن کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں ان کے ساتھ منفی رویّے ہوں۔ اور باقی شعبوں کے افسران کو جن جن کی بھی پبلک ڈیلنگ (Public Dealing) ہے اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والا ہر کارکن اور مددگار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنا کام کر رہا ہے یا نہیں۔ یہ امانتیں ہیں جو کام کرنے والوں کے سپرد کی گئی ہیں اور کوئی خدمت کسی کے بھی سپرد کرتے وقت اس سے چاہے یہ عہد لیا جائے یا نہ کہ مَیں اپنے کام اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے سرانجام دوں گا اس کا کسی بھی خدمت کو قبول کرنا ہی یہ عہد بن جاتا ہے کہ میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کام کروں گا۔ (اور) یہ ایک ایسی امانت ہے جس کی ذمہ داری قبول کرنا خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونا چاہئے۔ ویسے تو ہر مومن اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنی امانت اور عہد کی حفاظت کرے اور اس کا حق ادا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بھی فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ (المومنون:9)۔ کہ مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں لیکن جو خالصۃً لِلہ کام کرنے والے ہیں یا کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ کام کر رہے ہیں۔ جن کے سپرد خاص طور پر ذمہ داریاں کی گئی ہیں انہیں ایک عام مومن سے بھی بڑھ کر کس قدر محتاط ہونا چاہئے۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ مرکزی عہدیدار ہی مخاطب ہیں بلکہ صدران اور ان

کی عاملہ کے ممبران بھی شامل ہیں جن کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا وہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ اور یہ صرف کینیڈا کی بات نہیں ہے، جرمنی سے بھی اور یہاں بھی اور دوسرے بعض ممالک میں بھی یہی شکایتیں ہیں۔ پس ہر جگہ اپنے رویّوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے ورنہ انصاف کے تقاضے پورے نہ کر کے نہ صرف امانت اور عہدوں کا خیال نہیں رکھ رہے بلکہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ خدمت کر کے ثواب لینے کی بجائے ناانصافیاں کر کے یا متکبرانہ رویّے دکھا کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والے بن جاتے ہیں۔

پس جہاں غلطیاں ہوتی ہیں وہاں غلطیوں کو چھپانے کے لئے عذر لنگ تلاش کرنے کی بجائے، غلط قسم کے **عذر تلاش کرنے کی بجائے استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔** پس ہمارے عہدیداروں کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ اپنے کام سے بھی انصاف کر رہے ہیں اور جن سے واسطہ پڑ رہا ہے ان سے بھی انصاف کر رہے ہیں؟ صرف صدر ہونا یا سیکرٹری ہونا یا امیر ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ عہدے نہ کسی کی بخشش کے سامان کرنے والے ہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ پر اور اس کی جماعت پر کوئی احسان ہے۔ اگر یہ اپنی امانتوں اور عہدوں کے اس طرح حق ادا نہیں کر رہے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور خالص ہو کر ادا نہیں کر رہے تو کوئی فائدہ نہیں۔ پس ہر فیصلہ میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کریں اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ایک عہدیدار کو کام کرنا چاہئے۔ اگر کوئی معاملہ سامنے آئے جس کے بارے میں پہلے غلط فیصلہ ہو چکا ہے تو جیسا کہ میں نے کہا اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے ان فیصلوں کو درست کریں۔ اپنے اخلاق کو بھی درست کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی یاد رکھیں کہ **وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا** (البقرۃ:84)۔ کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے بات کرو، اعلیٰ اخلاق سے بات کرو۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ **دنیا کے ہر ملک میں عہدیداروں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔** اگر کینیڈا کی مثال مَیں نے دی ہے یا اس سے خیال آیا تو اس لئے کہ وہاں لوگوں میں، غیروں میں جماعت زیادہ جانی جاتی ہے اور اب میرے دورے کے بعد مزید تعارف بڑھا ہے اور ہم لوگوں کی نظر میں، غیروں کی نظر میں زیادہ ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیں ہر معاملے میں اپنے نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ہر عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عموماً دنیا کے سامنے ایک رول ماڈل ہونا چاہئے۔ جہاں دنیا میں فتنے فساد اور افراتفری اور حقوق غصب کرنے کے نمونے نظر آتے ہیں وہاں جماعت میں انصاف اور حقوق کی ادائیگی کے نمونے نظر آنے چاہئیں۔ اس تعارف سے دنیا والے دیکھیں گے کہ جماعت کس طرح کی ہے۔ ہر فرد جو ہے وہ ایک نمونہ ہے۔

پس ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ذمہ داری صرف عہدیداروں کی ہی نہیں ہے، ہر احمدی بھی ذمہ دار

ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپس کے تعلقات میں مثالی نمونے قائم کریں۔ انصاف کے تقاضے پورے کریں۔ اپنے اخلاق کو اعلیٰ معیار تک پہنچائیں۔ ایک دوسرے سے معاملات میں کسی بھی قسم کی طرفداری سے اپنے آپ کو مکمل طور پر پاک کریں۔ کسی بھی طرف ان کا جھکاؤ نہ ہو۔ احمدی کی گواہی اور بیان اپنے انصاف اور سچائی کے لحاظ سے ایک مثال بن جائے اور دنیا یہ کہے کہ اگر احمدی نے گواہی دی ہے تو پھر اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ گواہی انصاف کے اعلیٰ معیار پر پہنچی ہوئی ہے۔ اگر ہم یہ کر لیں تو ہم اپنی تقریروں میں، اپنی باتوں میں، اپنی تبلیغ میں سچے ہیں ورنہ پھر جیسے دوسرے ویسے ہی ہم۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے عہد بیعت میں تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کیا ہے اور عہد پر توجہ نہ دینا اور جان بوجھ کر اس پر عمل نہ کرنا خیانت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حقیقی مومن کی نشانی بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد3 صفحہ 320مسند ابی ھریرۃؓ حدیث8577 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا جو عہدیداروں کو بھی سامنے رکھنی چاہئے اور ہر احمدی کو بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین امور کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا اور وہ تین باتیں یہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کے لئے کام میں خلوص نیت۔ دوسرے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی۔ اور تیسرے جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر رہنا۔

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع حدیث 2658)

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی ذمہ داریوں کو ادا کرنا اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرنا اور خلوص نیت سے ادا کرنا یہی اللہ تعالیٰ کی امانت کا حق ادا کرنا ہے۔ اسی طرح ہر شخص کے لئے دوسرے کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ جب ہم میں سے ہر ایک انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا بن جائے گا تو حقوق کے حصول کی دوڑ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہو گا کہ میرا حق دو بلکہ حق ادا کرنے والے ہوں گے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حقیقی مسلمان کی نشانی بتائی ہے۔ اور پھر ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت مسلمین سے چمٹے رہنا جو ہے یہی حقیقی مسلمان بناتا ہے۔

اس وقت دنیا میں صرف اور صرف ایک جماعت ہے جو جماعت احمدیہ مسلمہ کہلاتی ہے اور یہی ایک جماعت ہے جو دنیا میں ایک نام سے پہچانی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بین الاقوامی جماعت نہیں جو تمام دنیا میں ایک نام سے جانی جاتی ہو۔ پس اس کے ساتھ جڑ کے رہنا اور نظام جماعت کا حصہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشاد کے مطابق حقیقی مسلمان بناتا ہے۔ اس خوش قسمتی پر ہر احمدی جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے اور حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ نظام جماعت کی مکمل اطاعت، خلافت کی اطاعت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر احمدی کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے والے بنیں۔ اگر کبھی کسی بھی قسم کی گواہیوں کی ضرورت پڑے تو اس میں خیانت کے مرتکب نہ ہوں۔ جماعت کا ہر عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کو پورا کرنے والا اور ادا کرنے والا ہو۔ اپنی تمام ذمہ داریوں کو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ادا کرنے والا ہو۔ یہ خوبصورت تعلیم ہماری نسلوں میں بھی جاری رہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش بھی کرنی چاہئے تا کہ جب وقت آئے تو ہم دنیا میں حقیقی انصاف قائم کر کے دکھانے والے ہوں۔ وہ انصاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور جس کے نمونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اس زمانے میں بھی قائم فرمائے اور جس کی توقع آپ نے اپنے ماننے والوں سے بھی رکھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم عدنان محمد کُرْدِیَّہ صاحب کا ہے جو حلب سیریا کے رہنے والے تھے۔ جنہیں 2013ء میں سیریا کی ایک دہشت گرد تنظیم نے اغوا کیا تھا اس کے بعد شہید کیا۔ عدنان صاحب کی پیدائش 1971ء میں سیریا کے شہر حلب میں ہوئی۔ 2003ء میں انہوں نے خاتون تمَاضُر صاحبہ سے شادی کی۔ عدنان صاحب کے سسر یاسین شریف صاحب 2007ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر ان کی تبلیغ سے ان کے بچوں کے علاوہ ان کی بیٹی تمَاضُر بھی احمدیت کی صداقت کی قائل ہوئیں اور عدنان صاحب کے گھر میں احمدیت کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ لیکن عدنان شہید صاحب پڑھے لکھے نہ تھے۔ اکثر مولویوں کے پیچھے چلتے تھے۔

جب ان کی بیوی نے 2010ء میں بیعت کر لی تو مولویوں کے اکسانے پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تُو گھر میں ایم ٹی اے دیکھے گی یا احمدیت کے بارے میں بات کرے گی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ ان کے سسر یاسین شریف صاحب انہیں قرآن و سنت کے حوالے سے سمجھاتے تھے تو خاموش ہو جاتے۔ جب مولویوں کے پاس جاتے تو پھر ساری باتیں بھول جاتے۔ شہید کے سسر کہتے ہیں کہ 2011ء کی بات ہے کہ میں ان کے گھر میں ان کی بیوی یعنی اپنی بیٹی کے ساتھ مل کر قرآن پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں عدنان بھی کام سے واپس آ گیا اور ہمیں قرآن پڑھتا دیکھ کر کہنے لگا کہ پڑھتے رہیں کیونکہ میں آپ کی تفسیر سننا چاہتا ہوں۔ ہم اس وقت سورۃ بنی اسرائیل کی یہ آیت پڑھ رہے تھے کہ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (بنی اسرائیل:48) یعنی جب ظالم لوگ کہتے ہیں تم ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔ ان کے سسر کہتے ہیں میں نے

عدنان سے کہا کہ قرآن کہتا ہے وہ لوگ ظالم ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ سحر زدہ تھے۔ مگر بعض مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا جبکہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ یہ بات قطعاً غلط ہے اور ایسی کسی روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ عدنان نے یہ بات سنتے ہی حسب عادت فوراً فون اٹھایا اور اپنے مولوی سے پوچھا کہ کیا واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں ہوا تھا اور اس کا ذکر بخاری میں ہے۔ عدنان صاحب نے مولوی کو کہا کہ میں ایک عام سا اور گناہگار سا آدمی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعض قریبی اشخاص نے مجھ پر جادو کرنے کی کوشش کی لیکن مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے مقرب ترین اور محبوب ترین رسول تھے پھر میں یہ کیسے مان لوں کہ بعض لوگ ان پر جادو کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ دن بعد عدنان سوچ بچار کرتے رہے۔ پھر ایک روز مجھے کہنے لگے کہ میری خواہش تھی کہ میری بیوی اچھے اخلاق اور اعمال کی مالک ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب سے تم نے احمدیت قبول کی ہے تمہارے اندر بہت نیک تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

نیز بچوں اور میرے رشتہ داروں کے ساتھ بہتر اخلاق سے پیش آنے لگی ہو۔ یہ تاثیر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے میں بھی اس مبارک جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ شہید کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ ایک شدّت پسند تنظیم کے بعض ارکان جو جماعت کے خلاف نہایت اہانت آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔ مجھے ان کی باتیں سن کر بہت دکھ ہوتا۔ جب میں اس کے بارے میں عدنان کو بتاتی تو وہ کہتا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور کبھی ان سے بحث نہ کرنا۔ ہمارا کام صرف ان کے لئے دعا کرنا ہے۔ پھر 20/جون 2013ء کو اس تنظیم کے بعض ارکان نے عدنان کو اغوا کر لیا اور تقریباً دو ماہ کے بعد انہیں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 42، 43 سال تھی۔ کہتی ہیں گو مجھے ان کی شہادت کے بارہ میں خوابیں تو آ رہی تھیں لیکن ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی تھی۔ ایک روز ہمارے علاقے کے مخالفین میں سے ایک شخص نے مجھے کہا کہ کیا تم ابھی تک اپنے خاوند کا انتظار کر رہی ہو۔ وہ نہیں آئے گا کیونکہ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔ ہم نے اسے بہتیرا سمجھایا تھا کہ احمدیت چھوڑ دو لیکن وہ یہی کہتا تھا کہ میں احمدیت نہیں چھوڑوں گا خواہ میری گردن کٹ جائے۔ اس لئے وہ شہادت تو بڑی پرانی ہو گئی ہے لیکن پتا کیونکہ ان کو اب چلا ہے اس لئے جنازہ اب ادا کیا جا رہا ہے۔

شہید کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ شہید نیک، صالح اور نمازوں کے پابند تھے۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتے۔ ایک ہمدرد اور محبت کرنے والے شوہر اور شفیق باپ تھے۔ بچوں کی دینی تربیت کی ہمیشہ ان کو فکر رہتی۔ ہر ایک کی مدد و خدمت کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے کے جذبہ سے مالا مال تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور سب سے

آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ ان کے سسر کہتے ہیں کہ قبول احمدیت کے بعد اس میں ایک عجیب اخلاص پیدا ہو گیا اور انہوں نے اپنی ویگن احمدیوں کے لئے وقف کر دی۔ جمعہ کے روز احمدیوں کو مختلف مقامات سے نماز سینٹر میں لاتے پھر واپس بھی چھوڑتے۔ اسی طرح مستورات کو بھی اجلاس کے لئے صدر لجنہ کے گھر تک لانے اور واپس چھوڑنے کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے۔ احمدی احباب انہیں کرایہ دینے کی کوشش کرتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ اور اگر کوئی بہت اصرار کرتا تو تیل کا خرچ لے لیتے۔ چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ ان چندوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے کام میں بہت برکت ڈالی ہے اور اس کی مثال وہ دیتے ہیں کہ انہوں نے کسی کے ساتھ مل کر ایک ویگن خریدی تھی جو وہ چلایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ انہوں نے پارٹنر شپ سے علیحدہ ہو کے وہ ساری ویگن خود ہی خرید لی۔ ان کی ایک اور رشتہ دار ہیں وہ کہتی ہیں کہ صلہ رحمی کا وصف ان میں بہت نمایاں تھا۔ کہتی ہیں جب فسادات بڑھے، جنگ کی صورتحال پیدا ہوئی، ہمارے علاقے میں حالات بہت خراب ہوئے تو روٹی نایاب ہو گئی اور اگر کہیں ملتی تھی تو بہت مہنگی ملتی تھی۔ ایسے حالات میں عدنان شہید تمام رشتہ داروں کی خدمت پر مامور تھے۔ وہ دور دراز کے علاقوں سے روٹی لا کر ہمیں دیا کرتے تھے۔

شہید نے اپنے پیچھے بیوی اور پانچ بچے چھوڑے ہیں۔ دو بیٹیاں ان کی پہلی مرحومہ بیوی سے تھیں جبکہ دو بیٹے اور ایک بیٹی دوسری بیوی سے ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ سب لوگ کینیڈا پہنچ چکے ہیں۔

دوسرا جنازہ ہے مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش قادیان کا جو 7/ نومبر 2016ء کو 93 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1923ء میں پاکستان میں پیدا ہوئیں۔ اس وقت پاکستان تو نہیں تھا۔ علاقہ پاکستان کا تھا۔ ہندوستان میں پیدا ہوئیں۔ 1944ء میں محترم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ کے ساتھ شادی ہوئی۔ چیمہ صاحب نے نومبر 1947ء میں جب حفاظت مرکز کے لئے قادیان آنے کے لئے وقف کیا تو یہ بھی 1952ء میں قادیان آ کر اپنے خاوند کے ساتھ عہد درویشی میں شامل ہو گئیں۔ قادیان سے بہت محبت تھی۔ اور خاوند کی وفات کے بعد آپ نے 36 سال کا لمبا عرصہ نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ اللہ کے فضل سے نہایت تقویٰ شعار اور مخلوق خدا کی ہمدرد بہت نیک خاتون تھیں۔ گھر پہ آئے ہوئے کسی سوالی کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیتی تھیں۔ وفات سے ایک سال قبل تک ہر سال رمضان کے پورے روزے رکھا کرتی تھیں اور ایک سے زیادہ مرتبہ قرآن شریف کا دور مکمل کرتی تھیں۔ اپنی اولاد کو بھی نماز باجماعت اور قرآن کریم کی تلاوت اور خلافت اور نظام جماعت کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین کرتی رہیں۔ انتہائی دعا گو، عبادت گزار، صابر شاکر، توکل علی اللہ کا کامل نمونہ، صاف گو، اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنے والی بڑی خوددار، بڑی غیور اور مشفق خاتون تھیں۔ صاحب کشف و رؤیا بھی تھیں۔

تمام اولاد کے رشتے انہوں نے خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے کئے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ تین بیٹے آپ کے واقف زندگی مربی ہیں جن میں سے ایک بیٹے طاہر احمد صاحب چیمہ جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں۔ ایک بیٹے مبارک احمد چیمہ صاحب انچارج دفتر علیاء ہیں اور اس وقت سیکرٹری شوریٰ بھارت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ غائب مکرم رانا مبارک احمد صاحب کا ہے جو لاہور کے رہنے والے تھے۔ اس کے بعد یہاں آگئے۔ 5/ نومبر 2016ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے والد رانا محمد یعقوب صاحب مرحوم نے ایک خواب کے نتیجہ میں احمدیت قبول کی تھی جس کی وجہ سے خاندان میں شدید مخالفت ہوئی اور انہیں گھر بار چھوڑنا پڑا۔ پھر اس کے بعد آپ کی والدہ نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ رانا صاحب بچپن سے ہی جماعتی خدمات میں ہمیشہ صف اوّل میں رہے۔ ابتدا سے ہی خلافت اور جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ جماعتی خدمات کا آغاز 1967ء سے ہوا جو آخر دم تک جاری رہا۔ آپ کو لاہور اور بہاولپور میں بطور قائد مجلس اور سیکرٹری مال کے علاوہ تیس سال تک صدر جماعت علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور اس کے علاوہ لمبا عرصہ ضلع لاہور کے سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا تھا۔ چنانچہ الفضل کے نمائندہ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ نہایت نرم گفتار اور دعا گو، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے دلی محبت رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ الفضل میں مضامین بھی لکھا کرتے تھے اور ان کے مضامین اچھے ہوا کرتے تھے۔ جب تک یہ پاکستان میں رہے ہیں مجھے باقاعدہ وہاں کے حالات یا کوئی بیمار ہوا تو اس کے بارے میں فوری اطلاع سب سے پہلے ان کی طرف سے آیا کرتی تھی۔ لوگوں کے لئے بھی اکثر دعاؤں کی تحریک کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے اور کافی پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ سارے یہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اسی طرح شہید مرحوم کے بھی اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اب بچے سیریا سے وہاں کینیڈا چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ماحول سے بھی ان کو بچا کے رکھے اور وہ نیک مقاصد اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے جن کی خاطر شہید نے احمدیت قبول کی تھی۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 16/ دسمبر 2016ء تا 22/ دسمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 51 صفحہ 05 تا 08)

49

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 02/ دسمبر 2016ء بمطابق 2/ فتح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بعض لوگ بعض عہدیداروں کے خلاف یا بعض ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں۔ اس نے فلاں جرم کیا اور اس نے فلاں خلاف شریعت حرکت کی۔ پس فوری طور پر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے کیونکہ یہ لوگ جماعت کو بدنام کر رہے ہیں۔ لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی شکایتوں پر ظاہر ہے کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے اور جب کچھ عرصہ گزر جائے تو پھر شکایت آتی ہے کہ میں نے لکھا تھا ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اگر کارروائی نہ ہوئی تو بڑا ظلم ہو جائے گا۔ یہ بے نام شکایت کرنے کی بیماری جو ہے یہ پاکستان اور ہندوستان کے لوگوں میں زیادہ ہے۔ باقی دنیا کے مقامی لوگوں کی طرف سے تو شاید ہی کوئی اس قسم کی شکایت آئی ہو گی لیکن پاکستانی جو باہر ملکوں میں بھی آباد ہیں ان میں بھی بعض میں یہ بیماری ہے کہ اس طرح کی بے نام شکایت کر کے بات کریں۔ تو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ہر دور میں ایسے لوگ پائے جاتے رہے ہیں جو اس قسم کی شکایات کرنے والے ہیں جس طرح آج کل بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی، خلافت ثالثہ میں بھی، خلافت رابعہ میں بھی یہ شکایت کرنے والے موجود تھے جو بے نامی شکایتیں کیا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **ایک ایسی شکایت پر ایک دفعہ ایک خطبہ دیا تھا کیونکہ یہ ایسے لوگوں کا منہ بند کروانے** کے لیے بڑا جامع اور واضح ہے اس لیے اس خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے میں نے آج کچھ کہنے کا سوچا ہے۔

جو شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یا منافقت ہوتی

ہے یا وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں جرأت اور سچائی ہو تو کسی بھی چیز کی پرواہ کرنے والے نہ ہوں۔ عہد تو یہ کرتے ہیں کہ ہم جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں گے اور یہاں جب معاملہ ان کے خیال میں جماعت کی عزت و وقار کا آتا ہے تو اپنا نام چھپانے لگ جاتے ہیں تا کہ کہیں ان کے وقار اور ان کی عزت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ پس جس نے ابتدا میں ہی کمزوری دکھادی اس کی باقی باتیں بھی غلط ہونے کا بڑا واضح امکان ہے۔

قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس اگر کوئی خبر پہنچے تو تحقیق کر لیا کرو اور یہ بات ہر عقل مند جانتا ہے کہ کسی بھی تحقیق کے لیے بات کہنے والے یا بات پہنچانے والے کی بات سن کر فوراً اس بات کے متعلق تحقیق نہیں شروع ہو سکتی، نہ ہوتی ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ بات پہنچانے والا خود کیسا ہے اسی سے تحقیق کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں پہلے تحقیق ہو گی کہ کیا وہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہے۔ خود تو وہ کسی برائی میں ملوّث نہیں۔ ایمان میں کمزور تو نہیں ہے۔ یا یہ نہ ہو کہ خود تو ایمان میں کمزور ہو اور دوسروں پر الزام لگا رہا ہو کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ دوسروں پر بھیانک الزام لگانے والے چاہے وہ کوئی عہدیدار ہے یا عہدیدار نہیں۔ اس وقت کسی کے بارے میں بھیانک اور خوفناک الزام لگاتے ہیں یا بڑی شدت سے الزام لگاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ذاتی مفادات دوسروں سے متاثر ہونے والے ہیں۔ پس تحقیق کرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے وہ مومن ہے یا فاسق ہے؟ جب شکایت کرنے والے کا علم ہی نہیں تو یہ بھی پتا نہیں چل سکتا کہ وہ کس زمرہ میں آتا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر کوئی لکھنے والا ایسی بات لکھتا ہے جو جماعت کے مفادات کو نقصان پہنچانے والی ہے تو پھر اپنے طور پر تحقیق کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ بھی علم ہو جائے کہ شکایت کرنے والا کون ہے تو جیسا کہ میں نے کہا کہ پہلے اس کے اپنے کردار کے بارے میں تحقیق ہو گی۔ اسی طرح اپنے طور پر جو اس نے باتیں کی ہیں اس کی سچائی کے بارے میں بھی تحقیق ہو گی تا کہ پتا لگے کہ وہ سچ کہتا ہے یا نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآنی تعلیم یہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔ (الحجرات:7) اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شکایت لے کر آتا ہے اور کسی کے بارے میں کوئی بری بات کہتا ہے تو اس کی تحقیق کرو۔ پھر اس کے بعد کوئی کارروائی کرو۔ لیکن شکایت کرنے والے ایک تو اپنا نام نہ لکھ کر خود مجرم بنتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی بات اسی طرح قبول بھی کی جائے جس طرح انہوں نے لکھی ہے اور جس کے خلاف شکایت ہے فوراً اس کے لیے سزا کا حکم نافذ کر دیا جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ فاسق کے معنی صرف بدکار کے ہی نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عربی میں بدکار کو بھی فاسق کہتے ہیں لیکن لغت کے لحاظ سے فاسق اسے بھی کہتے ہیں جو تیز طبیعت کا ہو۔ بات بات

پر لڑ پڑتا ہو۔ فسق کے معنی ادنیٰ اطاعت کے بھی ہیں۔ اطاعت سے باہر نکلنے والا بھی فاسق ہے۔ فاسق کے معنی تعاون نہ کرنے والے کے بھی ہیں۔ لڑاکا بھی اور تعاون بھی نہ کرنے والا ہو۔ فاسق کے معنی اس شخص کے بھی ہیں جو لوگوں کے چھوٹے چھوٹے قصوروں کو لے کر بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور پھر یہ بھی سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جو اس نے بیان کیا ہے اس کے مطابق دوسرے کو انتہائی سزا ملنی چاہیے۔ کوئی معافی کا امکان نہیں ہے۔ تیز مزاج کو بھی فاسق کہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک احمدی دوست کے بارے میں بیان فرماتے ہیں، جو پرانے مخلص احمدی تھے کہ جہاں تک ان کے اخلاص کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن ان کو چھوٹی سی بات پر انتہائی فتویٰ لگانے کی عادت تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں یہ مرض تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر کفر سے ورے نہیں ٹھہرتے تھے۔ کوئی بات پکڑی اور کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ تشہّد میں بیٹھے ہوتے ہیں، جب التّحیات میں بیٹھے ہیں تو اپنے دائیں پاؤں کی انگلیاں جو سیدھی نہیں رکھتا، پاؤں سیدھا رکھنے کا حکم ہے تو ان کے نزدیک وہ کفر کی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نقرس کی تکلیف کی وجہ سے ان کو gout تھا دائیں پاؤں کی انگلیاں تشہد کی حالت میں سیدھی نہیں رکھ سکتا۔ پہلے جب پاؤں ٹھیک ہوتا تھا تو رکھا کرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حافظ صاحب۔ وہ حافظ تھے۔ زندہ ہوتے تو غالباً شام تک وہ مجھ پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیتے۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے لگاتے کہ یہ پاؤں کی انگلیاں سیدھی نہیں رکھتے اور ایسا کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر ایمان نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر ایمان نہیں تو قرآن کریم پر بھی ایمان نہیں اور اگر قرآن کریم پر ایمان نہیں تو اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں لہٰذا کافر ہو گئے۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ نے ایسے جلد بازوں کی چاہے وہ مخلص بھی ہوں یہ مثال دی ہے۔ لیکن جو نام بھی چھپاتا ہو اور خود ایمان میں بھی کمزور ہو اور دوسروں پر فتوے بھی لگاتا ہے تو وہ ان تمام معنی کے لحاظ سے جو فاسق کے بیان کیے گئے ہیں فاسق ہی ٹھہرتا ہے۔

پس ان تمام شکایت کرنے والوں پر جو نام نہیں لکھتے واضح ہونا چاہیے کہ ان کا یہ فعل کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں قرآنی حکم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کے بارے میں تحقیق کرو۔ اگر صرف شکایت کرنے والے کی بات پر ہی بغیر تحقیق کے عمل ہونے لگ جائے جس کا وہ مطالبہ کرتا ہے تو جماعت بجائے ترقی کے انحطاط کی طرف جانا شروع ہو جائے گی۔ انحطاط کا شکار ہو جائے گی۔ خلیفہ وقت کی بھی نظام جماعت کی بھی اپنی کوئی تحقیق نہیں ہو گی جو کوئی کہے گا اس کے مطابق عمل ہونا شروع ہو جائے گا اور یہ چیز پھر ترقی کی طرف نہیں لے جا سکتی۔ ہر کوئی اٹھے گا اور یہی کہے گا کہ میری خواہشات کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم جانتے بھی ہوں کہ شکایت کرنے والا شخص بڑا محتاط ہے۔ راستباز بھی ہے، مخلص بھی ہے اگر وہ کسی کی شکایت کرتا ہے تو تب بھی سب کچھ جاننے کے باوجود لازماً اس کی بھی تحقیق کرنی پڑے گی اور تحقیق ہو گی۔ یہ بھی یقین ہو جائے جیسا کہ میں نے کہا کہ شکایت کرنے والا نیک بھی ہے، راستباز بھی ہے، غلطی نہیں کیا کرتا اور اس میں اخلاص بھی ہے تو پھر بھی اس معاملہ کی تحقیق کرنا ہو گی اور اس کے بارے میں تحقیق ہو گی۔ کیونکہ کوئی فرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیونکہ میں یہ کہہ رہا ہوں اس لیے یونہی سمجھنا چاہیے اور اس کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے دوران تلاوت کرتے ہوئے کوئی غلطی ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتدیوں میں شامل تھے انہوں نے لقمہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ آپؐ نے انہیں کہا کہ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ لقمہ دو۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کا ایک یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذمہ اور بڑے کام ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے کاموں کو اوروں کے لیے رہنے دو اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ کام ان قاریوں کا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سیکھتے تھے تم یہ کام ان کے لیے رہنے دو۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے پاس اس بے نام شکایت کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے شکایت کرنے والا کوئی بڑا آدمی ہو تو میں اسے کہوں کہ تم ان باتوں کو کسی اور کے لیے رہنے دو اور اپنے اصل کام کی طرف متوجہ رہو۔ پس لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس لیے اس کے درجے اور حیثیت کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس کو سمجھایا نہیں جا سکتا۔

دوسری بات یہ کہ اس نے بہت سے عہدیداروں، ناظروں اور لجنہ کے بھی عیب بیان کرنے شروع کر دیئے تھے اور بڑے غلط قسم کے الزام لگائے تھے اور کہا کہ فلاں فلاں میں یہ عیب ہے۔ ایک طرف تو وہ ان لوگوں کی شکایت کر رہا ہے کہ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کرتے ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف کام کرنا ہی بہت بڑا عیب ہے اس لیے بہت بڑا عیب ان میں پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا تو وہ عیب نہیں ہے۔ لیکن اگر اس تعلیم کے خلاف وہ کوئی کام کر رہا ہے تو وہ عیب ہے۔ بہرحال یہ شکایت کرنے والا ایک طرف تو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ دوسری طرف خود اس کے خلاف جاتا ہے کہ اس نے شکایت اور اس کے ثبوت کی جو شرائط رکھی ہیں وہ خود ان کو توڑ رہا ہے اور اکثر لوگ یہی کرتے ہیں۔ مجھے بھی جب لکھتے ہیں تو ان شرائط کو ہی توڑ رہے ہوتے ہیں۔ اصل چیز تو قرآن کریم کے احکامات پر اور

سنت پر عمل کرنا ہی ہے اور قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ کھل کے جب بات کی جائے تو اس کے ثبوت بھی مہیا کیے جائیں، تحقیق بھی کی جائے۔ جب نام ہی ظاہر نہیں ہو رہا تو تحقیق کس طرح ہو گی اور یہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ پس شکایت کرنے والا خود قرآن کریم کے حکم کو توڑتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا ہی نیکی ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔ چاہے کسی کو اپنے ذوقی نقطہ نظر سے یا معاشرے کے زیر اثر کوئی بات بری لگے لیکن اگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہ صحیح ہے تو وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔

بعض لوگ اپنی طبیعت اور رسم و رواج سے متاثر ہو کر بعض معاملات میں سختی دکھاتے ہیں لیکن ان کی باتیں چاہے وہ دین کے نام پر ہی ہوں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس بات کی وضاحت میں حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ اس تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔ اب اس حوالے سے آ رہا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امّ المومنینؓ کو ساتھ لے کر سٹیشن پر پھر رہے تھے۔ ان دنوں پردے کا مفہوم بہت سخت لیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں بڑا سخت پردہ ہوتا تھا سٹیشن پر ڈولیوں میں عورتیں آتی تھیں۔ بڑے لوگ جو خاندانی لوگ کہلاتے تھے، ان کی عورتیں تو ڈولیوں میں بیٹھ کر آتی تھی اور دائیں بائیں اس کی چادریں گری ہوتی تھیں اور پھر وہاں ٹرین کے ڈبے تک اسی طرح بند ڈبے میں آتی تھیں اور ڈبے کے اندر بند چلی جاتی تھیں۔ پردے کا ایسا انتظام تھا اور جب ڈبے میں بیٹھ جاتی تھیں تو پھر کھڑکیاں بند کر دی جاتی تھیں تا کہ کسی کی عورت پر نظر نہ پڑے۔ آپ فرماتے ہیں یہ پردہ تکلیف دینے والا تھا اور اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت امّ المومنینؓ برقع پہن لیتی تھیں اور سیر کے لیے باہر چلی جاتی تھیں۔ اس دن بھی حضرت امّ المومنینؓ نے برقع پہنا ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ساتھ لئے ہوئے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی ساتھ تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی طبیعت میں تیزی تھی۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ غلط ہو رہا ہے۔ خود تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہنے کی جرأت نہیں تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس گئے اور کہا کہ مولوی صاحب یہ کیا غضب ہو گیا۔ کل اخباروں میں شور پڑ جائے گا۔ اشتہارات اور ٹریکٹ نکل آئیں گے کہ مرزا صاحب پلیٹ فارم پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر پھر رہے تھے۔ آپ جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سمجھائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کہا اس میں کیا برائی ہے؟ مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آ رہی۔ اگر آپ کو کوئی برائی لگ رہی ہے تو خود ہی جا کر کہہ دیں۔ بہر حال مولوی عبدالکریم صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس گئے۔ آپ ٹہلتے ہوئے بڑی دور چلے گئے تھے اور واپس جب آئے تو گردن جھکی ہوئی

تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں کہ مجھے شوق ہوا کہ پوچھوں کیا جواب ملا۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا؟ مولوی صاحب نے کہا کہ جب میں نے حضورؑ سے کہا کہ آپؑ یہ کیا کر رہے ہیں؟ لوگ کیا کہیں گے؟ تو آپؑ نے فرمایا آخر وہ کیا کہیں گے۔ یہی کہیں گے ناں کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کے ساتھ یوں پھر رہے تھے۔ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر واپس آ گئے۔ حضرت امّ المومنینؓ نے پردہ کیا ہوا تھا اور پھر میاں بیوی کا اکٹھے پھرنا قابل اعتراض بھی نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ پھرتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ دوڑے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دفعہ پیچھے رہ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیت گئیں۔ کچھ عرصے کے بعد دوسری دفعہ پھر دوڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ سے جیت گئے اور وہ ہار گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا۔ یَا عَائِشَہ تِلْکَ بِتِلْکَ۔ کہ عائشہ اس ہار کے بدلے کی یہ ہار ہو گئی۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ پھرنا معیوب خیال نہیں فرماتے تھے اور جس بات کی اجازت اسلام نے دی ہے اس کو عیب نہیں کہا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر اعتراض کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک وہ شخص اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔

آپؑ پھر شکایت کرنے والے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ لیکن اس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ فلاں چھوٹے درجہ کا ہے۔ وہاں پھر خاندانی اور ذاتی اعتراضات بھی اس پر شروع ہو گئے۔ فلاں کمینہ ہے اور اس کو آپ نے فلاں عہدہ دیا ہوا ہے اور بعض الزامات ایسے لگائے جس کے متعلق شریعت نے گواہ طلب کیے ہیں اور گواہ بھی ننگی رؤیت کے طلب کیے ہیں۔ یعنی شریعت اس کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ننگی رؤیت کے چار گواہ ہوں تو وہ شکایت کرنے میں حق پر ہے ورنہ نہیں۔ بعض لوگ یونہی کسی لڑکے لڑکی کے تعلقات کے الزام لگا دیتے ہیں اگر تعلقات کے الزام لگانا ہیں تو اس کے لیے چار گواہ بھی اسلام میں ضروری ہیں۔ آپ فرماتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ دین کی غیرت ایسے شخص کو پیدا ہوئی جو خود قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہے اور دوسروں پر ایسے الزامات لگاتا ہے جن سے قرآن کریم نے منع فرمایا ہے اور نہ صرف منع فرمایا ہے بلکہ ان پر ایسے الزامات پر حد بھی مقرر کی ہے کہ کسی پر غلط الزام لگانے والے، ایسا کہنے والے جو ہیں ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔ گویا شریعت نے اس بارے میں جو اتنا شدید حکم دیا ہے وہ اسے تو توڑتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص قرآنی تعلیم کے خلاف چلتا ہے حالانکہ وہ خود قرآنی تعلیم کے خلاف چل رہا ہوتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں دیکھو شکایت کرنے والے کی حیثیت کیا ہوئی۔ پہلے تو اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا پھر جو ثبوت ضروری ہیں وہ پیش نہیں کیے۔ شریعت کے قواعد سے نہ تو میں آزاد ہوں نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آزاد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریعت کے قواعد پر چلنے کے لیے مجبور تھے۔ پس اس شخص نے بعض ایسے اعتراضات کیے ہیں جن پر شریعت حد لگاتی ہے اور شریعت نے ان کے لیے گواہی کا جو طریق مقرر کیا ہے اس طریق پر چلنا ضروری ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں نے قرآن کریم کا فلاں حکم توڑا ہے اسے سزا دو لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ مجھے بچپن کا ایک لطیفہ یاد آگیا اس وقت میں نے اس سے بہت مزا اٹھایا تھا اور اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو ہنسی آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ پانچویں یا چھٹی جماعت میں میں پڑھتا تھا تو ہمارے استاد نے یہ طریق مقرر کیا ہوا تھا کہ ان کے سوال کا جواب جو طالبعلم وقت مقررہ میں دے دے وہ اوپر کے نمبر میں آجائے گا۔ ہم کھڑے تھے۔ استاد نے سوال کیا ایک لڑکے نے اس کا جواب دیا۔ دوسرے نے ہاتھ بڑھا کر کہا ماسٹر جی یہ جواب غلط ہے۔ ماسٹر صاحب نے پہلے لڑکے سے کہا تم نیچے آجاؤ اور دوسرے کو کہا تم اوپر چلے جاؤ۔ نیچے آتے ہی اس لڑکے نے جو پہلے اوپر کے نمبر پہ تھا کہا کہ ماسٹر صاحب اس نے میری غلطی نکالتے ہوئے غَلَط لفظ کو غَلْط کہا ہے جو غَلَط ہے۔ اس استاد نے پھر اسے سابق جگہ پر کھڑا کر دیا اور دوسرے لڑکے کو پھر نیچے گرا دیا۔ تو آپؓ فرماتے ہیں کہ یہی حالت بعض معترضوں کی ہوتی ہے۔ وہ دوسرے پر غلط یا صحیح اعتراض کرتے ہیں لیکن اعتراض کا طریقہ مجرمانہ ہوتا ہے اور اس طرح اس کو سزا دلاتے دلاتے خود سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں اور پھر شور مچاتے ہیں کہ مجرم کو کوئی پکڑتا نہیں۔ جو توجہ دلاتا ہے اسے سزا دیتے ہیں۔ حالانکہ سزا دینے والے کیا کریں وہ بھی تو شریعت کے غلام ہیں۔ اگر قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو قائم کرو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دوسروں پر تو خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہو اور تم پر خدا تعالیٰ کی حکومت قائم نہ ہو تو یہ درست بات نہیں ہے۔ میں شکایت کرنے والوں سے کہتا ہوں کہ "ایاز! قدرِ خود بشناس" کہ ایاز تم اپنی قدر اور اپنی حیثیت کو پہلے یاد رکھو اور پہچانو۔ نام چھپانے والے اپنا نام چھپا کر دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور الزاموں میں جو ثبوت پیش کر رہے ہوتے ہیں وہ یہ کہ فلاں تو فلاں خاندان کا ہے۔ فلاں کی حیثیت نہیں ہے۔ فلاں ایسا ہے۔ اور ان الزاموں کی کوئی حقیقت بھی نہیں ہوتی اور الزام لگانے والے خود اصل میں بے حیثیت لوگ ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمارا رب بھی ہے اور ہر ایک کا ربّ ہے۔ وہ رزق بھی دیتا ہے اور پالتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے ہم سب کچھ لے رہے ہیں تو پھر بات اللہ تعالیٰ کی مانی جائے گی نہ کہ ان الزام لگانے والوں کی۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ شکایتیں کرنے والے لوگ یہی چاہتے ہیں کہ دوسروں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے اور خود اپنے آپ کو شریعت کے حکموں سے باہر نکال دیتے ہیں، بری کر دیتے ہیں۔ خود ہی اپنے منصف بن جاتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو بھی جب بات سامنے آئے گی، کھلے گی تو پھر شریعت کے مطابق ہی سزا ملے گی۔

بعض باتیں ایسی ہیں جہاں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر گواہ پیش نہیں ہوئے تو پھر اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور بہر حال پھر اس کا فیصلہ شریعت کے مطابق، قرآن کے مطابق ہو گا۔

بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم کھالی اور اپنے آپ کو بچالیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایک دفعہ ایسا معاملہ آیا۔ دو جھگڑنے والے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک فریق قسم کھائے گا۔ دوسرے نے کہا یہ تو جھوٹا شخص ہے یہ تو سو قسمیں بھی کھالے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ اگر یہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ خود ہی اسے سزا دے دے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 33 صفحہ 265 تا 271 خطبہ بیان فرمودہ 5/ ستمبر 1952ء)

پس یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ صرف اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہو گا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہو گا۔ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہے وہاں دو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ جہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے وہاں چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کے مطابق ہی پھر تحقیق بھی ہو گی اور فیصلہ بھی ہو گا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اَناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفہ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اس کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ شکایت کرنے والوں کو بھی عقل دے کہ وہ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو پھر کھل کر تمام ثبوتوں کے ساتھ شکایت کریں جس میں ان کا نام پتہ بھی ہو اور پھر تحقیقات میں وہ بھی شامل ہوں گے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ حقیقت میں جماعتی نظام میں کوئی رخنہ پڑ رہا ہے تو پھر جرأت سے سامنے آنا چاہیے اور شکایت کرنی چاہیے اور ہر چیز کا پھر مقابلہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نظام جماعت جو ہے اس کو بھی توفیق دے اور عقل دے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو فیصلہ کرنے پہ مقرر کیے گئے ہیں وہ بھی جب فیصلہ کر رہے ہوں تو انصاف کے ہر پہلو کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اور سنت کے مطابق فیصلے کرنے والے بنیں۔

نمازوں کے بعد میں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ تو ایک شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم شیخ ساجد محمود صاحب ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب جن کی عمر 55 سال تھی۔ حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی میں رہتے تھے۔ مخالفین نے 27/ نومبر 2016ء کی شام کو نماز مغرب کے وقت گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھے ہوئے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیل کے مطابق شیخ ساجد محمود صاحب گلشن معمار کراچی میں فلور ملز کے سپیئر پارٹس کی سپلائی کا کام کرتے تھے اور 27/ نومبر 2016ء کی شام کو نماز مغرب کے وقت بازار سے گھر کا سودا سلف

لے کر آئے اور ابھی گاڑی میں ہی بیٹھے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم افراد نے آپ پر چار فائر کئے اور پھر موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے پلٹ کر دوبارہ چار فائر کیے اور موقع سے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں ایک گولی ساجد محمود صاحب کے سینے میں دائیں طرف لگی اور پسلی سے لگ کر بائیں طرف سے آر پار نکل گئی اور ایک گولی ٹانگ میں لگی۔ ساجد محمود صاحب کو فوری طور پر قریب ہی واقع ہسپتال میں لے جایا گیا جہاں سے انہیں آغا خان ہسپتال شفٹ کر دیا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور علاج شروع ہونے سے پہلے ہی جام شہادت نوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم شیخ فضل کریم صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے 1920ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ شہید مرحوم کے والد شیخ مجید احمد صاحب پاکستان بننے پر کانپور سے ہجرت کر کے لاہور آئے تھے اور 1961ء میں کراچی میں سکونت اختیار کی۔ شہید کے دادا مکرم خواجہ محمد شریف صاحب مرحوم جماعت احمدیہ دہلی دروازہ لاہور کے لمبے عرصہ تک صدر رہے۔ آپ کے پڑنانا حضرت صاحب الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اسی طرح مکرم سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب مرحوم آف کلکتہ شہید مرحوم کی اہلیہ کے نانا ہیں۔ شہید مرحوم نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ پانچ سال انتہائی مشکل حالات میں گزارے۔ اس کے بعد فلاور ملز کے سپیئر پارٹس کی سپلائی کا کاروبار شروع کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی اور وسیع کاروبار ہو گیا۔

شہید مرحوم کے بیٹے حارث محمود صاحب جو ہیں نائب قائد مجلس بھی ہیں اور گلشن اقبال کراچی کے سیکرٹری وصایا بھی ہیں۔ بیٹے نے بھی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اے سی سی اے (ACCA) کرنے کے بعد والد کے ساتھ ہی کاروبار میں شمولیت اختیار کی۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اسی طرح شہید کی بیٹی ثنا مبشرہ کراچی میں زیر تعلیم ہیں اور ان کو امریکہ جانے کا چھ مہینے کا سکالرشپ بھی ملا جہاں سے وہ ایک شارٹ کورس کر کے آئیں۔ مرحوم خلافت سے بے پناہ محبت اور گہری وابستگی رکھنے والے تھے۔ اولاد کو بھی خلافت اور نظام جماعت سے جڑے رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور بیٹے کو بھی تلقین کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنے چندہ جات کے حوالے سے فکر مند رہتے تھے اور چندے کی ادائیگی کے لیے دکان میں ہی الگ ایک گلّہ رکھا ہوا تھا جس میں ساتھ کے ساتھ چندے کی رقم ڈالتے رہتے تھے۔ لین دین میں بہت کھرے اور دیانتدار، ہمیشہ سچائی کو مدّ نظر رکھنے والے، درگذر سے کام لینے والے تھے۔ بہن بھائیوں سے شفقت کا سلوک کرتے اور کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ مرحوم ایک نفیس اور پاکیزہ خیالات کے حامل شخص تھے۔ رحمی رشتوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ شہید مرحوم نے اپنی دو دکانوں کے نام بھی اپنے مرحوم والد اور مرحوم سسر کے نام پر رکھے ہوئے تھے۔ اپنی اہلیہ کے رشتہ داروں سے مثالی حسن سلوک کرتے تھے۔ دوستوں اور سب رشتہ داروں سے صفائی

قلب سے ملتے تھے۔ طبیعت میں بغض اور کینہ بالکل نہیں تھا۔ مختلف لکھنے والوں نے جو لکھا ان سب کا لُبّ لُباب یا نچوڑ یہی بنتا ہے جو باتیں، جو اوصاف میں نے شہید کے بیان کیے ہیں۔ شہید مرحوم کی والدہ آج کل شدید علیل ہیں۔ ان کی بیماری کی وجہ سے ان کو بیٹے کی شہادت کے بارے میں بتانے میں مشکل پیش آرہی تھی لیکن جب ان کے علم میں آیا اور بیٹے کی میت دیکھی تو بے اختیار کہا میرا بیٹا شہید ہے۔ کوئی بھی نہیں روئے گا اور اس جملے کو کئی بار دہرایا۔ شہید مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے بڑے حوصلے اور ہمت سے اپنے شوہر کی شہادت کی خبر کو سنا اور نہایت اعلیٰ صبر کا مظاہر کیا۔ ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میرے والد میں طبیعت میں غیر معمولی ٹھہراؤ تھا اور خدا پر یقین بہت بڑھا ہوا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے خدا نے مجھے بہت عزت دی ہے اتنی عزت کہ میں خود بھی یقین نہیں کر سکتا۔ عبادات میں بہت باقاعدہ تھے اور رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ بڑے سادہ، ہمدرد، منکسر المزاج شخص تھے۔ مرحوم کے گیارہ بہن بھائی تھے اور سب عیالدار اور شہید مرحوم سب سے حسن سلوک کرتے، ان کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ضلع سکھر میں جب جماعتی طور پر حالات خراب ہوئے اور شہادتیں ہوئیں تو شہید مرحوم متعدد مرتبہ کئی کئی روز جا کر وہاں ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔

ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ایک بہت بڑا باغ ہے جس میں بہت سے نورانی لوگ جمع ہیں۔ سب نے اجلے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ابو بھی وہاں ہیں۔ ان کا بڑا بلند مقام ہے۔ سب نے ابّو کو گھیرا ہوا ہے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور والد صاحب ایک طرف کو چل پڑتے ہیں تو سب لوگ قافلے کی صورت میں ساتھ چلتے ہیں اور سب لوگ ان کے والد کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ شہید مرحوم کی والدہ محترمہ نہایت ضعیف ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہیں۔ شہادت کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شہید مرحوم نے اپنی والدہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں یہاں بہت خوش ہوں اور اطمینان سے ہوں۔ میری وجہ سے آپ نے بالکل پریشان نہیں ہونا۔ ان کے پسماندگان میں والدہ محترمہ، اہلیہ منصورہ یاسمین صاحبہ، بیٹا شیخ حارث محمود اور بیٹی ثنا مبشرہ کے علاوہ چار بھائی اور چھ بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب ابن شیخ عبدالکریم صاحب کا ہے جو درویش قادیان تھے۔ 26/ نومبر 2016ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 92 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت عبداللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی۔ نومبر 1947ء میں جب قادیان سے آخری قافلہ پاکستان کے لیے روانہ ہوا تو آپ اپنی بیمار والدہ کو سہارا دے کر ٹرک میں بیٹھے تھے کہ قادیان کی سرحد کے قریب آپ کی والدہ نے ٹرک رکوا کر آپ کو حفاظت

مرکز کے لیے اتار دیا اور یوں آپ کو درویشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ نظام خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ محبت تھی۔ اللہ پر کامل توکل اور یقین تھا۔ ہر کامیابی اور ناکامی کو خدا کی رضا سمجھ کر قبول کرتے تھے۔ اہلیہ بچوں اور قریبی رشتہ داروں سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخری عمر تک اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ ان کو دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان میں مختلف صیغہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے بیٹے نے بتایا کہ جلسہ سالانہ کی آمد کی وجہ سے آپ نے گھر میں سفیدی کے لیے سیمنٹ منگوا کر رکھا ہوا تھا۔ اسی رات آپ نے بلا کر بتایا کہ لگتا ہے کہ میرا وقت قریب ہے۔ فلاں شخص سے میں نے پانچ سو روپے لیے تھے وہ ادا کرنے ہیں۔ اسی طرح دیگر حساب کتاب بھی بتایا اور پھر تھوڑی دیر میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ناصر وحید صاحب قادیان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

تیسرا جنازہ تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کا ہے۔ یہ پولیس میں تھے۔ 25/ نومبر کو دوران ڈیوٹی ضلعی صدر مقام کولگام میں نامعلوم بندوق برداروں کی فائرنگ سے وفات پا گئے۔ یہ بھی شہید کا ہی درجہ رکھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شہید مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک دل، غریب پرور، ملنسار، خوش اخلاق، باوفا، نافع الناس، انتہائی دلیر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ چندے ہمیشہ بڑی باقاعدگی سے باشرح اور اضافے کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دلجوئی اور مدد کرتے اور ان کی تعلیم و تربیت کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ ہمسایوں کا کہنا ہے کہ آپ حقیقی معنوں میں ہمسائیگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ ان کے ڈیپارٹمنٹ والوں کا بیان ہے کہ آپ اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں ہمیشہ چاق و چوبند رہتے تھے۔ کبھی بھی غفلت اور کوتاہی سے کام نہیں لیتے تھے۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ دو بہنیں، چھ بھائی اور اہلیہ اور تین معصوم بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کا ایک بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔ نیکیوں پر قائم رکھے اور خود ان کا کفیل ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 23/ دسمبر 2016ء تا 29/ دسمبر 2016ء جلد 23 شمارہ 52 صفحہ 05 تا 08)

50

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 09 دسمبر 2016ء بمطابق 9 فتح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں، جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم نے نہیں ماننا، انہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں نہ ہی نشانات نظر آتے ہیں اور انبیاء کا انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ نشانات دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں نشان دکھاؤ۔ ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بند کر دیتا ہے پھر وہ سچائی کو پا ہی نہیں سکتے اور بعض اوقات نبی کی تائید میں اللہ تعالیٰ انہیں ہی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین بھی ایسے تھے جن کو باوجود دیکھنے کے اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا یا نظر پھیر لیتے تھے۔ اور پھر ان میں بعض ائمۃ الکفر عبرت کا نشان بھی بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات بتائے** کہ یہ یہ پورے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات بھی بتائے کہ آپ نے یہ یہ فرمایا۔ یہ پیشگوئیاں فرمائیں، یہ پوری ہوئیں لیکن ان مذہبی سرداروں نے خود بھی نہیں مانا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کی سچائی کے لئے مختلف موقعوں پر مختلف نشانات بتائے۔ آپ نے جو نشانات بیان فرمائے ہیں اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو نشان قرار دیا ہے۔ ان میں سے کسوف و خسوف کا نشان ہے یعنی چاند اور سورج گرہن کا نشان ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا مولوی لوگ جو تھے وہ رو رو کر اس حدیث کو پڑھا کرتے تھے اور جب یہ نشان پورا ہوا اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ پورا ہوا۔ ایک اس ملک میں یعنی ہندوستان میں اور

دوسری مرتبہ امریکہ میں تو یہی لوگ جو اس نشان کو مانگتے تھے اپنی بات سے پھر پھر گئے۔ نشان سے انکار نہیں کر سکے کیونکہ وہ تو ظاہر ہو گیا تھا لیکن ڈھٹائی اور ضد آڑے آ گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یعنی بڑے رنج اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیال کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دنیا کا خیر خواہ تھا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں طاعون کا نشان بھی ہے، نہریں نکالے جانے کا نشان بھی ہے۔ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی ہے۔ نئی آبادیاں ہونے کا نشان بھی ہیں۔ پہاڑ چیرے جانے کے نشان بھی ہیں۔ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے نشانات بھی ہیں۔ نئی سواریاں ہیں۔ غرض بہت سے نشان ہیں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں جن کی خبر قرآن کریم میں بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 157-158)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ لوگ بجائے نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کو دیکھنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسے چھوٹے چھوٹے بودے اعتراض کہ جو عجیب مضحکہ خیز اعتراض ہوتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نشان پر نشان دکھائے۔ آپؑ نے معجزے پر معجزہ دکھایا۔ بعض لوگ آئے جنہوں نے آکر اس قسم کے اعتراض کئے اور کہا کہ ان کی تو پگڑی ٹیڑھی ہے، یہ مسیح موعودؑ کس طرح ہو سکتے ہیں؟ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا مگر بعض ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا کہ یہ تو 'ق' صحیح طور پر نہیں بول سکتے یہ کہاں سے مسیح موعودؑ ہو سکتے ہیں؟ آپؑ نے آیت پر آیت دکھائی مگر ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا انہوں نے بیوی کے لئے زیور بنائے ہیں۔ یہ بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں؟ تو یہ اعتراضات تھے۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ خدا کے نشانوں سے آنکھیں بند نہ کرو۔ فرمایا کہ کئی لوگ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آکر کہتے۔ کوئی نشان دکھائیں تو آپ فرماتے کیا پہلے نشانات سے تم نے کوئی فائدہ اٹھایا کہ اَور چاہتے ہو؟ جب پہلے ہزاروں نشانات سے تم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو کسی اَور سے کس طرح اٹھاؤ گے۔ تو ایسے لوگ ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔ ان کی یہی قسمت ہے کہ محروم رہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 224-225)

ایک ایسا زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے جس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی

بطور الہام فرماتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ یہ آپ نے اس کا ترجمہ خود ہی کیا ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دوسری جگہ فرمایا یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍ عَمِیْقٍ۔ ہر طرف سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔ اور پھر فرمایا۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍ عَمِیْقٍ۔ اور ہر ایک راہ اور ہر طرف سے تیرے پاس مہمان آئیں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ 26 سال پہلے کی پیشگوئی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 161)

جب آپؑ نے یہ ذکر کیا اور جو اَب تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ جماعت کی ترقی کی پیشگوئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آج تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ آپؑ کی جماعت کا ہر روز بڑھنا، مالی قربانی میں لوگوں کا بڑھنا، آپؑ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے اور ایک نشان ہے یہ لیکن اسے ہی نظر آتا ہے جس کی آنکھ بینا ہو۔ اندھوں کو نظر نہیں آتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کے حوالے سے غلبہ احمدیت کے ذرائع اور جماعتی ترقی کے بارے میں جو واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے متواتر بتایا کہ جماعت احمدیہ کو بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں گی جیسی پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ مَیں نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں۔ نظام الدین کے معنی ہیں دین کا نظام۔ اور اس رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آخر احمدیہ جماعت ایک دن نظام دین بن جائے گی اور دنیا کے اور تمام نظاموں پر غالب آجائے گی۔ انشاء اللہ۔ مگر یہ غلبہ کس طرح ہو گا اس کے متعلق رؤیا میں آپ فرماتے ہیں کہ ہم اس گھر میں کچھ حسنی طریقے سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریقے پر داخل ہوں گے۔ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ صلح سے کی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ شہادت سے حاصل کی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ نظام الدین کے مقام پر جماعت پہنچے گی تو سہی مگر کچھ صلح محبت اور پیار سے اور کچھ شہادتوں اور قربانیوں کے ذریعہ۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر صلح اور محبت اور پیار کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر قربانیوں اور شہادتوں کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ ہمیں کبھی صلح اور آشتی کی طرف جانا پڑے گا اور کبھی حسینی طریق اختیار کرنا پڑے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دشمن کے سامنے مر جانا ہے مگر اس کی بات نہیں

مانی۔ یہ دونوں طریق ہمارے لئے مقدر ہیں۔ نہ خالی مسیحیت والا سلوک ہمارا لئے مقدر ہے، نہ خالی مہدویت والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے۔ ایک درمیانی راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ ایک غلبہ ہو گا صلح اور محبت اور پیار کے ساتھ اور ایک غلبہ ہو گا قربانیوں کے ساتھ۔ اس کے بعد جماعت نظام الدین کے گھر میں داخل ہو گی اور اسے کامیابی حاصل ہو گی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 583)

اور ان دونوں باتوں کا نمونہ آج ہم دیکھتے ہیں جو افراد جماعت دکھا رہے ہیں۔ صلح امن اور آشتی کا پیغام بھی ہماری طرف سے ہے اور دین کی خاطر قربانیاں بھی جماعت ہی دے رہی ہے۔ پھر آپؓ نے ایک جگہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا اور دکھایا گیا۔ یہ اسی الہام کا مزید تھوڑا سا ذکر ہے۔ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان ہے (مرزا نظام الدین کا مکان تھا) اس میں ہم کچھ حسنی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے۔ بہت لوگ حیران تھے کہ اس الہام کا مطلب کیا ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت صاحب سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) سنا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے لیکن وقت پر معنی کھلتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 39-40)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں جبکہ آپ کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ تھا فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی کہ باقی اقوام دنیا کی اس طرح رہ جائیں گی جس طرح آجکل پرانی خانہ بدوش قومیں ہیں۔"

(منہاج الطالبین۔ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 213)

ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے اور جماعت احمدیہ اتنی ترقی کرنے والی ہو گی کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے۔ جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ **اس طرح ہوتا ہے۔ لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط** کرتی ہیں۔ ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

چند دن ہوئے ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کے پولیس کے خاص ادارے جو کاؤنٹر ٹیررسٹ (Counter Terrorist) پولیس کہلاتی ہے، جو ٹیررازم (Terrorism) سے لڑنے اور ان کے خاتمے کے لئے بنایا گیا ہے انہوں نے ریڈ (Raid) کی اور دو مربیان اور کچھ کارکنان کو پکڑ کر لے گئے۔

اس پر ربوہ سے بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا جن میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں بلکہ ہمارے ایمان مضبوط ہیں۔ اور یہ واقعات دیکھ کر ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے۔ یہی وہ روح ہے جو مومن میں ہونی چاہئے۔ یہی وہ باتیں ہیں جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور بیشمار تائیدات کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ یقیناً آخری فتح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ مخالفتیں تو ہوتی ہیں اور ہوں گی۔ یہ جو حملہ کرنے والے، ریڈ (Raid) کرنے والے تھے۔ (حملہ تو نہیں ریڈ (Raid) کرنے والا کہنا چاہئے) ان بیچاروں کو بھی سب سے زیادہ خوف اور ٹیرر (Terror) جو ہے، احمدیوں کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ احمدی یہ کہتے ہیں کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ احمدی اللہ تعالیٰ سے ڈراتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچو اور اس سے ڈرو۔ اور ان لوگوں کے نزدیک کہ احمدی ایسی باتیں کس طرح کر سکتے ہیں، یہ ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈراتے ہیں تو اس سے بڑا دہشتگرد اَور کون ہو سکتا ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈرائے۔ اس لئے ان کو پکڑو اور ان کو ختم کرو۔

اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور ملک کو ان مولویوں سے بچائے جو حقیقی ٹیررسٹ (Terrorist) ہیں جنہوں نے ملک میں فساد پھیلایا ہوا ہے اور کوئی بھی جان ان لوگوں سے محفوظ نہیں ہے اور یہ جو خاص پولیس ہے ٹیررسٹ (Terrorist) ختم کرنے کی پولیس ان کو بھی اتنی جرأت دے کہ بجائے پُرامن اور ملک سے محبت کرنے والے اور ملک کے قانون کی پابندی کرنے والے احمدیوں پر ہاتھ ڈالیں ان لوگوں سے جنگ کریں اور ان کو پکڑیں جن کے ہاتھوں عوام کی جانیں بھی محفوظ نہیں اور جو ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بھی جو ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ احمدیوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو محفوظ رکھے اور ان ظالموں کے چنگل سے بچائے۔ باقی جہاں تک قربانیاں ہیں وہ احمدی دیتے ہیں، دیتے رہیں گے اور ان قربانیوں کو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ جلد پھل لگائے گا۔

اسی طرح الجیریا میں بھی احمدیوں پر حکومت کی طرف سے بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی محفوظ رکھے اور ان کو بھی ثبات قدم عطا فرمائے۔ وہاں کی حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ بھی ان احمدیوں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں جو پُرامن اور قانون کے پابند ہیں۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ احمدی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں یا فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں کسی بھی جگہ کوئی بھی احمدی کبھی ملکی قانون سے لڑنے والا نہیں اور حکومت سے لڑنے والا نہیں بلکہ ہم تو امن، پیار اور محبت پھیلانے والے ہیں ہاں اس کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دیں گے انشاء اللہ۔

دوبارہ مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالوں کی طرف آتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

دنیا میں سب سے خطرناک مخالفت شرکاء کی ہوتی ہے۔ پنجابی میں تو مشہور ہے کہ شراکت دادانہ سر دُکھدے وی کھانا تو سب سے بڑی مخالفت اعزاء اور اقرباء کی ہوتی ہے کیونکہ وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ انہی میں سے کھڑا ہو کر ایک شخص دنیا میں بڑائی اور عزت حاصل کرے۔ وہ جو اس کے مقابلے میں چپّہ چپّہ زمین کے لئے لڑتے مرتے ہیں وہ کب گوارا کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا اس کے پاس آجائے۔ اس لئے وہ پورا زور لگاتے ہیں کہ اسے دبائیں حتی کہ جب بے بس ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے، وہ بھی کسی نہ کسی طرح دل کا بخار نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ پور کے رئیسوں میں سے کسی کو جب خان بہادر کا خطاب ملا تو اسی خاندان میں سے ایک عورت نے جو بہت غریب تھی اپنے لڑکے کا نام خان بہادر رکھ دیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے؟ یہ نام رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگی معلوم نہیں میرا بچہ بڑا ہو کر کیا بنے گا۔ لیکن لوگ جب نام لیں گے تو جس طرح اس کے شریک کو خان بہادر کہیں گے۔

اسی طرح اس کو بھی کہیں گے تو جو کچھ اور نہیں کر سکتے وہ نام رکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو آپؑ کے رشتہ داروں میں سے بھی ایک شخص نے امام ہونے کا دعویٰ کیا۔ شریکوں کی بات ہے۔ یہ اب رشتہ داروں میں سے کسی نے کہا کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں تو مَیں بھی دعویٰ کروں۔ حضرت مصلح موعودؓ فارسی کی مثال دیتے ہیں کہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست کہ ہر کسی کی فکر اور سوچ اس کی ہمت اور اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ دعویٰ کیا کہ میں ساری دنیا کے لئے حَکم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور چھوٹے درجے کے لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں پر بھی فرض ہے کہ میری اتباع کریں۔ لیکن اس کی جو اُن کے شریک تھے نام ہی رکھنے والی بات تھی۔ اس نے جو رشتہ دار تھے انہوں نے دعویٰ کیا تو چوہڑوں کے امام ہونے کا دعویٰ کیا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو یہاں تک لکھ دیا کہ بادشاہِ انگلستان پر بھی فرض ہے کہ مجھے مانے۔ چنانچہ خود لکھ کر ملکہ کو جو اس وقت بادشاہ تھی بھیج دیا۔ اس کے مقابلے میں چوہڑوں کا امام ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی دلیری اور اس کی جماعت کا یہ حال تھا کہ یہاں آکر جب تھانیدار نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ کسی نے یونہی جھوٹی رپورٹ کر دی ہو گی۔ تو شراکت والوں کی سب سے بڑی مخالفت ہوتی ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 38-39)

آپؓ فرماتے ہیں رشتہ دار اور خاص طور پر جب وہ مخالفین ہو جائیں تو بہت مخالفت کرتے ہیں اور اس وجہ سے پھر ہر جائز ناجائز طریقے سے نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد آپؓ فرماتے

ہیں کہ ہمارے درجنوں ایسے رشتہ دار ہیں جو احمدیت کی وجہ سے منقطع ہو گئے۔ اس واسطے نہیں کہ ہم ان سے نہیں ملنا چاہتے تھے بلکہ اس واسطے کہ وہ نہیں ملنا چاہتے۔ ہمیں اپنے خاندان کے لوگوں سے گالیاں ملتی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں احمدی ہو گئیں وہ ہم کو برا بھلا کہتی تھیں۔ آپؓ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جبکہ میری عمر چھ سات سال کی ہو گی میں سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا تو انہوں نے میری طرف دیکھ کر بار بار یہ کہنا شروع کیا کہ جیہو جیاکاں اوہو جئی کو کو۔ اس فقرہ کو انہوں نے اتنی دفعہ دہرایا کہ مجھے یاد ہو گیا۔ میں نے گھر میں جا کر یہ بات بتائی۔ جب پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے بتایا کہ جیسا تیرا باپ برا ہے ویسا ہی بیٹا بھی برا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں کو آپ کے گھر کا کام کرنے سے روکا جاتا۔ کمہاروں کو روکا گیا۔ چوہڑوں کو صفائی سے روکا گیا۔ ہمارے عزیز ترین بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوج اور دیگر عزیز رشتہ دار حتی کہ آپ کے ماموں زاد بھائی علی شیر یہ سب طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ گجرات کے علاقے کے کچھ دوست جو سات بھائی تھے قادیان میں آئے اور باغ کی طرف اس واسطے گئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ یعنی باغ دیکھنے گئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باغ ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ راستے میں ہمارے ایک رشتہ دار باغیچہ لگوا رہے تھے۔ انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اور کیوں آئے ہو تو یہ لوگ جو گجرات سے مہمان آئے تھے انہوں نے کہا کہ گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا دیکھو میں ان کے ماموں کا لڑکا ہوں اور میں خوب جانتا ہوں یہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو دوسروں سے آگے تھا بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور اپنے بھائیوں کو (باقیوں کو بھی) آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اس پر وہ شخص گھبرایا تو اس احمدی نے کہا کہ مَیں تمہیں مارتا نہیں کیونکہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ دار ہو۔ میں اپنے بھائیوں کو تمہاری شکل دکھانی چاہتا ہوں کیونکہ ہم سنا کرتے تھے کہ شیطان نظر نہیں آتا مگر آج ہم نے دیکھ لیا کہ وہ ایسا ہوتا ہے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل مورخہ 4 دسمبر 1935ء جلد 23 شمارہ 132 صفحہ 3-4)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔" مخالفتیں ہوئیں، سب کچھ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلی دی اور فرمایا کہ نسل جو ہے تجھ سے ہی جاری ہو گی اور باقی سب منقطع ہو جائیں گی۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئیں ہیں۔ جس وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اس وقت اس خاندان میں ستّر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستّر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے حالانکہ انہوں نے حضرت صاحب کا نام مٹانے میں جس قدر ان سے ہو سکا کوششیں کیں اور اپنی طرف سے پورا پورا زور لگایا۔ اور نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ وہ خود مٹ گئے اور ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔"

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 39)

پھر تائی صاحبہ کی بیعت کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں کہ بعض پیشگوئیاں اور نشانات بظاہر گو چھوٹے ہیں لیکن ان کی کیفیت پر غور کرنے والوں کے لئے ان میں کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس کا علم مجھے کل ہی ہوا ہے گو وہ فرد اور اس کی حالت کے متعلق ہے مگر اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ کئی ایک دوستوں نے بتایا کہ ان کو پہلے ہی معلوم تھا مگر مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے۔ کل تائی صاحبہ کی وفات کے وقت شیخ یعقوب علی صاحبؓ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پرانا الہام ہے۔ تائی آئی۔ یہ تائی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی کی بیوی۔

تو فرمایا ایک الہام پرانا الہام ہے تائی آئی اس کے متعلق پرانے احمدی بتاتے ہیں کہ اس وقت اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ۔ لیکن ایک ہی سیدھے سادھے معنی اس فقرے کے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی ایسی عورت جس کا رشتہ تائی کا ہو وہ آجائے۔ آنے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں پاس آنا یا جماعت میں آنا۔ خالی آجانا کوئی پیشگوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ رشتہ دار آیا ہی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں تمام کے تمام بڑے لوگ بھی حضرت صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوجہ کو تائی کے لقب سے پکارتے تھے گویا ان کا نام ہی تائی تھا۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے زمانے میں وہ اشد ترین مخالف تھیں۔ یعنی یہ تائی بہت سخت مخالف تھیں۔ چونکہ وہ خاندان میں سب سے بڑی تھیں اور پیشگوئی بھی ان کی بہن کی بیٹی کے متعلق تھی اس لئے خاندان کے لیڈر کے لحاظ سے اس وقت وہ، اس رشتہ میں روک ڈالنا جس کو وہ خاندانی رسوائی کے مترادف سمجھتی تھیں، اپنا فرض سمجھتی تھیں اور ان کے نزدیک ان کا اہم فرض تھا کہ وہ مقابلہ کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی فطرت کے لحاظ سے بڑی عورت کے لئے عزت اور خاندانی وقار تمام دینی امور بلکہ تمام سیاسیات اور دیگر حالات سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کا مسیح ہونے کا دعویٰ ان کے نزدیک یعنی تائی کے نزدیک اس قدر اہم نہیں تھا جس قدر خاندانی عزت تھی۔ اور یوں بھی

چونکہ بڑوں کے لئے چھوٹوں کی اطاعت مشکل ہوتی ہے اور مسیح موعود تائی صاحبہ سے چھوٹے تھے اور انہوں نے جائیداد وغیرہ میں حصہ بھی نہیں لیا تھا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جائیداد میں حصہ نہیں لیا تھا اس لئے آپ کا کھانا وغیرہ ان کے گھر سے جاتا تھا، تائی کے گھر سے جاتا تھا اس لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محسنہ سمجھتی تھیں۔ عورتوں میں یہ احساس قدرتی طور پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا دستِ نگر تصور کرتی تھیں۔ اس لئے یہ نہیں سوچتی تھیں کہ آپؑ نے جائیداد نہیں لی اور جائیداد سب ان کے پاس ہے بلکہ اس لئے کہ میں کھانا بھیجتی ہوں اور کھانا کھلاتی ہوں اور خرچ اٹھا رہی ہوں تو وہ اپنا دستِ نگر سمجھتی تھیں اور اپنے آپ کو محسنہ سمجھتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں کہ

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِيْ

وصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْاَهَالِيْ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جب میں دوسروں کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرتا تھا مگر اب خدا نے مجھے ایسی شان عطا کی ہے کہ ہزاروں ہیں جو میرے دستر خوان سے سیر ہوتے ہیں۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت اقدسؑ کی جائیداد علیحدہ نہیں تھی۔ بھائی کے ہی سپرد تھی اور آپ میں اس کے سنبھالنے کا احساس بھی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کے والد بھی کہا کرتے تھے کہ یہ جائیداد نہیں سنبھال سکے گا۔ پس اندریں حالات تائی صاحبہ کا ایمان لانا بڑا مشکل امر تھا۔ یہ بعد میں ایمان لے آئی تھیں، مان لیا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دلیل اور مذہبی پہلو سے نہیں بلکہ خاندانی لحاظ سے یہ ساری بیک گراؤنڈ جو بیان ہوئی ہے کیونکہ ان کے نزدیک دونوں کی حیثیت مالک و نوکر کی تھی۔ یعنی تائی اپنے آپ کو مالک سمجھتی تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ نوکر سمجھتی تھیں۔ وہ آپؑ کو ایک غریب آدمی سمجھتی تھیں جو کام وغیرہ کچھ نہیں کرتا تھا اور ان کے ٹکڑوں پر پلا تھا۔ ان حالات میں وہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھیں کہ آپؑ ان کی بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ وہ چونکہ سب سے بڑی تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ مخالف تھیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت بہت زیادہ تھی۔ رشتہ داروں نے آپ سے ملنا ترک کر دیا تھا اور آپ بھی ان سے نہیں ملتے تھے بلکہ خاندان والوں کی مخالفت کا یہ عالم تھا کہ والدہ صاحبہ، حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سناتی ہیں کہ حضرت صاحبؑ کے ننہال میں ایک بڑی عمر کی عورت تھیں وہ بین ڈالا کرتی تھیں کہ چراغ بی بی کے لڑکے کو ہمیں کوئی دیکھنے بھی نہیں دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چور اور ڈاکوؤں کی طرح علیحدہ رکھا جاتا تھا کیونکہ ان کو خاندانی عزت کو بٹّہ لگانے والا سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں یہ قیاس کرنا کہ تائی احمدی ہو جائے گی بظاہر ایک غیر معمولی بات تھی۔

انسان کا دل بدل سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حالات کیا کہتے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تائی آئی۔ تائی صاحبہ حضرت صاحب کی بھاوج تھیں۔ اس لئے ان الفاظ سے یہ مراد تھی کہ آپ اس وقت بیعت کریں گی جس وقت بیعت لینے والے سے ان کا تعلق تائی کا ہو گا۔ اگر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنی ہوتی تو الہام کے یہ الفاظ ہوتے بھاوج آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھابھی تھیں تو 'بھاوج آئی' کا الہام ہوتا۔ اگر حضرت خلیفہ اولؓ کے عہد میں بیعت ہوتی تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسیح موعودؑ کے خاندان کی ایک عورت آئی۔ مگر 'تائی' کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا لڑکا جب آپ کا خلیفہ ہو گا تو اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گی کیونکہ اگر آپؑ کی اولاد سے کسی نے خلیفہ نہیں ہونا تھا تو تائی کا لفظ فضول تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس الہام میں دراصل تین پیشگوئیاں ہیں۔

اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے خلیفہ ہو گا۔ دوم یہ کہ اس وقت تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہوں گی۔ تیسرے تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی اپنی عمر اس وقت ستّر سال کے قریب تھی ایک ایسی عورت کے متعلق پیشگوئی کرتے ہیں جو اس وقت بھی عمر میں ان سے بڑی تھیں کہ وہ زندہ رہے گی اور آپؑ کی اولاد سے خلیفہ ہو گا جس کی بیعت میں وہ شامل ہو گی۔ اتنی لمبی عمر کا ملنا بہت بڑی بات ہے۔ انسانی دماغ کسی جوان کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا۔ یہ تائی غالباً 1927ء میں فوت ہوئی تھیں۔ چہ جائیکہ بوڑھے کے متعلق کہا جائے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے۔ گویا ان کا بیعت کرنا اور میرے زمانے میں کرنا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹوں میں سے خلیفہ ہونا۔ کئی ایک پیشگوئیاں ہیں جو دو لفظوں میں بیان ہوئی ہیں۔

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ تائی جب احمدی ہوئیں تو اس کے بعد انہوں نے وصیت بھی کی اور اس کی بھی عجیب بیک گراؤنڈ ہے۔ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جس قسم کی روایات اور احساسات پرانے خاندانوں میں پائے جاتے ہیں ان کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ عظیم الشان تغیر ہے کہ تائی صاحبہ نے بیعت میں شامل ہونے کے بعد وصیت بھی کر دی تھی۔ صرف بیعت نہیں کی بلکہ وصیت بھی کر دی۔ پہلے تو وہ اس کی مخالف تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آبائی قبرستان کے بجائے دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت کہلا بھی بھیجا کہ آپؑ کو جدّی قبرستان کے بجائے دوسری جگہ دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ ایک ہتک ہے اور بعد میں بھی کئی سال تک اس پر معترض رہیں۔ مگر پھر ان کی یہ حالت ہو گئی کہ خود وصیت کی اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ ایک سمجھدار انسان کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہے۔ ظاہر میں تو یہ معمولی بات ہے جو ایک شخص کے متعلق ہے مگر اس

میں صداقت کے ثبوت کے کئی ایک پہلو ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 251 تا 253)

باوجود مخالفت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہی تھا کہ ان کی تدفین جدّی قبرستان میں ہو لیکن بعد میں وصیت کی اور آپ بھی بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دہلی کے سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "انسان جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے وہ کبھی الٰہی کاموں کی نسبت یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ان کا نتیجہ نہیں نکلے گا۔ "اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے، یقینا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین نتیجہ نکالے گا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ "میں اس وقت چھوٹا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی تشریف لائے تھے۔ "یہ خطاب آپؑ دہلی میں دہلی کی جماعت کو کر رہے تھے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ میں بہت چھوٹا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لائے۔ "آپؑ یہاں کے اولیاء اللہ کے مزاروں پر گئے اور بہت دیر تک لمبی دعائیں کیں اور فرمایا میں اس لئے دعا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں کی روحیں جوش میں آئیں تا ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کی نسلیں اس نور کی شناخت سے محروم رہ جائیں جو اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔

اور فرمایا کہ یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو کھول دے گا اور وہ حق کو قبول کریں گے۔ "فرماتے ہیں کہ "مَیں گو اس وقت چھوٹا تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کا اثر اب تک میرے دل پر باقی ہے۔ پس یہاں کی جماعت اپنی کوششوں کا اگر کوئی نیک نتیجہ دیکھنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ جس چیز کو خدا قائم کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہے گی۔" آپؑ نے دہلی جماعت کے ایڈریس کے ایک جواب میں یہ باتیں کہی تھیں۔

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب۔ انوار العلوم جلد 12 صفحہ 83-84)

پس آج بھی دہلی جماعت کا فرض ہے کہ حکمت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو پہنچائیں۔ اب ماشاء اللہ نمائشوں وغیرہ کے ذریعہ سے وہاں تبلیغ میں کافی تیزی آئی ہے لیکن مسلمانوں کی طرف سے مخالفت بھی ہے۔ اس لئے ان میں بھی یہ پیغام پہنچانے کی بہت ضرورت ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ سب سے اہم بات جو ہے وہ دعا ہے۔ اس طرف بہت زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر مزید اسی تسلسل میں آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا کا بھی ذکر فرمایا کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک نالی بہت لمبی کھدی ہوئی ہے اور اس کے اوپر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک بھیڑ کے سر پر ایک قصاب ہاتھ میں چھری لئے ہوئے تیار ہے اور آسمان کی طرف

اُن کی نظر ہے جیسے حکم کا انتظار ہے۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "مَیں اس وقت اس مقام پر ٹہل رہا ہوں۔ ان کے نزدیک جا کر مَیں نے کہا کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78)۔ انہوں نے اسی وقت چھریاں پھیر دیں۔ جب وہ بھیڑیں تڑپیں تو انہوں نے "چھری پھیرنے والوں نے" کہا کہ تم چیز کیا ہو۔ گُوں کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔"

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "ان ایام میں ستّر ہزار آدمی ہیضے سے مرا تھا۔ پس اگر کوئی توجہ نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔ اس کے کام رُک نہیں سکتے وہ ہو کر رہیں گے۔" آپؓ نے فرمایا کہ "حضرت مسیح ناصری کے تین سو سال بعد عیسائیت کو ترقی نصیب ہوئی لیکن اگر ہمارے حالات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری کے زمانے سے بہت پہلے "انشاء اللہ تعالیٰ" احمدیت کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔"

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 84)

پاکستانی مولوی ہوں یا کوئی مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی طاقتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ بھیڑوں جیسے لوگ ہیں۔ اور یہ لوگ کبھی بھی احمدیت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے۔ لیکن اس کے لئے صرف ہم اپنے مبلغوں پر انحصار نہیں کر سکتے کہ وہ تبلیغ کریں اور احمدیت کو پھیلائیں۔ اگر اس ترقی کا حصہ بننا ہے اور ہمیں بننا چاہئے تو ہمیں بھی دعاؤں کی طرف اپنی توجہ پھیرنی ہو گی۔ اپنی روحانیت کو بڑھانا ہو گا۔ تعلق باللہ کو بڑھانا ہو گا۔ اور یہی چیزیں ہیں جو احمدیت کی مخالفت کو بھی ختم کریں گی اور احمدیت کی ترقی میں بھی ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دار بنانے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مقام عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم سفنی ظفر احمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کا ہے۔ 8/ نومبر کو ہارٹ اٹیک سے ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 71 سال ان کی عمر تھی۔ 18/ اگست 1945ء کو پاڈانگ سماٹرا میں یہ پیدا ہوئے۔ ان کے والد زینی دہلان صاحب نے 1923ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور انہوں نے دو اور نوجوانوں کے ساتھ مل کر سماٹرا اور جاوا میں جماعت کے تبلیغی مراکز قائم کئے۔ اسی طرح سفنی صاحب کے والد انڈونیشیا کے pioneer مبلغین میں شامل تھے۔ زینی دہلان صاحب کے تین بچے تھے جن میں سے سفنی ظفر احمد صاحب کو وقف کرنے کے بعد آپ نے حصول تعلیم کی غرض سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھجوایا۔ سفنی ظفر احمد صاحب 17/ جولائی 1963ء کو ربوہ روانہ ہوئے۔ تقریباً گیارہ سال ربوہ میں رہے۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور 1974ء میں فارغ ہو کے یہ انڈونیشیا واپس گئے جہاں آپ کی پہلی پوسٹنگ انڈونیشیا میں کلیمنتان (Kalimantan) میں ہوئی۔ اس کے بعد ویسٹ جاوا میں ریجنل مبلغ اور ریجنل امیر کے طور پر خدمت

بجالاتے رہے۔ بعد میں ایسٹ جاوا اور پاپوا میں خدمت کی توفیق پائی۔

1985ء سے 1987ء تک جامبی (Jambi) میں اور 87ء سے 91ء تک شمالی سماٹرا میں ریجنل مبلغ کے فرائض سرانجام دیئے۔ 1991ء سے 97ء تک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں بحیثیت استاد، فقہ کا مضمون پڑھانے کی توفیق ملی اور اس دوران انچارج شعبہ تربیت نومبائعین بھی مقرر ہوئے۔ 1997ء سے 2001ء تک لامپونگ (Lampung) میں ریجنل مبلغ مقرر ہوئے۔ آپ کے ذریعہ انڈونیشیا کے مختلف علاقوں میں کئی جماعتیں قائم ہوئیں اور چند مساجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر بھی عمل میں آئی۔ آپ کو انڈونیشین زبان میں حسب ذیل چار کتب کی تصنیف کی بھی توفیق ملی۔ فلسفۂ زکوٰۃ۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی۔ جنازہ۔ اسلام میں جہاد کے معنی۔ یہ چار کتابیں آپ نے لکھیں۔ 2001ء میں آپ ریٹائر ہوئے۔ کچھ عرصہ سے آپ مختلف عوارض میں مبتلا تھے۔ خلافت سے آپ کا بڑا کامل وفا اور پیار کا تعلق تھا۔ بڑا گہرا اطاعت کا تعلق تھا۔ بڑے مخلص اور فدائی خادم سلسلہ تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی احمدیت پر قائم رکھے اور اپنے باپ کی طرح نیکیوں میں بڑھنے اور وفا کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک عملی احمدی بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 30/ دسمبر 2016ء تا 05/ جنوری 2017ء جلد 23 شمارہ 51 صفحہ 05 تا 08)

51

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 16 دسمبر 2016ء بمطابق 16 فتح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہم آجکل اسلامی مہینہ ربیع الاوّل سے گزر رہے ہیں۔ اسلامی دنیا خاص طور پر پاک و ہند میں اس مہینہ کی اہمیت اس لئے ہے ویسے تو ساری اسلامی دنیا میں ہے لیکن یہاں خاص طور پر اسے بڑا منایا جاتا ہے کہ بارہ تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ ایک تحقیق یہ کہتی ہے۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "سیرت خاتم النبیین" میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مصری سکالر کی تحقیق کے مطابق 9/ ربیع الاوّل بنتی ہے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 93)

بہر حال ربیع الاوّل کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ **لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی حالت پر کہ یہ دن مناتے تو** محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی پیدائش کی خوشی میں ہیں لیکن آپس میں مسلمان قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر:15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کے آپس کے تعلقات میں یہ خصوصیت بیان فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) کہ آپس میں بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں لیکن یہ رحم تو دُور کی بات ہے اکثر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ روزانہ خبریں آتی ہیں سینکڑوں مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں اور یہ چیز ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو سخت ناپسند ہے۔ اگر اپنے طور پر ظلم کر رہے ہیں تو کریں لیکن یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ہو رہی ہے۔ مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور اللہ اور رسول کے نام پر قتل کر رہا ہے۔ وہ خدا جو ربّ العالمین ہے اور رحمان ہے، رحیم ہے، وہ رسول جو رحمۃ للعالمین ہے ان کے نام پر ظلم و بربریت کی مثالیں قائم کر کے بیکسوں، عورتوں، بچوں، معصوموں کو گھروں سے بے گھر کیا جا رہا

ہے۔ ننگ اور بھوک میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ قتل کیا جارہا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر یہ سب کچھ انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ایک مسلمان کا عمداً قتل تمہیں جہنم میں لے جائے گا۔ کسی بھی معصوم کے قتل سے تم جہنم کی آگ سے بچ نہیں سکتے لیکن یہ مذہبی ٹھیکیدار اور مفاد پرست لیڈر سادہ اور کم علم مسلمانوں کو جنّت کا لالچ دے کر اس قسم کے کام میں جھونکتے چلے جارہے ہیں۔ اسلام کو اس قدر ان لوگوں نے بدنام کر دیا ہے کہ آج غیر مسلم دنیا میں اسلام کے نام سے پہلا تصور جو غیر مسلموں کے ذہنوں میں ابھرتا ہے وہ ظلم و بربریت ہے۔ ہاں ایک بات ہے جس پر یہ نام نہاد مسلمان لیڈر جمع ہو کر یا علماء جمع ہو کر ایک دوسرے سے تعاون کی باتیں اور تلقین کرتے ہیں اور وہ بات وہ ہے جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مسلمانوں کی ایسی حالت ہو جائے گی، جب مسلمانوں کے دل آپس میں پھٹ جائیں گے، قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى کی حالت ہو گی، مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔ نام نہاد علماء جن کے پاس مسلمان لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے پاس ہدایت ہے ہدایت کے لئے جائیں گے تو ان علماء کی بھی یہی حالت ہو گی کہ وہ بھی انہی کاموں میں مصروف ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی بدتر ان کی حالت ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عُلَمَآؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ۔ یعنی **علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔**

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد3صفحہ317-318 حدیث1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت2004ء)

کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ فتنے پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ان میں سے فتنے پھوٹیں گے۔ اور یہی ہم آج علماء کی اکثریت میں دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آگ بجھانے کے یہ لوگ آگ لگانے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی، غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے اُمّت واحدہ بنائے گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسی بات سے یہ علماء انکاری ہیں اور لوگوں کو بھی، عامۃ المسلمین کو بھی غلط باتیں بتا کر فساد کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ اور انہیں وہ باتیں فساد پیدا کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ جن کا وجود ہی نہیں ہے۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور اس پر کامل ایمان کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن یہ فتنہ پرداز مولوی عوام

الناس کے **جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔** اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر **لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کہا جائے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔** جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اس امّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔

(کنز العمال جلد 11 صفحہ 251 کتاب الفضائل ذکر الصحابۃ وفضلھم حدیث 32575 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس آپ نے نبوت کا راستہ بند نہیں فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے سے باہر نکل کر کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔ اور ہم اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدی ہونے کی حیثیت سے نبی بھی مانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں رکھتے ہوئے مانتے ہیں اور یہی پرانے علماء کا بھی مسلک تھا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب "تفہیمات الٰہیہ" میں لکھتے ہیں کہ "مجھ پر نبی ختم کئے گئے" یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے "کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسا کوئی شخص نہیں آئے گا جس کو اللہ سبحانہٗ لوگوں کے لئے شریعت دے کر بھیجے۔"

(التفہیمات الالٰہیہ از شاہ ولی اللہ دہلویؒ جلد 2 صفحہ 85 مکتبہ حیدری لاہور 1967ء)

اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو شریعت لے کر آئے۔ اس کے بغیر آسکتا ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(الدر المنثور جلد 5 صفحہ 204 تفسیر سورۃ الاحزاب مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

پس ہم اگر مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود مانتے ہوئے نبی کا درجہ دیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل۔ پس علماء جو وقتاً فوقتاً عوام الناس کو اس حساس بات پر ابھارتے رہتے ہیں کہ احمدی یا وہ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی مرزا غلام احمد علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں تو ان کی یہ باتیں سوائے فتنہ کے کچھ نہیں ہیں۔

حکومت پاکستان کو یہ بڑا فخر ہے کہ انہوں نے اُس زمانے میں جب قانون پاس ہوا تھا اور اب اس کو 125 سال ہو گئے، نوّے سالہ مسئلہ، یہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا اس کو حل کر دیا اور اس بات پر پاکستان میں علماء بھی اور بعض حکومتی کارندے بھی لوگوں کے جذبات کو ابھارتے رہتے ہیں۔ تو یہ تو ان کی وہ حالت ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ عامّۃ المسلمین بجائے اپنے ان علماء کی باتیں سننے کے یہ دیکھیں اور ان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ زمانہ اس بات کو نہیں چاہتا کہ ایک مصلح آئے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور مسلمانوں کو اُمّت واحدہ بنائے۔ یقیناً یہ زمانہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا بھی کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مکمل اور پوری ہو چکی ہے۔ لیکن ان علماء نے نہیں ماننا کیونکہ ان کے منبر اور ان کی جو روٹی لگی ہوئی ہے وہ ان کے ہاتھ سے جاتی ہے۔ یہ مسلمانوں کو بھی بھڑکاتے رہیں گے اور پاکستان میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ملکی قانون بھی ان کو کھلی چھٹی دیتا ہے اس لئے وقتاً فوقتاً احمدیوں کے خلاف اس الزام کی وجہ سے جلسے جلوس اور گالم گلوچ بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ بداخلاق اور یہ رویّے ان مولویوں کو ہی مبارک ہوں۔ یہ تو یہ کر سکتے ہیں لیکن احمدی ایسی بیہودگیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

12 ربیع الاوّل کے حوالے سے ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے نام پر پاکستان میں چند دن پہلے (یہ چار دن پہلے تھا) **دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں نے جمع ہو کر جلوس نکالا۔ ہماری مسجد پر حملہ کیا۔** مسجد کے اندر احمدی تھے۔ احمدیوں نے اندر آنے نہیں دیا۔ دروازے بند تھے۔ لیکن پولیس کے کہنے پر جب احمدیوں نے دروازے کھولے اور پولیس کی اس ضمانت پر دروازے کھولے کہ وہ مسجد کی حفاظت کریں گے اُس وقت یہ بلوائی مسجد میں داخل ہو گئے اور پولیس ایک طرف ہو گئی۔ اور پھر انہوں نے مسجد کا سامان باہر نکال کر جلایا اور یوں انہوں نے اپنے زعم میں اسلام کی بہت بڑی خدمت کی۔

بہرحال ہم نے قانون سے نہیں لڑنا نہ ہم لڑتے ہیں جہاں تک مادی چیزوں کا سوال ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ ٹھیک ہے نقصان کیا، کر دیں۔ ہاں اپنے عقیدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لانے کا اور توحید کو اپنے دلوں میں گاڑنے کا جہاں تک سوال ہے اس کے لئے ہم اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں لیکن اس سے ہٹنے والے نہیں اور ہمیشہ ہم یہی کہتے آئے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں بھی دیتے آئے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے اعلان سے ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ یہ لوگ تو رسمی میلاد مناتے ہیں، رسماً اکٹھے ہوتے ہیں۔ تقریریں کیں اور ان کی جو تقریریں ہیں وہ بھی اکثریت پاکستان میں سوائے احمدیوں کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہوتیں۔ یہ مغلّظات بک کر وقتی طور پر ایک جوش نکال لیتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کر لی۔ لیکن جماعت احمدیہ نے اصل خدمت کا بیڑا پہلے تو اُس وقت اٹھایا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

دعویٰ کیا اور آپؑ نے یہی فرمایا کہ میں توحید کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میرے ذریعہ سے ہونی ہے۔ اور پھر خلافت ثانیہ میں اُس وقت جب ایک وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غیر مسلمانوں نے اخباروں اور کتابوں میں بیہودہ گوئیاں کیں، انتہائی غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھنا شروع کیا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بڑے پیمانے پر ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد کیں اور احمدیوں اور غیر احمدیوں، سب مسلمانوں کو کہا کہ اب یہ وقت ہے کہ اختلافات چھوڑ کر اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلام کا دفاع کرو اور وسیع پیمانے پر اس کا آپ نے ان کانفرنسوں کا آغاز فرمایا بلکہ جو غیر مسلم شرفاء تھے آپ نے ان غیر مسلموں کو بھی دعوت دی۔ مسلمانوں کے تو ایمان کا حصہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لائیں اور آپ کی عزت وناموس کی حفاظت کریں لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات تو تمام دنیا پر ہیں۔ آپؐ تو رحمت للعالمین ہیں اس لئے جو غیر مسلم شرفاء ہیں وہ بھی آپ کی سیرت بیان کریں۔ چنانچہ بہت سے غیر مسلم پڑھے لکھے لوگوں نے جن میں ہندو بھی شامل تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اپنے مضامین پڑھے۔ 1928ء میں جب قادیان میں پہلا جلسہ ہوا تو اس میں ہندو شعراء کی دو نعتیں بھی پڑھی گئیں۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 43)

تمام ہندوستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر سیرت کانفرنسیں منعقد ہوئیں جیسا کہ مَیں نے کہا اور باوجود نظریاتی اور عقیدے کے اختلاف کے اس وقت کے غیر احمدیوں نے علماء سمیت، (بعضوں نے اس مہم کی مخالفت بھی کی تھی) لیکن ان میں بہت سارے ایسے تھے جنہوں نے اس منصوبے کو اور اس کوشش کو کامیاب بنایا۔ چنانچہ اخباروں نے اس پر تبصرے بھی کئے اور خبریں بھی شائع ہوئیں۔

ایک اخبار "مشرق" گورکھ پور ہے۔ 21/جون 1928ء میں اس نے لکھا کہ "ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہان سردارِ کون و مکاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کسی نہ کسی پیرائے میں مسلمانوں کے ہر فرقے نے کیا اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے۔..... جن اصحاب نے اس موقع پر تفرقہ اور فتنہ پردازی کے لئے پوسٹر لکھے۔ "کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے مخالفت کرنی ہی کرنی ہوتی ہے" اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں۔ "یعنی اخبار کے پاس" وہ بہت احمق ہیں۔ "اخبار لکھنے والا کہتا ہے وہ بہت احمق ہیں" جو ہمارے عقیدے سے واقف نہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پر ایمان رکھے وہ ناجی ہے۔" آگے لکھتا ہے کہ "بہر حال 17/جون کو جلسہ کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد کو

مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ و سنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔" (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 36-37)

پھر ایک اخبار 'سلطان' کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ یہ بنگالی اخبار ہے۔ اس نے 21/ جون میں لکھا کہ "جماعت احمدیہ نے 17/ جون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے۔ ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ روز بروز طاقتور ہو رہی ہے اور لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر رہی ہے۔ ہم خود بھی ان کی طاقت کا اعتراف کرتے اور ان کی کامیابی کے متمنی ہیں۔" (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 37-38)

تو یہ اس وقت اخباروں نے بھی لکھا اور غیروں نے ساتھ بھی دیا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا سوال تھا۔ جماعت احمدیہ کو کسی سے خراج تحسین لینے کی ضرورت نہیں۔ یہ کوشش تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لئے کی تھی کہ اسلام دشمنوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسی ٹھٹھا کرنے والوں کو یہ پتا چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا تھا اور یہ کہ اس بات پر مسلمان ایک ہیں۔ قادیان میں بعض ہندوؤں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کیں۔ الفضل نے خاص طور پر اس وقت خاتم النبیین نمبر شائع کیا۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 33)

اور اس کے بعد سے جماعت احمدیہ مسلمہ تو باقاعدہ سیرت النبیؐ کے جلسے منعقد کرتی ہے۔ آپؑ نے جو چار پانچ نکات دیئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ بجائے صرف 12/ ربیع الاول کے، سارا سال مختلف وقتوں میں سیرت کے جلسے ہونے چاہئیں۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 31)

بہرحال یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہے اور جلسے منعقد ہوتے ہیں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دو سو سے زائد ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے یہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور انشاء اللہ احمدی ہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جو مقام ختم نبوت کا صحیح ادراک رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام سے دنیا کو روشناس کروا رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہمیں اس زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑو کہ آپ ہی اب راہِ نجات ہیں۔ کوئی اَور ذریعہ نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ "وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں۔"

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

آپؑ نے کبھی اپنے آپ کو بڑا نہیں ثابت کیا۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی ہی بیان فرمائی۔

پھر اس الزام کو ردّ کرتے ہوئے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔** ہم جس قوّت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیر اب ہوں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 342)

پس جو ہمیں ختم نبوت کا منکر سمجھتے ہیں وہ خود اندھے ہیں اور ان کے دل کھوکھلے ہیں۔ سوائے نعرہ بازی اور فتنہ و فساد کے اور توڑ پھوڑ کے ان کے پاس اور ہے ہی کیا۔ کیا اسلام کا جو پیغام اس وقت جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلا رہی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل نہیں ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے مانگی گئی دعاؤں سے مسیح موعودؑ کی جماعت ہی حصہ لے رہی ہے۔

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ:

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی "صلی اللہ علیہ وسلم" دیا جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیحؑ ابن مریمؑ تک نبیوں کو دیئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 341-342)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بیان فرماتے ہوئے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ مَیں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ پھر یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں، جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں۔ اور کسی دوسرے نبی کے متّبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کر دے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے ہی متبوع کی قدسی قوت کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے انفاس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مردِ خدا خدا نمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 413-414)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ، آپ کے عجز و انکسار اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے آپ کی محبت میں سرشار ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی۔" یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے نجات ہوتی ہے۔" ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے سوال کیا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ سوال کیا" کہ یا حضرت کیا آپ کا بھی یہی حال ہے۔" یہ جو آپؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو نجات نہیں ہوتی تو آپؐ کا بھی یہی حال ہے؟" آپؐ "صلی اللہ علیہ وسلم" نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ہاں۔" آپؐ فرماتے ہیں" یہ آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" کی کمال عبودیت کا اظہار تھا جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔" پھر آپؐ بیان فرماتے ہیں کہ" ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلّل کی حالت انتہا کو پہنچی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بَہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہنچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعہ سے مصفّٰی پانی دوسری نالی میں پہنچتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر

آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤیّد اور منوّر ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے۔ یہاں تک کہ آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابد الآباد تک اس کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہی کی اطاعت اور آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔" فرمایا "مَیں سچ کہتا ہوں کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جبتک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔" اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 203-204)

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ آپ کی اتباع کرو تو پھر اللہ کی محبت ملے گی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نازل کرنے کی غرض بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"مَیں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے مَیں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ)، اللہ تعالیٰ کی طرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائے گا۔" پھر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا فضول بات ہو گی "حالانکہ اس کی ذات پاک ہے (سبحانہ وتعالیٰ شانہٗ)۔ پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (الانبیاء:108) اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ:3)۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 340)

پھر قرآن کریم کی بلند شان ہونے اور اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قرآن مجید میں متفرق کتابوں کے تمام کمالات جمع ہیں اور صرف بطور قصہ کے نہیں بلکہ ایک مومن کے لئے عمل کرنے کے لئے ہیں

آپؑ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاءؑ میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے۔ اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمّتوں میں تھے وہ اس اُمّت میں جمع کر دیئے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اس نے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ اس گروہ کی تعداد کے موافق کھانا تیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان "یعنی دعوت کی جگہ بھی "ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کرے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کُٹیا بنا دے"۔ "دعوت کرے ہزار آدمی کی اور جگہ بالکل تھوڑی سی رکھے۔" نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔" ان کے بیٹھنے کی جگہ بھی اتنی ہی رکھنی پڑے گی۔" اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے۔" قرآن کریم ایک دعوت اور ضیافت ہے" جس کے لئے کُل دنیا کو بلایا گیا ہے۔" یہ دعوت، یہ شریعت تمام دنیا کے لئے ہے۔" اس دعوت کے لئے خدا تعالیٰ نے جو مکان تیار کیا ہے وہ انسانی قویٰ ہیں۔" انسان میں جو طاقتیں وہ بنائی گئی ہیں وہ بیٹھنے کے لئے مکان ہے اس لئے ہر انسان کے لئے یہ کہنا کہ ہم قرآن کریم کے فلاں حکم پر عمل نہیں کر سکتے یہ بڑا مشکل ہے یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وہ طاقتیں دی ہیں کہ ان پر عمل ہو سکے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "جو اُن لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو اس امّت میں ہیں۔" مسلمانوں میں ان حقیقی مسلمانوں میں جو خالص ہو کر اپنے ایمان پر قائم ہیں ان کو یہ قویٰ دیئے گئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ "قُویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "اَب اگر بَیل، کتّے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کی تعلیمات کو پیش کریں تو وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کہ ان میں وہ قویٰ نہیں ہیں کہ جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ قویٰ دیئے ہیں کہ ہم ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 340-341)

پس اگر انسان اپنے آپ کو یہ کہہ کر جانور نہ سمجھے کہ ہمیں قویٰ نہیں، ہمیں طاقتیں نہیں کہ قرآن کریم پر عمل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو وہ طاقتیں دی ہیں اور ان کو نکھارنا پھر انسان کا کام ہے تا کہ قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرے۔

مسلمانوں کے رویّے کیا ہیں؟ اور آپؑ کس طرح اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت رکھتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اس زمانے میں سب سے بڑی عبادت کیا ہے؟ فرمایا کہ:

"ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دُور

کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھاوے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں بھی درجہ پالیا تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو جس کی انتہا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہئے جیسا کہ خود اللہ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپؐ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں تو یاد رکھو کہ وہ بیشک بڑی باز پُرس کے نیچے ہے۔ چاہئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ "تمہارا اپنا دین کا جتنا علم ہے اس راہ میں خرچ کرو" اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجّال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ 'ہر کمالِ راز والے'۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں اور اب وقت قریب ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 394-395)

اور اس نور اور روشنی کو دکھانے کے لئے اور پھیلانے کے لئے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم آپؑ کی بیعت میں آئے ہیں اب اس مشن کو آگے چلانا بھی ہمارا کام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "جو الہام ہے وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اُس سرور کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم

آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ درود کس غرض سے پڑھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"**درود شریف۔۔اس غرض سے پڑھنا چاہئے** کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم "صلی اللہ علیہ وسلم" پر نازل کرے اور اس کو تمام عالَم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اُس کی بزرگی اور اُس کی شان و شوکت اِس عالَم اور اُس عالَم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے۔" اسی طرح درود شریف پڑھتے ہوئے دعا ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے لئے دعا ہونی چاہئے جس طرح اپنی کسی مشکل میں گرفتار ہو کر انسان دعا کرتا ہے "بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرّع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے۔" فرمایا کہ اس سے کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے "کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہو گا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول "صلی اللہ علیہ وسلم" پر نازل ہوں اور اُس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے۔" (مکتوبات احمدؑ جلد 1 صفحہ 523۔ ایڈیشن 2008ء)

پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا اِدراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ مسلمانوں کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح اِدراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے مسلمان بھی صحیح رستے پر آجائیں اور دنیا میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 06/ جنوری 2017ء تا 12/ جنوری 2017ء جلد 24 شمارہ 01 صفحہ 05 تا 08)

52

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 23 دسمبر 2016ء بمطابق 23 فتح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جماعت احمدیہ کی مخالفت اور افراد جماعت پر مخالفین جماعت کی طرف سے کئے جانے والے مظالم کوئی نئی چیز نہیں اور نہ ہی انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی بات ہے۔ سب شیاطین اکٹھے ہو کر یہ مخالفت کرتے ہیں۔ علماء اور لیڈر عوام الناس کے سامنے عجیب و غریب قسم کی باتیں انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں، انہیں بھڑکاتے ہیں۔ نفرتوں کی آگیں سلگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان کر کے واضح فرمادیا کہ ہر رسول کی مخالفت ہوتی ہے۔ کوئی نبی نہیں جس کی مخالفت نہ ہوئی ہو۔ انبیاء سے استہزاء بھی کیا جاتا ہے۔ ان کے کاموں میں روکیں ڈالنے کی شیطان کوشش بھی کرتا ہے۔ تو یہ کوئی نئی چیز نہیں جس کا جماعت احمدیہ کو سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ (الانعام: 113) اور ہم نے انسانوں اور جنّوں میں سے سرکشوں کو اس طرح ہر ایک نبی کا دشمن بنادیا تھا۔ ان میں سے بعض بعض کو ملمّع کی ہوئی باتیں دھوکہ دیتے ہوئے وحی کرتے ہیں۔ یعنی دھوکے والے خیالات لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ بات آج بھی سچ ہے۔ یہ سرکش علماء دین کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہوئے عوام الناس کو بھڑکاتے ہیں اور مختلف جگہوں پہ بعض لیڈر بھی ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جاتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں، حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اسی طرح دوسری باتیں بھی جو یہ لوگ جماعت کے بارے میں کرتے ہیں یا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا استہزاء کرتے ہیں یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں کہ انبیاء کے ساتھ یہی کچھ ہوتا ہے۔ جھوٹ بھی ان پہ بولا جاتا ہے۔ ان کا استہزاء بھی کیا جاتا ہے، مذاق بھی اڑایا جاتا ہے۔ پس یہ مخالفت اور ہمیں تکالیف دینا ایک حقیقی سچے، ایمان پر قائم احمدی کے ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اب ہم احمدیوں پر ظلم کی انتہا ہو گئی ہے اور اب ہمیں سختی کا جواب سختی سے دینا چاہئے۔ کتنا عرصہ ہم تکلیفیں برداشت کریں گے۔ یہ چاہے ایک دو یا چند ایک ہوں لیکن بعض ایسے لوگ نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے اور اپنی آزادی کے لئے دنیاوی طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں اور انتہائی غلط سوچ ہے۔ یا تو ایسے لوگ جذبات میں آکر یہ بھول گئے ہیں کہ ہماری بنیادی تعلیم کیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنی جماعت کو ان سختیوں اور تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے کیا نصائح فرمائی ہیں۔ یا پھر ایسے لوگ ہمدرد بن کر جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جوں جوں جماعت بڑھتی ہے مخالفین مختلف ذریعوں سے حملے کرتے ہیں۔ مختلف طریقے آزمائے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ بھی ایک طریقہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فتح و نصرت اور ترقی کے وعدے کئے ہیں

لیکن سختی کا جواب سختی سے دینے سے نہیں بلکہ پیار اور محبت اور دعاؤں کی طرف توجہ کرنے سے اور یہی بات آپ علیہ السلام نے ہمیں بار بار سمجھائی ہے کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہونی ہے۔ انشاء اللہ۔ اس لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ مسیح موعود نے تو امن کا شہزادہ بن کر آنا تھا اور آیا۔ آپؑ نے تو اپنے ماننے والوں کو پہلے دن سے ہی کہہ دیا تھا کہ میرے راستے آسان راستے نہیں ہیں۔ ان میں بڑی سختیاں ہیں۔ یہاں جذبات کو بھی مارنا ہو گا اور جانی و مالی نقصان کو بھی برداشت کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کرتے چلے جا رہے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبوں میں ذکر بھی کیا تھا کہ مجھے لکھتے ہیں کہ دشمن کے حملوں سے ہم ڈرتے نہیں۔ ہمارے ایمان پہلے سے مضبوط ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایک آدھ شخص بھی ایسی بات کرے جو جماعتی تعلیم کے خلاف ہے تو فتنہ پیدا کرنے والی بات ہے اور دشمن کو اپنے خلاف مزید مخالفت کا موقع دینا ہے۔ خاص طور پر جب کہ ایسی باتیں واٹس ایپ پر یا ٹوئٹر پہ یا فیس بک پہ یا کسی اور ذریعہ سے کی جائیں۔ پس ہم تو اس تعلیم پر عمل کرتے آئے ہیں کہ مخالفین کے ظلم اور بربریت کے مقابلہ پر ہم نے ظلم و بربریت نہیں دکھانی۔ ویسے اظہار ہم نے نہیں کرنے اور نہ ہی حکومتوں سے ہم نے ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا ہے۔ ہمارا مقابلہ دعاؤں کے ہتھیار سے ہے جیسا کہ مَیں نے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی مدد اور اس

کے پیار کو حاصل کرنا ہے تو دشمن کے حملوں اور زیادتیوں کا جواب اس طرح نہیں دینا بلکہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے تبھی ہم کامیابیوں کو دیکھیں گے۔ چنانچہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ پہلے آپؑ نے ایک فارسی کا شعر فرمایا کہ

عزیزاں بے خلوص وصدق نکشایند راہے را
مصفّا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

کہ اے عزیزو! بغیر خلوص اور صدق کے مقام حاصل نہیں ہوتا۔ صاف اور شفاف قطرہ بنو کہ وہی صاف اور شفاف قطرہ ہے جس سے گوہر اور موتی پیدا ہوتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اُسی سنّت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر یک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔"

اکثر ہمارے مخالفین عوام الناس جو ہیں کم علمی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔ مولویوں نے ان کے دماغوں میں یہ ڈال دیا ہے کہ احمدیوں کی جو مخالفت ہے یہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔

آپؑ نے فرمایا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی حمایت کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ: "اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنے خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 546-547)

پس ہم نے تو اس تعلیم پر عمل کرنا ہے اور اس ہدایت پر چلنا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ ہم نے گالیوں کا جواب نہ گالی سے دینا ہے، نہ فساد کا جواب فساد پیدا کر کے دینا ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر دینا ہے۔ اور پھر پاکستان اور مسلمان ممالک میں تو اگر جائز طور پر بھی اپنا دفاع کریں تو اکثر یہی دیکھا

گیا ہے کہ قانون بجائے ہمارا ساتھ دینے کے ظالم کا ساتھ دیتا ہے۔ مظلوم احمدی اسیر ان کی ضمانت بھی اس وجہ سے نہیں لی جاتی کہ عدالتیں مولوی کے سامنے بے بس ہیں۔ عدالت کے باہر کھڑا مولوی عدالت کو پیغام بھیج دیتا ہے کہ اگر ضمانت دی تو پھر تم اپنا حال دیکھ لینا اور پھر اکثر جج خوف سے اگلی تاریخیں دے دیتے ہیں اور فیصلہ نہیں کرتے۔ پس نہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ہمارا ساتھ دینے کو تیار ہیں، نہ قانون انصاف کرنے کو تیار ہے۔ ملک میں فساد کرنا ہماری تعلیم نہیں ہے۔ پس ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دَر کو پکڑیں اور دعاؤں کی انتہا کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلا پر ابتلا آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلا بھی آجاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سرّ یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔" اتنا ہی انسان کا دل پگھلے گا، روئے گا، چِلّائے گا اور جب یہ حالت ہو تو یہ اللہ تعالیٰ خود قبولیت دعا کے لئے سبب پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ پس فرمایا: "پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 434,435)

پس یہ ہے ہمارا فرض۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے سچے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بھی سنتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا مَیں نے دعا کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ کیا ہم دنیاوی اسباب کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی روح کو گدازش کے اس معیار پر لے گئے ہیں جہاں قبولیت دعا ہوتی ہے۔ ان معیاروں کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہم کوشش بھی کریں تو جان نہیں سکتے۔ اس لئے کوئی کہہ نہیں سکتا کہ ہاں ہم نے یہ معیار حاصل کر لئے ہیں پھر بھی کچھ حاصل نہیں ہوا، دعا قبول نہیں ہوئی کیونکہ معیار اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

پس ہمارا کام صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑے رکھنا ہے۔ اگر کوئی بھی ہم میں سے بے صبری دکھائے گا تو اپنا نقصان کرے گا۔ جن ملکوں میں جو تکلیف میں ہیں، خاص طور پر پاکستان میں ان کی اکثریت تو صبر ہی کر رہی ہے اور دعائیں بھی کر رہی ہے اور ایمان بھی مضبوط ہیں اور جو دُور بیٹھے ہیں اور ظاہری تکلیفوں سے بچے ہوئے ہیں وہی زیادہ تر باتیں بھی کرتے ہیں۔ پس ان کو بھی چاہئے کہ اگر اپنے بھائیوں سے ہمدردی ہے تو اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ: "اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔"

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

گالیاں سن کے بھی ہم نے ہمدردی ہی کرنی ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ براہ راست تکلیف کے دور سے گزر رہا ہے یا نہیں گزر رہا اس نے صبر اور دعا کے دامن کو پکڑنا ہے اور یہی ایمان کی نشانی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپ کے ساتھ چلنا کوئی آسان بات نہیں ہے فرماتے ہیں: "پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو وہ مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُر خار بادیہ در پیش ہیں جن کو مَیں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے، نہ لوگوں کے سبّ و شتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور اُن کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہو گا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے؟ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اُن کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔"

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23-24)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کے تقویٰ کا معیار بہت بلند ہوتا ہے اور دشمنوں کی طرف سے تکلیفوں کے باوجود وہ ہر قسم کے شر کا مقابلہ کرتے ہیں اور دشمنوں کی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ دوسروں کی طرف سے دکھوں کے باوجود وہ ان کی غلطیاں بخشنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ فساد نہیں پھیلاتے بلکہ امن کے سفیر ہی بنے رہتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔" تقویٰ بڑھتا ہے تو ہمدردی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دشمن کے لئے بھی سزا کو اور تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا کہ "مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔" حقیقی مسلمان جو ہے وہ کینہ ور نہیں ہو سکتا ہاں "دوسری قومیں ایسی کینہ پرور ہوتی ہیں کہ ان کے دل سے دوسرے کی بات کینے کی کبھی نہیں جاتی اور بدلہ لینے کے لئے ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مگر" ہم خود دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کوئی

دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا ہے لیکن پھر بھی ان کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 285)

دوسرے مسلمان تو بغیر رہنما کے ہیں اور اس وجہ سے ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اور تقویٰ سے دوری ہو رہی ہے لیکن ہم جو احمدی مسلمان ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک رہنما حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں عطا فرمایا ہے ہمارا ہر عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہونا چاہئے اور ہماری ہر بات تقویٰ پر مبنی ہونی چاہئے۔ عارضی اور وقتی جوشوں سے ہمیں ہمیشہ بچنا چاہئے۔ اپنے دلوں کو ہمیں ٹٹولنا چاہئے کہ ان میں کتنا تقویٰ ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ تقویٰ کیا ہے اور حقیقی تقویٰ کی نشانی کیا ہے اور ایک نیک اور متقی سے کس طرح کے اظہار ہونے چاہئیں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (الانفال:30) وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ۔ (الحدید:29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔" ہر عمل اور قول کو، ہر کام کو اور ہر بات کو پھر نور عطا ہو گا۔ "تمہاری عقل میں بھی نور ہو گا۔ اور تمہاری ایک اَٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہو گا۔ اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہو گا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی۔" یعنی کہ اپنے ہاتھ پیر جسم جو بھی تم ہلاؤ گے وہ نور کے حاصل کرنے کے لئے یا نور پھیلانے کے لئے ہی ہوں گے۔ تمہاری سوچیں صرف نور پھیلانے والی ہوں گی اور نور سے بھر جائیں گی "اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177-178)

پس اگر ہماری باتوں میں دوسروں کی طرح عقل سے ہٹ کر صرف جوش ہے تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ ہمارے عمل اگر اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ ہمارے قول و فعل میں اگر اللہ تعالیٰ کے نور کا

اظہار نہیں تو ہمیں اپنے تقویٰ کی فکر کرنی چاہئے۔ نامساعد حالات میں اگر ہم زمانے کے امام کی بتائی ہوئی نصائح اور ہدایات پر عمل نہیں کر رہے تو ہم اس نور سے دُور چلے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اطاعت کی وجہ سے ہمیں ملنا ہے۔ پس ہمیں پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اگر ہمارے تقویٰ کے معیار اتنے بلند ہو چکے ہیں کہ جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا نور نظر آئے۔ اور ہماری دعائیں گدازش کی اُن حدود کو چھو رہی ہیں جو ایک صحیح دعا کرنے والے کے لئے چاہئیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر ہمیں اس بات پہ یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت قریب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارے لئے ملک بھی بنائے گا اور ہمارے لئے زمینیں بھی ہموار کرے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اگر اس سے ہٹ کر ہم کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں یا چاہیں گے تو کچھ نہیں ملے گا۔ ہمارے سامنے ان تنظیموں کی مثالیں ہیں جو اسلام کے نام پر اور بے شمار وسائل کے ساتھ ملینز بلینز ڈالرز اور پاؤنڈ خرچ کر کے اسلامی حکومتیں قائم کرنا چاہتی ہیں لیکن سوائے فساد ظلم بربریت کے انہیں کچھ نہیں ملا۔ عارضی قبضے بھی ہوئے تو بھی ہاتھ سے نکل گئے۔ اسلام کو بدنام کرنے والے تو یہ کہلاتے ہیں اور دنیا میں اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسلام کی خدمت کرنے والے ان کو کوئی نہیں کہتا۔ اسلام کی خدمت اور اسلام کی اشاعت اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے مقدر ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کے نقش قدم پر چلیں ورنہ دنیاوی لحاظ سے ہم جتنی کوشش کر لیں نہ ہمارے پاس طاقت ہے نہ وسائل ہیں کہ ہم کچھ حاصل کریں۔ لیکن اگر ہم تقویٰ پیدا کر لیں گے، اگر ہم اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کر لیں گے، اگر ہم اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچانے والے ہوں گے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے فرمایا ہے کہ ہمیں وہ نور اور طاقتیں عطا ہوں گی جس کا کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مقابلہ نہیں کر سکتی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:14) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ غلط کہتا ہے؟ ایک طرف تو وہ متقی کو معزز کہے اور دوسری طرف دنیا والوں کے سامنے انہیں ذلیل کر کے چھوڑ دے۔ یقیناً نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انبیاء اور ان کی جماعتوں کو دنیاداروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیان فرمایا ہے مگر کیا ہر موقع پر دشمن خود خائب و خاسر نہیں ہوا۔ کیا ہر ایک جو جماعت کی ترقی میں روک ڈالنے کے لئے کھڑا ہوا یا ہر روک جو جماعت کی ترقی میں ڈالی گئی اس سے جماعت مزید پھیلی اور پھولی نہیں؟ اندرونی حربے بھی مخالفین نے آزمائے اور بیرونی حملے بھی لیکن جماعت ترقی کی شاہراہوں پر قدم مارتے ہوئے آج دو سو نو (209) ممالک میں نفوذ کر چکی ہے۔ اگر ایک جگہ سے دباتے ہیں تو دس دوسری جگہوں میں پہلے سے بڑھ کر پھیلنے کا اللہ تعالیٰ سامان اور موقع عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں ایک عام شخص کو جو تقویٰ میں بڑھا ہوا

ہے بغیر عزت دینے کے نہیں چھوڑتا تو کیا جس شخص کو خود خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور گزشتہ سوا سو سال سے ہم جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات دیکھ رہے ہیں آج اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کو باقی وعدے پورے کئے بغیر چھوڑ دے گا بغیر عزت کے چھوڑ دے گا کبھی یہ نہیں ہو سکتا لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ثبات قدم اور مستقل مزاجی سے ملے گا۔ یہ شرط ہے۔ اگر ہم مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہیں گے تو ہم دشمن کی خاک اڑتے بھی انشاء اللہ دیکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی "یعنی خوش مزاجی بھی اور غصہ بھی" محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ "ذاتی اغراض کے لئے کسی پہ غصہ نہ ہو، نہ کسی دنیاوی چیز کو دیکھ کر خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ چیزیں ہوں تو پھر فرمایا" اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ مَیں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کمزور ہیں وہ اپنے جائزے لیں۔ جو اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں وہ بھی نیکیوں میں بڑھنے کے مزید راستے تلاش کریں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ بہتر کون ہے اور جو ہمارے مقاصد ہیں کہاں تک ہم نے حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک جگہ ٹھہرا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ خیال کسی کو نہیں ہونا چاہئے کہ مَیں اب بہتر ہو گیا اور نیکیوں میں بڑھ رہا ہوں یا نیکیوں کو حاصل کر لیا ہے۔ ہمیں اپنے معیاروں کو اونچا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس اس صدق کے قدم پر ہمیں چلنے کی ضرورت ہے تا کہ ان فتوحات کے نظارے ہم کر سکیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں۔ یہ ابتلا کا دور یقیناً ختم ہونے والا دَور ہے لیکن اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھانے اور بڑھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں یہ جماعت اس لئے قائم فرمائی ہے کہ اسلام کا دنیا میں بول بالا ہو اور اسلام دنیا میں پھیلے اور سب دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس جماعت نے بڑھنا ہے، پھلنا ہے اور پھولنا ہے اور کوئی دنیاوی طاقت اسے ختم نہیں کر سکتی۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: "یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ "یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ "تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس درخت کی پھلنے پھولنے والی شاخ بن جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت سے جو توقعات ہیں ان پہ ہم پورا اترنے والے ہوں۔ تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں اور صبر اور دعا کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو ناکام و نامراد کرتے چلے جانے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک غائب جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ملک خالد جاوید صاحب ابن مکرم ملک ایوب احمد صاحب دوالمیال ضلع چکوال کا ہے۔ ملک خالد جاوید صاحب بعمر 69 سال مؤرخہ 12 دسمبر 2016ء کو دارالذکر دوالمیال ضلع چکوال میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق مؤرخہ 12/ دسمبر 2016ء (بارہ ربیع الاول) کو مخالفین نے دوالمیال ضلع چکوال میں بہت بڑا جلوس نکالا اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اپنا مقررہ رُوٹ تبدیل کرتے ہوئے احمدیہ دارالذکر پر حملہ کیا۔ احمدیہ مسجد پر حملہ کیا اور مسجد کے باہر آ کر اشتعال انگیز نعرے بازی اور پتھراؤ شروع کر دیا۔ نیز مسجد کے گیٹ کو توڑنا شروع کیا۔ دوسری طرف ہمارے لوگ بھی تھے ان میں یہ خالد صاحب بھی شامل تھے۔ مرحوم کی فیملی کے مطابق مرحوم کو قبل ازیں دل کی تکلیف کبھی نہیں تھی اور نہ کبھی دل کی کوئی دوا لیتے تھے اور نہ ہی کبھی زیر علاج رہے۔ وفات سے قبل یہ مسجد کے اندر تھے اور جب یہ مخالفین حملہ کر رہے تھے تو یہ ایک ہی بات مسلسل دہرا رہے تھے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس قدر گندی اور ناپاک زبان برداشت نہیں کر سکتا۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ بیہوش ہو گئے۔ باہر ہزاروں کی تعداد میں موجود مشتعل ہجوم اور کشیدہ

حالات کی وجہ سے خالد جاوید صاحب کو طبی معائنہ کے لئے یا طبی امداد کے لئے لے جایا نہیں جا سکا۔ اس حالت میں مکرم خالد جاوید صاحب کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی دادی مکرمہ مانو بی صاحبہ کے ذریعہ سے ہوا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی کرم داد صاحب کی بھانجی تھیں جو دوالمیال جماعت کے بانی احمدیوں میں سے تھے۔

پاکستان میں تو پابندیاں ہیں تو لکھنے والے اس طرح رپورٹ بھیجتے ہیں کہ صحابی کو رفیق لکھتے ہیں اور مسجد کو دارالذکر۔ ان کی یہ رپورٹ جو دفتر مجھے ٹائپ کر کے دیتا ہے تو اس میں اصلاح کر دیا کرے اور جو صحیح اسلامی الفاظ ہیں وہ استعمال کئے جائیں۔

مرحوم بفضلہ تعالیٰ پیدائشی احمدی تھے۔ اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ خلافت سے والہانہ محبت اور اخلاص کا وصف نمایاں تھا۔ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد اور بلند آواز میں تلاوت قرآن کریم کرنے کے عادی تھے۔ ایک بڑا لمبا عرصہ، بیس سال یہ روزگار کے سلسلہ میں شارجہ میں مقیم رہے۔ پھر گزشتہ بیس سال سے دوالمیال واپس آ گئے تھے اور ان کا اکثر وقت کئی سالوں سے مسجد میں ہی گزرتا تھا۔ اس دوران جماعتی امور کی انجام دہی اور مسجد کی سیکیورٹی اور دیگر جماعتی معاملات میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ قرآن کریم سے خاص عشق تھا۔ اپنے ایک بیٹے سبحان ایوب صاحب کو بھی قرآن حفظ کروایا۔ مرحوم اس وقت سیکرٹری تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے اور اس کے علاوہ بھی مختلف حیثیتوں سے ان کو جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ عذرا بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے سلمان خالد جو یہاں یوکے میں رہتے ہیں اور حافظ سبحان ایوب اور دو بیٹیاں ہیں ندا مریم اور حرا مریم۔ یہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد میں بھی یہ نیکیاں جاری فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13/ جنوری 2017ء تا 19/ جنوری 2017ء جلد 24 شمارہ 02 صفحہ 05 تا 08)

53

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 30 دسمبر 2016ء بمطابق 30 فتح 1395 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دو دن بعد انشاء اللہ نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ ہم مسلمان تو قمری سال سے بھی سال شروع کرتے ہیں اور شمسی سال سے بھی۔ یہ قمری سال صرف مسلمانوں میں ہی نہیں ہے بلکہ بہت سی قوموں میں پرانے زمانے میں قمری سال سے ہی سال شروع کیا جاتا تھا۔ چینیوں میں بھی یہ رواج ہے، ہندوؤں میں بھی ہے اَور قوموں میں بھی ہے۔ بہت سے مذہبوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اسلام سے پہلے عرب میں بھی دنوں کے حساب کے لئے قمری کیلنڈر ہی رائج تھا۔ بہرحال دنیا میں عام طور پر یہ گریگورین کیلنڈر رائج ہے اور سب اس کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہر قوم اور ہر ملک نے اس کیلنڈر کو اپنے دن اور مہینوں کے حساب کے لئے اپنا لیا ہے تو اسی وجہ سے دنیا میں ہر سال ہر جگہ اس کے حساب سے یکم جنوری سے سال شروع ہوتا ہے اور 31/ دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔ بہرحال سال آتے ہیں، بارہ مہینے گزرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں چاہے قمری مہینے کے سال ہوں یا یہ جو رائج کیلنڈر ہے گریگورین کیلنڈر اس کے سال ہوں۔ لیکن دنیا والے چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہیں یا غیر مسلموں میں سے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو دنیاوی غُل غپاڑے اور ہاؤ ہُو اور دنیاوی تسکین کے کاموں میں گزار کر بیٹھ جاتے ہیں۔

نئے سال کے آغاز پر جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے دنیا والے کیا کچھ نہیں کرتے۔ مغربی ممالک میں یا ترقی یافتہ ممالک میں خاص طور پر اور باقی دنیا میں بھی 31/ دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو کیا کچھ شور و غل نہیں ہوتا۔ آدھی رات تک خاص طور پر جاگا جاتا ہے بلکہ ساری ساری رات صرف شور شرابے کے لئے، شراب کباب کے لئے، ناچ گانے کے لئے جاگتے ہیں۔ گویا گزشتہ سال کا اختتام بھی لغویات اور بیہودگیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی لغویات کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی اکثریت کی دین کی آنکھ تو اندھی ہو چکی ہے اس لئے ان کی نظر تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتی جہاں مومن کی نظر پہنچتی ہے اور پہنچنی چاہئے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ

نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بیزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ ایک مومن نے دنیاوی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اس کی دنیاوی حالت میں کیا بہتری پیدا ہوئی یا دینی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ کیا کھویا اور کیا پایا اور اگر دینی اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے تو کس معیار پر رکھ کر دیکھنا ہے تا کہ پتا چلے کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔ ہر احمدی سے آپ نے عہد بیعت لیا اور اس عہد بیعت میں شرائط بیعت ہمارے سامنے رکھ کر لائحہ عمل ہمیں دے دیا جس پر عمل اور اس عمل کا ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال ایک جائزہ لینے کی ہر احمدی سے امید اور توقع بھی کی۔

پس ہم سال کی **آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت** سنوارنے والے ہوں گے۔ اور اگر ہم بھی ظاہری مبارکبادوں اور دنیاداری کی باتوں سے نئے سال کا آغاز کریں گے تو ہم نے کھویا تو بہت کچھ اور پایا کچھ نہیں یا بہت تھوڑا پایا۔ اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اٹھنے والا قدم ہو۔ ہمارا ہر دن اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا دن ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔ وہ عہد جو ہم سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا ہم نے شرک نہ کرنے کے عہد کو پورا کیا۔ بتوں اور سورج چاند کو پوجنے کا شرک نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ شرک جو اعمال میں ریاء اور دکھاوے کا شرک ہے۔ وہ شرک جو مخفی خواہشات میں مبتلا ہونے کا شرک ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد7صفحہ800-801 ۔حدیث محمود بن لبید حدیث نمبر24036۔عالم الکتب بیروت 1998ء)

کیا ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے صدقات، ہماری مالی قربانیاں، ہمارے خدمت خلق کے کام، ہمارا جماعت کے کاموں کے لئے وقت دینا، خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے غیر اللہ کو خوش کرنے یا دنیا دکھاوے کے لئے تو نہیں تھا۔ ہمارے دل کی چھپی ہوئی خواہشات اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کھڑی تو نہیں ہو گئی

تھیں۔ اس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح فرمائی ہے۔ فرمایا کہ:

"توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

پس اس معیار کو سامنے رکھ کر جائزے کی ضرورت ہے۔

پھر اس کے بعد یہ سوال ہے کہ کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر اور کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گزرا ہے؟ یعنی ایسا موقع آنے پر جب سچائی کے اظہار سے اپنا نقصان ہو رہا ہو لیکن پھر بھی سچائی کو نہ چھوڑا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا معیار یہ مقرر فرمایا ہے کہ: "جب تک انسان اُن نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا۔" فرمایا "سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 360)

پھر یہ سوال ہے۔ **کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دُور رکھا ہے** جن سے گندے خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہوں۔ یعنی آجکل اس زمانے میں ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے۔ یا اس قسم کی چیزیں اور ان پر ایسے پروگرام جو خیالات کے گندہ ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں کیا ان سے ہم نے اپنے آپ کو بچایا؟ اگر ہم ان ذریعوں سے گندی فلمیں اور پروگرام دیکھ رہے ہیں تو ہم عہد بیعت سے دُور ہٹ گئے ہیں اور ہماری حالت قابل فکر ہے کیونکہ یہ باتیں ایک قسم کے زنا کی طرف لے جاتی ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ **کیا ہم نے بد نظری سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی** ہے اور کر رہے ہیں؟ کیونکہ بد نظری کا جہاں تک سوال ہے۔ اس میں یہ جو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور غضِّ بصر سے کام لو، یہ عورتوں اور مَردوں دونوں کے لئے ہے کیونکہ کھلی نظر سے دیکھنے سے (بد نظری کے) امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے فسق و فجور کی ہر بات سے اس سال میں بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 153 مسند عبد اللہ بن مسعود حدیث نمبر 4178 عالم الکتب بیروت 1998ء)

سختی سے، لڑائی سے، جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے اس وقت آدمی سخت الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور برے الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور ایک مومن دوسرے مومن سے جب یہ کر رہا ہو تو یہ فسق ہے بلکہ کسی سے بھی جب کر رہا ہو تو یہ فسق ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا یہ تو حلال ہے۔ تجارت کرنا تو حلال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر جب یہ لوگ سودابازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھا اٹھا کر قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے شکر اور صبر نہ کرنے والوں کو بھی فاسق فرمایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ385-386 حدیث عبد الرحمٰن بن شبل حدیث نمبر15752-15753 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ ہے گہرائی فسق سے بچنے کی۔ پھر سوال یہ ہے جو ہم نے اپنے آپ سے کرنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے **آپ کو ہر ظلم سے بچا کر رکھا ہے۔** یعنی ظلم کرنے سے بچا کے رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی ایک ہاتھ زمین بھی دبا لینا۔ تھوڑی سی زمین بھی کسی کی دبا لینا یا کسی کا ایک کنکر جو چھوٹا سا پتھر جو ہے، کنکری، مٹی کا ٹکڑہ، وہ بھی غلط طریق سے لینا ظلم ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فی المظالم و الغضب باب اثم من ظلم شیئا من الارض حدیث 2452)

پس یہ معیار ہے جس پہ ہم نے اپنے آپ کو پرکھنا ہے۔ پھر سوال یہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو پاک رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بھی خیانت نہیں کرنی جو تم سے خیانت کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقہ من تحت یدہ حدیث 3534)

یہ ہے معیار۔ پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا **ہم نے ہر قسم کے فساد سے بچنے کی کوشش کی ہے؟** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریر ترین لوگ فسادی ہیں اور یہ فسادی ہیں جو چغل خوری سے فساد پیدا کرتے ہیں۔ یہاں کی بات وہاں لگائی، اِدھر سے اُدھر بات پھیلائی وہ لوگ فسادی ہیں۔ جو لوگ محبت کرنے والوں کے درمیان بگاڑ پیدا کرتے ہیں وہ فسادی ہیں۔ جو فرمانبردار ہیں، اطاعت کرنے والے ہیں، نظام کی ہر بات کو ماننے والے ہیں یا دین کی ہر بات کو ماننے والے ہیں انہیں کسی غلط کام میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ فسادی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد8 صفحہ914 حدیث اسماء بنت یزید حدیث نمبر28153 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس فساد کے ہونے کا اور فساد سے بچنے کا یہ معیار ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کے باغیانہ رویّے سے پرہیز کرنے والے ہم ہیں؟ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نفسانی جوشوں سے مغلوب تو نہیں ہو جاتے؟ آجکل کے زمانے

میں جبکہ ہر طرف بے حیائی پھیلی ہوئی ہے ان نفسانی جوشوں سے بچنا بھی ایک جہاد ہے۔

پھر **سوال یہ ہے کہ کیا ہم پانچ وقت نمازوں کا التزام کرتے رہے ہیں۔** سال میں باقاعدگی سے پڑھتے رہے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ تلقین فرمائی ہے، نصیحت فرمائی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث 82)

پھر ہم نے **یہ سوال کرنا ہے کہ کیا نماز تہجد پڑھنے کی طرف ہماری توجہ رہی** کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں ارشاد ہے کہ نماز تہجد کا التزام کرو۔ اس میں باقاعدگی پیدا کرنے کی کوشش کرو؟ یہ صالحین کا طریق ہے۔ فرمایا کہ یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ اس کی عادت گناہوں سے روکتی ہے۔ فرمایا کہ برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبیﷺ حدیث 3549)

پھر ہم نے **یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی باقاعدہ کوشش کرتے** رہے ہیں یا کرتے ہیں کہ یہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے خاص حکموں میں سے ایک حکم ہے اور یہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر درود کے بغیر دعائیں ہیں تو یہ زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہر جاتی ہیں۔

(سنن الترمذی کتاب الصلاۃ ابواب الوتر باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبیﷺ حدیث 486)

اگر تم نے درود نہیں پڑھا اور تم دعائیں کر رہے ہو تو زمین سے دعائیں اٹھیں گی آسمان تک نہیں پہنچیں گی درمیان میں ٹھہر جائیں گی کیونکہ ان میں وہ طریق شامل نہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ آسمان تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ دعاؤں کے ساتھ درود بھی ہو۔

پھر **سوال ہم نے یہ کرنا ہے کہ کیا ہم باقاعدگی سے استغفار کرتے رہے ہیں؟** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے یعنی باقاعدگی سے کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور ہر مشکل سے کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

(سنن ابی داؤد ابواب الوتر باب فی الاستغفار حدیث 1518)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا **اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کی طرف ہماری توجہ رہی** کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جانے والا کام ناقص رہتا ہے، بے برکت ہوتا ہے، بے اثر ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب النکاح باب خطبۃ النکاح حدیث1894)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنوں اور **غیروں سب کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے رہے ہیں؟** کیا ہمارے ہاتھ اور ہماری زبانیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچی رہی ہیں؟ کیا ہم عفو اور درگذر سے کام لیتے رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری ہمارا امتیاز رہا ہے۔ کیا خوشی غمی تنگی اور آسائش ہر حالت میں ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا کا تعلق رکھتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی کوئی شکوہ تو نہیں پیدا ہوا کہ میری دعائیں کیوں قبول نہیں کی گئیں یا مجھے اس تکلیف میں کیوں مبتلا کیا گیا۔ اگر یہ شکوہ ہے تو کوئی انسان مومن نہیں رہ سکتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ **کیا ہر قسم کی رسوم اور ہوا و ہوس کی باتوں سے ہم نے پوری طرح بچنے کی** کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رسوم اور بدعات تمہیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں ان سے بچو۔

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع حدیث 2676)

پھر سوال یہ ہے کہ **کیا قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات** اور ارشادات کو ہم مکمل طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ **کیا تکبر اور نخوت کو ہم نے مکمل طور پر چھوڑا ہے** یا اس کے چھوڑنے کے لئے کوشش کی ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑی بلا تکبر اور نخوت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبر جنت میں داخل نہیں ہو گا اور تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے۔ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانه حدیث147)

پھر سوال یہ ہے کہ **کیا ہم نے خوش خُلقی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟** کیا ہم نے حلیمی اور مسکینی کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟ مسکینوں کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ۔ مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے گروہ میں ہی اٹھانا۔

(سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب مجالسة الفقراء حدیث 4126)

پھر **سوال یہ ہے کہ کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت و عظمت قائم کرنے** والا بنتا رہا ہے؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد جو ہم اکثر دہراتے ہیں صرف کھوکھلا عہد تو نہیں رہا۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کی محبت میں ہم نے اس حد تک بڑھنے کی کوشش کی ہے کہ اپنے مال پر اس کو فوقیت دی۔ اپنی عزت پر اس کو فوقیت دی۔ اور اپنی اولاد سے زیادہ اسے عزیز اور پیارا سمجھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے اور اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ دوسرے معبودوں

سے دستکش ہو جاؤ۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔

(کنز العمال جلد1 صفحہ152 کتاب الایمان والاسلام من قسم الافعال، فی فصل الثانی، فی حقیقۃ الاسلام حدیث نمبر1378 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ **کیا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے** والے ہیں یا کرتے رہے ہیں؟ پھر یہ سوال ہے کہ اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔

(المعجم الاوسط جزء4 صفحہ153 من اسمہ محمد حدیث نمبر5541 دار الفکر عمان 1999ء)

پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا یہ دعا کرتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی نصیحت کرتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے معیار ہمیشہ ہم میں قائم رہیں۔ ہم ہمیشہ آپؑ کی اطاعت کرتے رہیں۔ اعلیٰ معیاروں کے ساتھ اور اس میں بڑھتے بھی رہیں۔

پھر یہ سوال ہے کہ **کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اخوّت اور اطاعت اس حد تک** بڑھایا ہے کہ باقی تمام دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں، معمولی سمجھے جانے لگیں۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کے تعلق میں قائم رہنے اور بڑھنے کی دعا سال کے دوران کرتے رہے؟ کیا اپنے بچوں کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے اور وفا کا تعلق رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے اور اس کے لئے دعا کرتے رہے کہ ان میں یہ توجہ پیدا ہو؟

پھر سوال یہ ہے کہ **کیا خلیفۂ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے؟** اگر تو اکثر سوالوں کے مثبت جواب کے ساتھ یہ سال گزرا ہے تو کچھ کمزوریاں رہنے کے باوجود ہم نے بہت کچھ پایا۔ جتنے سوال مَیں نے اٹھائے ہیں اگر زیادہ جواب نفی میں ہے تو پھر قابل فکر حالت ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے اور اس کا مداوا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ان راتوں میں یہ دعا کریں۔ آج کی رات بھی ہے اور کل آخری رات ہے۔ اور مصمّم ارادہ کریں اور ایک عہد کریں اور خاص طور پر نئے سال کے آغاز میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری گزشتہ کوتاہیوں اور کمیوں کو معاف فرمائے اور نئے سال میں ہمیں زیادہ سے زیادہ پانے کی توفیق دے۔ ہم کھونے والے نہ ہوں اور ہم ان مومنین میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں آپؑ نے اپنی جماعت کو نصائح فرمائیں اور ایک اشتہار کی صورت میں اسے شائع فرمایا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

"میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بُود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجّہ سے

سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔" ہر قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھیں۔ فرمایا کہ "اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔"

فرماتے ہیں "... تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔" صرف مومن مومن کی ہمدردی نہ کرے بلکہ تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔" اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اِتلافِ حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُن کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے ... یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بد چلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افتراء کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہو گا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دُور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔" یعنی ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بولتا ہے اس کی صحبت میں بیٹھنے سے، اس سے دوستی رکھنے سے، اس سے تعلق رکھنے سے بچو کیونکہ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تبلیغ نہیں کرنی۔ مطلب یہ ہے کہ غیروں کو تو کرنی ہے لیکن وہ لوگ جو منافق طبع ہوتے ہیں یا غلط قسم کی باتیں کرنے والے ہیں اور اس بات پر مُصر ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سوائے گالیوں کے علاوہ اور بات ہی نہیں کرنی یا جماعت کے خلاف بولنا ہے، ان سے بچو۔ جو سعید فطرت ہیں وہ بات سنتے بھی ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔" اگر زیادہ قریب رہیں گے تو تمہیں بھی ٹھوکر لگے گی۔ فرمایا "یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا

چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ "ہر جگہ مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاف کرنے کی عادت ڈالو۔" اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ "بحث کرنی ہے، مذہبی گفتگو کرنی ہے تو کرو لیکن مہذبانہ طریق پر" اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بد بختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔" فرماتے ہیں کہ "چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بَری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں۔ اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردئ خلائق کے اَور کچھ نہ ہو۔" فرماتے ہیں: "میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔" فرماتے ہیں کہ "مَیں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اَور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہو گا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے "جان بوجھ کر ضائع کرتا ہے" یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھا ہے "مخالفین کی ایسی مجلسوں میں بیٹھتا ہے جہاں ٹھٹھا اور بیہودگی ہو رہی ہے یا ویسے ایسی مجالس ہیں جو گندی مجالس ہیں" یا کسی اَور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں: "اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے

ساتھ خراب بُوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفّر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46-49۔ اشتہار مورخہ 29 مئی 1898ء اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور اس انتباہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جو عہدِ بیعت ہم نے کیا ہے اسے پورا کرنے والے ہوں۔ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزرنے والی ہوں۔ ہم اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنی زندگی کا اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے والے اور ظاہر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں انعامات سے نوازے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے جو کامیابیاں مقدر ہیں وہ ہمیں دکھائے۔ نیا چڑھنے والا سال برکتوں کو لے کر آئے اور دشمن کے منصوبے ناکام و نامراد ہوں جن کی منصوبہ بندی میں یہ جماعت کی مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے احمدی جو اس سال قادیان کے جلسے پر نہیں جا سکے اور اس سے ان کو بڑا افسوس بھی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے بھی سامان پیدا فرمائے۔

الجزائر کے احمدیوں کی مشکلات بھی دور فرمائے۔ ان میں سے بھی بعضوں پر غلط مقدمے ہیں اور جیلوں میں اس وقت اَسیر بنے ہوئے ہیں۔ جیلوں میں ان کو رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

دشمن جب زیادتیوں اور ظالمانہ حرکتوں میں بڑھ رہا ہے تو ہمیں بھی اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتے ہوئے دعاؤں پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 20/ جنوری 2017ء تا 26/ جنوری 2017ء جلد 24 شمارہ 03 صفحہ 05 تا 08)

اشاریہ

آیات قرآنیہ.....1
احادیث.....4
الہامات حضرت مسیح موعودؑ.....8
اشعار / مصرعے و محاورات.....9
مضامین.....10
اسماء.....87
کتابیات.....113
مقامات.....117

آیات قرآنیہ

الفاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.....مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ(2تا4) 5
اِیَّاكَ نَعْبُدُ(5) 5، 340، 341، 342، 343
اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ(6) 340، 342، 345
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ(7-8) 342، 343، 346
اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ(8) 6، 7، 176

البقرہ

هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ(3) 656
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ(4) 220
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(6) 10، 331
وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا(84) 391، 618
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ(132) 565
مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ(144) 110
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا(178) 385
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ...(184) 320
مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا...(185) 312، 315، 366
وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ...(187) 193، 194، 336، 344، 346، 350
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا...مِنَ الْفَجْرِ(188) 307
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً (202) 4، 415، 532
حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (239) 355
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ...(255-256) 306
لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ(257) 604

آل عمران

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ(20) 240
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ...(32) 75، 656
رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا...(36) 563
وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ...یَوْمِ الْقِیٰمَةِ(56) 14
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ(93) 583
لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ(103) 4
كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ(104) 13، 529
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ(124) 172
اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ...(135) 358، 500، 501
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا...(148) 416
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ...(192) 326
صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا(201) 327

النساء

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا(29) 345
وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ(94) 276
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ...(136) 613
كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا(159) 340

المائدہ

وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا...(9) 616
اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ(28) 15
وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ(68) 39
فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ...(101) 321

الانعام

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ ...(80) 220
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا ...(113) 660

الاعراف

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا ...(24) 284، 528
اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ(200) 508

الانفال

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ...(25) 165
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ...(30) 665
اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ(35) 8، 323

التوبہ

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ...(18) 263، 573
لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ(33) 374

یونس

وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ (26) 410

ھود

اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (115) 217

یوسف

وَلَدَارُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا (110) 271

الرعد

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ ... (12) 329

وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ ... (18) 245

ابراھیم

لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (8) 438، 449، 537

الحجر

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ ... (10) 7، 171، 240، 252

النحل

یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ (51) 5

أَرْذَلِ الْعُمُرِ (71) 488

وَاَوۡفُوۡا بِعَہۡدِ اللّٰہِ اِذَا عٰہَدۡتُّمۡ ... (92) 356

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا ... (129) 173

بنی اسرائیل

اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡئُوۡلًا (35) 387

اِذۡ یَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ ... (48) 620

کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (85) 509

الانبیاء

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (108) 656

الحج

اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ (2) 5

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ ... (31) 77، 357

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ ... (42) 263

المؤمنون

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (2) 10، 331

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ ... (2 تا 4) 467

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رَاعُوۡنَ (9) 617

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (97) 328

النور

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ ... (22) 143، 275

اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا (32) 162

رِجَالٌ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیۡعٌ ... (38) 354، 355

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ ... عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (64) 164

الفرقان

یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا (64) 388

وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا (73) 114

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (78) 646

القصص

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ (25) 416

العنکبوت

اَحَسِبَ النَّاسُ ... وَہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (3) 83

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (70) 253

لقمان

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ .. (19) 389

لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (73) 75

الاحزاب

مِنۡہُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ ... (24) 83

یٰس

اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا ... (83) 245

المؤمن

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ (29) 172

اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (61) 245، 246، 343

الشوریٰ

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا ... (41) 49، 54، 59، 503

الفتح

رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (30) 648

الحجرات

اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا (7) 625

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ...(12) 324،10
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ...(13) 360
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ...(14) 666،325،10

الذاریات

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ(23) 405،39
فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ(24) 405
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ(57) 211، 215، 270، 351، 353

النجم

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى(38) 566، 567

الواقعہ

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ(80) 177

الحدید

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ(29) 665

المجادلہ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ(22) 98
اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ(23) 150

الحشر

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ(10) 388
قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى(15) 648، 649

الصف

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ(3) 11، 386
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ...(11) 152

الجمعہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ...(10-12) 39، 363

الطلاق

مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ(4) 79

التحریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ...(7) 200

الجن

لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا...(27-28) 177

المزمل

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا(6) 150
اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ...(16) 179

الشمس

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا(10) 83، 153، 526
لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا(16) 83

العلق

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى(10، 11) 181، 364

البینہ

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ(6) 81

الزلزال

مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ(8) 80

الناس

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ(2) 150
مَالِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ (3، 4) 151

احادیث

احادیث

اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ 227

اِنَّمَا الْاَعْمَال بِالنِّيَّاتِ 180، 226، 227، 315

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ 5

عُلَمَآئُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآء 649

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ 73

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ 83

احادیث بالمعنی

آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دُعا کرو 13

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پاک کمائی سے خرچ کرنے سے مال میں برکت پڑتی ہے 26

پاک کمائی سے دی ہوئی ایک کھجور کی گٹھلی کو بھی اللہ تعالیٰ پہاڑ بنا دیتا ہے ... 26

حضرت زینبؓ پر حملہ کرنے والے شخص ھبار بن اسود کو آپؐ نے فتح مکہ کے موقع پر معاف فرما دینا 50، 506

آپؐ کا کعب بن زھیر کو معاف فرمانا اور اس کو اپنی چادر عطا کرنا 51، 507

آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم 69

جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گا 89

آپؐ کا فرمان کہ ایک زمانے میں ریل شروع ہو جائے گی 102

آپؐ کے پاس ایک نئی جماعت کا آنا اور نماز کی معافی چاہنا اس پر آپؐ کا فرمانا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں 212

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے 262

نماز باجماعت کا ثواب گھر میں ادا کی گئی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہونا... 270

جو شخص مسجد کو صبح شام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے 270

آپؐ ایسی عورتوں کے گھروں میں جانے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں... 279

ایک صحابی کی روایت کہ آپؐ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ ہماری اصلاح کر دے... 280

آپؐ نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے 305

آپؐ نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو 306

ایک پٹھان کا حدیث میں پڑھنا کہ نماز کے دوران آپؐ نے ایک دفعہ حرکت کی تھی تو اس کا کہنا کہ نعوذ باللہ حضورؐ کی نماز ٹوٹ گئی 310

آپؐ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے 315

تراویح کے متعلق آپؐ کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہے اور آپؐ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے... 318

آپؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں صرف بھوکا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے 320

جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے 321

مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے 329

رمضان کے مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر آجاتا ہے 336

تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے 352

ایک صحابیہؓ جو تیار نہ ہوتی تھیں اور اپنا خیال نہ رکھتی تھیں کیونکہ ان کا خاوند دن رات عبادت میں مشغول رہتا تھا، آپؐ کا اس صحابیہ کے خاوند کو بلانا اور فرمانا تمہارے نفس کا بھی تم پہ حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پہ حق ہے 353
اپنے صحابہؓ کے متعلق آپؐ نے ہمیں فرمایا کہ وہ تمہارے لئے راستہ دکھانے والے ہیں ان کے پیچھے چلو 354
آپؐ نے غیبت کے متعلق فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی غیر موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہے تو اسے بری لگے تو یہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بات ہے ہی نہیں جو بیان کی جارہی ہے تو یہ بہتان ہے 361،360
جمعہ میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ ایک مسلمان جب کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے قبول ہو جاتی ہے، یہ گھڑی بہت مختصر ہے 367
آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفّارہ بن جاتا ہے بشرطیکہ انسان بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے 367
جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں، اور وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اسی طرح آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے ہیں یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں 370
جمعہ پر آنے والوں کا ثواب، آخر میں آنے والے کو مرغی کے انڈے جتنا ثواب ملنا اور پہلے آنے والے کو اونٹ جتنا ثواب ملنا 371،370
لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے لحاظ سے بیٹھے ہوں گے یعنی پہلا دوسرا تیسرا پھر چوتھا اور راوی نے کہا یہ بھی آپؐ نے فرمایا کہ چوتھا بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے کے لحاظ سے کوئی دُور نہیں ہے 371
نماز جمعہ پڑھنے آیا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو اور ایک شخص جمعہ میں پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جاتا ہے حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے 371
جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے 371
آپؐ نے فرمایا کہ غلام، عورت، بچہ اور مریض یہ سب مجبوری کے زُمرہ میں آتے ہیں ان کو جمعہ سے استثناء حاصل ہے 371
قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے 387
جتنا زیادہ کوئی عاجزی اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے 389
آپؐ نے یمن کے والی مقرر فرما کر ان کو یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا، مشکلیں نہ پیدا کرنا اور محبت اور خوشی پھیلانا، نفرت کو نہ پنپنے دینا 391
آپؐ کے پاس ایک صحابیؓ آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ! میں تو منافق ہوں میں جب آپؐ کے پاس مجلس میں بیٹھتا ہوں تو میری حالت اور ہوتی ہے اور جب آپؐ کی مجلس سے اٹھ کر چلا جاتا ہوں تو میری حالت اور ہوتی ہے، فرمایا یہی تو مومن کی علامت ہے تم منافق نہیں ہو 398
آپؐ افواج کو جنگ کے لئے بھجواتے تو ہدایت فرماتے کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، راہبوں، پادریوں کو قتل نہیں کرنا، ہر شخص جو ہتھیار نہیں اٹھاتا یا کسی بھی شکل میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کا حصہ نہیں بنتا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا 409
آپؐ کے زمانے میں تو بلا تخصیص سب کو سلام کہا جاتا تھا 410
جس کے لئے باب دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے، اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو عافیت طلب کرنا محبوب ہے، اللہ تعالیٰ کے بندو تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو 413
اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت اور کوئی چیز نہیں 413
ابتلاؤں اور آگ سے بچنے کے لئے صدقات دو 414
ہر مسلمان پر صدقہ کرنا فرض ہے، صحابہؓ کے پوچھنے پر کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ کیا کرے؟ تو فرمایا کہ وہ

معروف باتوں پر عمل کرے، نیکیوں پر عمل کرے اور بری باتوں سے روکے، یہی اس کے لئے صدقہ ہے 414
اپنے بھائی کو مسکرا کر ملو اور یہ صدقہ ہے 422
معمولی سی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے 423
راستہ دکھانا بھی ایک صدقہ ہے 423
ایک صحابی کی مہمان نوازی کا واقعہ، اس کی مہمان نوازی کے متعلق آپؐ کا فرمانا کہ تمہاری رات والے عمل اور ترکیب سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا 424
جو شخص کسی جگہ رہائش اختیار کرے یا عارضی پڑاؤ ڈالے تو اس وقت یہ دعا مانگے کہ "مَیں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور ہر شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں 434
مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کا بھی ایک ثواب ہے 435
ایسے لوگ جن کی ہر ایک تعریف کرتا ہے، آپؐ کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں شامل ہوتے ہیں جن پر جنّت واجب ہو جاتی ہے 490
حقیقی مومن وہی ہے جو، جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے، دوسرے کے لئے چاہتا ہے 499، 511
ہندہ کو آپؐ کا معاف فرمانا اور اس کے حق میں دعا کرنا 506، 507
حضرت عائشہؓ کی روایت کہ آپؐ نے اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا کبھی انتقام نہیں لیا 506
آپؐ نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کا جنازہ پڑھایا باوجود اس کے کہ حضرت عمرؓ نے جنازہ نہ پڑھانے کی درخواست کی تھی 507
ایک شخص کا آپؐ سے غلام کو سزا دینے کے متعلق دریافت کرنا آپؐ کا فرمایا کہ تم اس سے ہر روز ستّر مرتبہ درگزر کر لیا کرو 508
ایک صحابیؓ کا آپؐ کی سیرت کے متعلق حضرت عائشہؓ سے دریافت کرنا حضرت عائشہؓ کا جواب دینا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ پس جو قرآن کہتا ہے وہی آپؐ کی زندگی کی اور ہر عمل کی تفصیل ہے 523
دنیاوی مال و اسباب کے لحاظ سے اپنے سے کمتر کو دیکھو اور روحانی لحاظ سے اپنے سے بڑھے ہوئے کو دیکھو تا کہ مادی دوڑ میں بڑھنے کی بجائے روحانی دوڑ میں بڑھنے کی کوشش کرو 565
جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرتا ہے وہ جنت میں اپنے لئے گھر تعمیر کرتا ہے 575
آپؐ کا فرمانا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو وہاں کچھ کھا اور پی لیا کرو، اللہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح، تحمید، سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ، یہ سب کہنا اور پڑھنا جنت کے کھانے ہیں اور پینے ہیں 579، 580
آپؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسلمان اسلامی تعلیم کی حقیقت کو بھلا دیں گے... 614
کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں 619
تین امور کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا، خدا تعالیٰ کے لئے کام میں خلوص نیت، ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی اور جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر رہنا 619
آپؐ سے نماز کے دوران تلاوت کرتے ہوئے کوئی غلطی ہو گئی تو حضرت علیؓ کا لقمہ دینا، آپؐ کا اسے پسند نہ فرمانا 627
آپؐ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان دوڑ کا مقابلہ ہونا اور آپؐ کا پہلی دفعہ پیچھے رہ جانا، کچھ عرصے کے بعد دوسری دفعہ پھر مقابلہ ہونا اور آپؐ کا حضرت عائشہؓ سے جیت جانا اس پر آپؐ کا فرمانا یَا عَائِشَہ تِلْکَ بِتِلْکَ 629
آپؐ نے دو جھگڑا کرنے والوں کو فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک فریق قسم کھائے گا دوسرے نے کہا یہ تو جھوٹا شخص ہے یہ تو سو قسمیں بھی کھا لے گا اس پر آپؐ نے فرمایا میں نے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے اگر یہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ خود ہی اسے سزا دے دے گا 631
آپؐ نے کسوف و خسوف کو خدا تعالیٰ کا نشان قرار دیا 635
ابو بکرؓ اس امّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو 650
حضرت عائشہؓ کا فرمانا کہ آپؐ کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ

کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں 650
اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو نجات نہیں ہوتی اس کے متعلق حضرت عائشہؓ کا آپؐ سے دریافت فرمانا کہ آپؐ کا بھی یہی حال ہے؟ آپؐ کا فرمانا 'ہاں' 655
حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجّال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔ 658
مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے 672
آپؐ نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں، عرض کیا گیا تجارت کرنا تو حلال ہے، آپؐ نے فرمایا مگر جب یہ لوگ سودابازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھا کر قیمتیں بڑھاتے ہیں، شکر اور صبر نہ کرنے والوں کو بھی فاسق فرمایا 673
کسی کی ایک ہاتھ زمین بھی دبالینا یا کسی کا ایک کنکر، مٹی کا ٹکڑہ، وہ بھی غلط طریق سے لینا ظلم ہے 673
اس سے بھی خیانت نہیں کرنی جو تم سے خیانت کرتا ہے 673
شریر ترین لوگ فسادی ہیں، جو چغل خوری سے فساد پیدا کرتے ہیں، جو لوگ محبت کرنے والوں کے درمیان بگاڑ پیدا کرتے ہیں، جو فرمانبردار ہیں، اطاعت کرنے والے ہیں، انہیں کسی غلط کام میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں 673
نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے 674
آپؐ کا ارشاد ہے کہ نماز تہجد کا التزام کرو، یہ صالحین کا طریق ہے، یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے، اس کی عادت گناہوں سے روکتی ہے، برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے 674
اگر درود کے بغیر دعائیں ہیں تو یہ زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہر جاتی ہیں 674
جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور ہر مشکل سے کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے 674
اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جانے والا کام ناقص رہتا ہے، بے برکت ہوتا ہے، بے اثر ہوتا ہے 674
یہ رسوم اور بدعات تمہیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں ان سے بچو 675
متکبر جنت میں داخل نہیں ہو گا، تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے 675
آپؐ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے گروہ میں ہی اٹھانا 675
آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے اور اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو، دوسرے معبودوں سے دستکش ہو جاؤ، نماز قائم کرو اور زکوۃ دو 675،676
تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہے 676

الہامات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

عربی

اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ 339

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ 108،42،41

اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ 259

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ 529،416

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ 637

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم 658

عربی کا الہام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تُو ان سے بد خلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت دیکھ کر تھک نہ جائے 421

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَکِیْلًا 17

مُبَارِکٌ وَ مُبَارَکٌ وَ کُلُّ اَمْرٍمُبَارَکٍ یُجْعَلُ فِیْہِ 161

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍ عَمِیْقٍ۔ 637

اردو

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے 39 تا 42،46

تائی آئی 642،644

تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا 587

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہمان نوازی کے متعلق رات کو خبر دی جانا کہ رات ریا کیا گیا ہے 425

خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا 375

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا 179

دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ 103

’فضل عمر‘ 103

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا 375،451

نسل تجھ سے جاری ہو گی اور باقی سب منقطع ہو جائیں گے 641

وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا 102،103

وہ جلد جلد بڑھے گا، خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا 105،106

وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا 105

وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا 107

یوسف کی خوشبو مجھے آ رہی ہے 102

اشعار / مصرعے و محاورات

عربی

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِیْ 643

فارسی

ایاز! قدر خود بشناس 630
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست 344،222
بداں رابہ نیکاں ببخشد کریم 247
بزہد وورع کوش وصدق وصفا 238
جان ودلم فدائے جمال محمدؐ است 85
چُو پیش آں بروی کار یک دعا باشد 380
دست در کار ودل بایار 71
سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل 11
عزیزاں بے خلوص وصدق نکشایند راہے را 662
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست 640
کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم 259
کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی 80
گر وزیر از خدا بترسیدے 82
لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش 328
مفت کرم داشتن 188
ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم 262
ہر کمالِ رازوالے 658
ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم 659،658

اردو، پنجابی

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے 532
اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے 48
پیٹ کاٹ کر قربانی کرنا 590
جیہو جیا کاں اوہو جئی کو کو 641
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی 205
شراکت دادانہ سر دکھدے وی کھانا 640
عصمت بی بی از بے چادری 40
کوّا ہنس کی چال چلا، اپنی چال بھی بھول گیا 189
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا 288
میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں 120
ہینگ لگے نہ پھٹکڑی 188

انگلش

Unknown is unloved 609

مضامین

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول سال کے پہلے دن ہی نہیں بلکہ بارہ مہینوں اور 365 دنوں کو بابرکت کرے گا 2

انبیاء کی تکالیف میں اللہ تعالیٰ کا عذاب اور ناراضگی کا اظہار نہ ہونا 7

اگر اللہ سامنے یاد رہے گا تو کبھی غصہ نہیں آئے گا 8

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ کی تعدیل جائز استعمال ہی ان قویٰ کی نشوونما ہے 9

اللہ تعالیٰ کا اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرمانا 33

گناہوں کی انتہا کی وجہ سے یہ زلزلے، طوفان اور تباہیاں اللہ تعالیٰ کی وارننگ ہیں 87

مستقل توبہ و استغفار اور اللہ کے فضل و رحم کو مانگنا انجام بخیر کی طرف لے جاتا ہے 96

خدا کی غیرت کا جوش میں آنا اور قرآن کی عزت کو ہر خبیث دشمن کے اعتراض سے منزہ کرنا 173

اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ آپؑ کے غلام صادق کی جماعت آگے بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے 234

جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص سلوک، مخالفتوں کا جماعت کے لئے کھاد کا کام کرنا 237

اللہ تعالیٰ کا نیکی کا اجر ضرور دینا، خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی نیکی کا فیض اولادوں کو بھی ملنا 250

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے 262

مسجد بنانے کا مقصد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے 271

اللہ تعالیٰ کا مومنین کو شیطان کے قدموں پر نہ چلنے کی تنبیہ فرمانا 275

احمدی گھرانے میں پیدا ہونا اور احمدیت قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے 282

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کا مقصد خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا بتایا ہے 286

اللہ تعالیٰ کا رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ دلانا 336

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع 345، 346

اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا کیا ہیں؟ 350

قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہونا اور سب قدرتوں کا مالک سمجھنا ضروری ہے 350

اللہ تعالیٰ کا تجسس اور عیب نکالنے سے روکنا 360

اللہ تعالیٰ کا غیبت سے روکنا اور اس کی مثال 360، 361

اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے محنت اور دعاؤں کی ضرورت کا ہونا 413

اللہ تعالیٰ کا مختلف ممالک کے لوگوں کے دلوں کو تحریک کرنا، رؤیا کے ذریعہ صداقت کا بتانا 450، 456

اللہ تعالیٰ کا دنیا کے کام کاج اور کاروبار سے منع نہ کرنا بلکہ حکم دینا کہ کام کرو لیکن مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو 530

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات کا بتانا، کسوف و خسوف کا نشان 635

انسان پر بھروسہ کرنا یا اپنے نفس کو عظمت دینا اللہ کے نزدیک بت پرستی ہے 672

تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہے 676

آئی پیڈ

آج کل کے والدین کا بچوں کے ہاتھ میں آئی پیڈ پکڑا دینا 67

ابتلاء

بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار کا پھر جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جانا 202

ابتلاؤں اور آگ سے بچنے کے لئے صدقات دو 414

اتحاد

دوسروں سے عبرت حاصل کر کے ایک اکائی بننے اور باہم اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی تلقین 268

احتیاطی

جمعہ کے بعد احتیاطی نماز کے مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ 166، 167

احساس

کھانے میں اعتدال رکھنا چاہئے روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھا ہے 308

عیسائی خواتین کا جلسہ کے دوران خواتین کے ساتھ بیٹھ کر زیادہ آزادی اور خود اعتمادی کا احساس محسوس کرنا 479

اصل چیز مجرم کو احساس دلا کر اصلاح کرنا ہے نہ کہ بدلہ لینا 503

وقف نو میں شامل بچوں کے والدین کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس بھی رہنا چاہئے 563

احسان

مومن کو دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنی چاہئے 116

مومن کو حقیقی احسان کرنے والے کا شکر گذار ہونا چاہئے نہ کہ احسان فراموش 117

حضرت مصلح موعودؓ کے جماعت پر احسان کر ذکر 183

احمدی گھرانے میں پیدا ہونا اور احمدیت قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے 282

احکامات (نیز دیکھیں حکم)

اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا کیا ہیں؟ 350

اسلامی احکامات کی عملی حقیقت کے متعلق سوالات کا اٹھنا، کیوں مسلمان ممالک اپنی اصلاح نہیں کر سکے 614

کیا ہم قرآن کریم اور آپؐ کے احکامات کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے؟ 675

احمدیت (جماعت احمدیہ)

احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں، ہمیں کسی کی سند لینے کی ضرورت نہیں 2

بہت سے احمدیوں کا نئے سال کا آغاز رات کو عبادت میں گذار کر یا صبح جلدی اٹھ کر نوافل پڑھ کرنا 2

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا کہ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی 13

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی جماعت سے توقعات 13

نئے سال کی مبارکباد اور اس سال کو ہمارے لئے ذاتی اور جماعتی طور پر برکات کا باعث بنانے کی دعا 16

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَكِیْلًا میں جماعت کے ہر فرد کو توجہ دلانا کہ خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں اور قربانیوں کا محتاج نہیں 17

جماعت کا حضورؑ کی زندگی میں بھی اور آپؑ کے بعد بھی آج تک مالی قربانیوں کے نمونے قائم کرنا 18

جماعت میں جاری دو مستقل تحریکات 18

جماعتوں کو قائم رکھنے کے مساجد، مشن ہاؤسز اور معلمین کی ضرورت و اہمیت 20

ایک احمدی کا قرض میں ڈوبے ہونے کے باوجود مالی قربانی کرنا 23، 24

ایک احمدی کے دل میں یہ خیال ڈالا جانا کہ میں ایک جاری نیکی میں کیوں کمی کروں 24

افریقہ کے دور دراز ملکوں کے لوگوں کا جماعت میں داخل ہو کر ایمان میں ترقی کرتے چلے جانا 25

نماز باجماعت کا انسان کو ذاتی فائدہ بھی ہوتا ہے مگر ساتھ جماعتی فائدہ بھی ہوتا ہے 36

حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش کہ الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی اپنے بچوں کی بجائے جماعت کو دے دیں 42

جماعت میں سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاح کے لئے ہوتی ہے 58

جماعت کی اکثریت ایسی ہونی چاہئے جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ قبول کرنے والی ہوں 63

ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے 70

دین کی باتوں کو غور سے سننا، یاد رکھنا اور پھر اس پر عمل کرنا

ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے 71
جماعت کے خلاف آج بھی لوگوں کا جھوٹے گواہ بننا 76
احمدیوں کی ذمہ داری کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں 87
حضور انور کا حضرت مصلح موعودؓ کی سات روزوں اور دعاؤں والی کی تحریک کو دوبارہ جماعت میں جاری کرنا 98
خدا تعالیٰ کے وعدے پر کہ احمدیت نے غالب آنا ہے اتنا یقین ہونا کہ جتنا اپنی جان پر بھی یقین نہیں ہے 98
حکومت کا جماعت کے خلاف قانون پاس کرنا، جماعت کا ہر روک کے مقابلہ میں ترقی کرتے چلے جانا 99
پاکستان کے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور چلانے، دعا، صدقات اور روزے کی تحریک 99
20 فروری کے دن کا جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد کیا جانا 100
جماعت کو حضرت مصلح موعودؓ کے علم و معرفت کے کلام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی تحریک 111
جماعت کی عمومی ترقی کے لئے نوجوانوں کو ہدایات 133
احمدی ہو کر ایمان کی حفاظت نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق سے ہی ہو سکتی ہے 134
جماعت کے لوگوں کی خوش قسمتی کہ جماعت میں داخل ہو کر آپؑ کا حکم مانا، آپؑ کا سلام پہنچانے کی توفیق ملنا 169
حضرت مسیح موعودؑ کی افراد جماعت کو ایک نصیحت 178، 179
قادیان کی مقامی انجمن کا جماعتی روایات کے خلاف ایک دفعہ ایک رپورٹ فارم شائع کر کے اس کو فروخت کرنا 189
بعض عہدیداران کا جماعتی روایات اور اسلامی تعلیم کے خلاف حرکات کر جانا 189
حضرت مسیح موعودؑ پر لگنے والا ایک الزام کہ آپؑ نے جماعت بنا کر فساد پیدا کر دیا ہے 199
ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ وہ رشتہ داری یا معاشرتی دباؤ کی وجہ احمدی نہ ہو، دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں 201
حضرت مصلح موعودؓ کا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نکاح کے مسئلہ کا جواب 201، 202
حضرت مسیح موعودؑ کا جماعت کو نوافل اور نماز تہجد کی طرف توجہ دلانا 214
حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو آتش بازی کا حکم نہیں دیا ہاں بچے کبھی کبھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں 232
اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ آپؑ کے غلام صادق کی جماعت آگے بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے 234
جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص سلوک 237
ہر احمدی نوجوان اور بچے کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی پوری آگاہی حاصل کرے 237
پاکستان میں جماعت کی مخالفت میں بڑے بڑے اشتہارات کا لگنا 242
خود احمدیت قبول کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی تلقین... 250، 251
اس پُر آشوب زمانے میں جبکہ گمراہی اور ضلالت کی ہوا چل رہی ہے جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین 251
حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنے کی تلقین 254
ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے نیک نمونے قائم کر کے تبلیغ کا حق ادا کرے 259
نئے اور پرانے احمدیوں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت اگر اپنی عملی اصلاح نہیں کریں گے تو بیعت کے بعد ملنے والی برکات سے فیض نہیں پا سکیں گے 260
جماعت کے اکثر منصوبوں میں کانی کام وقار عمل کے ذریعہ کرنا 264
جماعت میں بہت سے ایسے لوگوں کا موجود ہونا جن کا مالی قربانی کرنے کے لئے بے چین رہنا 264
حضور انور کی مالمو جماعت کے احمدیوں کو اپنی تعداد کو بڑھانے کی طرف توجہ دلانا 267
ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری 274

عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
احمدی گھرانے میں پیدا ہونا اور احمدیت قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے 282
افراد جماعت کی تربیت پر مامور افراد کی ذمہ داری کہ اپنے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283
جماعت کی 108 سالہ تاریخ کا قیام خلافت کے عہد کو پورا کرنے کے لئے قربانیاں دینے کا گواہ ہونا 286
27 مئی کا دن جماعت میں یوم خلافت کے طور پر منایا جانا 286
جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کا مقصد 288
جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہونا 332
ہندوستان میں زیادہ تر غریب لوگوں کا احمدیت قبول کرنا 377
جماعت احمدیہ میں قضائے عمری کا کوئی تصور نہیں 365
جماعت کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے کی نصیحت 383
جماعتی خدمت کو معمولی خدمت نہیں سمجھنا 384
جماعتی کام کرنے والے عہدیداران کا دوسرے لوگوں سے امتیاز ہونا چاہئے 385
جماعتی کارکنان اور واقفین زندگی کو جماعت اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی نصیحت 390
جماعت کے کاموں کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلنا 391
تبلیغ میں جماعت کے پریس اور میڈیا کے شعبہ کا بڑا کردار ادا کرنا 404
احمدیوں کی خوش قسمتی کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر دنیا کے ان ظلموں میں شامل ہونے سے بچے ہوئے ہیں 410
اسلام کے نام پر ہونے والے ہر حملہ کا احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توجہ دلانا 411
اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر ملک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرنا 411
جماعت کے ذریعہ اسلام کا تعارف پہلے سے بڑھ کر ہونا 412
دنیا کے ہر ملک میں جماعت کا یہ مزاج بن جانا کہ جلسہ کے مہمانوں کی ہر طبقہ اور ہر عمر کے افراد کا خدمت کرنا 419
مخالفت کا احمدیت کے لئے کھاد کا کام کرنا 450
ہر احمدی بچی کو بہت محتاط رہنے اور اپنے عہد کو بار بار دہراتے رہنے کی نصیحت 513
ہمیں پڑھے لکھے اور بے نفس ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے کارکن مہیا کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے 535
دنیا بھر کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے کارکنان کا شکر گزار ہونے کی ہدایت 537
جماعت کے دو خادموں کا ذکر خیر 547
واقفین نو کو عام احمدی سے بلند ہو کر وقف کے تقاضے پورے کرنے کوشش کرنے کی نصیحت 565
جماعت کے ہر عہدیدار حتّٰی کہ امیر جماعت کا بھی متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہونا 568
واقفین نو کو خود فیصلے کرنے کی بجائے جماعت سے پوچھنے کی تلقین، کون سی لائن منتخب کرنی ہے وغیرہ 570
مسجد کی تعمیر پر یہاں رہنے والے ہر شخص تک احمدیت کا پیغام پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت 579
دنیا کو ہلاکت سے بچانا احمدیوں کا کام ہے 581
اس زمانے میں صرف جماعت احمدیہ کا ہی ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا 585
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی جماعت کی وفاؤں کا ذکر 586، 587
تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور افراد جماعت کے مالی قربانی کے واقعات 587
پیس ویلیج اور ابوڈ آف پیس کے رہنے والے احمدیوں کو احمدی ماحول قائم کرنے کی نصیحت 612
ہر احمدی اور عہدیدار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616
ہر احمدی کا تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کرنا 619
جماعت احمدیہ ہی دنیا کی واحد جماعت جو ایک نام سے پوری دنیا میں جانی جاتی ہے 619، 620

حضرت مصلح موعودؓ کا آپؑ کے الہامات کے حوالہ سے جماعتی ترقی اور غلبہ احمدیت کے متعلق واقعات بیان کرنا 637
جماعت کا صلح اور امن و آشتی کا پیغام دینا اور ساتھ دین کے لئے قربانیاں بھی دینا 638
پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 639
الجیریا میں احمدیوں پر حکومت کی طرف سے مظالم، ان کو ثبات قدم رکھنے اور مظالم سے محفوظ رکھنے کی دعا 639
پاکستانی مولوی، مذہبی لیڈر اور دنیاوی طاقتیں جماعت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے 646
احمدیوں پر عقیدہ ختم نبوت کے انکاری ہونے کا الزام 650
احمدیوں کا حضرت مسیح موعودؑ کو آپؑ کی غلامی کے طفیل مسیح موعودؑ مانتے ہوئے نبی کا درجہ دینا 650
احمدی نہ قانون سے لڑتے ہیں نہ لڑیں گے 651
جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دو سو سے زائد ممالک میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کروانا 653
حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی جماعت کی طرف ایسی باتوں کا منسوب کیا جانا جن کا جماعت سے کوئی تعلق نہ ہونا 660
حضرت مسیح موعودؑ کا بار بار سمجھانا کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہی ہو گی 661
احمدی اگر جائز دفاع بھی کریں تو بھی قانون کا ظالم کا ہی ساتھ دینا 662، 663
حضرت مسیح موعودؑ کا ہر احمدی سے عہد بیعت لینا اور شرائط بیعت کی صورت لائحہ عمل سامنے رکھ دینا 671
کیا ہم خلیفۂ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے؟ 676
ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ساتھ مقدر کامیابیوں کو دیکھنے کی دعا 679
الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 679
پاکستان کے جو احمدی اس سال قادیان جلسہ پر نہیں جا سکے ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے سامان پیدا کرنے کی دعا 679

اخبار / اخبارات

مربیان کو حالات حاضرہ پر نظر رکھنے اور اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرنے کی ہدایت 118
اخبارات کا دور رہنے والے افراد کو قوم سے وابستہ رکھنا 134
ایک احمدی یکہ چلانے والے کا واقعہ، ان پڑھ ہونے کے باوجود الحکم اخبار منگوانا اور بعد میں سواریوں سے سننا 134، 135
سکینڈینیوین ممالک کے دورے کے دوران اخباری نمائندوں کا حضور انور سے آپ کے مقاصد کے متعلق سوال 287
اخبارات کے ذریعہ جماعت کا تعارف ہونا 404

اخلاص

کینیڈا کی جماعت کا بھی دنیا کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح اخلاص و وفا میں قدم بڑھانے والا ہونا 598

اخلاق

عقل اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چل کر دوسروں کے لئے اخلاق فاضلہ کا نمونہ بننا ہو گا پھر کامیابی ملے گی 11
جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے وہ گویا کرامت دکھاتا ہے 256
حضرت مسیح موعودؑ کا بڑے درد کے ساتھ اخلاق کی بہتری، نیکیوں پر قائم ہونے اور برائیوں کو ترک کرنے تلقین 256
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اخلاق کے معیاروں پر قائم کرنا چاہنا 615، 616

اخوت

کیا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق اخوت اس حد تک بڑھایا کہ باقی سب دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہوں 676

ادارہ جات

اداروں کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں 392

اذان

سحری کا اذان کے ساتھ تعلق نہ ہونا، صبح کی اذان کا وقت صبح

صادق ظاہر ہونے پر مقرر ہونا... 306

اسائیلم

اسائیلم کے معاملہ میں بھی اپنا جائزہ لیں کہ غلط بیانی تو نہیں کر رہے 81

استغفار

بے خوف ہو کر نہیں رہنا چاہئے، ستغفار اور دعاؤں میں لگ کر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی چاہئے 6

مستقل توبہ و استغفار اور اللہ کے فضل و رحم کو مانگنا انجام بخیر کی طرف لے جاتا ہے 96

مومن کو ہر وقت دعا اور استغفار کرنا چاہئے 284

جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے 674

استقبال

نئے سال کا آغاز پر مغربی ممالک کے ساتھ باقی دنیا میں بھی ساری رات لغویات میں مصروف ہو کر نئے سال کا استقبال کرنا 670

اسلام

اسلام دنیا کی نعمتوں سے منع نہیں فرماتا بلکہ دنیا میں ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین فرماتا ہے 3

اسلام کار ہبانیت سے منع فرمانا 3

غیروں کے سامنے اسلام کے دفاع میں ہر ممکنہ عمدہ اور خوبصورت چیز پیش کرنی چاہئے 45

اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے مگر ساتھ ہی عفو و درگذر کا حکم بھی ہے 49

اسلامی تعلیم کا ہی ہر زمانے میں ہر مسئلے کا حل ہونا 55

ہڑتال کا اسلامی تعلیم کے خلاف ہونا 88

لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے متعلق اسلامی تعلیم اور صحابہؓ کے نمونے ہمارے سامنے ہیں 89

بعض لوگوں کا اسلامی احکام کی پابندی کے خواہاں ہونا مگر سست لوگوں کی صحبت کے نتیجہ میں خود بھی سست ہو جانا 135

پردہ کے بارے میں اسلام کا آزادی کے ساتھ حدود بھی قائم کرنا، کھلی چھٹی نہ دینا 163

اسلامی مسائل کی بنیاد تَفَقُّہ فی الدین پر ہے 163

ہر زمانے میں تائیدی نشانات کا اسلام کے ساتھ ہونا، یہ فخر و فضیلت صرف اسلام کو ہی حاصل ہونا 175

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کی بجائے اس کے ساتھ جڑ کر اسلام کی تعلیم کو دنیا میں لاگو کرنے والے بنیں 176

اسلامی ممالک میں ہونے والی ہڑتالوں اور بغاوتوں کا عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینی کی وجہ سے ہونا 184

اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے 186، 187

بعض عہدیداران کا جماعتی روایات اور اسلامی تعلیم کے خلاف حرکات کر جانا 189

حضرت مسیح موعودؑ کا اسلام کی حقیقی تعلیم کو قائم کرنے اور آپؑ کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنے کے لئے آنا 234

ہر احمدی نوجوان اور بچے کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی پوری آگاہی حاصل کرے 237

جہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو وہاں مسجد بنا دینی چاہئے 267

اکثر لوگوں کا اس بات کا اظہار کرنا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے 288

پیس کانفرنس اور پیس سمپوزیم میں شرکت کے بعد لوگوں کا برملا اظہار کرنا کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا 288

عراقی مہاجر کا عراق میں اسلام کی صحیح شکل پیش نہ کئے جانے پر خواہش کرنا کہ کاش عراقی لوگ بھی خلیفہ کی بات سن لیتے تو ہمیں ہجرت نہ کرنی پڑتی 296

روزوں کا اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہونا 302

اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے 303

اسلام میں عہدیدار کا تصور، خادم بننا ہے نہ کہ افسر 387

اسلام کے نام پر ہونے والے جہاد اور ظلم کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہ ہونا 408

مسلمان ممالک کے سربراہان اور ان کے پروردہ علماء نہ

اسلام کی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں 408
ترکی میں ہونے والی بغاوت کا کسی بھی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہونا، حکومت کا بھی ظالمانہ اقدامات کرنا 409
دہشت گرد تنظیموں کا مغربی ممالک میں معصوم لوگوں کو قتل کر کے اسلام کو بدنام کرنا 409
اسلام کی امن قائم کرنے کے لئے چند خوبیاں، اسلام کا امن و صلح اور آشتی کا مذہب ہونا نہ کہ دہشت گردی کا 410
اسلام کے نام پر ہونے والے ہر حملہ کا احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توجہ دلانا 411
اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر ملک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرنا 411
ایک اسلام سے مرتد شخص کا ٹویٹ 412
جماعت کے ذریعہ اسلام کا تعارف پہلے سے بڑھ کر ہونا مگر ابھی بہت کام ہم نے کرنا ہے 412
ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی اسلام کی بنیادی تعلیم اور قرآن شریف کا حکم 460
اس زمانے میں صرف جماعت احمدیہ کا ہی ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا 585
دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم کا ہونا 613
اسلامی احکامات کی عملی حقیقت کے متعلق سوالات کا اٹھنا 614
حضرت مصلح موعودؓ کا آپؐ اور اسلام کے دفاع میں بڑے پیمانے پر ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد کروانا 652
اسلام سے قبل عربوں میں قمری کیلنڈر کا رائج ہونا 670
حضرت مسیح موعودؑ کا اسلامی تعلیم کا نچوڑ نکال کر ہمارے سامنے رکھنا 671

اسم اعظم

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا جو آپؑ کو القاء ہوئی، اسم اعظم، رب کل شیء خادمك ... 416

انسٹاگرام

انسٹاگرام، ٹوئٹر، فیس بک اور periscope کے ذریعہ کینیڈا کے جلسہ کا بیس لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا 545

اسوہ (نیز دیکھیں نمونہ)

آپؐ کا اسوۂ کامل 185

اشارہ

مومن ترغیب کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے 165
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اشاروں کو ہم کس حد تک سمجھتے ہیں 166

اشاعت

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کس طرح ابتداء میں شائع ہوئیں، اس کی تفصیل 43
قادیان کی مقامی انجمن کا جماعتی روایات کے خلاف ایک دفعہ ایک رپورٹ فارم شائع کر کے اس کو فروخت کرنا 189
اس زمانے میں صرف جماعت احمدیہ کا ہی ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا 585
تکمیل اشاعت ہدایت کا کام حضرت مسیح موعودؑ کے سپرد کیا جانا 585

اشتہار / اشتہارات

پاکستان میں حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کی مخالفت میں غلیظ اشتہارات کا لگایا جانا 99، 242
دبئی کے ایک ہوٹل کا ایک رسالہ میں آئس کریم کا اشتہار، آئس کریم کی قیمت ساڑھے آٹھ سو ڈالرز ہونا 584

اصلاح

قرآن کریم میں سزاؤں کے اصول اور اصلاح 49
جماعت میں سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاح کے لئے ہوتی ہے 58
احمدیوں کی ذمہ داری کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں 87
حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ کہانیوں اور روایات میں اصلاح کا پہلو ہونا 128

بعض لوگوں کا اصلاح کے خواہاں ہونے کے باوجود سست
لوگوں کی صحبت وجہ سے خود بھی سست ہو جانا 135
عملی اصلاح کی ضرورت 260
اصل چیز مجرم کو احساس دلا کر اصلاح کرنا ہے نہ کہ بدلہ لینا 503
اسلامی احکامات کی عملی حقیقت کے متعلق سوالات کا اٹھنا، کیوں مسلمان ممالک اپنی اصلاح نہیں کر سکے 614

اصول

قرآن کریم میں سزاؤں کے اصول اور اصلاح 49
قرآن میں اصول انتقام 54،56
ایک بنیادی اصول 95
ایک اصولی بات، جو چیز ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے 190
مبلغین اور داعیین الی اللہ کے لئے رہنما اصول 378
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499
شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہونا نہ کہ شکایت کرنے والے کے اصول کے مطابق 631

اطاعت (نیز دیکھیں فرمانبرداری)

صحابہؓ کا آپؐ کی اطاعت میں ایسا گم ہو جانا کہ ان کے وجود میں کچھ باقی نہ رہنا 154
کیا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق اخوت اور اطاعت اس حد تک بڑھایا ہے کہ باقی سب دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں 676

اطلاع

نظام جماعت پر اعتراضات کرنے والوں کے متعلق خلیفۂ وقت یا نظام جماعت کو اطلاع دینے کی ہدایت 206

اظہار

اکثر لوگوں کا اس بات کا اظہار کرنا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے 288
جلسہ کے روحانی ماحول کا اپنوں اور غیروں کا اظہار کرنا 438
کسی حادثے کے موقع پر فضول تبصروں کی بجائے ہمدردی کے جذبات کا اظہار کرنا چاہئے 491

اعتدال

کھانے میں اعتدال رکھنا چاہئے روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھا ہے 308

اعتراض / اعتراضات

حضرت مصلح موعودؓ کا تحریک جدید پر اعتراضات کا جواب دینا 136
جلد باز طبیعت والے لوگوں کا بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا 161
مغربی ممالک میں عورتوں کے حقوق کے نام پر پردہ کا مسئلہ اور دہشتگردی کو ختم کرنے کے نام پر اعتراض کیا جانا 162
اعتراض کرنے والوں کو خلافت کے قدموں کے پیچھے رہنے کی ہدایت 180
وٹس ایپ اور فون پر 23 مارچ کے حوالہ سے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے پر اعتراض اور اس کی وضاحت 180
نظام جماعت پر اعتراضات کرنے والوں اور فتنہ پھیلانے والوں کے متعلق خلیفۂ وقت یا نظام جماعت کو اطلاع دیں 206
نظام جماعت کے متعلق جس مجلس میں اعتراض ہو رہے ہوں وہاں سے کم از کم اٹھ جائیں 206
قبولیت دعا کے متعلق پیغامیوں کا حضرت مصلح موعودؓ پر ایک اعتراض اور اس کا جواب 380
اعتراض کرنے والوں کا مقصد صرف اعتراض کرنا ہونا 403

اعتکاف

اعتکاف کے دوران تاش کھیلتے ہوئے افراد کی ایک تصویر 467

اعمال (نیز دیکھیں عمل)

ایمان خدا تعالیٰ کے رحم کا نتیجہ ہے، اعمال کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں ان میں بدی پیدا ہو سکتی ہے 96
غیر صالح اعمال کا بعض دفعہ گناہ بن جانا 198

شرک صرف بتوں کو پوجنا ہی نہیں بلکہ اعمال میں ریا اور دکھاوے کا بھی شرک ہے 671

افسر

اسلام میں عہدیدار کا تصور، خادم بننا ہے نہ کہ افسر 387

افطار

ایسے ممالک جہاں بائیس یا تئیس گھنٹے کا دن ہوتا ہے ان کو سحر وافطار کے متعلق ہدایت 302

الزام/الزامات

حضرت مسیح موعودؑ پر لگنے والا ایک الزام کہ آپؑ نے جماعت بنا کر فساد پیدا کر دیا ہے 199

غیر احمدیوں کی طرف رشتہ نہ کرنے کا الزام 201

حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں پر ختم نبوت کی نفی کرنے کا الزام 236

مسلمانوں کا اور نام نہاد علماء کا حضرت مسیح موعودؑ پر انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگانا 373

قرآن میں جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا اسی کوڑے ہونا 629

احمدیوں پر عقیدہ ختم نبوت کے الزام کا جواب 650

آپؐ کو خاتم النبیینؐ نہ ماننے کے الزام کا ردّ 653، 654

دشمن جو مرضی الزامات لگائے، ہمیں آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ادراک حضرت مسیح موعودؑ نے دیا 660

القاء

انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہونا، نیکی کا اور بدی کا القاء 147

الہام

الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ تقویٰ کے حصول کے پیچھے لگو 8

ایک ولی کو الہام ہونا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا 35

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا اگر میرا کوئی الہام قرآن و سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں 197

حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے حوالہ سے جماعتی ترقی اور غلبہ احمدیت کے متعلق واقعات بیان کرنا 637

امام

امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کا کوئی حقیقت نہ رکھنا، امام کی آواز پر فوراً لبیک کہنے میں ہی ترقی کا راز مضمر 164

امانت

عہدیداران کو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھنے کی نصیحت 386

حقیقی خدمت کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ فکر کے ساتھ ایک دوسرے کے کام آیا جائے 388

ہر احمدی اور عہدیدار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616

کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں 619

امت

نبی کا کمال اس کی امت کے کمال کو چاہتا ہے 8

آپؐ کا اپنی امت کو شیطان سے بچنے کے لئے دعا سکھانا 280

امن

جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دنیا کے مختلف ممالک میں امن کانفرنسیں اور پیس سمپوزیم ہونا 288

پیس کانفرنس اور پیس سمپوزیم میں شرکت کے بعد لوگوں کا برملا اظہار کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا 288

حقیقی خلافت کا اپنوں کے ساتھ ساتھ غیروں کی حالت کو بھی امن میں بدلنا 297

اسلام کا امن و صلح اور آشتی کا مذہب ہونا نہ کہ دہشت گردی کا 410

ایک اسلام سے مرتد شخص کا ٹویٹ میں حضور انور کی تصویر لگا کر استہزاءً لکھنا کہ اسلام امن کا مذہب... 412

ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542

جماعت کا صلح اور امن و آشتی کا پیغام دینا اور ساتھ دین کے

لئے قربانیاں بھی دینا 638

امور عامہ

قضا اور امور عامہ کو گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے کی ہدایت 56

امیر

بعض امیر مگر کنجوس لوگوں کا جماعت کے مجموعی چندے کو اپنی طرف منسوب کر لینا 382

انانیت

جلسہ پر آکر اپنی انانیت کو ختم کر کے صلح کرنے کی نصیحت 466

انبیاء (نیز دیکھیں نبی)

انبیاء کی تکالیف میں اللہ تعالیٰ کا عذاب اور ناراضگی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں 7

انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ تائیدات کے ساتھ مخالفتوں کا بھی ہونا، مگر ان مخالفتوں کا ایمان کو مضبوط کرنا 638

انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی چیز نہیں 660

انتخاب

انتخاب کے موقعہ پر ہر تعلق اور رشتے کو چھوڑ کر دعا کے بعد اپنی رائے دیں اور جو فیصلہ بعد میں ہو اس کو قبول کریں 91

ایک ملک کی ایک مجلس کی لجنہ کے انتخاب کے بعد وہاں سے حضور انور کو ایک خط کا آنا 91

انتقام

قرآن میں اصول انتقام 54، 56

عہدیداران کو فیصلہ کرتے وقت اس بات کو مد نظر رکھنے کی ہدایت، نہ زیادہ نرمی کی جائے اور نہ انتقام کی نیت سے فیصلہ 56

جماعت میں سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاح کے لئے ہوتی ہے 58

انتقام اور عفو و درگزر کے متعلق قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ 59

انٹرنیٹ

آجکل کی برائیوں میں سے ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی برائیاں بھی ہیں 279

اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو ٹی وی انٹرنیٹ اور بے ہودہ پروگراموں سے دور رکھا ہے؟ 672

انٹرویو

میڈیا کا بڑے نخرے کیا کرنا مگر اس دفعہ میڈیا والوں کا پیچھے پڑ کر وقت لینے کی درخواست کرنا، حضور انور کا انٹرویو بھی لینا 598

انجمن

قادیان کی مقامی انجمن کا جماعتی روایات کے خلاف ایک دفعہ ایک رپورٹ فارم شائع کر کے اس کو فروخت کرنا 189

انسان / انسانیت

ہماری تعلیم کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا تعالیٰ کی طرف لگا دے 9

نماز باجماعت کا انسان کو ذاتی فائدہ بھی ہوتا ہے مگر ساتھ جماعتی فائدہ بھی ہوتا ہے 36

تقویٰ کا انسان کو فضول دعوؤں سے بچانا 97

ترقی کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں دیدے 121

ہر انسان کا فرض کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے 130

خدا تعالیٰ کا منشاء کھول کر بتا دیا جائے پھر بھی انسان دعا کرتا رہے تو یہ امر بے ادبی میں داخل ہے 140

شیطان کا انسان کا ازل سے دشمن ہے اور رہے گا 143

شیطان کا آہستہ آہستہ انسان کے دل میں برائی ڈالنا 145

انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہونا، نیکی کا اور بدی کا القاء 147

شیطان کس کس طرح انسان کو اپنے قابو میں کرنے کے لئے حیلے کرتا ہے 149

خوف خدا سے انسان کا بہت سی برائیوں سے بچ جانا 150

انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی کا بہت ضروری ہونا 225

تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو بھی خیالات پیدا ہوں وہ نیک ہوں 226

ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب انسان ہر قسم کے شرک

سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے 271
شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے 279
دنیا کا اپنے مفادات کی خاطر خدمت انسانیت کرنا 287
چھوٹے گناہوں کا بڑا ہو کر انسان کو سیاہ کرنا 333
خدا تعالیٰ کی سچی محبت پانے کے لئے انسان کو کیسا ہونا چاہئے 344
معاہدوں کو توڑنے کے لئے انسان کا جھوٹ کا سہارا لینا 357
خدا تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے انسان کا بہت سی برائیوں سے بچ جانا 578
انسان پر بھروسہ کرنا یا اپنے نفس کو عظمت دینا اللہ کے نزدیک بت پرستی ہے 672
جب تک انسان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا 672

انصار اللہ

انصار اللہ کا عہد میں خلافت احمدیہ سے وفا اور تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کرنا 511

انصاف

انصاف کے لئے عدالت جانا جائز 129
قرآن کریم کے انصاف کے متعلق ایک مہمان کے جذبات 291
قرآن کریم کا انصاف کی تعلیم دینا 357
دنیا والے ہم سے پوچھ سکتے ہیں کیا تم انصاف اور ایمانداری کے ساتھ اپنے معاملات طے کرتے ہو؟ 615
ہر احمدی اور عہدیدار کو انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616
مرکزی عہدیداران اور صدران کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی ہدایت 617، 618

انقلاب

مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے اندر ایک بڑا انقلاب پیدا کریں 272
واقفین نو وقف زندگی کے عظیم عہد کو وفا کے ساتھ پورا کر کے دنیا میں انقلاب لا سکتے ہیں 566
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں میں انقلاب پیدا کرنا 587

انگریز

انگریزوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے الیگزینڈر رسل ویب تھے 65
مسلمانوں کا اور نام نہاد علماء کا حضرت مسیح موعودؑ پر انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگانا 373

انگوٹھی

حضرت مسیح موعودؑ کی تین انگوٹھیاں 41، 42
حضرت لالہ جان کا انگوٹھیوں کی تقسیم کے لئے قرعہ ڈالنا 41، 42
الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی کا قرعہ حضرت مصلح موعودؓ کے نام نکلنا 41
غرست لك...والی انگوٹھی کا قرعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے نام نکلنا 41
مولیٰ بس والی انگوٹھی کا قرعہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے نام نکلنا 41، 42
الیس اللہ...والی انگوٹھی کی بابت ایک تجویز 42

انوار الاسلام

ہندوستان میں اصلاح و ارشاد کے ساتھ شعبہ انوار الاسلام کا بھی کام کرنا 377

اہل حدیث

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اہل حدیث کا حنفیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا واقعہ بیان کرنا 199

اہمیت

جماعتوں کو قائم رکھنے کے لئے مساجد، مشن ہاؤسز اور معلمین کی ضرورت و اہمیت 20
کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت 40
مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت 45
دعا کی اہمیت اور صحابہؓ کے نمونہ کو آج بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے 62
علم کے ساتھ عملی تجربہ کی دنیا میں بہت اہمیت ہونا 133
مسجد مبارک قادیان کی اہمیت کے متعلق حضرت مصلح

موعودؑ کا بیان کردہ واقعہ 161
احادیث میں ہر جمعہ کی اہمیت کے متعلق بتایا جانا 368
تبلیغ کی اہمیت اور اس پہلو میں سخت محنت کی ضرورت 375
زکوٰۃ کے اہمیت اور اس کے نصاب کے متعلق وضاحت 578
مادی چیزوں کی کوئی کوئی اہمیت نہیں 651

اولاد

اللہ تعالیٰ کا نیکی کا اجر ضرور دینا، خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی نیکی کا فیض اولادوں کو بھی ملنا 250
اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھنے کی نصیحت 401

ایجاد

نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا جائز، ان کا غلط استعمال بدعت بنا دیتا ہے 158
حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کو جمعہ سے ساتھ خاص نسبت ہونا، اس (ٹی وی) ایجاد کے ذریعہ سے خلیفۂ وقت کے خطبہ کو بھی اس کا حصہ بنا دیا جانا 369

ایم ٹی اے (MTA)

ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ کا تربیت کا بڑا اچھا ذریعہ ہونا 135
تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ایم ٹی اے اور ویب سائیٹ پر پروگرام دیکھنے کی ہدایت 135
ایم ٹی اے یا وائس آف اسلام ریڈیو پر بعض دفعہ میوزک آجائے تو کوئی حرج نہیں، اس کا جواب 158
خلیفۂ وقت کا خطبہ سننے کی تاکید اور ایم ٹی اے کی سہولت 369
ایم ٹی اے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راستے کھولنا 458
دنیا بھر کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے کارکنان کا شکر گزار ہونے کی ہدایت 537
ایم ٹی اے کا خلافت سے جوڑنے کا ذریعہ ہونا 594
ایم ٹی اے اور حضور انور کے براہ راست خطبات سننے کی ہدایت 594

ایمان

افریقہ کے کے لوگوں کا ایمان میں ترقی کر کرنا 25
ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے 70
ایمان خدا تعالیٰ کے رحم کا نتیجہ 96
ایمان کی حفاظت نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق کی وجہ سے ہونا 134
نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہنا ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے 165
ایمان کو بہتر بنانے کے لئے اپنے جائزے لینے ضرورت 250
ایمان کی حالت کو پودے سے تشبیہ ہونا 260
ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے 271
جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے 321
قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہونا ضروری 350
ہندوستان میں مخالفت کے وجہ سے بعض کمزور ایمان والوں کا کمزوری دکھانا 377
دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے 619
مخالفتوں کا انبیاء کو بجائے خوفزدہ کرنے کے ایمان کو مضبوط کرنا 638
بعض پیشگوئیوں کا بظاہر چھوٹا ہونا مگر ان کی بہت سی باتوں کا ایمان میں بہت اضافہ کرنا 642

آتش بازی

آجکل نئے سال کا آغاز ہلڑبازی اور فائرورکس کر کے کرنا 1
آپؐ کا بچوں کو خوش کرنے کے لئے آتش بازی کا سامان منگوا کر دینا 231
حضرت مسیح موعودؑ کا جماعت کو آتش بازی کا حکم نہ دینا 232

آخرت

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً میں دنیا کو مقدم رکھنا، حسنۃ الدنیا جو آخرت میں حسنات کا

موجب بنے 4
پاک تبدیلی تقویٰ اور آخرت کی فکر سے پیدا ہونا 7

آرگنائز

کینیڈا میں دفتر اطفال کا آرگنائز طریق سے کام ہونا 28

آزادی

پردہ کے بارے میں اسلام کا آزادی کے ساتھ حدود بھی قائم کرنا، کھلی چھٹی نہ دینا 163
لڑکوں میں بھی آزاد معاشرے کی وجہ سے بعض برائیوں کا خاموشی سے داخل ہو جانا 278
شادی شدہ لوگوں کا بھی آزادی اور دوستی کے نام پر بلا روک ٹوک گھروں میں آنا گھروں کے ٹوٹنے کا باعث بننا 279
اس معاشرے میں جہاں لڑکے لڑکی کا آزادانہ ملنا کوئی عار نہ سمجھا جانا، ادھر احمدیوں کو خاص طور پر محتاط رہنے کی نصیحت 279
عیسائی خواتین کا جلسہ میں خواتین کے ساتھ بیٹھ کر زیادہ آزادی اور خود اعتمادی کا احساس محسوس کرنا 479

آسمان

آپؑ کے سلسلہ اور مسلمان میں فرق، ان کا مسیحؑ کا زندہ آسمان پر جان تسلیم کرنا، ہمارا آپؑ کی وفات پر یقین رکھنا 74
علماء کا آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونا 649

آگ

خدا تعالیٰ سے پیار رکھنے والوں کا آگ سے بچائے جانا 532

آئس کریم

دبئی کے ایک ہوٹل میں آئس کریم کی قیمت ساڑھے آٹھ سو ڈالرز ہونا 584

آئی پیڈ

آجکل کے والدین کا بچوں کے شور سے بچنے کے لئے ان کے ہاتھوں میں آئی پیڈ پکڑا دینا 67

بات / باتیں

دنیا میں بہت سے لوگوں کا لغو باتیں کرنا، جن کی وجہ سے مسائل کا پیدا ہونا 114
حضرت مصلح موعودؓ کا احسان، آپؓ کا اپنے خطبات و خطابات میں آپؑ کی بیان فرمودہ باتیں بیان کرنا 183
ایک اصولی بات، جو چیز ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے 190
معمولی سے باتوں کا بڑے نتائج پیدا کرنا اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کا بیان فرمودہ ایک واقعہ 192، 193
کسی بات کے متعلق خوابوں کو بنیاد بنانا غلط ہے خواہ وہ نیکی کی ہی بات ہو 198
روزہ کیا ہے؟، خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک ماہ اپنے آپ کو جائز باتوں سے روکنا 320
جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں نہیں نکل سکتیں 359
عہدیدار میں عاجزی، انکساری اور صبر کا معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے کیونکہ عہدیدار کو بعض دفعہ باتیں بھی سننی پڑتا 387
وقتی فتنے کے لحاظ سے کبھی بڑی بات کو نظر انداز کیا جانا اور کبھی چھوٹی سی بات پر ایکشن لیا جانا 403

بادشاہ

وہ دن دور نہیں جب یہ الہام کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پورا ہو گا 40

بارش

لوگوں کا آجکل قضا میں یا عدالت میں کیس کر کے دعا کی درخواست کرنے کی مثال، بارش کی طرح... 129

بائی سکوپ

شوریٰ کے موقع پر سینما اور بائی سکوپ کے جائز ہونے کے متعلق بحث 157

بت / بت پرستی

جھوٹ کو قرآن کریم کا بت پرستی کے ساتھ نسبت دینا 77
شرک صرف بتوں کو پوجنا ہی نہیں بلکہ اعمال میں ریا اور دکھاوے کا بھی شرک ہے 671

خداتعالیٰ کے نزدیک اپنے نفس کو عظمت دینا بھی بت پرستی 672

بچپن

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہونا 66
حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کی کہانیوں میں سے الٰہ دین کے چراغ کی کہانی کا بہت مشہور ہونا 92
حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کا ایک واقعہ 233

بچے / بچیاں

ایک احمدی بچے کی مالی قربانی کا ذکر 25
حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں سے تعلق ، کس طرح آپؑ تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے 66
بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے کی ہدایت 67
بچوں کو کس طرح سمجھانا ہے یہ باپ کی ذمہ داری 155
والدین کا بچوں پر بہت زیادہ سختی کرنا اور حد سے زیادہ صرف نظر کرنا دونوں باتیں تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں 155
حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں کو خوش کرنے کے لئے آتش بازی کا سامان لے کر دینا 231
بچے کبھی کبھی آتش بازی کر لیں تو کوئی حرج نہیں 232
ہر احمدی نوجوان اور بچے کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی پوری آگاہی حاصل کرے 237
بچوں اور بڑوں کی قربانی کی روح کی چند مثالیں 264
نوجوان بچیوں کا اپنا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کرنا 265
مسجد محمود کی تعمیر میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی قربانی کا جذبہ نظر آنا 269
بڑی عمر کی عورتوں اور خاص طور پر عہدیداران کے رویوں کا بچیوں کو دین سے نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے دور کرنا 282
عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
شدت پسندی کی انتہاء کا ایک واقعہ، ایک عورت کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قتل کر دیا جانا 298
رمضان کے متعلق بچوں کے سوالات 303
بارہ تیرہ سال کی عمر کے قریب ہر سال کچھ روزے رکھوا کر بچے کی مشق کروانی چاہئے 317
دعا کا فلسفہ اور اس ضمن میں ماں اور بچے کی مثال 341
حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں بچوں کی حالت، ایسے سبق دیئے جانا کہ جن کا آجکل کے بڑوں کے لئے سمجھنا بھی مشکل ہونا 405
ہر احمدی بچی کو بہت محتاط رہنے اور اپنے عہد کو بار بار دہراتے رہنے کی نصیحت 513
بچوں کو وقف کرنے کے بعد والدین کی ذمہ داری بڑھ جانا 562
جماعت میں بچوں کو وقف کرنے کا رجحان بڑھنا 562
وقف نو بچوں کے والدین کا حضرت مریمؑ کی طرح عہد کرنا 563
وقف نو میں شامل بچوں کی ماں کو بچوں کی ذمہ داریوں کا احساس بھی رہنا چاہئے 563

بخل

بخل ترقی کی بجائے ذلت کا موجب بننا 160

بد ظنی

بد ظنی کا مرض اور ساری برائیوں کا اس سے پیدا ہونا 360

بدعات / رسومات

جلد بازی کی وجہ سے غلط قسم کی بدعات پیدا ہو جانا 38
نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا جائز، ان کا غلط استعمال بدعت بنا دیتا ہے 158
حضرت مسیح موعودؑ کا بدعات کو ختم کرنے کے لئے آنا 158
وٹس ایپ پر ایک دوسرے کو 23 مارچ کے حوالہ سے مبارکباد دینے والوں کا بدعت میں پڑنے کا اعتراض 180
حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنے کی تلقین 254
رسوم اور بدعات کا گمراہی کی طرف لے کر جانا 675

بدی

سچ بولنے ملنے والی سزا اصل میں مخفی در مخفی بدیوں کی سزا

ہوتی ہے نہ کہ سچ کی سزا 79
ایمان خدا تعالیٰ کے رحم کا نتیجہ ہے، اعمال کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں ان میں بدی پیدا ہو سکتی ہے 96
انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہونا، نیکی کا اور بدی کا القاء 147

برائی

برائیاں دور کر کے نیکیوں کو قائم کرنے کی نصیحت 87
خدا کا خوف دل میں ہونے سے انسان کا بہت سی برائیوں سے بچ جانا 150
حضرت مسیح موعودؑ کا بڑے درد کے ساتھ برائیوں کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلانا 256
قرآن کریم کی آیت کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کہ برائیاں کس طرح پھیلتی ہیں 277
لڑکوں میں بھی آزاد معاشرے کی وجہ سے بعض برائیوں کا خاموشی سے داخل ہو جانا 278
برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی برائیاں بھی ہیں 279
بد ظنی کا مرض اور ساری برائیوں کا اس سے پیدا ہونا 360
خدا تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے انسان کا بہت سی برائیوں سے بچ جانا 578
ہر احمدی کا تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کرنا 619

برداشت

سربراہوں میں برداشت کا مادہ نہ ہونا 409

برکات / برکت

اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول سال کے پہلے دن ہی نہیں بلکہ بارہ مہینوں اور 365 دنوں کو بابرکت کرے گا 2
نئے سال کی مبارکباد اور اس سال کو ہمارے لئے ذاتی اور جماعتی طور پر برکات کا باعث بنانے کی دعا 16
چندے کی برکات کے متعلق واقعات 21 تا 26
ابو حنیفہؒ سے بغداد کے بادشاہوں کا برکت ڈھونڈنا 40
وہ دن دور نہیں جب یہ الہام کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پورا ہو گا 40
کپڑوں سے مراد کتب حضرت مسیح موعودؑ کا ہونا، کتب سے برکت تلاش کرنے کی نصیحت 41
حضرت مصلح موعودؓ کا حضورؒ کی ایک تحریر کو محفوظ کرنے کے لئے انڈونیشیا بھجوانا اور اس لئے بھی کہ جماعت اس سے برکت حاصل کر سکے 42
اگر حضرت مسیح موعودؑ کا مان کر اپنی عملی اصلاح نہیں کریں گے تو بیعت سے ملنے والی برکات سے فیض نہیں پا سکیں گے 260
سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہونا 305
جلسہ کے شاملین کو جلسہ کی برکات سے حصہ لینے کی نصیحت 433

بزدلی

رہبانیت اختیار کرنا بزدلوں کا کام 3

بعثت

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد، جھوٹ سے اجتناب 74
حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کا مقصد خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا بتایا ہے 286

بغاوت

اسلامی ممالک میں ہونے والی ہڑتالوں اور بغاوتوں کا عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینی کی وجہ سے ہونا 184
ترکی میں ہونے والی بغاوت کا کسی بھی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہونا 409

بنیاد / بنیادی

اسلامی مسائل کی بنیاد تفقّہ فی الدین پر ہے 163
کسی بات کے متعلق خوابوں کو بنیاد بنانا غلط ہے خواہ وہ نیکی کی بات ہو 198
روزوں کا اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہونا 302
اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے 303
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499

بیعت

خالی بیعت کرنے سے خدا کا راضی نہ ہونا 15
ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ 251
اگر حضرت مسیح موعودؑ کا مان کر اپنی عملی اصلاح نہیں کی تو بیعت کے بعد ملنے والی برکات سے محروم رہیں گے 260
عہد بیعت کو پورا کرنے کا عہد کرنے کی نصیحت 374
جلسہ کی کارروائی اور احمدیوں کے حسن سلوک اور رویّے کو دیکھ کر بعض افراد کا بیعت کرنا 472
حضور انور کے خطبات اور تقاریر سے متاثر ہو کر ایک مہمان کا بیعت کرنا 472
تائی صاحبہ کی بیعت کا واقعہ 642
حضرت مسیح موعودؑ کا ہر احمدی سے عہد بیعت لینا اور شرائط بیعت کی صورت لائحہ عمل سامنے رکھنا 671
اگر ہم ٹی وی، انٹرنیٹ پر بے ہودہ پروگرام دیکھ رہے ہیں تو عہد بیعت سے دور ہٹ رہے ہیں 672

بیماری

حضرت مسیح موعودؑ کا قاعدہ تھا کہ بیمار ہونے پر طبیب اور ڈاکٹر دونوں کی دوائی کھاتے تھے 159
بیمار کا دل نرم ہوتا ہے، بیمار پر حق اور صداقت کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے 162
حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ڈاکٹر کو بیماروں کو تبلیغ کرنے کی ہدایت فرمانا 162
نماز کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتّٰی کہ جنگ اور بیماری کی حالت میں بھی 279
سفر اور بیماری میں روزہ جائز نہیں 309
بیمار ہونے پر روزہ کھول دینے کے متعلق ایک روایت 315

پابندی

حضرت مسیح موعودؑ کی نماز باجماعت کی پابندی 35
بعض خاوندوں کا حق مہر کی ادائیگی کرنا تو دور رہا، عورت کی کمائی پر اور اس کے خرچ پر بھی پابندی لگا دینا 187

پردہ

قرآن کریم میں پردہ کے متعلق احکامات 162
مغربی ممالک میں عورتوں کے حقوق کے نام پر پردہ کا مسئلہ اور دہشتگردی کو ختم کرنے کے نام پر اعتراض کیا جانا 162
پردہ کے بارے میں اسلام کا آزادی کے ساتھ حدود بھی قائم کرنا، کھلی چھٹی نہ دینا 163
مغربی معاشرے میں پردے کو عورتوں کے حقوق غصب کرنے کا ذریعہ سمجھا جانا 277

پرہیز

واقفین زندگی کو جنک فوڈ سے پرہیز کرنے کی ہدایت 397
لغویات سے پرہیز 467، 468

پریس (نیز دیکھیں میڈیا)

تبلیغ میں جماعت کے پریس اور میڈیا کے شعبہ کا بڑا کردار ادا کرنا 404
اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ پریس اور میڈیا کا توقعات سے بڑھ کر ریسپانس ملنا 598

پسند

شادی بیاہ کے موقع پر لڑکیوں کی پسند رشتے میں ہونی چاہئے مگر آپؐ کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ناپسند کرنا 203
حضرت مسیح موعودؑ کا حضرت مصلح موعودؓ کو تصویر دکھا کر پسند پوچھ کر پھر آپؓ کی شادی کرنا 204
حقیقی مومن کی نشانی، جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی چاہتا ہے 499

پولیس

ربوہ میں پولیس کے ادارے کاؤنٹر ٹیررازم کا تحریک جدید کے دفاتر پر ریڈ، کارکنان کی گرفتاری 638، 639
اللہ تعالیٰ پولیس کو عقل دے اور حقیقت کو سمجھنے توفیق 639

پیار (نیز دیکھیں محبت)

عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد

اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499
خدا تعالیٰ سے پیار رکھنے والوں کا آگ سے بچائے جانا 532

پیدائش

خدا تعالیٰ نے ہماری پیدائش کی اصلی غرض اپنی عبادت رکھی ہے 211
سب سے بنیادی حکم جو ہر وقت ہمیں یاد رکھنا چاہئے وہ مقصد پیدائش عبادت ہے 351
مسلمانوں کی حالت پر افسوس، محسن انسانیت کی پیدائش کی خوشی منانا مگر اندر سے دلوں کے پھٹنے کا مصداق ہونا 648

پیری سکوپ(Periscope)

ٹوئٹر، انسٹاگرام، فیس بک اور periscope کے ذریعہ کینیڈا کے جلسہ کا بیس لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا 545

پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعودؑ کے تائیدی نشانات، طاعون، نہریں نکالنا، اور قرآنی پیشگوئیاں 636
بعض پیشگوئیوں کا بظاہر چھوٹا ہونا مگر ان کی بہت سی باتوں کا ایمان میں بہت اضافہ کرنا 642
الہام 'تائی آئی' میں تین پیشگوئیاں ہونا 644

پیشگوئی مصلح موعود

20فروری کے دن کا جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد کیا جانا 100
حضرت مصلح موعودؓ کا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونے کا اعلان فرمانا 101
حضرت مسیح موعودؑ کا پیشگوئی مصلح موعود کا واقعات کی روشنی میں تطابق 105 تا 111
20فروری کے دن کا جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد کیا جانا 100

پیغام

وسائل سے بڑھ کر اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانا 299
ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542
مسجد کی تعمیر پر یہاں رہنے والے ہر شخص تک احمدیت کا پیغام پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت 579
جماعت کا صلح اور امن و آشتی کا پیغام دینا اور ساتھ دین کے لئے قربانیاں بھی دینا 638
دہلی جماعت کا فرض، حکمت سے آپؑ کا پیغام پہنچانا 645

پیغامی

قبولیت دعا کے متعلق پیغامیوں کو حضرت مصلح موعودؓ کا چیلنج 380

تاثرات

جلسہ کے متعلق بعض مہمانوں کے تاثرات 440 تا 448
جلسہ میں شامل ہونے والے بعض افراد کے جلسہ کے متعلق تاثرات 540
جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا اچھا تاثر لے کر جانا 543
کینیڈا کے مختلف فنکشنز کے متعلق بعض تاثرات 599 تا 611

تاجر

تاجروں کا فاسق ہونا، سودا بازی کرتے ہوئے جھوٹ بولنا 673

تباہی

گناہوں کی انتہا کی وجہ سے یہ زلزلے، طوفان اور تباہیاں آنا 87
دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہونا 661

تبرکات

حضرت مصلح موعودؓ کا انجمن کو حضرت مسیح موعودؑ کے تبرکات کو صحیح طور پر محفوظ کرنے کی ہدایت 41
ربوہ اور قادیان میں تبرکات کو محفوظ کرنے کا کام ہو رہا ہے اور کافی حد تک ہو چکا بھی ہے 41

تبلیغ

آپؑ کا تبلیغ کے لئے خاندان کے لوگوں کو دعوت دینا 33

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ڈاکٹر کو بیماروں کو تبلیغ کرنے کی ہدایت فرمانا 162
ہر احمدی کا فرض، نیک نمونے قائم کر کے تبلیغ کا حق ادا کرے 259
تبلیغ کی اہمیت اور اس پہلو میں سخت محنت کی ضرورت 375
حکمت کے ساتھ تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانے کی ہدایت 376
دنیا کے ممالک کو تبلیغ کے کام میں وسعت دینے کی ہدایت 377
پرانے لوگوں کا شوق تبلیغ 379
تبلیغ کے لئے مغربی ممالک میں پلے بڑھے نوجوان کارکنان کا مہیا ہونا 391
مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری کہ میٹنگز کا باقاعدہ انعقاد کر کے تبلیغی کاموں کا جائزہ لیں 394
حضرت مصلح موعودؓ کی تبلیغ کے متعلق ہدایات 403
تبلیغ میں جماعت کے پریس اور میڈیا کے شعبہ کا بڑا کردار ادا کرنا 404
جلسہ اور اس کے ماحول کا ایک خاموش تبلیغ کا ذریعہ بننا 474
مسجد کا تربیت اور تبلیغ کے لئے انتہائی اہم ہونا 575

تجربہ

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے نوجوانوں کو تجربہ کار لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ہدایت 133
علم کے ساتھ عملی تجربہ کی دنیا میں بہت اہمیت ہونا 133

تجسس

اللہ تعالیٰ کا تجسس اور کھود کھود کر عیب نکالنے سے روکنا 360

تجویز / تجاویز

الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی کی بابت ایک تجویز 42
ایک رشتہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تجویز دینا 202
حضرت مسیح موعودؑ کا رشتہ ناطہ کے لئے لڑکے اور لڑکیوں کے کوائف پر مشتمل ایک رجسٹر بنانے کی تجویز 202

تحریک / تحریکات

جماعت میں جاری دو مستقل تحریکات، تحریک جدید اور وقف جدید 18
وقف جدید کی تحریک کا پہلے صرف پاکستان کے لئے ہونا پھر بعد میں تمام دنیا کے لئے کر دیا جانا 18
چالیس روزے ہفتہ وار رکھنے کی تحریک 98
نوافل، صدقات اور دعا کی تحریک 98
حضور انور کا حضرت مصلح موعودؓ کی سات روزوں اور دعاؤں والی کی تحریک کو دوبارہ جماعت میں جاری کرنا 98
پاکستان کے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور چلانے، دعا، صدقات اور روزے کی تحریک 99
جماعت کو حضرت مصلح موعودؓ کے علم و معرفت کے کلام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی تحریک 111
حضرت مصلح موعودؓ کا تحریک جدید پر اعتراضات کا جواب دینا 136
حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کی طرح پرانی تحریک کا نام جدید رکھ دینا اور اس کی حکمت 137
شام اور عراق میں خلافت کے نام پر جاری ہونے والی تحریک کا زور ختم ہو جانا 298
اللہ تعالیٰ کا مختلف ممالک کے لوگوں کے دلوں کو تحریک کرنا، رؤیا کے ذریعہ صداقت کا بتانا 450
پاکستان کے لئے دعا کی تحریک 639
حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر پورے ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد ہونا 652
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وقف نو کی تحریک کا آغاز فرمانا 562
الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 679

تحریک جدید

تحریک جدید اور وقف جدید کے مقاصد کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت 19
تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور افراد جماعت کے مالی قربانی کے واقعات 587
جماعت میں جاری دو مستقل تحریکات، تحریک جدید اور وقف جدید 18

دفتر اطفال صرف وقف جدید میں ہوتا ہے تحریک جدید میں نہیں ہوتا 28
ربوہ میں پولیس کے ادارے کاؤنٹر ٹیررازم کا تحریک جدید کے دفاتر پر ریڈ، کارکنان کی گرفتاری 638، 639

تحریف

قرآن کریم کا تحریف سے پاک ہونا 7

تحقیر

حضرت مصلح موعودؓ کی تنبیہ، ہنسی مذاق جائز ہے مگر تحقیر جائز نہیں 382

تحقیق

شکایت کرنے والے کے متعلق پہلے تحقیق کرنے کا قرآنی حکم 626

تدبر

قرآن کریم پر غور و تدبر کرنے کی نصیحت 132

تراویح

تراویح کے متعلق آپؐ کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات 318
تراویح کے متعلق سوالات کے جوابات 318، 319

تربیت

تربیت کے لئے ضروری ہے کہ چندے کے نظام میں شامل کیا جائے 21
حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں سے تعلق، کس طرح آپؑ تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے 66
صحیح تربیت کے لئے ماں باپ کو مل کر بچوں کی تربیت کی کوشش کرنی چاہئے، باپ کو بھی بچوں کو وقت دینا چاہئے 67
پہلے والدین کا بچوں کی تربیت کے لئے محنت کرنا 67
حضرت مسیح موعودؑ کا عورتوں کی تربیت کے لئے عورتوں کو مختلف لیکچرز دینا 71
ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ تربیت کا بڑا اچھا ذریعہ ہے 135
ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ سے ہر احمدی کو تربیت کی غرض سے جڑنے کی ضرورت 135
اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ایم ٹی اے اور ویب سائیٹ پر پروگرام دیکھنے کی ہدایت 135
بچوں کی تربیت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کہاں سختی کرنی ہے اور کہاں نرمی 155
والدین کا بچوں پر بہت زیادہ سختی کرنا اور حد سے زیادہ صرف نظر کرنا دونوں باتیں تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں 155
افراد جماعت کی تربیت پر مامور افراد کی ذمہ داری، اپنے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283
تربیت کا کام سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع کرنے کی ہدایت 385
اگر شعبہ تربیت فعال ہو تو دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جانا 385
سیکرٹریان تربیت کو اپنے نمونے جماعت کے سامنے قائم کرنے کی ہدایت 385
مسجد کا تربیت اور تبلیغ کے لئے انتہائی اہم ہونا 575

ترقی

افریقہ کے دور دراز ملکوں کے لوگوں کا ایمان میں ترقی کرنا 25
ایک بنیادی اصول، جلسے اور اجتماع پر روحانیت کی ترقی کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے 95
جماعت کا ہر روک کے مقابلہ میں ترقی کرتے چلے جانا 99
ترقی کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں دیدے 121
جماعت کی ترقی کے لئے نوجوانوں کے لئے ایک اہم ہدایت 133
بخل ترقی کی بجائے ذلت کا موجب بننا 160
امام کی آواز پر فوراً لبیک کہنے میں ہی ترقی کا راز مضمر ہونا 164
جہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو وہاں مسجد بنا دینی چاہئے 267
حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے حوالہ سے جماعتی ترقی اور غلبہ احمدیت کے متعلق واقعات بیان کرنا 637
پاکستانی مولویوں، مذہبی لیڈروں یا دنیاوی طاقتوں کا جماعت

کی ترقی میں روک نہ بن سکنا 646

ترنگڑی

ترنگڑی (بھوسہ اٹھانے والا تین شاخہ آلہ) کا مغربی ممالک میں بھی ٹیکنالوجی کے آنے سے قبل استعمال ہونا 131

تسبیح

حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہم کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں 72

تصویر

حضرت مسیح موعودؑ کا تصویر کھنچوانے کا مقصد 157

حضرت مسیح موعودؑ کا حضرت مصلح موعودؓ کو تصویر دکھا کر پسند پوچھ کر پھر آپؓ کی شادی کرنا 204

ایک اسلام سے مرتد شخص کا ٹویٹ میں حضور انور کی تصویر لگانا 412

اعتکاف کے دوران تاش کھیلتے ہوئے افراد کی ایک تصویر 467

تضاد

ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے 386

تعلیم / تعلیمات

ہماری تعلیم کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا تعالیٰ کی طرف لگا دے 9

والدین کو اور نوجوانوں کو خود بھی اپنی دینی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے 12

آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر آنے والی بڑی آفت، ان کو دینی تعلیم سے مطلق مسّ نہیں ہوتا 12

خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو باہم اتفاق اور اجتماع کی تعلیم دی جانا 13

اسلام کی تعلیم کا ہی ہر زمانے میں ہر مسئلے کا حل ہونا 55

قرآن کریم میں عفو و درگزر کی تعلیم 58

انتقام اور عفو و درگزر کے متعلق قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ 59

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہونا 66

ہڑتال کا اسلامی تعلیم کے خلاف ہونا 88

اسلام کی تعلیم کو دنیا میں لاگو کرنے والے بنیں 176

بعض عہدیداران کا جماعتی روایات اور اسلامی تعلیم کے خلاف حرکات کر جانا 189

ایک اصولی بات، جو چیز ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے 190

حضرت مسیح موعودؑ کا اسلام کی حقیقی تعلیم کو قائم کرنے اور آپؑ کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنے کے لئے آنا 234

ہر احمدی نوجوان اور بچے کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی پوری آگاہی حاصل کرے 237

حضرت مسیح موعودؑ کا اسلامی تعلیم کے مطابق ہماری حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف رہنمائی فرمانا 246

اکثر لوگوں کا اس بات کا اظہار کرنا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے 288

پیس کانفرنس اور پیس سمپوزیم کے شرکاء کا برملا اظہار کرنا کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا 288

قرآن کریم کا انصاف کی تعلیم دینا 357

اسلام کے نام پر ہونے والے جہاد اور ظلم کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہ ہونا 408

مسلمان ممالک کے سربراہان اور ان کے پروردہ علماء نہ اسلام کی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں 408

گزشتہ دنوں ترکی میں ہونے والی بغاوت کا کسی بھی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہونا 409

دنیا کے دل صرف اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر جیتے جاسکتے ہیں نہ کہ شدت پسندی سے 410

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر ملک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرنا 411

اسلام کی ہی تعلیم کو اپنا کر مسلمان دنیا میں دوبارہ اسلام کی شان و شوکت قائم کر سکتے ہیں 411

تعلیم مکمل کرنے والے واقفین نو کو ایک نصیحت 565

دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم کا ہونا 613

ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے، نہ گالیوں کا جواب دینا ہے 662
اگر ہمارے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں تو یہ تقویٰ نہیں 665
آپؐ کا اسلامی تعلیم کا نچوڑ نکال کر ہمارے سامنے رکھنا 671

تفرقہ

غیر احمدیوں کی طرف رشتہ نہ کرنے کا الزام، یہ تفرقہ نہیں بلکہ تفرقہ سے بچانے کی کوشش ہے 201

تفریح

ہر قسم کے فضولیات اور دنیاوی غلط تفریح سے روکنے کے لئے ایک دعا 280
دنیا میں تفریح کے نام پر بے ہودگیاں ہونا 280

تفقہ فی الدین

اسلامی مسائل کی بنیاد تَفَقُّہ فی الدین پر ہے 163
حضرت مسیح موعودؑ کے تفقہ فی الدین کا ایک واقعہ 163

تقاریر (نیز دیکھیں خطاب / خطبات)

بعض لوگوں کا علماء و مقررین کی تقاریر وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سننا 130
ایک ڈینش مہمان کو حضور انور کی تقریر سن کر بہت زیادہ تسکین اور خوشی ہونا 289
جلسہ سالانہ کی تقاریر کے عناوین کی منظوری کا طریق 429
جلسہ کی تقاریر کو متوجہ ہو کر خاموشی سے سننے کی ہدایت 430
حضور انور کے خطبات اور تقاریر سے متاثر ہو کر ایک مہمان کا بیعت کرنا 472

تقویٰ

پاک تبدیلی تقویٰ اور آخرت کی فکر سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی آخرت میں سرخرو کرتا ہے 7
متقی ہونا بڑا مشکل ہے، معمولی سے بات پر بھی غصہ نہ آئے، اگر اللہ سامنے یاد رہے گا تو کبھی غصہ نہیں آئے گا 8
قرآن کریم کا تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلانا 8، 323
اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 9
تقویٰ ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں 15
تقویٰ کا انسان کو ایسی دعووں سے بچانا کہ میں یہ کر دوں گا، وہ کر دوں گا وغیرہ 97
خدا تعالیٰ سے تعلق اور تقویٰ پیدا کرنے کی نصیحت 120
جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین 251
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنی حالتوں میں ایسے ہیں کہ تقویٰ و طہارت کا نمونہ بن سکیں 255
اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے 303
قرآن کریم کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے 311
تقویٰ کیا ہے اور اس کے حصول کے ذرائع 321 تا 325
تقویٰ ہر ایک نیکی کی جڑ ہے 323
تقویٰ کے اجزاء کی وضاحت 328
جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہونا 332
جماعتی کام کرنے والے عہدیداران کو تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے کام کرنے کی ہدایت 385
جلسہ کے مقاصد میں سے اہم مقصد تقویٰ میں ترقی 523
ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول 584
اگر ہماری باتوں میں دوسروں کی طرح عقل سے ہٹ کر صرف جوش ہے تو یہ تقویٰ نہیں 665
اگر ہمارے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں تو یہ تقویٰ نہیں 665
دوسرے مسلمانوں میں بغیر رہنما کے تقویٰ سے دور ہو کر بگاڑ پیدا ہونا 665

تکبر / متکبر

شیطان کا تکبر کی طرف بلانا 147
مومن کو تکبر سے بچنا چاہئے 149
متکبر جنت میں داخل نہیں ہو گا 675

تکلیف / تکالیف

انبیاء کی تکالیف میں اللہ تعالیٰ کا عذاب اور ناراضگی کا اظہار نہ ہونا 7

آپ کو ایسی تکلیف میں ڈالنا بھی غلط ہے جس کی طاقت نہ ہو 198
کیا دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے رہے؟ 675

تلاوت قرآن کریم

ایک مولوی کا ایک عربی گانے کو قرآن کی تلاوت سمجھنا 158
رمضان کے دوران تلاوت اور درس قرآن کی طرف توجہ دینے کی طرف نصیحت 326
واقفین نو کو روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے کی ہدایت 569

تلقین (نیز دیکھیں نصائح)

اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا ہمارے کام، عمل اور فیصلے قرآن و حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں 196
خود احمدیت قبول کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی تلقین 250
جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین 251
ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ 251
ہر قسم کے شرک اور بدعات سے دور رہنے کی تلقین 254
عہدیداران کو دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین 256
عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
ان دنوں میں خاص طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا کرنے کی تلقین 347
واقفین نو کو قربانی اور عبادات کے معیار بلند کرنے کی تلقین 566
واقفین نو کو مختلف دوروں میں گزرتے ہوئے خود فیصلے کرنے کی بجائے جماعت سے پوچھنے کی تلقین 570
لغویات اور عیاشیوں کی بجائے ہمدردئ مخلوق اور ان سے حسن سلوک پر خرچ کرنے کی تلقین 584
ہر احمدی اور عہدیدار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616
دعاؤں کے معیار حاصل کرنے کے متعلق اپنے جائزے لینے کی تلقین 663

تلوار

تلوار کے زخم سے زبان کے زخم کا زیادہ شدید ہونا 69

تنبیہ

اللہ تعالیٰ کا مومنین کو شیطان کے قدموں پر نہ چلنے کی تنبیہ فرمانا 275
حضرت مصلح موعودؓ کی تنبیہ، ہنسی مذاق جائز ہے مگر تحقیر جائز نہیں 382

تنظیم

دہشت گرد تنظیموں کا مغربی ممالک میں معصوم لوگوں کو قتل کر کے اسلام کو بدنام کرنا 409
لجنہ کی تنظیم میں پندرہ سال کے بعد سب لڑکیوں کا شامل ہونا 282

تنویر

تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو بھی خیالات پیدا ہوں وہ نیک ہوں 226

تہجد

بہت سے احمدیوں کا نئے سال کا آغاز رات کو عبادت میں یا صبح جلدی اٹھ کر نوافل پڑھ کر کرنا 2
حضرت مسیح موعودؑ کا جماعت کو نوافل اور نماز تہجد کی طرف توجہ دلانا 214
حضرت میر اسماعیل صاحبؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ تہجد پڑھنے اور سحری کھانے کے متعلق روایت 306
چند امور کا جائزہ، نماز تہجد کی طرف توجہ رہی؟ 674

توبہ (نیز دیکھیں استغفار)

مستقل توبہ و استغفار اور اللہ کے فضل و رحم کو مانگنا انجام بخیر کی طرف لے جاتا ہے 96

توحید

حضرت مسیح موعودؑ کا دو ہی مسئلے لے کر آنا، ایک خدا تعالیٰ کی توحید، دوسرا آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرنا 13
اگر انجیل اور قرآن اور دیگر صحف انبیاء دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا کی توحید ثابت تھی 175

توحید صرف منہ سے لا الہ الا اللہ کہنا نہیں... 672

توکل

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَ کِیْلًا میں اشارہ، آپؐ کے بعد خلافت کا نظام بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور انحصار کرے اور اسی سے مدد مانگے 18

حضرت مسیح موعودؑ کے توکل کا ایک واقعہ 38

مسلمانوں کا غلط قسم کا توکل کر کے ہاتھ پیر ہلانا چھوڑ دینا 38، 39

ٹنڈا

حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کا واقعہ، ایک ٹنڈے شخص کا اپنا ٹنڈا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر کہنا کہ مرزا دوڑ گیا 233

ٹویٹر (Twitter) / ٹویٹ (Tweet)

بزرگوں کے پرانے کارڈز نکال کر یا پرانی کتب کی دوکانوں سے خرید کر ٹویٹر پر پھیلانے کی ممانعت 157

ٹویٹر پر نظر رکھنا اور جواب دینا ہمارا کام ہے 412

اسلام سے مرتد شخص کا ٹویٹ 412

ٹوئٹر، انسٹاگرام، فیس بک اور periscope کے ذریعہ کینیڈا کے جلسہ کا بیس لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا 545

ٹی وی

آجکل کے والدین کا بچوں کے شور سے بچنے کے لئے ان کو ٹی وی یا کمپیوٹر کے سامنے بٹھا دینا 67

برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی برائیاں بھی ہیں 279

اپنے آپ کو ٹی وی اور بے ہودہ پروگراموں سے دور رکھنے کے متعلق اپنے جائزے لینے کی ہدایت 672

ٹیکنالوجی

ترنگڑی (بھوسہ اٹھانے کے لئے تین شاخہ آلہ) کا مغربی ممالک میں بھی ٹیکنالوجی کے آنے سے قبل استعمال ہونا 131

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے نوجوانوں کو نئی ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کی ہدایت 133

ٹھوکر

جلد بازی سے کام لیتے ہوئے کسی بات کی گہرائی میں جائے بغیر رائے قائم کرنے سے بعض کمزور افراد کو ٹھوکر لگنا 37

ایسے نمونے دکھاؤ جو دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہوں 257

ثواب

جمعہ پر آنے والوں کا ثواب 370، 371

مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کا بھی ایک ثواب ہے 435

جامعہ احمدیہ

نظارت اشاعت پاکستان، جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء کا بڑی محنت سے کتاب فقہ المسیح تیار کرنا 228

جامعہ کے طالب علم رضا سلیم صاحب کی ایک حادثے میں وفات اور ان کا ذکر خیر 488 تا 498

جان

خدا تعالیٰ کے وعدے پر کہ احمدیت نے غالب آنا ہے اتنا یقین ہونا کہ جتنا اپنی جان پر بھی یقین نہیں ہے 98

جان، مال، اور وقت قربان کرنے کی مثالوں کا حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں ہی ملنا 573

سچ بولنے کا بڑا بھاری محل و موقع وہی ہے جس میں اپنی جان، مال یا آبرو کا اندیشہ ہو 672

جائزہ

ہمیں اور خاص طور پر عہدیداران کو اپنا جائزہ لینے کی نصیحت 12

اسائیلم کے معاملہ میں بھی اپنا جائزہ لیں کہ غلط بیانی تو نہیں کر رہے 81

اپنا جائزہ لینے کی ہدایت کہ کہیں کاروبار کے لئے غلط بیانی سے کام تو نہیں لے رہے؟ 81

نمازوں کے حق ادا نہ کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی نصیحت 123

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اشاروں کو ہم کس حد تک سمجھتے ہیں 166

اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا ہمارے کام، عمل اور فیصلے

قرآن وحدیث کے مطابق ہیں یا نہیں 196
خود احمدیت قبول کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی تلقین 250
ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ 251
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنی حالتوں میں ایسے ہیں کہ تقویٰ وطہارت کا نمونہ بن سکیں 255
نئے اور پرانے احمدیوں کو اپنے جائزے لینے کی ہدایت 260
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہے 261
جو لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 337
مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری کہ میٹنگز کا باقاعدہ انعقاد کر کے تبلیغی کاموں کا جائزہ لیں 394
دعاؤں کے معیار حاصل کرنے کے متعلق اپنے جائزے لینے کی تلقین 663
اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت، کمزوروں کو اپنے جائزے لینے چاہئیں 667
اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہماری نمازیں، صدقات، قربانیاں کہیں غیر اللہ کو خوش کرنے کے لئے تو نہیں 671
ہر احمدی کو نئے سال کا آغاز دعا اور اپنے جائزے لیتے ہوئے کرنے کی نصیحت 671
کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دور رکھا ہے جن سے دل میں گندے خیالات پیدا ہو سکتے ہیں 672
کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گذرا؟ 672
اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو ٹی وی انٹرنیٹ اور بے ہودہ پروگراموں سے دور رکھا ہے جن سے دل میں گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں؟ 672
نمازوں کے متعلق اپنا جائزہ، کیا ہم پانچ وقت نمازوں کا التزام کرتے رہے 674
چند امور کا جائزہ، نماز تہجد کی طرف توجہ رہی؟ باقاعدگی سے آپؐ پر درود بھیجتے رہے؟ باقاعدگی سے استغفار کرتے رہے 674

جذبات / جذبہ

عقل کے استعمال کے ساتھ جذبات کو بھی کنٹرول کرنا چاہئے 69
شیطان کا جھوٹ، ظلم، جذبات اور تکبر کی طرف بلانا 147
کیا ہم اپنے ایمان اور عملوں کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں یا محض وقتی جذبہ کے تحت احمدیت قبول کی 250
انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی کا بہت ضروری ہونا، ایک سوچ اور فکر دوسری لطیف جذبات 225
عہدیداران کو عہدہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر گذاری اور دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین 256
مسجد محمود کی تعمیر میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی قربانی کا جذبہ نظر آنا 269
حقیقی خدمت کا جذبہ 388
بعض لوگوں کا خدمت کے جذبہ کے باوجود مزاج کے الگ ہونے کی وجہ سے عدم حوصلہ کا شکار ہو جانا 421
کسی حادثے کے موقع پر فضول تبصروں کی بجائے ہمدردی کے جذبات کا اظہار کرنا چاہئے 491

جلد بازی

جلد بازی سے کام لیتے ہوئے کسی بات کی گہرائی میں جائے بغیر رائے قائم کرنے سے بعض کمزور افراد کو ٹھوکر لگ جانا 37
جلد بازی کی وجہ سے غلط قسم کی بدعات پیدا ہو جانا 38
جلد باز طبیعت والے لوگوں کا بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا 161

جلسہ

جلسے یا اجتماع ہوں، جب روحانیت کی ترقی کے لئے اکٹھے ہوں تو اس کے حصول کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے 95
جلسہ سالانہ برطانیہ پر مہمانوں کی آمد، انتظامیہ کو مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کی نصیحت 419
جلسہ کے انتظامات اور مہمان نوازی کے متعلق ہدایات 422 تا 428

جلسہ پر آنے والے ہر مہمان کی بلا تخصیص خدمت کرنے کی ہدایت 425
جلسہ کے پروگرام، مقررین اور عناوین کی منظوری کا طریق 429
جلسہ کی تقاریر کو متوجہ ہو کر خاموشی سے جلسہ گاہ میں بیٹھ کر سننے کی ہدایت 430
جلسہ کے دوران بجائے جلسہ سننے کے مارکیوں میں خوش گپیاں لگانے کی شکایت 430
جلسہ میں شامل ہونے والے احمدیوں کا مقصد صرف مہمان بن کر رہنا نہیں ہونا چاہئے بلکہ جلسہ کی برکات سے حصہ لیں 433
جلسہ کے روحانی ماحول کا اپنوں اور غیروں کا اظہار کرنا 438
جلسہ سالانہ برطانیہ کا خلیفۂ وقت کی موجودگی کی وجہ سے انٹرنیشنل جلسہ بن جانا 439
جلسہ کے متعلق بعض مہمانوں کے تاثرات 440تا448
جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا اچھا تأثر لے کر جانا543
میڈیا میں جلسہ کی گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال زیادہ کوریج ہونا 446
جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد 462
حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ جلسہ کی اغراض کا تین باتوں کے گرد گھومنا 465
جلسہ پر آکر اپنی انانیت کو ختم کر کے صلح کرنے کی نصیحت466
جلسہ کی کارروائی اور احمدیوں کے حسن سلوک اور رویّے کو دیکھ کر بعض افراد کا بیعت کرنا 472
جلسہ اور اس کے ماحول کا ایک خاموش تبلیغ کا ذریعہ بننا474
جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کا آغاز 522
جلسہ کے مقاصد میں سے اہم مقصد تقویٰ میں ترقی 523
جلسہ کے تین دن خاص طور پر دعاؤں میں گزارنے اور جلسہ کے پروگراموں کو سننے کی نصیحت 533
جلسہ میں شامل ہونے والے بعض افراد کے تاثرات 540
جلسہ کے متعلق میڈیا کی کوریج 545
پاکستان کے جو احمدی اس سال قادیان جلسہ پر نہیں جا سکے ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے سامان پیدا کرنے کی دعا 679

جلسہ سیرت النبیؐ

جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دو سو سے زائد ممالک میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کروانا 653

جلوس

دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں کا جلوس نکال کر احمدیہ مسجد پر حملہ کرنا 651

جماعت

بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار کا پھر جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جانا 202
انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ تائیدات کے ساتھ مخالفتوں کا بھی ہونا 638
جماعت احمدیہ کی مخالفت اور مخالفین جماعت کی طرف سے کئے جانے والے مظالم اور نہ ہی انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی چیز ہے 660

جمعۃ المبارک

جمعہ کے بعد احتیاطی نماز کے مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ 166، 167
سفر میں جمعہ کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی 229
اگر جمعہ پڑھا جا رہا ہو اور جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع ہو تو جمعہ کے بعد کی دو رکعت سنتیں پڑھنی چاہئیں 230
رمضان کا آخری جمعہ اور بہت سے افراد کا حضور انور کو لکھنا کہ رمضان کا پتہ ہی نہیں لگا بہت جلدی دن گذر گئے 363
جمعہ میں ایک ایسی گھڑی کا آنا کہ ایک مسلمان جب کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا وہ مانگے اس کا قبول ہو جانا 367
احادیث میں ہر جمعہ کی اہمیت 368
حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کو جمعہ سے ساتھ خاص نسبت ہونا369
جمعہ پر آنے والوں کا ثواب 370، 371
جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر کر دی 371

ایک شخص کا جمعہ میں پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جانا 371
لوگوں کا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے لحاظ سے بیٹھے ہوئے ہونا 371
جمعہ کے دن کو قرآن کا تعطیل کا دن ٹھہرانا 372

جمعۃ الوداع

جمعۃ الوداع کے متعلق عام مسلمانوں کا تصور اور اس کی تردید 363، 364
جمعہ کی اہمیت کا نہ رمضان کے ساتھ اور نہ جمعۃ الوداع کے ساتھ وابستہ ہونا 368

جنت

جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گا 89
جو شخص مسجد کو صبح شام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے 270
ایک شخص جمعہ میں پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جاتا ہے حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے 371
جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرتا ہے وہ جنت میں اپنے لئے گھر تعمیر کرتا ہے 575
آپؐ کا فرمانا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو وہاں کچھ کھا اور پی لیا کرو 579، 580
متکبر جنت میں داخل نہیں ہو گا 675

جنگ

آپؐ کے جنگ احد میں اکیلے رہ جانے میں بھید تا کہ شجاعت ظاہر ہو 7، 8
دین کے لئے جنگ و جدل کا حرام ہونا 174
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہے 261
نماز کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتّٰی کہ جنگ اور بیماری کی حالت میں بھی 279
آپؐ کا جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا 332
کالم نگار کا لکھنا کہ مذہبی جنگ کا حقیقت میں مذہب کی آڑ میں مفاد پرستوں اور نفسیاتی مریضوں کی جنگ ہونا 412
پوپ کا بیان کہ یہ مذہبی جنگ نہیں بلکہ مفادات کی جنگ ہے 412
آپؐ کا افواج کو جنگ پر بھجواتے ہوئے نصیحت 409

جہاد

اسلام کے نام پر ہونے والے جہاد اور ظلم کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہ ہونا 408

جہنم

ایک جہنم جس کا مرنے کے بعد اللہ نے وعدہ دیا، دوسری جہنم یہ زندگی ہے اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو 4

جوا

مغربی ممالک کے امیر لوگوں کا Casino جا کر جوؤں میں رقم خرچ کرنا 584

جوبلی

ملکہ وکٹوریہ کی یا غالباً شاہ ایڈورڈ کی جوبلی پر چراغاں کیا جانا 230

جوش

حقیقی مومن کو دین کے غیرت اور جوش دکھانا چاہئے 205
اگر ہماری باتوں میں دوسروں کی طرح عقل سے ہٹ کر صرف جوش ہے تو یہ تقویٰ نہیں 665

جھوٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد، جھوٹ سے اجتناب، سچائی کا قیام 74
حضرت مسیح موعودؑ کا جھوٹ کے متعلق خطاب کا ایک حصہ 75
جماعت کے خلاف آج بھی لوگوں کا جھوٹے گواہ بننا 76
جھوٹ کو قرآن کریم کا بت پرستی کے ساتھ نسبت دینا 77
جھوٹ کے ردّ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد 79
جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں 79
اپنا جائزہ لینے کی ہدایت کہ کہیں سوشل میلفیئر الاونس کے لئے جھوٹ کا سہارا تو نہیں لے رہے 81

شیطان کا جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طُول اَمل، ریا اور تکبر کی طرف بلانا 147
ماں باپ کو بلاوجہ جھوٹی غیرت میں رشتہ میں سختی نہ کرنے کی ہدایت 204
معاہدوں کو توڑنے کے لئے انسان کا جھوٹ کا سہارا لینا357
کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گذرا؟ 672
تاجروں کا فاسق ہونا، سودا بازی کرتے ہوئے جھوٹ بولنا673

چراغاں

حضرت مسیح موعودؑ کا سیاسی مقاصد کے لئے چراغاں کروانا، ملکہ وکٹوریہ یا غالباً شاہ ایڈورڈ کی جوبلی پر چراغاں کیا جانا 230، 231
چراغاں کے متعلق بحث کی ضرورت نہ ہونا 231

چندہ

ایک نومبائع خاتون کا گھر میں پڑے انڈے فروخت کر کے چندہ ادا کرنا 21
تربیت کے لئے ضروری ہے کہ چندے کے نظام میں شامل کیا جائے 21
ایک نومبائع کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہونا، جو رقم گھر میں تھی وہ چندے میں دے دینا 21، 22
چندے کی برکات اور خلیفۃ المسیح کی دعا سے ایک خاتون کو خدا تعالیٰ کا دو جڑواں بچوں سے نوازنا 22
چندے کی برکات سے فصل اور جانوروں کے ریوڑ میں برکت پڑنا 22
چندے کی ادائیگی کے بعد ذہنی سکون کا ملنا اور دو ماہ بعد کسی جگہ پھنسے ہوئے خاوند کا صحیح سالم گھر پہنچ جانا 22
ایک خاتون کا عید کے کپڑے بنانے کے لئے رکھی ہوئی رقم کا چندے میں دینا، چندے کی برکت کی وجہ سے ان کے شوہر کے کام میں اللہ تعالیٰ کا بہت برکت ڈالنا 23
ایک خاتون کا زیور خریدنے کے لئے رکھی ہوئی رقم کا چندے میں دے دینا 23
چندے کی برکت سے ایک خاتون کا اپنے ناراض بھائی سے رابطہ ہونا اور بھائی کا رقم بھجوانا 23
ایک قرض میں ڈوبے احمدی کا قربانی کر کے چندہ ادا کرنا اور چندے کی برکت سے ان کے تمام قرضوں کا اتر جانا 23، 24
ایک نوجوان کا مزدوری کر کے چندہ دینا، چندے کی برکت اور خلیفۃ المسیح دعا کی وجہ سے بیمار بھائی کا شفایاب ہونا 24
چندے کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ کا چندے سے بیس گنا زیادہ رقم عطا کرنا 24
چندے کی ادائیگی کی وجہ سے مالی حالات میں بہتری پیدا ہونا25
چندے کی برکت کی وجہ سے چوری شدہ بھینسیں واپس آجانا25
ایک احمدی بچے کی مالی قربانی کا ذکر، بچہ چندہ دینے کے لئے اپنی بگی (گلہ) لے آیا 25
ایک احمدی خاتون کا حضور کا خطبہ سن کر فوری چندہ ادا کر دینا25
ایک نومبائع کا چندہ ادا کرنا اور چندے کی برکت کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں اضافہ ہو جانا 25
چندے کی ادائیگی کی وجہ سے کاروبار میں برکت پڑنا 26
بعض امیر مگر کنجوس لوگوں کا جماعت کے مجموعی چندے کو اپنی طرف منسوب کر لینا 382
چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور حساب رکھنا موصی کی ذمہ داری ہے 393

چھت

وزیر محمد حسن خاں صاحب کی وفات کا واقعہ، ہوا خوری کے چھت پر جاتے زینہ چڑھتے ہوئے وفات پا جانا 5

چیلنج

حضرت مصلح موعودؓ کا پیغامیوں کو قبولیت دعا کا چیلنج 380

حاسدین

حاسدین سے بچنے کے لئے دعا کی ہدایت 381

حد / حدود

پردہ کے بارے میں اسلام کا آزادی کے ساتھ حدود بھی قائم کرنا، کھلی چھٹی نہ دینا 163

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اشاروں کو ہم کس حد تک سمجھتے ہیں 166
ہنسی میں اس حد تک نہ بڑھنے کی نصیحت کہ جس سے جماعت کی بدنامی ہو 383
اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی نصیحت 414

حدیث (نیز دیکھیں صفحہ 4)

اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا ہمارے کام، عمل اور فیصلے قرآن وحدیث کے مطابق ہیں یا نہیں 196
حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا کہ سنت حدیث سے اوپر ہے 196

حرام

دین کے لئے جنگ وجدل کا حرام ہونا 174

حرکات

بعض عہدیداران کا جماعتی روایات اور اسلامی تعلیم کے خلاف حرکات کر جانا 189

حِس

جماعت کی اکثریت ایسی ہونی چاہئے جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ قبول کرنے والی ہوں 63

حساب

چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور حساب رکھنا موصی کی ذمہ داری 393
مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا کام، ہر موصی کا حساب رکھیں اور ضرورت پڑنے پر یاددہانی کروائیں 393

حسن سلوک

والدین سے حسن سلوک کی ہدایت 130
آپؐ کا ازواج سے حسن سلوک اور گھریلو کام کاج کرنا 185، 186
عہدیداران کو ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت 390
احمدیوں کے حسن سلوک اور رویّے کو دیکھ کر بعض افراد کے دل احمدیت کی طرف پھرنا اور بیعت کرنا 472
لغویات اور عیاشیوں کی بجائے ہمدردیٔ مخلوق اور ان سے حسن سلوک پر خرچ کرنے کی تلقین 584

حظ

بعض لوگوں کا علماء و مقررین کی تقاریر وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سننا 130

حفاظت

اللہ تعالیٰ کی اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرمانا 33
حضرت مصلح موعودؓ کا درویشان قادیان کی حفاظت اور اسیران کی رہائی کے لئے ایک وفد تشکیل دینا 47
ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے 70
احمدی ہو کر ایمان کی حفاظت نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق سے ہی ہو سکتی ہے 134
نمازوں کی حفاظت اور صلوٰۃ وسطیٰ کا مطلب 355
امراء، صدران، اور عہدیداران کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی ہدایت 386
انصار اللہ کا عہد میں خلافت احمدیہ سے وفا اور تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کرنا 511

حق / حقوق

دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل کے استعمال کے ساتھ جذبات کو بھی کنٹرول کرنا چاہئے 69
دنیا میں فتنہ و فساد پھیلا ہونا، بہت سارے ممالک میں عوام اور حکومتوں کا ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنا 87
اپنا حق لینے کے لئے ایک حقیقی مسلمان کی کیا سوچ ہونی چاہئے، حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ ایک واقعہ 87، 88
نمازوں کے حق ادا نہ کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی نصیحت 123
فتویٰ دینے کا جنہیں حق تھا وہ تو بہت محتاط تھے مگر ایک صاحب کا مبارکباد دینے پر بھی انذار کرنا 181
ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی تلقین، کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں یا بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ 251

ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے نیک نمونے قائم کر کے تبلیغ کا حق ادا کرے 259
مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے اندر ایک بڑا انقلاب پیدا کرنا ہوگا 272
پردے کو عورتوں کے حقوق غصب کرنے کا ذریعہ سمجھا جانا 277
حقیقی خدمت کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ فکر کے ساتھ ایک دوسرے کے کام آیا جائے 388
اختلاف رائے کی صورت میں بعض دفعہ امراء کا عاملہ کے فیصلہ کو ردّ کرنے کے اختیار کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا 389
ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی 460
جس طرح حقوق لینے کے لئے بے چین ہوتے ہیں اسی طرح دوسروں کو حقوق دینے کے لئے بھی بے چین ہونا چاہئے 500
ایک مومن ملازم سے اپنے فرائض کا حق ادا کرنے کی توقع کرنا 508
حضرت مسیح موعودؑ کا اسلامی تعلیم کے مطابق ہماری حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف رہنمائی فرمانا 246
حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کا مقصد خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا بتایا ہے 286

حق مہر

بعض خاوندوں کا حق مہر کی ادائیگی تو دور رہی، عورت کی کمائی پر اور اس کے خرچ پر بھی پابندی لگا دینا 187

حکم

خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر چلنے کی نصیحت 37
اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے مگر ساتھ ہی عفو و درگذر کا حکم بھی ہے 49
والدین کی عزت و احترام اور اطاعت کا حکم 129
بعض لوگوں کا اسلامی احکام کی پابندی کے خواہاں ہونا مگر سست افراد کی صحبت کی وجہ سے خود بھی سست ہو جانا 135
ہر کام اللہ کی رضا اور حکم پر چلتے ہوئے کریں 166
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اشاروں کو ہم کس حد تک سمجھتے ہیں 166
جماعت کے لوگوں کی خوش قسمتی کہ جماعت میں داخل ہو کر آپؑ کا حکم مانا، آپؑ کا سلام پہنچانے کی توفیق ملنا 169
احمدیوں کا حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے والے خوش قسمتوں میں شامل ہونا 183
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے سات سو احکام ہیں 223
حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو آتش بازی کا حکم نہیں دیا ہاں بچے کبھی کبھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں 232
خدا تعالیٰ کے حکموں کی بے قدری نہ کرو 285
موجودہ زمانے میں شرعی احکامات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم اور نظریہ ہی فقہی مسائل کا حل اور فیصلہ ہے 303
سب سے بنیادی حکم جو ہر وقت ہمیں یاد رکھنا چاہئے وہ مقصد پیدائش عبادت ہے 351
قرآن کریم کا عہدوں کو پورا کرنے کا حکم 356
اسلام سے مرتد شخص کا ٹویٹ میں استہزاءً لکھنا کہ اسلام امن کا مذہب ہے، مگر یہ حکم عورتوں اور ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے نہیں وغیرہ وغیرہ 412
ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی اسلام کی بنیادی تعلیم اور قرآن شریف کا حکم 460
اللہ تعالیٰ کا دنیا کے کام کاج اور کاروبار منع نہ کرنا بلکہ حکم دینا کہ کام کرو لیکن مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو 530
بغیر نام کے شکایات لکھنے والوں کا یہ فعل قرآنی حکم کے خلاف ہونا 626
شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہونا 631
مردوں اور عورتوں کو بد نظری سے بچاؤ اور غض بصر کا حکم ہے 672

حکمت

حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کی طرح پرانی تحریک کا نام جدید رکھ دینا اور اس کی حکمت 137
نماز کی مختلف حالتیں، ان کی حکمت اور ان کا ہم پر اثر 218
جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں نہیں نکل سکتیں 359

مخالفتوں کے باوجود ہم نے حکمت کے ساتھ تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا ہے 376
قبولیت دعا کا راز اور حکمت 380
آج بھی دہلی جماعت کا فرض ہے کہ حکمت سے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچائیں 645

حکومت

دنیا میں فتنہ و فساد پھیلا ہونا، بہت سارے ممالک میں عوام اور حکومتوں کا ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنا 87
حکومت کا جماعت کے خلاف قانون پاس کرنا 99
آجکل اسلامی ممالک میں ہونے والی ہڑتالیں اور بغاوتیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینی کی وجہ سے ہیں 184
آپؐ کا اسوۂ کامل ،گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ حکومتی فرائض وغیرہ کا بھی ادا کرنا 185
ترکی میں حکومت کا ظالمانہ اقدامات کرنا 409
حکومتوں کا عوام کی بھلائی کے بجائے اپنے مفادات کو مقدم رکھنا 409

حماقت

خدا کا خانہ بالکل چھوڑ دینا مسلمانوں کی حماقت ہے 38
یورپین لوگوں کا خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر حماقت میں مبتلا ہونا، مسلمانوں کا ظاہری اسباب کو بالکل ترک کرنا بھی حماقت 38

حملہ

شیطان کا حملہ یکدم نہ ہونا، آہستہ آہستہ انسان کے دل میں برائی ڈالنا 145
شیطان کے دفاع کے ساتھ شیطان کے حملے کا جواب بھی دینا چاہئے 278
اسلام کے نام پر ہونے والے ہر حملہ کا احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توجہ دلانا 411
دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں کا جلوس نکال کر احمدیہ مسجد پر حملہ کرنا 651

خاتم النبیینؐ/ ختم نبوت

حضرت مسیح موعودؑ کا اسلام کی حقیقی تعلیم کو قائم کرنے اور آپؐ کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنے کے لئے آنا 234
حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں پر ختم نبوت کی نفی کرنے کا الزام اور اس کی نفی 236
کوئی شخص اس وقت تک سچا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپؐ کو خاتم النبیینؐ یقین نہ کرلے 238
احمدیوں پر عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا الزام 650
حضرت عائشہؓ کا فرمانا کہ آپؐ کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں 650
شاہ ولی اللہ دہلوی کا ختم نبوت کا مطلب لکھنا 650
قرآن کریم میں بیان کردہ ختم نبوت کی تعریف 650
آپؐ کو خاتم النبیینؐ نہ ماننے کے الزام کا ردّ، حضرت مسیح موعودؑ کا ہمیشہ آپؐ کی بڑائی ہی بیان کرنا 653، 654
ہمیں ختم نبوت کے منکر سمجھنے والے خود اندھے 654
ہمارے دلوں آپؐ کی محبت اور آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ادراک آپؐ نے دیا 660

خاوند

بعض خاوندوں کا حق مہر کی ادائیگی کرنا تو دور رہا، عورت کی کمائی پر اور اس کے خرچ پر بھی پابندی لگا دینا 187
آپؐ ایسی عورتوں کے گھروں میں جانے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں 279

خدمت

خدمت کے مواقع کو فضل الٰہی سمجھنا چاہئے 17
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَ كِیْلًا میں توجہ دلائی جانا کہ خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں اور قربانیوں کا محتاج نہیں 17
ڈاکٹروں کو دین کی خدمت کا حق ادا کرنے کی نصیحت 161
عہدیداران کو دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین 256
افراد جماعت کی تربیت پر مامور افراد کی ذمہ داری، اپنے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283
جماعتی خدمت کو معمولی خدمت نہیں سمجھنا 384
دنیا کا اپنے مفادات کی خاطر خدمت انسانیت کرنا 287

حقیقی خدمت کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ فکر کے ساتھ ایک دوسرے کے کام آیا جائے 388
جماعتی کارکنان اور واقفین زندگی کو جماعت اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی نصیحت 390
خدمت دین کا فضل الٰہی سمجھیں، تبلیغ کے لئے مغربی ممالک میں پلے بڑھے نوجوان کارکن مہیا ہونا 391
دنیا کے ہر ملک میں جماعت کا جلسہ پر مہمانوں کے ہر طبقہ اور ہر عمر کے افراد کی خدمت کرنے کا مزاج بن جانا 419
جلسہ سالانہ برطانیہ کی انتظامیہ کو مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کی نصیحت 419
بعض لوگوں کا خدمت کے جذبہ کے باوجود مزاج کے الگ ہونے کی وجہ سے عدم حوصلہ کا شکار ہو جانا 421
جلسہ پر آنے والے ہر مہمان کی بلا تخصیص خدمت کرنے کی ہدایت 425
تمام کارکنان کا آپؑ کے مہمانوں کی خدمت پر شکریہ 472
ہمیں پڑھے لکھے اور بے نفس ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے کارکن مہیا کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے 535
وقف کر کے دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہئے کہ گذارہ کس طرح کریں گے، والدین کی خدمت کس طرح کریں گے 564

خطاب / خطبات

ایک احمدی خاتون کا حضور کا خطبہ سن کر فوری چندہ ادا کر دینا 25
حضرت مسیح موعودؑ کا جھوٹ کے متعلق خطاب کا ایک حصہ 75
حضرت مصلح موعودؓ کا احسان، کہ آپؓ نے اپنے خطبات و خطابات میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ باتیں بیان کیں 183
خلیفۂ وقت کا خطبہ سننے کی تاکید 369
حضور انور کے خطبات اور تقاریر سے متاثر ہو کر ایک مہمان کا بیعت کرنا 472
ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542
ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542
ایم ٹی اے اور حضور انور کے براہ راست خطبات سننے کی ہدایت 594
حضرت مصلح موعودؓ کا بے نام شکایات کے متعلق خطبہ دینا 624

خلافت / خلیفہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَ کِیْلًا کے الہام میں اشارہ، آپؑ کے بعد خلافت کا نظام بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور انحصار کرے اور اسی سے مدد مانگے 18
خلیفۃ المسیح کی دعا سے ایک خاتون کو خدا تعالیٰ کا دو جڑواں بچوں سے نوازنا 22
خلیفۃ المسیح دعا کی وجہ سے بیمار بھائی کا شفایاب ہونا 24
احمدی ہو کر ایمان کی حفاظت نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق سے ہی ہو سکتی ہے 134
اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ایم ٹی اے اور ویب سائیٹ پر پروگرام خود بھی دیکھیں 135
خلافت کے قدموں کے پیچھے رہنے کی ہدایت 180
نظام جماعت پر اعتراضات کرنے والوں اور فتنہ پھیلانے والوں کے متعلق خلیفۂ وقت کو اطلاع دینے کی ہدایت 206
زکوٰۃ اور نظام خلافت کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہونا 273
افراد جماعت کا قیام خلافت کے لئے قربانیاں دینا 286
رسالہ الوصیت میں قیام خلافت کی خوشخبری عطا فرمانا 286
جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کا مقصد 288
جماعت احمدیہ کا خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر خلافت کی ہدایات کے مطابق کام کرنا 288
اکثر لوگوں کا اس بات کا اظہار کرنا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے 288
پیس کانفرنس اور پیس سمپوزیم میں شرکت کے بعد لوگوں کا برملا اظہار کرنا کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا 288
عراقی مہاجر کا عراق میں اسلام کی صحیح شکل پیش نہ کئے جانے پر خواہش، کاش عراقی لوگ بھی خلیفہ کی بات سن لیتے تو ہمیں ہجرت نہ کرنی پڑتی 296

حقیقی خلافت کا اپنوں کے ساتھ ساتھ غیروں کی حالت کو بھی امن میں بدلنا 297
شام اور عراق میں خلافت کے نام پر جاری ہونے والی تحریک کا زور ختم ہو جانا 298
خلیفۂ وقت کا خطبہ سننے کی تاکید 369
جلسہ کے پروگرام، مقررین اور عناوین کی خلیفۂ وقت سے منظوری لینا 429
جلسہ سالانہ برطانیہ کا خلیفۂ وقت کی موجودگی کی وجہ سے انٹرنیشنل جلسہ بن جانا 439
انصار اللہ کا عہد میں خلافت احمدیہ سے وفا اور تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کرنا 511
ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542
ایم ٹی اے کا خلافت سے جوڑنے کا ذریعہ ہونا 594
کیا ہم خلیفۂ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے؟ 676

خواب (نیز دیکھیں رؤیا و کشوف)

ہارون الرشید کا خواب میں آپؐ کو دیکھنا، بعد میں امام موسیٰ کاظم سے معافی مانگنا اور اپنا خواب سنانا 34
ایک عورت کا حضرت مصلح موعودؓ کو اپنا خواب سنانا کہ آپؐ نے مجھے چھ ماہ کے روزے رکھنے کو کہا ہے 197
ایسی خواب جو قرآن و سنت کے خلاف ہو ردّ کئے جانے کے قابل ہے 197، 198
کسی بات کے متعلق خوابوں کو بنیاد بنانا غلط ہے خواہ وہ نیکی کی بات ہو 198
ایک شخص کا حضرت مسیح موعودؑ کو اپنا خواب سنانا 283
خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 456

خوبصورت

غیروں کے سامنے اسلام کے دفاع میں ہر ممکنہ عمدہ اور خوبصورت چیز پیش کرنی چاہئے 45
دنیا کے دل صرف اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر جیتے جاسکتے ہیں نہ کہ شدت پسندی سے 410

خوش اخلاقی

عہدیداران میں بشاشت اور خوش اخلاقی کا وصف ہونا چاہئے 391
کیا ہم نے خوش خلقی کو اختیار کرنے کی کوشش کی 675

خوشی / خوش

ہر کام اللہ کی رضا اور حکم پر چلتے ہوئے کریں نہ کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے 166
حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا باعث شکر و خوشی کے ساتھ ہماری ذمہ داریوں کو بھی بڑھاتا ہے 169
حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں کو خوش کرنے کے لئے آتش بازی کا سامان لے کر دینا 231
ایک ڈینش مہمان کو حضور انور کی تقریر سن کر بہت زیادہ تسکین اور خوشی ہونا 289
ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542
دنیا کا مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا جبکہ ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول 584

خون

شیطان کا انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑنا 279

خیال / خیالات

ایک احمدی کے دل میں یہ خیال ڈالا جانا کہ میں ایک جاری نیکی میں کیوں کمی کروں 24
حضورؑ کا کتب کا کام کرنے والوں کا بہت خیال رکھنا 44، 45
بچوں کی تربیت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کہاں سختی کرنی ہے اور کہاں نرمی 155
یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے 213
لوگوں کے غلط خیال کا ردّ کہ رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا 222
تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو بھی خیالات

پیدا ہوں وہ نیک ہوں 226
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی دینی غیرت کا واقعہ، یہ دینی غیرت اور خوف خدا ہمارے لئے ایک نمونہ ہے 401
خدا تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے انسان کا بہت سی برائیوں سے بچ جانا 578
اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو دل میں گندے خیالات پیدا کرنے والے پروگراموں سے دور رکھا 672
کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دور رکھا ہے جن سے دل میں گندے خیالات پیدا ہو سکتے ہیں 672

خیانت

ہر احمدی کا تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کرنا، اس عہد پر جان بوجھ کر عمل نہ کرنا ایک خیانت 619
اس سے بھی خیانت نہیں کرنی جو تم سے خیانت کرتا ہے 673

داڑھی

داڑھی کے متعلق ایک سوال 167

داعیین الی اللہ

مبلغین اور داعیین الی اللہ کے لئے رہنما اصول 378

دجال

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجّال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا 658

درس قرآن

رمضان کے دوران تلاوت اور درس قرآن کی طرف توجہ دینے کی طرف نصیحت 326

درود شریف

درود شریف کس غرض سے پڑھنا چاہئے 659
درود کے بغیر دعاؤں کا زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہر جانا 674

درویش

حضرت مصلح موعودؓ کا درویشان قادیان کی حفاظت اور اسیر ان کی رہائی کے لئے ایک وفد تشکیل دینا 47

دشمن

آپؐ کی زندگی میں دشمنوں سے عفو و درگذر کے اعلیٰ نمونے نظر آتے ہیں 50
شیطان کا انسان کا ازل سے دشمن ہے اور رہے گا 143
خدا کی غیرت کا جوش میں آنا اور قرآن کی عزت کو ہر خبیث دشمن کے اعتراض سے منزہ کرنا 173
دشمن جو مرضی الزامات لگائے ہمیں آپؐ کے خاتم النبیین ہونا کا صحیح ادراک حضرت مسیح موعودؑ نے دیا 660
آپؐ کا ہمیں بار بار سمجھانا کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہی ہو گی 661

دعا

استغفار اور دعاؤں میں لگ کر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدایت 6
منعم علیہ گروہ میں داخل ہونے کے لئے مستقل دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے 7
آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دُعا کرو 13
قبولیت دعا کی شرائط 15، 337
نئے سال کی مبارکباد اور اس سال کو ہمارے لئے ذاتی اور جماعتی طور پر برکات کا باعث بنانے کی دعا 16
خلیفۃ المسیح کی دعا سے ایک خاتون کو خدا تعالیٰ کا دو جڑواں بچوں سے نوازنا 22
خلیفۃ المسیح دعا کی سے بیمار بھائی کا شفایاب ہونا 24
حضور انور کی مبلغین اور واقفین کے حق میں دعا 32
ایک ولی کی دعا سے سارے جہاز کو ڈوبنے بچا لیا جانا 35
حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کی وجہ سے صحابہؓ کا دعا پر ایسا یقین اور ایمان ہونا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک ہونا 61
دعا کی اہمیت اور صحابہؓ کے نمونے اپنے سامنے رکھنے کی ہدایت 62
انتخاب کے موقعہ پر ہر تعلق اور رشتے کو چھوڑ کر دعا کے بعد اپنی رائے دیں اور جو فیصلہ بعد میں ہو اس کو قبول کریں 91

کئی لوگوں کا حضور انور کو دعا کی درخواست کرنا کہ ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں 93
آپؑ کی دعامیں حالت، جیسے ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہو 95
حضور انور کا حضرت مصلح موعودؓ کی سات روزوں اور دعاؤں والی کی تحریک کو دوبارہ جماعت میں جاری کرنا 98
نوافل، صدقات اور دعا کی تحریک 98
پاکستان کے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور چلانے، دعا، صدقات اور روزے رکھنے کی تحریک 99
مومن کو اپنے بھائیوں کے قصور معاف کر کے ان کے لئے دعا کرنی چاہئے 119
لوگوں کا آجکل قضا میں یا عدالت میں کیس کر کے دعا کی درخواست کرنا 129
بعض لوگوں کا شکوہ کرنا کہ ہم نے بہت دعائیں کیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی 139
خدا تعالیٰ کا منشاء کھول کر بتا دیا جائے پھر بھی انسان دعا کرتا رہے تو یہ امر بے ادبی میں داخل ہے 140
خدا کا فعل کہ اب اس کے چیز کے متعلق دعا نہ کی جائے، اس کی مثال 140
ایک شخص کا حضرت مسیح موعودؑ کو نکاح کے لئے دعا کی درخواست کرنا 191
بعض لوگوں کا حضور انور کو دعا کے لئے درخواست کرنا کہ فلاں جگہ رشتہ ہو جائے 191
آپؐ کا حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے لئے دعا فرمانا 246
اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو تو سچائی سے اپنے دل کو ٹٹولتے ہوئے دیکھو کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے 258
ہر قسم کے فضولیات اور دنیاوی غلط تفریح سے روکنے کے لئے ایک دعا 280
دنیا میں تفریح کے نام پر بے ہودگیاں ہونا، ان سے بچنے کے لئے دعا کی ضرورت 280
آپؐ کا اپنی امت کو شیطان سے بچنے کے لئے دعا سکھانا 280
مومن کو ہر وقت دعا اور استغفار کرنا چاہئے 284
مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے 329
آپؐ کا جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا 332
اللہ تعالیٰ کا رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ دلانا 336
جو لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 337
دعا کا فلسفہ اور اس ضمن میں ماں اور بچے کی مثال 341
قرآن کی پہلی ہی سورت میں اللہ کا دعا کی تعلیم دینا 346
نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہے 346
ان دنوں میں خاص طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا کرنے کی تلقین 347
قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہونا اور سب قدرتوں کا مالک سمجھنا ضروری ہے 350
جمعہ میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ ایک مسلمان جب کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے قبول ہو جاتی ہے 367
حضرت مصلح موعودؓ کا پیغامیوں کو قبولیت دعا کا چیلنج 380
حاسدین سے بچنے کے لئے دعا کی ہدایت 381
اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھنے کی نصیحت 401
اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت اور کوئی چیز نہیں 413
دنیا کے حالات کے پیش نظر احمدیوں کو صدقات اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ہدایت 413
جس کے لئے باب دعا کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے گئے 413
اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی نصیحت 414
بعض قرآنی دعاؤں کی طرف توجہ اور تحریک 415
حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا جو آپؑ کو القاء ہوئی، رب کل شیء خادمك ... 416

آپؐ کا ہندہ کے حق میں دعا کرنا 506، 507
جلسہ کے تین دن خاص طور پر دعاؤں میں گزارنے اور جلسہ کے پروگراموں کو سننے کی نصیحت 533
وقف نو میں شامل بچوں کی ماں جب حضرت مریمؑ والی دعا کرتی ہے تو ان ذمہ داریوں کا احساس بھی رہنا چاہئے 563
اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو ایک دعا سکھائی جانا، رب لا تذرنی فرداً... 636، 637
پاکستان کے لئے دعا کی تحریک 639
الجیریا میں احمدیوں پر حکومت کی طرف سے مظالم، ان کو ثبات قدم رکھنے اور مظالم سے محفوظ رکھنے کی دعا 639
آپؑ کا ہمیں بار بار سمجھانا کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہی ہوگی 661
ہمارا کام صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑے رکھنا ہے 663
دعاؤں کے معیار حاصل کرنے کے متعلق اپنے جائزے لینے کی تلقین 663
ہر احمدی کو نئے سال کا آغاز دعا اور اپنے جائزے لیتے ہوئے کرنے کی نصیحت 671
اگر درود کے بغیر دعائیں ہیں تو یہ زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہر جاتی ہیں 674
کیا ہم خلیفۂ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے؟ 676
الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 679
حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ساتھ مقدر کامیابیوں کو دیکھنے کے لئے دعا 679
پاکستان کے جو احمدی اس سال قادیان جلسہ پر نہیں جا سکے ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے سامان پیدا کرنے کی دعا 679

دعوت

آپؑ کا تبلیغ کے لئے خاندان کے لوگوں کو دعوت دینا 33

دفاع

غیروں کے سامنے اسلام کے دفاع میں ہر ممکنہ عمدہ اور خوبصورت چیز پیش کرنی چاہئے 45
شیطان سے بچنے کے لئے گھروں میں ایسے مورچے بنانے کی ضرورت جن سے دفاع کے ساتھ شیطان کے حملے کا جواب بھی دیا جائے 278
حضرت مصلح موعودؓ کا آپؑ اور اسلام کے دفاع میں بڑے پیمانے پر ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد کروانا 652
پاکستان اور بیرونی ممالک میں احمدی اگر جائز دفاع بھی کریں تو بھی قانون کا ظالم کا ہی ساتھ دینا 662، 663

دفتر

مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا کام ہے کہ ہر موصی کا حساب رکھیں اور ضرورت پڑنے پر یاددہانی کروائیں 393
جرنل سیکرٹری اور دفتر کے کارکنان کو ہر آنے والے کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت 617

دفتر اطفال

دفتر اطفال صرف وقف جدید میں ہوتا ہے تحریک جدید میں نہیں ہوتا 28
کینیڈا میں دفتر اطفال کا کام آرگنائز طریقے سے ہونا، دوسرے ممالک کو بھی اسی نہج پر کام کرنے کی ہدایت 28

دل

فلاح دارین حاصل کرنے کے لئے لوگوں کے دلوں پر فتح حاصل کرنا ہوگی 11
شیطان کا حملہ یکدم نہ ہونا، آہستہ آہستہ انسان کے دل میں برائی ڈالنا 145
خدا کا خوف دل میں ہونے سے انسان کا بہت سی برائیوں سے بچ جانا 150
شیطان کا بعض دفعہ نیکوں کا خیال دل میں ڈال کر اپنے پیچھے چلانا 150
شیطان کس طرح دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اس کی وضاحت 151
بیمار کا دل نرم ہوتا ہے، بیمار پر حق اور صداقت کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے 162
اگر محبت الٰہی دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو خود بخود لوگ

ہماری نقل کرنے لگ جائیں گے 167
حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنے کی تلقین 254
دنیا کے دل صرف اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر جیتے جاسکتے ہیں نہ کہ شدت پسندی سے 410
جس نے متواتر تین جمعے جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے 371
اللہ تعالیٰ کا مختلف ممالک کے لوگوں کے دلوں کو تحریک کرنا، رؤیا کے ذریعہ صداقت کا بتانا 450
جلسہ کی کارروائی اور احمدیوں کے حسن سلوک اور رویّے کو دیکھ کر بعض افراد کے دل احمدیت کی طرف مائل ہونا 472
وقف کر کے دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہئے کہ گذارہ کس طرح کریں گے، والدین کی خدمت کس طرح کریں گے 564
تین امور کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا 619
مسلمانوں کی حالت پر افسوس، دل پھٹے ہوئے ہونا 648
ہمیں ختم نبوت کے منکر سمجھنے والے خود اندھے ہیں اور ان کے دل کھوکھلے ہیں 654
ہمارے دلوں میں آپؐ کی محبت اور آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ادراک حضرت مسیح موعودؑ نے دیا ہے 660
مومن کے دل میں شر نہیں ہوتا 664

دنیا/دنیاوی

دبئی میں دنیا کے سب سے بڑے ہوٹل میں دنیا کا مہنگا ترین کرسمس ٹری لگایا جانا جس کی مالیت گیارہ بلین ڈالرز ہونا 2
اسلام دنیا کی نعمتوں سے منع نہیں فرماتا بلکہ دنیا میں ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین فرماتا ہے 3
اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً میں بھی دنیا کو مقدم رکھنا 4
وقف جدید کی تحریک کا پہلے صرف پاکستان کے لئے ہونا پھر بعد میں تمام دنیا کے لئے کر دیا جانا 18
حُبِ دنیا ہی مسلمانوں میں پھاڑ ڈالنے کا موجب ہے 75
دنیا میں فتنہ و فساد پھیلا ہونا، بہت سارے ممالک میں عوام اور حکومتوں کا ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنا 87
ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے مانا ہے، برائیاں دور کر کے نیکیوں کو قائم کریں 87
احمدیوں کی ذمہ داری کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں 87
دنیا میں بہت سے لوگوں کا لغو باتیں کرنا، جن کی وجہ سے مسائل کا پیدا ہونا 114
دنیا کے تمام امراض کا علاج قرآن کریم میں موجود ہونا 132
علم کے ساتھ عملی تجربہ کی دنیا میں بہت اہمیت ہونا 133
کاش مسلمان مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑ کر اسلام کی تعلیم کو دنیا میں لاگو کرنے والے بنیں 176
ہمیں دنیاوی گورنمنٹوں سے کیا واسطہ کہ ہم ان کی نقل کریں 189
دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کے خلاف ابال اٹھتے رہنا 237
ہر قسم کے فضولیات اور دنیاوی غلط تفریح سے روکنے کے لئے ایک دعا 280
دنیا میں تفریح کے نام پر بے ہودگیاں ہونا 280
دنیا کا خدا تعالیٰ کو بھولنا اور اپنے مفادات کی خاطر خدمت انسانیت کرنا 287
وسائل کی نسبت تصور سے بڑھ کر اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانا 299
دنیا کے ممالک کو تبلیغ کے کام میں وسعت دینے کی ہدایت 377
دنیا کے حالات کا تیزی سے خراب ہونا اور بدقسمتی سے اس کی وجہ سے مسلمانوں کے بعض گروہ بن جانا 408
دنیا کے دل صرف اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر جیتے جاسکتے ہیں نہ کہ شدت پسندی سے 410
احمدیوں کی خوش قسمتی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مان کر دنیا کے ان ظلموں میں شامل ہونے سے بچے ہوئے ہیں 410
دنیا کے حالات کے پیش نظر احمدیوں کو صدقات اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ہدایت 413

جلسہ سالانہ برطانیہ میں دنیا کے مختلف ممالک سے نمائندوں کا آنا 439
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499
دین کو دنیا پر مقدم کرنا ایک قسم کی موت ہے 527
اللہ تعالیٰ کا دنیا کے کام کاج اور کاروبار منع نہ کرنا بلکہ حکم دینا کہ کام کرو لیکن مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو 530
دنیا کی موجودہ حالت کا فکر میں ڈالنے والی ہونا کہ دنیا کا کیا انجام ہونے والا ہے 532
دنیا بھر کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے کارکنان کا شکر گزار ہونے کی ہدایت 537
واقفین نو کو دنیا کے کام کرنی کی اجازت انہیں عبادت اور دین کے علم اور دین کی خدمت سے محروم نہ کرنے والی ہو 570
جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرتا ہے وہ جنت میں اپنے لئے گھر تعمیر کرتا ہے 575
دنیا کو ہلاکت سے بچانا احمدیوں کا کام ہے 581
دنیا کا مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا جبکہ ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول 584
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں میں ایسا انقلاب پیدا کرنا کہ دنیاوی خواہشات کو پس پشت پھینک کر دین کو مقدم کرنا 587
کینیڈا کی جماعت کا بھی دنیا کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح اخلاص و وفا میں قدم بڑھانے والا ہونا 598
دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم کا ہونا 613
ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے دنیا کے مسائل کے حل کے متعلق سوال 613
دنیا والے ہم سے پوچھ سکتے ہیں کہ تم ایک نظام کے تحت چلتے ہو کیا تم انصاف اور ایمانداری کے ساتھ اپنے معاملات طے کرتے ہو؟ 615
اس وقت صرف جماعت احمدیہ مسلمہ ہی دنیا کی واحد جماعت ہے جو ایک نام سے پوری دنیا میں پہچانی جاتی ہے 619
جماعت احمدیہ ہی دنیا کی واحد جماعت جو پوری دنیا میں ایک ہی نام سے جانی جاتی ہے 620،619
دنیا میں سب سے خطرناک مخالفت شرکاء کی ہونا 640
مغربی ممالک کے ساتھ باقی دنیا کا بھی لغویات میں مصروف ہو کر نئے سال کا استقبال کرنا 670
دنیا میں گریگورین کیلنڈر کا رائج ہونا 670

دوائی

حضرت مسیح موعودؑ بیمار کا ہونے پر طبیب اور ڈاکٹر دونوں کی دوائی کھانا، حضرت مصلح موعودؓ کا بھی یہی طریق ہونا 159
حضرت مسیح موعودؑ کا حضرت امّ المومنینؓ کو مسجد مبارک میں جا کر دوائی پلانا اور دو گھنٹے کے اندر شفا ہو جانا 161

دودھ

شدت پسندی کی انتہاء کا ایک واقعہ، ایک عورت کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قتل کر دیا جانا 298

دورہ جات

حضور انور کا سکینڈینیوین ممالک کا دورہ 28
حضور انور کا دورہ ڈنمارک 249
حضور انور کا دورہ سویڈن 263
سکینڈینیوین ممالک کے دورے کے دوران اخباری نمائندوں کا حضور انور سے آپ کے مقاصد کے متعلق سوال کرنا 287
حضور انور کا دورہ جرمنی 462
کینیڈا کے دورے کے دوران ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے دنیا کے مسائل کے حل کے متعلق ایک سوال کرنا 613

دوست / دوستی

ایسی دوستیاں ہونی چاہئیں جو بربادی کا موجب نہ ہوں 68
دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل کے استعمال کے ساتھ جذبات کو بھی کنٹرول کرنا چاہئے 69
حضرت مسیح موعودؑ کا سچے مومن کی مثال سچے دوست سے دینا، اور سچی دوستی کے متعلق بیان فرمودہ واقعہ 121، 122
شادی شدہ لوگوں کا بھی آزادی اور دوستی کے نام پر بلا روک

ٹوک گھروں میں آناگھروں کے ٹوٹنے کا باعث بننا 279

دہشت گرد / دہشت گردی

مغربی ممالک میں عورتوں کے حقوق کے نام پر پردہ کا مسئلہ اور دہشتگردی کو ختم کرنے کے نام پر اعتراض کیا جانا 162
دہشت گرد تنظیموں کا مغربی ممالک میں معصوم لوگوں کو قتل کر کے اسلام کو بدنام کرنا 409
اسلام کی امن قائم کرنے کے لئے چند خوبیاں، اسلام کا امن و صلح اور آشتی کا مذہب ہونا نہ کہ دہشت گردی کا 410

دیانت

کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں 619

دین

اسلام دنیا کی نعمتوں سے منع نہیں فرماتا بلکہ دنیا میں ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین فرماتا ہے 3
آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر آنے والی بڑی آفت، ان کو دینی تعلیم سے مطلق مسّ نہیں ہوتا 12
والدین کو اور نوجوانوں کو خود بھی اپنی دینی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے 12
دین کی باتوں کو غور سے سننا، یاد رکھنا اور پھر اس پر عمل کرنا ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے 71
ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے مانا ہے، برائیاں دور کر کے نیکیوں کو قائم کریں 87
ڈاکٹروں کو دین کی خدمت کا حق ادا کرنے کی نصیحت 161
اسلامی مسائل کی بنیاد تفقّہ فی الدین پر ہے 163
دین کے لئے جنگ و جدل کا حرام ہونا، ان حرکات کا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بننا 174
ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ وہ رشتہ داری یا معاشرتی دباؤ کی وجہ احمدی نہ ہو، دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں 201
حقیقی مومن کو دین کے غیرت اور جوش دکھانا چاہئے 205
عہدیداران کو عہدہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر گذاری اور دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین 256
عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
دینی خدمات بجالانے والوں کی ذمہ داری کہ وہ اپنے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283
جماعتی کارکنان اور واقفین زندگی کو جماعت اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی نصیحت 390
خدمت دین کا فضل الٰہی سمجھیں، تبلیغ کے لئے مغربی ممالک میں پلے بڑھے نوجوان کارکن مہیا ہونا 391
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی دینی غیرت کا واقعہ 401
دین کو دنیا پر مقدم کرنا ایک قسم کی موت ہے 527
واقفین نو کو دنیا کے کام کرنی کی اجازت کہیں انہیں عبادت اور دین کے علم اور دین کی خدمت سے محروم نہ کرنے والی ہو 570
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں میں ایسا انقلاب پیدا کرنا کہ دنیاوی خواہشات کو پس پشت پھینک کر دین کو مقدم کرنا 587
جماعت کا صلح اور امن و آشتی کا پیغام دینا اور ساتھ دین کے لئے قربانیاں بھی دینا 638
کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت و عظمت قائم کرنے والا بنتا رہا؟ 675

ڈاکٹر (نیز دیکھیں طبیب)

حضرت مسیح موعودؑ کا بیمار ہونے پر طبیب اور ڈاکٹر دونوں کی دوائی کھانا، حضرت مصلح موعودؓ کا بھی یہی طریق ہونا 159
ڈاکٹروں کو دین کی خدمت کا حق ادا کرنے کی نصیحت 161
حضرت مسیح موعودؑ سے ایک ڈاکٹر کا خدمت دین کے متعلق دریافت کرنا، حضورؑ کا بیماروں کو تبلیغ کرنے کی نصیحت کرنا 162

ذریعہ / ذرائع

ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ تربیت کا بڑا اچھا ذریعہ ہے 135
پردے کے خلاف مغربی معاشرے میں بہت کچھ کہا جانا،

پردے کو عورتوں کے حقوق غصب کرنے کا ذریعہ سمجھنا277
تقویٰ کیا ہے اور اس کے حصول کے ذرائع 321 تا325
اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع 345، 346
تبلیغ کے لئے کیا ذرائع استعمال کرنے چاہئیں، حضرت مصلح موعودؓ کے تبلیغ کے متعلق ہدایات 403
خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 456
ایم ٹی اے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راستے کھولنا 458
جلسہ اور اس کے ماحول کا ایک خاموش تبلیغ کا ذریعہ بننا474
ایم ٹی اے کا خلافت سے جوڑنے کا ذریعہ ہونا 594

ذکر الٰہی

ذکر الٰہی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک واقعہ سنانا 71

ذلت

بخل ترقی کی بجائے ذلت کا موجب بننا 160

ذمہ داری

حضرت مصلح موعودؓ کی نوجوانوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی نصیحت 42
احمدیوں کی ذمہ داری کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں 87
بچوں کو کس طرح سمجھانا ہے یہ باپ کی ذمہ داری ہے نہ کہ صرف ماں پر چھوڑ دیا جائے 155
حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا باعث شکر و خوشی کے ساتھ ہماری ذمہ داریوں کو بھی بڑھاتا ہے 169
ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں ان کی تفصیل 169 تا171
مساجد کی تعمیر کے ساتھ ہماری ذمہ داریوں کا بڑھنا 273
ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری، عہدوں کو پورا کر کے سوچ کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالے 274
افراد جماعت کی تربیت پر مامور افراد کی ذمہ داری کہ وہ اپنے قول و فعل کو خدا کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283
اداروں کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں 392
چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور حساب رکھنا موصی کی ذمہ داری ہے 393
مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری 379
احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توجہ دلانا 411
بچوں کو وقف کرنے کے بعد والدین کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے 562
وقف نو میں شامل بچوں کے والدین کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے 563
والدین کو ذمہ داری کا احساس دلانا کہ وقف صرف نام کا ہی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے 564
مرکزی عہدیداران اور صدران کی ذمہ داری 617، 618

ذیلی تنظیم

بچوں کو مسجد سے جوڑنے اور ذیلی تنظیموں کے پروگراموں میں شامل کروانے کی ہدایت 281
جماعت کے ہر عہدیدار حتّٰی کہ امیر جماعت کا بھی متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہونا 568

راز

امام کی آواز پر فوراً لبیک کہنے میں ترقی کا راز مضمر ہونا 164
قبولیت دعا کا راز اور حکمت 380

رجسٹر

حضرت مسیح موعودؑ کا رشتہ ناطہ کے لئے لڑکے اور لڑکیوں کے کوائف پر مشتمل ایک رجسٹر بنانے کی تجویز دینا 202

رحم

ایمان خدا تعالیٰ کے رحم کا نتیجہ ہے، اعمال کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں ان میں بدی پیدا ہو سکتی ہے 96
مستقل توبہ و استغفار اور اللہ کے فضل و رحم کو مانگنا انجام بخیر کی طرف لے جاتا ہے 96

رحمت

جس کے لئے باب دعا کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے گئے 413

رخصت

قرآن کریم کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے 311

رزق

نادانوں کا دھوکہ کھا کر یہ سمجھنا کہ رزق آسمان سے ملے گا اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں 39

رشتہ / رشتہ داری

بعض لوگوں کا حضور انور کو دعا کے لئے درخواست کرنا کہ فلاں فلاں جگہ رشتہ ہو جائے 191

ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ وہ رشتہ داری یا معاشرتی دباؤ کی وجہ احمدی نہ ہو، دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں 201

غیر احمدیوں کی طرف رشتہ نہ کرنے کا الزام، یہ تفرقہ نہیں بلکہ تفرقہ سے بچانے کی کوشش ہے 201

ایک رشتہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تجویز دینا 202

حضرت مسیح موعودؑ کا رشتہ ناطہ کے لئے لڑکے اور لڑکیوں کے کوائف پر مشتمل ایک رجسٹر بنانے کی تجویز دینا 202

شادی بیاہ کے موقع پر لڑکیوں کی پسند رشتے میں ہونی چاہئے 203

ماں باپ کو بلاوجہ جھوٹی غیرت میں رشتہ میں سختی نہ کرنے کی ہدایت 204

کیا حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق اخوت اور اطاعت کو اس حد تک بڑھایا کہ باقی سب دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہوں 676

رضائے الٰہی

اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول سال کے پہلے دن ہی نہیں بلکہ بارہ مہینوں اور 365 دنوں کو بابرکت کرے گا 2

خدا تعالیٰ تمام حکموں پر چلنے کی نصیحت 37

ہر کام اللہ کی رضا اور حکم پر چلتے ہوئے کریں نہ کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے 166

اللہ تعالیٰ کا نیکی کا اجر ضرور دینا، خالص ہو کی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی نیکی کا فیض اولادوں کو بھی ملنا 250

ہر احمدی کو اپنے عہدوں کو پورا کر کے اپنی سوچوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کوشش کرنی چاہئے 274

افراد جماعت تربیت پر مامور افراد کی ذمہ داری، کہ اپنے قول و فعل کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283

روزہ کیا ہے؟، خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک ماہ اپنے آپ کو جائز باتوں سے روکنا 320

اللہ تعالیٰ کا دنیا کے کام کاج اور کاروبار منع نہ کرنا بلکہ حکم دینا کہ کام کرو لیکن مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو 530

دنیا کا مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا جبکہ ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول 584

رضاکار

کینیڈا کی جماعت کو مسجد کی تعمیر کا اکثر کام رضاکاروں کے ذریعہ کرنے کا اعزاز حاصل ہونا 575

رمضان المبارک

رمضان کے متعلق بچوں کے سوالات کہ ہم رمضان اور عید وغیرہ مسلمانوں کے وقت میں کیوں پڑھتے ہیں 303

جو روزہ چھوٹ جائے وہ رمضان کے بعد پورا کیا جائے 305

جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے 321

رمضان کے دوران تلاوت اور درس قرآن کی طرف توجہ دینے کی طرف نصیحت 326

رمضان کے مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر آجاتا ہے 336

اللہ تعالیٰ کا رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ 336

رمضان کا آخری جمعہ اور بہت سے افراد کا حضور انور کو لکھنا کہ رمضان کا پتہ ہی نہیں لگا بہت جلدی دن گذر گئے 363

جمعہ کی اہمیت کا نہ رمضان کے ساتھ اور نہ جمعۃ الوداع کے

ساتھ وابستہ ہونا 368

رہبانیت

اسلام کا رہبانیت سے منع فرمانا، رہبانیت اختیار کرنا بزدلوں کا کام ہے 3

رہنما / رہنمائی

حضرت مسیح موعودؑ کا اسلامی تعلیم کے مطابق ہماری حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف رہنمائی فرمانا 246

افراد جماعت کی رہنمائی پر مامور افراد کی ذمہ داری کہ وہ اپنے قول و فعل کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالیں 282، 283

مبلغین اور داعیین الی اللہ کے لئے رہنما اصول 378

خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا رہنمائی فرمانا 456

ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499

دوسرے مسلمانوں میں بغیر رہنما کے تقویٰ سے دور ہو کر بگاڑ پیدا ہونا 665

روٹین

حضرت مصلح موعودؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کی مصروفیت اور روزمرہ کی روٹین کے متعلق ایک گواہی 186

روح

بچوں اور بڑوں کی قربانی کی روح کی چند مثالیں 264

روحانی / روحانیت

جماعت کی اکثریت ایسی ہونی چاہئے جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ قبول کرنے والی ہوں 63

جب روحانیت کی ترقی کے لئے اکٹھے ہوں تو اس کے حصول کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے 95

مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری، اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے علمی و روحانی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں 379

جلسہ کے روحانی ماحول کا اپنوں اور غیروں کا اظہار کرنا 438

تعلیم مکمل کرنے والے واقفین نو کو ظاہری و مالی حالت بہتر کرنے کی بجائے اپنی روحانی حالت بہتر کرنے کی نصیحت 565

روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے 585

روزہ

چالیس روزے ہفتہ وار رکھنے کی تحریک 98

حضور انور کا حضرت مصلح موعودؓ کی سات روزوں اور دعاؤں والی کی تحریک کو دوبارہ جماعت میں جاری کرنا 98

پاکستان کے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور چلانے، دعا، صدقات اور روزے رکھنے کی تحریک 99

ایک عورت کا حضرت مصلح موعودؓ کو اپنا خواب سنانا کہ حضورؑ نے اسے چھ ماہ کے روزے رکھنے کا کہا ہے 197

روزوں کا اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہونا 302

جو روزہ چھوٹ جائے وہ رمضان کے بعد پورا کیا جائے 305

سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے 305

کھانے میں اعتدال رکھنا چاہئے روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھا ہے 308

سفر اور بیماری میں روزہ جائز نہیں 309

قادیان قیام کے دوران روزہ رکھنے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ 311

بیمار ہونے پر روزہ کھول دینے کے متعلق ایک روایت 315

فدیہ دینے سے روزہ کا اپنی ذات میں ساقط نہ ہونا 316

بارہ تیرہ سال کی عمر کے قریب ہر سال کچھ روزے رکھوا کر بچے کی مشق کروانی چاہئے 317

روزہ کیا ہے؟، خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک ماہ اپنے آپ کو جائز باتوں سے روکنا 320

رؤیا و کشوف

الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ تقویٰ کے حصول کے پیچھے لگو 8

حضرت مصلح موعودؓ کی زبان پر رؤیا میں فقرہ انا المسیح الموعود... جاری ہونا 104

اللہ تعالیٰ کا مختلف ممالک کے لوگوں کے دلوں کو تحریک

کرنا، رؤیا کے ذریعہ صداقت کا بتانا 450
حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف، ایک نالی پر قصابوں کا بھیڑوں کو لٹا کر ذبح کرنا 646،645

رویہ

مومن کو اپنے رویےّ، سلوک، دوسروں کے کام آنے اور دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنی چاہئے 116
اگر عہدیداران کو رویوں میں بہتری لانے کی ہدایت 282
بڑی عمر کی عورتوں اور خاص طور پر عہدیداران کے رویوں کا بچیوں کو دین سے نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے دور کرنا 282
بعض عہدیداران کا اگر کسی ماتحت یا عام آدمی سے اختلاف رائے ہو جانے پر متکبرانہ رویے کا اظہار کرنا 389
احمدیوں کے حسن سلوک اور رویّے کو دیکھ کر بعض افراد کے دل احمدیت کی طرف پھرنا 472
بداخلاق رویّے مولویوں کو ہی مبارک ہوں، احمدی ان بے ہودگیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے 651

ریڈیو

ایم ٹی اے یا وائس آف اسلام ریڈیو پر بعض دفعہ میوزک آجائے تو کوئی حرج نہیں، اس کا جواب 158

ریکارڈ

حساب کا نظام کمپیوٹرائز ہونے کے بعد ریکارڈ میں غلطی سے جماعتی نظام کی کمزوری کا بُرا اثر پڑنا 393

ریل

آپؑ کا فرمان کہ ایک زمانے میں ریل شروع ہو جائے گی 102

زخم

تلوار کے زخم سے زبان کے زخم کا زیادہ شدید ہونا 69

زکوٰۃ

ہر شخص پر جو زکوٰۃ کی شرائط پوری کرتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے 188
قرآن کریم میں جگہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا 272
زکوٰۃ اور نظام خلافت کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہونا 273
زکوٰۃ کے اہمیت اور اس کے نصاب کے متعلق وضاحت 578

زلزلہ

گناہوں کی انتہا کی وجہ سے زلزلے، طوفان اور تباہیاں اللہ تعالیٰ کی وارننگ ہیں 87
آپؐ کا طاعون کی وجہ سے نہیں بلکہ زلازل کی وجہ سے باغ میں جانا 160

زمانہ

اسلام کی تعلیم کا ہی ہر زمانے میں ہر مسئلے کا حل ہونا 55
ہر زمانے میں تائیدی نشانات کا اسلام کے ساتھ ہونا، یہ فخر و فضیلت صرف اسلام کو ہی حاصل ہونا 175
اس پُر آشوب زمانے میں جبکہ گمراہی اور ضلالت کی ہوا چل رہی ہے جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین 251
موجودہ زمانے میں شرعی احکامات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم اور نظریہ ہی فقہی مسائل کا حل اور فیصلہ ہے 303
حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کو جمعہ سے ساتھ خاص نسبت ہونا 369
اس زمانے میں صرف جماعت احمدیہ کا ہی ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا 585

زندگی

یہ زندگی جہنم ہے اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو 4
زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے ہمیشہ اپنی موت کو سامنے رکھنا چاہئے 5
اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 9

زہر

کچلہ ایک زہر، مگر بطور علاج استعمال ہونا 192

زیور

ایک خاتون کا زیور خریدنے کے لئے رکھی ہوئی رقم کا چندے میں دے دینا 23

نوجوان بچیوں کا اپنا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کرنا 265

ساکھ

مسلمانوں کا غلط قسم کا توکل کر کے ہاتھ پیر ہلانا چھوڑ دینا اور اپنی ساکھ کھو بیٹھنا 39،38

سچ / سچائی

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد، جھوٹ سے اجتناب، سچائی کا قیام 74

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا کہ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا 79

سچ بولنے ملنے والی سزا اصل میں مخفی در مخفی بدیوں کی سزا ہوتی ہے نہ کہ سچ کی سزا 79

اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں سچائی سے اپنے دل کو ٹٹولتے ہوئے کرنے کی ہدایت 258

ایک عہد سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے اس میں اپنے معیار دیکھنے کی ضرورت ہے 512

سچ بولنے کا بڑا بھاری محل و موقع وہی ہے جس میں اپنی جان، مال یا آبرو کا اندیشہ ہو 672

کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گذرا؟ 672

سحر / سحری

ایسے ممالک جہاں دن رات بائیس تئیس گھنٹے ہوتے ہیں ان کو سحر و افطار کے وقت کے متعلق ہدایت 302

سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے 305

سحری کا اذان کے ساتھ تعلق نہ ہونا، صبح کی اذان کا وقت صبح صادق ظاہر ہونے پر مقرر ہے 306

حضرت میر اسماعیل صاحبؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ تہجد پڑھنے اور سحری کھانے کے متعلق روایت 306

سحری پر حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کی ایک مثال 307

سختی

بچوں کی تربیت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کہاں سختی کرنی ہے اور کہاں نرمی 155

والدین کا بچوں پر بہت زیادہ سختی کرنا اور حد سے زیادہ صرف نظر کرنا دونوں باتیں تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں 155

ماں باپ کو بلاوجہ جھوٹی غیرت میں رشتہ میں سختی نہ کرنے کی ہدایت 204

جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں نہیں نکل سکتیں 359

سربراہ

مسلمان ممالک کے سربراہان اور ان کے پروردہ علماء نہ اسلام کی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں 408

حکومتوں اور سربراہوں کا بجائے عوام کی بھلائی کے اپنے مفادات کو مقدم رکھنا 409

سربراہوں میں برداشت کا مادہ نہ ہونا 409

سرکلر

امراء اور صدران کا اہم کام، مرکز کی طرف موصول ہدایات اور سرکلرز پر فوری عملدرآمد کروانا 393

سزا

اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے مگر ساتھ ہی عفو و درگذر کا حکم بھی ہے 49

قرآن کریم میں سزاؤں کے اصول اور اصلاح 49

سزا اور معافی کا فلسفہ 51

اسلامی اصول کی فلاسفی میں سزا اور معافی کا فلسفہ 52،51

نسیم دعوت میں مذکور عفو و درگذر اور سزا کا فلسفہ 57،56

جماعت میں سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاح کے لئے ہوتی ہے 58

سچ بولنے ملنے والی سزا اصل میں مخفی در مخفی بدیوں کی سزا ہوتی ہے نہ کہ سچ کی سزا 79

بعض لوگوں کا سوال کہ شیطان کیوں بنایا گیا 146،145

ایک شخص کا آپؐ سے غلام کو سزا دینے کے متعلق سوال 508

قرآن میں جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا اسی کوڑے ہونا 629

سفارش

قضا اور امور عامہ کو گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے کی ہدایت 56

سفر

سفر میں نماز کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا موقف 226

سفر میں جمعہ کی نماز بھی پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے 229

سفر میں جمعہ کی نماز بھی پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے 229

سفر اور بیماری میں روزہ جائز نہیں 309

حضرت مسیح موعودؑ کا سفر دہلی 645

سقہ

دلی میں ایک بادشاہ کی اولاد میں سے ایک کا سقّہ بننا 35

سکون

چندے کی ادائیگی کے بعد ذہنی سکون کا ملنا اور دو ماہ بعد کسی جگہ پھنسے ہوئے خاوند کا صحیح سالم گھر پہنچ جانا 22

بعض لوگوں کا دنیا کے مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا 584

سمپوزیم

جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دنیا کے مختلف ممالک میں امن کانفرنسیں اور پیس سمپوزیم ہونا 288

سنت

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا کہ سنت حدیث سے اوپر ہے 196

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا اگر میرا کوئی الہام قرآن و سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں 197

اگر جمعہ پڑھا جا رہا ہو اور جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع ہو تو جمعہ کے بعد کی دو رکعت سنتیں پڑھنی چاہئیں 230

ایسی خواب جو قرآن و سنت کے خلاف ہو ردّ کئے جانے کے قابل ہے 197،198

سند

احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں، ہمیں کسی کی سند لینے کی ضرورت نہیں 2

سوال / سوالات

بعض لوگوں کا سوال کی شیطان کیوں بنایا گیا 145،146

داڑھی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ سے سوال 167

ضرورت مسیح کے متعلق سوال 175،176

قضائے عمری کے متعلق آپؑ سے سوال ہونا 180،181

اخباری نمائندوں کا حضور انور سے آپ کے مقاصد کے متعلق سوال کرنا 287

رمضان کے متعلق بچوں کے سوالات 303

تراویح کے متعلق سوالات کے جوابات 318،319

ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے دنیا کے مسائل کے حل کے متعلق ایک سوال 613

سوچ

اپنا حق لینے کے لئے ایک حقیقی مسلمان کی کیا سوچ ہونی چاہئے، حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ ایک واقعہ 87،88

انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی کا بہت ضروری ہونا، ایک سوچ اور فکر دوسری لطیف جذبات 225

سود

ایک احمدی کا بنک سے سود پر قرضہ لینے انکار، خدا تعالیٰ کا کاروبار میں برکت ڈالنا 26

سوشل ویلفیئر الاونس

اپنا جائزہ لینے کی ہدایت کہ سوشل ویلفیئر الاونس کے لئے جھوٹ کا سہارا تو نہیں لے رہے 81

سیر

حضرت مسیح موعودؑ کا نماز فجر سے قبل تقریباً ساڑھے پانچ کلو میٹر سیر کرنا 396

سیکرٹریان

سیکرٹریان تربیت کو اپنے نمونے جماعت کے سامنے قائم

کرنے کی ہدایت 385
مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا کام ہے کہ ہر موصی کا حساب رکھیں اور ضرورت پڑنے پر یاددہانی کروائیں 393
ہر ملک کے سیکرٹریان کو فعال ہونے کی ہدایت 393

سینما

شوریٰ کے موقع پر سینما اور بائی سکوپ کے جائز ہونے کے متعلق بحث 157
حضرت مصلح موعودؓ کا فرمانا کہ یہ کہنا کہ سینما یا بائی سکوپ اپنی ذات میں بُرا ہے غلط ہے 157

شادی

چار سے زائد شادیوں کے مسئلہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک واقعہ 163، 164
لڑکیوں کی شادی کے مسائل کا ہمیشہ سے ہونا 201
ایک رشتہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تجویز دینا، نہایت غیر معقول وجہ بتا کر انکار کرنے پر حضورؑ کا آئندہ سے شادیوں کے معاملہ میں دخل نہ دینے کا فیصلہ 202
شادی بیاہ کے موقع پر لڑکیوں پسند رشتے میں ہونی چاہئے 203
حضرت مسیح موعودؑ کا حضرت مصلح موعودؓ کو تصویر دکھا کر پسند پوچھ کر پھر آپؓ کی شادی کرنا 204
شادی شدہ لوگوں کا بھی آزادی اور دوستی کے نام پر بلا روک ٹوک گھروں میں آنا، گھروں کے ٹوٹنے کا باعث بننا 279

شان

اسلام کی ہی تعلیم کو اپنا کر مسلمان دنیا میں دوبارہ اسلام کی شان و شوکت قائم کر سکتے ہیں 411
قرآن کریم کی بلند شان، تمام متفرق کتب کے جمیع کمالات کا قرآن کریم میں جمع ہونا 656، 657
مومن کی یہ شان ہے کہ وہ اپنا جائزہ لے کہ ایک سال آیا اور گذر گیا، اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا 671

شجاعت

انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں 7
آپؐ کے جنگ احد میں اکیلے رہ جانے میں بھید ہونا کہ آپؐ کی شجاعت ظاہر ہو 7، 8
آپؐ جیسی شجاعت کا نمونہ کسی اور نبی کو دکھانے کا موقع نہیں ملا، دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے 8

شدت پسندی

شدت پسندی کی انتہاء کا ایک واقعہ 298
دنیا کے دل صرف اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر جیتے جا سکتے ہیں نہ کہ شدت پسندی سے 410

شر

مومن کے دل میں شر نہیں ہوتا 664

شراب

مغرب میں اور ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے سال کی رات کو ساری رات شراب نوشی، ہلڑبازی وغیرہ کرنا 1

شرائط / شرط

اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 9
قبولیت دعا کی شرائط 15، 337
ہر شخص پر جو زکوٰۃ کی شرائط پوری کرتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے 188
ایک شخص کا حضرت مسیح موعودؑ کو نکاح کے لئے دعا کی درخواست، آپؑ کا فرمانا کہ ہم دعا کریں گے مگر نکاح کی کوئی شرط نہیں 191
حضرت مسیح موعودؑ کا ہر احمدی سے عہد بیعت لینا اور شرائط بیعت کی صورت لائحہ عمل سامنے رکھ دینا 671

شرک

حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنے کی تلقین 254
ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے 271
شرک صرف بتوں کو پوجنا ہی نہیں بلکہ اعمال میں ریا اور

دکھاوے کا بھی شرک ہے 671
نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے 674

شریعت / شرعی

تقویٰ ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں 15
ولی کی اجازت کے بغیر سوائے شریعت کے مستثنیات کے کوئی نکاح جائز نہیں 203
موجودہ زمانے میں شرعی احکامات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم اور نظریہ ہی فقہی مسائل کا حل اور فیصلہ ہے 303

شعبہ

ہندوستان میں اصلاح وارشاد کے ساتھ شعبہ انوار الاسلام کا بھی کام کرنا 377
اگر شعبہ تربیت فعال ہو تو دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جانا 385
عہدیدار کو قواعد وضوابط کی کتاب کو دیکھ کر اپنے شعبے کے کام کا علم ہونا چاہئے 392
تبلیغ میں جماعت کے پریس اور میڈیا کے شعبہ کا بڑا کردار ادا کرنا 404

شفاء

چندے کی برکت اور خلیفۃ المسیح دعا کی وجہ سے بیمار بھائی کا شفایاب ہونا 24
چندے کی ادائیگی کی وجہ سے کاروبار میں برکت، بیوی کا بھی شفایاب ہونا 26
حضرت مسیح موعودؑ کا حضرت امّ المومنینؓ کو مسجد مبارک میں جا کر دوائی پلانا اور دو گھنٹے کے اندر شفاء ہو جانا 161
حضرت ابراہیمؑ کا مرض کو اپنی طرف اور شفاء کو خدا کی طرف منسوب کرنا 192

شکایت / شکایات

جلسہ کے دوران بجائے جلسہ سننے کے مارکیوں میں خوش گپیاں لگانے کی شکایت 430
کینیڈا کے عہدیداران کے متعلق ایک شکایت اور حضور انور کی اس کے متعلق ہدایات 616، 617
حضرت مصلح موعودؓ کا بے نام شکایات کے متعلق خطبہ دینا 624
بے نام یا فرضی ناموں والی شکایات پر کارروائی نہ کیا جانا 624
بغیر نام کے شکایات لکھنے والوں کا فعل قرآنی حکم کے خلاف ہونا 626
قرآن کریم کا حکم، شکایت کرنے والے کے متعلق پہلے تحقیق کر لو 626
شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہونا نہ کہ شکایت کرنے والے کے اصول کے مطابق 631

شکر / شکر گذاری

مومن کو حقیقی احسان کرنے والے کا شکر گذار ہونا چاہئے نہ کہ احسان فراموش 117
حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا باعث شکر و خوشی کے ساتھ ہماری ذمہ داریوں کو بھی بڑھاتا ہے 169
جس کا انتظار کرتے ہوئے ہمارے آباء گزر گئے اس کے وقت کو پالینے پر شکر کے سجدات بجالانے کی ضرورت 179
شکر گذاری کے طریق اور تقاضے 249
عہدیداران کو عہدہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر گذاری اور دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین 256
حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی وجہ ہمارے کارکنان انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں 440
اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دائرہ کے وسیع تر ہونے کے ساتھ ہماری اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا دائرہ بھی وسیع ہونا چاہئے 449
تمام کارکنان کا حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی وجہ سے شکریہ کے مستحق ہونا 472
ہمیں پڑھے لکھے اور بے نفس ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے کارکن مہیا کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے 535
دنیا بھر کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے کارکنان کا شکر گزار ہونے کی ہدایت 537
مسجد کی تعمیر پر یہاں رہنے والے ہر شخص تک احمدیت کا

پیغام پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت 579
جماعت احمدیہ ہی دنیا کی واحد جماعت جو ایک نام سے جانی جاتی ہے، اس خوش قسمتی پر ہر احمدی جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے 620،619

شکوہ

بعض لوگوں کا شکوہ کرنا کہ ہم نے بہت دعائیں کیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، اس کا جواب 139
خدا تعالیٰ کے نہ سننے کا شکوہ کرنے والوں میں سے اکثریت کا پانچ وقت کی نماز تک بھی نہ پڑھنا 222
جو لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 337

شوریٰ

شوریٰ کے موقع پر سینما اور بائی سکوپ کے جائز ہونے کے متعلق بحث 157

شیطان

نمازوں کی حفاظت کر کے شیطان کو مایوس کریں 37
شیطان کا انسان کا ازل سے دشمن ہے اور رہے گا 143
قرآن کریم کا متعدد بار شیطان کے حیلوں اور مکروں سے ہوشیار کرنا 144
شیطان کا حملہ یکدم نہ ہونا، آہستہ آہستہ انسان کے دل میں برائی ڈالنا 145
بعض لوگوں کا سوال کی شیطان کیوں بنایا گیا، اس کی بیباکی پر اس کو فوراً سزا کیوں نہ دی گئی، اس کا جواب 145، 146
شیطان کن کن چیزوں کی طرف بلاتا ہے 147
شیطان کا جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طُول اَمل، ریا اور تکبر کی طرف بلانا 147
شیطان کس کس طرح انسان کو اپنے قابوں میں کرنے کے لئے حیلے کرتا ہے 149
شیطان کا بعض دفعہ نیکوں کا خیال دل میں ڈال کر اپنے پیچھے چلانا 150
شیطان کس طرح دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اس کی وضاحت 151
آجکل اسلامی ممالک میں ہونے والی ہڑتالیں اور بغاوتیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینی کی وجہ سے ہیں 184
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہے 261
اللہ تعالیٰ کا مومنین کو شیطان کے قدموں پر نہ چلنے کی تنبیہ فرمانا 275
شیطان سے بچنے کے لئے گھروں میں ایسے مورچے بنانے کی ضرورت ہے جن سے دفاع کے ساتھ شیطان کے حملے کا جواب بھی دیا جائے 278
شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے 279
آپؐ کا اپنی امت کو شیطان سے بچنے کے لئے دعا سکھانا 280
عہدیدار کے رویّے کی وجہ سے اگر شیطان بچوں کو اپنے قابو میں کر لے گا تو پھر عہدیداران شیطان کے مددگار ہوں گے 282
رمضان کے مہینہ میں شیطان کو جکڑ دیا جانا 336

صبر

عہدیدار میں عاجزی، انکساری اور صبر کا معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے 387
ہمارا کام صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑے رکھنا ہے 663

صحابہؓ

حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کی وجہ سے صحابہؓ کا دعا پر ایسا یقین اور ایمان ہونا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک ہونا 61
دعا کی اہمیت اور صحابہؓ کے نمونہ کو آج بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے 62
لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے متعلق اسلامی تعلیم اور صحابہؓ کے نمونے ہمارے سامنے ہیں 89
صحابہؓ کا آپؐ کی اطاعت میں ایسا گم ہو جانا کہ ان کے وجود میں کچھ باقی نہ رہنا 154

صحبت

حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کی وجہ سے صحابہؓ کا دعا پر ایسا

یقین اور ایمان ہونا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک ہونا 61
سست لوگوں کی صحبت میں چلے جانے کے نتیجہ میں خود بھی سست ہو جانا 135

صحت

یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے 213
حضرت مسیح موعودؑ کی محنت و مشقت کی عادت اور صحت کو قائم رکھنے کے لئے کیا معمول تھا 396

صداقت

بیمار پر حق اور صداقت کا اثر بہت جلدی ہونا 162
صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے چار نشانات 176، 177
اللہ تعالیٰ کا مختلف ممالک کے لوگوں کے دلوں کو تحریک کرنا، رؤیا کے ذریعہ صداقت کا بتانا 450

صدقات / صدقات

نوافل، صدقات اور دعا کی تحریک 98
پاکستان کے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور چلانے، دعا، صدقات اور روزے رکھنے کی تحریک 99
دنیا کے حالات کے پیش نظر احمدیوں کو صدقات اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ہدایت 413
اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی نصیحت 414
اپنے بھائی کو مسکرا کر ملو اور یہ صدقہ ہے 422
راستہ دکھانا بھی ایک صدقہ ہے 423
اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہماری نمازیں، صدقات، قربانیاں کہیں غیر اللہ کو خوش کرنے کے لئے تو نہیں 671

صفات باری تعالیٰ

سورۃ فاتحہ میں مذکور تمام صفات باری تعالیٰ کو اپنے اندر اپنا لینا چاہئے 5
خدا تعالیٰ سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ صفات باریٔ تعالیٰ کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے 204

صفائی

کسی کی غلطی کو شروع میں ہی نہ پکڑ لیا جائے بلکہ اس کو صفائی کا پورا موقع دیا جائے 391

صلح

جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گا 89
اسلام کی امن قائم کرنے کے لئے چند خوبیاں، اسلام کا امن و صلح اور آشتی کا مذہب ہونا نہ کہ دہشت گردی کا 410
جلسہ پر آکر اپنی انانیت کو ختم کر کے صلح کرنے کی نصیحت 466
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499
جماعت کا صلح اور امن و آشتی کا پیغام دینا 638

صلوٰۃ وسطیٰ

نمازوں کی حفاظت اور صلوٰۃ وسطیٰ کا مطلب 355

ضد

ضد اور ڈھٹائی سے بچنا چاہئے 129

ضرورت / ضروریات

منعم علیہ گروہ میں داخل ہونے کے لئے مستقل دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے 7
جماعتوں کو قائم رکھنے کے لئے مساجد، مشن ہاؤسز اور معلمین کی ضرورت و اہمیت 20
کہانیوں کی ضرورت کو سب کا تسلیم کرنا، گو یہ عارضی ضرورت ہوتی ہے 67
ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ سے ہر احمدی کو تربیت کی غرض سے جڑنے کی ضرورت 135
ضرورت مسیح کے متعلق سوال کا جواب 175، 176
ہمیں اپنی حالت ایسی بنانے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری سنے 222
چراغاں کے متعلق بحث کی ضرورت نہ ہونا کیونکہ چراغاں کا

حضرت مسیح موعودؑ سے ثابت ہونا 231
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنی حالتوں میں ایسے ہیں کہ تقویٰ وطہارت کا نمونہ بن سکیں 255
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہے 261
دنیا میں تفریح کے نام پر بے ہودگیاں ہونا، ان سے بچنے کے لئے دعا کی ضرورت 280
جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہونا 332
جو لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 337
تبلیغ کی اہمیت اور اس پہلو میں سخت محنت کی ضرورت 375
بعض دفعہ امراء کا عاملہ کے فیصلہ کو ردّ کرنے کے اختیار کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا 389
اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے محنت اور دعاؤں کی ضرورت کا ہونا 413
ایک عہد سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے اس میں اپنے معیار دیکھنے کی ضرورت ہے 512
روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے 585

ضروری

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے ایک ضروری بات 133
صلوٰۃ میں حال و قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے 218
انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی کا بہت ضروری ہونا، ایک سوچ اور فکر دوسری لطیف جذبات 225
قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہونا اور سب قدرتوں کا مالک سمجھنا ضروری ہے 350

ضلالت

اس پُر آشوب زمانے میں جبکہ گمراہی اور ضلالت کی ہوا چل رہی ہے جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین 251

طاعون

آپؑ کا طاعون کی وجہ سے نہیں بلکہ زلازل کی وجہ سے باغ میں جانا 160
حضرت مسیح موعودؑ کے تائیدی نشانات، طاعون، نہریں نکالنا، اور قرآنی پیشگوئیاں 636

طالب علم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہر طالبعلم کو اپنی کتب خریدنے اور لائبریری بنانے کی نصیحت 549

طبیب

حضرت مسیح موعودؑ کا قاعدہ تھا کہ بیمار ہونے پر طبیب اور ڈاکٹر دونوں کی دوائی کھاتے تھے 159

طبیعت

جلد باز طبیعت والے لوگوں کا بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا 161
بدکار اور تیز طبیعت والے شخص کو بھی فاسق کہا جاتا ہے 625، 626

طریق / طریقہ

وٹس ایپ، ٹویٹر پر بزرگوں کے پرانے کارڈز نکال کر پھیلانے کے غلط طریق کو بند کرنے کی ہدایت 157
حضرت مسیح موعودؑ کا قاعدہ تھا کہ بیمار ہونے پر طبیب اور ڈاکٹر دونوں کی دوائی کھاتے تھے، حضرت مصلح موعودؓ کا بھی یہی طریق ہونا 159
اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے 186، 187
شکر گذاری کے طریق اور تقاضے 249
اداروں کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں 392

طہارت

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنی حالتوں میں ایسے ہیں کہ تقویٰ وطہارت کا نمونہ بن سکیں 255

طوفان

گناہوں کی انتہا کی وجہ سے یہ زلزلے، طوفان اور تباہیاں اللہ

تعالیٰ کی وارننگ ہیں 87

ظالم / ظلم

اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم 69
شیطان کا جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طول اَمل، ریا اور تکبر کی طرف بلانا 147
اسلام کے نام پر ہونے والے جہاد اور ظلم کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہ ہونا 408
ترکی میں ہونے والی بغاوت کا کسی بھی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہونا، حکومت کا بھی ظالمانہ اقدامات کرنا 409
احمدیوں کی خوش قسمتی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مان کر دنیا کے ان ظلموں میں شامل ہونے سے بچے ہوئے ہیں 410
الجیریا میں احمدیوں پر حکومت کی طرف سے مظالم، ان کو ثبات قدم رکھنے اور مظالم سے محفوظ رکھنے کی دعا 639
جماعت احمدیہ کی مخالفت اور جماعت پر کئے جانے والے مظالم کوئی نئی چیز نہیں 660
پاکستان اور بیرونی ممالک میں احمدی اگر جائز دفاع بھی کریں تو بھی قانون کا ظالم کا ہی ساتھ دینا 662، 663
کسی کی ایک ہاتھ زمین بھی دبا لینا یا کسی کا ایک کنکر، مٹی کا ٹکڑہ، وہ بھی غلط طریق سے لینا ظلم ہے 673

عاجزی

عہدیداران کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر عاجزی سے مدد مانگنے کی ہدایت 384
عہدیدار میں عاجزی، انکساری اور صبر کا معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے 387
عہدیداران میں خاص طور پر عاجزی کا وصف ہونا چاہئے 388

عادت / عادات

بعض لوگوں کا علماء و مقررین کی تقاریر وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سننا 130
ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ 221
حضرت مسیح موعودؑ کی محنت و مشقت کی عادت اور صحت کو قائم رکھنے کے لئے کیا معمول تھا 396

عار

ایسے معاشرے میں جہاں لڑکے لڑکی کا آزادانہ ملنا کوئی عار نہیں سمجھا جاتا، وہاں احمدیوں کو خاص طور پر محتاط رہنے کی نصیحت 279

عبادت

بہت سے احمدیوں کا نئے سال کا آغاز رات کو عبادت میں گذار کر یا صبح جلدی اٹھ کر نوافل پڑھ کر نا 2
پیدائش کی اصلی غرض عبادت ہے 211
ہماری عبادتوں کے معیار اگر اچھے نہیں تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کو بدنام کر رہے ہیں 469
واقفین نو کو قربانی کے معیار کے ساتھ عبادات کے معیار کو بھی بلند کرنے کی تلقین 566
واقفین نو کو سپیشل بننے کے لئے عبادات اور دوسری چیزوں میں اپنے معیار دوسروں سے بلند کرنے ہوں گے 569
واقفین نو کو دنیا کے کام کرنی کی اجازت انہیں عبادت اور دین کے علم اور دین کی خدمت سے محروم نہ کرنے والی ہو 570

عبرت

حضرت مسیح موعودؑ کا عبرت آموز کہانیاں سنانا 86
دوسروں سے عبرت حاصل کر کے ہمیں ایک اکائی بننا چاہئے، باہم اتفاق و اتحاد پیدا کرنا چاہئے 268
حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کو اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہ آنا اور بعد میں عبرت کا نشان بننا 635

عدالت

انصاف کے لئے عدالت جانا جائز ہے لیکن اگر ثالثی فیصلے ہو سکتے ہیں تو عدالتوں میں نہیں جانا چاہئے 129
لوگوں کا آجکل قضا میں یا عدالت میں کیس کر کے دعا کی درخواست کرنا 129

عدل

ہر احمدی اور عہدیدار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616

عذاب

انبیاء کی تکالیف میں اللہ تعالیٰ کا عذاب اور ناراضگی کا اظہار نہ ہونا بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں 7

عزت

حضرت علیؓ کا ہجرت مکہ سے قبل آپؐ کے بستر پر لیٹنا اور مخالفین سے مار کھانا، اس کے بدلہ میں آپؐ کو عزت ملنا 33، 34

والدین کی عزت و احترام اور اطاعت کا حکم 129

والدین کی عزت و احترام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ واقعہ 130

خدا کی غیرت کا جوش میں آنا اور قرآن کی عزت کو ہر خبیث دشمن کے اعتراض سے منزہ کرنا 173

جماعت کی عزت و وقار کو قائم رکھنے کی نصیحت 383

جرنل سیکرٹری اور کارکنان کو ہر آنے والے کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت 617

کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت و عظمت قائم کرنے والا بنتا رہا؟ 675

عظمت

ہمارا اصل منشاء و مدعا آپؐ کا جلال ظاہر کرنا اور آپؐ کی عظمت کا قائم کرنا ہے 240

جو شخص اپنے کام، مکر، فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے 672

کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت و عظمت قائم کرنے والا بنتا رہا؟ 675

عفو و درگذر

اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے مگر ساتھ ہی عفو و درگذر کا حکم بھی ہے 49

آپؐ کی زندگی میں دشمنوں سے عفو و درگذر کے اعلیٰ نمونے نظر آتے ہیں 50

نسیم دعوت میں مذکور عفو و درگذر اور سزا کا فلسفہ 56، 57

قرآن کریم میں عفو و درگزر کی تعلیم 58

انتقام اور عفو و درگزر کے متعلق قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ 59

عقل

عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہونا 502

اللہ تعالیٰ پولیس کو عقل دے اور حقیقت کو سمجھنے توفیق، مولویوں کا ملک میں فساد پھیلانا 639

اگر ہماری باتوں میں دوسروں کی طرح عقل سے ہٹ کر صرف جوش ہے تو یہ تقویٰ نہیں 665

علم

جماعت کو حضرت مصلح موعودؓ کے علم و معرفت کے کلام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی تحریک 111

علم کے ساتھ عملی تجربہ کی دنیا میں بہت اہمیت ہونا 133

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے نوجوانوں کو ہدایات 133

اکثر لوگوں کا اس بات کا اظہار کرنا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے 288

پیس کانفرنس اور پیس سمپوزیم میں شرکت کے بعد لوگوں کا برملا اظہار، آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا 288

مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری، اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے علمی و روحانی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں 379

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک عہدیدار کی جگہ ایسے شخص کو مقرر کرنا جس کو مال کی 'الف ب' کا بھی علم نہ ہونا 390

عہدیدار کو قواعد و ضوابط کی کتاب کو دیکھ کر اپنے شعبے کے کام کا علم ہونا چاہئے 392

علماء

بعض لوگوں کا علماء و مقررین کی تقاریر وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سننا 130

مسلمانوں کا اور نام نہاد علماء کا حضرت مسیح موعودؑ پر انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگانا 373

مسلمان ممالک کے سربراہان اور ان کے پروردہ علماء نہ اسلام کی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں 408

آپؐ کے فرمانا کے مطابق مسلمان علماء کا آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونا 649
حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر پورے ہندوستان میں سیرت کانفرنس کا انعقاد، بعض غیر احمدی علماء کی مخالفت 652

عمل

خدا کے مامور کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور ان پر عمل کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ 14
دین کی باتوں کو غور سے سننا، یاد رکھنا اور پھر اس پر عمل کرنا ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے 71
علم کے ساتھ عملی تجربہ کی دنیا میں بہت اہمیت ہونا 133
ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں، اس پر عمل نہ کرنے والوں کو سمجھائیں، نہ سمجھیں کو قطع تعلق کر لیں 203
خود احمدیت قبول کرنے والوں کو جائزہ لینے کی تلقین، کیا اپنے عملوں کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں 250
اپنی عملی اصلاح کرنے کی نصیحت 260
اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے 303
قرآن کریم کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے 311
امراء اور صدران کا اہم کام مرکز کی طرف سے جو ہدایات یا سرکلرز کئے جاتے ہیں ان پر فوری عملدرآمد کروانا 393
اگر ہمارے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں تو یہ تقویٰ نہیں 665

عہد

عہدوں کو پورا کرنا ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری 274
قرآن کریم کا عہدوں کو پورا کرنے کا حکم 356
عہد بیعت کو پورا کرنے کا عہد کرنے کی نصیحت 374
عہدیداران کو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھنے کی نصیحت 386
انصار اللہ کا عہد میں خلافت احمدیہ سے وفا اور تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کرنا 511
لجنہ اماء اللہ کو بھی اپنے عہد کا سامنے رکھنے کی نصیحت 511
ناصرات الاحمدیہ کو بھی اپنے عہد کو نبھانے کی نصیحت 512
ایک عہد سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے اس میں اپنے معیار دیکھنے کی ضرورت ہے 512
ہر احمدی بچی کو بہت محتاط رہنے اور اپنے عہد کو بار بار دہراتے رہنے کی نصیحت 513
وقف نو بچوں کے والدین کا حضرت مریمؑ کی طرح عہد کرنا 563
ہر وقف نو وقف زندگی کے عظیم عہد کو وفا کے ساتھ پورا کر کے دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے 566
ہر احمدی کا تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کرنا، اس عہد پر جان بوجھ کر عمل نہ کرنا ایک خیانت 619
حضرت مسیح موعودؑ کا ہر احمدی سے عہد بیعت لینا اور شرائط بیعت کی صورت لائحہ عمل سامنے رکھ دینا 671
اگر ہم ٹی وی، انٹرنیٹ پر بے ہودہ پروگرام دیکھ رہے ہیں تو عہد بیعت سے دور ہٹ رہے ہیں 672
ایک مصمم ارادہ اور عہد کے ساتھ نئے سال کا دعا کے ساتھ آغاز کرنے کی نصیحت 676

عہدیدار / عہدہ

ہمیں اور خاص طور پر عہدیداران کو اپنا جائزہ لینے کی نصیحت 12
عہدیداران کو فیصلہ کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ نہ اتنی نرمی کی جائے کہ بالکل بے غیرت ہو جائے اور نہ انتقام کی نیت سے فیصلہ کیا جائے 56
بعض عہدیداران کا جماعتی روایات اور اسلامی تعلیم کے خلاف حرکات کر جانا 189
عہدیداران میں سے بعض کا عہدوں کی خواہش رکھنا 256
عہدیداران کو عہدہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر گذاری اور دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین 256
عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
عہدیدار کے رویہ کی وجہ سے شیطان بچوں کو اپنے قابو میں کر لے تو عہدیدار شیطان کے مددگار ہوں گے 282
بڑی عمر کی عورتوں اور خاص طور پر عہدیداران کے رویوں کا بچیوں کو دین سے نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے دور کرنا 282
عہدیداران کو ایک نمونہ ہونا چاہئے 352

عہدیداران کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر عاجزی سے مدد مانگنے کی ہدایت 384
جماعتی کام کرنے والے عہدیداران کا دوسرے لوگوں سے امتیاز ہونا چاہئے 385
عہدیداران کو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھنے کی نصیحت 386
امراء، صدران، اور عہدیداران کو اپنی نمازوں کی حفاظت اور قیام کی ہدایت 386
عہدیدار میں عاجزی، انکساری اور صبر کا معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے 387
اسلام میں عہدیدار کا تصور، خادم بننا ہے نہ کہ افسر 387
عہدیداران کو نصائح 387
عہدیداران میں خاص طور پر عاجزی کا وصف ہونا چاہئے 388
بعض عہدیداران کا اگر کسی ماتحت یا عام آدمی سے اختلاف رائے ہو جانے پر متکبرانہ رویے کا اظہار کرنا 389
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں ایک عہدیدار کو سبق سکھانے کے لئے اس کی جگہ ایسے شخص کو مقرر کیا جانا جس کو مال کی 'الف ب' کا بھی علم نہ ہونا 390
عہدیداران کو حسن سلوک کے ساتھ اپنے نائب اور ماتحت کو کام سکھانے کی کوشش کرنی چاہئے 390
عہدیداران میں بشاشت اور خوش اخلاقی کا وصف ہونا چاہئے 391
عہدیدار کو قواعد و ضوابط کی کتاب کو دیکھ کر اپنے شعبے کے کام کا علم ہونا چاہئے 392
جماعت کے ہر عہدیدار حتّٰی کہ امیر جماعت کا بھی متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہونا 568
ہر احمدی اور عہدیدار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616
کینیڈا کے عہدیدارن کے متعلق ایک شکایت اور حضور انور کی اس کے متعلق ہدایات 616، 617
مرکزی عہدیداران اور صدران کی ذمہ داری، آپس کے تعلقات میں مثالی نمونے قائم کریں 617، 618

عوام

دنیا میں فتنہ و فساد پھیلا ہونا، بہت سارے ممالک میں عوام اور حکومتوں کا ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنا 87
اسلامی ممالک میں ہونے والی ہڑتالیں اور بغاوتیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینی کی وجہ سے ہیں 184
حکومتوں اور سربراہوں کا بجائے عوام کی بھلائی کے اپنے مفادات کو مقدم رکھنا 409

عورت

حضرت مسیح موعودؑ کا عورتوں کی تربیت کے لئے عورتوں کو مختلف لیکچرز دینا 71
مغربی ممالک میں عورتوں کے حقوق کے نام پر پردہ کا مسئلہ اور دہشتگردی کو ختم کرنے کے نام پر اعتراض کیا جانا 162
اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے 186، 187
بعض خاوندوں کا حق مہر کی ادائیگی کرنا تو دور رہا، عورت کی کمائی پر اور اس کے خرچ پر بھی پابندی لگا دینا 187
ایک عورت کا حضرت مصلح موعودؓ کو اپنی خواب سنانا 197
مسجد محمود کی تعمیر میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی قربانی کا جذبہ نظر آنا 269
مغربی معاشرے میں پردے کو عورتوں کے حقوق غصب کرنے کا ذریعہ سمجھا جانا 277
بڑی عمر کی عورتوں اور خاص طور پر عہدیداران کے رویوں کا بچیوں کو دین سے نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے دور کرنا 282
ایک عورت کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قتل کر دیا جانا 298
ایک شخص کا ٹویٹ میں استہزاءً کہ اسلام امن کا مذہب، مگر استہزاءً لکھنا کہ یہ حکم عورتوں کے لئے نہیں 412
مردوں اور عورتوں کو بد نظری سے بچاؤ اور غض بصر کا حکم ہے 672

عیب

اللہ تعالیٰ کا تجسس اور کھود کھود کر عیب نکالنے سے روکنا 360

عید

ایک خاتون کا عید کے کپڑے بنانے کے لئے رکھی ہوئی رقم

کا چندے میں دینا 23
رمضان کے متعلق بچوں کے سوالات کہ ہم رمضان اور عید وغیرہ مسلمانوں کے وقت میں کیوں پڑھتے ہیں 303

غربت

اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 9

غصہ

متقی ہونا بڑا مشکل ہے، معمولی سے بات پر بھی غصہ نہ آئے، اگر اللہ سامنے یاد رہے گا تو کبھی غصہ نہیں آئے گا 8

غض بصر

مردوں اور عورتوں کو بد نظری سے بچاؤ اور غض بصر کا حکم ہے 672

غلام / غلامی

اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ آپؐ کے غلام صادق کی جماعت آگے بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے 234
آجکل غلامی نہیں، ایک مومن ملازم سے یہ توقع کی جاتا کہ وہ اپنے فرائض کا حق ادا کرنے والا ہو 508
ایک شخص کا آپؐ سے غلام کو سزا دینے کے متعلق دریافت کرنا آپؐ کا فرمایا کہ تم اس سے ہر روز ستّر مرتبہ درگزر کر لیا کرو 508
احمدیوں کا حضرت مسیح موعودؑ کو آپؐ کی غلامی کے طفیل مسیح موعودؑ مانتے ہوئے نبی کا درجہ دینا 650

غلبہ

قیامت تک مکفرین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے لوامہ کے درجہ سے گذر کر مطمئنہ کے مینار تک پہنچنا ہو گا 14
حضرت مصلح موعودؓ کا آپؐ کے الہامات کے حوالہ سے جماعتی ترقی اور غلبہ احمدیت کے متعلق واقعات بیان کرنا 637

غلط / غلطی

حضرت مصلح موعودؓ کا فرمانا کہ یہ کہنا کہ سینما یا بائی سکوپ اپنی ذات میں بُرا ہے غلط ہے 157
یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے 213
کسی کی غلطی کو شروع میں ہی نہ پکڑ لیا جائے بلکہ اس کو صفائی کا پورا موقع دیا جائے 391

غلط بیانی

اپنا جائزہ لینے کی ہدایت کہ کہیں کاروبار کے لئے غلط بیانی سے کام تو نہیں لے رہے 81
اسائیلم کے معاملہ میں بھی اپنا جائزہ لیں کہ غلط بیانی تو نہیں کر رہے 81

غیبت

اللہ تعالیٰ کا غیبت سے روکنا اور اس کی مثال 360، 361

غیرت

خدا کی غیرت کا جوش میں آنا اور قرآن کی عزت کو ہر خبیث دشمن کے اعتراض سے منزہ کرنا 173
ماں باپ کو بلا وجہ جھوٹی غیرت میں رشتہ میں سختی نہ کرنے کی ہدایت 204
حقیقی مومن کو دین کے غیرت اور جوش دکھانا چاہئے 205
نظام جماعت کے متعلق جس مجلس میں اعتراض ہو رہے ہوں وہاں کم از کم اتنی غیرت ضرور دکھانی چاہئے کہ وہاں اٹھ کر چلے جائیں 206
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی دینی غیرت کا واقعہ 401

فارم

قادیان کی مقامی انجمن کا جماعتی روایات کے خلاف ایک دفعہ ایک رپورٹ فارم شائع کر کے اس کو فروخت کرنا 189

فاسق

فاسق کے معانی، بدکار اور تیز طبیعت والے شخص کو بھی فاسق کہا جاتا ہے 625، 626
تاجروں کا فاسق ہونا، سود ابازی کرتے ہوئے جھوٹ بولنا 673

فائدہ

نماز باجماعت کا انسان کو ذاتی فائدہ بھی ہوتا ہے مگر ساتھ جماعتی فائدہ بھی ہوتا ہے 36

نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا جائز 158
مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت وفوائد 379

فائرورکس (دیکھیں آتش بازی)

فتنہ

دنیا میں فتنہ وفساد پھیلا ہونا 87
وقتی فتنے کے لحاظ سے کبھی بڑی بات کو نظر انداز کیا جانا اور کبھی چھوٹی سی بات پر ایکشن لیا جانا 403

فتویٰ (نیز دیکھیں فقہ)

فتویٰ دینے کا جنہیں حق تھا وہ تو بہت محتاط تھے مگر ایک صاحب کا مبارکباد دینے پر بھی انذار کرنا 181

فدیہ

فدیہ دینے سے روزہ کا اپنی ذات میں ساقط نہ ہونا 316

فرض / فرائض

ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے 70
نماز ہر عاقل بالغ پر فرض 94
ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے 130
آپؐ کا اسوۂ کامل ،گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ حکومتی فرائض وغیرہ کا بھی ادا کرنا 185
ہر شخص پر جو زکوٰۃ کی شرائط پوری کرتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے 188
ہر احمدی نوجوان اور بچے کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی پوری آگاہی حاصل کرے 237
والدین کا فرض ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑیں ،ذیلی تنظیموں کے پروگراموں میں شامل کروائیں 281
آجکل غلامی نہیں، ایک مومن ملازم سے یہ توقع کی جاتا کہ وہ اپنے فرائض کا حق ادا کرنے والا ہو 508
آج بھی دہلی جماعت کا فرض ہے کہ حکمت سے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچائیں 645

فساد

حضرت مسیح موعودؑ پر لگنے والا ایک الزام کہ آپؑ نے جماعت بنا کر فساد پیدا کر دیا ہے 199
مولویوں کا ملک میں فساد پھیلانا 639
ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے، نہ فساد کا جواب فساد سے دینا ہے، نہ قانون کو ہاتھ میں لینا ہے 662
فساد سے بچنے کا معیار 673
کیا ہم ہر قسم کے فساد سے اپنے آپ کو بچا کر رکھا؟ 673

فسق

مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے 672

فضل الٰہی

خدمت کے مواقع کو فضل الٰہی سمجھنا چاہئے 17
مستقل توبہ واستغفار اور اللہ کے فضل ورحم کو مانگنا انجام بخیر کی طرف لے جاتا ہے 96
یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے بلکہ اصل چیز خدا تعالیٰ کا فضل ہے 213
جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے لوگوں کا موجود ہونا جن کا مالی قربانی کرنے کے لئے بے چین رہنا 264
جماعتی کارکنان اور واقفین زندگی کو جماعت اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی نصیحت 390
خدمت دین کو فضل الٰہی سمجھیں 391
جماعت کے کاموں کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلنا 391
اللہ تعالیٰ کے فضل سے آجکل اخبارات کے ذریعہ جماعت کا تعارف ہونا 404
اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے محنت اور دعاؤں کی ضرورت کا ہونا 413
اللہ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جماعت کا جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کا مزاج بن جانا 419
اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دائرہ کے وسیع تر ہونے کے ساتھ ہماری اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا دائرہ بھی وسیع ہونا چاہئے 449

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بچوں کو وقف کرنے کا رجحان بڑھنا 562
اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ پریس اور میڈیا کا توقعات سے بڑھ کر ریسپانس ملنا 598
جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دو سو سے زائد ممالک میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کروانا 653
اللہ کے فضل کے بغیر نجات ممکن نہیں 655

فونوگراف

حضرت مسیح موعودؑ کا فونوگرام میں نظم پڑھوانا 157

فقہ

آپؑ کا فقہی مسائل کے بارے میں بسا اوقات حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ... کا نام لینا کہ ان سے پوچھ لو 225
نظارت اشاعت پاکستان، جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء کا بڑی محنت سے کتاب فقہ المسیح تیار کرنا 228
موجودہ زمانے میں شرعی احکامات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم اور نظریہ ہی فقہی مسائل کا حل اور فیصلہ ہے 303

فکر

پاک تبدیلی تقویٰ اور آخرت کی فکر سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی آخرت میں سرخرو کرتا ہے 7
حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی چھپوائی کے متعلق خاص فکر نظر آنا 45
انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی کا بہت ضروری ہونا، ایک سوچ اور فکر دوسری لطیف جذبات 225
حقیقی خدمت کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ فکر کے ساتھ ایک دوسرے کے کام آیا جائے 388
بعض لوگوں کا بڑی فکر کا اظہار کرنا کہ ہماری نیکی کی حالت ایک جیسی نہیں رہتی 398
دنیا کی موجودہ حالت کا فکر میں ڈالنے والی ہونا کہ دنیا کا کیا انجام ہونے والا ہے 532

فلسفہ

سزا اور معافی کا فلسفہ 51
دعا کا فلسفہ اور اس ضمن میں ماں اور بچے کی مثال 341

فنکشن

کینیڈا کے مختلف فنکشنز کے متعلق بعض تاثرات 599 تا 611

فون

23 مارچ کے حوالہ سے وٹس ایپ اور فون پر مبارکباد کے متعلق بدعت میں پڑنے کا اعتراض 180

فیس بک (Face book)

ٹویٹر اور فیس بک پر نظر رکھنا اور جواب دینا ہمارا کام ہے 412
ٹوئٹر، انسٹاگرام، فیس بک اور periscope کے ذریعہ کینیڈا کے جلسہ کا بیس لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا 545

فیصلہ

عہدیداران کو فیصلہ کرتے وقت نہ زیادہ نرمی نہ زیادہ سختی کرنے کی ہدایت 56
قضا اور امور عامہ کو گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے کی ہدایت 56
انصاف کے لئے عدالت جانا جائز ہے لیکن اگر ثالثی فیصلے ہو سکتے ہیں تو عدالتوں میں نہیں جانا چاہئے 129
اپنے جائزے لینے کی تلقین کہ کیا ہمارے کام، عمل اور فیصلے قرآن و حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں 196
ایک رشتہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تجویز دینا، نہایت غیر معقول وجہ بتا کر انکار کرنے پر حضورؑ کا آئندہ سے شادیوں کے معاملہ میں دخل نہ دینے کا فیصلہ 202
موجودہ زمانے میں شرعی احکامات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم اور نظریہ ہی فقہی مسائل کا حل اور فیصلہ ہے 303
حضرت مسیح موعودؑ کا قادیان میں قیام کی صورت میں روزہ رکھنے کے متعلق فیصلہ 311
قواعد کا امیر جماعت کو اپنی عاملہ کے فیصلہ کو ردّ کرنے کا

اختیار دینا مگر.... 389
واقفین نو کو مختلف دوروں میں گزرتے ہوئے خود فیصلے کرنے کی بجائے جماعت سے پوچھنے کی تلقین 570
شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہونا نہ کہ شکایت کرنے والے کے اصول کے مطابق 631

قاعدہ

حضرت مسیح موعودؑ کا قاعدہ تھا کہ بیمار ہونے پر طبیب اور ڈاکٹر دونوں کی دوائی کھاتے تھے 159

قانون

قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور اس کے اندر مغز 15
حکومت کا جماعت کے خلاف قانون پاس کرنا 99
احمدی نہ قانون سے لڑتے ہیں نہ لڑیں گے 651
قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کی ہدایت 662
پاکستان اور بیرونی ممالک میں احمدی اگر جائز دفاع بھی کریں تو بھی قانون کا ظالم کا ہی ساتھ دینا 662، 663

قتل

ایک عورت کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قتل کر دیا جانا 298
دہشت گرد تنظیموں کا مغربی ممالک میں معصوم لوگوں کو قتل کر کے اسلام کو بدنام کرنا 409
مسلمان کا مسلمانوں کو قتل کرنا 409

قربانی

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَ کِیْلًا میں توجہ دلائی ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں اور قربانیوں کا محتاج نہیں 17
جماعت کا حضورؑ کی زندگی میں بھی اور آپؑ کے بعد بھی آج تک مالی قربانیوں کے نمونے قائم کرنا 18
مالی قربانی کے چند واقعات 21 تا 26
ایک احمدی بچے کی مالی قربانی 25
ایک احمدی کی مالی قربانی کا واقعہ 26
حضرت علیؓ کا ہجرت مکہ سے قبل آپؐ کے بستر پر لیٹنا، آپؐ کے علم میں نہیں تھا کہ اس قربانی کہ بدلہ میں ان کو کس قدر عزت ملنے والی ہے 33، 34
معمولی قربانی کر کے اسے بہت بڑی قربانی سمجھنے والے لوگوں کے متعلق حضورؑ کا ایک واقعہ 117
بچوں اور بڑوں کی قربانی کی روح کی چند مثالیں 264
جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے لوگوں کا موجود ہونا جن کا مالی قربانی کرنے کے لئے بے چین رہنا 264
مسجد محمود کی تعمیر میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی قربانی کا جذبہ نظر آنا 269
قیام خلافت کے عہد کو پورا کرنے کے لئے ثبات قدم کے ساتھ جماعت کا قربانیاں دینا 286
واقفین نو کو قربانی کے معیار کے ساتھ عبادات کے معیار کو بھی بلند کرنے کی تلقین 566
جان، مال، اور وقت قربان کرنے کی مثالوں کا حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں ہی ملنا 574
تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور افراد جماعت کے مالی قربانی کے واقعات 587
جماعت کا صلح اور امن و آشتی کا پیغام دینا اور ساتھ دین کے لئے قربانیاں بھی دینا 638
اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہماری نمازیں، صدقات، قربانیاں کہیں غیر اللہ کو خوش کرنے کے لئے تو نہیں 671

قرعہ

حضرت اماں جان کا حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھیوں کی تقسیم کے لئے قرعہ ڈالنا 41، 42

قسم

تاجروں کا سودا بازی کرتے ہوئے جھوٹ بولنا، قسمیں اٹھا کر قیمتیں بڑھانا 673
حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شخص کو اپنے قلم کے ساتھ قسمیہ لکھ کر دینا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں 178

قصر

سفر اور قصر نماز کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا موقف 226
حضور انور کا لیسٹر میں عشاء کی نماز کا پورا پڑھانا اور لوگوں کو سوال پیدا ہونا کہ قصر کیوں نہیں کی 227

قضا

قضا اور امور عامہ کو گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے کی ہدایت 56
لوگوں کا آجکل قضا میں یا عدالت میں کیس کر کے دعا کی درخواست کرنا 129

قضاء عمری

جماعت احمدیہ میں قضائے عمری کا کوئی تصور نہیں 365
قضائے عمری کے متعلق آپؑ سے ایک سوال ہونا 180، 181

قطع تعلق

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں، اس پر عمل نہ کرنے والوں کو سمجھائیں، نہ مانے تو قطع تعلق کر لیں 203

قلم

دشمن کی غلیظ زبان اور قلم کو ہم روک نہیں سکتے 99
اس وقت سیف کی بجائے قلم کی ضرورت ہونا 174
حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شخص کو اپنے قلم کے ساتھ قسمیہ لکھ کر دینا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں 178

قمری

اسلام سے قبل عربوں میں قمری کیلنڈر کا رائج ہونا 670
مسلمانوں کے علاوہ چینیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کا بھی قمری سال سے سال کا آغاز کرنا 670

قناعت

واقفین نو کو اپنے قناعت کے معیار بلند کرنے کی نصیحت 566

قواعد

قواعد کا امیر جماعت کو اپنی عاملہ کے فیصلہ کو ردّ کرنے کا اختیار دینا مگر.... 389
عہدیدار کو قواعد وضوابط کی کتاب کو دیکھ کر اپنے شعبے کے کام کا علم ہونا چاہئے 392

قوم

اخبارات کا دور رہنے والے لوگوں کو قوم سے وابستہ رکھنا 134

قیامت

قیامت تک مکفرین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے لوامہ کے درجہ سے گذر کر مطمئنہ کے مینار تک پہنچنا ہوگا 14
لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے لحاظ سے بیٹھے ہوں گے 371

کھاد

مخالفت کا احمدیت کے لئے کھاد کا کام کرنا 237، 450

کارڈ

وٹس ایپ، ٹویٹر پر بزرگوں کے پرانے کارڈز نکال کر پھیلانے کے غلط طریق کو بند کرنے کی ہدایت 157

کارروائی

جلسہ کی کارروائی اور احمدیوں کے حسن سلوک اور رویّے کو دیکھ کر بعض افراد کا بیعت کرنا 472
بے نام یا فرضی ناموں والی شکایات پر کارروائی نہ کیا جانا 624

کارکن/کارکنان

کارکنان دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی نصیحت 390
تبلیغ کے لئے مغربی ممالک میں پلے بڑھے نوجوان کارکنان کا مہیا ہونا 391
حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی وجہ ہمارے کارکنان انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں 440
تمام کارکنان شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ آپؑ کے مہمانوں کی خدمت کی 472
ہمیں پڑھے لکھے اور بے نفس ہو کر جماعت کی خدمت کرنے

والے کارکن مہیا کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے 535
دنیا بھر کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے کارکنان کا شکر گزار ہونے کی ہدایت 537
دفتر میں کام کرنے والے ہر کارکن کو ہر آنے والے کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت 617
ربوہ میں پولیس کے ادارے کاؤنٹر ٹیررازم کا تحریک جدید کے دفاتر پر ریڈ، کارکنان کی گرفتاری 639،638

کامیابی

فلاح دارین حاصل کرنے کے لئے لوگوں کے دلوں پر فتح حاصل کرنا ہوگی، اخلاق فاضلہ کا نمونہ بننا ہوگا پھر کامیابی ملے گی 11
حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ساتھ مقدر کامیابیوں کو دیکھنے کے لئے دعا 679

کانفرنس

جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دنیا کے مختلف ممالک میں امن کانفرنسیں اور پیس سمپوزیم ہونا 288
پیس کانفرنس اور پیس سمپوزیم میں شرکت کے بعد لوگوں کا برملا اظہار کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا 288
حضرت مصلح موعودؓ کا آپؓ اور اسلام کے دفاع میں بڑے پیمانے پر ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد کروانا 652

کاؤنٹر ٹیررازم پولیس

ربوہ میں پولیس کے ادارے کاؤنٹر ٹیررازم کا تحریک جدید کے دفاتر پر ریڈ، کارکنان کی گرفتاری 639،638

کتابت

حضرت مسیح موعودؑ کا کتاب میں ذرا سا بھی نقص یا کتابت اچھی نہ ہونے کی صورت میں دوبارہ کتابت کروانا 43

کتب

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کس طرح ابتداء میں شائع ہوئیں، اس کی تفصیل 43
حضورؑ کا کتب کا کام کرنے والوں کا بہت خیال رکھنا 44، 45
مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت 45
وٹس ایپ، ٹویٹر پر بزرگوں کے پرانے کارڈز نکال کر یا پرانی کتب کی دوکانوں سے خرید کر پھیلانا 157
خواجہ کمال الدین صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر کے اپنا لیکچر تیار کرنا 378
تین امور، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنا پھر ان کو سمجھنا، پھر آگے اس سے لیکچر تیار کرنا 378
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہر طالبعلم کو اپنی کتب خریدنے اور لائبریری بنانے کی نصیحت 549

کچلہ

کچلہ ایک زہر ہونا مگر بطور علاج استعمال ہونا 192

کرامت

جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے وہ گویا کرامت دکھاتا ہے 256

کرسمس

دبئی میں دنیا کا مہنگا ترین کرسمس ٹری لگایا جانا جس کی مالیت گیارہ بلین ڈالرز ہونا 2

کسل

ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ 221

کسوف وخسوف

آپؐ کا کسوف وخسوف کو خدا تعالیٰ کا نشان قرار دینا 635
امریکہ میں بھی کسوف وخسوف کا نشان دکھایا جانا 636

کشوف (دیکھیں رؤیا)

کفر

کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر اکٹھے نہیں ہوسکتے 619
نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے 674

کمال/کمالات

نبی کا کمال اس کی امت کے کمال کو چاہتا ہے 8
قرآن کریم کی بلند شان، تمام متفرق کتب کے جمیع کمالات

کا قرآن کریم میں جمع ہونا 656، 657

کمپیوٹر / کمپیوٹرائزڈ

حساب کا نظام کمپیوٹرائز ہونے کے بعد ریکارڈ میں غلطی سے جماعتی نظام کی کمزوری کا بُرا اثر پڑتا ہے 393

والدین کا بچوں کے شور سے بچنے کے لئے ان کو آئی پیڈ پکڑا دینا یا ان کو ٹی وی یا کمپیوٹر کے سامنے بٹھا دینا 67

کمیٹی

جلسہ کے پروگرام، مقررین اور عناوین کے لئے ایک کمیٹی کا عناوین کی فہرست بنا کر خلیفۂ وقت سے منظوری لینا 429

کنجوس

بعض امیر مگر کنجوس لوگوں کا جماعت کے مجموعی چندے کو اپنی طرف منسوب کر لینا 382

کہانیاں

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہونا 66

کہانیوں کی ضرورت کو سب کا تسلیم کرنا 67

حضرت مسیح موعودؑ کا عبرت آموز کہانیاں سنانا 86

حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کی کہانیوں میں سے الہ دین کے چراغ کی کہانی کا بہت مشہور ہونا 92

حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ کہانیوں اور روایات میں بعض حقیقی واقعات کا بھی ہونا 128

کوریج

جلسہ کے متعلق میڈیا کی کوریج 545

میڈیا میں جلسہ کی گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال زیادہ کوریج ہونا 446

کیسینو(Casino)

مغربی ممالک کے امیر لوگوں کا Casino جا کر جوؤں میں رقم خرچ کرنا 584

کھیل

ایک دفعہ کھیل میں دین اور سلسلہ کی روایات کا خیال نہ رکھنا جانا، حضرت مصلح موعودؓ کی تنبیہ 382

جماعت کی عزت و قار کو قائم رکھنے کی نصیحت، خواہ وہ کھیل کا میدان ہو یا کوئی مشاعرہ وغیرہ 383

کیلنڈر

اسلام سے قبل عربوں میں قمری کیلنڈر کا رائج ہونا 670

دنیا میں گریگورین کیلنڈر کا رائج ہونا 670

گالی / گالیاں

لوگوں کا کھلے لفافوں پر گالیاں لکھ کر بھجوانا 242

ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے، نہ گالیوں کا جواب دینا ہے نہ فساد کا جواب فساد سے دینا ہے 662

مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے 672

گداگر

دو قسم کے گداگروں کا ہونا 139

گروہ

سورۃ فاتحہ میں تین گروہوں کا ذکر 6

منعم علیہ گروہ میں داخل ہونے کے لئے مستقل دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے 7

دنیا کے حالات کا تیزی سے خراب ہونا اور بدقسمتی سے اس کی وجہ سے مسلمانوں کے بعض گروہ بن جانا 408

گریگورین

دنیا میں گریگورین کیلنڈر کا رائج ہونا 670

گمراہی

رسوم اور بدعات کا گمراہی کی طرف لے جانا 675

گناہ

گناہوں کی انتہا کی وجہ سے یہ زلزلے، طوفان اور تباہیاں اللہ تعالیٰ کی وارننگ ہیں 87

حضرت مسیح موعودؑ کا مخفی گناہوں سے بچنے کی طرف توجہ دلانا... 153

غیر صالح اعمال کا بعض دفعہ گناہ بن جانا 198

جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے 321
چھوٹے گناہوں کا بڑا ہو کر انسان کو سیاہ کرنا 333

گندھک

گندھک سے جراثیموں کا مر جانا 231

گواہ / گواہی

جماعت کے خلاف آج بھی لوگوں کا جھوٹے گواہ بننا 76
قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی گواہی دینے والے مسلمان 76
حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے ایک واقعہ بیان فرمانا، مخالفین کا جھوٹے گواہ لانا 76
حضرت مصلح موعودؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کی مصروفیت اور روزمرہ کی روٹین کے متعلق ایک گواہی 186
جماعت کی 108 سالہ تاریخ کا قیام خلافت کے لئے جماعت کی قربانیوں کی گواہی دینا 286

گھر / گھرانہ

آپؐ کا اسوۂ کامل ،گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ حکومتی فرائض وغیرہ کا بھی ادا کرنا 185
شادی شدہ لوگوں کا بھی آزادی اور دوستی کے نام پر بلا روک ٹوک گھروں میں آنا، گھروں کے ٹوٹنے کا باعث بننا 279
آپؐ ایسی عورتوں کے گھروں میں جانے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں 279
شیطان سے بچنے کے لئے گھروں میں مورچے بنانے کی ضرورت 278
احمدی گھرانے میں پیدا ہونا اور احمدیت قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے 282
تربیت کا کام سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع کرنے کی ہدایت 385
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499

لائبریری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہر طالبعلم کو اپنی کتب خریدنے اور لائبریری بنانے کی نصیحت 549

لائحہ عمل

حضور انور کا واقفین کو چند انتظامی امور اور لائحہ عمل کی طرف توجہ دلانا 568
حضرت مسیح موعودؑ کا ہر احمدی سے عہد بیعت لینا اور شرائط بیعت کی صورت لائحہ عمل سامنے رکھ دینا 671

لجنہ اماء اللہ

لجنہ کی تنظیم میں پندرہ سال کے بعد سب لڑکیوں کا شامل ہونا 282
مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ یو۔کے کے اجتماعات 510
لجنہ اماء اللہ یو کے کا اجتماع، لجنہ اماء اللہ کو بھی اپنے عہد کا سامنے رکھنے کی نصیحت 511

لڑائی

لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے متعلق اسلامی تعلیم اور صحابہؓ کے نمونے ہمارے سامنے ہیں 89

لطائف

حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ کہانیوں اور روایات میں بعض حقیقی واقعات کا بھی ہونا، بعض کا بظاہر لطائف ہونا مگر ان میں بھی اصلاح کا پہلو ہونا 128

لغو / لغویات

لغو کے لغوی معانی فضول اور بے فائدہ گفتگو 114
دنیا میں بہت سے لوگوں کا لغو باتیں کرنا، جن کی وجہ سے مسائل کا پیدا ہونا 114
لغویات اور عیاشیوں کی بجائے ہمدردئ مخلوق اور ان سے حسن سلوک پر خرچ کرنے کی تلقین 584
لغویات سے پرہیز 467، 468
نئے سال کا آغاز مغربی ممالک کے ساتھ ساتھ باقی دنیا کا بھی لغویات میں مصروف ہو کر کرنا 670

لیکچر

تین امور، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنا پھر ان کو سمجھنا، پھر آگے اس سے لیکچر تیار کرنا 378

خواجہ کمال الدین صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر کے اپنا لیکچر تیار کرنا 378
حضرت مسیح موعودؑ کا عورتوں کی تربیت کے لئے عورتوں کو مختلف لیکچرز دینا 71

ماحول

جلسہ کے روحانی ماحول کا اپنوں اور غیروں کا اظہار کرنا 438
جلسہ اور اس کے ماحول کا ایک خاموش تبلیغ کا ذریعہ بننا474
پیس ویلیج اور ابوڈ آف پیس کے رہنے والے احمدیوں کو احمدی ماحول قائم کرنے کی نصیحت 612

مال / مالی

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پاک کمائی سے خرچ کرنے سے مال میں برکت پڑتی ہے 26
تعلیم مکمل کرنے والے واقفین نو کو ظاہری و مالی حالت بہتر کرنے کی بجائے اپنی روحانی حالت بہتر کرنے کی نصیحت 565
جان، مال، اور وقت قربان کرنے کی مثالوں کا حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں ہی ملنا 574
دنیا کا مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا جبکہ ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول584
روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے 585
تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور افراد جماعت کے مالی قربانی کے واقعات 587
سچ بولنے کا بڑا بھاری محل و موقع وہی ہے جس میں اپنی جان، مال یا آبرو کا اندیشہ ہو 672

مالی نظام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں ایک عہدیدار کا زعم کہ میری وجہ سے مالی نظام عمدہ طور پر چل رہا ہے 390

ماں

ماں کا اپنے بیٹے سے خواہش کرنا کہ سفر سے واپسی پر میرے لئے روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے لانا 192، 193
ماں باپ کو بلاوجہ جھوٹی غیرت میں رشتہ میں سختی نہ کرنے کی ہدایت 204
دعا کا فلسفہ اور اس ضمن میں ماں اور بچے کی مثال 341
وقف نو میں شامل بچوں کی ماں جب حضرت مریمؑ والی دعا کرتی ہے تو ان ذمہ داریوں کا احساس بھی رہنا چاہئے 563

مبارکباد

نئے سال کی مبارکباد اور اس سال کو ہمارے لئے ذاتی اور جماعتی طور پر برکات کا باعث بنانے کی دعا 16
23 مارچ کے حوالہ سے وٹس ایپ اور فون پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے پر ایک صاحب کا اعتراض 180
فتویٰ دینے کا جنہیں حق تھا وہ تو بہت محتاط تھے مگر ایک صاحب کا مبارکباد دینے پر بھی انذار کرنا 181

مبلغین (نیز دیکھیں مربیان)

حضور انور کا یوکے کے مبلغین اور واقفین کی تعریف فرمانا 32
افریقہ کے مبلغین کو رابطوں میں بہتری پیدا کرنے اور مقامی حالات سے باخبر رہنے کی ہدایت 377
مبلغین اور داعیین الی اللہ کے لئے رہنما اصول 378
مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری 379، 394

متقی (دیکھیں تقویٰ)

مثلہ

جنگ احد میں ہند کا آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کا مثلہ کرنا 55، 506

مجرم

اصل چیز مجرم کو احساس دلا کر اصلاح کرنا ہے نہ کہ بدلہ لینا503

محاسبہ

ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے 70

محبت

حضرت مسیح موعودؑ کا دو ہی مسئلے لے کر آنا، ایک خدا تعالیٰ کی توحید، دوسرا آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرنا 13
اگر محبت الٰہی دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو خود بخود لوگ

ہماری نقل کرنے لگ جائیں گے 167
خدا تعالیٰ سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ صفات باریٔ تعالیٰ کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے 204
خدا تعالیٰ کی سچی محبت پانے کے لئے انسان کو کیسا ہونا چاہئے 344
ایک رہنما اصول جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے 499
ہمارے دلوں میں آپؐ کی محبت اور آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ادراک حضرت مسیح موعودؑ دیا ہے 660

محسن

اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھنے کی نصیحت 401

محنت

پہلے والدین کا بچوں کی تربیت کے لئے محنت کرنا 67
نظارت اشاعت پاکستان، جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء کا بڑی محنت سے کتاب فقہ المسیح تیار کرنا 228
تبلیغ کی اہمیت اور اس پہلو میں سخت محنت کی ضرورت 375
حضرت مسیح موعودؑ کی محنت و مشقت کی عادت اور صحت کو قائم رکھنے کے لئے کیا معمول تھا 396
اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے محنت اور دعاؤں کی ضرورت کا ہونا 413

مخالفت

حضرت علیؓ کو مخالفین کا مارنا پیٹنا 33، 34
حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے ایک واقعہ بیان فرمانا، مخالفین کا جھوٹے گواہ لانا 76
مخالفت کا جماعت کے لئے کھاد کا کام کرنا 237، 450
دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کے خلاف ابال اٹھتے رہنا اور میڈیا کی وجہ سے مخالفتوں کا ہر جگہ پہنچ جانا 237
پاکستان میں جماعت کی مخالفت میں بڑے بڑے اشتہارات کا لگنا 242
مخالفتوں کے باوجود ہم نے حکمت کے ساتھ تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا ہے 376
حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کو اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہ آنا اور بعد میں عبرت کا نشان بننا 635
انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ تائیدات کے ساتھ مخالفتوں کا بھی ہونا 638
دنیا میں سب سے خطرناک مخالفت شرکاء کی ہونا 640
حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر پورے ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں، غیر احمدی علماء کی مخالفت 652
انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی چیز نہیں 660

مدد

عہدیداران کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر عاجزی سے مدد مانگنے کی ہدایت 384
کئی لوگوں کا حضور انور کو نمازوں میں باقاعدہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرنا مگر خود اللہ تعالیٰ سے مدد نہ مانگنا 93

مدعا

ہمارا اصل منشاء و مدعا آپؐ کا جلال ظاہر کرنا اور آپؐ کی عظمت کا قائم کرنا ہے 240

مذاق

حضرت مصلح موعودؓ کی تنبیہ، ہنسی مذاق جائز ہے مگر تحقیر جائز نہیں 382

مذہب

اسلام کی امن قائم کرنے کے لئے چند خوبیاں، اسلام کا امن و صلح اور آشتی کا مذہب ہونا نہ کہ دہشت گردی کا 410
ایک اسلام سے مرتد شخص کا ٹویٹ میں حضور انور کی تصویر لگا کر استہزاءً لکھنا کہ اسلام امن کا مذہب ہے مگر یہ حکم عورتوں اور ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے نہیں 412
پوپ کا کہنا کہ یہ مذہبی جنگ نہیں بلکہ مفادات کی جنگ ہے 412
ایک کالم نگار کا لکھنا کہ مذہبی جنگ شروع ہو چکی مگر یہ مذہب کی آڑ میں مفاد پرستوں اور نفسیاتی مریضوں کی جنگ ہے 412

مسلمانوں کے علاوہ چینیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کا بھی قمری سال سے سال کا آغاز کرنا 670

مربیان

حضرت مصلح موعودؓ کی مربیان کو ایک نصیحت 117، 118
مربیان کو حالات حاضرہ پر نظر رکھنے اور اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرنے کی ہدایت 118
مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری 379
مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری کہ میٹنگز کا باقاعدہ انعقاد کر کے تبلیغی کاموں کا جائزہ لیں 394
واقفین اور مربیان کو باقاعدگی سے ورزش کرنے کی ہدایت 396

مرض / مریض

دنیا کے تمام امراض کا علاج قرآن کریم میں موجود ہونا 132
حضرت ابراہیمؑ کا مرض کو اپنی طرف اور شفاء کو خدا کی طرف منسوب کرنا 192
بدظنی کا مرض اور ساری برائیوں کا اس سے پیدا ہونا 360
ایک کالم نگار کا لکھنا کہ مذہبی جنگ شروع ہو چکی مگر یہ مذہب کی آڑ میں مفاد پرستوں اور نفسیاتی مریضوں کی جنگ ہے 412

مرہم

ایک نائی کے بیٹے کا باپ کی ضد کی وجہ سے فن سے محروم رہ جانا، باپ کو ایک مرہم کا نسخہ پتا تھا بیٹے کو نہیں بتایا 159، 160

مسجد / مساجد

جماعتوں کو قائم رکھنے کے لئے مساجد، مشن ہاؤسز اور معلمین کی ضرورت و اہمیت 20
مسجد مبارک قادیان کی اہمیت کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا بیان کردہ واقعہ 161
ایک اہل حدیث کا حنفیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا واقعہ 199
نوجوان بچیوں کا اپنا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کرنا 265
جہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو وہاں مسجد بنا دینی چاہئے 267
مسجد محمود کے افتتاح کے موقع پر حضور انور کی مالمو جماعت کے احمدیوں کو اپنی تعداد کو بڑھانے کی طرف توجہ دلانا 267
مسجد محمود کی تعمیر میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی قربانی کا جذبہ نظر آنا 269
جو شخص مسجد کو صبح شام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے 270
مسجد بنانے کا مقصد 271
مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے اندر ایک بڑا انقلاب پیدا کرنا ہوگا 272
مساجد کی تعمیر کے ساتھ ہماری ذمہ داریوں کا بڑھنا 273
والدین کا فرض ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑیں 281
عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کا بھی ایک ثواب ہے 435
مسجد کا تربیت اور تبلیغ کے لئے انتہائی اہم ہونا 575
مسجد کی تعمیر پر یہاں رہنے والے ہر شخص تک احمدیت کا پیغام پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت 579
دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں کا جلوس نکال کر احمدیہ مسجد پر حملہ کرنا 651
جماعت احمدیہ رجائنا کو مسجد بنانے کی توفیق ملنا 573
کینیڈا کی جماعت کو مسجد کی تعمیر کا اکثر کام رضاکاروں کے ذریعہ کرنے کا اعزاز حاصل ہونا 575

مسائل / مسئلہ

حضرت مسیح موعودؑ کا دو ہی مسئلے لے کر آنا 13
اسلام کی تعلیم کا ہی ہر زمانے میں ہر مسئلے کا حل ہونا 55
دنیا میں بہت سے لوگوں کا لغو باتیں کرنا، جن کی وجہ سے مسائل کا پیدا ہونا 114
اسلامی مسائل کی بنیاد تفقّہ فی الدین پر ہے 163
چار سے زائد شادیوں کے مسئلہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا واقعہ 163، 164
جمعہ کے بعد احتیاطی نماز کے مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ 166، 167

لڑکیوں کی شادی کے مسائل کا ہمیشہ سے ہونا 201
حضرت مصلح موعودؓ کا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نکاح کے مسئلہ کا جواب 202،201
حضرت مسیح موعودؑ کا فقہی مسائل کے متعلق بسا اوقات حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ... کا نام لینا کہ ان سے پوچھ لو 225
موجودہ زمانے میں شرعی احکامات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم اور نظریہ ہی فقہی مسائل کا حل اور فیصلہ ہے 303
کینیڈا کے دورے کے دوران ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے دنیا کے مسائل کے حل کے متعلق سوال 613
دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم کا ہونا 613

مسکینی

اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 9
آپؐ کا مسکینی کو اپنانے کی تلقین کرنا 675

مسلمان

مسلمان ممالک میں بھی آجکل نئے سال کا آغاز ہلڑ بازی اور فائرورکس وغیرہ کرکے کرنا 1
احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں، ہمیں کسی کی سند لینے کی ضرورت نہیں 2
خدا کا خانہ بالکل چھوڑ دینا مسلمانوں کی حماقت ہے 38
مسلمانوں کا ظاہری اسباب کو بالکل ترک کرکے حماقت میں مبتلا ہونا 38
مسلمانوں کا غلط قسم کا توکل کرکے ہاتھ پیر ہلانا چھوڑ دینا 39،38
حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں فرق 74
حُب دنیا ہی مسلمانوں میں پھاڑ ڈالنے کا موجب ہے 75
اپنا حق لینے کے لئے ایک حقیقی مسلمان کی کیا سوچ ہونی چاہئے، حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ ایک واقعہ 88،87
مسلمانوں کا بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے ہونا 120
کوئی شخص اس وقت تک سچا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپؐ کو خاتم النبیین یقین نہ کرلے 238
رمضان کے متعلق بچوں کے سوالات کہ ہم رمضان اور عید وغیرہ مسلمانوں کے وقت میں کیوں پڑھتے ہیں 303
جمعۃ الوداع کے متعلق عام مسلمانوں کا تصور اور اس کی تردید 364،363
مسلمانوں کا اور نام نہاد علماء کا حضرت مسیح موعودؑ پر انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگانا 373
مسلمان ممالک کے سربراہان اور ان کے پروردہ علماء نہ اسلام کی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں 408
دنیا کے حالات کا تیزی سے خراب ہونا اور بدقسمتی سے اس کی وجہ سے مسلمانوں کے بعض گروہ بن جانا 408
مسلمان کا مسلمانوں کو قتل کرنا 409
اسلام کی ہی تعلیم کو اپنا کر مسلمان دنیا میں دوبارہ اسلام کی شان و شوکت قائم کرسکتے ہیں 411
تین امور کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرسکتا 619
مسلمانوں کی حالت پر افسوس، دلوں کے پھٹے ہونے کے مصداق ہونا 648
دوسرے مسلمانوں میں بغیر رہنما کے تقویٰ سے دور ہو کر بگاڑ پیدا ہونا 665
مسلمانوں کے علاوہ چینیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کا بھی قمری سال سے سال کا آغاز کرنا 670

مشقت

حضرت مسیح موعودؑ کی محنت و مشقت کی عادت اور صحت کو قائم رکھنے کے لئے کیا معمول تھا 396

مشن ہاؤس

جماعتوں کو قائم رکھنے کے لئے مساجد، مشن ہاؤسز اور معلمین کی ضرورت و اہمیت 20

مطالبات

وقف کر دینے کے بعد مطالبات کا ختم ہو جانا 567

مطالعہ

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت 45، 379
مربیان کو اخبارات ورسائل کا مطالعہ کرنے کی ہدایت 118
حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر کا مطالعہ کرنے کی نصیحت 132
خواجہ کمال الدین صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرکے اپنا لیکچر تیار کرنا 378
قرآن کریم کی تفسیر اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ ہر وقف نو کیلئے ضروری ہے 571

مطمح نظر

دین کی باتوں کو غور سے سننا، یاد رکھنا اور پھر اس پر عمل کرنا ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے 71

معاشرہ

مومن کی قدر صرف محدود نہ ہو بلکہ جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو 116
ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ وہ رشتہ داری یا معاشرتی دباؤ کی وجہ احمدی نہ ہو، دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں 201
مغربی معاشرہ میں پردے کو عورتوں کے حقوق غصب کرنے کا ذریعہ سمجھنا 277
لڑکوں میں بھی آزاد معاشرے کی وجہ سے بعض برائیوں کا خاموشی سے داخل ہو جانا 278
ایسے معاشرے میں جہاں لڑکے لڑکی کا آزادانہ ملنا کوئی عار نہیں سمجھا جاتا، اس میں احمدیوں کو محتاط رہنے کی نصیحت 279

معافی

ہارون الرشید کا امام موسیٰ کاظم سے معافی مانگنا اور اپنا خواب سنانا 34
حضرت زینبؓ پر حملہ کرنے والے شخص ھبار بن اسود کو آپؓ کا معاف فرمادینا 50، 506
آپؐ کا کعب بن زھیر کو معاف فرمانا اور اپنی چادر عطا کرنا 51، 507
سزا اور معافی کا فلسفہ 51
اسلامی اصول کی فلاسفی میں سزا اور معافی کا فلسفہ 51، 52
مومن کو اپنے بھائیوں کے قصور معاف کرنے چاہئیں 119
آپؐ کے پاس ایک نئی جماعت کا آنا اور نماز کی معافی چاہنا 212
جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے 321
ہندہ کو آپؐ کا معاف فرمانا اور اس کے حق میں دعا کرنا 506، 507

معاہدہ

معاہدوں کو توڑنے کے لئے انسان کا جھوٹ کا سہارا لینا 357

معرفت

جماعت کو حضرت مصلح موعودؓ کے علم و معرفت کے کلام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی تحریک 111
اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع 345، 346
معرفت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی توقعات 522

معلم

جماعتوں کو قائم رکھنے کے لئے مساجد، مشن ہاؤسز اور معلمین کی ضرورت و اہمیت 20

معیار

عہدیداران کو تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے کام سرانجام دینے کی نصیحت 385
عہدیدار کے عاجزی، انکساری اور صبر کا معیار دوسروں سے بلند ہوں 387
ہماری عبادتوں کے معیار اگر اچھے نہیں تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کو بدنام کر رہے ہیں 469
جس طرح حقوق لینے کے لئے بے چین ہوتے ہیں اسی طرح حقوق دینے کے لئے بھی یہی معیار قائم کرنا چاہئے 500
ایک عہد سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے اس میں اپنے معیار دیکھنے کی ضرورت ہے 512
واقفین نو کو اپنے قناعت کے معیار بلند کرنے کی نصیحت 566
واقفین نو کو قربانی کے معیار کے ساتھ عبادات کے معیار کو بھی بلند کرنے کی تلقین 566

واقفین نو کو سپیشل بننے کے لئے عبادات اور دوسری چیزوں میں دوسروں سے بلند معیار قائم کرنے ہوں گے 569
واقفین نو کی ترجیح اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنا 570
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اخلاق کے معیاروں پر قائم کرنا چاہنا 615، 616
ہر احمدی اور عہدیدار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی تلقین 616
دعاؤں کے معیار حاصل کرنے کے متعلق اپنے جائزے لینے کی تلقین 663
آپؑ کا مومن بننے کے معیار سامنے رکھ دینا 671
حضرت مسیح موعودؑ کا مقرر کردہ ایک معیار 672
فساد اور فساد سے بچنے کا معیار 673

مغز

خالی بیعت کرنے سے خدا راضی نہیں ہوتا یہ تو صرف پوست ہے اس مغز تو اندر رہے 15
نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہے 346

مفاد / مفادات

دنیا کا خدا تعالیٰ کو بھولنا اور اپنے مفادات کی خاطر خدمت انسانیت کرنا 287
ایک کالم نگار کا لکھنا کہ مذہبی جنگ شروع ہو چکی مگر یہ مذہب کی آڑ میں مفاد پرستوں کی جنگ ہے 412
پوپ کا کہنا کہ یہ مذہبی جنگ نہیں بلکہ مفادات کی جنگ ہے 412
حکومتوں اور سربراہوں کا بجائے عوام کی بھلائی کے اپنے مفادات کو مقدم رکھنا 409

مقصد / مقاصد

تحریک جدید اور وقف جدید کے مقاصد کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت 19
حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد 74، 286
حضرت مسیح موعودؑ کا تصویر کھنچوانے کا مقصد 157
حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کے دو مقاصد 172
حضرت مسیح موعودؑ کا سیاسی مقاصد کے لئے چراغاں کروانا 231
مسجد بنانے کا مقصد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے 271
سکینڈینیوین ممالک کے دورے کے دوران اخباری نمائندوں کا حضور انور سے آپ کے مقاصد کے متعلق سوال 287
جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کا مقصد 288
سب سے بنیادی حکم جو ہر وقت ہمیں یاد رکھنا چاہئے وہ مقصد پیدائش عبادت ہے 351
اعتراض کرنے والوں کا مقصد صرف اعتراض کرنا ہوتا ہے 403
جلسہ میں شامل ہونے والے احمدیوں کا مقصد صرف مہمان بن کر رہنا نہیں ہونا چاہئے بلکہ جلسہ کی برکات سے حصہ لیں 433
جلسہ کے مقاصد میں سے اہم مقصد تقویٰ میں ترقی 523
اللہ تعالیٰ کا دنیا کے کام کاج اور کاروبار منع نہ کرنا بلکہ حکم دینا کہ کام کرو لیکن مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو 530
دنیا کا مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا جبکہ ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول 584

ملک / ممالک

الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی کا عکس لے کر زیادہ تعداد میں چھپوا کر تمام ممالک میں بھجوانے کی تجویز 42
دنیا میں فتنہ و فساد پھیلا ہونا، بہت سارے ممالک میں عوام اور حکومتوں کا ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنا 87
ایک ملک میں ایک مجلس کی لجنہ کے انتخاب کے بعد وہاں سے حضور انور کو ایک خط کا آنا 91
ترنگڑی (بھوسہ اٹھانے کے لئے تین شاخہ آلہ) کا مغربی ممالک میں بھی ٹیکنالوجی کے آنے سے قبل استعمال ہونا 131
دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کے خلاف ابال اٹھتے رہنا اور میڈیا کی وجہ سے مخالفتوں کا ہر جگہ پہنچ جانا 237
سکینڈینیوین ممالک کے دورے کے دوران اخباری نمائندوں کا بھی حضور انور سے آپ کے مقاصد کے متعلق سوال 287
جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دنیا کے مختلف ممالک میں امن کانفرنسیں اور پیس سمپوزیم کا انعقاد 288

ایسے ممالک کو جہاں دن رات بائیس تئیس گھنٹے کے ہوتے ہیں سحر وافطار کے متعلق ایک ہدایت 302
دنیا کے ممالک کو تبلیغ کے کام میں وسعت دینے کی ہدایت 377
تبلیغ کے لئے مغربی ممالک میں پلے بڑھے نوجوان کارکن مہیا ہونا 391
ہر ملک کے سیکرٹریان کو فعال ہونے کی ہدایت 393
مسلمان ممالک کے سربراہان اور ان کے پروردہ علماء نہ اسلام کی تعلیم کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں 408
دہشت گرد تنظیموں کا مغربی ممالک میں معصوم لوگوں کو قتل کر کے اسلام کو بدنام کرنا 409
اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر ملک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرنا 411
اللہ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جماعت کا جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کرنے کا مزاج بن جانا 419
جلسہ سالانہ برطانیہ پر دنیا کے مختلف ممالک سے نمائندوں کا آنا 439
اللہ تعالیٰ کا مختلف ممالک کے لوگوں کے دلوں کو تحریک کرنا، رؤیا کے ذریعہ صداقت کا بتانا 450
مغربی ممالک کے امیر لوگوں کا Casino جا کر جوؤں میں رقم خرچ کرنا 584
جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دو سو سے زائد ممالک میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کروانا 653

منحوس

جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں 79

منصوبہ

جماعت کے اکثر منصوبوں میں کافی کام وقار عمل کے ذریعہ کرنا 264

موت

دین کو دنیا پر مقدم کرنا ایک قسم کی موت ہے 527
زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے ہمیشہ اپنی موت کو سامنے رکھنا چاہئے 5

موصی

چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور حساب رکھنا موصی کی ذمہ داری ہے 393
مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا کام ہے کہ ہر موصی کا حساب رکھیں اور ضرورت پڑنے پر یاددہانی کروائیں 393

مومن

قرآن کریم میں مومنین کی نشانی 75
مومن کو اپنے رویّے، سلوک، دوسروں کے کام آنے اور دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنی چاہئے 116
مومن کی قدر صرف محدود نہ ہو بلکہ جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو 116
مومن کو حقیقی احسان کرنے والے کا شکر گذار ہونا چاہئے نہ کہ احسان فراموش 117
مومن کو اپنے بھائیوں کے قصور معاف کر کے ان کے لئے دعا کرنی چاہئے 119
حضرت مسیح موعودؑ کا سچے مومن کی مثال سچے دوست سے دینا، اور سچی دوستی کے متعلق بیان فرمودہ واقعہ 121، 122
مومن کو تکبر سے بچنا چاہئے 149
مومن ترغیب کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے 165
سچے مومن کا کام یہ ہے کہ کسی کام کا اچھا نتیجہ نکلے تو الحمد للہ کہے اور برا نکلے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے 192
حقیقی مومن کو دین کے غیرت اور جوش دکھانا چاہئے 205
اللہ تعالیٰ کا مومنین کو شیطان کے قدموں پر نہ چلنے کی تنبیہ فرمانا 275
مومن کو ہر وقت دعا اور استغفار کرنا چاہئے 284
حقیقی مومن کی نشانی، جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی چاہتا ہے 499، 511
دنیا کا مال کو جمع کرنے کو خوشی اور سکون کا باعث سمجھنا جبکہ ایک مومن کا مقصد اللہ کی رضا پر چلنا اور تقویٰ کا حصول 584
مومن کے دل میں شر نہیں ہوتا 664

آپؐ کا مومن بننے کے معیار ہمارے سامنے رکھ دینا 671
مومن کی یہ شان ہے کہ وہ اپنا جائزہ لے کہ ایک سال آیا اور گذر گیا، اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا 671
مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے 672

مومی مجسمے

حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مومی مجسمے دیکھنے جانا 232، 233

مہمان / مہمان نوازی

جو شخص مسجد کو صبح شام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے 270
ایک ڈینش مہمان کو حضور انور کی تقریر سن کر بہت زیادہ تسکین اور خوشی ہونا 289
سحری پر حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کی ایک مثال 307
جلسہ سالانہ برطانیہ پر مہمانوں کی آمد، انتظامیہ کو مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کی نصیحت 419
حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی 421
جلسہ کے دوران مہمان نوازی کے متعلق ہدایات 422تا428
ایک صحابی کی مہمان نوازی کا واقعہ 424
حضرت مسیح موعودؑ کو مہمان نوازی کے متعلق رات کو خبر دی جانا کہ کو مہمانوں کی خدمت نہیں کی گئی 425
جلسہ پر آنے والے ہر مہمان کی بلا تخصیص خدمت کرنے کی ہدایت 425
جلسہ میں شامل ہونے والے احمدیوں کا مقصد صرف مہمان بن کر رہنا نہیں ہونا چاہئے بلکہ جلسہ کی برکات سے حصہ لیں 433
حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی وجہ ہمارے کارکنان انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں 440
جلسہ کے متعلق بعض مہمانوں کے تاثرات 440تا448
حضور انور کے خطبات اور تقاریر سے متاثر ہو کر ایک مہمان کا بیعت کرنا 472
تمام کارکنان کا تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کرنے پر شکریہ 472
ایک عیسائی مہمان کا خلیفۃ المسیح کے خطاب میں امن و سلامتی کے پیغام سے بہت خوش ہونا 542
جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا اچھا تاثر لے کر جانا 543

میٹنگز

مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری کہ میٹنگز کا باقاعدہ انعقاد کر کے تبلیغی کاموں کا جائزہ لیں 394

میڈیا

دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کے خلاف ابال اٹھتے رہنا اور میڈیا کی وجہ سے مخالفتوں کا ہر جگہ پہنچ جانا 237
تبلیغ میں جماعت کے پریس اور میڈیا کے شعبہ کا بڑا کردار ادا کرنا 404
میڈیا میں جلسہ کی گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال زیادہ کوریج ہونا 446
جلسہ کے متعلق میڈیا کی کوریج 545
اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ پریس اور میڈیا کا توقعات سے بڑھ کر ریسپانس ملنا 598
میڈیا والوں کا پیچھے پڑ کر وقت لینے کی درخواست کرنا، حضور انور کا انٹرویو بھی لینا 598

مینار

قیامت تک مکفرین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے لوامہ کے درجہ سے گذر کر مطمئنہ کے مینار تک پہنچنا ہوگا 14

میوزک

ایم ٹی اے یا وائس آف اسلام ریڈیو پر بعض دفعہ میوزک آجائے تو کوئی حرج نہیں، اس کا جواب 158
غیروں کے نزدیک تو شاید قرآن کریم بھی میوزک سے پڑھنا جائز ہے 158

ناصرات الاحمدیہ

ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع، ناصرات کو بھی اپنے عہد کو

نبھانے کی نصیحت 512

نبی

آپؐ جیسی شجاعت کا نمونہ کسی اور نبی کو دکھانے کا موقع نہیں ملا، دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے 8
نبی کا کمال اس کی امت کے کمال کو چاہتا ہے 8
نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہنا ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے 165
نبی کی موجودگی میں کوئی اور نیکی یا نماز اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے 165
بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار کا پھر جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جانا 202
خدا تعالیٰ کے نبیوں اور راستبازوں کے ساتھ ناشکروں کا بُرا سلوک کرنا مگر ان باتوں سے خدا کا نور نہیں بجھ سکتا 242
احمدیوں کا حضرت مسیح موعودؑ کو آپؐ کی غلامی کے طفیل مسیح موعودؑ مانتے ہوئے نبی کا درجہ دینا 650
حضرت عائشہؓ کا فرمانا کہ آپؐ کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں 650

نتیجہ

سچے مومن کا کام یہ ہے کہ کسی کام کا اچھا نتیجہ نکلے تو الحمدللہ کہے اور برا نکلے تو اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھے 192
معمولی سے باتوں کا بڑے نتائج پیدا کرنا 192، 193

نخوت

کیا تکبر اور نخوت کو ہم نے چھوڑا؟ 675

نرمی

عہدیداران کو فیصلہ کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ نہ زیادہ نرمی کی جائے اور نہ زیادہ سختی 56
بچوں کی تربیت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کہاں سختی کرنی ہے اور کہاں نرمی 155

نسل

اللہ تعالیٰ کا اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرمانا 33
ایک کے بعد دوسری نسل کا قیام خلافت کے عہد کو پورا کرنے کے لئے ثبات قدم کے ساتھ قربانیاں دینا 286

نشان / نشانات

ہر زمانے میں تائیدی نشانات کا اسلام کے ساتھ ہونا 175
صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے چار نشانات 176، 177
قرآن کے خوارق میں سے ظلی طور پر ایک نشان عربی دانی ہے 177
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات کا بتانا، کسوف وخسوف کا نشان 635
حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کو اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہ آنا اور بعد میں عبرت کا نشان بننا 635
امریکہ میں بھی کسوف وخسوف کا نشان دکھایا جانا 636
حضرت مسیح موعودؑ کے تائیدی نشانات، طاعون، نہریں نکالنا، اور قرآنی پیشگوئیاں 636

نشانی

حقیقی مومن کی نشانی، جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی چاہتا ہے 499

نصائح / نصیحت

اپنی زندگی میں ہی آپؐ کا نمونہ بن کے دکھانے کی نصیحت 3
ہمیں اور خاص طور پر عہدیداران کو اپنا جائزہ لینے کی نصیحت 12
دفتر اطفال میں کینیڈا کی طرح دوسرے بڑے ممالک کو بھی آرگنائز طریقے سے کام کرنے کی نصیحت 28
خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور نمازوں کی حفاظت کرنے کی وجہ سے شیطان کو مایوس کرنے کی کوشش کی نصیحت 37
کتب حضرت مسیح موعودؑ سے برکت تلاش کرنے کی نصیحت 41
حضرت مصلح موعودؓ کی نوجوانوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی نصیحت 42
حضرت مصلح موعودؓ کی مربیان کو ایک نصیحت 117، 118
خدا تعالیٰ سے تعلق اور تقویٰ پیدا کرنے کی نصیحت 120
نمازوں کے حق ادا نہ کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی نصیحت 123

قرآن کریم پر غور و تدبر کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر کا مطالعہ کرنے اور خلفاء کی بعض آیتوں کی تفاسیر کو پڑھنے کی نصیحت 132
ڈاکٹروں کو دین کی خدمت کا حق ادا کرنے کی نصیحت 161
حضرت مسیح موعودؑ کی افراد جماعت کو ایک نصیحت 178، 179
مسیح موعودؑ کے وقت کو پالینے پر شکر کے سجدات بجالانے اور اس کی قدر کرنے کی نصیحت 179
ایسے معاشرے میں جہاں لڑکے لڑکی کا آزادانہ ملنا کوئی عار نہیں سمجھا جاتا، ادھر میں احمدیوں کو پر محتاط رہنے کی نصیحت 279
رمضان کے دوران تلاوت اور درس قرآن کی طرف توجہ دینے کی طرف نصیحت 326
عہد بیعت کو پورا کرنے کا عہد کرنے کی نصیحت 374
جماعت کی عزت و قار کو قائم رکھنے کی نصیحت 383
ہنسی میں اس حد تک نہ بڑھنے کی نصیحت کہ جس سے جماعت کی بدنامی ہو 383
عہدیداران کو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھنے کی نصیحت 386
عہدیداران کو نصائح 387
اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھنے کی نصیحت 401
اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی نصیحت 414
جلسہ سالانہ برطانیہ پر مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی نصیحت 419
جلسہ پر آکر اپنی انانیت کو ختم کر کے صلح کرنے کی نصیحت 466
لجنہ اماء اللہ کو بھی اپنے عہد کا سامنے رکھنے کی نصیحت 511
ناصرات کو اپنے عہد کو نبھانے کی نصیحت 512
ہر احمدی بچی کو بہت محتاط رہنے اور اپنے عہد کو بار بار دہراتے رہنے کی نصیحت 513
جلسہ کے تین دن خاص طور پر دعاؤں میں گزارنے اور جلسہ کے پروگراموں کو سننے کی نصیحت 533
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہر طالبعلم کو اپنی کتب خریدنے اور لائبریری بنانے کی نصیحت 549
تعلیم مکمل کرنے والے واقفین نو کو ظاہری و مالی حالت بہتر کرنے کی بجائے اپنی روحانی حالت بہتر کرنے کی نصیحت 565
مسجد کی تعمیر پر ادھر رہنے والے ہر شخص تک احمدیت کا پیغام پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی نصیحت 579
پیس ویلیج اور ابوڈ آف پیس کے رہنے والے احمدیوں کو احمدی ماحول قائم کرنے کی نصیحت 612
ہر احمدی کو نئے سال کا آغاز دعا اور اپنے جائزے لیتے ہوئے کرنے کی نصیحت 671
ایک مصمم ارادہ اور عہد کے ساتھ نئے سال کا دعا کے ساتھ آغاز کرنے کی نصیحت 676

نظارت اشاعت

نظارت اشاعت پاکستان، جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء کا بڑی محنت سے کتاب فقہ المسیح تیار کرنا 228

نظام

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَ كِیْلًا میں اشارہ ہونا کہ آپؐ کے بعد خلافت کا نظام بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور انحصار کرے اور اسی سے مدد مانگے 18
احمدی ہو کر ایمان کی حفاظت نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق سے ہی ہو سکتی ہے 134
نظام جماعت پر اعتراضات کرنے والوں کے متعلق خلیفۂ وقت یا نظام جماعت کو اطلاع دینے کی ہدایت 206
نظام جماعت کے متعلق جس مجلس میں اعتراض ہو رہے ہوں وہاں سے کم از کم اٹھ کر چلے جانا چاہئے 206
زکوٰۃ اور نظام خلافت کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہونا 273
حساب کا نظام کمپیوٹرائز ہونے کے بعد ریکارڈ میں غلطی سے جماعتی نظام کی کمزوری کا بُرا اثر پڑنا 393
اس زمانے میں صرف جماعت احمدیہ کا ہی ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا 585

دنیا والے پوچھ سکتے ہیں کہ تم ایک نظام کے تحت چلتے ہو کیا تم ایمانداری کے ساتھ اپنے معاملات طے کرتے ہو؟ 615

نکاح

حضرت امام حسنؓ کے اٹھارہ یا بیس نکاحوں کے متعلق ایک روایت 163
ایک شخص کا حضرت مسیح موعودؑ کو نکاح کے لئے دعا کی درخواست کرنا 191
حضرت مصلح موعودؓ کا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے نکاح کے مسئلہ کا جواب دینا 201، 202
ولی کی اجازت کے بغیر حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ایک لڑکی کا نکاح ہونا، حضورؑ کا ان کو قادیان سے نکال دینا 203
ولی کی اجازت کے بغیر سوائے شریعت کے مستثنیات کے کوئی نکاح جائز نہیں 203

نماز

حضرت مسیح موعودؑ کی نماز باجماعت کی پابندی 35
نماز باجماعت کا انسان کو ذاتی فائدہ بھی ہوتا ہے مگر ساتھ جماعتی فائدہ بھی ہوتا ہے 36
نماز باجماعت وحدت کے لئے ادا کی جاتی ہیں 36
حضرت امیر معاویہ کی نماز ضائع ہونے کا واقعہ 36
خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے، نمازوں کی حفاظت کر کے شیطان کو مایوس کرنے کی کوشش کی نصیحت 37
کسی پر نماز کا اثر کم ہونا اور کسی پر نماز کا اثر زیادہ ہونا 63
کئی لوگوں کا حضور انور کو دعا کی درخواست کرنا کہ ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں 93
نماز ہر عاقل بالغ پر فرض ہے 94
حضرت مسیح موعودؑ کے آواز دینے پر حضرت خلیفہ اولؓ کا نماز توڑ کا آپؑ کی خدمت میں حاضر ہونا 164
میر مہدی حسن صاحبؓ اور میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کا حضورؑ کے بلانے پر نماز توڑ کر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہونا 164
نبی کی موجودگی میں کوئی اور نیکی یا نماز اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے 165
جمعہ کے بعد احتیاطی نماز کے مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ 166، 167
ایک اہل حدیث کا حنفیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا واقعہ 199
قرآن کریم میں نمازوں کے متعلق کئی جگہ توجہ دلانا 211
آپؑ کے پاس ایک نئی جماعت کا آنا اور نماز کی معافی چاہنا 212
ملازمین کو نماز کی طرف توجہ دلانا 214
نمازوں میں لذت و سرور کا آنا 216
صلوٰۃ میں حال و قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے 218
نماز کی مختلف حالتیں، ان کی حکمت اور ان کا ہم پر اثر 218
ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ 221
لوگوں کا کہنا کہ بہت نمازیں پڑھیں لیکن کچھ حاصل نہ ہوا، ان کی نفی 222
خدا تعالیٰ کے نہ سننے کا شکوہ کرنے والوں کا پانچ وقت کی نماز بھی نہ پڑھنا 222
سفر اور قصر نماز کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا موقف 226
حضور انور کا لیسٹر میں عشاء کی نماز کا پورا پڑھانا اور لوگوں کو سوال پیدا ہونا کہ قصر کیوں نہیں کی 227
سفر میں جمعہ کی نماز بھی پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے 229
اگر جمعہ پڑھا جا رہا ہو اور جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع ہو تو جمعہ کے بعد کی دو رکعت سنتیں پڑھنی چاہئیں 230
نماز باجماعت کا ثواب گھر میں ادا کی گئی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہونا 270
نماز باجماعت کی فضیلت 270
نماز کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتّٰی کہ جنگ اور بیماری کی حالت میں بھی 279
نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہے 346
جمعہ میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ ایک مسلمان جب کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے قبول ہو جاتی ہے 367
امراء، صدران، اور عہدیداران کو اپنی نمازوں کی حفاظت

کرنے کی ہدایت 386
حضرت مسیح موعودؑ کا نماز فجر سے قبل تقریباً ساڑھے پانچ کلو میٹر سیر کرنا 396
مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کا بھی ایک ثواب ہونا 435
اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہماری نمازیں، صدقات، قربانیاں کہیں غیر اللہ کو خوش کرنے کے لئے تو نہیں 671
چند امور کا جائزہ، کیا نماز تہجد کی طرف توجہ رہی؟ 674
نمازوں کی حفاظت اور صلوٰۃ وسطیٰ کا مطلب 355
نمازوں کے حق ادا نہ کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی نصیحت 123
نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے 674

نمائش

ایک شہر ڈوڈوما میں قرآن کریم کی ایک نمائش 451

نمونہ / نمونے

اپنی زندگی میں ہی آپؐ کا نمونہ بننے کی نصیحت 3
انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں 7
آپؐ جیسی شجاعت کا نمونہ کسی اور نبی کو دکھانے کا موقع نہیں ملا، دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے 8
عقل اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چل کر دوسروں کے لئے اخلاق فاضلہ کا نمونہ بننا ہو گا 11
جماعت کا حضورؐ کی زندگی میں بھی اور آپؐ کے بعد بھی آج تک مالی قربانیوں کے نمونے قائم کرنا 18
آپؐ کی زندگی میں دشمنوں سے عفو و درگذر کے اعلیٰ نمونے نظر آتے ہیں 50
دعا کی اہمیت اور صحابہؓ کے نمونہ کو آج بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے 62
لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے متعلق اسلامی تعلیم اور صحابہؓ کے نمونے ہمارے سامنے ہیں 89
اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنی حالتوں میں ایسے ہیں کہ تقویٰ و طہارت کا نمونہ بن سکیں 255
ایسے نمونے دکھاؤ جو دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہوں... 257
ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے نیک نمونے قائم کر کے تبلیغ کا حق ادا کرے 259
عہدیداران کو ایک نمونہ ہونا چاہئے 352
امراء اور صدران کو سب سے پہلے اپنے نمونے عاملہ کے سامنے پیش کرنے کی ہدایت 385
سیکرٹریان تربیت کو اپنے نمونے جماعت کے سامنے قائم کرنے کی ہدایت 385
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی دینی غیرت کا واقعہ، آپؓ کی دینی غیرت اور خوف خدا ہمارے لئے ایک نمونہ ہے 401
مرکزی عہدیداران اور صدران کی بھی ذمہ داری، آپس کے تعلقات میں مثالی نمونے قائم کریں 617، 618

نہر

حضرت مسیح موعودؑ کے تائیدی نشانات، طاعون، نہریں نکالنا، اور قرآنی پیشگوئیاں 636

نوجوان

نوجوان بچیوں کا اپنا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کرنا 265
حضرت مصلح موعودؓ کی نوجوانوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی نصیحت 42
عہدیداران کو پیار محبت سے نوجوان بچوں کو دین، مساجد اور جماعت کے ساتھ جوڑنے کی تلقین 282
ہر احمدی نوجوان اور بچے کا فرض ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی پوری آگاہی حاصل کرے 237
نوجوانوں کو خود بھی اپنی دینی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے 12

نیک / نیکی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مستقل نیکیاں چاہتا ہے 2
ایک احمدی کے دل میں یہ خیال ڈالا جانا کہ میں ایک جاری نیکی میں کیوں کمی کروں 24
اللہ تعالیٰ کا اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرمانا 33

برائیاں دور کر کے نیکیوں کو قائم کریں 87
ایمان خدا تعالیٰ کے رحم کا نتیجہ ہے، اعمال کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں ان میں بدی پیدا ہو سکتی ہے 96
انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہونا، نیکی کا اور بدی کا القاء 147
شیطان کا بعض دفعہ نیکوں کا خیال دل میں ڈال کر اپنے پیچھے چلانا 150
نبی کی موجودگی میں کوئی اور نیکی یا نماز اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے 165
کسی بات کے متعلق خوابوں کو بنیاد بنانا غلط ہے خواہ وہ نیکی کی بات ہو 198
تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو بھی خیالات پیدا ہوں وہ نیک ہوں 226
اللہ تعالیٰ کا نیکی کا اجر ضرور دینا، خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی نیکی کا فیض اولادوں کو بھی ملنا 250
حضرت مسیح موعودؑ کا بڑے درد کے ساتھ اخلاق کی بہتری، نیکیوں پر قائم ہونے کی طرف توجہ دلانا 256
ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے نیک نمونے قائم کر کے تبلیغ کا حق ادا کرے 259
تقویٰ ہر ایک نیکی کی جڑ ہے 323
بعض لوگوں کا بڑی فکر کا اظہار کرنا کہ ہماری نیکی کی حالت ایک جیسی نہیں رہتی 398
معمولی سی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے 423

وارننگ

گناہوں کی انتہا کی وجہ سے یہ زلزلے، طوفان اور تباہیاں اللہ تعالیٰ کی وارننگ ہیں 87

واقفین زندگی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یوکے کے مبلغین اور واقفین کی تعریف فرمانا اور دعا دینا 32
جماعتی کارکنان اور واقفین زندگی کو جماعت اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی نصیحت 390
واقفین اور مربیان کو باقاعدگی سے ورزش کرنے کی ہدایت 396
واقفین زندگی کو کسی نہ کسی قسم کی ورزش کرنے کی اور جنک فوڈ سے پرہیز کرنے کی ہدایت 397
حضور انور کا واقفین کو چند انتظامی امور اور لائحہ عمل کی طرف توجہ دلانا 568

والدین

والدین کو اور نوجوانوں کو خود بھی اپنی دینی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے 12
آج کل کے والدین کا بچوں کے ہاتھ میں آئی پیڈ پکڑا دینا یا ان کو ٹی وی یا کمپیوٹر کے سامنے بٹھا دینا 67
پہلے والدین کا بچوں کی تربیت کے لئے محنت کرنا 67
والدین کی عزت و احترام اور اطاعت کا حکم 129
والدین کی عزت و احترام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ واقعہ 130
بچوں کو کس طرح سمجھانا ہے یہ باپ کی ذمہ داری ہے نہ کہ صرف ماں پر چھوڑ دیا جائے 155
والدین کا بچوں پر بہت زیادہ سختی کرنا اور حد سے زیادہ صرف نظر کرنا دونوں باتیں تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں 155
والدین کا فرض ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑیں، ذیلی تنظیموں کے پروگراموں میں شامل کروائیں 281
بچوں کو وقف کرنے کے بعد والدین کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے 562
وقف نو بچوں کے والدین کا بچوں کو وقف کر کے حضرت مریمؑ کی طرح عہد کرنا 563
وقف کر کے دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہئے کہ گذارہ کس طرح کریں گے، والدین کی خدمت کس طرح کریں 564
حضور انور کا والدین کو اس طرف توجہ دلانا کہ وقف صرف نام کا ہی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے 564

وائس آف اسلام

وائس آف اسلام ریڈیو پر بعض دفعہ میوزک آجائے تو کوئی

حرج نہیں، اس کا جواب 158

وتر

آپؐ کا وتر ادا کرنے کا طریق 306

وٹس ایپ

وٹس ایپ پر اعتکاف کے دوران تاش کھیلتے ہوئے افراد کی ایک تصویر 467

23 مارچ کے حوالہ سے وٹس ایپ اور فون پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کے متعلق اعتراض 180

وٹس ایپ، ٹویٹر پر بزرگوں کے پرانے کارڈز نکال کر پھیلانا، اس غلط طریق کو بند کرنے کی ہدایت 157

ورزش

بعض مربیان کے جسموں کا بتارہے ہونا کہ وہ باقاعدگی ورزش نہیں کرتے 396

واقفین زندگی اور مربیان کو ورزش کرنے کی ہدایت 396، 397

حضور انور کا باقاعدگی کے ساتھ ورزش کرنا 397

وسوسہ

شیطان کس طرح دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اس کی وضاحت 151

وقف کر کے دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہئے کہ گذارہ کس طرح کریں گے، والدین کی خدمت کس طرح کریں 564

وصف

عہدیداران میں بشاشت اور خوش اخلاقی کا وصف ہونا چاہئے 391

عہدیداران میں خاص طور پر عاجزی کا وصف ہونا چاہئے 388

وعدہ

ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا، دوسری یہ زندگی جہنم ہے اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو 4

خدا تعالیٰ کے وعدے پر کہ احمدیت نے غالب آنا ہے اتنا یقین ہونا کہ جتنا اپنی جان پر بھی یقین نہیں ہے 98

انصار اللہ کا عہد میں خلافت احمدیہ سے وفا اور تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کرنا 511

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ کو فتح و نصرت کے وعدے دینا 661

وفا

انصار اللہ کا عہد میں خلافت احمدیہ سے وفا اور تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کرنا 511

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی جماعت کی وفاؤں کا ذکر 586، 587

واقفین نو وقف زندگی کے عظیم عہد کو وفا کے ساتھ پورا کر کے دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں 566

کینیڈا کی جماعت کا بھی دنیا کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح اخلاص و وفا میں قدم بڑھانے والا ہونا 598

وقار

مربیان اور مبلغین کی ذمہ داری، اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے علمی و روحانی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں 379

جماعت کی عزت و وقار کو قائم رکھنے کی نصیحت 383

وقار عمل

جماعت کے اکثر منصوبوں میں کافی کام وقار عمل کے ذریعہ ہونا 264

وقت

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری حالت شیطان سے جنگ کے لئے ہر وقت تیار ہے 261

ایسے ممالک جہاں دن رات بائیس گھنٹے کا ہوتا ہے ان کو سحر و افطار کا وقت مقرر کر لینے کی ہدایت 302

جان، مال، اور وقت قربان کرنے کی مثالوں کا حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں ہی ملنا 574

بعض یورپ اور افریقہ کے ممالک میں جمعہ کا ایک ہی وقت ہونا 369

رمضان کے متعلق بچوں کے سوالات کہ ہم رمضان اور عید وغیرہ مسلمانوں کے وقت میں کیوں پڑھتے ہیں 303

سب سے بنیادی حکم جو ہر وقت ہمیں یاد رکھنا چاہئے وہ مقصد پیدائش عبادت ہے 351

صحیح تربیت کے لئے ماں باپ کو مل کر بچوں کی تربیت کی کوشش کرنی چاہئے، باپ کو بھی بچوں کو وقت دینا چاہئے 67

کوئی شخص اس وقت تک سچا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپؐ کو خاتم النبیین یقین نہ کر لے 238
وقتی فتنے کے لحاظ سے کبھی بڑی بات کو نظر انداز کیا جانا اور کبھی چھوٹی سی بات پر ایکشن لیا جانا 403

وقف

جماعت میں بچوں کو وقف کرنے کا رجحان بڑھنا 562
بچوں کو وقف کرنے کے بعد والدین کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے 562
وقف نو بچوں کے والدین کا بچوں کو وقف کر کے حضرت مریمؑ کی طرح عہد کرنا 563
وقف صرف نام کا ہی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے 564
وقف کر کے دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہئے کہ گذارہ کس طرح کریں گے، والدین کی خدمت کس طرح کریں گے 564
وقف کر دینے کے بعد مطالبات کا ختم ہو جانا 567

وقف جدید

وقف جدید کے سال 2015ء کی کچھ تفصیل 19
تحریک جدید اور وقف جدید کے مقاصد کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت 19
جماعت میں جاری دو مستقل تحریکات، تحریک جدید اور وقف جدید 18
دفتر اطفال صرف وقف جدید میں ہوتا ہے تحریک جدید میں نہیں ہوتا 28
وقف جدید کی تحریک کا پہلے صرف پاکستان کے لئے ہونا پھر بعد میں تمام دنیا کے لئے کر دیا جانا 18

وقف نو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وقف نو کی تحریک کا آغاز فرمانا 562
واقفین نو کو عام احمدی سے بلند ہو کر وقف کے تقاضے پورے کرنے کوشش کرنے کی نصیحت 565
تعلیم مکمل کرنے والے واقفین نو کو ظاہری و مالی حالت بہتر کرنے کی بجائے اپنی روحانی حالت بہتر کرنے کی نصیحت 565
واقفین نو کو اپنے قناعت کے معیار بلند کرنے کی نصیحت 566
واقفین نو کو قربانی کے معیار کے ساتھ عبادات کے معیار کو بھی بلند کرنے کی تلقین 566
بعض واقفین نو کے ذہن میں غلط فہمی پیدا ہونا کہ ان کی کوئی الگ شناخت بن گئی ہے 568
واقفین نو روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے ہوں گے تو پھر سپیشل ہوں گے 569
واقفین نو کو سپیشل بننے کے لئے ثابت کرنا ہو گا کہ عبادات اور دوسری چیزوں میں ان کے معیار دوسروں سے بلند ہیں 569
واقفین نو کو دنیا کے کام کرنی کی اجازت کہیں انہیں عبادت اور دین کے علم اور دین کی خدمت سے محروم نہ کرنے والی ہو 570
واقفین نو کو مختلف ادوار میں گزرتے ہوئے خود فیصلے کرنے کی بجائے جماعت سے پوچھنے کی تلقین 570
قرآن کریم کی تفسیر اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ ہر وقف نو کیلئے ضروری ہے 571

ولی

ولی کی اجازت کے بغیر ایک لڑکی کا نکاح ہونا اور حضورؒ کا ان کو قادیان سے نکال دینا 203
ولی کی اجازت کے بغیر سوائے شریعت کے مستثنیات کے کوئی نکاح جائز نہیں 203
آپؐ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں 203

ولی اللہ

اللہ تعالیٰ کا اپنے ولیوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرمانا 33
ولی کی دعا کی وجہ سے سارے جہاز کو ڈوبنے بچا لیا جانا 35

ویب سائٹ

اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ایم ٹی اے اور ویب سائیٹ پر پروگرام خود بھی دیکھیں اور دوسروں کو بھی بتائیں 135

ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ تربیت کا بڑا اچھا ذریعہ ہے 135
ایم ٹی اے اور alislam کی ویب سائیٹ سے ہر احمدی کو تربیت کی غرض سے جڑنے کی ضرورت 135

ہجرت

حضرت علیؓ کا ہجرت مکہ سے قبل آپؐ کے بستر پر لیٹنا 33، 34
ایک عیسائی عراقی مہاجر کی خواہش کہ کاش عراقی لوگ بھی خلیفہ کی بات سن لیتے تو ہمیں ہجرت نہ کرنی پڑتی 296

ہمدردی

حضرت مسیح موعودؑ کا دو ہی مسئلے لے کر آنا، ایک خدا تعالیٰ کی توحید، دوسرا آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرنا 13
کسی حادثے کے موقع پر فضول تبصروں کی بجائے ہمدردی کے جذبات کا اظہار کرنا چاہئے 491
لغویات اور عیاشیوں کی بجائے ہمدردیٔ مخلوق اور ان سے حسن سلوک پر خرچ کرنے کی تلقین 584
کیا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ 676

ہمسائے

جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے وہ گویا کرامت دکھاتا ہے 256
ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی اسلام کی بنیادی تعلیم 460

ہندو

مسلمانوں کے علاوہ چینیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کا بھی قمری سال سے سال کا آغاز کرنا 670

ہنسی

حضرت مصلح موعودؓ کی تنبیہ، ہنسی مذاق جائز ہے مگر تحقیر جائز نہیں 382
ہنسی میں اس حد تک نہ بڑھنے کی نصیحت کہ جس سے جماعت کی بدنامی ہو 383

یقین

حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کی وجہ سے صحابہؓ کا دعا پر ایسا یقین اور ایمان ہونا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک ہونا 61
خدا تعالیٰ کے وعدے پر کہ احمدیت نے غالب آنا ہے اتنا یقین ہونا کہ جتنا اپنی جان پر بھی یقین نہیں ہے 98

یکہ بان

ایک احمدی یکہ بان کا ان پڑھ ہونے کے باوجود الحکم منگوانا اور بعد میں سواریوں سے اخبار سننا 134، 135

یوم خلافت

27 مئی کا دن جماعت میں یوم خلافت کے طور پر منایا جانا 286

یوم مسیح موعودؑ

23 مارچ کے دن کی اہمیت، حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعویٰ کے اعلان کی اجازت ملنا 169
23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہونا 169
وٹس ایپ پر ایک دوسرے کو 23 مارچ کے حوالہ سے مبارکباد دینے والوں کا بدعت میں پڑنے کا اعتراض 180

اسماء

آ

حضرت محمد ﷺ

آپؐ کا اپنے عمل سے دکھانا کہ آپ کا مرنا جینا سب اللہ کے لئے ہے 2

آپؐ کے جنگ احد میں اکیلے رہ جانے میں بھید کہ شجاعت ظاہر ہو 7،8

آپؐ خاتم النبیین تھے اس لئے آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہوئے 8،9

آپؐ کی صداقت کہ آپ کی کامیابی اور تاثیر فی القلوب کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی 12

آپؐ کا پاک کمائی کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور اس کی برکت کے متعلق بیان فرمانا 26

آپؐ کی ہجرت کے وقت حضرت علیؓ کی قربانی اور اللہ تعالیٰ کا انہیں انعامات سے نوازنا 33

آپؐ کا تبلیغ کے لئے خاندان کے لوگوں کو دعوت دینے کا واقعہ 33

آپؐ کا حضرت علیؓ کو دعوت کا انتظام کرنے کے لئے ارشاد فرمانا 33

ہارون الرشید کے خواب میں آپؐ کے آنے کا واقعہ... 34

آپؐ کا مختلف مواقع پر حضرت علیؓ کی تعریف فرمانا 34

آپؐ کا حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ سے نسبت دینا 34

آپؐ کا جنگ کو جاتے وقت تدابیر کو نہ چھوڑنا اس کی مثال 39

آپؐ کا اپنی بیٹی کے قاتل کو معاف فرمانا 50

آپؐ کا کعب بن زہیر کو معاف فرمانا 51

آپؐ کا اپنے صحابہؓ کے متعلق فرمان 54

آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کا ہند کا مثلہ کرنا 55

آپؐ کا ہند کو معاف کرنے کا واقعہ 55

آپؐ کا دوستی کا نقشہ کھینچنا کہ بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم 68

آپؐ کا سبحان اللہ ... کہنے کی عظمت بیان فرمانا 73

آپؐ کا صلح کرانے کی فضیلت بیان فرمانا 89

آپؐ کی دعا میں حالت کہ جیسے ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہو 95

آپؐ کا ریل کے متعلق پیشگوئی فرمانا اور پوری ہونا 102

آپؐ کا ازواج مطہراتؓ سے حسن سلوک 185

آپؐ کو بغیر خاتم النبیین مانے کوئی سچا مسلمان نہیں ہو سکتا 238

آپؐ میں جذب اور افاضہ کی قوت کا ہونا 240

آپؐ کا عمرؓ کے قبول اسلام کے لئے دعا فرمانا 246

آپؐ کا نماز باجماعت کی فضیلت بیان فرمانا 270

آپؐ کا ایسے گھروں میں جانے سے منع فرمانا جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں 279

آپؐ کی اپنی امت کو شیطان سے بچنے کی دعا 280

آپؐ کا سحری کے متعلق ارشاد 305

آپؐ کا فرمانا کہ ابن مکتوم کی اذان پر سحری چھوڑا کرو 306

آپؐ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ اپناتے 315

آپؐ کا آٹھ رکعت تہجد ادا کرنا 318

آپؐ کا فرمانا کہ خدا کو تمہارا بھوکا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں 320

آپؐ کا رمضان میں روزے رکھنے کی فضیلت بیان فرمانا 321

آپؐ کا جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا واقعہ 332

آپؐ کا فرمانا کہ رمضان میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے 336

آپؐ کا فرمانا کہ تمہارے نفس پر بھی تمہارا حق ہے 352

آپؐ کا ایک صحابی کو بیوی کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا 353

آپؐ کا جمعہ کے دن قبولیت دعا کی گھڑی کے متعلق بیان فرمانا 367

آپؐ کا گناہوں کے کفارہ کے متعلق بیان 367

آپؐ کا جمعہ کی نماز میں پہلے آنے کی فضیلت بیان کرنا 370،371

آپؐ کا فرمان کہ جس نے متواتر تین جمعے چھوڑ دیئے... 371

آپؐ کا فرمانا کہ مسجد میں امام کے قریب بیٹھا کرو 371

آپؐ کا فرمانا کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہے 387
آپؐ کا عاجزی اختیار کرنے کی فضیلت بیان فرمانا 389
آپؐ کی یمن کے والیوں کو نصیحت 391
آپؐ کو ایک صحابی کا کہنا کہ میں منافق ہوں..... 398
آپؐ کی جنگ میں فوج کو نصیحت 409
آپؐ کا فرمانا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے قابل عزت اور کوئی چیز نہیں 413
آپؐ کا فرمانا کہ جس کے لئے باب دعا کھولا گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھولے گئے 413
آپؐ کا فرمانا کہ ابتلاؤں اور آگ سے بچنے کے لئے صدقات دو 414
آپؐ کا فرمانا کہ صدقہ ہر مسلمان پر فرض ہے 414
آپؐ کا فرمانا کہ اپنے بھائی کو مسکرا کر ملو یہ صدقہ ہے 422
آپؐ کا فرمانا کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے 423
آپؐ کا فرمانا کہ راستہ دکھانا بھی ایک صدقہ ہے 423
آپؐ کا ایک صحابی کی مہمان نوازی پر فرمانا کہ اللہ بھی تمہارے عمل پر ہنس دیا 424
آپؐ کا پڑاؤ ڈالنے والے کو دعا بتلانا 434
آپؐ کا مسجد میں نماز کے لئے انتظار کا ثواب بیان فرمانا 435
آپؐ کی حقیقی مومن کی نشانی بیان فرمانا 499، 619
آپؐ کا زہر دینے والی یہودیہ کو معاف فرمانا 506
آپؐ نے اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا 506
آپؐ کا ھبار بن اسود کو معاف کرنے کا واقعہ 506
آپؐ کا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کا جنازہ پڑھنا 507
آپؐ کا کعب بن زہیر کو معاف کرنے کا واقعہ 507
آپؐ کا ایک صحابیؓ کو فرمانا کہ اپنے غلام سے ستر مرتبہ درگذر کرو 508
آپؐ کا ہر عمل قرآن کے مطابق تھا 523
آپؐ نے اپنے عمل سے دکھایا کہ میرا مرنا جینا سب خدا کے لئے ہے 527
آپؐ کا مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت بیان فرمانا 575
آپؐ کا صحابہ کو فرمانا کہ جنت کے باغوں میں گزرتے ہوئے کچھ کھا پی بھی لیا کرو، مراد 579
آپؐ کا مسلمانوں کے زوال کی پیشگوئی فرمانا 614
آپؐ کا فرمانا کہ تین امور میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا 619
آپؐ کا حقیقی مومن کی نشانی بیان فرمانا 619
آپؐ کا حضرت علیؓ کے نماز میں لقمہ دینے پر ناراض ہونا 627
آپؐ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑنے کا واقعہ 629
آپؐ کی علماء کے متعلق پیشگوئی 649
آپؐ کا فرمانا کہ ابو بکرؓ اس امت میں سے سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کوئی نبی مبعوث ہو 650
آپؐ کا فرمانا کہ بغیر اللہ کے فضل کے نجات ممکن نہیں 655
آپؐ کی عبودیت کی مثال 655
آپؐ کا شرک کی وضاحت فرمانا 671
آپؐ کا فرمانا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے 672
آپؐ کا فاجر تاجر کے متعلق بیان فرمانا 673
آپؐ کا کسی کی ناجائز مین دبا لینے والے کے بارے میں فرمانا 673
آپؐ کی خیانت نہ کرنے کے متعلق ارشاد 673
آپؐ کا استغفار کرنے کی فضیلت بیان فرمانا 674
آپؐ کا اللہ کی حمد کے بغیر کام شروع کرنے کا نقصان بیان فرمانا 674
آپؐ کا درود کی فضیلت بیان فرمانا 674
آپؐ کا فرمانا نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے 674
آپؐ کی نماز تہجد پڑھنے کی تلقین 674
آپؐ کی مسکینی کو اپنانے کی تلقین 675
آپؐ کی رسوم وبدعات سے بچنے کی تلقین 675
آپؐ کا متکبر کے متعلق بیان فرمانا 675

ا

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت 4
آپؑ کا مرض کو اپنی طرف اور شفاء کو خدا کی طرف منسوب کرنا 192
آپؑ کی قرآن میں مہمان نوازی کا ذکر 421
آپؑ کے متعلق خدا تعالیٰ کا تعریف فرمانا 566، 567
ابن عربی کا سفر میں روزہ کے متعلق حوالہ کو خلیفہ اولؓ کا پیش کرنا 10

ابن مکتوم نابینا صحابی کی اذان پر سحری چھوڑنے کا آپؐ کا کہنا 306
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
آپؓ یا عمرؓ کے نوکر کا چوری پر شور مچانا، واقعہ 97
آپؓ کا آنحضورؐ سے جنگ بدر میں دعا پر سوال کرنا 332
آپؓ سے حضرت علیؓ کو ایک شیعہ شخص کا افضل سمجھنا 402
آپؓ کے متعلق آپؐ کا فرمانا کہ امت میں سے سب سے افضل... 650
ابو حنیفہؒ سے بغداد کے بادشاہوں کا ان سے برکت ڈھونڈنا 40
ابوسفیان 507
ابو سفیان کی بیوی ہند کا آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ کرنا 55
ابو لہب کا حضورؐ کی دعوت میں سب کو منتشر کرنا 33
ابو یوسف صاحب کے حضور انورؒ کے خطاب کے متعلق تأثرات 604
حضرت ابوہریرہؓ 270
احمد درویش صاحب کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تأثر 540
احمد شیر جوئیہ صاحب کی نماز جنازہ 32
احمد نور کابلی سید کے ناک پر زخم اور ایک نائی کی دوائی سے ٹھیک ہونا 159
ادریس بنگورا صاحب کا جنازہ 406
ادریس صاحب کا قبول احمدیت کا واقعہ 457
ارشد محمود صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 518
حضرت منشی اڑوڑے خان صاحبؓ
آپؓ کا رمضان میں حضرت اقدس کے ہاں تشریف لانا 313
آپؓ کا مجسٹریٹ سے رخصت لینے کا واقعہ 61
اُسامہ جوئیہ مربی سلسلہ 32
اسد الاسلام شاہ صاحب کا جنازہ 194
اسلم بھروانہ صاحب شہید 30
اسد سلیم بھائی رضا سلیم صاحب 494
اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب کا نماز جنازہ غائب 223
اعجاز احمد صاحب کا رضا سلیم کے متعلق ذکر خیر 490
آفاق صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 521
اقبال نسیم عظمت بٹ صاحبہ کا جنازہ 48
اکرم صاحب ملک کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 517
اکمل صاحب آف گولیکی کا تراویح کے متعلق آپؑ سے سوال 318
الف دین صاحبؓ مولوی 300
الٰہ دین صاحب 490
الٰہ دین کے چراغ کی وضاحت 92
اللہ بخش صاحب آف امرتسر 361
الیاس منیر صاحب کا عبد العزیز ڈوگر صاحب کی خدمات کا تذکرہ کرنا 47
الیگزینڈر رَسَل وَیب سب سے پہلے انگریز یا امریکن آپؑ کے زمانہ میں اسلام قبول کرنے والا 65
آپؑ کا قاضی امیر حسینؓ صاحب کو قصر نماز کے لئے کہنا 228
امۃ الحسیب صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا انس احمد صاحب 394
امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ 394
امۃ الحفیظ رحمٰن صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب کا جنازہ 234
امۃ الحئی صاحبہ کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 555
امۃ المتین صاحبہ بیٹی شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب 142
امۃ الہادی صاحبہ بیٹی شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب 142
امیر بخش صاحبؓ حضرت دادا مرحوم عبد العزیز ڈوگر صاحب 46
قاضی امیر حسینؓ صاحب کا قصر نماز کرنے کا واقعہ 228
انس احمد صاحب ابن خلیفۃ المسیح الثالثؒ 394
انیق احمد ابن خلیق احمد صاحب 362
ایڈورڈ شاہ کی جوبلی پر آپؑ کا قادیان میں چراغاں کرنا 230
ایرک صاحب کا ایمان کی مضبوطی کا واقعہ 454
اینڈرسن صاحب 293
ایوب Kukondolo صاحب کا مالی قربانی کا واقعہ 589
ایوب احمد صاحب کے بیٹے خالد جاوید صاحب کا جنازہ 668
ایون ورنان صاحب کا نماز جنازہ 417

ب، پ، ت، ث

برکت علی صاحب 348
برہان صاحب راجہ 515
بشریٰ خلیق صاحبہ 362
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
آپؓ کا حضرت علیؓ کے بارے میں مثال دینا 33
آپؓ کا ہارون الرشید کا امام موسیٰ رضا کو قید کرنے کا ایک واقعہ سنانا 34

آپؑ کا حضرت مسیح موعودؑ کی نماز باجماعت کی پابندی کے بارے میں فرمانا 35
آپؑ کا دلی میں ایک بادشاہ کے بیٹے کو سقّہ کی حالت میں دیکھنا... 35
آپؑ کا حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے معاویہؓ کا نماز کے ضائع ہونے کا ایک واقعہ بیان کرنا 36
آپؑ کا ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے پانی پینے سے منع کرنا 37
آپؑ کا فرمانا کہ اس وقت یورپین قومیں حماقت میں مبتلا ہیں... 38
آپؑ کا حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے ترکیہ کے سلطان عبدالحمید خان کا واقعہ سنانا 38
آپؑ کا آپؑ کے الہام بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت... کی تشریح فرمانا 40
آپؑ کا انجمن کو تبرکات حضرت مسیح موعودؑ کو محفوظ کرنے کی نصیحت 41
آپؑ کے حصہ میں اَلَیْسَ اللّٰہُ... والی انگوٹھی آنا 41
آپؑ کا اَلَیْسَ اللّٰہُ... والی انگوٹھی جماعت کو دینے کا ارادہ فرمانا 42
آپؑ کی نوجوانوں کو نصائح 42
آپؑ کا آپؑ کے ایک کاتب کا واقعہ بیان کرنا 43
آپؑ کا درویشان قادیان کی حفاظت اور اسیران کی رہائی کے لئے ...ہندوستان میں بھی ایک وفد تشکیل دینا 47
آپؑ کا منشی اڑوڑے خان صاحبؓ کا رخصت لینے کا واقعہ بیان کرنا 61
آپؑ کا خلیفہ اولؓ کا بیان کردہ ایک واقعہ بیان کرنا 63
آپؑ کا احساس کے فرق کا حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے واقعہ بیان کرنا 63
آپؑ کا حضرت مسیح موعودؑ کے بچوں کی تربیت کے متعلق بیان فرمان 66
آپؑ کا فرمانا کہ امریکہ میں جماعت کی ترقی یورپین ممالک کی نسبت زیادہ ہے 66
آپؑ کا بچوں کو کہانیاں سنانے کا فائدہ بیان فرمانا 67
آپؑ کی آپؑ سے بیان کردہ حکایت یا قصہ کی غرض بیان فرمانا 68
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے دوستی کے متعلق حکایت سنانا 68
آپؑ کا دوست کی مدد کرنے اور اس کے بعد مرتد ہونے کا واقعہ بیان کرنا 69
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے تلوار کے زخم سے زبان کا زخم شدید ہوتا ہے واقعہ بیان کرنا 69
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک بزرگ کے ایمان کے جاتے رہنے کا قصہ بیان کرنا 70
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ذکر الٰہی کے متعلق ایک بزرگ کا واقعہ بیان کرنا 71
آپؑ کا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے عدالتوں میں جھوٹے گواہوں کے متعلق واقعہ بیان فرمانا 76
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک صحابی کا گھوڑا بیچنے کا واقعہ بیان کرنا 87
آپؑ کے آپؑ کے حوالے سے چڑیا کے بچے کی کہانی سنانا 87
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے حمام میں جانے والے شخص کا قصہ بیان کرنا 90
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک امیر شخص کا اپنے مال کی نگرانی نہ کرنے والے کا واقعہ بیان کرنا 92
آپؑ کا مضبوط عزم کرنے کے لئے الٰہ دین کے چراغ کی مثال دینا 92
آپؑ کا فرشتوں کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کا واقعہ بیان کرنا 94
آپؑ کا ایک ملازمہ کا روزہ نہ رکھنا لیکن سحری ضرور کرنا کا واقعہ سنانا 94
آپؑ کا فرمانا کہ ایمان اعمال سے نہیں بلکہ اللہ کے رحم سے آسکتا ہے 96
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ابوبکر یا عمرؓ کے نوکر کا چوری پر شور مچانا کا واقعہ سنانا 97
آپؑ کے سامنے ایک معاند کا کہنا کہ ہم احمدیت کو کچل دیں گے اور آپؑ کا جواب 97
آپؑ کا تقویٰ کی فضیلت بیان فرمانا 97
آپؑ کا جماعت کو روزے رکھنے کی تحریک کرنا 98
آپؑ کا فرمانا کہ بعض مشکلات ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا دُور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا 99
آپؑ کا فرمانا جو باتیں آپؑ کے خلاف کہی جاتی ہیں اگر کسی اور کے خلاف کہی جائی تو ملک میں آگ لگ جائے 99
آپؑ کا پیشگوئی مصلح موعود کے پورے ہونے کا اعلان فرمانا 101
آپؑ کا تین کو چار کرنے کی پیشگوئی کی وضاحت فرمانا 103
آپؑ کا دوشنبہ... پیشگوئی کی وضاحت کرنا 103
آپؑ کا مصلح موعود ہونے کی رؤیا بیان فرمانا 104
آپؑ کا پیشگوئی وہ جلد جلد بڑھے گا کی

وضاحت فرمانا 105
پیشگوئی وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا کی وضاحت 107
آپؑ کا وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا کہ وضاحت کرنا 107
آپؑ کا رؤیا میں مولوی محمد علی صاحب سے اونچا ہو جانا 109
آپؑ کو الہام لَنُمَزِّقَنَّهُمْ ہونا اور اس کا پورا ہونا 110
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک چوہڑے کا لطیفہ سنانا 115
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک بادشاہ کا وزیر کے پیر سے ملنے کا قصہ بتانا117
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک مہمان کا میزبان پر احسان جتانے کا واقعہ بتانا117
آپؑ کی مربیان کو نصیحت 117
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک راجہ کے بیگن کھانے کا واقعہ بیان کرنا 119
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک شخص کا سفر پر جانے سے پہلے اپنا روپیہ قاضی کو جمع کرانے کا قصہ بتانا 120
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک مالن کی مثال بیان فرمانا 128
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک ہندو کے بیٹے کا قصہ سنانا 130
آپؑ کا فرمانا کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنے والدین کی خدمت کرے 130
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے رنجیت سنگھ کے پاس ایک عالم طبیب کے آنے کا قصہ بتانا 133
آپؑ کا تحریک جدید پر اعتراض کرنے والوں کو جواب 136
آپؑ کا قادیان کے ایک فقیر کی مثال دینا 138
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے فرمانا کہ گداگر دو قسم کے ہوتے ہیں 139
آپؑ کا بچپن میں طوطے کا شکار کرنا اور آپؑ کی آپؑ کو نصیحت 156
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے تصویر کو کارڈ پر شائع کرنے کی اجازت نہ دینے کا واقعہ بیان فرمانا 157
آپؑ کا سینما بینی کے متعلق ارشاد158
آپؑ کا ماہرین کے پیشوں کو زندہ رکھا جانے کا ارشاد 159
آپؑ کا دوائی کے استعمال کے سلسلہ میں قاعدہ 159
آپؑ کا فرمانا کہ آپؑ طاعون کے ڈر سے کی وجہ سے نہیں بلکہ زلازل کی وجہ سے باغ میں گئے 160
آپؑ کا مسجد مبارک قادیان کی اہمیت بیان کرنا 161
آپؑ کی آپؑ کا خطبہ الہامیہ کے وقت کی حالت بیان فرمانا 161
آپؑ کا پردے کے متعلق ارشاد162
آپؑ کی ڈاکٹروں کو نصیحت کہ وہ دین کی خدمت بیماروں کو تبلیغ کے ذریعہ کریں 162
آپؑ کا آپؑ کے تفقہ فی الدین کے متعلق فرمانا 163
آپؑ کا فرمانا کہ امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی164
آپؑ کا فرمانا کہ مومن کو ترغیب نہیں اشارہ کافی ہوتا ہے 165
آپؑ کا اپنے استاد مولوی یار محمد صاحبؓ کا واقعہ سنانا 165
آپؑ کا غلام علی اور آپؑ کا گورداسپور جانے کا واقعہ، احتیاطی نماز 166
آپؑ کا ہڑتالوں کے متعلق بیان 184
آپؑ کا آپؑ کے کام کرنے کی کیفیت بتلانا 186
آپؑ کا فرمانا کہ سستی کو بیماریوں کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے 186
آپؑ کا آپؑ کے ایک صحابی کے حق مہر کا واقعہ بیان کرنا 187
آپؑ زکوٰۃ کے متعلق ایک بزرگ کا قصہ بیان کرنا 188
آپؑ کی جماعت کو نصیحت کہ تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کریں 189
آپؑ کا گورداسپور کے ایک بوڑھے شخص کا واقعہ بیان کرنا، نمک کی مسل لاؤ... 190
آپؑ کا رمضان میں پیاس لگنے کا واقعہ بیان کرنا 191
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک عورت کے بیٹے کا لڑائی پر جانے کا قصہ بیان کرنا 192
آپؑ کا کلمہ کے متعلق بیان 192
آپؑ کا دعا کی قبولیت کے دو شرطیں بیان فرمانا 193
آپؑ کی اپنے جائز لیتے رہنے کی تلقین 196
آپؑ کا قادیان کی عورت کے خواب کے متعلق بتانا، چھ مہینے کے روزے 197
آپؑ کا ایک اہل حدیث کا حنفیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا واقعہ بتلانا 199
آپؑ کا ان لوگوں کے متعلق نصیحت جو غیر احمدیوں سے تعلق رکھتے ہیں 200

آپؑ کا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نکاح کے سوال کا جواب 201
آپؑ کا ایک عورت کو ولی کی اجازت کے متعلق سمجھانا 204
آپؑ کا رشتہ کے سلسلہ میں لڑکی کی تصویر دیکھنے کے متعلق بتانا 204
آپؑ کا آپؑ کے حوالے سے ایک شریف بھلا مانس لڑکے کے رشتہ کے متعلق قصہ بتانا 205
آپؑ کا محبت الٰہی کے متعلق بتانا 205
آپؑ کا فیروز پور کے مولوی کا من گھڑت واقعہ بتانا 206
آپؑ کا فرمانا کہ انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی بہت ضروری ہے 225
آپؑ کا تنویر کے متعلق وضاحت کرنا 226
آپؑ کا جمعہ کی نماز سے پہلے سنتیں ادا کرنے کے متعلق بیان 229
آپؑ کا فرمانا کہ خاص موقع پر چراغاں کرنا آپؐ سے ثابت ہے 230
آپؑ کا فرمانا کہ میں نے آپؑ کو سفر میں جمعہ کی نماز پڑھتے بھی اور نہ پڑھتے دونوں دیکھا ہے 230
آپؑ کا فرمانا کہ آپؑ کا بچوں کو آتش بازی لے کر دینے کا مقصد 231
آپؑ کا آپؑ کے ساتھ ملتان جانے کا واقعہ 232
آپؑ کا بچپن کا واقعہ بیان کرنا کہ لاہور میں مخالفت کا نظارہ 233
آپؑ کا آپؑ کے ساتھ لاہور میں موم مجسمے دیکھنے جانا 233
آپؑ کا روزوں کا مقصد بتلانا 308
آپؑ کا لباس کے متعلق ارشاد 308
آپؑ کا سفر اور بیماری میں روزہ کے متعلق ارشاد 309
آپؑ کا قادیان میں آنے والوں کے روزہ کے متعلق ارشاد 310
آپؑ کا ایک پٹھان کا نماز میں حرکت کے متعلق واقعہ بیان کرنا 310
آپؑ کا فدیہ کے متعلق بیان 316
آپؑ کا کس عمر میں روزہ رکھنا چاہیے بیان فرمانا 316
آپؑ کی والدین کو بچوں کے روزہ رکھنے کے متعلق ارشاد 317
آپؑ کا پارٹیشن کے بعد قادیان کی جماعت کو تبلیغ کا کہنا 375
آپؑ کا خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر کے متعلق ذکر 377
آپؑ کا فرمانا کہ اگر ایک اچھا لیکچر بھی تیار کر لیا جائے تو اس کا لوگوں پر اس کا اچھا اثر ہوتا ہے 378
آپؑ کا پرانے لوگوں میں تبلیغ کے شوق کے متعلق واقعہ بیان کرنا 379
آپؑ کا پیغامیوں کو اپنی صداقت کا جواب 380
آپؑ کا پیغامیوں کو قبولیت دعا کا چیلنج 380
آپؑ کا کم چندہ دینے والی جماعتوں کی مثال بیان فرمانا 382
آپؑ کا کسی سے مذاق کرنے کے متعلق وضاحت 382
آپؑ کا فرمانا ہنسی کرنے میں اس حد تک نہ بڑھو کہ جماعت کی بدنامی ہو 383
آپؑ کا آپؑ کی محنت و مشقت کے متعلق بیان فرمانا 396
آپؑ کا فرمانا کہ خوشی اور غمی کا تعلق احساس سے ہے 399
آپؑ کو آپؑ کا اخبار میں ایک وفات کی خبر بتانے کا واقعہ 400
آپؑ کا خلیفہ اولؓ کی اطاعت کا واقعہ بیان فرمانا 401
آپؑ کا فتنہ کے نقصان کی مثال دینا 402
آپؑ کا تبلیغ کے لئے کیا ذرائع استعمال کئے جائیں وضاحت 403
آپؑ کا تبلیغ کے لئے اشتہارات شائع کرنے کی نصیحت 404
آپؑ کا بچوں کی تربیت کے لئے آپؑ کی ایک کہانی کا ذکر کرنا 404
آپؑ کا فرمانا کہ جلسہ میں شمولیت غیر معمولی اصلاح کا ذریعہ ہے 464
آپؑ کا حج پر جانے والے ایک نوجوان کا واقعہ بیان فرمانا 464
آپؑ کی بشیر رفیق صاحب کو ہدایت 548
آپؑ کا فرمانا کہ ہر طالبعلم کی اپنی لائبریری ہونی چاہیئے 549
آپؑ کی قبولیت دعا کا واقعہ 549
آپؑ کا بشیر رفیق صاحب کو کہنا کہ ہمیں دینی وکیل چاہئیں دنیاوی نہیں 551
آپؑ کا تحریک جدید کا آغاز کر کے پوری دنیا میں مشنریوں کو بھجوانا 594
آپؑ کا فاسق کی تشریح فرمانا 625
آپؑ کا ایک احمدی کا چھوٹی سی بات پر فتویٰ لگانے کا واقعہ بیان فرمانا 626
آپؑ کا بچپن کا ایک واقعہ سنانا 630
آپؑ کا آپؐ پر لوگوں کے اعتراضات کرنے کے بارے میں فرمایا 636
آپؑ کا فرمانا کہ سب سے زیادہ خطرناک مخالفت شرکاء کی ہوتی ہے 640

آپؓ کا اپنی تائی صاحبہ کا واقعہ بیان فرمانا 641
آپؓ کی تحریک پر تمام ہندوستان میں سیرت کانفرنسوں کا انعقاد ہونا 652
آپؓ کو سیرت کانفرنس منعقد کروانے پر اخبار مشرق کی طرف سے مبارکباد 652
حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ 313
آپؓ کے نام غَرَسْتُ لَكَ ...والی انگوٹھی کا قرعہ نکلنا 42
آپؓ کو خلیفہ ثانیؓ کا ایک وفد کا قائد بنانا 47
آپؓ کا ایک عورت کو روزہ کے متعلق خواب کی تعبیر بتانا 197
آپؓ کا آپؐ کی سحری کے متعلق روایت بیان کرنا 305
آپؓ کا سحری کے وقت آپؐ کی مہمان نوازی کی روایت بیان فرمانا 307
آپؓ کا آپؐ کے بیمار ہونے پر روزہ کھولنے کی روایت بیان کرنا 315
آپؓ کی تحریک پر بشیر رفیق صاحب کا ایک پندرہ روزہ اخبار شروع کرنا 550
آپؓ کا آنحضورؐ کی ولادت کے متعلق ایک مصری سکالر کی تحقیق بیان فرمانا 648
بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد صاحب کا جنازہ 622
بشیر احمد صاحب کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
بشیر رفیق خان صاحب کا نماز جنازہ وذکر خیر 547
بلالؓ کی اذان کے متعلق آپؐ کا کہنا کہ اس پر سحری نہ چھوڑا کرو 306
بلال محمود صاحب شہید ولد ممتاز احمد صاحب کا جنازہ غائب 59
بی بی صاحبہ والدہ محمد اسلم شاد منگلا صاحب مرحوم 29
بینظیر عبدالرافع صاحبہ کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 516
پرتاپ سنگھ کے والد کا ایک باورچی کو سزا دینے کا واقعہ 79
تنویر احمد لون صاحب کا جنازہ 634
ثمر شیخ صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 519
ثنا مبشرہ بیٹی شہید ساجد محمود 632

ج، چ، ح، خ

جلال الدین صاحب شمس کی بشیر رفیق صاحب کو نصیحت 549
جلال شمس صاحب ابن مرحوم صوفی نذیر احمد صاحب 112
جلیل صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 475
جمیلہ رحمانی صاحبہ 224
جمیلہ صاحبہ کا ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے متعلق ذکر خیر 559
چراغ دین صاحب والد مرحوم عبدالعزیز ڈوگر صاحب 46
چراغ دین صاحب 181
حاجی صالح محمد منگلا والد محمد اسلم شاد منگلا صاحب 29
حارث محمود صاحب 632
حبیب اللہ شاہ صاحب کو خلیفہ ثانیؓ کا اپنی رؤیا سنانا 109
حذیفہ احمد 142
حرا مریم صاحبہ بنت مرحوم خالد جاوید صاحب 669
حضرت حزقیلؑ نبی 245

حضرت امام حسنؓ

آپؓ کے اٹھلیا نیس نکل ہونے کی حدیث 163
آپؓ اور امام حسین کے درمیان جھگڑے کا واقعہ 89
آپؓ کے غلام کا غلطی کرنے کا واقعہ 501
آپؓ نے کامیابی صلح سے حاصل کی 637

حضرت امام حسینؓ

آپؓ اور امام حسنؓ کے درمیان جھگڑے کا واقعہ 89
آپؓ کا شہادت سے کامیابی حاصل کرنا 637
حسین بخش صاحبؓ شیخ کی نواسی امتہ الحفیظ صاحبہ کا جنازہ 235
حسین عابدین صاحب کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تأثر 541
حسین عبداللہ صاحب کا کہنا کہ خلیفہ کے الفاظ نے مجھے چھو لیا ہے... 294
حسین کامی سفیر ترکی کا قادیان آنے کا واقعہ 402
حفیظ صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 516
حلیم طیب صاحب کا عبدالعزیز ڈوگر صاحب کی والدہ کی خدمت کا واقعہ بیان کرنا 47
حضرت حمزہؓ جنگ احد میں ان کی نعش کا مثلہ کیا جانا 55، 506
حمید احمد صاحب شہید ابن مکرم شریف احمد صاحب کا جنازہ 333
حنیف محمود صاحب داماد مرحوم صوفی نذیر احمد صاحب 112
خالد جاوید صاحب ابن ملک ایوب احمد صاحب کا نماز جنازہ 668
خالد سیف اللہ خان صاحب کی اہلیہ کا جنازہ 407

خالد عمران صاحب کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
خالد، ایک یہودی کا اپنے بیٹے کا نام رکھنا اور اس کا شام سے پہلے فوت ہو جانا 3
خان ملک صاحب 64
خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی اہلیہ کا آپؓ کی مہمان نوازی کا واقعہ بیان کرنا 307
خلیق احمد صاحب ابن چوہدری بشیر احمد صاحب کا جنازہ 361
خیر الدین صاحب قاضی 209
خیوسیلیز صاحب کے جلسہ سالانہ کے متعلق تأثرات 442

د، ذ، ر، ز، س، ش، ص

دانشمند خان 547
دانیال صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 476
دانیال طالبعلم جامعہ یو کے 498
داؤد احمد صاحب شہید ابن غلام محی الدین صاحب کا جنازہ 299
داؤد احمد صاحب شہید ولد حاجی غلام محی الدین صاحب 361
داؤد صاحب مرزا کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
دوست محمد شاہد صاحب 558
دولت خان صاحبؓ شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب کے پڑدادا 141
ذوالفقار علی خان صاحب 552
راجہ علی محمد صاحبؓ صحابی 348
رحمانی صاحب داماد مرحومہ اصغری بیگم صاحب 224
رحمت اللہ شیخ صاحب کے اصرار پر آپؑ کا لاہور میں موم کے مجسمے دیکھنے جانا 233
آپؑ کی اہلیہ کا نماز جنازہ غائب حضورؓ کا پڑھانا 223
رحمت اللہ صاحب کو خلیفہ ثانیؓ کا رؤیا میں دیکھنا 109
رحمت اللہ صاحبؓ کو آپؑ کا روزہ کھولنے کا فرمانا 313
رحمت خان صاحب 550
رحیق احمد 362
رشید الدین صاحبؓ کو آپؑ کا فرمانا کہ رشتہ کے لئے لڑکی کی تصویر بھیجیں 204
رضا سلیم صاحب طالب علم جامعہ کی وفات و ذکر خیر 488
رفیعہ صاحبہ 494
رلیا رام کا آپؑ پر مقدمہ ڈاک کرنا 78
رنجیت سنگھ کے پاس ایک طبیب کا آنا اور ملازمت کی درخواست کرنا 133
رنجیت سنگھ مہاراجہ کے زمانہ میں امن قائم ہونا 115
رنجیت سنگھ مہاراجہ کی وفات پر لوگوں کا رونا 115
روبی قمر صاحبہ اہلیہ شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب 142
ریاض صاحب کا قبولیت احمدیت کے متعلق بتانا 473
زکریا سعدی صاحب کے جلسہ سالانہ کے متعلق تأثرات 442
زولغم احمد صاحب کا قبول احمدیت کا واقعہ 456
حضرت زینبؓ 50
آپؓ پر ہجرت کے وقت قاتلانہ حملہ کیا گیا 506
ساجد محمود صاحب شیخ ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب کا جنازہ 631
ساحل محمود صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 519
سبحان ایوب صاحب ابن مرحوم خالد جاوید صاحب 669
سراج الدین عیسائی کا خاموش رہنا اور شکوک کو دور نہ کرنا 243
سراج الدین کے اعتراض کا جواب 243
سراج الدین کے قادیان جانے کا واقعہ 243
سرور شاہ صاحبؓ کا قیام کے دوران روزوں کے متعلق آپؑ کا فتویٰ بتانا 311
سعید احمد صاحب کا اپنے والد حمید احمد صاحب کے متعلق ذکر خیر 335
سفنی ظفر احمد صاحب کا نماز جنازہ 646
سفیر احمد مرزا صاحب داماد خلیفۃ المسیح الرابعؒ 395
سفیر احمد 497
سکینہ ناہید صاحبہ کا جنازہ و ذکر خیر 208
آپ کو خلیفہ ثانیؓ کے ڈلہوزی جانے پر مہمان نوازی کا موقع ملنا 208
حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ 103
آپؓ کا جھوٹی گواہی کے متعلق واقعہ بیان کرنا 76
سلطان عبد الحمید خان ترکیہ کا وزراء کو کہنا کہ کوئی خانہ تو خدا کے لئے بھی چھوڑنا چاہئے 38
سلطان مبشر صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 558
سلمان صاحب کا قبولیت احمدیت کے متعلق بتانا 473
سلمان خالد صاحب ابن مرحوم خالد جاوید صاحب 669

سلمٰی جبولی صاحبہ کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تأثر 541
سلیم الجابی صاحب کے پوتے شہید عبدالنور جابی صاحب 168
سلیم ظفر صاحب کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
سلیم ظفر صاحب کے بیٹے رضا سلیم صاحب کی وفات 490
شاہ زیب اطہر 497
شرجیل صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 520
شریف احمد صاحب کے بیٹے حمید احمد صاحب شہید کا جنازہ 333
حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حصہ میں 'مولیٰ بس' والی انگوٹھی کا آنا 42
شمس الحق شہید کی اہلیہ کا کا مسجد کے لئے چندہ دینا 573
شمس الدین صاحب کا اسد الاسلام صاحب کے متعلق ذکر خیر 195
شوکت غنی صاحب شہید کا جنازہ 208
شیخوتاموصاحب کا بیعت کرنا 406
شیر سنگھ کا اپنے باورچی کو سزا دینے کا واقعہ 79
صاحب الدین صاحبؓ 623
صالح محمد جوئیہ صاحب حکیم والد احمد شیر جوئیہ صاحب 32

ط،ظ،ع

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب 493
آپؒ کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کو پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کرنا 29
آپؒ کا نذیر احمد ایاز صاحب کو کہنا کہ آپ امریکہ کی جماعتوں کے مثالی صدر ہیں 418
آپؒ کا وقف نو کی تحریک کا آغاز فرمانا 562
آپؒ کا وقف جدید تحریک باقی دنیا کے لئے بھی عام کرنا اور اس کا مقصد 19
طاہر احمد صاحب چیمہ صاحب کی والدہ محترمہ کا جنازہ 623
طاہر ندیم صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 557
طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحمید صاحب کا جنازہ 333
طاہرہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کا جنازہ 394
طٰہٰ صاحب طالبعلم جامعہ یوکے 498
ظافر صاحب کا رضا سلیم صاحب کے متعلق ذکر خیر 495
منشی ظفر احمد کپور تھلوی صاحب کے لئے آپؑ کا سحری کا انتظام کروانا 305
آپؑ کا قادیان روزہ کی حالت میں جانا واقعہ 313
ظہیر خاں صاحب 495
عابد خان صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 560
عابدہ صاحبہ 30
عادل صاحب ڈاکٹر کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 476
عالیہ صاحبہ 561

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا آپؐ کے متعلق فرمانا کہ آپؐ کا ہر عمل قرآن کے مطابق تھا 523
آپؓ کا آپؐ سے نجات کے متعلق پوچھنا اور آپؐ کا جواب 655
آپؓ کا آپؐ کا سہل جائز رستہ اپنانے کے متعلق بیان کرنا 315
آپؓ کا آپؐ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا 629
آپؓ کا آپؐ کے متعلق فرمانا کہ آپؐ نے اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا 506
عبدالحمید صاحب کی اہلیہ کا جنازہ 333

عبدالقادر جیلانی صاحبؒ کا سچ بولنے کا واقعہ

329
بعض مسلمانوں کا یا شیخ عبدالقادر جیلانی ... کہنا 239
عبدالباری صاحب کی اہلیہ کا جنازہ 182
عبدالحق نامی نوجوان کا آپؐ کے سامنے آپؐ کو ایک شخص کا گالی دینے کا ذکر کرنا 242
عبدالحق نامی شخص کا کہنا کہ مجھے سراج الدین نے قادیان جانے سے منع کیا 243
عبدالحکیم مرتد پٹیالوی 401
عبدالخالق صاحبؓ 314
عبدالرحمٰن چام کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 518
عبدالرحمٰن خادم صاحب 348
عبدالرحمٰن صاحبؓ 314
عبدالرحیم صاحب درد کے بھائی کی اہلیہ کا جنازہ حضورؒ کا پڑھنا 181
عبدالسلام بیٹے خلیفۃ المسیح الاولؓ 400
عبدالعزیز ڈوگر صاحب کا جنازہ و ذکر خیر 46
عبدالغنی صاحب کے بیٹے شہید شوکت غنی صاحب کا جنازہ 208
عبدالقادر 475
عبدالقادر صاحب کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تأثر 540

حضرت عبدالکریم صاحبؓ 380

آپؓ کا آپؐ سے ترکی سفیر کے لئے سگریٹ کے انتظام کی اجازت لینا 402

آپؑ کا آپؑ کو سٹیشن پر ام المؤمنین کے ساتھ سیر کرنے پر روکنا اور آپؑ کا جواب 628
آپؑ کا آپؑ کا بعض دفعہ فقہی مسئلہ پوچھنے پر آپؑ کا نام لینا کہ ان سے پوچھ لو 225
آپؑ کا حضورؑ کے ساتھ گورداسپور جانا اور قصر نماز کا واقعہ 228
آپؑ کا بریلی کے ایک شخص کو جواب دینے کا واقعہ 178
آپؑ کی اہلیہ کا آپؑ کے کہنے پر پراٹھے بنانا، واقعہ 307
آپؑ کا آپؑ کا باہمی اتحاد پر کچھ کہنے کی گذارش کرنا 529
شیخ عبدالکریم صاحب 633
شیخ عبدالقدیر صاحب کا جنازہ 633
عبداللہ بن ابی سلول 507
عبداللہ خان صاحبؓ کی بیٹی کا جنازہ 394

حضرت عبداللہ سنوری صاحبؓ 633

آپؓ کا ایک مہمان کے روزہ کھولنے کا واقعہ بیان کرنا 313
آپؓ کا آپؑ سے سفر میں روزہ کے متعلق سوال کرنا 313
آپؓ کا آپؑ کی روزہ کے متعلق روایت بیان کرنا 310
عبداللہ صاحب الحاج کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تاثر 540
عبدالماجد صاحبؓ بھاگلپوری مولوی کا مولوی محمد حسین بٹالوی کے ورغلانے پر قادیان نہ آنا 233
عبدالمالک خان صاحب کی صاحبزادی کا جنازہ 552
عبدالنور صاحب کا نماز جنازہ 167
عبید اللہ صاحب کی بیٹی مریم صدیقہ صاحبہ کا جنازہ 48
عتیق منگلا واقف نَو ابن محمد اسلم شاد منگلا صاحب 30
عدنان محمد صاحب شہید کا جنازہ 620
عذرا بیگم صاحبہ 669
عروبہ صاحبہ 516
عطاء الرحمٰن صاحب کی اہلیہ کا جنازہ 235
عطاء المجیب راشد صاحب کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
عظیم اللہ صاحبؓ 235
عقیل احمد صاحب کا ادریس بنگورا صاحب کے متعلق ذکر خیر 406

حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپؓ کو آنحضرتؐ کا ہجرت کے وقت اپنے بستر پر لٹانا 33
آپؓ کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کا مثال دینا 33
آپؓ کی آنحضرتؐ کی ہجرت کے وقت قربانی اور اللہ تعالیٰ کا انہیں انعامات سے نوازنا 33
آپؓ کا آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینے کا عہد کرنا 33
آپؓ کی آنحضرتؐ کا مختلف کاموں کی وجہ سے بڑی تعریف فرمانا 34
آپؓ کو آنحضرتؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہونا 34
آپؓ کا بے وقت نماز پڑھنے والے کو نہ روکنے کا واقعہ 181، 364
آپؓ کو ایک شیعہ شخص کا ابو بکرؓ و عمرؓ سے افضل سمجھنا 402
آپؓ کے نماز میں لقمہ دینے پر حضورؐ کا ناراض ہونا 627
علی صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 477

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

آپؓ کی طرف سے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا جانا 231
آپؓ کا آپؐ کو عبداللہ بن ابی سلول کا جنازہ نہ پڑھنے کا کہنا 507
آپؓ یا ابو بکرؓ کے نوکر کا چوری پر شور مچانا، واقعہ 97
آپؓ کو رسول کریمؐ کے تیسرے خلیفہ کا شرف عطا ہونا 103
آپؓ کے زمانہ میں عیسائیوں کا خوش ہونا 298
عمر خالد صاحب 407
عمر دیالو صاحب کی مالی قربانی کا واقعہ 589
عمر دین صاحب بنگویؓ کے نواسے فضل احمد صاحب کا جنازہ 299
عیسیٰؑ کے ماننے والوں کا گمراہ ہو جانا 144
غالب احمد صاحب راجہ ادیب کی نماز جنازہ 348

غ، ف، ق، ک

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپؑ کا فرمانا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں امن ہو گیا تھا 115
آپؑ کا فرمانا کہ الحکم اور البدر ہمارے دو بازو ہیں 134
آپؑ کی باغ میں رہائش رکھنے کی وجہ 160
آپؑ پر لگنے والا ایک الزام کہ آپؑ نے جماعت بنا کر فساد پیدا کر دیا ہے 199
آپؑ کے ماننے والوں پر ختم نبوت کی

نفی کرنے کا الزام اور اس کی نفی 236
آپؑ کا اپنے والد کے متعلق کہنا کہ ان کا قول کہ ان کو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا246
آپؑ کو ایک شخص کا اپنی خواب سنانا اور آپؑ کی اس کی تعبیر کرنا 283
آپؑ کا رمضان میں امرتسر لیکچر کے لئے تشریف لے جانا، واقعہ 314
مسلمانوں کا اور نام نہاد علماء کا حضرت مسیح موعودؑ پر انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگانا 373
آپؑ کی نواسی مکرمہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ کی وفات 394
آپؑ کا محنت ومشقت کرنے کے متعلق بیان 396
آپؑ کا لاہور کے ایک ہال میں تقریر کرنے کا واقعہ 397
آپؑ نے اللہ سے اذن پاکر جلسہ کا آغاز فرمایا تھا 522
آپؑ کا لوگوں کے نشان دکھانے کے مطالبے پر جواب 636
آپؑ کے تائیدی نشانات، طاعون، نہریں نکالنا، اور قرآنی پیشگوئیاں 636
آپؑ کی ابتدائی زمانہ کی مشکلات 643

آپؑ کی بعثت کا مقصد و تعلیم

آپؑ کا فرمانا کہ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی 13
آپؑ کا فرمانا کہ مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اول خدا کی توحید ... 13
آپؑ کا سزا اور معافی کا فلسفہ بیان فرمانا52
آپؑ کے معافی اور بدلہ کے متعلق ارشادات 56
آپؑ کا مشکلات کا حل دعا بتلانا 61
آپؑ کا ایک دفعہ عورتوں کی تربیت کے لیے لیکچرز کا سلسلہ شروع کرنا 71
آپؑ کی بعثت کا مقصد، جھوٹ سے اجتناب، سچائی کا قیام 74
آپؑ کا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق بیان فرمانا 74
آپؑ کا فرمانا کہ مسلمانوں میں تفرقہ کی بنیاد حب الدنیا ہے 75
آپؑ کا فرمانا کہ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں 79
آپؑ کا فرمانا کہ نیکی کے ساتھ گناہ نہیں چلے گا 80
آپؑ کا فرمانا کہ حج کرنے کے بعد آجکل لوگوں کے قلوب میں آگے سے زیادہ رعونت اور بدی پیدا ہو چکی ہے 96
آپؑ کا فرمانا کہ دنیا میں محبت کا بہترین مظاہرہ وہی ہوتا ہے جو ماں کو اپنے بیٹے سے ہوتا ہے... 98
آپؑ کا فرمانا کہ دنیا کی تمام امراض کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے 132
آپؑ کا فرمانا کہ طب کے تمام اصول قرآن مجید میں بتائے گئے ہیں 132
آپؑ سے مجلس میں ایک شخص کا معجزہ دیکھنے کا مطالبہ کرنا اور آپؑ کا اسے جواب 136
آپؑ کا کیمیا گر کی دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں مثال دینا 139
آپؑ کا وضاحت کرنا کہ اللہ نے شیطان کیوں بنایا ہے 145
آپؑ کا تکبر اور شیطان کی فلاسفی بیان کرنا 148
آپؑ کا تصویر کھنچوانے کا مقصد 157
آپؑ کا تقویٰ سے کام لیتے ہوئے سو شادیاں کرنے کی وضاحت 163
آپؑ کا خلیفہ اول کی نماز توڑنے کے متعلق اعتراض کا جواب دینا 164
آپؑ کا امام حسن کے اٹھارہ یا انیس نکاح کی وضاحت فرمانا 164
آپؑ کا داڑھی منڈوانے پر فرمانا اصل چیز محبت الٰہی ہے 167
آپؑ کا اپنی بعث کا مقصد بیان فرمانا171
آپؑ کا اپنی صداقت کے چار نشان بیان فرمانا 176
آپؑ کا بریلی کے ایک شخص کے کہنے پر قسم کھا کر لکھنا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں 178
آپؑ کا قضاء عمری کے متعلق سوال کا جواب 180، 181
آپؑ کی سٹرائیک کے متعلق تعلیم184
آپؑ کی عورتوں کے حق مہر کے متعلق تعلیم 187
آپؑ کو ایک شخص کا دعا کے لئے لکھنا کہ فلاں عورت سے نکاح ہو جائے اور آپؑ کا جواب 191
آپؑ کا افیون کے متعلق بیان 192
آپؑ کا مسائل کا حل تلاش کرنے کا طریق بتانا 196
آپؑ کا سنت کا مرتبہ بیان فرمانا 196
آپؑ کا اپنے الہام کے متعلق فرمانا کہ اگر وہ قرآن وسنت کے خلاف ہو197
آپؑ کا اپنے چھ ماہ کے روزے رکھنے کے متعلق بیان فرمانا 198
آپؑ کا ایک شخص کو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھوانے پر قادیان نکل جانے

کی سزا دینا 203
آپؑ کا عبادت نہ کرنے والوں کے لئے فرمانا 211
آپؑ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوا اور تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے 213
آپؑ کا نماز کے جمع کرنے کے متعلق ارشاد 214
آپؑ کا نماز میں لذت کے متعلق بیان فرمانا 215
آپؑ کا نماز قصر کرنے کے متعلق بیان فرمانا 226
آپؑ کا سفر کی تعریف فرمانا 227
آپؑ کا قاضی امیر حسینؓ صاحب کو قصر نماز کے لئے کہنا 228
آپؑ کا چراغاں کرنے کا مقصد 231
آپؑ کا اسلام کی حقیقی تعلیم کو قائم کرنے اور آپؐ کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنے کے لئے آنا 234
آپؑ کا مدعا بدعتوں کو ختم کرنا اور رسول اللہ کی نبوت کو قائم کرنا 238
آپؑ کے آنحضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ارشادات 238
آپؑ کا جماعت کی غرض بیان فرمانا 239
آپؑ کا آپؑ کو دی گئی گالیوں کے جواب میں کہنا 242
آپؑ کا سراج الدین کے سوالات چھاپنے کی وجہ 243
آپؑ کا سراج الدین کے متعلق تبصرہ 243
آپؑ کا فرمانا مہمان آرام وہی پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو 244
آپؑ کا فرمانا کہ جب تک انسان خدا کو سخت ناراض نہیں کرتا اس وقت تک کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا 245
آپؑ کا دعا کا فلسفہ بیان کرنا 245
آپؑ کا فرمانا کہ اللہ نافع وجود کو لمبی زندگی دیتا ہے 245
آپؑ کا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلانا 246
آپؑ کا فرمانا کہ جماعت کو پیدا کرنے کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا 254
آپؑ کا بڑے درد کے ساتھ برائیوں کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلانا 256
آپؑ کا فرمانا کہ جو شخص ابنائے جنس سے ہمدردی نہیں کرتا وہ بخیل ہے 258
آپؑ کا فرمانا کہ طاعون سے کون لوگ بچائے جائیں گے 259
آپؑ کا ایمان کی حالت کو پودے سے تشبیہ دینا 260
آپؑ کا فرمانا کہ شیطان کو ختم کرنے کے لئے اللہ نے اس سلسلہ کو قائم کیا 261
آپؑ کے مساجد کے متعلق ارشادات 267
آپؑ کا فرمانا کہ مسجد مسلمان بنانے کا ذریعہ بنے گی 270
آپؑ کا فرمانا کہ انسان شیطان سے محض اللہ کے فضل سے بچ سکتا ہے 283
آپؑ کا شیطان کے حملوں کے متعلق بیان 284
آپؑ نے اپنی بعثت کا مقصد خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا بتایا ہے 286
آپؑ کے روزے رکھنے کے متعلق ارشادات 303
رؤیت کے متعلق آپؑ کا ارشاد 304
آپؑ کا سفر اور بیماری میں روزہ کے متعلق فتویٰ 309
آپؑ کا یعقوب بیگ صاحبؓ کو سفر میں روزہ کھولنے کی ہدایت 309
آپؑ کا فرمانا کہ قادیان احمدیوں کے لئے وطن ثانی ہے 310
آپؑ کا قادیان میں باہر سے آنے والوں کو روزہ رکھنے کے متعلق ارشاد 310
سفر میں قیام کے دوران روزہ کے متعلق آپؑ کا ارشاد 311
آپؑ کا شیخ محمد چٹو صاحب کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی تلقین 312
آپؑ کا فرمانا کہ مریض اور مسافر جو روزہ رکھتا ہے وہ خدا کے حکم کی صریح نافرمانی کرتا ہے 312
آپؑ کا قادیان میں آنے والے مسافر کو روزہ کھولنے کا کہنا 313
فدیہ کے متعلق آپؑ کا ارشاد 315
آپؑ کا کاشتکاروں کے روزہ کے متعلق بیان 315
آپؑ کا فدیہ جماعت کو دینے کے متعلق سوال پر جواب 316
آپؑ کا رمضان میں بے خبری سے کھانے کے متعلق ارشاد 316
آپؑ کا محمودؓ کو پہلا روزہ بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں رکھنے کی اجازت دینا 317
آپؑ کا رمضان میں تراویح کے متعلق ارشاد 318
آپؑ کا کم عمری میں روزہ رکھوانے کے متعلق طریق 318
آپؑ کا سفر میں نماز اور تراویح کے متعلق سوال کا جواب 319

آپؐ کے تقویٰ کے متعلق ارشادات 321
آپؐ کا فرمانا آپؐ پر تمام کمالات نبوت ختم ہوئے ہیں 322
آپؐ کا فرمانا تقویٰ ہر ایک نیکی کی جڑ ہے 323
آپؐ کا لکھنا کہ قرآن میں سات سو حکم ہیں 323
آپؐ کا فرمانا بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے 324
آپؐ کا فرمانا میں نہیں چاہتا میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں 324
آپؐ کا فرمانا تکبر اور غرور غصہ سے پیدا ہوتے ہیں 324
آپؐ کا سچی دانش و فراست حاصل کرنے کا طریق بتلانا 325
آپؐ کا تقویٰ کے اجزاء بیان فرمانا 328
آپؐ کا فرمانا جو شخص اچھے اخلاق پیش کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں 328
اللہ تعالیٰ کے خوف کے متعلق آپؐ کا ارشاد 331
آپؐ کے رمضان میں قرب الٰہی کے متعلق ارشادات 338
آپؐ کا فرمانا کہ دعا کے لئے اپنے اعمال اور اعتقاد کو بھی دیکھنا ضروری ہے 339
آپؐ کا دعا کی فلاسفی بیان فرمان 341
آپؐ کا قانون قدرت میں دعا کی قبولیت کی مثالیں موجود ہونا کے متعلق ارشاد 342
آپؐ کا دنیاداروں کے قول کہ خدا کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا کا جواب 344
آپؐ کا محبت الٰہی کا طریق بیان فرمانا 344
آپؐ کا انسان کی پیدائش کی غرض بتلانا 351
آپؐ کا فرمانا کہ بے محل استعمال سے تو حلال بھی حرام ہو جاتا ہے 353
آپؐ کا فرمانا کہ انسان کے دل میں خدا کے حصول کا درد ہونا چاہیے 354
آپؐ کا صحابہ رسولؐ کی عظمت بیان فرمانا 354
آپؐ کے قضاء عمری کے متعلق سوال اور آپؐ کا جواب 364
آپؐ کا جمعہ کے دن رخصت کے متعلق کاوش... 372
آپؐ کا عورتوں کا جمعہ پر آنے کے متعلق مؤقف 372
آپؐ کا لارڈ کرزن وائسرائے ہند کو میموریل بھیجنا 372
آپؐ کا انگریز حکومت کو مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی توجہ دلانا 373
آپؐ کا قبولیت دعا کا راز بیان فرمانا 380
آپؐ کا فرمانا کہ بعض بچوں کی صحت ماؤں کے وہم کی وجہ سے ٹھیک رہتی ہے 398
آپؐ سے ایک شیعہ شخص کا ایک شرط پر بیعت کی اجازت چاہنے کا واقعہ 402
آپؐ کا فرمانا کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے 414
آپؐ کا فرمانا اگر کوئی بدیاں کرتا ہے تو دعا میں کوئی اثر نہیں رہتا 414
آپؐ کا فرمانا کہ انسان نفس کی خوشحالی کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے 415
آپؐ کا فرمانا کہ خدا کبھی کسی صادق سے بے وفائی نہیں کرتا 415
آپؐ کا رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ... دعا کے متعلق کہنا کہ یہ اسم اعظم ہے 416
آپؐ کا جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان فرمانا 429
آپؐ کا مسلمانوں کے زوال کی ایک وجہ بیان فرمانا 431
آپؐ کا فرمانا کہ زبان کو پاک کرنا گویا کہ خدا کا وجود میں آجانا ہے 468
آپؐ کا غصہ و غضب کے نقصانات بیان فرمانا 502
آپؐ کا فرمانا کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے 502
آپؐ کی مجرم کو معاف اور سزا دینے کے متعلق تعلیم 503
آپؐ کا فرمانا کہ اگر مُرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی 526
آپؐ کا آپس میں اتحاد و محبت بڑھانے کی تلقین 529
آپؐ کا انسانیت کے معیار بیان فرمانا 530
آپؐ کی زندگی وقف کرنے کی ترغیب 565
آپؐ کا فرمانا کہ بغیر دکھ اور تکلیف کے قربانی نہیں ہو سکتی 568
آپؐ کا مساجد کی تعمیر کی طرف ترغیب دلانا 576
آپؐ کا فرمانا کہ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونا چاہئے 581
آپؐ کا فرمانا کہ اپنے اخلاق سے دوسروں کو اعتراض کا موقع نہ دو 582
آپؐ کا فرمانا کہ بغیر ایثار کے دوسروں کو نفع نہیں پہنچایا جا سکتا 583
آپؐ کا فرمانا کہ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضا الٰہی کے لئے تکالیف برداشت کرتے ہیں 583

تکمیل اشاعت ہدایت کا کام آپؑ کے سپرد کیا جانا 585
آپؑ کا صحابہؓ کے صدق وفا کے نمونہ کی تعریف فرمانا 586
آپؑ کا اپنے ماننے والوں میں انقلاب پیدا کرنا 587
آپؑ کا دعویٰ فرمانا کہ بادشاہ انگلستان پر بھی فرض ہے کہ مجھے مانے 640
آپؑ کا فرمانا کہ میں توحید اور آپؐ کی محبت کو قائم کرنے آیا ہوں 652
آپؑ کا قرآن مجید کے شان کے متعلق بیان فرمانا 656
آپؑ کا آپ پر خاتم النبیین کے متعلق کیا جانے والے اعتراض کا جواب 654
آپؑ کا آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کی حقیقت بیان فرمانا 654
آپؑ کا فرمانا کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمدؐ ہیں 655
آپؑ کا آپؐ کی عبودیت کے متعلق بیان فرمانا 655
آپؑ کا فرمانا کہ درود کس غرض سے پڑھنا چاہیے 659
آپؑ نے آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ادراک دیا 660
آپؑ امن کا شہزادہ بن کر آئے 661
آپؑ کا بار بار سمجھانا کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہی ہوگی 661
آپؑ کا فرمانا کہ اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو وہ الگ ہو جائے 664
آپؑ کا مومن کے متعلق فرمانا 664
آپؑ کا تقویٰ کے متعلق بیان 665
آپؑ کا اسلامی تعلیم کا نچوڑ نکال کر ہمارے سامنے رکھنا 671
آپؑ کا ہر احمدی سے عہد بیعت لینا اور شرائط بیعت کی صورت لائحہ عمل سامنے رکھ دینا 671
آپؑ کا توحید کی وضاحت فرمانا 672
آپؑ کی سچ بولنے کے متعلق تعلیم 672
آپؑ کا سلسلہ کی اغراض کے متعلق بیان فرمانا 677

آپؑ کے اخلاق، مقام و مرتبہ

آپؑ کا ترکیہ کے سلطان عبدالحمید خان کی ایک بات کی تعریف کرنا 38
آپؑ کی نماز باجماعت کی پابندی کے متعلق واقعہ 35
آپؑ کے بائیں ہاتھ سے پانی پینے پر ایک شخص کا اعتراض اور اس کا جواب 37
آپؑ صاف اور اچھی چیز چاہتے تھے 43
کتابت کا واقعہ
آپؑ کی اپنی کتب کی چھپوائی کے بارے میں کہ جو عمدہ چیز پیش ہو سکتی ہے وہ کی جائے 45
آپؑ کا منشی اڑوڑے خان صاحب کے واقعہ پر بہت ہنسنا 61
آپؑ کے پاس ایک عرب کا آنا اور شرف بیعت لینا 65
آپؑ کا بچوں کی تربیت کرنے کا طریق 66
آپؑ کا فرمانا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں 72
آپؑ کا عدالت میں سچ بولنے کا واقعہ 77
آپؑ ایک سچے مومن کی مثال سچے دوست سے دیتے تھے 121
آپؑ کا ایک بڑھیا کا کونین سے علاج کرنے کا واقعہ 137
آپؑ کا حضرت مصلح موعودؓ کو بچپن میں طوطے کا شکار کرنے پر سمجھانا 156
آپؑ کا فونوگرام میں نظم پڑھوانا 157
آپؑ کا دوائی کے استعمال کے سلسلہ میں طریق 159
آپؑ کا مسجد مبارک کی اہمیت کے مدنظر رکھ کر حضرت اماں جان کو مسجد مبارک میں دوائی دینا اور شفاء ہونا 161
آپؑ کی آواز پر خلیفہ اولؓ کا نماز توڑ دینا 164
آپؑ کی عادت کہ بات کرتے وقت جوش میں ران پر ہاتھ مارتے 165
آپؑ کا مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گورداسپور جانے کا واقعہ، احتیاطی نماز 166
آپؑ کا ایک شخص کی تحریک پر رشتہ کے لئے رجسٹر تیار کروانا 202
آپؑ کا خلیفہ ثانیؓ کی شادی کے سلسلہ میں آپؓ کو لڑکی کی تصویر دکھانا 204
آپؑ کا سفر میں جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کرنے کا واقعہ 229
آپؑ کا بچوں کو خوش کرنے کے لئے آتش بازی کا سامان لے کر دینا 231
آپؑ کا سفر ملتان 232
آپؑ کا لاہور میں ایک دعوت پر جانا اور واپسی پر مخالفین کا سامنا 233
آپؑ کا لاہور میں موم کے مجسمے دیکھنے جانا 233
آپؑ کا ایک شخص کو کہنا کہ جو کوئی بات سمجھ نہ آئے دوبارہ پوچھ لو 242

آپؑ کا مہمان نوازی کا واقعہ، تین میل تک چھوڑنے گئے 243
آپؑ کا سراج الدین کی تیمارداری کے لئے جانا 244
آپؑ کا سحری کے دوران منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی سے ملنا 305
آپؑ کا سحری کے لئے منتظم کو ہدایت فرمانا، واقعہ 305
آپؑ کی مہمان نوازی کے واقعات 313،305
آپؑ کی تہجد پڑھنے کے متعلق میر محمد اسماعیل صاحب کا بیان 306
آپؑ کا وتر ادا کرنے کا طریق 306
آپؑ سحری کے اختتام کے متعلق طریق 306
سحری پر آپؑ کی مہمان نوازی کا واقعہ 307
آپؑ کا عبداللہ صاحب سنوریؓ کو سفر میں روزہ کھولنے کا کہنا 313
آپؑ کا مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ کے رمضان میں چائے پیش کرنے کے واقعہ پر فرمانا 314
آپؑ کا بیمار ہونے پر روزہ کھولنے کا واقعہ 315
آپؑ فدیہ بھی دیتے اور بعد میں روزہ بھی رکھتے 316
آپؑ کا مبارکہ بیگم صاحب کو کم عمری میں روزہ رکھنے پر روزہ توڑوانے کا واقعہ 318
آپؑ کا سیر کرنا اور بعض دفعہ نماز فجر سے پہلے سیر کے لئے نکلنا 396
آپؑ کا باقاعدہ اخبار کا مطالعہ فرمانا 400
آپؑ کا ترکی سفیر کے قادیان آنے پر سگریٹ کے انتظام کے متعلق فرمانا کوئی حرج نہیں 402
آپؑ کا قادیان سے کچھ لوگوں کو باہر چلے جانے کی سزا دینا 402
آپؑ کا بٹالہ یا امرتسر سے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے سامان منگوانا 421
آپؑ کا اپنے بستر مہمانوں کو دینے کا واقعہ 425
آپؑ کا مہمان نوازی صحیح نہ ہونے پر ناراض ہونا 425
آپؑ کا مقدمہ میں سچی گواہی دینے کا واقعہ 615
آپؑ کا سٹیشن پر ام المؤمنین کے ساتھ سیر کرنے کا واقعہ 628
آپؑ کی تائید میں کسوف وخسوف کا نشان ہونا 635
آپؑ کا اسلام اور حضورؐ کے متعلق غیرت رکھنے کے متعلق بیان 657

آپؑ کے رؤیا و پیشگوئیاں

آپؑ کو الہام کہ یوسف کی خوشبو مجھے آرہی ہے 102
آپؑ کو مسجد مبارک کے متعلق الہام ہونا 161
آپؑ کا اپنے بعد خلافت کے نظام کی خوشخبری دینا 286
آپؑ کا رؤیا میں دیکھنا کہ نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں 637
آپؑ کو اللہ تعالیٰ کا بتانا کہ جماعت کو ویسی قربانیاں کرنی پڑیں گیں جیسا کہ پہلوں نے کیں 637
آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعتی ترقی کی پیشگوئی 638
آپؑ کو خدا کا فرمانا کہ تیرے سوا خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی 641
آپؑ کا بھیڑیں ذبح ہونے کی رؤیا دیکھنا اور اس کی وضاحت فرمانا 645

آپؑ کی جماعت کو نصائح

تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ 3
جب تک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو 3
آپؑ کا جماعت کو نصیحت کہ بے خوف ہو کر مت رہو... 6
دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو 4
آپؑ کا فرمانا کہ تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو 8
میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں... 9
آپؑ کا فرمانا کہ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جبتک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا 10
آپؑ کا جماعت کو پاکیزگی حاصل کرنے کی نصیحت 11
آپؑ کا فرمانا کہ والدین ان بچوں پر بڑا ظلم کرتے ہیں جو بچوں کو دینی علوم کی تحصیل کے لئے وقت نہیں دیتے 12
آپؑ کا فرمانا کہ میں ان کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتے... 13
آپؑ کا فرمانا کہ مجالس میں مقررین کو

دیکھ کر نہیں بلکہ اس میں ذکر کیا ہو رہا ہے جانا چاہیے 130
آپؐ کا جماعت کو جھوٹ سے بچنے کا ارشاد 77
آپؐ کا مخفی گناہوں سے بچنے کا ارشاد 153
آپؐ کا نمازوں کی طرف توجہ دلانا 212
آپؐ کثرت استغفار کی طرف جماعت کو توجہ دلانا 213
آپؐ کا ملازمین کو نماز کی طرف توجہ دلانا 214
آپؐ کا بعض دفعہ فقہی مسئلہ پوچھنے پر جواب 225
آپؐ کا فرمانا کہ دشمن کے لئے بھی دعا کرنی چاہیے 246
آپؐ کا بڑے درد کے ساتھ اخلاق کی بہتری، نیکیوں پر قائم ہونے اور برائیوں کو ترک کرنے تلقین 256
آپؐ کا فرمانا کہ ایک احمدی کا ہمسایہ سے عمدہ سلوک کرامت دکھانا ہے 257
اپنی زندگی میں محمدؐ کا نمونہ دکھاؤ 527
جماعت کو دعائیں کرنے کی ہدایت 258
آپؐ کا وحدت پیدا کرنے کے متعلق ارشاد 268
آپؐ کا آجکل آدمؑ کی دعا پڑھنے کی تلقین 284
آپؐ کا فرمانا کہ عزیزو خدا کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو 285
آپؐ کا جماعت کو کینہ سے پرہیز اور بنی نوع سے ہمدردی کا ارشاد 287
آپؐ کا سحری کرنے کی تاکید 305
آپؐ کا فرمانا کہ تقویٰ کے لئے لازمی ہے کہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں گزارو 324
آپؐ کا جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت 327
آپؐ کی دنیا کے کاروبار کے ساتھ دین کو مقدم رکھنے کی تلقین 355
جھوٹ سے بچنے کے متعلق ارشادات 357
آپؐ کا فرمانا کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو 357
آپؐ کا بدظنی، غضب اور تجسس سے بچنے کی تلقین 359
آپؐ کا جلسہ پر آنے والوں کو ارشاد کہ سب کو متوجہ ہو کر تقریریں سننا چاہیے 430
آپؐ کی مہمانوں کو نصیحت 433
آپؐ کا ایک سال جلسہ منعقد نہ کرنا 465
آپؐ کی نماز سوز و گداز سے ادا کرنے کی نصیحت 469
آپؐ کی جماعت کو عفو و درگزر اختیار کرنے کی ہدایت 508
آپؐ کی بیعت کرنے والوں کو نصیحت 527
آپؐ کی آدمؑ کی دعا پڑھنے کی تلقین 528
آپؐ کا فرمانا کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بننا چاہیے 580
آپؐ کا ہر شخص کو اپنا جائزہ و روزنامچہ بنانے کی نصیحت 581
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اخلاق کے معیاروں پر قائم کرنا چاہنا 615، 616
آپؐ کا جماعت کو تکالیف پر صبر کرنے کی تلقین 662
آپؐ کی جماعت کو نصیحت کہ تمہارا ہر عمل خدا کے لئے ہو 667

آپؐ کے نصیحت آموز بیان کردہ واقعات

آپؐ کا ایک ولی کا واقعہ سنانا اس کی وجہ سے جہاز میں سب لوگ بچ گئے 35
آپؐ کا معاویہؓ کا نماز کے ضائع ہونے کا ایک واقعہ بیان کرنا 36
آپؐ کا ریچھ اور انسان کا واقعہ سنانا 68
آپؐ کا تلوار کے زخم سے زبان کا زخم شدید ہوتا ہے کا واقعہ بیان فرمانا 69
آپؐ کا چڑیا کے بچے کی کہانی سنانا 87
آپؐ کا ایک بزرگ کے ایمان کے جاتے رہنے کا قصہ بیان کرنا 70
آپؐ کا ایک بزرگ کا مقولہ بیان کرنا کہ دست در کار... 71
آپؐ کا ایک صحابی کا گھوڑا بیچنے کا واقعہ بیان کرنا 87
آپؐ کا حمام میں جانے والے شخص کا قصہ بیان کرنا 90
آپؐ کا ایک امیر شخص کا اپنے مال کی نگرانی نہ کرنے والے کا واقعہ بیان کرنا 92
آپؐ کا ایک بڑھیا کی چادر کی چوری کا قصہ بیان فرمانا 96
آپؐ کا ابو بکر یا عمرؓ کے نوکر کا چوری پر شور مچانا کا واقعہ سنانا 97
آپؐ کا ایک جگہ ہیضہ کی وجہ سے لوگوں کا مرنے کا واقعہ سنانا 97
آپؐ کا ایک چوہڑے کا لطیفہ سنانا 115
آپؐ کا ایک عورت کی سونے کی انگوٹھی کا قصہ سنانا 115
آپؐ کا ایک مہمان کا میزبان پر احسان جتانے کا واقعہ بتانا 117
آپؐ کا ایک بادشاہ کا وزیر کے پیر سے ملنے کا قصہ سنانا 117
آپؐ کا ایک باپ کا اپنے دو بیٹوں میں مال بانٹنے کا واقعہ بیان کرنا 118

آپؑ کا ایک راجہ کے بیگن کھانے کا واقعہ بیان کرنا 119
آپؑ کا ایک شخص کا سفر پر جانے سے پہلے اپنا روپیہ قاضی کو جمع کرانے کا قصہ فرمانا 120
آپؑ کا ایک امیر آدمی کے بیٹے کا قصہ سنانا 122
آپؑ کی پاک وہند کی پرانی کہانیوں کے بیان سے آج تک وہ زندہ ہیں 128
آپؑ کا ایک مان کی مثال بیان فرمانا 128
آپؑ کا ایک ہندو کے بیٹے کا تعلیم یافتہ ہونے کا قصہ سنانا 130
آپؑ کا ایک خطیب کی مثال دینا 131
آپؑ کا ایک پیر کا مرید سے ٹیکس وصول کرنے کا واقعہ بتانا 132
آپؑ کا رنجیت سنگھ کے پاس ایک عالم طبیب کے آنے کا قصہ بتانا 133
آپؑ کا جالینوس کا واقعہ بیان کرنا 136
آپؑ کا فرمان کہ گداگر دو قسم کے ہوتے ہیں 139
آپؑ کا ایک نائی کے پاس زخم ٹھیک کرنے کا نسخہ ہونا لیکن اس کا کسی کو نہ بتانا کا واقعہ بیان کرنا 159
آپؑ کا زکوٰۃ کے متعلق ایک قصہ بیان فرمانا 188
آپؑ کا ایک عورت کے بیٹے کا لڑائی پر جانے کا قصہ بیان کرنا 192
آپؑ ایک شریف بھلا مانس لڑکے کے رشتہ کے متعلق قصہ بتانا 205
آپؑ کا ایک ڈپٹی کا واقعہ سنانا ہاتھ کے ورم کی وجہ سے ہلاک ہونا 245
آپؑ کا دعا کی قبولیت کا واقعہ سنانا، ہاتھ کا ورم ہونا 245
آپؑ کا ایک ولی کا قصہ سنانا، شیطان سے بچنے کے متعلق 283
آپؑ کا عبدالقادر جیلانی صاحبؒ کا سچ بولنے کا واقعہ بیان فرمانا 329
آپؑ کا ایک شخص کے ذکر الٰہی کے متعلق بیان فرمانا 354
آپؑ کا حضرت علیؓ کا نماز کے متعلق واقعہ بیان فرمانا 364
آپؑ کا ایک کبڑی عورت کی مثال دینا 381
آپؑ کا ایک کنجوس عورت کے متعلق سنانا 382
آپؑ کا ایک بزرگ اور چور کی کہانی سنانا 405
آپؑ کا حضرت اماں جان کو مہمان نوازی کا قصہ سنانا 425
فاطمہ بی بی والدہ بشیر رفیق صاحب 574
فتح محمد صاحب 141
فراز صاحب کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تاثر 541
فضل احمد صاحب ابن غلام محمد صاحب مرحوم کا جنازہ 299
فضل احمد صاحبؓ بٹالوی کے بیٹے کا جنازہ 349
فضل احمد صاحب مرزا اور پیشگوئی تین کو چار کرنے... 103
فضل الرحمٰن صاحبؓ کا رمضان میں چائے کی پیالی آپؑ کو لیکچر میں دینا، واقعہ 314
فضل دین صاحبؓ کا حق مہر کے متعلق واقعہ 187
فضل ربی صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 517
فضل عمر خلیفہ ثانیؓ کا الہامی نام 103
فضل کریم صاحب شیخ 632
فضیل عیاض صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 557
فوزیہ شمیم صاحبہ کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 556
قاسم تورے صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ کا نماز جنازہ وذکر خیر 84
قاضی فیروز دین صاحبؓ کا آپؑ کی دعا سے شفا پانا 209
قدوس صاحب 495
قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب شہید کا جنازہ غائب 141
کرم الٰہی صاحب ظفر 299
کرم داد صاحبؓ 669
کریم بی بی صاحبہ کا آپؑ کے کہنے پر سحری پر پراٹھے بنانے کا واقعہ 307

ک، گ

کرم الٰہی صاحب صحابیؓ کی پوتی اقبال نسیم عظمت صاحبہ کا جنازہ 48
کعب بن زہیر شاعر مسلمان خواتین کے متعلق گندے اشعار کہنے والا 51
کعب بن زہیر کا آپؐ سے معافی مانگنے کا واقعہ 507
کمال الدین خواجہ صاحب کا خلافت اولیٰ میں فتنہ شروع کرنا 109
کمال الدین صاحبؓ کا لیکچر دینا 377
کمال الدین صاحب خواجہ کا خلیفہ ثانیؓ کے الہام کی تصدیق کرنا 110
گربو صاحب کا قبولیت احمدیت کے متعلق بتانا 473
گل علی شاہ استاد حضرت مسیح موعودؑ کا

ایک واقعہ 79
گل علی شاہ کا شیر سنگھ سے باورچی کو مارنے پر پوچھنا 79
لارڈ کرزن وائسرائے ہند کو آپؑ کا میموریل بھیجنا 372
لئیق طاہر صاحب 349

م،ن،و

ماجد جواہری کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تأثرات 601
ماریہ صاحبہ کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 474
مانوبی صاحبہ 669
مائیکل صاحب کا آپؑ کے خطاب سے متأثر ہونا 294
مبارک احمد صاحب رانا کا جنازہ 623
مبارک احمد صاحب 549
حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کی وفات ایک نشان تھی 380
مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا آپؑ کے متعلق بیان کہ کم عمر میں آپؑ کا روزہ رکھوانے کے متعلق بیان 317
آپؑ کا کم عمری میں روزہ رکھنے کا واقعہ 318
مبارکہ بیگم صاحبہ سیدۃ اہلیہ عبدالباری صاحب کا جنازہ 182
مبارکہ ممتاز صاحبہ والدہ شہید بلال محمود صاحب 60
مبشر ایاز صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 558
مبشرہ بلال صاحبہ 60
مجید احمد صاحب کے بیٹے شہید ساجد محمود صاحب کا جنازہ 631
محمد احمد اشرف صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 556
محمد احمد صاحب جلیل مولوی کے بھانجے اعظم اکسیر صاحب کا جنازہ 300
محمد احمد صاحب ملک کا جنازہ 349
حضرت میر محمد اسحاقؓ کا فرمانا کہ عمرؓ کی طرف سے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا جانا 231
آپؑ کا آپؑ کی قادیان میں چراغاں کرنے کے متعلق بیان کرنا 231
محمد اسلم شاد منگلا صاحب کا جنازہ اور ان ذکر خیر 29
حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا آپؑ کا بیمار ہونے پر روزہ کھولنے کا واقعہ بیان کرنا 315
آپؑ کا کا آپؑ کی تہجد وتراویح ادا کرنے کے طریق کے متعلق بیان فرمانا 306
محمد اسماعیل صاحبؓ ہلالپوری 300
محمد اشرف صاحب کے بیٹے کا جنازہ 300
محمد اعظم اکسیر صاحب کا جنازہ 300
محمد الیاس خان صاحبؓ صحابی 547
محمد بخش صاحبؓ کی بہو اقبال نسیم عظمت صاحبہ کا جنازہ 48
محمد جبار کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تأثرات 602
محمد چٹو صاحب شیخ کا لاہور سے قادیان رمضان کے دنوں میں آنا اور آپؑ کا مسافر کے روزہ کے متعلق وضاحت فرمانا 311
محمد حسین بٹالوی کا آپؑ کی جمعہ کے دن رخصت لینے کے طریق پر مخالفت 372
محمد حسین بٹالوی کا لوگوں کو قادیان نہ آنے پر ورغلانہ 234
محمد حسین قریشی صاحب حکیم کو مہمان نوازی کی تاکید کرنا 311
محمد خاں صاحبؓ لدھیانہ کا رمضان میں حضرت اقدس کے ہاں تشریف لانا 313
محمد خورشید صاحب کی بیٹی امتہ الحفیظ صاحبہ کا جنازہ 235
محمد دین صاحب مرحوم کی بیٹی مکرمہ سکینہ ناہید صاحبہ کا جنازہ غائب 208
محمد رحمت اللہ صاحب 48
منشی محمد رمضان صاحبؓ 300
محمد شریف صاحب شیخ مرحوم 632
محمد شریف صاحب 208
محمد صادق صاحب مفتی کے ہاں آپؑ کا جانا لاہور میں واقعہ 233
محمد صدیق بانی صاحب 632
مولوی محمد علی صاحب کو خلیفہ ثانیؓ کا رؤیا میں دیکھنا 109
محمد علی خان صاحب 394
محمد علی صاحب 333
محمد فضل اللہ صاحب 48
محمد لطیف صاحب ڈاکٹر کو خلیفہ ثانیؓ کے متعلق رؤیا آنا 108
محمد نیّر منگلا مربی سلسلہ ابن محمد اسلم شاد منگلا صاحب 30
محمدی بیگم 642
محمود الحسن نوری صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 555
محمودہ سعدی صاحبہ کا جنازہ وذکر خیر 181
حضرت مریمؑ 563
مریم صدیقہ صاحبہ 48
مریم مصطفیٰ صاحبہ کا جلسہ کینیڈا کے متعلق تأثر 540

مسرت صاحبہ کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 559

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آپؒ کی جماعت کو دعاؤں کی تحریک 7
آپؒ کی جماعت کو تلقین کہ حضرت مصلح موعودؓ کے علم کلام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں 11
آپؒ کی عہدیداروں کو اپنے جائزے لینے کی نصیحت 12
آپؒ کا جماعت کو نئے سال کی مبارک باد دینا 16
آپؒ کا وقف جدید کے تمام دنیا میں جاری ہونے پر تحریک جدید کے جاری رہنے کے متعلق سوال کا جواب 18
آپؒ کا وقف جدید اور تحریک جدید تحریکات کی وضاحت فرمانا 19
آپؒ کا فرمانا کہ تربیت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک چندے کے نظام میں شامل نہیں کریں گے 21
آپؒ کی احمدیت کے غلبہ کے وقت احمدی مسلمان بادشاہوں کو نصیحت 40
آپؒ کی جماعت کو کتب مسیح موعودؑ سے برکت ڈھونڈنے کی نصیحت 41
آپؒ کی عہدیدارن اور نظام کو نصیحت کہ سفارش کرتے وقت خیال ضرور رکھیں کہ زیادتی نہ ہو 56
آپؒ کا فرمانا کہ اگر عفو اور درگذر اگر بلا وجہ ہو تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے 58
آپؒ کی جماعت کو نصیحت کہ ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں 63
آپؒ کا والدین کو بچوں کی تربیت کرنے کی نصیحت 67
آپؒ کا دوستی کا حق ادا کرنے کے متعلق نصیحت 69
آپؒ کا جماعت کو زبان کے صحیح استعمال کرنے کی نصیحت 70
آپؒ کا فرمانا کہ دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے 71
آپؒ کی جھوٹ سے بچنے کی تلقین 75
آپؒ کی عہدیداران کو نصیحت کہ رپورٹوں میں جھوٹ تو نہیں ہوتا 81
آپؒ کا ترقی یافتہ ممالک میں ہڑتالوں کے حق کے بارے میں کہنا کہ یہ بغیر سوچے سمجھے ہے 88
آپؒ کا عہدیداران کے منتخب ہونے پر اعتراض کرنے والوں کو نصیحت 91
آپؒ کا جماعت کو اپنی مجالس عارضی طور پر روحانی نہیں بلکہ مستقل طور پر روحانی بنانے کا فرمانا 95
آپؒ کا جماعت کو روزے رکھنے کی تحریک 98
آپؒ کا آپؐ کی بعثت کا مقصد بیان فرمانا 74، 170
آپؒ کا فرمانا کہ دنیا کو اصلاح کی طرف توجہ دلانا احمدیوں کا کام ہے 87
آپؒ سے ایک پادری کا امن کی تعریف پوچھنا 88
آپؒ کا لوگوں میں نماز کی عادت نہ پڑنے کی وجہ بتانا 93
آپؒ کی تقریر پر ایک پادری کا کہنا کہ مجھے آپ کے ہر لفظ سے اتفاق ہے 95
آپؒ کا فرمانا احمدیت کے غلبہ کا حصہ بننے کے لئے ہمیں تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت ضرورت ہے 98
آپؒ کی پاکستان کے احمدیوں کو خالص ہو کر دعائیں کرنے کی تحریک 99
آپؒ کا احمدی احباب کو اپنا دائرہ خدمت وسیع کرنے کی ہدایت 116
آپؒ کی مربیان کو حالات حاضرہ وغیرہ سے واقفیت رکھنے کی ہدایت 118
آپؒ کی سچے دل سے معافی مانگنے والوں کو معاف کرنے کی نصیحت 119
آپؒ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے 120
آپؒ کی اسائلم کرنے والوں کو نصیحت کہ خدمت دین کو ترجیح دیں 123
آپؒ کا قرآن اور آپؐ و خلفاء کی تفاسیر پڑھنے کی نصیحت 132
آپؒ کا فرمانا کہ آپؐ کی بیان کردہ کہانیاں دار صل اصلاح کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہیں 128
آپؒ کا فرمانا کہ آپؐ کی وجہ سے پاک و ہند کی پرانی کہانیاں آج تک زندہ ہیں 128
آپؒ کا فرمانا کہ اگر آپس کے فیصلے مل بیٹھ کر ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں نہیں جانا چاہیے 129
آپؒ کی احباب جماعت کو علم کے ساتھ تجربہ حاصل کرنے کی نصیحت 133
آپؒ کا فرمانا کہ ایک احمدی کے ایمان کی حفاظت جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق سے وابستہ ہے 134
آپؒ کی نصیحت کہ جماعتی ویب سائٹ

کا دوستوں کو تعارف کروانا چاہیے 135
آپؑ کا فرمانا کہ ہر احمدی کو ایم ٹی اے سننے کی ضرورت ہے اس کی عادت ڈالنی چاہئے 135
آپؑ کی جماعت کو نصیحت کہ تعلقات ان سے بنائیں جن کی دینی حالت اچھی ہو 135
آپؑ کی ربوہ اور قادیان کے احباب کو نصیحت کہ مساجد کو آباد کریں 135
آپؑ کا اللہ کے خالص بندے بننے کا طریقہ بتلانا 145
آپؑ کا جماعت کو تکبر سے بچنے کی تلقین کرنا 149
آپؑ کا فرمانا کہ ہمارا پہلا مقصد خدا سے تعلق مضبوط کریں 170
آپؑ کا بیلجیم میں قتل کے واقعہ پر مذمت فرمانا 173
آپؑ کی آپؐ کی تصویر کے متعلق ہدایات 157
آپؑ کی ایم ٹی اے یا ریڈیو پر میوزک کے بارے میں ہدایت 158
آپؑ کا سیریا کے حالات کے لئے دعا کی تحریک 168
آپؑ کا فرمانا کہ ہمارا فرض کہ ہم آپؐ کے مقاصد کے حصول میں معاون بنیں 173
آپؑ کا 23 مارچ منانے پر اعتراض کا جواب 180
آپؑ کا عورتوں کے حق مہر کے متعلق ارشاد 186
آپؑ کا عورتوں کے حقوق کے متعلق بیان فرمانا 187
آپؑ کا زکوٰۃ دینے کے متعلق ارشاد 188
آپؑ کا فرمانا کہ جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے 190
آپؑ کا فرمانا کہ شادی کا مقصد دل کا سکون اور بقائے نسل ہے 191
آپؑ کی رشتہ کے سلسلہ میں ہدایت 191
آپؑ کا مومن کو اچھے اور برے نتیجہ پر کیا کہنا چاہیے ارشاد 192
آپؑ کا اعتراض کا جواب دینا کہ آپؑ نے آکر مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ بنا دیا ہے 199
آپؑ کی نصیحت کہ ہر احمدی معاشرتی دباؤ کی وجہ سے نہیں بلکہ دین کو سمجھ کر بننے کی کوشش کریں 201
آپؑ غیر احمدیوں سے رشتہ نہ کرنے کی وضاحت 201
آپؑ کا فرمانا کہ بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جاتا ہے 202
آپؑ کا فرمانا کہ لڑکی کی پسند رشتہ میں شامل ہونی چاہیے 203
آپؑ کا فرمانا کہ جس مجلس میں جماعت پر اعتراض ہو رہے ہوں وہاں سے کم از کم اٹھ جانا چاہیے 206
آپؑ کا نماز باجماعت کی طرف توجہ دلانا 212
آپؑ کا عبادات میں مستقل مزاجی کی اہمیت بیان فرمانا 220
آپؑ کا لیسٹر (Leicester) کی مسجد کے افتتاح کے لئے جانا مگر نماز قصر نہ کرنا 227
آپؑ کا جماعت کو کتاب فقہی مسائل فقہ کے مسائل کی آگاہی کے لئے لینے کا ارشاد 228
آپؑ کی جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز جمع کرنے کی صورت میں پہلی دو سنتیں پڑھنے کی تلقین 230
آپؑ کا فرمانا کہ بچوں کے جذبات کو دبایا نہ جائے 232
آپؑ کا گلاسگو میں احمدی شہادت کے متعلق بیان فرمانا 236
آپؑ کا احمدی طالبعلموں کو ہدایت کہ پہلے سے بڑھ کر اسلامی تعلیمات سیکھیں 237
آپؑ کا آپؐ کی عشق رسولؐ کے تحت سیرت کے پہلو بیان فرمانا 241
آپؑ کا دورہ ڈنمارک 249
آپؑ کی احمدیت قبول کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے کی ہدایت 250
آپؑ کا فرمانا کہ اللہ کے فضل کو جاری رکھنے کے لئے نیکیوں میں بڑھنے کی ضرورت 250
اگر کسی کی نیکی اللہ کی رضا کے لئے ہو تو اللہ اسے اور اس کی اولاد کو بھی فیض پہنچاتا ہے 250
آپؑ کا بچوں کی تربیت کرنے کی طرف ارشاد 155، 251
آپؑ کا فرمانا کہ ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 251
آپؑ کا فرمانا کہ ایک حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنا ہوگا 254
آپؑ کی عہدیداروں کو نصیحت 256
آپؑ کا دورہ سویڈن 263
آپؑ کا سویڈن میں جماعت کی دوسری مسجد پر مبارک باد 263

آپؑ کا سویڈن کی دوسری مسجد کے لئے قربانی کرنے والوں کا ذکر 264
آپؑ سے جرنلسٹ کا مسجد بنوانے کے متعلق سوال 265
آپؑ کا سویڈن کی جماعت کو نصیحت کہ اپنی تعداد بڑھائی 267
آپؑ کی جماعت کو اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی نصیحت 268
آپؑ کا فرمانا کہ مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے بڑا انقلاب اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا 272
آپؑ کا زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا 272
آپؑ کا شیطان سے بچنے کی ہدایت 276
آپؑ کا عورتوں کے پردہ کے متعلق ارشاد 277
آپؑ کی انٹرنیٹ کے استعمال کے متعلق ہدایت 279
آپؑ کا مردوں اور عورتوں کو نماز کی طرف توجہ دلانا 279
آپؑ کی والدین کو بچوں کی تربیت کے متلعق نصیحت 281
آپؑ کی روزانہ ایک گھنٹہ ضرور ایم ٹی اے دیکھنے کی ہدایت 281
آپؑ کی دیگر ٹی وی چینلز دیکھنے کے متعلق ہدایت 281
آپؑ کی عہدیداران کو نصیحت 282
آپؑ کا سکینڈینیوین کا دورہ اور اخباری نمائندوں کا آپؑ کے مقصد کے متعلق پوچھنا 287
آپؑ کا سکینڈینیوین ممالک کے دورہ کا حال بیان فرمانا 288
آپؑ کے خطاب سے لوگوں کا کہنا کہ اسلام کی صحیح تعلیم اب ہمیں معلوم ہوئی ہے 288
آپؑ سے ایک پروفیسر کا جماعت کو حکومت کے ملنے کے متعلق سوال 288
آپؑ کے متعلق کونسل ممبر کا تعریفی کلمات کہنا 289
آپؑ کی ایک تقریر کے متعلق یونیورسٹی کے طالبعلم کا کہنا کہ آپ نے ثابت کر دیا اسلام ایک پرامن مذہب ہے 291
آپؑ کے متعلق ایک ڈینش خاتون کا کہنا کہنا کہ خلیفہ میرے استاد ہیں 291
آپؑ کے متعلق امریکن ایمبیسی کے نمائندہ کا کہنا کہ خلیفہ نے اسلام کا حقیقی چہرہ دکھا دیا ہے 292
آپؑ کا فرمانا کہ ایک بڑے فائدے کی خاطر ہمیں اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف کرنا چاہئے 294
آپؑ کے خطاب سے مالمو کی یونیورسٹی کے پروفیسر کا متاثر ہونا 294
آپؑ کے متعلق ایک ممبر آف پارلیمنٹ کا کہنا کہ خلیفہ کو ہر پلیٹ فارم پر نمائندگی کرنی چاہیے 296
آپؑ کی تقریر پر ایک عراقی کا کہنا کہ کاش عراقی لوگ خلیفہ کی بات سن لیتے 296
آپؑ کا فرمانا کہ آپؑ سے ہٹ کر اگر کوئی خلافت قائم کرے گا تو ناکام ہوگا 297
آپؑ کا دورہ سویڈن پر میڈیا کی کوریج کا تذکرہ 297
آپؑ کا شدت پسندوں کے ایک واقعہ کا ذکر کرنا 298
آپؑ کا یورپ اور ان کے رؤیت کے متعلق آلات کے متعلق فرمانا 305
آپؑ کا دوسرے مسلمانوں سے عید کے وقت کے فرق کی وضاحت 303
آپؑ کا روزہ میں بھول سے کوئی چیز کھانے کے متعلق ارشاد 308
آپؑ کی فدیہ کی صورت میں روزہ کھلوانے کے متعلق وضاحت 316
آپؑ رمضان کی فضیلت بیان فرمانا 320
آپؑ کا تقویٰ کے فضائل بیان کرنا 326
آپؑ کی تمام احمدیوں خاص کر اسائلم کرنے والوں کو جھوٹ سے بچنے کی تلقین 330
آپؑ کا فرمانا دعا قبول نہ ہونے میں اپنے جائزلے لینے کی ضرورت 337
آپؑ کا آپؑ کی دعا کا ان دنوں میں خاص طور پر پڑھنے کی طرف توجہ دلانا 347
آپؑ کی عہدیداران کو عبادت کی طرف توجہ دلانا 351
آپؑ کا صلوٰۃ الوسطیٰ کی وضاحت بیان فرمانا 355
آپؑ کا فرمانا کہ جماعت میں قضاء عمری کا کوئی تصور نہیں 365
آپؑ کا مبلغین و عہدیداران کو خلیفہ وقت کے خطبہ کو جماعت کو بار بار سنانے کی تلقین کرنا 369
آپؑ کی جماعت کے احباب کو جمعہ کی اہمیت کے متلق ہدایت 369
آپؑ کا خلیفہ وقت کے خطبہ سننے کی طرف توجہ دلانا 369
آپؑ کی جمعہ کی نماز کے لئے بچوں کے متعلق عورتوں کو نصیحت 372
افریقہ کے مبلغین کو ہدایت کہ اپنے بعد کے رابطوں میں بہتری پیدا کریں 377
آپؑ کا شعبہ تبلیغ کے تحت ایک

پروگرام کے متعلق تبصرہ 378
آپؑ کی مربیان کو نصیحت اپنا وقار بلند کریں 379
آپؑ کا فرمانا کہ ہر عمل میں یہ خیال رکھیں کہ جماعت کا وقار مجروح نہ ہو 383
جماعتی عہدیداران کو نصیحت 384
آپؑ کا فرمانا کہ جماعتی خدمت کو معمولی خدمت نہ سمجھیں 384
آپؑ کی سیکرٹریان تربیت کو نصیحت 385
آپؑ کا فرمانا کہ عہدیداران صرف باتیں نہیں عمل کرکے دکھائیں 386
آپؑ کی عہدیدران کو نماز باجماعت کے قیام کی ہدایت 386
آپؑ کا عہدیدار کی صفات کے متعلق بیان فرمانا 387
عہدیدار کو ایک فکر کے ساتھ دوسرے کا کام کرے 388
آپؑ کی امراء کو نصیحت کہ عاملہ کے مشوروں کا احترام کرے 389
آپؑ کا فرمانا کہ عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی بھی ہونی چاہیے 389
آپؑ کا فرمانا کہ عہدیداروں کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ان میں عاجزہ ہے کہ نہیں 389
آپؑ کی منتظمین کو نصیحت کہ اپنے نائبین کو کام سکھائیں 390
آپؑ کا فرمانا کہ عہدیداروں کو اپنے قواعد کے دائرہ میں رہ کر کام کرنا چاہیے 392
آپؑ کی موصیان کو نصیحت کہ اپنے چندے کی ادائیگی وحساب کا خود خیال رکھے 393
آپؑ کی مبلغین انچارج کو نصیحت کہ مربیان کی باقاعدہ میٹنگز ہوں 394
آپؑ کا فرمانا کہ واقفین صحت کے لئے ورزش یا سیر کی باقاعدہ عادت ڈالیں 396
آپؑ کا اپنی صحت کے لئے ورزش کے متعلق بیان 397
آپؑ کی جنک فوڈ سے پرہیز کرنے کی نصیحت 397
آپؑ کی جماعت کو نصیحت کہ اپنے محسنوں اور ان کی اولادوں کو ضرور دعا میں یاد رکھنا چاہیے 401
آپؑ کی جماعت کے پریس اور میڈیا کے شعبہ کی حوصلہ افزائی 404
آپؑ کی جماعت کو خدا کے حضور جھکنے کی نصیحت 405
آپؑ کی ترکی میں حالات پر تشویش 409
آپؑ کی دہشت گرد تنظیموں کے متعلق مذمت 409
آپؑ کا فرمانا کہ اسلام امن، صلح اور آشتی کا مذہب ہے 410
آپؑ کا احمدیوں کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلانا 411
آپؑ کا پوپ کے بیان کو صراحتاً 412
آپؑ کا فرمانا کہ ٹویٹ اور فیس بک پر نظر رکھنا اور جواب دینا ہمارا کام ہے 412
آپؑ سے جرنلسٹوں کا سوال کہ شدت پسندوں کی مخالفت کی صورت میں آپ کس طرح کام کریں گے؟ 413
آپؑ کا فرمانا کہ جب ایک مومن خالص ہو کر دعا کرتا ہے تو خدا اس کو قبول کرتا ہے 415
آپؑ کی قرآنی دعاؤں پر زور دینے کی تحریک 415
آپؑ کی جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو انتظامات کے متعلق نصائح 422، 435
آپؑ کی جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو نصیحت کہ ایمز (AIMS) کارڈ لے کر آئیں 423
آپؑ کی جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کو نصائح 429، 466
آپؑ کی جلسہ پر عورتوں کو نصیحت 436
آپؑ کا فرمانا کہ برطانیہ کا جلسہ خلیفہ کی وجہ سے انٹرنیشنل جلسہ ہو گیا ہے 439
آپؑ کا جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے تاثرات بیان فرمانا 440
آپؑ کا قبولیت احمدیت کے واقعات بیان فرمانا 451
آپؑ کا فرمانا کہ جھگڑے ختم کرکے صلح کریں اور انانیت کو ختم کریں 466
آپؑ کا حج پر تاش کھیلنے والوں کے متعلق بیان فرمانا 467
آپؑ کا فرمانا کہ جلسہ کے تمام کارکنان ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں 472
آپؑ کا جلسہ میں پردے کے لحاظ سے ایم ٹی اے والوں کو نصیحت 482
آپؑ کے عورت اور مرد کے ہاتھ ملانے کی وضاحت پر غیروں کے تاثرات 484
آپؑ کا جرمنی کی انصار اللہ اور لجنہ کی تنظیم کو عمارت کے قانونی تقاضے جلد پورا کرنے کی نصیحت 487
آپؑ کا جامعہ کے طالبعلم رضا سلیم کے متعلق ذکر خیر 488
آپؑ سے رضا سلیم صاحب کو پندرہ سولہ منٹ کی ملاقات کا شرف دینا 489
آپؑ کی رضا سلیم کی وفات کے متعلق غلط تبصرہ کرنے والوں کو نصیحت 491
آپؑ کی دنیا کے جامعات کے تمام طلباء

کے لئے دعا... 498
آپؑ کا ایک رہنما اصول بتلانا جو گھر سے لے کر تمام دنیا میں پیار محبت کی بنیاد ڈالتا ہے 499
آپؑ کی عورتوں سے ہاتھ نہ ملانے کی وضاحت 499
آپؑ کا فرمانا کہ غصہ میں آکر سختی کرنا جائز نہیں 502
آپؑ کی انصاراللہ کو زریں نصائح 510
آپؑ کی لجنہ وناصرات کو نصائح 512
آپؑ کا ہجرت کرنے والوں کو نصائح 525
آپؑ کی کثرت سے استغفار پڑھنے کی تلقین 528
آپؑ کی ہر کام کرنے سے پہلے جائزہ لینے کی ضرورت کی نصیحت 531
آپؑ کا فرمانا کہ خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے جماعت کو خدمت کرنے والے کارکن مہیا کئے 535
آپؑ کا ایک بنگالی کا جلسہ سے متاثر ہونے کا واقعہ بیان فرمانا 536
آپؑ کا ایم ٹی اے کے کارکنان کی حوصلہ افزائی فرمانا 537
آپؑ کی جلسہ کینیڈا کے انتظامات کے متعلق نصائح 539
آپؑ کا جلسہ کینیڈا میں خدائی فضلوں کے بارے میں بیان فرمانا 544
آپؑ کی مربیان کو نصیحت کہ ان کی اپنی لائبریری ہو 549
آپؑ جامعہ کے طالبعلموں کو نصیحت کہ اپنی لائبریری بنائیں 549
آپؑ کی وقف نو کی تحریک کے متعلق وضاحت 562
آپؑ کا والدین کو واقفین نو کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا 563
آپؑ کا واقفین نو کو فرمانا کہ تعلیم مکمل ہونے پر وقف کے لئے جماعت کو پیش کریں 564
آپؑ کا فرمانا کہ مسجد ہماری تربیت اور تبلیغ کے لئے نہایت ضروری ہے 575
آپؑ کا فرمانا کہ روحانی ضروریات پورنے کرنے کے لیے مال خرچ کرنا بھی ضروری ہے 585
آپؑ کی والدین کو نصیحت کہ اولاد کو وقف کرنے کے بعد مطالبے کو سوال نہیں ہوتا 567
آپؑ کا فرمانا کہ جماعت کو ہر فرد ذیلی تنظیم کا ممبر ہوتا ہے 568
آپؑ کی وضاحت کہ کیوں واقفین کو دنیا کے کام کرنے کی اجازت نہ دینا 571
آپؑ کا رجائنا کینیڈا کی مسجد کا افتتاح فرمانا 574
آپؑ کا رجائنا کی مسجد کی تعمیر میں تین بھائیوں کی کاوش کا کو صراحتا 576
آپؑ کا غانا کے دورہ کے دوران ٹمالے تشریف لے جانا 576
آپؑ کا غانا میں رہائش کے دوران ایک مسجد کا ذکر فرمانا 576
آپؑ کا زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق وضاحت فرمانا 578
آپؑ کا مسجد کی تعمیر پر شکر گزاری کرنے کا طریقہ بیان فرمانا 579
آپؑ کا فرمانا کہ آج دنیا میں فساد کی بنیادی وجہ مال ودولت کی محبت اور ہوس ہے 584
آپؑ کا دبئی میں ایک آئس کریم کی قیمت اور فضول خرچی کے متعلق بیان فرمانا 584
آپؑ کا جماعت کے افراد کے مالی قربانی کے واقعات بیان فرمانا 588
آپؑ کی احباب جماعت کو ایم ٹی اے سننے کی ہدایت فرمانا 594
آپؑ کا دورہ کینیڈا کے دوران خدائی فضلوں کے متعلق بیان فرمانا 598
آپؑ کا مسجد محمود رجائنا کا افتتاح فرمانا 606
آپؑ کا مسجد بیت الامان کا افتتاح فرمانا 607
آپؑ کی پیس ولیج کینیڈا کے احمدیوں کو نصیحت 612
آپؑ کا فرمانا کہ دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم ہے 613
آپؑ سے ایک جرنلسٹ کا دنیا کے مساحل کے حل کے متعلق سوال 613
آپؑ کی کارکنان کو نصیحت 617
آپؑ کا فرمانا کہ دنیا کے ہر ملک میں عہدیداروں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 618
آپؑ کا فرمانا کہ جہاں غلطی ہو وہاں عذر تلاش کرنے کی بجائے اصلاح کی کوشش کریں 618
آپؑ کا شکایت کرنے والوں کا نام نہ لکھنے والوں کو تنبیہ 624
آپؑ کا آپؑ کی صداقت کے نشانات کے پورا ہونے کے بارے میں بیان فرمانا 636
آپؑ کا الجیریا میں جماعت کے ظلم کے متعلق بیان فرمانا 639
آپؑ کا ربوہ میں پولیس کی کاروائی کے متعلق فرمانا 639
آپؑ کی دہلی جماعت کو نصیحت 645
آپؑ کا فرمانا کہ مخالفیں کبھی احمدیت کی روک نہیں بن سکتے 646

آپؑ کا مسلمانوں کی حالت زار کے متعلق بیان فرمانا 649
آپؑ کا فرمانا کہ ہم اپنے عقیدے اور حضورؐ پر کامل ایمان کے متعلق جانیں قربان کرسکتے ہیں 651
آپؑ کا دوالمیال میں احمدیوں کی مخالفت کے متعلق بیان فرمانا 651
آپؑ کا فرمانا کہ مخالفت اور تکالیف ایک احمدی کے ایمان کی مضبوطی کا باعث بنتی ہیں 661
آپؑ کا فرمانا کہ آپؑ امن کے شہزادے بن کر آئے 661
آپؑ کا فرمانا کہ ہمارا مقابلہ دعاؤں کے ہتھیاروں سے ہے 662
آپؑ کا فرمانا کہ ہمارا کام صبر اور دعا کے ساتھ اللہ کے دامن کو پکڑے رکھنا ہے 663
آپؑ کا فرمانا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے 667
آپؑ کا فرمانا کہ اگر ہم نئے سال کا آغاز اپنے جائزے اور دعا سے کریں گے تو عاقبت سنوارنے والے ہوں گے 671
آپؑ کی جماعت کو نئے سال کے بارے میں ہدایات 672
آپؑ کا خلیفہ وقت کے لئے باقاعدہ دعا کرنے کا ارشاد 676
مسعود الحسن نوری صاحب کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 30
مشہود احمد صاحب 496
حافظ مشہود صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 517
مصلح الدین صاحب کی اہلیہ کا جنازہ 181
مظہر احسن صاحب طالب علم جامعہ کا جنازہ وذکر خیر 513
مظہر علی صاحب کا اپنے بھائی شہید قمر الضیاء کا ذکر خیر 14
معاویہؓ کا نماز کے ضائع ہونے کا واقعہ 36
مقبول مبشر صاحب کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 553
ممتاز احمد صاحب کے بیٹے بلال محمود صاحب شہید کا جنازہ 59
منصور ضیاء صاحب 496
منصورہ بیگم صاحبہ اہلیہ خالد سیف اللہ خان صاحب کا جنازہ 407
منصورہ یاسمین صاحبہ 633
منظور احمد صاحب 514
منظور احمد صاحب کی اہلیہ کا جنازہ 622
منور علی خان صاحب 514
منیر احمد جاوید صاحب 112
منیر احمد صاحب 394
منیر الحصنی صاحب 550
مولا بخش صاحب پنشنر 314
موسیٰ رضا صاحب کی بیٹی کا جنازہ 182
موسیٰ رضا، ہارون الرشید کا آپ کو قید کرنے کا واقعہ 34

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ایک بزرگ کا آپ کے خلاف بد دعا کرنا اور اس کا ایمان جاتا رہنا قصہ 70
آپؑ کو ماننے والوں کا گمراہ ہو جانا 144
حضورؐ کا حضرت علیؓ کو فرمانا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری میری نسبت وہ ہو جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی 34
مہدی حسن میر آپؑ کے زمانے میں آپؑ کی کتب کے چھپوانے کے انچارج تھے، واقعہ 43
مہر دین صاحبؓ کی پوتی مریم صدیقہ صاحبہ کا جنازہ غائب 48
میاں محمد عبداللہ صاحب 111
میراں بخش صاحبؓ کی نواسی اقبال نسیم عظمت صاحبہ کا جنازہ 48
میری لین صاحبہ کا خلیفہ وقت کے خطاب سے متأثر ہونا 543
سید نادر سیدین صاحب کا نماز جنازہ و ذکر خیر 417

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح ؒ

آپؒ کو محمد اسلم شاد صاحب کے والد صاحب کا کہنا کہ مَیں ایک چڑیا آپ کے سپرد کر رہا ہوں اسے باز بنا دیں 29
آپؒ کے حکم پر صوفی نذیر احمد صاحب کا سندھ چلے جانا 112
آپؒ کا ایک افسر کو تبدیل کرنے کا واقعہ 390
آپؒ کا اپنے دورہ خلافت میں یورپ کے آٹھ دورے کرنا 551
آپؒ کا صلیب کانفرنس میں شامل ہونا 551
ناصر نواب صاحب کا آپؒ کی خدمت میں سو شادیوں کے متعلق بیان کے جھگڑے کو پہنچانا 163
نجم الدین صاحبؓ 311
ندا مریم صاحبہ 669
ندرت عائشہ صاحبہ 560
نذیر احمد ایاز صاحب کا نماز جنازہ 418
نذیر احمد صاحب نماز جنازہ 111
نذیر احمد ایاز صاحب کو خلیفہ رابعؒ کا کہنا کہ آپ امریکہ کی جماعتوں کے مثالی صدر ہیں 418
نسیم افضل بٹ صاحب بھتیجے اقبال نسیم عظمت بٹ صاحبہ 48

ملک نسیم صاحب کا محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
نسیم رحمت اللہ ڈاکٹر 224
نصرت جہاں ڈاکٹر 493
ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا جنازہ 547
حضرت نصرت جہاں صاحبہؓ
آپؓ کا مسجد مبارک کی اہمیت کے مد نظر حضرت اماں جان کو مسجد مبارک میں دوائی دینا اور شفاء 161
آپؓ کا ایک دفعہ مہمانوں کے سلسلہ میں پریشان ہونا 425
آپؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھیوں کے متعلق قرعہ ڈالنا 41
نصرت مجوکہ صاحبہ ڈاکٹر کا ڈاکٹر نصرت جہاں کے متعلق ذکر خیر 554
نصیر احمد صاحب مرزا ابن صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب 394
نصیر صاحب کا شہید بلال محمود صاحب کے متعلق ذکر خیر 60
نظام الدین صاحبؓ مستری 514
نعیم شاہ صاحب 194
نوحؑ کی اولاد میں سے ایک قبیلہ عمالیق 70
حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاول
آپؓ کا ابن عربی کا سفر میں روزہ کے متعلق حوالہ آپؓ کو پیش کرنا 310
آپؓ کا آپؓ کی آواز پر نماز توڑ دینا 164
آپؓ کا ابوداؤد کے حدیث پیش کرنا کہ امام حسن کے اٹھارہ یا انیس نکاح تھے 163
آپؓ کا آپؓ کی مجلس میں ابن عربی کا روزہ کے متعلق قول پیش کرنا 312
آپؓ کا صرف و نحو کے عالم کا آپؓ کے پاس آنے کا واقعہ بیان کرنا 64
آپؓ کے زمانہ میں خلیفہ ثانیؓ کا رؤیا دیکھنا اور احباب کو سنانا 109
آپؓ کا ایک عرصہ تک اعتقاد کہ چار سے زائد شادیاں جائز ہیں 163
آپؓ کا بعض دفعہ فقہی مسئلہ پوچھنے پر آپؓ کا نام لینا کہ ان سے پوچھ لو 225
آپؓ کے ساتھ قاضی امیر حسین صاحب کا قصر نماز کے متعلق بحث کرنا 228
آپؓ کا فرمانا کہ روزہ قرب الٰہی کا ذریعہ بھی ہے 336
آپؓ کا عبدالحکیم کے مرتد ہونے پر اپنی کتب سے اس کی تفسیر نکلوانا 401
آپؓ کو عبدالکریمؓ کا آپؓ کے سٹیشن پر سیر کرنے سے روکنے کا کہنا 628
نورالدین چراغ صاحب ابن چراغ دین صاحب مرحوم کا جنازہ 181
نوید احمد صاحب حمید احمد صاحب کے متعلق ذکر خیر 334
وزیر محمد حسن خاں صاحب کی موت کا واقعہ 5
وسیم صاحب کارکن دفتر پی ایس کا محمد اسلم شاد صاحب کے متعلق ذکر خیر 31
وسیم فضل صاحب کا مظہر احسن صاحب کے متعلق ذکر خیر 517
وکٹوریہ ملکہ کی جوبلی پر آپؑ کا چراغاں کرنا 230
ولی اللہ دہلوی شاہ صاحب کا خاتم النبیین کے متعلق بیان فرمانا 650
حضرت ہارونؑ
آپؑ کا حضرت علیؓ کو فرمانا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری میری نسبت وہ ہو جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی 34
ہارون الرشید کا امام موسیٰ رضا کو قید کرنے کا واقعہ 34
ھبار بن اسود جس نے آپؐ کی بیٹی زینبؓ پر نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا 50
ھبار بن اسود کا معافی مانگنا اور معاف کیا جانا 506
ہمایوں صاحب 490
ہند کا آپؐ سے معافی چاہنا اور آپؐ کا معاف کرنا اور ضیافت 55، 507
یار محمدؓ صاحب مولوی استاد خلیفہ ثانیؓ کا واقعہ 165
یاسین شریف صاحب 620
یعقوب بیگ صاحبؓ کو آپؑ کا فرمانا کہ روزہ کھول دیں سفر میں جائز نہیں 309
حضرت یعقوبؑ کے متعلق حضرت یوسف کے بھائیوں کا کہنا کہ تُو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا 102
حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا یعقوبؑ کو کہنا کہ تُو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا... 102
Adama صاحب کا قبول احمدیت کا واقعہ 460
Aliana صاحب کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Anila Lee Yeun صاحبہ کے حضور انورؒ خطاب کے متعلق تاثرات 610
Aoyama یوسف صاحب کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Arvids صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 479
Bajram صاحب کا قبولیت احمدیت کے متعلق بتانا 473
Bajram صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 477
Bob Richie کے حضور انورؒ خطاب

کے متعلق تاثرات 610
Bryan Little Chief کے حضور انورؒ کے خطاب کے متعلق تاثرات 609
Cat Courier صاحب کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 604
Deb Schulte کا جلسہ کینیڈا سے متاثر ہونا 536
Dr Irina Sirinko کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Edward Ssekandi کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Fatoumata Diallo صاحبہ کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Florian صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 477
Gan Hounouto Eric صاحب کا قبولیت احمدیت کا واقعہ 454
Garnett Genuis کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 603
Greg Kennedy جماعتی تعلیمات سے متاثر ہونا 604
Ibrahimov صاحب کا جماعت کے متعلق اظہار خیال 472
Jason Kenney کے جماعت کے متعلق تاثرات 607
John Gormley کے جماعت کے متعلق تاثرات 608
Judi Sgro ممبر پارلیمنٹ کے جماعت کے متعلق تاثرات 600
Judi صاحبہ کا خلیفہ وقت کے خطاب سے متاثر ہونا 542
Kelly صاحبہ کے حضور انورؒ کے خطاب کے متعلق تاثرات 610
Kevin Waug ممبر پارلیمنٹ کے جماعت کے متعلق تاثرات 600
Kim Lofholm ڈینش سیاستدان کا حضور انورؒ سے متاثر ہونا 292
Kirsty Duncan کا کہنا کہ جماعت کی تعریف کرنا 601
Kurala صاحبہ کا حضور انور کے خطاب کے متعلق تاثرات 483
Louise Arbour کے حضور انور کے خطاب کے متعلق تاثرات 601
Luis Alfredo صاحب کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Magda صاحبہ کا حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب جلسہ جرمنی سے متاثر ہونا 478
Mr. Eraldo کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 480
Mr. Stefan کا حضور انور کے خطاب کے متعلق تاثرات 484
Muhammad al halawaji صاحب کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 604
Naheed Nenshi کے حضور انورؒ کے خطاب کے متعلق تاثرات 609
Nicola Di Iorio کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 601
Paul Merryman کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 606
Raj Saini کے اسلام کے متعلق تاثرات 601
Rustoyanov صاحب کا فرمانا کہ خلیفہ وقت کی عورتوں کی طرف تقریر سے بہت متاثر ہوا 478
Senad صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 475
Sheryl Cress کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 605
Sten Hoffman کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے متاثر ہونا 289
Stephen Harper کے حضور انورؒ کے خطاب کے متعلق تاثرات 609
Thomas Cepaitis کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 474
Tina صاحبہ صاحب کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 479
Toni کا جلسہ جرمنی کے متعلق اظہار خیال 475
Tony Whiting کے جلسہ سالانہ کے متعلق تاثرات 442
Trent Weatherspoon کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 607
Werner Wnendt جرمن سفیر کے خطاب حضور انورؒ کے متعلق تاثرات 602

کتابیات

قرآن کریم 6، 11، 12، 39، 108، 110، 112، 150، 152، 153، 158، 166، 178، 171، 181، 224، 239، 250، 276، 290، 292، 295، 299، 307، 312، 322، 334، 349، 351، 362، 364، 373، 377، 406، 407، 409، 410، 416، 418، 448، 453، 454، 456، 459، 460، 465، 467، 475، 509، 517، 520، 553، 560، 563، 578، 585، 600، 603، 604، 606، 610، 611، 617، 620، 621، 622، 626، 636، 656، 660، 661، 666، 669، 674

قرآن کریم کا تحریف سے پاک ہونا 7

قرآن کریم کا تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلانا 8، 323

قرآن کریم میں سزاؤں کے اصول اور اصلاح 49

قرآن میں اصول انتقام 54، 56

قرآن کریم میں عفوودرگزر کی تعلیم 58

انتقام اور عفو و درگزر کے متعلق قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ 59

قرآن میں مومنین کی نشانی 75

قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی گواہی دینے والے مسلمان 76

قرآن مجید میں آپؐ کا نام عبد اللہ رکھا جانا 90

قرآن کریم کے بہت سے ایسے امور ہیں جن کو اس زمانے کے لحاظ سے لوگ سمجھ نہیں سکتے 107

دنیا کے تمام امراض کا علاج قرآن کریم میں موجود ہونا 132

قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنے کی ضرورت 132

قرآن کریم کا ہر علم کا احاطہ کرنا 132

قرآن کریم میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کا شیطان کے حملوں سے ہوشیار کرنا 144

ایک مولوی کا ایک عربی گانے کو قرآن کی تلاوت سمجھنا 158

قرآن کریم میں پردہ کے متعلق احکامات 162

قرآن کی اشاعت اور اس کی حفاظت کیلئے خدا تعالیٰ کا مسیح موعود کو بھیجنا 171

قرآن مجید خاتم الکتب ہے اس میں ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے 171

خدا کی غیرت کا اس وقت جوش میں آنا کہ قرآن کی عزت کو ہر خبیث دشمن کے اعتراض سے منزہ کرے 173

حضرت عیسیٰؑ کے صلیب سے بچ جانے کا قرآن میں صحیح اور یقینی علم دیا جانا 175

اگر انجیل اور قرآن اور دیگر صحف انبیاء دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا کی توحید ثابت تھی 175

قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا نشان 177

قرآن کے خوارق میں سے ظلی طور پر ایک نشان عربی دانی ہے 177

قرآن میں درود اور صدقہ کا ذکر 193

ایسی خواب جو قرآن وسنت کے خلاف ہو ردّ کئے جانے کے قابل ہے 197، 198

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے سات سو احکام ہیں 223

مسجد میں لوگ قرآن پڑھتے ہیں اس لئے اس میں زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے 231

حضرت مسیح موعودؑ قرآنی نص کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے 231

قرآن میں مسیحؑ کی موت کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے 241

حضرت مسیح موعودؑ کا کشتی نوح اور قرآن شریف کو بار بار پڑھنے کی تاکید فرمانا 259

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں کئی جگہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا 272

قرآن کریم کے انصاف کے متعلق ایک مہمان کے جذبات 291

بعض مہمانوں کا قرآن کریم پڑھنے کی خواہش کا اظہار کرنا 297

جو یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے 308

قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے 311
تدبر اور فکر کیلئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں 326
قرآن اللہ کی کتاب ہے اس کی پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کرو ترجمہ پڑھو، تفسیر پڑھو 326
قرآن پر غور اور تدبر پھر تقویٰ میں بڑھاتا ہے 326
اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن جیسی کامل اور خاتم الکتب عطا فرمائی 345
قرآن کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ پہلی ہی سورت میں اللہ نے دعا کی تعلیم دی ہے 346
اللہ تعالیٰ کا ہمیں قرآن کریم جیسی عظیم کتاب عطا فرمانا 350
قرآن کریم کا عہدوں کو پورا کرنے کا حکم 356
قرآن میں انصاف کی تعلیم 357
بد ظنی سے بچنے کیلئے قرآنی حکم 360
جمعہ کے دن کو قرآن نے تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے 372
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا عبد الحکیم کے ارتداد کے بعد اس کی تفسیر قرآن کو اپنی لائبریری سے نکال دینا 401
معصوموں کو قتل کرنا نہ قرآن کی تعلیم ہے اور نہ آنحضرتؐ کی 409
بعض قرآنی دعاؤں کی طرف توجہ اور تحریک 415
قرآن کریم کا حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کا ذکر کرنا 421
ریویو آف ریلیجنز کی طرف سے قرآن کے نسخوں کی نمائش 437
ایک شہر ڈوڈوما میں قرآن کریم کی ایک نمائش 451
احمدیت ہی حقیقی سچائی ہے جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہے 472
قرآن میں ظاہری حقوق کا خیال رکھنے کے علاوہ معاف کرنے کے رجحان کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے 500
پس قرآن کے رُو سے نہ یک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے 504
آنحضرتؐ کی معرفت کیلئے قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے 523
جو قرآن کہتا ہے وہی آپؐ کی زندگی کی تفصیل ہے 523
قرآن کریم کی حکومت کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد 525
قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کو بھی رکھا ہے 528
ان برائیوں سے بچنے کی تلقین جن کو اللہ تعالیٰ نے کھول کر قرآن میں بیان فرمادیا 532
وقف نو لڑکے اور لڑکیاں روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے اور اس کے احکامات ہر عمل کرنیوالے ہوں تو پھر سپیشل کہلا سکتے ہیں 569
قرآن کریم کی تفسیر اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ ہر وقف نو کیلئے ضروری ہے 571
قرآن کریم میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کیلئے بڑی تاکید ہے 580
دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم میں ہونا 613
حضرت مسیح موعودؑ کا قرآن کریم میں ذکر 614
حضرت مسیح موعودؑ کا عہد بیعت میں قرآن کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرنے کا عہد لینا 616
حضرت مسیح موعودؑ وہ جماعت بنانا چاہتے ہیں جو قرآن کے احکامات پر عمل کرنیوالی ہو 616
قرآن کا حکم کہ جب کوئی خبر تمہارے پاس پہنچے تو پہلے اس کی تحقیق کر لیا کرو 625
قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف کام کرنا بہت بڑا عیب ہے 627
نماز کے دوران لقمہ دینا ان قاریوں کا کام تھا جو رسول کریمؐ سے قرآن کریم سیکھتے تھے 627
قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ کھل کے جب بات کی جائے تو اس کے ثبوت مہیا کئے جائیں اور تحقیق بھی کی جائے 628
قرآن کریم کی تعلیم اور آپؐ کی تعلیم پر عمل کرنا یہی نیکی ہے 628
قرآن میں جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا اسی کوڑے ہونا 629
اگر قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو قائم کرو 630

قرآن کریم میں بیان کردہ ختم نبوت کی تعریف 650
مختلف کتب کی جمیع تعلیمات اور معارف کا قرآن شریف پر آکر ختم ہو جانا 654
قرآن مجید کے نزول کی غرض 656
قرآن میں متفرق کتابوں کے تمام کمالات کا جمع ہونا 656،657
قرآن کریم کا ایک دعوت اور ضیافت ہونا جس کیلئے کل دنیا کو بلایا جانا 657

ا،ب

اخبار احمدیہ
بشیر احمد رفیق صاحب کا اخبار احمدیہ کے نام سے پندرہ روزہ اخبار شائع کرنا 550
اسلام میں جہاد کے معنی
مکرم سفنی ظفر احمد صاحب کی تصنیف 647
اسلامی اصول کی فلاسفی
اسلامی اصول کی فلاسفی میں سزا اور معافی کا فلسفہ 51،52
الحکم (اخبار)
ایک ناخواندہ احمدی یکہ چلانے والے کا الحکم پڑھنے کا شوق 134
الحکم اور بدر کے متعلق حضورؑ کا فرمانا کہ یہ ہمارے دو بازو ہیں 134
الفضل (اخبار) 348،623،653
الفضل انٹرنیشنل 349
الف لیلۃ
الف لیلۃ میں مذکور ایک حاسد و محسود کا قصہ 66
انجیل
اسلامی تعلیم کا توارت و انجیل کی تعلیم سے موازنہ 54
انتقام ،عفو و درگذر کے متعلق قرآن و انجیل کی تعلیم کو موازنہ 59
اگر انجیل اور قرآن اور دیگر صحف انبیاء دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا کی توحید ثابت تھی 175
بائیبل
بائیبل،تورات میں یہودیوں کا تحریف کرنا 7
بخاری 178
بدر (اخبار)
الحکم اور بدر کے متعلق حضورؑ کا فرمانا کہ یہ ہمارے دو بازو ہیں 134
ایڈیٹر بدر کا حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کے متعلق نوٹ 243
براہین احمدیہ
معافی اور سزا کے متعلق براہین احمدیہ کا ایک اقتباس 504
براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دعا کا سکھایا جانا 636
براہین احمدیہ میں درود شریف کے متعلق آپؑ کا ایک الہام 658

ت،ٹ

تریاق القلوب
بریلی کے ایک شخص کو عبد الکریم صاحبؓ کا تریاق القلوب کے چند فقرے بطور جواب لکھنا 178
تریاق القلوب میں سزا اور معافی کے اصول کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 503
تشحیذ الاذہان (رسالہ)
رسالہ تشحیذ الاذہان میں حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ایک خط شائع ہونا 101
رسالہ تشحیذ الاذہان کا قیام 379
تفہیمات الٰہیہ
شاہ ولی اللہ دہلوی کا اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں ختم نبوت کا مطلب لکھنا 650
تورات
بائیبل ،تورات میں یہودیوں کا تحریف کرنا 7
اسلامی تعلیم کا توارت و انجیل کی تعلیم سے موازنہ 54
ٹورنٹو سٹار (Toronto Star)
کینیڈین اخبار جس کے ذریعہ جلسہ کی خبر کی اشاعت ہونا 545

ج،ح،خ

جنازہ
مکرم سفنی ظفر احمد صاحب کی ایک تصنیف 647
حزقیل نبی کی کتاب 245
خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی
مکرم سفنی ظفر احمد صاحب کی ایک تصنیف 647
خطبہ الہامیہ
خطبہ الہامیہ کے ساتھ اشتہار میں

مذکور مسجد کے متعلق بعض دوستوں کا استفسار 161

د،ر،س

دی گلوب اینڈ میل (The Globe and Mail)
کینیڈین اخبار جس کے ذریعہ جلسہ کی خبر کی اشاعت ہونا 545،599
ریویو آف ریلیجنز 551
ریویو آف ریلیجنز کی طرف سے قرآن کے نسخوں اور کفن مسیح کے حوالے سے ایک نمائش کا انعقاد 437
سرمہ چشم آریہ 304
سلطان (اخبار)
ایک بنگالی اخبار جو کلکتہ سے شائع ہوتا 653
سنن ابی داؤد
امام حسنؓ کے نکاح کے متعلق سنن ابی داؤد کی ایک روایت 163،164
سیرت حضرت اماں جانؓ
چوہدری عبد العزیز صاحب کو ہالینڈ میں سیرت حضرت اماں جانؓ جیسی کتابوں کی اشاعت کی توفیق ملنا 47
سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ
چوہدری عبد العزیز صاحب کو ہالینڈ میں سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب جیسی کتابوں کی اشاعت کی توفیق ملنا 47

ف،ق،ک

فلسفہ زکوٰۃ
مکرم سفنی ظفر احمد صاحب کی ایک تصنیف 647
قدوری 310
کرسچن بلادت (اخبار) 297
کشتی نوح
حضرت مسیح موعودؑ کا کشتی نوح اور قرآن شریف بار بار پڑھنے کی تاکید فرمانا 259

م،ن

مسلم 178
مسلم ہیرلڈ (رسالہ)
بشیر رفیق صاحب کا انگریزی رسالہ مسلم ہیرلڈ جاری کرنا 550
مسیح الدجال
کتاب مسیح الدجال میں تین گروہوں کا ذکر 458
مشرق (اخبار)
اخبار مشرق کا جلسہ سیرت النبیؐ کے انعقاد اور کامیابی پر جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرنا 652
نسیم دعوت
نسیم دعوت میں مذکور عفو و درگذر اور سزا کا فلسفہ 56،57
نیشنل پوسٹ (National Post)
کینیڈین اخبار جس کے ذریعہ جلسہ کی خبر کی اشاعت ہونا 545

مقامات

آ، ا

آٹوا 28، 597، 600، 603

آزاد کشمیر 208

آسٹریا 296

آسٹریلیا 25، 27، 28، 407، 595، 597

آفن باخ 596

آلٹن 429

آندرا پردیش 597

آندھرا 591

آئس لینڈ 443

آئیوری کوسٹ 84، 456، 460، 588

ابوڈآف پیس (کینیڈا)

ابوڈ آف پیس کے احمدیوں کو احمدی ماحول قائم کرنے کی نصیحت 612

اتر پردیش 28

اٹک 333، 334

اٹلی

اٹلی میں جامعہ احمدیہ کے طالب علم رضا سلیم کی ہائیکنگ کے دوران حادثہ میں شہادت 490

اجمیر 239

احد

جنگ احد میں ہند کا آپؓ کے چچا حضرت حمزہؓ کا مثلہ کرنا 55، 506

احمد پور 361

الاڈاریجن 452

اڑیسہ 23، 28، 597

اسرائیل 378

اسلام آباد 27، 417، 494، 496، 596

افریقہ 24، 25، 27، 107، 185، 186، 237، 294، 369، 448، 451، 452، 455، 457، 458، 524، 574، 576، 588، 593

افریقہ میں جماعت کی مساعی اور ترقیات کا ذکر 20

افریقہ کے مبلغین کو تبلیغی مساعی اور رابطوں میں تیزی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا 377

افغانستان

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں افغانستان صرف ایسا ملک تھا جس میں کسی اہمیت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچا 107

الجزائر

الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک 679

الجیریا

الجیریا میں احمدیوں پر حکومت کی طرف سے مظالم، ان کو ثبات قدم رکھنے اور مظالم سے محفوظ رکھنے کی دعا 639

امرتسر 77، 361

حضورؑ کا ایک دفعہ رمضان میں امرتسر تشریف لانا 314

حضرت مسیح موعودؑ کا مہمانوں کی مہمان نوازی کیلئے سامان بٹالہ اور امرتسر سے منگوانا 421

امریکہ 27، 28، 224، 418، 420، 439، 536، 543، 551، 595، 597، 600، 632، 636

حضرت مصلح موعودؓ کا 'الیس اللہ' والی انگوٹھی کا عکس امریکہ بھجوانے کا پروگرام ہونا 42

امریکہ کے الیگزینڈر رسل ویب کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں قبول اسلام کرنا 65

امریکہ میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی طرف توجہ ہونا 66

امریکہ میں سب سے پہلا احمدی مسلمان 66

ایک زمانہ میں امریکہ میں بہت احمدی ہوئے تھے 66

انڈونیشیا 27، 570، 574، 592، 593، 595، 646، 647

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پرانی تحریر کو انڈونیشیا بھجوانا 42

انڈیا (نیز دیکھیں بھارت/ہندوستان) 27، 460، 591، 597

انگلستان/انگلینڈ (نیز دیکھیں برطانیہ) 378، 549، 551، 553، 558، 640

حضرت مصلح موعودؓ کا انگلینڈ 'الیس اللہ' والی انگوٹھی کا عکس بھجوانے کا پروگرام ہونا 42

خواجہ کمال الدین کا انگلستان جانا 107

اوزوپس 474

اوش کوش 597

اوکاڑہ 596

اونٹاریو 600

ایڈمنٹن 28،574،596

ایڈیلیڈ 28،597

ایران 107،441،474

ایشیاء 185،186

آتیسے 459

ب، پ، ت، ٹ

بابل 213

بارنزلے ٹاؤن 452

البانیا 474

بٹالہ 233،234،396

حضرت مسیح موعودؑ کے استاد گل علی شاہ صاحبؓ کا بٹالہ میں رہنا 79

حضرت مسیح موعودؑ کا مہمانوں کی مہمان نوازی کیلئے سامان بٹالہ، امرتسر سے منگوانا 421

بجنور 552

بدر

بدر کی فتح کی خوشخبری اور آپؐ کا رو رو کر دعائیں کرنا 332

چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقعہ پر تھی 172

بدوملہی 208

برامپٹن 543،596

برزبن 28،597

برسلز 292

برطانیہ 27،420،450،429،595،596

جلسہ سالانہ برطانیہ کی انتظامیہ کو مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کی نصیحت 419

جلسہ سالانہ برطانیہ کا خلیفۂ وقت کی موجودگی کی وجہ سے انٹرنیشنل جلسہ بن جانا 439

برکینافاسو 27،455،595،596

برمنگھم 27،596

بروملے 596

بریڈفورڈ 27،596

بریلی

بریلی کے ایک شخص کا حضورؑ کے دعویٰ کے نسبت حضورؑ سے سوالات پوچھنا 178

بسم ریجن 84

بغداد

بغداد کے بادشاہوں کا امام ابو حنیفہؒ سے برکت ڈھونڈنا 40

بلغاریہ 474،478

بلوچستان 208،209

بلیک ٹاؤن 28

بنگال 24،597

بنگلہ دیش 182

بہار 182

بہاولپور 596،623

بو 406،459

بوہیکوں ریجن 456

بوتیبو 454

بورن متھ 596

بوزنپے 453

بوسٹن 28

بوسنیا 472،473،474،476

بیز تھ 597

بیلجیئم 2، 32، 445، 457، 458،473،474،475،480،497

حضور انور کا بیلجیئم میں معصوم لوگوں کے قتل کی مذمت کرنا 173

بیلیز 542

بینگلور 28

بینن 24، 25، 27، 440، 441، 448، 452، 453، 454، 456، 459،591،595

بھارت 18،20،28،623،595

نیپال کا بھی بھارت کے ماتحت ہونا 19

بھوٹان 19

بھیرہ 300

پاپوا 647

پاٹھاپریام 28

پاڈانگ 646

پاک پٹن 239

پاکستان 30، 27، 48، 131، 156، 184، 208، 239،224، 265، 303، 323، 333، 335، 407، 410، 417، 460، 474، 521، 525، 551، 553، 567، 570، 574، 577، 591، 622، 623،632،633،651،669

وقف جدید کی تحریک کا پہلے صرف پاکستان کے لئے ہونا 18

وقف جدید میں وصولی کے لحاظ سے پاکستان کا پہلا نمبر 19

پاکستان کے احمدیوں کو دعاؤں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت 99

پاکستان میں حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کی مخالفت میں غلیظ اشتہارات کا لگایا جانا 99،242

پاکستان کے پیروں فقیروں کا حال 132

نظارت اشاعت پاکستان، جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء کا بڑی محنت سے کتاب فقہ المسیح تیار کرنا 228

مخالفت کی وجہ سے لوگوں کا پاکستان سے یورپ آنا 259

پاکستان ہجرت کے بعد ربوہ میں جلسہ سالانہ کا ہونا 524
پاکستان کے لئے دعا کی تحریک 639
پاکستانی مولویوں، مذہبی لیڈروں یا دنیاوی طاقتوں کا جماعت کی ترقی میں روک نہ بن سکنا 646
پاکستان اور بیرونی ممالک میں احمدی اگر جائز دفاع بھی کریں تو بھی قانون کا ظالم کا ہی ساتھ دینا 662، 663
پاکستان کے جو احمدی اس سال قادیان جلسہ پر نہیں جا سکے ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے سامان پیدا کرنے کی دعا 679
پٹھاپریم 597
پٹھانکوٹ 208
پرتھ 597
پسنی 208
پشاور 27، 596
پلمٹن 28، 597
پنجاب 28، 323، 597
پیرس 292
پیزتھ 28
پیس ویلیج 28، 586
پیس ویلیج کے احمدیوں کو احمدی ماحول قائم کرنے کی نصیحت 612
پینگاڈی 28، 597
تامل ناڈو 28، 597
تربیلا 407
ترکی
ترکی میں ہونے والی بغاوت کا کسی بھی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہونا 409
ترکیہ
ترکیہ کے ایک سلطان کا واقعہ 35
تسمانیہ 597
تلنگانہ 28، 591
تنزانیہ 21، 26، 27، 418، 451، 454، 588، 595
تینکوڈگوریجن 455
ٹمالے 576
ٹوبہ ٹیک سنگھ 596
ٹورانٹو 574، 599، 603، 605

ج، چ، ح، خ

جاپان 442، 446، 595
جامبی 647
جاوا 107، 646
جرسی 597
جرمنی 25، 27، 28، 46، 47، 72، 111، 112، 299، 471، 349، 472، 474، 475، 476، 477، 479، 481، 487، 489، 499، 592، 595، 596، 618
جرمنی میں ماں باپ کی مرضی کے خلاف رشتہ کرنے پر اصرار کرنے پر لڑکی کا قتل 203
جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد 462
جگت گیری 23
جلنگھم 596
جموں کشمیر 28، 208، 597
جہلم 333، 394، 395
چک منگلا 29
چکوال 668
چنیوٹ 557
چونڈہ 300
چین 107
حافظ آباد 596
حدیقۃ المہدی 429
حلب 620
حیدر آباد 23، 27، 28، 591، 596، 597
خانیوال 596

د، ڈ، ر

دارالسلام 455
دارالیمن شرقی 59
دبئی 474، 517
نئے سال کے موقع پر دبئی میں آتشبازی 1
دبئی کے ایک ہوٹل میں دنیا کا مہنگا ترین کرسمس ٹری تیار ہونا 2
دبئی کے ایک ہوٹل میں آٹھ سو ڈالر کی آئس کریم کی فروخت 584
دلوا 457
دہلی 28، 35، 597
دلی سے ایک عالم کا راجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں آنا 133
حضرت مسیح موعودؑ کا سفر دہلی، اولیا اللہ کے مزاروں کی زیارت 645
دہلی جماعت کا فرض، حکمت سے آپؑ کا پیغام پہنچانا 645
دہلی دروازہ لاہور 632
دوالمیال 668
دوالمیال میں مخالفین کا احمدیوں کی مسجد کا گھیراؤ کرنا 651
ڈارون پیرامیٹا 597
ڈامسٹڈ 596
ڈٹسن باخ 596
ڈرہم 28، 596
ڈلہوزی 208
ڈنمارک 268، 288، 291، 297
حضور انور کا دورہ ڈنمارک 249

ایک ڈینش مہمان کو حضور انور کی تقریر سن کر بہت زیادہ تسکین اور خوشی ہونا 289
ڈوڈوما 451
ڈیٹرائٹ 28، 597
ڈیرہ غازی خان 27
راولپنڈی 334
راؤں ہیم ساؤتھ 596
ربوہ 27، 29، 31، 46، 59، 60، 111، 112، 141، 168، 182، 194، 208، 209، 210، 227، 235، 300، 334، 349، 362، 383، 417، 433، 493، 548، 552، 553، 557، 558، 561، 570، 596، 638، 639، 646
ربوہ اور قادیان کے احباب جماعت کو نماز باجماعت کی طرف توجہ 135
ہجرت کے بعد ربوہ میں جلسہ سالانہ کا ہونا 524
ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ربوہ والوں پر بیشمار احسانات ہیں 555
رجائنا 597، 606
جماعت احمدیہ رجائنا کو مسجد بنانے کی توفیق ملنا 573
رحیم یار خان 361
رڑکی 307
رشی نگر 28
روانڈا 448
روس 443، 593
رومانیہ 474، 477
روئیڈرمارک 596
ریڈشنڈ 596

س، ش

سان 459
سان پیدرو 456
سانگھڑ 361
ساہیوال 235
ساؤتھ افریقہ 595
ساؤتھ ہیمپٹن 596
سپین 496
سٹاک ہوم 288، 296
سٹریٹس سٹلمنٹ 107
سڈنی میٹرو 597
سرگودھا 29، 596
سری لنکا 516
سسکاٹون 28، 574، 597، 606، 607
سعودی عرب 441
سکاٹ لینڈ 447، 515، 517، 521، 596
سکم 24
سکینڈینیویہ 287، 289
سلور سپرنگ 28، 597
سلور 597
سلیکون ویلی 28، 597
سماٹرا 107، 646، 647
سنٹرل ورجینیا 28
سندھ 111، 112
سنگاپور 595
سنوے پوتا 454، 591
سہانپور 23
سوکو 452
سول لائن لاہور 407
سولور 28
سومبویادی 588
سوئٹزرلینڈ 27، 595
حضرت مصلح موعودؓ کا 'الیس اللہ' والی انگوٹھی کا عکس سوئٹزرلینڈ بھیجنے کا پروگرام ہونا 42
سویڈن 266، 275، 296، 297، 413، 595
حضور انور کا دورہ سویڈن 263
سویڈن میں مسجد کی تعمیر 263
سویڈن میں اسلام کے بارے میں توجہ ہونا 404
سیالکوٹ 141، 300، 305، 591، 596
سیرالیون 23، 406، 448، 459، 595
سیریا 167، 620
سیریا کے حالات کے متعلق دعا کی تحریک 168
سینیگال 480، 589، 596
سیئٹل 597
شارجہ 669
شام 477، 550
حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام اور عراق میں امن قائم ہوا 298
شام اور عراق میں خلافت کے نام پر جاری ہونے والی تحریک کا زور ختم ہو جانا 298
شاہ پور 640
شکاگو 597
شہداد پور 361
شیانگاریجن 454، 455
شیخوپورہ 141

ع، غ

عراق 409، 472، 474، 542

عراقی مہاجر کی خواہش 296
حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام اور عراق میں امن قائم ہوا 298
شام اور عراق میں خلافت کے نام پر جاری ہونے والی تحریک کا زور ختم ہو جانا 298
عرب 107، 543
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 623
عمر کوٹ 596
غانا 576، 595، 596
غوث گڑھ
صحابہؓ کا غوث گڑھ سے لدھیانہ تک روزے رکھ کر سفر کرنا اور حضورؑ کا ان کا روزہ افطار کروا دینا 313

ف، ق

فرانس 458
فرانس میں پادری کا قتل 412
فرینڈا 28
فریڈبرگ 28
فرینکفرٹ 28، 471، 596
فلڈا 28
فلسطین 107
فلورزہائم 596
فن لینڈ 22، 595
فیروزپور
یہاں کے مولوی کی جماعت مخالف تقریر اور لوگوں کو قادیان جانے سے روکنا 206
فیصل آباد 27، 31، 460، 561، 596
قادیان 28، 46، 48، 62، 84، 97، 181، 109، 182، 194، 195، 197، 209، 227، 233، 234، 244، 300، 306، 307، 316، 348، 375، 378، 383، 394، 396، 421، 433، 462، 463، 465، 490، 514، 524، 548، 553، 570، 594، 595، 597، 615، 622، 633، 634، 641، 679
امیر ممالک میں وقف جدید جاری کرنے کا مقصد ہندوستان اور قادیان کے اخراجات پورا کرنا تھا 19
حضرت مسیح موعودؑ کا کتابت کیلئے کاتبوں کو قادیان بلانا 44
حضرت مصلح موعودؓ کا درویشان قادیان کی حفاظت اور اسیر ان کی رہائی کے لئے ایک وفد تشکیل دینا 47
حضرت منشی اروڑے خان صاحب کا کثرت سے قادیان آنا 61
مولوی خان ملک صاحبؓ کی قادیان آمد اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت 64
126 سال پہلے قادیان کے گوشہ تنہائی میں پڑے ہوئے ایک انسان کی آواز 126
قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے دو مریدوں کا اختلاف اور دونوں کا درخواست دعا کیلئے آنا 129
ربوہ اور قادیان کے احباب جماعت کو نماز باجماعت کی طرف توجہ 135
مسجد مبارک قادیان کی اہمیت 161
قادیان کی چھوٹی سی جماعت 163
قادیان کی مقامی انجمن کا جماعتی روایات کے خلاف ایک دفعہ ایک رپورٹ فارم شائع کر کے اس کو فروخت کرنا 189
خلاف شریعت نکاح پر حضرت مسیح موعودؑ کا لڑکی اور لڑکے کو قادیان سے نکال دینا 203
فیروزپور کے مولوی کی جماعت مخالف تقریر اور لوگوں کو قادیان جانے سے روکنا 206
قادیان میں اس زمانے میں فٹن کا تصور ہی نہیں تھا 207
ایک عیسائی طالب علم کا قادیان میں علمی تحقیق کیلئے آنا 242
قادیان میں رمضان کے موقع پر سحری کا باقاعدہ انتظام ہونا 305
قادیان کا احمدیوں کیلئے وطن ثانی ہونا، یہاں پر روزے رکھنا جائز 310، 311
قادیان کی آبادی 376
ترکوں کے سفیر حسین کامی کی قادیان آمد 402
حضرت مسیح موعودؑ نے سزا کے طور پر چند آدمیوں کو قادیان سے نکل جانے کا کہا 402
بعض کارکنان کا مہمانوں کی صحیح طرح خدمت نہ کرنے قادیان سے چھ ماہ کیلئے نکال دیا جانا 425
سال میں تین دن قادیان میں جمع ہونے کی تلقین 522
ہر سال قادیان آنے کی تلقین 523
قادیان میں حضورؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوا 524
قادیان کے جلسے میں ہندو شعراء کا نعتیہ کلام 652
قادیان میں بعض ہندوؤں کا آپؐ کی سیرت پر تقریریں کرنا 653

قازقستان 474

ک، گ

کھارا 46
کارولائی 28
کاسل ہل 597،28
کالسروئے 462
کالی کاٹ 597،28
کالیکے ناگرے 141
کانپور 632
کانگوبرازاویل 448
کانور ٹاؤن 28
کبابیر 586،195
کراچی 27، 111، 209، 223، 224، 299، 361، 417، 552، 596، 631، 632
کرناٹک 28، 460، 597
کروشیا 444، 474، 495، 592
کشمیر 208، 209، 496
کلکتہ 28، 464، 597، 632، 653
کلیمنتان 646
کنانور ٹاؤن 597
کوبلنز 28، 596
کوپن ہیگن 289
کوپنگے 588
کوٹ عبدالمالک 141
کوٹلی آزاد کشمیر 27، 596
کوسووو 477، 474
کولگام 634
کولون 596
کونگو کنشاسا 25، 441، 589
کوہاٹ 417
کوونٹری 46، 47، 333
کوئٹہ 596
کوئمبتور 23
کیرالہ 28، 597
کیرولائی 597
کیلگری 28، 574، 596، 599، 608، 609، 610، 611
کیمرون 27، 595، 596
کینیڈا 26، 27، 439، 524، 525، 534، 537، 540، 541، 544، 545، 551، 567، 570، 574، 592، 594، 595، 612، 596، 616، 618، 622، 623
کینیڈا میں دفتر اطفال کا آرگنائز طریق سے کام ہونا 28
جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کا آغاز 522
کینیڈا کی جماعت کو مسجد کی تعمیر کا اکثر کام رضاکاروں کے ذریعہ کرنے کا اعزاز حاصل ہونا 575
کینیڈا کی جماعت کا بھی دنیا کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح اخلاص ووفا میں قدم بڑھانے والا ہونا 598
کینیڈا کے مختلف فنکشنز کے متعلق بعض تاثرات 599 تا 611
کینیڈا کے دورے کے دوران ایک جرنلسٹ کا حضور انور سے دنیا کے مسائل کے حل کے متعلق ایک سوال کرنا 613
گجرات 27، 348، 596، 641
گراس گراؤ 28، 596
گلاسگو 27، 194، 236، 514، 516، 517، 518، 596
گلزار ہجری کراچی 361، 631
گلشن اقبال کراچی 632
گلشن معمار کراچی 631
گلفورڈ 490
گنی کناکری 27، 451، 588، 589
گوادر 208، 209
گوٹن برگ 275
گوٹھ نگر 60
گوجرانوالہ 27، 333، 334، 596
گورداسپور 190، 228، 229
گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ ڈاک 78
گورداسپور میں مولوی غلام علی کی جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطی نماز پڑھنا 167
گورکھپور 652
گوکھوال 361
گولیکی 318
گوئٹے مالا 444، 445، 570
گوئی آزاد کشمیر 209
گیانا 447
گیمبیا 22، 46، 590، 595
گھانا 27، 448، 555

ل، م

لاٹویا 479
لاس اینجلس 28، 597
لامپونگ 647
لاہور 27، 48، 64، 68، 109، 115، 159، 209، 223، 233، 311، 348، 383، 397، 407، 548، 554، 556، 561، 596، 608، 623، 632
لائبیریا 551، 595
لائیڈ منسٹر 597، 607
لتھوینیا 474، 480
لدھیانہ
صحابہؓ کا غوث گڑھ سے لدھیانہ تک

روزے رکھ کر سفر کرنا اور حضورؐ کا ان کا روزہ افطار کروا دینا 313
لدھیانہ میں حضورؑ کا روزہ رکھنا، طبیعت خراب ہونے پر روزہ افطار کر دینا 315
لمبرگ 596
لندن 27، 30، 31، 47، 299، 407، 492، 517، 524، 537، 547، 549، 550، 551، 552، 53، 557، 596، 596
لوگن 597
لویری والا 333، 334
لیبیا 407، 409، 600
لیسٹر
حضور انور کا لیسٹر میں عشاء کی نماز کا پورا پڑھانا اور لوگوں کو سوال پیدا ہونا کہ قصر کیوں نہیں کی 227
لیوئیشم 596
ماڈل ٹاؤن 608
ماریشس 24، 107، 595
مازڈن پارک 28، 597
مالٹا 474، 478، 479
مالمو 265، 266، 288، 292، 293، 294
حضور انور کی مالمو جماعت کے احمدیوں کو اپنی تعداد کو بڑھانے کی طرف توجہ دلانا 267
مالی 27، 590، 595، 596
مانچسٹر 493
ماؤنٹ ڈروئیٹ 28
مایوٹی 32
محمد آباد سٹیٹ سندھ 111
مدینہ 34، 50، 51، 53، 239، 506
مڈل ایسٹ 27، 595
مڈلینڈ 47، 596
مراکش 475
مسی ساگا 596
مشرق وسطیٰ 290
مشرقی پاکستان 182
مشرقی یورپ 250
مصر 70، 107
مقدونیہ 444
مکہ مکرمہ 199، 213، 262
فتح مکہ کے موقع پر کعب بن زہر کا قبول اسلام کا واقعہ 51، 507
مکہ سے ہجرت 34
فتح مکہ کے موقع پر ہندہ کا قبول اسلام 55
مکہ سے ہجرت کے دوران حضرت زینبؓ پر قاتلانہ حملہ 50، 506
مکہ میں آنحضرتؐ کی مخالفت 33
ملبرن 28، 597
ملبرن بیروک 597
ملبرن لانگ وارن 597
ملتان 27، 232، 596
ملٹن 597
ملٹن جارج ٹاؤن 28
من ہائم 596
منڈی بہاؤالدین 596، 299
مہاراشٹرا 28، 597
مہدی آباد 596
موانزہ ریجن 588
مورفلڈن والڈورف 28
مورفیلڈن 596
موسک ویسٹ 596
میانوالی 596
میرپور آزاد کشمیر 596
میرپور خاص 27، 60، 596
میسیڈونیا 474، 475، 476، 481

ن، و

ناروال 596
ناروے 25، 266، 268، 595
ناصر آباد کشمیر 634
ناصرت 14
ناکسکو 289
نائیجر 27، 442
نائیجیریا 27، 448، 595
نجیب آباد 552
ندھیری آزاد کشمیر 208، 209
ننکانہ صاحب 299
ننگل 203
نوکوٹ 60
نوئیس 28، 596
نیپال 19
نیدا 596
نیو مولڈن 27، 596
نیویارک 418
والڈروف 596
وان 28، 536، 596
وائن گارٹن 28، 596
وڈبرج 28
وڈالہ 396
ورجینیا سینٹرل 597
ومبلڈن پارک 27، 596
ووسٹر پارک 596
وولور ہیمپٹن 496
ویزبادن 28، 596
ویسٹ بنگال 28
وینکوور 28، 596

ہ، ے

ہالینڈ 47

ہائیڈل برگ 112
ہڈرز فیلڈ 452
ہندوستان 20، 23، 27، 158، 182، 239، 323، 376، 378، 460، 464، 622، 635، 653
ہندوستان میں ترقیات کا ذکر 19
مسلمانوں کا عقیدہ کہ ہندوستان میں انگریزوں کے حاکم ہونے کی وجہ سے جمعہ نہیں ہو سکتا 166
حضرت مسیح موعودؑ کی ہندوستان میں جمعہ کیلئے تعطیل کی تجویز 372
ہندوستان میں زیادہ تر دیہاتی اور غریب لوگوں کا احمدیت قبول کرنا 377
ہندوستان میں مخالفت کے وجہ سے بعض کمزور ایمان والوں کا کمزوری دکھانا 377
حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر پورے ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں، غیر احمدی علماء کی مخالفت 652
ہنگری 474
ہیمبرگ 28، 596
یادگیر 460
یارک/ہیرس برگ 28
یارک 597
یمن
آپؐ کا یمن کے مقرر کردہ والیوں کو نصیحت 391
یو۔کے 32، 88، 181، 182، 333، 379، 392، 417، 439، 446، 447، 448، 475، 489، 490، 492، 510، 513، 542، 544، 552، 553، 555، 595، 669
یوپی 552
یورپ 47، 107، 186، 237، 250، 266، 293، 298، 369، 413، 457، 474، 478، 480، 486، 492، 543، 574، 592، 593، 602
یورپین لوگوں کا خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر حماقت میں مبتلا ہونا 38
یورپین ممالک میں احمدیت کی اشاعت 66
مخالفت کی وجہ سے لوگوں کا پاکستان سے یورپ آنا 259
یورپ کا بھی رؤیت کو زیادہ معتبر سمجھنا 304، 305
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اپنے دور خلافت میں یورپ کے آٹھ دورے کرنا 551
یوگنڈا 27، 422، 443، 448
یوگوسلاویہ 294
یونان 38، 444
Abode of Peace, 612
Belize 417,542
Brampton 543
Cheam South 27
Cologne 596
Dallas 28
Florsheim 28,596
Gillingham 27
Hanau 28
Houston North 28
Jambi 647
Kalimantan 646
Koblenz 596
Lampung 647
Leamington Spa 596
Mayotte 32
Middlesex 27
Midlands 27
Neida 596
Rainham South 596
Raynes Park 27
Roedermark 28,596
Scunthorpe 596
Seatle 28
Sinwe Kpota 591
Vunda Mulunde 589
Weingarten 596
Worcester Park 27
Yeeda 590